www.ataunnabi.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار حضور حافظ ملت بانی الجامعۃ الاشرفیہ

ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

حافظ ملت نمبر

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اعظمی
ناظم تعلیمات

[illegible]

علامہ
ضیاء المصطفیٰ قادری

ایڈیٹر
بدر القادری

جلد ۳ شمارہ ۲۹-۳۰-۳۱ جون، جولائی، اگست ۱۹۷۶ء رجب، شعبان، رمضان ۱۳۹۶ھ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت نمبر

سرپرست ——— حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب قبلہ جانشین حافظ ملت

نگراں ——— حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قادری نائب صدر الشریعہ

ایڈیٹر ——— بدرالقادری

پرنٹر ——— بدرالقادری

پبلیشر ——— بدرالقادری

کتابت ——— قاری محمد زبیر مبارکپوری

کتابت ——— مشتاق علی الہ آبادی

تزئین کار ——— مسعود جاوید الہ آبادی

طباعت ——— اسرار کریمی پریس جانسین گنج الہ آباد

طباعت ٹائیٹل و فوٹو ——— اینگل پرنٹرس الہ آباد

اہتمام ——— شعبۂ نشریات الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

پروف ریڈنگ ——— نعیم اعجازی۔ محمد اسرائیل اختر رودولوی وغیرہ

قیمت ——— ۲۵ روپئے

قیمت غیر ممالک کیلئے ——— ۲۵ روپئے علاوہ ڈاک خرچ

مقام اشاعت ——— دفتر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور ۲۷۶۴۰۴ ضلع اعظم گڈھ یو.پی ہند

ایڈیٹر پرنٹر پبلیشر بدرالقادری نے اسرار کریمی پریس جانسین گنج الہ آباد سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ سے شائع کیا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فہرست حافظ ملت نمبر

پیغامات

تبرکات

تاثرات

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

قطعات تاریخ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فضائل و کمالات

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سیرت وسوانح

کارنامے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

روحانیت

متفرق مضامین

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اہل تعلق

مناقب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پیغامات

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سید العرفا سند الاصفیا حضرت مولانا الحاج سید شاہ حسن میاں صاحب مسند نشین سجادہ خوشحہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ

مکرمنا المحترم زید مجدکم السامی   وعلیکم السلام والرحمۃ والبرکۃ

گرامی نامہ ملا۔ یاد آوری اور فقیر نوازی کا شکریہ مجھ جیسے طالب علم کے لئے ایسے "عظیم الشان نمبر" کے لئے جو ایک ایسی ذات گرامی سے منسوب ہے جس کے ادنیٰ خوشہ چین حکمت و دانش علم و معرفت کی چلتی پھرتی یونیورسٹیاں ہیں۔ کچھ لکھنا گویا امتحان دینا ہے۔

یاد آئی سنہ ۱۹۴۳ء کی وہ صبح جب مارہرہ کی برکاتی خانقاہ میں حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقۃ علیہ الرحمہ کے ساتھ پہلی بار حافظ ملت (علیہ الرحمۃ والرضوان) کی زیارت ہوئی تھی اور آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء کی کانپور کانفرنس منعقدہ نومبر سنہ ۱۹۶۳ء میں پہلی بار اور۔ یوم تہنیت اعظم سنہ ۱۹۷۵ء بمبئی میں دوسری بار ان کا مبارک بیان سننے کا موقع ملا۔ آخری بیان میں نے دو سنا کو دار العلوم برکاتیہ گھبر ضلع بستی کے سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد کے موقع پر اپریل سنہ ۱۹۷۶ء میں فرمایا تھا۔ ان تمام مواعظ حسنہ میں علم و حکمت کے موتی پروئے تھے۔ انداز گفتگو میں نوجوانوں کی گھن گرج کی سی تھی جو بات منھ سے نکلتی ایک پیچ سی گڑ جاتی علم و حکمت کا یہ درخشندہ آفتاب جس کی ضیا باری سے اقطار ہند و بیرون ہند منور جس کی شعاعیں دور دور تک بکھری ہوئیں۔ جو یقیناً کھانے کے دسترخوان سے لے کر محراب و منبر اور مسند درس و افتاء سے تخت مشیخت تک حافظ ملت تھے۔

مؤقر جریدہ ماہنامہ اشرفیہ قابل مبارکباد ہے کہ اس نے اپنا عظیم الشان حافظ ملت نمبر" شائع کر کے ایک بار ہمیں پھر بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کی یادگار "الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر کے لئے آئیے ہم سب مل کر سیسہ پلائی دیوار بن جائیں۔ السعی منی والاتمام من اللہ

والسلام خیر خدام

فقیر برکاتی سید حسن میاں

۱۴؍۹؍۷۶ء

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضور برہان الملۃ قبلہ مفتی اعظم مدھیہ پردیش

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عزیز القدر مولانا بدر القادری اعزہ ربہ القوی

سلام ودعا رحمت وعافیت! یادگار حافظ ملت ماہنامہ اشرفیہ "نمبر" کے لئے نیک خواہشات!

عزیز العلماء جمیل الفضلاء حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار اور ان کے ذکر خیر کے حامل ان کے علمی اور عملی شاہکار اولاً تو ان کے شاگرد اور تلامذہ ہیں جن کے ذہن اور قلوب ظاہر و باطن حافظ ملت کی تعلیمات اور ان کے ارشادات اور ان کی ہدایات کا مظہر ہیں۔ دوسرا وہ مرکز علم، معدن علم، منبع علم، ہے جو بصورت عمارت عظیمہ دار العلوم قائم ہے جسے حال کے محاورے میں یونیورسٹی کہا جاتا ہے اگرچہ حافظ ملت قدس سرہٗ واصل رحمت الٰہی ہوئے اور ظاہری اعمال سے مستغنی۔ لیکن حسب ارشاد قرآن مجید۔ یحیی من حیی عن بینۃ۔ جس کی تفسیر اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے یوں فرمائی۔ حیی عن بینۃ فکیف یموت۔ وہ اپنی اس کھلی نشانی کے ساتھ زندہ جاوید ہیں۔ اور حسب ارشاد حدیث شریف اذا مات الانسان۔ انقطع عملہ الا من ثلثۃ۔ صدقۃ جاریۃ۔ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو اللہ بالخیر۔

حافظ ملت علیہ الرحمہ کا صدقہ جاریہ دار العلوم اشرفیہ دیدہ زیب ودلکش تعمیر ہے۔ اور علم ینتفع بہ دار العلوم میں علوم دین وشرع متین کی تعلیم اور ولد صالح یدعو لہ بالخیر۔ حافظ ملت کے صاحبزادہ خصوصاً علامہ مولانا عبد الحفیظ صاحب جانشین صاحب سجادہ حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ اور اولاد علمی وروحانی شاگرد وتلامذہ ہیں۔ رب العزت تبارک وتعالیٰ ان تمام، مبارک یادگاروں کو دین متین وشرع مبین۔ اشاعت اسلام اور ترقی مسلمین کے لئے بقاء ودوام عطا فرمائے۔ آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی مظہر لطفہ وقاسم نعمہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

الفقیر عبد الباقی محمد برہان الحق القادری الرضوی السلامی الجبلپوری عفی عنہ

۱۰ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت مولانا حکیم الحاج سید شاہ عزیز احمد صاحب قبلہ

سجادہ نشین خانقاہ حلیمیہ ابوالعلائیہ

چک نیا مجرہ۔ الہ آباد

مکرمی ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ

بہت بہت دعائیں۔

مجھے یہ جان کر بے پناہ مسرت ہوئی کہ جماعت اہل سنت کا عظیم اور سنجیدہ ترجمان۔ ماہنامہ اشرفیہ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کی یاد میں ایک خصوصی اور ضخیم شمارہ کرنے جا رہا ہے خدا کامیابی رحمت فرمائے میری نیک دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ نے اس اہم اور عقیدت مندانہ ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے واقعی حوصلہ کا مظاہرہ کیا ہے ضرورت ہے کہ اللہ کے اس نیک اور مقرب بندے کے علمی اور عملی مجاہدات کی تاریخیت اور صداقت کو زیادہ سے زیادہ زیر قلم لایا جائے آپ میری جانب سے مبارکباد قبول فرمایئے۔

مزید کیا عرض کروں حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کی ہمہ گیر بلیغ اور مخلص شخصیت کو عظیم و علیم تسلیم کرنے میں مجھے کبھی تکلف نہیں رہا جب جب بھی ملاقات ہوئی ہے بے پناہ متاثر ہوا ہوں اپنے ہمعصر علماء اور رفقاء کے درمیان ان کی شخصیت ہمیشہ اجاگر رہی۔ وہ بیک وقت درس و تدریس کے بادشاہ بھی رہے اور وادی پرخار کے بے خوف مسافر بھی۔ دار العلوم اشرفیہ کو الجامعۃ الاشرفیہ میں تبدیل کر کے حافظ ملت نے عظیم کارنامہ انجام دیا ہے مبارکپور جیسے ایک مختصر سے قصبہ کو علم و فن اور رشد و صفا کا مرکز بنا دینا یہ اسی کا ظرف ہو سکتا ہے جس کے سینے میں ذمہ داری کا احساس کرنے والا دل بھی ہوتا ہے۔ آج مجھے حافظ ملت کو "المجاہد" کہنے میں مجھے کوئی تکلف نہیں۔ پائدار مجاہدانہ رفتار کی رمق کو میں نے حافظ ملت کی پیشانی پر نمایاں طور پر دیکھا ہے۔ اسکے علاوہ ان کا حسن اخلاق سلوک وفا اور دلکش وضع داری کی جامعیت بھی اپنا الگ معیار رکھتی تھی منکسر المزاجی اور عجز نوازی فطرت میں شامل تھی حلیم الطبعی نے غالباً ہر طبقہ کے افراد کو متاثر کیا ہے۔ چند سال پہلے میری شدید بیماری کے موقع پر حافظ ملت خاص طور سے عیادت کو الہ آباد تشریف لائے تھے جنھیں دیکھ کر میں نے بے پناہ تقویت کا احساس کیا تھا میری صحت کاملہ کے لئے ان کی دعاؤں کا بھرپور فیض جاری تھا اسکے علاوہ وہ متعدد بار عرس فاطمی میں بھی تشریف لا چکے ہیں۔

الغرض خراج عقیدت کے طور پر "حافظ ملت نمبر" کی اشاعت یقیناً قابل صد تحسین ہے اور آپ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ایسے نیک مگر مشکل ترین کام کی جانب توجہ فرمائی۔ اس خصوصی شمارے کے سلسلے میں میری رائے ہے کہ فراخ دلی کا بھرپور مظاہرہ کرنے کی کوشش کیجئے اور ہر مکتبۂ فکر کی آراء کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کیجئے تاکہ مخصوص فرقہ وارانہ رویہ کی سرحد سے ہٹ کر بھی کچھ دیکھا سمجھا جائے۔ فقط دعا گو۔ حکیم عزیز احمد حلیمی ابوالعلائی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

امین شریعت حضرت مولانا مفتی محمد رفاقت حسین صاحب قبلہ مفتی اعظم کانپور

عزیز القدر مولانا بدر القادری صاحب

ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

سلام ودعائیں۔ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی حیات اور خدمات پر مشتمل ایک یادگار خاص نمبر نکال رہا ہے۔ اس سے مسرت ہوئی اپنے بزرگوں اور رہنماؤں کو یاد رکھنا اور ان کے کارناموں سے دنیا کو روشناس کرانا ہر زندہ قوم کا وطیرہ رہا ہے۔

حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی کو مجاہد و متحرک اسلاف کرام کے نقش قدم پر چل کر اور نمایاں ملی خدمات انجام دے کر مسلمانوں کو موجودہ دور میں دینی خدمات کا جو اسلوب عطا کیا ہے وہ قابل تحسین اور قابل تقلید ہے میں آپ کو اور ذمہ داران اشرفیہ کو اس تعمیری اقدام پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولا تعالٰی جزائے خیر عطا فرمائے اور مزید دینی خدمات کا موقع دے آمین۔ بجاہ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

محمد رفاقت حسین

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

شہزادۂ غوث الوریٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ حضرت القادری دربار شریف قادریہ کلکتہ

محترم المقام

السلام علیکم ورحمہ

وقیع حافظ ملت نمبر کی اشاعت لائق مبارکباد ہے۔ حافظ ملت آسمان علم وفن کے وہ نیر تاباں تھے جن کی ضیا باریوں سے ملک و بیرون ملک کا گوشہ گوشہ جگمگا رہا ہے آپ عالم با عمل درویش بے بدل اہل دل اور صاحب حال تھے۔ عاشق رسول شیدائے اہل بیت اطہار اور فدائے غوث الابرار تھے آپ کی ہر ادا اخلاق نبوی کی تصویر تھی۔ عجز و انکساری تواضع و خاکساری آپ کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا جب آپ دربار شریف میں تشریف لائے تو فقیر نے بارہا کہا کہ ذرا آرام سے تشریف رکھیں لیکن وہ فدائے غوث پاک دوزانو ہی بیٹھے رہے۔ انداز گفتگو اتنا پر کیف و دلکش تھا کہ سننے والا محو حیرت ہو جائے۔ زور بیان ایسا انقلاب آفریں کہ دلوں کی دنیا بدل جائے۔

الجامعۃ الاشرفیہ آپ کا وہ عظیم شاہکار ہے کہ قوم و ملت الی یوم القیام اس پر ناز کرتی رہے گی فقیر قادری آپ کے تمام متعلقین مریدین اہل خیر تلامذہ اور اہل مبارکپور کو مبارکباد دیتا ہے کہ تمہاری زمین بھی مبارک تمہارا آسمان بھی مبارک سعی بھی مبارک عزم بھی مبارک کاوشیں بھی مبارک حوصلے بھی مبارک حافظ ملت کا مزار بھی مبارک اور یہ حافظ ملت نمبر بھی مبارک۔

مولےٰ تعالےٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوب پاک سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے صدقے آپ کے جانشین علامہ شاہ عبد الحفیظ قادری سلمہ اللہ کو آپ کا صحیح جانشین بنائے۔ اور تمام اہل تعلق سے دین کی خدمت لے آمین بحرمۃ سید المرسلین وغوث السمٰوٰت والارضین

سید غلام مصطفےٰ حضرت القادری

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مکتوب گرامی حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب صدر مرکزی مجلس رضا لاہور

مرکزی مجلس رضا لاہور

گرامی قدر حضرت مولانا صاحب زید مجدکم

سلام و رحمت - !

گرامی نامہ صدور لایا۔ یاد فرمائی کا شکریہ! "اشرفیہ" کے حافظ الملت نمبر کی تکمیل کی اطلاع سے دلی خوشی ہوئی۔ محترما! مخدوما! زندہ قومیں اپنے عظیم اسلاف کے عظیم کارناموں اور ان کی نیک یادوں کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی سعی کرتی ہیں آپ نے حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کی علمی دینی اور ملی خدمات جلیلہ کے تذکار پر مشتمل "ماہنامہ اشرفیہ" کا ایک ضخیم و جحیم نمبر مرتب کر کے اہل سنت کی زندگی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔

اور یہ نمبر اہل سنت کے علماء اور عوام دونوں کے لئے دعوت فکر ہوگا۔ اس پیش کش پر احقر اور جملہ اراکین "مرکزی مجلس رضا لاہور (پاکستان) کی طرف سے مبارکباد قبول کیجئے۔

والسلام بالاکرام

محمد موسیٰ عفی عنہ لاہور

۱۱ مئی ۷۶

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ لاہور

محترم و مکرم حضرت مولانا صاحب زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ !

مزاج شریف ،

یہ امر باعث مسرت ہے کہ آپ حضرات ماہنامہ اشرفیہ کا حافظ ملت نمبر شائع کر رہے ہیں حضرت حافظ ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلا مبالغہ جلال علم و فضیلت اور جمال فقر و معرفت تھے۔ پاکستان میں فیض رضوی وامجدی حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ سے اور ہندوستان بلکہ دیار غیر میں حضرت حافظ ملت قدس سرہ سے خوب خوب پھیلا حضرت حافظ ملت قدس سرہ دنیائے سنیت میں ایک انجمن تھے۔ ایک تحریک تھے جنھوں نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں علماء میں سنیت کا وہ درد اور سوز پھونک دیا کہ ان میں سے ہر ایک مسلک حق کا ترجمان اور مبلغ بن گیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ حافظ ملت نمبر کی اشاعت بھی انہی کے فیض تربیت کا اثر ہے۔

مولائے کریم جل مجدہٗ دارالعلوم اشرفیہ ماہنامہ اشرفیہ اور حضرت کے تلامذہ و مستفیدین کے ذریعہ آپ کی برکات تا قیامت جاری و ساری رکھے آمین

محمد عبدالحکیم شرف قادری

لاہور

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

شعائر

بدر القادری

○ سراپا ○ لباس ○ اوصاف ذاتی ○ مرد مومن ○
خوف خدا ○ معیار ایمان ○ حب خدا ورسول ○ یکسانیت ظاہر و
باطن ○ معمولات ○ اخلاق ○ حیاء ○ سادگی ○
کفایت شعاری ○ توکل ○ صبر و تحمل ○ تواضع ○
استغناء ○ ایفائے عہد ○ رفاقت وعیادت ○ حوصلہ افزائی
شاگرد نوازی ○ اہل نسبت کا احترام ○ چند اخلاقی تعلیمات
ایثار و قربانی ○ روشن ماضی کی یاد ○ تزکیہ نفس ○
قرآن عزیز سے عشق ○ علمیت ○ محکم گرفت ○ حزم و
احتیاط ○ شان علم ○ علمی وثوق ○ حاضر جوابی
○ نظافت بیان ○ انداز موعظت ○ بیقرار تمنا
○ افلح من یعارج المساجد ○ حافظ ملت کا آئیڈیل
○ عصری نظام تعلیم اور حافظ ملت ○ خود افروز و جگر
سوز ○ مرکز کی اہمیت ○ اذاروا ذکر اللہ ○ پہونچی
وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا ○ لمحہ فکریہ ○
حافظ ملت نمبر :

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سراپا

گوری رنگت، روشن چہرہ، پیکر دل میں کھبتا سا
پہچانو، ہم آئینے میں صورت ایک دکھاتے ہیں

منور چہرہ ۔ گولائی لئے ہوئے ــــ پُر رعب ــــ پُر وقار۔

پیشانی ۔ قدرے کشادہ ــــ جس کا بالائی حصہ ابھرا ہوا۔

ابرو ۔ باریک گنجان ــــ منفصل ــــ کسی قدر ڈھلکے ہوئے۔

آنکھیں ۔ سیاہ ــــ بے داغ ــــ پُر سکون ــــ نظریں جھکی ہوئیں

رنگت ۔ گندم گوں ــــ جس میں سرخی غالب۔

سر ۔ بڑا ــــ مدور ــــ ہر طرف سے بھرا ہوا ــــ جس پر بال سیدھے اُگے ہوئے ــــ نرم نرم (آخر عمر میں زیادہ تر سفید ــــ اور گنج سے محفوظ)

پلکیں ۔ گھنی ــــ بالکل سیاہ۔

ناک ۔ بلندی مائل ــــ جس سے نورانیت نمایاں۔

رُخسار ۔ بھرے ہوئے ــــ گوشت ذرا نیچے کو ڈھلکتا سا۔

لب ۔ پتلے ــــ سرخی مائل۔

دہن ۔ باعتدال فراخ۔

دندان ۔ چھوٹے ــــ ہموار ــــ (انتہائی خوشی کے تبسم پر نظر آنے والے)

ریش ۔ مسترسل ــــ زیادہ گھنی نہیں ــــ کچھ بال سیاہ بھی۔

مونچھ ۔ پست ــــ نہ زیادہ چوڑی ــــ نہ بہت باریک ــــ دونوں کنارے داڑھی سے متصل

کان ۔ متناسب لمبائی لئے ہوئے۔

ٹھوڑی ۔ گول ــــ چاہ زنخ ہلکا دبا ہوا۔

گردن ۔ قدرے معتدل

شانے ۔ ہموار ــــ آخر عمر میں سامنے کو کچھ جھکے ہوئے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہاتھ ۔ لمبے ــــ

بازو ۔ پر گوشت ــــ بھرے ہوئے ــــ مضبوط ۔

کلائیاں ۔ چوڑی ــــ کچھ روئیں دار ۔

ہتھیلیاں ۔ پر گوشت ــــ فراخ ــــ قدرے سخت ــــ لکیریں نمایاں ۔

انگلیاں ۔ لمبی ــــ موزوں حد تک دراز ــــ درمیان میں کچھ خلا ۔

ناخن ۔ سرخی مائل ــــ انگلیوں سے ہموار ۔

سینہ ۔ کشادہ ــــ روئیں کم ۔

شکم ۔ سپاٹ ــــ سینے کے مقابل دبا سا ۔

پشت ۔ سیدھی ۔

کمر ۔ متناسب ۔

پنڈلیاں ۔ مضبوط ــــ بھری ہوئی ــــ ٹھوس ــــ جس پر روئیں کم ۔

پاؤں ۔ متوسط ــــ

ایڑیاں ۔ گول ــــ

قد ۔ میانہ ــــ

لباس

عمامہ ــــ ٹوپی ــــ شیروانی ــــ کرتا ــــ پاجامہ وغیرہ ۔

شیروانی ۔ مختلف الالوان

عمامہ ۔ اکثر بادامی یا کتھئی مالاگیری رنگ کا ــــ سوتی ــــ پانچ گزی ــــ بائیں جانب پیچ خوب واضح ۔ شملہ کمر سے اوپر تک شلوار نما پاجامہ

ٹوپی ۔ دوپلی ــــ گہری ــــ سادی

کرتا ۔ کلیدار ــــ لانبا ــــ گھٹنوں سے نیچے تک

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

رومال • ابتداءً حیدرآبادی ـــ بعد میں بھاگلپوری ـــ طویل و عریض

انگوٹھی اور گھڑی • دائیں ہاتھ میں پہنتے

نگینہ • پہلے فیروزہ پہنتے تھے بعد میں عقیق ـــ جس کے بیچ میں سفید ہالی نشان

جوتا • جے پوری ناگرہ ـــ دائیں بائیں کی قید سے آزاد

اوصاف ذاتی

چہرہ میں مردانہ جاذبیت کی جھلک ـــ خاموشی میں وقار و طمانیت نمایاں ـــ پیشانی چمکدار جبہ و دستار زیب تن فرمائیں تو لطافت روحانی پورے پیکر کو محیط ـــ مقام درس اور مسند ارشاد پر بیٹھیں تو جلالت علمی کا ترشح ـــ عام بات چیت میں نرم روی ـــ سنجیدگی، اور محبت و رافت کی جھلملاہٹ ملاقاتیوں سے ہمدردانہ انداز میں زیادہ سننے اور اپنی جانب سے کم بولنے کی عادت ـــ مناظرہ و مباحثہ میں مخالف کی حرکت پر چیتے جیسی نگاہ۔ شکرے جیسی جھپٹ ـــ اور شیر جیسا جگر جلادار ـــ مبہوت کن ـــ حلقہ درس گاہ میں ـــ باوقار ـــ محققانہ انداز کلام ـــ عام نشستوں میں بار حیا سے نظریں جھکائے آگے کو قدرے سر خمیدہ ـــ مگر مجلس بھر میں نمایاں۔ راستہ چلنے میں نگاہیں نیچی۔ چلتے وقت جسم آگے کو مائل۔ گویا کسی بلندی سے اتر رہے ہوں۔ رفتار سیدھی تیر کی طرح پرسکون چلتے قدم سے ہمیشہ داہنی طرف چلتے بات چیت کے دوران کسی بات پر تائید کے لئے سر کو جنبش دیتے۔ اور فرماتے "جی۔ ہاں" الفاظ کی ادائیگی میں پورا زور ہوتا۔ بہت خوشی میں بھی قہقہہ نہ لگاتے۔ بلکہ مطابق سنت دانت کی سفیدی نظر آجاتی۔ اور کبھی ہنسی ضبط کرنے میں آنکھیں نمناک ہو جاتیں گرمی کے موسم میں بھی پسینہ میں کسی طرح کی بو نہ ہوتی۔ فرماتے۔ یہ قرآن عظیم کی برکت ہے۔

---

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مومن کامل

حافظ ملت کا سب سے جامع تعارف یہ ہے کہ وہ ایک مومن کامل تھے۔ تجلیات ایمانی کی پرتو افشانی سے شخصیتوں میں کیسا نکھار پیدا ہوتا ہے۔ اور نگار خانۂ جسمانی سے حسنات کی کرنیں کس طرح چھنتی ہیں۔ یہ خود حافظ ملت سے سماعت فرمائیں۔

نور ایمان سے جب مومن کا دل جگمگا اٹھتا ہے تو اس کا پاکیزہ اثر روحانیت پر اس درجہ ہوتا ہے کہ روح مرتبۂ کمال پر پہونچتی ہے حیوانیت دور ہو جاتی ہے اور لوازم بہیمیت کافور ہو جاتے ہیں اس وقت انسان اخلاق حمیدہ سے آراستہ و پیراستہ ہو کر انسان کامل ہو جاتا ہے۔ اور اپنے خالق و مالک کو خوب پہچانتا ہے۔ اسی کی طاعت و عبادت میں لذت پاتا ہے پیکر اخلاق بن جاتا ہے جو کام کرتا ہے رضائے الٰہی اور خوشنودی خداوندی ہی مقصود ہوتی ہے۔ زبان اور ہاتھ ہی کیا، جسم کے تمام اعضاء حکم الٰہی کے ماتحت ہی کارفرما رہتے ہیں۔ ہر حرکت و سکون تحفۂ معبود ہی کے لئے ہوتا ہے۔ (معارف حدیث ص ۲۰۵)

مذکورہ بالا جملوں کی گہرائیوں میں اتریئے تو گویا حافظ ملت کا پیکر نظر آرہا ہے ان کے پیکر جسدی میں یقیناً ایک ایسی سعید روح جلوہ گر تھی جو خلوت سے جلوت تک کی پوری مسافت حیات میں رضائے حق کے لئے وقف نظر آتی ہے۔ وارث علوم انبیاء اور حامل اخلاق نبی کے لحاظ وہ سچے نائب رسول تھے۔

خوف خداوندی

وہ ایک بے خوف، نڈر، جری، بہادر، انسان تھے۔ انھیں کسی کا خوف نہ تھا اس لئے کہ وہ خدا سے اس طرح ڈرتے تھے جو ڈرنے کا حق ہے۔ مسلمانوں کو بھی زندگی بھر خوف خداوندی کی تعلیم فرمائی۔ یہ اس لئے تاکہ وہ خوف دنیا سے بے نیاز ہو جائیں خدا سے ڈرنے والا کسی اور سے ہرگز نہیں ڈرتا حافظ ملت کی ذات اس کا زندہ ثبوت ہے۔ مسلمانوں کو مخاطب کر کے جس مجاہدانہ طمطراق کے ساتھ عالم سے بے خوف ہونے کا سبق دے رہے ہیں۔ وہ انہیں کا حق ہے۔

"مسلمان خدا سے ڈریں اور پورا ڈریں، صرف خدا سے ڈریں خدا کے سوا کسی سے نہ ڈریں غیرت خداوندی کو یہ ہرگز گوارہ نہیں کہ اس کا بندہ ہو کر اس کا پرستار ہو کر اس کے سوا کسی سے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ڈرسے۔

(ارشاد القرآن صفحہ ۴۰)

حافظ ملت کو رب تعالیٰ پر ایسا ایمان محکم ہے کہ اس کے علاوہ وہ سب سے بے نیاز ہیں اور دوسروں کو اسی بے نیازی کی تعلیم دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"کائنات عالم کے تمام تصرفات اسی مالک حقیقی کے قبضۂ قدرت میں ہیں اس کی مشیت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا وہی خالق اور مالک ہے، وہی زندہ کرنے والا ہے اور وہی مارنے والا ہے جس کو وہ مارے کوئی جلا نہیں سکتا اور جس کو وہ زندہ رکھے کوئی مار نہیں سکتا اور جس کو وہ عزت دے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا جس کو وہ ذلیل کرے اس کو کہیں عزت نہیں۔ مسلمان کا ایمان تو یہی ہے

(ارشاد القرآن)

توحید تو جب ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

حب خدا اور رسول

سب سے نمایاں صفت جو ان کی پوری حیات پر چھائی ہوئی ہے، وہ ہے حب خدا و رسول اور وہ پوری دنیائے اسلام کو اسی نشۂ ایمان میں سرشار دیکھنا پسند کرتے ہیں ایک مقام پر بڑی تفصیل سے لکھتے ہیں

محبت و مودت الفت و عقیدت ایک قلبی کیفیت ہے جو حیات انسانی کا محور اور زندگانی کا مرکز ہے میلان قلب ہی پر انسانی حرکات و سکنات کا مدار ہے دل کا جھکاؤ جس طرف ہوتا ہے، سر سے پیر تک تمام اعضا اسی طرف مائل ہوتے ہیں جس سے محبت ہوتی ہے اس کی ہر ادا اچھی ہر بات پیاری معلوم ہوتی ہے اس کے ہر قول و فعل کو اپنانا دلی خواہش اور قلبی تمنا ہوتی ہے۔ صرف یہی دیکھنا ہوتا ہے کہ محبوب کی مرضی کیا ہے۔ محبوب کیا چاہتا ہے۔ محبوب جو کہے وہ ہی کیا جائے جس طرف لے جائے اسی طرف جائے اس کے اشارۂ ابرو اور جنبش لب پر مرنا اور جینا معراج تمنا ہے۔ کرشمۂ محبت کا جب کہ اتنا بلند مقام ہے تو اگر قلب مومن میں کسی غیر کی محبت بھی اللہ اور رسول سے زیادہ ہو بلکہ برابر بھی ہو تو مومن کو رضائے الٰہی اور خوشنودی رسول حاصل کرنا محال ہے حالانکہ یہی مقتضائے ایمان ہے لہٰذا ضروری ہے کہ قلب میں سب سے زیادہ اللہ عز و جل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

وسلم کی محبت ہو۔ (معارف حدیث ص۴۳)

عزیزوں اور دوستوں کی الفت ہو یا جان و مال کی محبت اگر ان سب پر حب رسول غالب ہے تو یہ واقعی ایمان ہے۔ قابل مبارکباد ہے۔ اور یہی اللہ عزوجل کی بھی محبت ہے۔ محبت رسول ہی محبت خدا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ میں اسی کی تعلیم ہے۔ (معارف حدیث ص۴۴)

معیار ایمان

حافظ ملت کے نزدیک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہی ایمان کا وہ معیار ہے جس پر عقیدہ و اعمال کا سرمایہ تلتا ہے مصطفےٰ کا وفادار ہی خالق و مخلوق سب کا وفادار ہے جس نے اس بارگاہ سے غداری کی وہ اپنے رب کا بھی غدار ہے۔ دیکھئے کیا فرماتے ہیں۔

"ہر چھوٹے بڑے اپنے پرائے حتی کہ اپنی جان و مال عزت و آبرو ہر شے سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تکمیل ایمان کے لئے ضروری ہے۔ یہ دعویٰ تو ہر مسلمان کرتا ہے مگر

دعویٰ بلا دلیل قبول خرد نہیں

دلیل اس دعویٰ کی یہی ہے۔ ادائے حقوق مصطفےٰ میں جب کوئی طاقت کوئی قوت بھی مقابل آئے تو اس کو پاش پاش کر دیا جائے۔ دھجیاں اڑا دی جائیں۔ جان و مال عزت و آبرو کسی کا پاس نہ ہو اپنے آرام و راحت تکلیف و مصیبت کا خیال تک نہ ہو حکم الہی اور فرمان رسول کے مقابلے میں کسی کی کوئی پرواہ نہ کی جائے۔ شان رسالت میں گستاخی و بے ادبی کرنے والا خواہ اپنا باپ استاذ اور پیر ہی کیوں نہ ہو بڑے سے بڑے عالم و فاضل ہی کیوں نہ ہوں قلب مومن میں قطعاً اس کی گنجائش نہیں باپ کا ادب استاذ کا احترام پیر کی تعظیم و توقیر عالم دین کا وقار صرف رضائے الہی خوشنودی رسول کے لئے کیا جاتا ہے تو پھر اس گستاخ خدا و رسول سے مومن کا کیا علاقہ اور ایمان والے کا اس سے کیا تعلق (معارف الحدیث ص۴۴-۴۵)

یکسانیت ظاہر و باطن

حافظ ملت کی زندگی کے عوامی اور نجی دونوں رُخ بالکل یکساں ہیں ایک سی سادگی بے ساختگی نمائش سے گریز ملنساری اور محبت کی آمیزش اپنے اور پرایوں سے وضعداری پائی جاتی ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ایک شفیق باپ ایک درد مند بھائی ایک مخلص دوست ایک ذمہ دار مرشد ایک احسان شناس استاذ ان تمام حیثیتوں سے اُن کی ذات قابلِ اطمینان اور نمایاں خصوصیت کی حامل ہے۔ دیانت و قول و عمل کی یہ شان کہ اس زمانہ میں کم لوگوں میں دکھائی دیتی ہے۔ چھوٹا بڑا ہر ایک کی نگاہ آپ کی عقیدت کیشیوں سے بوجھل جس سے کردار کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ شخصیت کی حدود بہت دور تک پھیلی ہوئی ان کی روح کی روشنی سے بہت سارے دل بہت ساری محفلیں منور ہیں وہ خود اپنی ذات میں انجمن اور بہت سی انجمنیں ان سے فیضیاب ہیں۔

یک چراغیست دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

معمولات

ارشاد رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی ہو حافظ ملت فرائض و سنن کے بچپن سے پابند تھے جب سے بالغ ہوئے نماز تہجد شروع کر دی جس پر آخری عمر تک عمل رہا۔ صلوٰۃ الاوابین و دلائل الخیرات شریف وغیرہ روزانہ بلاناغہ پڑھتے آخری ایام میں پڑھنے سے معذور ہو گئے تو دوسروں سے پڑھوا کر سنتے تھے صبح کو ہر روز سورہ یٰسین و سورہ یوسف کی تلاوت کا التزام رکھتے اور جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کا بھی معمول تھا۔

اعمال سے دور و نفور قوم کو دعوت عمل دینا حافظ ملت کا خصوصی وصف ہے ایک جگہ فرماتے ہیں۔

اے غافل انسان تجھے اپنا کردار درست کرنا چاہیے نیک عمل ہی تیرے ساتھ جائے گا تیرا ساتھ دے گا تیرے کام آئے گا تو اپنے عزیزوں قریبی رشتہ داروں دوستوں کی خوشنودی رضاجوئی میں منہمک ہے۔ مال و دولت کی تحصیل میں سرگرداں ہے۔ ان کو اپنا مونس و غمخوار اور خیر خواہ سمجھتا ہے۔ یہ تیری نادانی و غفلت ہے۔ تیرا خیر خواہ و غمخوار تیرا نیک عمل ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یہ وہاں کام آئے گا جہاں بیٹے کوئی کام نہ آئے گا۔ (معارف حدیث ص۱۳۱)

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گل چیں بہار تو ز داماں گلہ دارد

اخلاق

اچھے اخلاق کے بغیر انسان قبولیت عام حاصل نہیں کر سکتا ارباب صفات حمیدہ اور خصائل حسنہ کے کام میں استحکام پختگی اور اثر انگیزی ہوتی ہے حافظ ملت جیسے ایک عظیم عالم ربانی تھے۔ ایک مصلح امت اور سماجی کارکن بھی تھے ان کا رابطہ انسانوں کے ہر طبقہ سے تھا۔ اور بحمداللہ ان سے تعلق رکھنے والے ہر طبقہ کے لوگوں نے ان کی شخصیت سے گہرے اثرات قبول کئے ہیں اس لئے کہ وہ خود اس شعر پر عمل پیرا تھے۔

اخلاق سب سے کرنا تسخیر ہے تو یہ ہے
خاک آپ کو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے

اسلامی اخلاق پوری زندگی اور لوازمات زندگی کو حاوی ہے شخصی عادات واطوار کی درستگی اور تہذیب کے بعد معاملات کے میدان میں ضابطہ دیانت و صداقت کی پابندی کر لینا بڑا کٹھن مرحلہ ہے۔ یہاں ہم اخلاق و صفات میں سے چند کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں۔

حافظ ملت کی ذات جن سے متصف تھی۔ صبر توکل۔ ایثار، استغناء بردباری وغیرہ پر ایک طائرانہ نظر ضروری ہے۔ ویسے تو ان عنوانات کا مکمل احصاء ”حیات حافظ ملت“ ہی میں ممکن ہے مگر اخلاق حافظ ملت کے چمن زار کی مختلف کیاریوں سے چند گل بوٹے جمع کر کے ایک مختصر گلدستہ تیار کئے بغیر شاید میرا اپنا ذوق خود مطمئن نہ ہو سکے خوبی یہ ہے کہ ان عنوانات اخلاق پر حافظ ملت کی تحریروں میں بھی جا بجا روشنی موجود ہے جس میں انہوں نے مخاطب تو قوم کو بنایا ہے مگر ملی اخلاق کی شیرازہ بندی کے لئے جس اسلامی اخلاق کا لائحہ عمل پیش کیا ہے ہمیں ان تمام میں حافظ ملت کا پیکر بھی چلتا پھرتا نظر آتا ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حیا

حیا صالحانہ زندگی کا زیور ہے۔ حافظ ملت اس متاع ایمانی سے آراستہ تھے راستہ چلتے تو نگاہیں نیچی رکھتے۔ فرماتے ہیں لوگوں کے عیوب نہیں دیکھا جاتا اپنے گھر میں ہوتے پھر بھی حیادارانہ انداز ہوتا بچیاں جب بڑی ہوگئیں تو اپنے گھر میں بھی بڑے احتیاط سے رہتے ایک مخصوص کمرہ خاص میں قیام فرماتے۔ نکلتے اور جاتے وقت نظریں جھکا رکھتے۔ گھر میں داخل ہوتے وقت چھڑی زمین پر زور سے مارتے تاکہ آواز پیدا ہو اور گھر کے لوگ خبردار ہو جائیں۔ غیر محرم عورتوں کو کبھی سامنے نہ آنے دیتے کسی کو داخل سلسلہ فرماتے تو اپنے رومال کا ایک حصہ پردے کی اوٹ میں دیدیتے بمبئی میں سیٹھ عبدالمجید صاحب رنگی محلہ کے مکان میں قیام پذیر تھے بلڈنگ میں رہنے والی عورتوں نے مشہور کر دیا کہ مولانا صاحب عورتوں سے پردہ کرتے ہیں لوگوں سے شدہ شدہ یہ بات حضرت تک پہونچی۔ فرمایا۔

کیا کیا جائے یہ ایک اچھی چیز ہے عورتوں نے چھوڑ دیا تو ہم نے اپنا لیا۔

تواضع

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے من تواضع للہ رفعہ اللہ۔ اللہ کیلئے انکساری کرنے والے کو خدا سربلند کرتا ہے۔

آج کل کے زمانے میں لوگ اونچے تعارف اور مبالغہ آمیز تعریف سے خود کو پہچنوانے کی کوشش کرتے ہیں حضور حافظ ملت قدیم اصول تواضع و انکسار کے پورے پابند تھے بلکہ ان کی انکساری کا تو یہ حال ہے کہ اپنے خوردوں کو خود سے بڑھا دیتے بعض تلامذہ کے بارے میں فرماتے "میاں یہ مجھ سے بھی قابل ہیں" محب محترم جیسے القاب جو عام طور سے لوگ اپنے دوستوں کو لکھتے ہیں حضرت اپنے تلامذہ اور چھوٹوں کو تحریر فرماتے۔ تواضع کی دوسری مثالیں "اہل نسبت کا احترام" کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

استغناء

حافظ ملت کو پروردگار عالم نے استغناء کی عظیم دولت سے سرفراز کیا۔ قدم قدم پر اس کی علامتیں ظاہر تھیں آپ کے بھائی جناب مولانا حکیم عبدالغفور صاحب کا بیان ہے کہ "دور طالب علمی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں جب میں مبارکپور میں زیر تعلیم تھا تو اس وقت طلبا اور مدرسین کے لئے مدرسہ سے مٹی کا تیل ملتا تھا۔ اور کھانے کے لئے جاگیروں کا انتظام تھا مگر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ میرے اور اپنے کھانے کا انتظام خود کرتے اور فرماتے کہ جب ہم اپنا کھا سکتے ہیں تو جاگیر کیوں کھائیں اور جب ہم اپنا تیل جلا کر مطالعہ کرنے کے لائق ہیں تو مدرسہ کا تیل کیوں خرچ کریں حضرت کبھی مدرسہ کے تیل کی روشنی میں مطالعہ نہیں فرماتے۔ یونہی شروع دور تدریس سے اخیر حیات تک کبھی اضافہ تنخواہ کی درخواست نہیں دی۔

خدا کے نیک بندوں کو حکومت میں غلامی میں
زرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغناء

ایفائے عہد

وعدہ کر کے نبھانا مومن کامل کی ایک اہم نشانی ہے فرمان رسول اِذَا وَعَدَ وَفَا کے مطابق سلطان کا طرۂ امتیاز ہے۔ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ مریض ہوں یا صحت نزدیک ہوں یا دور اپنے وعدہ کی پابندی کو اولین ذمہ داری کے طور پر ادا کرتے تھے۔

ایک بار نواوہ میں ایک میلاد شریف کے لئے دعوت قبول کر لی اس سے پہلے دن کہیں باہر جلسے میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے بھیڑ بہت زیادہ تھی ٹرین اور پلیٹ فارم پر تل دھرنے کی جگہ نہ تھی حضرت نے جب دیکھا کہ ٹرین میں جگہ ملتی نظر نہیں آتی تو اپنا بستر اور ناشتہ دان کھڑکی کی سلاخوں میں رومال سے باندھ دیا اور خود کسی طرح ڈبہ میں گھس پڑے مئو تک کا سفر کھڑے کھڑے کٹا رات کو تقریباً ساڑھے نو بجے رات کو گھوسی اسٹیشن پر اترے تو سواری ندارد بستر اور سامان لئے ہوئے پیدل ہی مبارکپور چل پڑے اور سوا دس بجے تک اندھیری رات میں گھر پہونچے اور طلبہ کے ساتھ لالٹین کی روشنی میں فوراً نواوہ پہونچے میلاد شریف ہو رہا تھا آپ سیدھے اسٹیج پر پہونچے اور شاندار تقریر فرمائی۔ باوجودیکہ صبح سے اس وقت تک کچھ نہ کھایا تھا چونکہ ناشتے سے قبل چل پڑے تھے دوپہر کا کھانا ٹرین کے رش نے لے لیا اور نواوہ ایسے وقت پہونچے کہ لوگوں نے سمجھا کھا ہی کر آئے ہوں گے مگر زور تقریر میں بھوک کی شدت کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

آج کا تمدن، زندگی اور لوازمات زندگی میں بہت تنوع پیدا کر چکا ہے زندگی کی طرز و رہن بڑھتی جا رہی ہیں. باوجودیکہ حافظ ملت عام غیر مسلم ماحول سے یکسر اونچی سوسائٹی (بلحاظ زمانہ) کے لوگوں سے تعلق رکھتے تھے اور ایسا نہیں کہ ان میں گھل کر بلکہ آپ کی عالمانہ شان نے اس ماحول میں بھی اپنا ایسا تشخص برقرار رکھا کہ سوسائٹی کی عائد کردہ پابندیوں کے خوگر حافظ ملت کے دلدادہ بن گئے اندرون خانہ آپ کی سادگی اور قناعت کا یہ حال کہ

"آپ کی بڑی صاحبزادی جمیلہ خاتون نے شب کے کھانے میں حضرت کے سامنے ڈلیا میں روٹی اور دو پارہ لاکر طبق میں دال کا پیالہ رکھدیا. روشنی دور اور کم بھی حضرت نے دال کو نہیں دیکھا اور صرف سوکھی روٹی کھا کر پانی پی لیا. اور دعا مانگنے لگے.

الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وکفانا وجعلنا من المسلمین.

ابا جان نے پوچھا ابا آپ نے دال نہیں کھائی. حضرت نے تعجب سے پوچھا. اچھا دال بھی ہے میں نے سمجھا آج صرف روٹی ہی ہے."

حضرت کی سادگی اور انکساری کا ایک بہت بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ مبارکپور یا گرد و نواح میں دور دور تک جانے کے لئے کبھی سواری کا اہتمام پسند نہیں فرماتے جناب حاجی عبد العلی ساکن موضع سکٹھی نے بیان کیا کہ "میں ایک بار حضرت کو کھانے کے لئے دعوت دینے گیا یہ ۱۹۷۵ء کی بات ہے جب وہ کافی بیمار اور کمزور رہتے تھے. میں پیدل ہی حضرت کی قیام گاہ پر گیا تھا. حضرت نے دعوت منظور فرمائی. میں نے عرض کی. حضور وقت پر رکشہ بھیج دوں گا. آپ علیل ہیں پیدل چل کر جانے میں کافی تکلیف ہوگی.

حضرت نے فرمایا! حاجی صاحب. یہ کیسے ہو سکتا ہے. آپ مجھ سے قد میں بھی مقدم عمر میں بھی مقدم آپ تو میرے پاس پیدل آئیں اور میں آپ کے پاس سواری سے آؤں. نہیں. میں بھی پیدل ہی آؤں گا چنانچہ پیدل ہی تشریف لے گئے.

کفایت شعاری

فضول خرچی بھی آج کل داخل تہذیب ہے وہ بھی بایں طور کہ اپنی ذات کے آرام و آسائش

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے لئے تو جتنا بھی صرف ہو جائے کم ہے۔ مگر کسی دوسرے اہل حاجت کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

حضور حافظ ملت کا یہ عالم تھا کہ ان کے ذاتی و شخصی اخراجات وہی تھے جو شرعیہ سے حیثیت تھے۔ مگر حضرت اپنے اہل خانہ، متعلقین کے علاوہ حاجت مندوں، طلبہ، علماء، ہمسایہ وغیرہ پر دست سخا ہمیشہ دراز رکھتے۔ اکثر دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے خود کو تکلیف میں ڈال دیتے، مصائب و آلام کے سائے میں گزری ہوئی حیات حافظ ملت ہی ان کی پختگی کردار کی علامت ہے۔

تری نگاہ مصائب کی دھوپ میں تپ کر
خود اپنے رنگ میں دنیا کو ڈھال سکتی ہے
کچھ اور دیر بھڑک جائے گر یہ پیاس تری
پہاڑ کاٹ کے چشمے نکال سکتی ہے

توکل

توکل پر نہ صرف خود پوری عمر کاربند رہے بلکہ متعلقین، مدرسین، ملازمین، طلبہ سب کو توکل ہی کی راہ پر چلنا سکھایا۔ اور جاتے جاتے اپنے شہزادۂ گرامی حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ (عربک یونیورسٹی) سے فرماتے گئے کہ میرے بعد اہل مبارک پور کچھ خدمت اشرفیہ کا صلہ دینا چاہیں گے۔ مگر لینا نہیں۔ توکل کے بارے میں قوم کو یوں خطاب فرمایا ہے۔

"بندہ جب اپنے رب پر ایمان لایا ہے اور مسلمان ہے تو اس کو اپنے رب پر توکل کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ اگر بندہ کو اپنے رب پر بھروسہ نہیں تو اس کا ایمان ہی کیا ہے۔ اسی لئے تو فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو اللہ پر توکل کرو کسی دوسرے پر بھروسہ نہ کرو وہ تمہارے سب کاموں سے باخبر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ تم اپنے سب کاموں میں اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہو یا اس کے غیر پر۔ اگر تم نے اپنے ہر کام میں اپنے رب پر بھروسہ کیا تو واقعی تم اپنے رب کے فرمانبردار بندے ہو اور اس کے انعام و اکرام کے مستحق ہو۔ اگر تم نے اپنے کسی کام میں بھی اپنے رب کے غیر پر بھروسہ کیا تو مجرم ہو۔ اپنے رب پر ایمان لانے کے بعد غیر پر بھروسہ کرنا بڑا جرم ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

(ارشاد القرآن ص۱۳)

توکل پر خاص طور سے زور دیتے تو یوں فرماتے۔

"توکل ہی توکل ہے"

آپ اس باب میں اکثر یہ شعر بھی پڑھتے۔

سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے
نزدیک عاقلوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

صبر و تحمل

ان کی پر خار زندگی میں قدم قدم پر کانٹے ہی ملے مگر انھوں نے صبر و تحمل سے کام لے کر ہر سختی کو آسان کر لیا بقول شاعر

غم سے جب خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے غم
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

صبر کے بارے میں حافظ ملت کے نوک قلم نے کیا انمول موتی بکھیرے ہیں ذرا انھیں بھی ملاحظہ فرمائیے۔

"صبر کا اجر بے شمار بے حساب ہے۔ صبر کامیابی اور نصرت الٰہی کا سبب ہے۔ اسی لئے بہت مرتبہ صابرین کی تھوڑی تعداد بھی غالب ہوئی اور صابرین کو سرداری و پیشوائی ملی۔ غور تو کرو صبر پر بے حساب اجر کا وعدہ ہے۔ صبر پر نصرت الٰہی اور امداد غیبی کا وعدہ ہے۔ صبر پر فتح دینے کا وعدہ ہے۔ (ارشاد القرآن ص۱۶)

یہ کہنا درست ہوگا کہ حضرت حافظ ملت کے صبر و تحمل شکیبائی و بردباری نے ہی ان کی راہ سے ہر روڑے کو ہٹا دیا۔ اور انھیں ان کے مقصد میں کامیاب کیا۔

رفاقت و عیادت

سماجی زندگی میں پاس پڑوس اور عزیز و قریب لوگوں کی وقتاً فوقتاً خبر گیری ان کی خوشی اور

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

غم میں شرکت بھی ضروری چیز ہوتی ہے۔ حافظ ملت صرف اپنے رشتہ داروں اور تعلق والوں کے نہیں بلکہ تمام اہل تعلق کے غم اور خوشی میں شریک وسہیم ہوتے تھے۔

شادی بیاہ نیز تقریبات پر مبارکبادیاں پیش کرتے۔ تحفے دیتے۔ ملاقاتیوں سے اس کے گرد و پیش کے علماء و تلامذہ اور بزرگوں کی خیریتیں دریافت کرتے کسی کی علالت کا علم ہوتا تو عیادت کو حتی الامکان خود جاتے یا عیادت نامہ تحریر کرتے۔ کسی کے انتقال کی خبر ملتی تو تعزیت کو جاتے۔ علماء کرام، اکابر ملت میں سے کسی کے وصال کی خبر پاتے تو بیقرار ہو جاتے۔ اس وقت ان کی کیفیت کسی ایسے انسان جیسی ہو جاتی جس کا کوئی قیمتی سرمایہ چھن جائے۔ چہرہ زرد، جبیں پر تفکر، آنکھیں پرنم۔

علماء کے لئے تعزیت ناموں میں حضرت اکثر یہ جملے تحریر فرماتے

"مشیت ایزدی و قضاء الٰہی میں چارہ نہیں۔ للہ ما اعطی و ما اخذ و کل شیئ عندہ باجل مسمّی۔ فلتصبر ولتحتسب۔ خداوند کریم صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے آمین"

حوصلہ افزائی

آج عام رجحان یہ ہے کہ دام جیب ہی نہیں کسی کے لئے چند کلمات خیر کہنا بھی لوگ اپنی عظمت شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ بات اگر صرف اس منزل تک ہو کہ کسی نا اہل کو نوازنا نوازش کی توہین، اور فاسد قوتوں کو بڑھاوا دینا ہے تو خیر، مگر یہ بھی کوئی احتیاط ہے کہ کسی حقدار کو چند حوصلہ افزا جملوں سے بھی محروم رکھا جائے۔

حضور حافظ ملت اپنے "تلامذہ ہی کو نہیں" ہر فن کے فنکار کو حسب حیثیت نوازتے تھے بیجا تعریف اور حوصلہ افزائی میں انھوں نے کبھی بخل نہیں کیا۔ اسٹیج پر علماء کو مدارس میں مدرسین کو درسگاہوں میں طلبہ کو ان کی لیاقت، قابلیت اور صلاحیت کے اعتبار سے نوازتے۔ ان کی زبان سے نکلے ہوئے کرامت آثار جملے اور حیات بخش حوصلے، مخفی قوتوں کو ابھارنے سوئی صلاحیتوں کو جگانے کم صلاحیت کو باصلاحیت، اور باصلاحیت کو استاذ فن بنانے میں نسخہ کیمیا ثابت ہوتے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

شاگرد نوازی

دنیائے تعلیم و تعلم میں اچھے اساتذہ، مخلص مدرسین بہت سے پائے گئے ہیں جن کے دلوں میں تلامذہ تک اپنا علم منتقل کرنے کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔ مگر اس جذبہ کے ساتھ ساتھ شاگردوں کے لئے حضرت حافظ ملت میں کچھ اور ایسی باتیں ضرور تھیں جو انھیں اور اساتذہ سے ممتاز کرتی ہیں، جوہر شناسی کا کمال ان میں بدرجہ اتم تھا شفقتوں اور ہمدردیوں کی پوری فراوانی کے ساتھ طلبا کی خوبیوں کی پرورش کرنا ان کا کمال تھا کسی کو تدریس میں دلچسپی لیتے دیکھا تو اسی رُخ سے اس کی ذہن سازی کی۔ کسی کو اہتمام کے لائق سمجھا تو اس کی داشت و پرداخت یوں کی۔ کسی کو درس و تدریس کا اہل سمجھا تو اس کو اسی ماحول میں پروان چڑھانے کی راہیں بتائیں کسی کا وعظ و تقریر کی جانب میلان دیکھا تو اس کو مقرر بنانے کی سعی کی گویا کہ طلبہ کے سادہ و صاف لوح ذہن پر نقوش تو تمام مدرسین و معلمین ہی بنانے ہیں حافظ ملت کی خصوصیت یہ ہے کہ جس ذہن کو جس نقش کے لائق سمجھا وہی نقش رقم کیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ عدم دلچسپی اس نقش کو مٹا دے بلکہ طبعی میلان اور ذہنی ساخت کی مطابقت اس عنصر خاص کو نکھار دے اور فطری رجحان کی پسندیدگی طالب کو اس فن خاص کا ماہر بنا دے۔

نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر
عشق ہے سودائے خام خون جگر کے بغیر

اہل نسبت کا احترام

کانپور میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی کانفرنس میں گئے تو حضرت مولانا سید مدنی میاں کے پاس شاگرد ہونے کے باوجود ملنے خود تشریف لے گئے احباب اعزہ و اہل تعلق یا ہمسایوں میں سے کسی کی علالت کا حال سنتے تو عیادت کو جانا ضروری سمجھتے سیوان کانفرنس میں شرکت کے لئے پہونچے تو رات کا تہائی حصہ گزر چکا تھا قیام گاہ علماء میں لوگ سو رہے تھے سردی کا زمانہ تھا آپ لوگوں کے پائتی اپنا بستر بچھا کر لیٹ رہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا رحمان میاں نبیرہ مفتی اعظم ہند کا بیان ہے کہ ایک جلسے کے اسٹیج پر حضرت نے زبردستی مجھے اپنی مسند پر بٹھادیا میں لحاظاً بیٹھا رہا حضرت نظر نیچی کئے حسب معمول تشریف فرما تھے میں آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا دور چلا گیا تاکہ حضرت دیکھ نہیں کچھ دیر بعد حضرت نے خیال فرمایا تو اسٹیج پر نظریں دوڑا کر مجھے تلاش کرنے لگے اور تھوڑی دیر بعد پھر ہاتھ پکڑ کر مجھے اسی مسند پر لا بٹھایا۔

جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

چند اور اخلاقی تعلیمات

حافظ ملت اختلاف کو سم قاتل سمجھتے ہیں اور اتفاق کو زندگی کی ضمانت، اکثر فرماتے "اتفاق زندگی ہے اور اختلاف موت"۔

زندگی کیا ہے عناصر کا ظہور ترتیب
موت کیا ہے انہیں اجزا کا پریشاں ہونا

اس موضوع پر ان کے نوک قلم سے نکلی ہوئی ایک جاندار تحریر کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

"آئی ہے میرے ساتھ مساوات کی شعاع
ہر آفتاب وقت کی پہلی کرن نہیں
مذہب اسلام کی خشت اول سے لے کر اس کی تعمیر ثریا تک مساوات کی تعلیم ہے حقیقی مساوات صرف اسلام کا طرۂ امتیاز ہے" (معارف ص ۱۰۱)

"بلا شبہ اسلامی تعلیم یہی سبق دیتی کہ بھائی کو کم از کم اپنے برابر اپنی بلند سطح پر ضرور رکھنا چاہئے اپنے آرام کی فکر ہو تو اپنے بھائی کے آرام کو بھی ضرور یاد رکھے ______ ملازموں اور مزدوروں کے ساتھ بھی نرمی و خوش اخلاقی سے پیش آئے۔

(معارف حدیث ص ۱۰۳)

یہ بھی مندرجہ ذیل اقتباسات ان کی مصلحانہ حیات کا آئینہ ہیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حق ہمسائگی

"اور (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے) پڑوسی کے ساتھ احسان کی تعلیم دی اور اس کا فائدہ یہ بتایا کہ "مومن" ہو جائے گا۔ اس لئے کہ مومن کی شان ہی یہ ہے کہ اس کے اخلاق حمیدہ سے سب کو امن ہو۔ پڑوسی کا تو حق بڑا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ خاص طور پر احسان کرے"

(معارف حدیث ص ۸۵)

قناعت

"حضور نے قناعت کی تعلیم دی کہ تقسیم الٰہی پر راضی ہو تو سب سے بڑا غنی ہو کیونکہ کتنا ہی بڑے سے بڑا مالدار کیوں نہ ہو اگر اس کو قناعت نہیں تو اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور غنا و مالداری سے مقصود اطمینان قلب ہی ہوتا ہے اس لئے فرمایا (وارض بما قسم اللہ لک تکن اغنی الناس) تقسیم الٰہی پر راضی ہو تو بڑا غنی ہو جائے۔ (ایضاً)

تفوق سے اجتناب

مومن کے جوہر اخلاق سے یہ بھی ہے کہ دوسروں کو حقیر و ذلیل نہ سمجھے اپنی برتری و تفوق کا خواب نہ دیکھے لہٰذا جو اپنے لئے پسند کرے دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی پسند کرے یعنی جیسے اپنی عزت پسند کرے دوسروں کی عزت بھی پسند کرے یہی مسلمانوں کی شان ہے۔ (ایضاً)

خوف الٰہی و خشیت ربانی

"خوف الٰہی و خشیت ربانی سے قلب آراستہ ہوتا ہے زیادہ ہنسنا قہقہہ لگانا یہ مومن کی شان نہیں کیونکہ اس سے دل سخت ہوتا ہے قلب کو یادِ خدا سے غفلت ہوتی ہے جو قلب کی موت ہے۔"

(ایضاً)

قلب کی زندگی

قلب کی زندگی ذکر و فکر ہے یادِ الٰہی سے مولا سبحانہٗ تعالیٰ کا تقرب و نزدیکی حاصل کرتا ہے۔"

www.izharunnabi.wordpress.com

حافظ ملت نمبر

www.ataunnabi.blogspot.com

(معارف حدیث ص۔۔۔)

معاشرہ کی شیرازہ بندی

اسلامی اصول کے ماتحت ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے مسلمان کو دوسرے مسلمان سے دلی ہمدردی امداد واعانت اور اس کی پردہ پوشی مسلمان کا اہم فریضہ ہے اگر مسلمان اس کے عامل ہو جائیں تو ان کی ساری مصیبتیں ختم ہو جائیں تمام پراگندگی وتشتت کا خاتمہ ہو جائے اور اتحاد واتفاق سے قوم مسلم کی شیرازہ بندی ہو کر وہ طاقت پیدا ہو جائے کی قوم مسلم کی عظمت رفتہ واپس آجائے (ایضاً)

اصول معاشرہ

اصلاح معاشرہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں

بغض وعناد کو محبت ومودت میں تبدیل کرنا جنگ وجدل کو صلح وآشتی سے بدل دینا اصلاح ذات البین ہے (معارف حدیث ص۱۳۹)

ایثار وقربانی

حافظ ملت کے سامنے دسترخوان پر ایک ہی روٹی تھی دروازہ پر سائل نے صدا لگائی "خدا کے نام پر روٹی کھلا دو بابا" حافظ ملت نے نصف روٹی فقیر کے حوالے کردی اور آدھی روٹی کھا کر شکر ادا کیا پاس کھڑا طالب علم حیرت سے دیکھنے لگا۔

فرمایا شیخ سعدی نے لکھا ہے۔

نیم نانے گر خورد مرد خدا | بذل درویشاں کند نیم دگر

تو بتائیے ہم لوگ تو اسے پڑھتے پڑھاتے ہیں اگر ہمارا ہی عمل اس کے خلاف ہوگا تو پھر عمل کون کرے گا۔

یہی نہیں اس مجاہدانہ کردار کے تمام اوراق حیات پر ایثار وقربانی کی داستانیں ثبت ملیں گی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جن کا مقصود صرف رضائے الٰہی ہے جذبۂ قربانی کے بارے میں خود ارشاد فرماتے ہیں

"الٰہی عظمتوں اور خدائی رفعتوں کے سامنے سرنیاز جھکانا ہی شان بندگی ہے اس مالک و مولا تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی نیازمندی اور قربانی پیش کرنا ہی سرمایۂ عبودیت ہے عبد و معبود کا رشتہ و علاقہ وہ ہے کہ جان و مال عزت و آبرو ہر چیز کی قربانی کیجا سکتی ہے معبود حقیقی کی رضا و خوشنودی کے لئے قربانی بندہ کی سرفرازی و سربلندی ہے"

(معارف حدیث صـ۱۳۳)

روشن ماضی کی یاد

ان کی نظروں نے دنیا کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔ ماحول کی پراگندگی ان کے سامنے تھی۔ بگڑتا ہوا مستقبل ان کے روبرو تھا۔ اسی قلق میں انھوں نے اپنی زندگی ارجن کردی وہ قوم سے اس کے متمنی رہے کہ۔

پھر اسی مرکز اقدار کہن پر آجا

اپنے بھولے ہوئے ماضی کو دوبارہ پالیا

حافظ ملت اپنے روشن ماضی کو کبھی نہ بھولے کیونکہ ہر زندہ قوم اپنے زندہ ماضی کی اساس پر ہی مستقبل کی تعمیر کرتی ہے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

"نصرت الٰہی تمہارے بازو تھامتی تھی۔ تائید غیبی تمہاری پشت پناہی کرتی تھی غیرت الٰہی کو تمہاری ناکامی گوارہ نہ تھی۔ اسی لئے تمہاری تعداد کم سے کم اور تھوڑی سے تھوڑی بھی کامیاب ہوتی تھی۔ بدر و اُحد کے واقعات تو تمہیں ضرور یاد ہوں گے۔ خیبر و حنین کو بھی تم نہ بھولے ہوگے موتہ و یرموک جیسے ہزاروں شاندار کارناموں سے تمہاری روشن تاریخ جگمگا رہی ہے تمہاری قلت تمہاری عسرت تمہاری ناداری نے کبھی بھی تمہیں ناکام نہ کیا۔"

(ارشاد القرآن صـ۱۲-۱۱)

تزکیۂ نفس

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اسلام بنیادی طور پر ایمان کا مطالبہ کرتا ہے پھر عمل صالح کا۔ اس لئے کہ ایمان جس قدر مستحکم ہوتا اور روح میں جاری و ساری ہوتا ہے اسی انداز سے اس کے اثرات اعمال صالحہ کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ کوئی بھی عمل اس کے اثر سے خالی نہیں ہوتا۔

انسان کا اپنے رب کے ساتھ رشتہ، محض قانونی اور عقلی رشتہ نہیں ہے جس کا دائرہ صرف واجبات ادا کرنے احکام کی تعمیل کرنے، اور اس کے بدلہ میں ثواب یا جنت حاصل کرنے تک محدود ہو بلکہ یہ محبت و پاکیزہ جذبات کا رشتہ ہے۔ یہ ایسا رشتہ ہے جس پر ذوق و شوق، عشق و محبت و بیقراری کا غلبہ ہونا چاہیئے۔ یہ رشتہ اگر مضبوط ہوگیا تو پھر روح کی معراج اور ایمان کا کمال ہے۔ اسی کو پاکیزگی روح اور تزکیہ نفس کا نام دیا گیا ہے۔ مومن میں یہی صفت تمام اعمال صالحہ کا سرچشمہ اور تمام برائیوں سے گریز کا داعیہ ہے حافظ ملت میں یہ عنصر نمایاں تھا اسی صفت کو حافظ ملت نے خود کتنے جامع الفاظ میں پیش فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

"اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنا معصیت سے گریز و پرہیز تزکیہ ہے اس کے بغیر نور عبادت الٰہی حاصل نہیں ہوسکتا۔" (معارف حدیث ص۲۳۴)

قرآن عزیز سے عشق

قرآن مجید سے حافظ ملت کو والہانہ عشق تھا۔ دراصل جس شفیق باپ کے زیر سایہ آپ نے تربیت پائی اور جس ماں کی آغوش محبت میں پروان چڑھے انہیں بھی قرآن پاک سے انتہائی شغف تھا۔ بلکہ جس گھر میں در و دیوار سے شب و روز قرآنی نغمے ابلتے تھے آپ نے اسی میں پرورش پائی تھی اپنے والد بزرگوار سے حفظ کی تکمیل کے بعد قرآن کی تلاوت سے ایسا شغف ہوگیا تھا کہ ایک ختم قرآن معمول زندگی بن گیا ایکبار خود فرمایا۔

"پانچ سال تک میں چار مستقل کام کرتا رہا گھر کا کام اپنے پڑوسیوں سے زیادہ، آبادی کے مدرسے کی تعلیم، مسجد کی امامت اور ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت۔"

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہم کو تحریر فرمایا۔

"الحمد للہ اپنی جوانی کے ایام میں چھ گھنٹے میں پورا قرآن مجید مصلے پر کھڑا ہو کر پڑھتا تھا اور کھانسنے اور ناک صاف کرنے کی حاجت نہیں ہوتی تھی۔"

تلاوت کا یہی ذوق اخیر دور حیات تک قائم رہا۔ سفر حضر، خلوت وجلوت، ہر منزل میں اکثر آپ کی زبان تلاوت ہی میں مشغول رہتی۔

دنیا میں حافظ ملت کا شہرہ ان کی ہمہ گیر علمی عبقریت کے باعث ہوا۔ وہ درس نظامیہ کے مروجہ تمام فنون کے ماہر تھے۔ شمس العلماء حضرت مولانا نظام الدین صاحب الہ آبادی نے ایک بار فرمایا۔

"حافظ ملت یوں تو تمام علوم مروجہ کی تمام کتابوں پر قابو یافتہ ہیں مگر فن تفسیر وحدیث میں انکو کاملیت حاصل ہے۔"

محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے استاذ حضرت مولانا قائم صاحب فرنگی محلی سے مولوی عبدالسبحان نامی ایک ذہین طالب علم نے معقولات پڑھ کر مبارک پور بھی ذوق سے آکر آئے امور عامہ شمس بازغہ وغیرہ کتابیں شروع ہوئیں دقیق سے دقیق مسئلہ کی ایسی تفہیم فرماتے کہ مولوی صاحب کبھی کبھی جوش مسرت میں کھڑے ہو جاتے اور کہتے آج یہ مسئلہ سمجھ میں آیا۔"

اشرفیہ میں تشریف آوری کے بعد مبارکپور مرجع طلباء بن گیا۔ دور دور سے شائقین علم کھینچ کر یہاں آنے لگے۔ مؤ فیض عام سے ایک مولوی صاحب جائزہ لینے کی نیت سے آئے تین روز حضرت کے درس میں شرکت کی تیسرے روز جاتے ہوئے طلبہ سے کہا: "میں نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ طلباء مبارکپور کیوں کھینچے چلے آرہے ہیں یقیناً آنا ہی چاہئے پیاس تو یہیں بجھتی ہے۔"

حافظ ملت کے ایک ہم عصر جناب فیروز الدین کشمیری نے حضرت مولانا عبدالحی صاحب ملقب بہ معقولی سے منطق پڑھی تھی حافظ ملت کے بریلی شریف لانے کے بعد وہ بھی بریلی شریف آگئے اور ۱۳۵۰ھ میں حافظ ملت سے صدرا پڑھی بہترے مقامات پر تقریر درس سے متاثر ہوتے تو کہتے مجھے وہ آج نفس مضمون آشکار ہوگیا۔ معقولات ومنقولات میں آپ کو نہ صرف دستگاہ کامل حاصل تھی۔ بلکہ دقیق سے دقیق مسئلہ طلباء کے ذہن میں اتار دیتے تھے اسی لئے حضرت کے تلامذہ میں ان کی علمی جلالت آج بھی نظر آتی ہے چنانچہ ۱۳۴۰ھ میں علامہ قاضی شمس الدین صاحب قبلہ مدظلہ جونپوری

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دارالعلوم اشرفیہ کے سالانہ امتحان میں ممتحن کی حیثیت سے تشریف لائے انھوں نے قاضی پڑھنے والے طلبہ کی جماعت کا امتحان لیا تو رزلٹ بک پر یہ نوٹ تحریر فرمایا کہ

"ایسے طالب علم مجھے انجیس سال بعد ملے" حافظ ملت نے دیکھا تو قاضی صاحب سے فرمایا!

"حضرت یہ سلسلہ انجیس ہی سال بعد قاضی پڑھائی بھی ہے"

محکم گرفت

بحث و مباحثہ میں مخالف پر آپ کی گرفت بڑی سخت ہوتی۔ دلائل کی قوت استدلال کے استحکام کی وجہ سے مخالف کا آپ کی گرفت سے بچ نکلنا انتہائی مشکل ہوتا۔ ایک بار بنارس میں غیر مقلدوں نے حنفی سنیوں پر اعتراض کیا کہ یہ لوگ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے اور سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی حدیث میں ہے لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ اس موضوع پر دونوں جانب سے بہتیرں سوال جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اشتہار بازی بھی ہوئی اور جلسے بھی زبردست مذہبی کشیدگی کا ماحول پیدا ہوگیا۔ انھیں دنوں مالتی باغ میں ایک سہ روزہ جلسہ ہوا آخری اجلاس میں حافظ ملت کچھ دیر سے پہونچے مجاہد ملت حضرت مولینا حبیب الرحمان صاحب قبلہ نے غیر مقلدوں کے اشتہارات حضرت کے سامنے رکھ دیئے۔ اور کہا جواب دیجئے۔ حافظ ملت نے فرمایا میں تو ابھی چلا آرہا ہوں اشتہارات بھی نہیں دیکھے جواب کیسے دوں ــ؟

بہر حال آخر میں آپ نے تقریر شروع کی قرآن و حدیث سے استشہاد کرتے ہوئے اپنے مسلک کو اس طرح محکم فرمایا کہ سامعین متحیر تھے اسی دوران غیر مقلد حضرات پر اعتراضات بھی کرتے جاتے اور بعد میں ایک ایسا مواخذہ کیا جس نے ماحول کی کایا پلٹ دی۔ آپ نے فرمایا کیا قرأت سورۂ فاتحہ کے قائلین یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ ہر نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں ان کی کوئی نماز بغیر سورۂ فاتحہ کے نہیں ہوتی ؟ (ماحول پر سناٹا طاری تھا آپ نے خود ہی جواب دیا) ایسا نہیں بلکہ غیر مقلد حضرات بھی بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز پڑھنے کے قائل ہیں اور ان کی نماز ہوتی ہے آپ کہیں گے کیسے ــ؟ تو سماعت فرمایئے!

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اگر کوئی شخص رکوع کی حالت میں شریک جماعت ہوا تو اس کی وہ رکعت ہوئی یا نہیں؟ کیا آپ میں کا ہے کوئی علامۃ الدہر یا مجتہد جو یہ فتویٰ دے کہ مسبوق کی وہ رکعت نہیں ہوئی باوجودیکہ شخص مذکور نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔ ان کے پاس اس کا جو جواب ہے وہی ہمارا بھی جواب ہے۔ حضرت حافظ ملت کے اسی ایک مواخذہ نے مخالفین کے سارے دلائل کے تار و پود بکھیر دیئے۔

حزم واحتیاط

احتیاط آپ کا وطیرہ تھا کوئی کام بغیر غور و فکر کے ہرگز نہ کرتے عقل پر جذبے نے کبھی غلبہ نہیں پایا بلکہ جذبات ہمیشہ عقل سے مغلوب رہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے کبھی ٹھوکر نہیں کھائی بلکہ مکر و فریب کے لبادہ میں آنے والوں کو بھی اپنی فراست دینی سے بے نقاب کر دیا کرتے ایک مرتبہ محمد آباد کے چند شر پسندوں نے استفتا کیا کہ شیعوں کی نماز جنازہ میں شرکت کیسی ہے۔ حافظ ملت نے جواب دیا۔ رافضی، وہابی، دیوبندی وغیرہ تمام بدمذہبوں کی نماز جنازہ پڑھنا حرام ہے۔ ایک شخص نے پوچھا حضرت وہابی کے بارے میں تو سوال کیا نہیں گیا تھا اسے لکھنے کی کیا ضرورت تھی حضرت! نے فرمایا اپنی تحریر سے بدمذہب کو کبھی فائدہ نہیں پہونچنے دونگا۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ استفتا دیوبندیوں نے کیا تھا کہ اس فتویٰ کے ذریعہ سنیوں اور شیعوں کو لڑا دیں۔

شان علم

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے بارے میں حضرت محدث اعظم ہند قبلہ کچھوچھوی فرماتے تھے کہ ان کی ایک تقریر میں حضرت مولانا عبد العلیم میرٹھی علیہ الرحمہ کی دو تقریریں بنتی ہیں اور ان کی ایک تقریر میں میری تین تقریریں بنتی ہیں گویا حضرت صدر الشریعہ کی تقریریں جامع ہوتی تھیں یہی خصوصیت حافظ ملت میں تھی۔

گورکھپور شہر میں سہ روزہ جلسہ کا اہتمام ہوا جس میں قاضی احسان الحق صاحب برائچی علیہ الرحمہ

www.izharunnabi.wordpress.com
حافظ ملت نمبر

www.ataunnabi.blogspot.com

... شالا ئبریری
... مبارکپور اعظم گڑھ۔ یو پی

مولانا رجب علی صاحب نانپاروی مولانا عبد المصطفیٰ صاحب اعظمی وغیرہ علماء تقریر کے لئے مدعو تھے درمیان میں جمعہ پڑا علمائے کرام نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد تشریف لے گئے تو بعض معززین شہر نے یہاں بھی تقریر کی خواہش ظاہر کی نماز ختم ہونے پر مولینا عبد المصطفیٰ صاحب نے کرسی پر بیٹھ کر تقریر کی کچھ شرپسند لوگ جنھیں مسلک اہلسنت اور اس شاندار جلوس اور جلیل القدر علماء سے جلن تھی شہر میں یہ ہوا باندھی کہ اعظمی صاحب نے کرسی پر بیٹھ کر مسجد کی توہین کردی خدا کے گھر میں جہاں لوگوں کی پیشانیاں سجدہ ریز ہوتی ہیں کرسی بچھا کر بیٹھے الغرض شام ہوتے ہوتے پورا شہر اس غلط پروپگنڈے کی زد میں آگیا آخری روز کا اجلاس ہوا علمائے کرام نے تقریریں کیں اور مابہ النزاع مسئلہ پر روشنی ڈالی مگر عوام الناس پورے طور پر مطمئن نہ ہوسکے۔

۲۶۲۰۶

زعمائے شہر بالخصوص رئیس اعظم سید ساجد علی اور جناب نسیم احمد صاحب ایڈوکیٹ بھی متردد تھے آخری تقریر حضرت حافظ ملت کی تھی تمام علماء اور منتظمین اجلاس نے حضرت سے جواب کی درخواست کی۔

۲۳/۲۷

حافظ ملت کی تقریر شروع ہوئی آپ نے فرمایا میں کل کے شبہہ کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ لیکن اس جواب کا انحصار چند سوالوں پر ہے جس کا جواب آپ لوگوں کو دینا ہوگا۔ پہلے یہ بتائیے کہ کرسی اعظمی صاحب کے لئے لگی تھی یا اُن کی تقریر کے لئے۔ مجمع خاموش رہا آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں کرسی اعظمی صاحب کے لئے نہیں ان کی تقریر کے لئے لائی گئی تھی کیونکہ اگر ان کے لئے آتی تو جب وہ مسجد میں آئے اسی وقت آتی یا نماز پڑھ رہے تھے اس وقت لائی جاتی تسبیح پڑھ رہے تھے اس وقت موجود کی جاتی مگر ایسا نہیں ہوا کرسی اس وقت لا کر لگائی گئی جب تقریر کرنی ہوئی۔ اور سن لو خدا و رسول کے لئے مسجد میں کرسی پہ بیٹھنا جائز ہے حدیثوں سے ثابت ہے کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد نبوی میں کرسی بچھائی۔

اتنا فرما کر آپ نے دلیل کا رُخ موڑ دیا اور کہا مفتی ہونے کی حیثیت سے میری ذمہ داری ساقط ہوئی مگر بطور تبرع ایک حدیث سنو۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جاء الاعرابی وقال علمنی الایمان یارسول اللّٰہ	ایک دیہاتی آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ
فنزل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن المنبر	علیہ وسلم مجھے ایمان سکھائیے تو حضور منبر
فوضع الکرسی وجلس علیہ وعلمہ الایمان	سے اترے ان کے لئے کرسی بچھائی گئی۔
(مسلم شریف)	کرسی پر بیٹھے اور اسے ایمان سکھایا

ظاہر بات ہے منبر مسجد ہی میں تھا نہ کہ حضور کے گھر میں۔"

نسیم احمد صاحب وغیرہ یہ محکم دلیل سن کر چیخ اٹھے سبحان اللہ۔ یہ ہے شان علم حافظ ملت کوئی بات بلا دلیل نہیں فرماتے تھے۔ ان کے ہر فقرہ کے پیچھے قرآن و حدیث یا اقوال و اعمال سلف صالحین مسند ہوتی۔ کسی کٹھن وقت جب لوگوں پر سوال جواب کی ایسی منزل آتی تو حضرت کے خداداد حافظے اور استحضار علمی کا دریا موجزن ہو جاتا۔

علمی وثوق

جن دنوں مبارکپور میں حافظ ملت سے علمائے دیوبند کا مناظرہ چل رہا تھا۔ حضرت مولانا غلام یزدانی صاحب علیہ الرحمہ کی تقریر ہو رہی تھی۔ دوران تقریر ایک مولوی تقریر پر اعتراض کرنے کیلئے مجمع میں کھڑا ہو گیا۔ اور کہا بخاری شریف میں ہے کہ حضور نے جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا پیغام دیا تو صدیق اکبر نے خود کو حضور کا بھائی کہا لہٰذا خود حضور بھی ان کے بھائی ہوئے۔ اور حضور کو بھائی کہنا درست ہوا۔ حضرت مولانا غلام یزدانی صاحب نے جواب دیا آیت کریمہ لایومن احدکم الخ تلاوت کی۔ اور کہا اگر یہ آیت اس کے بعد کی ہے تو اس حدیث کی ناسخ ہے۔

اس پر حافظ ملت نے اسٹیج سے بآواز بلند فرمایا۔

"اگر مگر کچھ نہیں یہ آیت یقیناً حدیث مذکور کی ناسخ ہے۔

حاضر جوابی

حضور حافظ ملت میں حاضر جوابی بھی خوب تھی ایک ایسا شخص جو عوام و خواص دوست،

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دشمن، اپنے بیگانے عالم جاہل، سب کی نگاہ میں مرکزی شخصیت ہو اور جس کو ہر انداز کے سوالات کا سامنا کرنا پڑتا ہو، علمی ہمہ گیری کے ساتھ ساتھ اس کے لئے حاضر جوابی بھی ضروری ہے۔

" جناب حاجی نصیر الدین صاحب کی دعوت پر حضرت ایک بار چڑیا کوٹ عید میلاد النبی کے جلسہ میں تشریف لے گئے وہاں حضرت کے ارادت مندوں کا ایک وسیع حلقہ ہے ظہر کی نماز کے بعد حضرت انہیں کچھ پند و نصیحت فرما رہے تھے۔ مجلس برخواست ہوئی اور چند ہی لوگ رہ گئے۔ اتنے میں چند تبلیغی مولوی حضرت کے حجرے میں در آئے۔ سلام کلام کے بعد ان کے امیر نے کہا۔

حضرت! آج کل لوگ دین سے غافل ہو رہے ہیں۔ کوئی اپنی تجارت میں لگا ہوا ہے کوئی کھیتی باڑی میں مشغول ہے۔ کوئی صنعت و حرفت میں منہمک دین کے لئے کوئی کچھ نہیں کر رہا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ لوگ تبلیغ کے لئے نکلیں۔ تاجر کو تجارت، کسان کو کھیتی اور مزدور کو اپنے کاروبار کے سوا دین کی فکر نہیں ہوتی۔

اس پر حضرت نے فرمایا جناب! غلط ہے۔ مسلمان چاہے تاجر ہو یا مزدور یا کوئی بھی جائز کام کرتا ہو۔ ایسا ہرگز نہیں کہ ہر مسلمان خدا کی یاد سے غافل ہوتا ہے بلکہ کچھ لوگ اپنے کاروبار میں مشغول ہونے کے باوجود عابد و زاہد ہوتے ہیں۔

مولوی صاحب نے رُخ بدل کر کہا " یہ کیسے ہو سکتا ہے۔؟

حضرت نے نہایت سنجیدگی سے فرمایا " ہو سکتا ہے نہیں، ہوتا ہے "

سنو میرا اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے۔

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله۔ وہ ایسے مرد ہیں کہ تجارت اور خرید و فروخت بھی انہیں یادِ الٰہی سے غافل نہیں کرتی۔

مولوی صاحب۔ بالکل چپ ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد اٹھ کر چلے گئے۔

لطافت بیان

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

آپ کی تقریر جاے اُس کی ہوا علاوہ دونوں میں چند خامیاں قدر مشترک نہیں کمال تفہیم استدلال سحرآفریں۔

جناب منشی بشیر صاحب دیوگامی شاعری میں اقبال سہیل اعظمی سے مشورہ سخن کرتے تھے اپنے استاد کو وقتاً فوقتاً اپنے وطن دیوگام لے جاتے تھے بشیر صاحب کے گھر حافظ ملت تقریباً ۲۲ سال متواتر ایک ہی تاریخ پر تقریریں کیں۔ سال کی دو مجلسوں میں اقبال صاحب بھی شریک رہے۔

وہ حضرت کے انداز تفہیم پیرایۂ گفتار اور علمیت سے نہایت متاثر تھے ایک بار حضرت کے بارے میں انھوں نے بشیر صاحب کے روبرو یوں اظہار کیا!

"میں نے ایسا عالم نہیں دیکھا اسلوب بیان ایسا لطیف ہے کہ مخالفین کا رد بھی کرتے رہا اپنے مذہب و مسلک کا ثبوت بھی دیتے ہیں وہ بھی کچھ اس انداز سے کہ دلی رکھنے کی گنجائش نہیں چھوڑتے۔

انداز موعظت

انداز موعظت میں حافظ ملت قرآن کے ارشاد گرامی ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ (اپنے رب کی طرف حکمت اور اچھی نصیحتوں سے دعوت دو) پر عامل تھے

لکھنؤ میں شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کے زیر اہتمام ایک جلسہ ہوا جس کی صدارت حضور مفتی اعظم ہند قبلہ نے کی ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب علیہ الرحمہ کے علاوہ اور بہت سے مقررین بھی تھے حافظ ملت چونکہ دعوت منظور فرما چکے تھے اس لئے کانپور وہ بھی پہونچ گئے۔ اگرچہ علالت کے باعث تقریر کرنے کے لائق نہ تھے حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ملت کی تقریر کا بھی اعلان کر دیا۔

اور تکفیر بابیہ اعلیحضرت کے فضائل و مناقب کا عنوان بھی دے ڈالا حافظ ملت نے تقریر کا آغاز ان لفظوں سے کیا۔

"اعلیٰ حضرت ایک طبیب روحانی ہیں جس طرح کسی جسمانی طبیب کے روبرو اگر کوئی مرتا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کا مریض بہ پہنچ جائے اور وہ طبیب اس کے مرض کے تعین کے بعد نسخہ بھی تجویز کر دے اور بتا دے کہ میاں تمہارا مرض بہت خطرناک ہے ابھی چونکہ ابتدائی مرحلہ میں ہے اگر تم نے یہ نسخہ استعمال کر لیا تو مرض کے دور رس نقصانات سے محفوظ ہو جاؤ گے ورنہ یہ مرض تمہاری زندگی کا دشمن ثابت ہوگا مخلص طبیب کا مشورہ سن کر ہوش مند مریض نسخہ کا استعمال شروع کر دے گا اور نہایت نادان ہے وہ شخص جو الٹا طبیب کا دشمن ہو جائے ٹھیک یہی مثال اعلیٰحضرت کی ہے جنھوں نے روحانی مریضوں کو تو یہ نسخہ بتایا مگر نہایت نادان تھے وہ مریض جو اپنے مخلص کے نسخہ پر عمل کرنے کے بجائے اس کے مخالف بن گئے۔

اس انداز تقریر کو ہر سنجیدہ ذہن نے قبول کیا اور حضرت کی دوراندیشی اور حکیمانہ ذہنیت کے قائل ہو گئے۔

بیقرار تمنا

حافظ ملت جس غم کو عمر بھر سینے سے لگائے رہے وہ قوم وملت کا غم تھا ان کی خواہشات اور تمناؤں کو مچلائیوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لئے وقف تھے انھوں نے حالات کا ہر رخ سے جائزہ لیا تھا ماحول کے سرد وگرم کو پرکھا تھا مزاج زمانہ کی نباضی کی تھی انھوں نے قوم کو غفلت کے اندھیروں سے کھینچ کر علم ویقین کے اجالے میں لانے کی بھرپور سعی فرمائی۔ ان کے اسی سوز دروں اور اضطراب نے ماحول کو جھنجھوڑا تھا اس بیقرار تمنا کا اظہار ان کے قلم سے یوں ہوا۔

مسلمانو! جاگو اور خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ تمہاری صلاح و فلاح اسی میں مضمر ہے کہ سچے اور پکے مسلمان بن جاؤ تمہاری کامیابی اسی پر موقوف ہے تمہاری زندگی اسلامی زندگی اور موت اسلامی موت ہو تمہاری صورت اسلامی صورت اور سیرت اسلامی سیرت ہو تمہارا ظاہر بھی اسلامی ہو اور باطن بھی اسلامی تمہارے عقائد بھی اسلامی عقائد ہوں اور اعمال اسلامی اعمال تمہارے جذبات اسلامی جذبات ہوں تمہارے خیالات اسلامی خیالات تمہارا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سینہ اسلامی ایمانی انوار سے منور ہو اور تمہارا جسم اعمال صالحہ سے مزین، معصیت پر صبر اور نعمت پر شکر تمہاری عادت ہو، اللہ عزوجل پر توکل واعتماد تمہاری سرشت ہو، قرآنی تعلیمات پر عمل تمہاری طبیعت ثانیہ بن جائے۔

(ارشاد القرآن ص ۱۹)

تعمیر فکر

آج زمانہ کہتا ہے کہ حافظ ملت سے فکر و عمل کی تعمیر میں جو کچھ کام ہو گیا وہ حالات کی موافقت اور ماحول کی موزونیت کے سبب ہوا کسی کی عمر بھر کی جد و جہد کو بیک زبان یوں مسخ کر دینا انصاف و دیانت کا خون کرنے کے مترادف ہوگا حضور حافظ ملت نے تو قوم و ملت کی تعمیر کے لئے ماحول کے گرانڈیل اژدہوں کے منہ میں چھلانگ لگائی ہے۔ مخالفت اور رکاوٹ کی کیچڑوں میں لت پت ہوئے ہیں سب و شتم کے تیروں کی زد پہ آئے ہیں تب کہیں جا کر اپنے علمی جواہرات کے بکھیرنے میں کامیاب ہوئے کتنا عجیب ہے ماحول العطش العطش کی کیفیت ہے مگر جوئے رحمت لانے والے سے جنگ لڑی جا رہی ہے چلچلاتی دھوپ ہے۔ مگر سر پہ ردائے کرم سے سایہ دراز کرنے والے سے انکار ہا ہے۔ مگر یقیناً وہ ایک حکیم حاذق تھے طبیب مخلص تھے جسے مرض سے مخالفت ہوتی ہے مریض سے نہیں جو بیماریوں کا دشمن ہوتا ہے بیماروں کا نہیں۔ حافظ ملت نے خوب سمجھ لیا تھا۔ کہ قوم کے مزاج تعمیر پر قنوطیت کا عنصر غالب ہے جو ہر شیریں کو تلخ تر کر دیتا ہے۔ اس لئے اپنی حذاقت کا ثبوت دیتے ہوئے تعمیر فکر سے پہلے تطہیر فکر کی طرف توجہ فرمائی۔

پس نخستیں بایدش تطہیر فکر
بعد ازاں آساں شود تعمیر فکر

بات بالکل درست ہے کہ جو کچھ ہوا موزوں فضا اور موافق ماحول میں ہوا مگر پوری تاریخ اشرفیہ کا سرسری مطالعہ کرنے والا بھی اس سے منحرف نہیں ہو سکتا۔ کہ ماحول کو تعمیر کے موافق بنانے والی ذات وہی ہے جسے زمانہ حافظ ملت کہتا ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

افلح من یعالج المساجدا

جامع مسجد راجہ مبارک شاہ، دارالعلوم اشرفیہ، الجامعۃ الاشرفیہ عزیز بلڈنگ، دارالاقامت جیسی مرکزی تعمیرات کے ساتھ ساتھ ملک بھر میں مساجد اور مدارس کا جال بچھا دینے والی ذات پر حضرت عبداللہ ابن رواحہ کے یہ مصرعے کتنے صادق آ رہے ہیں۔

اس منظر کو تصور میں دیکھئے کہ مسجد قبا کی تعمیر ہو رہی ہے تمام مسلمانوں کے ساتھ اللہ کے آقا و مولا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم لگے ہوئے ہیں عبداللہ ابن رواحہ خزرجی شاعر بھی پتھر اٹھانے والوں میں ہیں جو ایک کیفیت مستانہ کے ساتھ پڑھ رہے ہیں

افلح من یعالج المساجدا ۔	وہ کامیاب ہے جو مسجدیں تعمیر کرتا ہے ۔
ویقرأ القرآن قاعداً وقائما ۔	اور بیٹھے بیٹھے کھڑے کھڑے قرآن مجید پڑھتا ہے ۔
ولا یبیت اللیل عنہ راقدا ۔	اور رات کو جاگتا اور عبادت کرتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر ہر قافیہ پر آواز ملاتے ہیں۔

حافظ ملت کی آئیڈیل زندگی

شاہ راہ حیات میں اپنی منزل مقرر کرنے کے لئے عقلمند انسان اپنا کوئی نشان مقرر کرتا ہے حضور حافظ ملت نے اپنا نمونۂ عمل صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت مولانا امجد علی قدس سرہٗ کو بنایا اس لئے کہ صدر الشریعہ کی زندگی خود سنت رسول کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی حضور حافظ ملت فرماتے "ہم نے صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم کے ساتھ ساتھ عمل بھی لیا اس لئے کہ ان کا ہر کام سنت کے مطابق ہوتا تھا" اور اس اکتساب علم و عمل نے حافظ ملت کو پھر اس منصب جلیلہ اور مرتبہ علیا پر فائز المرام کر دیا کہ ایک عظیم طبقہ نے صدر الشریعہ کی شخصیت کو حافظ ملت سے جانا۔

عصری نظام تعلیم اور حافظ ملت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت ہرگز کبھی نہیں چاہا کہ ہمارے طلبہ و علما محدود زندگی گذاریں۔ بلکہ وہ مدارس کی شکستہ چٹائیوں سے ایسے جیالے جری جرأت مند مدبر مفکر اور ہوشمند اور حالات آشنا سپاہی ڈھالنا چاہتے تھے جو کشاکش حیات کے تمام شعبوں میں اسلامی روح پھونک سکیں جن کے ذریعہ گھر سے لیکر مسجد تک دسترخوان سے لیکر ایوان تک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول بالا ہو سکے۔ آپ مدارس اسلامیہ کے موجودہ نظام تعلیم میں اصلاح کی ضرورت سمجھتے تھے اور مغربی مدارس تعلیمی کی آزاد اور روحانیت بیزار فضا سے بیزار تھے۔ جائز حدود تک وہ تعلیمات اسلامی کو جدید طور طریق سے فروغ دینا پسند کرتے تھے مغربی تعلیم کے ذریعہ ایجادات واکتشافات اور فکری نکھار تھا اسکے وہ طرفدار تھے مگر اس حد تک نہیں کہ روحانیت کا جنازہ نکل جائے بلکہ وہ عقل و روح کے سلسلے میں مدارس و مکاتیب فکر کی غیر متوازن رفتار کو اعتدال کے قالب میں دیکھنا چاہتے تھے۔

انھیں یقین تھا کہ مغرب کی عیش کوش تہذیب، اخلاقی اور جنسی بے راہ روی کے پھیلتے ہوئے زہر کا تریاق صرف اسلامی تعلیمات پر عمل ہے جیسا کہ انٹرویو کے درمیان ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بڑے محکم انداز میں اس پر روشنی ڈالی ہے ——— ان کا نور بصیرت دینی مدارس کے ماحول میں پرورش پانے کے باوجود بھی اتنا حقیقت فہم دوررس اور نباض تھا جس سے انھوں نے قوم کے مستقبل کو جھانک لیا تھا۔ بیشک وہ ینظر بنور اللہ کے مصداق تھے۔

خود افروز جگر سوز

شمع کے بارے میں شعراء کہتے ہیں کہ وہ خود جلتی ہے تب کہیں محفل کو روشنی دیتی ہے گویا دوسروں کو روشنی دینے کے لئے خود کو جلانا ضروری ہے مگر شاعرانہ خیالات سے پرے حقیقت نیوشی کے دریچوں میں جھانکئے تو واضح ہوگا کہ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ جانکاہیوں، زہرہ گدازیوں قربانیوں اور جاں سپاریوں کے تھپیڑوں میں ہی حیات جاوداں کے در لآلی پوشیدہ ہیں قوم کے جگر سوز رہنما کی طرح حافظ ملت عمر بھر پگھل پگھل کر ڈھلتے رہے اور ان کے قوائے جسمانی کے انحطاط کے ساتھ ہی ساتھ محفل علم و ادراک کی رونق میں اضافہ ہوتا گیا حافظ ملت کے کردار کی قول اقبال

حافظ ملت نے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مرکز کی اہمیت

ان کے نزدیک مرکز کی بڑی اہمیت تھی انھوں نے ساری قوم کو مرکزیت سے آگاہ کیا۔ اس سے منسلک رہنے ہی میں فلاح و کامرانی، اور دور ہونے میں تباہی و بربادی کا واضح تصور پیش فرمایا اس عنوان پر کلام کرتے تو یہ شعر ضرور پڑھتے۔

مرکز سے جدا ہو کے تباہی کا فسانہ
بادِ صبا سے پتے سے جو ٹوٹا ہے شجر سے

اذا رُوا ذکر اللہ

گلِ حمام صحبت گل سے استفادہ کر کے پھول ہی جیسی خوشبو پالیتی ہے اور اسے سونگھئے تو گل کی یاد آتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ مقربانِ بارگاہِ الٰہی اور بادہ نوشانِ عشق و عرفان سے خدائی عظمتوں کا ظہور نہ ہو ان سے بخاری و مسلم کے اسباق پڑھنے والے ہی نہیں ملک میں بے شمار ایسی نگاہیں ملیں گی جو حضور حافظ ملت کے بارے میں ایک ہی بات کہتی ہیں۔

ع یک جلوہ عجب دیدم در صورت جانانہ

سرکارِ ابدِ قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے

خیارکم الذین اذا راٴوا ذکر اللہ — تم میں سب سے اچھے وہ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔

پہونچی وہیں پہ خاک

تنکا تنکا چن کر آشیاں سازی کا حوصلہ اور وہ بھی برق و باد و باراں کی زد پر

سن کر مرقد سے کہہ رہا ہے کوئی ——————

بال و پر کی شکستگی ہی نہ دیکھ — ذوقِ پرواز کو بھی دیکھ ذرا
میرا انجام دیکھنے والے — میرے آغاز کو بھی دیکھ ذرا

سنتے ہیں ہر شخص دفن وہیں ہوتا ہے جہاں کی مٹی سے اس کا خمیر ہوتا ہے حافظ ملت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

آج جس باغ فردوس کے گہوارے میں بیٹھے ہوئے ہیں یقیناً اس کی خاک میں بھی کچھ ملا ہوا ہے وہ ایک مشت خاک اٹھی ز مشرق و مغرب دیو بکر دار و جمل کے کلہ و جبل دو جہاں نظر آرہے ہیں۔ خاک اپنے مقام پر پہونچ گئی ایک عالم کو عزم و حیات و جذبات فکر و تعقل و ایمان اور جان ایمان کا تعلق بخش کر

آخر گل اپنی صرف در میکدہ ہوئی

پہونچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

لمحہ فکریہ

حالات و حوادث اور مشاہدات تاریخ نے حافظ ملت کو اشاعت اسلام اور خدمت دین کی راہ میں چلتا پھرتا ایک پیغام بنا دیا تھا۔ انھوں نے اپنے سارے تجربات اور مشاہدات کو ہمیشہ کے لیے جامعہ الاشرفیہ عربک یونیورسٹی کے ایک مرکز پہ مجتمع کر دیا تھا۔

چالیس سال کی مجاہدانہ دینی خدمات مرشدانہ افکار و نظریات اور مربیانہ طرز زندگی نے آپ کی شخصیت کو جو رسوخ بخشا تھا اور مقبولیت عطا کی تھی جس کے نتیجے میں قوم کے پاس کلمات [illegible] اور عرق انفعال کے سوا کچھ باقی نہ رہ گیا تھا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جب ایک مسیح نفس بلند کے پیکر نیم جاں میں دوبارہ روح پھونکنے کے لیے اللہ کو پیارا ہو گیا تو افراد قوم و ملت یکجا اس کے دست و بازو بن جاتے مگر حیف صد حیف اس حقیقت کا اظہار کن الفاظ میں کیا جائے کہ نہ صرف سکوت اور خاموشی بلکہ مراحمانہ روش سے ٹوٹنے لگے اسباب و علل کے سلسلے تحقیق و تدقیق کی گہرائی میں اتریں گے تو ہمیں اس کے سوا کچھ نہ ملے گا کہ دل پکڑ کر رہ جائیں

در حیرت حرمی گنبد دستار خود اند

علمائے ہر زمانے میں قوم مسلم کی تعمیر یا تخریب کے ذمہ دار رہے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ صنفان اذا صلحا صلحت الامۃ واذا فسدا فسدت الامۃ السلطان والعلماء (دو جماعتیں ہیں کہ اگر یہ درست رہیں تو قوم درست ہے اور اگر یہ بگڑ جائیں تو قوم بگڑ جائے بادشاہ اور علماء)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ملت کی فنا اور بقا کے لئے جن دو طبقوں کو بنیادی حیثیت قرار دیا گیا ہے ان میں کا ایک سلاطین اسلام ہیں دوسرا علمائے کرام۔ مسلمانوں کی تاریخی زندگی کی کتاب پڑھ کر آج جب اس قوم کی زمام علماء کے ہاتھوں میں ہے کیا ہم تاریخ کی اس حقیقت کو فراموش کر سکتے ہیں کہ ان خسروان بے کلاہ نے اپنے نوک قلم سے ایسا بے پناہ رعب قائم کیا تھا کہ بڑے بڑے سلاطین کے تصرفات میں تزلزل پیدا ہو گیا حتی کہ جب علماء نے دین و ایمان کے تحفظ کے لئے کمر باندھی ہے تو تخت سلطنت کی تمام قوتیں جھکنے پر مجبور ہو گئیں۔

بس حقیر گدایان عشق را کیں قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلاہ اند

یہ سب اس وقت ہوتا ہے جب کہ علماء ربانی خدا و رسول کے لئے تمام دنیا کی جاہ و ثروت اور نفس کے تمام داعیوں کو قربان کر دیتے ہیں

آنکھوں و دلوں کی دھڑکن

آج جب کہ دنیا کے ذرّہ ذرّہ میں دھڑکتے دلوں کی دھڑکن بن کر عمل کے میدان میں آ چکا ہے اس کا دائرہ عمل ملک سے تجاوز ہو کر دیگر ممالک تک وسیع ہو رہا ہے ضرورت اس کی ہے کہ خود آپ اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور سوچیں کہ اس سلسلہ میں آپ نے کیا کیا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ مستقبل کا مورخ جب اپنا قلم سنبھالے تو اسے لکھنا پڑے کہ اس عظیم تحریک کی پشت پر صرف ایک اسی سالہ مجاہد جو ہمیشہ اپنے چند نوجوانوں کو لئے ہوئے ضعیف ہڈیوں کے ساتھ اپنے مذہبی سرمایہ کی حفاظت کے لئے جان کی بازی لگا رہا۔

اور ملک و ملت کے علماء نے اس کا کچھ ساتھ نہ دیا۔ بہرحال اس بوڑھے مجاہد کی آواز اب ملک و ملت کی آواز بن چکی ہے۔ ہندوستان کا مسلمان اس تحریک کی حقیقت سے واقف ہو چکا ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

قد۔ اب بیداری کا موقع ہے۔ ہوش میں آجانے کی ضرورت ہے۔ ہم نے اپنی بے حسی اور کاہلی سے اب تک یہی کیا کم کھو دیا ہے کہ اب بھی ہمارے سروں سے لایعنی عصبیت طبقاتی تفوق و برتری کا بھوت نہیں اتر رہا ہے۔ اب تو ملی جمہوریہ کا یہ سواد اعظم ذات کے چھوٹے ٹکڑوں میں اپنے صحیح مقام کو کھو چکا ہے نہ تو کوئی مرکزیت ہے۔ اور نہ ہی کوئی مسلمہ قیادت، اور جب یہ دو عظیم قدریں ہی نہیں۔ تو پھر ملی شیرازہ بندی کا تصور کسی موہوم تفریحی تخیل سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

کیا آپ یہ محسوس کرتے ہیں؟ کہ آج کا نوجوان ذہن علمی زیور سے آراستہ ہونے کے باوجود ملی سطح پر عملی فقدان کو بری طرح محسوس کر رہا ہے۔ ایک انتشار ہے جو ذہن و فکر کی تمام رعنائی صلاحیتوں کو جھلسائے دے رہا ہے۔ ایک کرب ہے جو خیالی عظمت کے سارے اثاثے کو پھونکے ڈال رہا ہے۔ ایک زلزلہ ہے جس سے جھوٹی تسلیوں کی تمام فصیلیں تڑخ رہی ہیں۔ قوم کی یہ زبوں حالی ——! الاماں والحفیظ۔ ہم نے اب تک ملک میں اپنی قومی زندگی کے تحفظ کے لئے آشیاں سازی کی، کتنی تیلیاں چنیں۔ ہم نے اپنے مابین اختلافی بغض و عناد کی بلند چٹانیں توڑنے میں کہاں تک سعی فرمائی۔؟؟
آج یہ اور اس قبیل کے ہزاروں سوالات ہیں جو نئی نسل کے ذہن و دماغ پر مسلط ہیں۔

اب سچے اطمینان۔ اور مکمل تشفی کے لئے اس کے علاوہ کوئی راہ نہیں۔ کہ ہم گفت و شنید کے تمام دروازوں پر قفل سکوت لگا کر صرف عملی میدان میں اتر آئیں۔ اور اپنے ذہن و دماغ علم و فضل اور دست و بازو کی تمام صلاحیتوں کے ساتھ آشیانۂ ملت کے منتشر تنکے جن پر ابنائے باغباں کی نگاہیں لگی ہوئی ہیں۔ چن کر مستقبل کا تحفظ کرلیں۔ ورنہ وہ دن دور نہیں جب اپنی گود کے پالے ہوئے نونہال اپنا علم و ادراک۔ تہذیب و تمدن اور امتیازی تشخص فراموش کرکے غیروں کے دسترخواں کی ... مجبور ہوں، خدا کرے ایسا نہ ہو کر ہمارے بعد جو نسل ہماری قبروں کے پاس سے گزرتی ہو تو یہ کہہ کے آستان مزار کو پاؤں سے روند ڈالے۔ کہ یہ وہی شخص تھا جس نے علم و آگہی کی دولت رکھنے کے باوجود قوم و ملت کو اپنے ذاتی مفاد پر بھینٹ چڑھا دیا بلکہ خاک مزار سے اگنے والی گھاس کا ایک ایک تنکا ... عملی ...

... نوری

www.ataunnabi.blogspot.com

گاہ میں پامردی کا اعلان کرے۔ جسے دیکھنے کے بعد رگوں میں تحرک کی بجلیاں کوندتی ہیں اس کی راہ اب صرف ایک ہے کہ جنہیں رجحان سے سبکدوش ہوکر اپنی تمام توانائی تعمیر ملت کے لئے وقف کر دیا جائے۔ الجامعۃ الاشرفیہ، اس امتحان گاہ عمل کی پہلی جولانگاہ ہے جو آپ کی عملی قوت، جرأت و عزیمت کے اٹھنے والے قدموں کے انتظار میں ہے۔

تعمیر کی جانب صفت سیل رواں چل
وادی یہ ہماری ہے وہ صحرا بھی ہمارا

غیرت ہے بڑی چیز جہان تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاج سر دارا

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

حافظ ملت نمبر

ماہنامہ اشرفیہ حافظ ملت کی سرکار میں اپنا حقیر نذرانہ لئے حاضر ہے۔ ایک ایسی شخصیت جس کی زندگی ہمہ جہت جامع ہو ان منتشر اور مختصر تحریروں کے ذریعہ اس کی حیات و خدمات کو سمیٹ لینا آسان نہیں البتہ اس نمبر کے ذریعہ مستقل سوانح (حیات حافظ ملت) کے لئے بہت سارے عنوانات و مآخذ کی نشاندہی ضرور ہوئی ہے۔ نمبر کے مضامین میں کمیت کے بجائے کیفیت پر ہی زیادہ توجہ دی گئی مگر با این ہمہ مجھے اعتراف ہے کہ اس سے حضرت کی علمیت پر کوئی خاص روشنی نہیں پڑتی سوانحی خاکوں میں بعض کی خانہ پری ہوئی ہے۔ نمبر کا قاری اخلاق و عادات خصائل و صفات اور ملت و سماج کے خدمت گزار کی حیثیت سے ایک پیکر کو اپنے روبرو ضرور پائے گا اور یہ ناقابل انکار بات مبرہن ہو کر سامنے آجائیگی کہ پچاس سال تک اپنے علمی غلغلے سے ایک عہد کو روشن کرنیوالے حافظ ملت ایک معمار حیثیت ایک مجدد رو ملت محب قوم اور ایک مومن کامل کی شان رکھتے تھے نمبر الگ الگ حصوں پر منقسم ہے۔ باوجودیکہ تمام مضامین اپنے خانوں میں بالکل فٹ نہیں مگر ترتیب میں ہر مضمون کے غالب رخ کا لحاظ کیا گیا ہے۔

منظومات اور مضامین کی طرح الگ کوئی جز نہیں البتہ فہرست نے اس کو الگ کر دیا ہے اس نمبر کی تدوین کے ساتھ ہی یہ خیال بھی قوی ہوتا جا رہا ہے کہ حضرت کے بارے میں ایک اور نمبر کی ضرورت اشد ہے جو صرف ان کے علمی کارناموں پر مشتمل ہو۔ نمبر کو منظر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مجبور پر لانے تک صحافتی زہرہ گدازیوں کی ان گنت پابازیاں عبور کرنی پڑتی ہیں۔

بہرحال میں شکر گذار ہوں اور مبارکباد پیش کرتا ہوں ان تمام معاونین کو جن کی مہربانیوں نے مجھے نوادر فتاوی کے جزئیات تک پہنچایا بالخصوص وہ لوگ اس سلسلہ میں شکریہ کے مستحق ہیں ان کے اسماء یہ ہیں جناب مولانا محمد احمد بھیروی مولانا اشتیاق احمد قادری مولانا یٰسین اختر مولانا عبد المبین نعمانی مولانا اسلم بستوی مولانا محمد مرتضیٰ (اختر دو دو) مولانا نظام الدین بستوی عزیزی مولوی عبد المسیح جبرا گیا۔ مولوی علاء المصطفیٰ قادری مولوی قیس رضا صاحب حبّی العلیم المجازی جزاہم اللہ خیر الجزاء فی الدارین

میرے نزدیک اس تبرک کی سب سے بڑی قدر افزائی یہ ہے کہ اے آقائے نعمت محسن قوم حافظ ملت علیہ الرحمہ والرضوان اپنی قبر مبارک کی جلن سے ایک بار تبسم جاں بخش کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں تاکہ میرا جذبۂ محبت کچھ کہہ سکے

بھر گیا دامن نظارہ گلِ نرگس سے
آنکھ اٹھا کر جو کبھی تو نے ادھر دیکھ لیا

[illegible] -------!

کاش ہو کر قبول اس تحفۂ ناچیز کو
پھول کچھ میں نے چنے ہیں تیرے دامن کیلئے

بدر القادری غفرلہ

[illegible]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تبرکات

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موت تجدید مذاقِ زندگی کا نام ہے — خواب کے پردہ میں بیداری کا اک پیغام ہے

زمیں دفن ہیں تجھ میں شہیدِ ناز بہت — رہے خیال کہ ان کا نہ ہو کفن میلا

غفر اللہ لہٗ

١٠٠٠

٨٠

٢٠٠

٦٦

٣٠

٣٠

١٣٩٦

نوٹ :- حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی وہ کرامت آثار تحریر جس میں آپ نے موت سے متعلق دو اشعار کے ساتھ ہی غفر اللہ لہٗ کے اعداد جوڑ کر اکٹھا لکھے ہیں اور یہی مجموعہ اعداد ۱۳۹۶ھ آپ کا سنہ وصال ہے۔

[illegible]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

از اوکاڑہ

نحمدہٗ و نصلی علی حبیبہ الکریم

حضرت مولانا سید شمس الحق صاحب کی رحلت ایک سانحہ عظیم ہے یہ حادثہ ہمارے محلہ کو (اہم) ہے
حضرت موصوف دارالعلوم [illegible] کے قدیم مدرس تھے اخلاق و مروت کا پیکر تھے بڑے [illegible]
انکو چالیس سال تک سے ہم نے پوری ہمدردی اور محبت سے کام فرمایا [illegible]
دارالعلوم کے بہی خواہ اور دین پرور ہمدرد نہایت جلیل القدر عظیم المرتبت شخص تھے۔
مدرسہ انکی جیسے محنتی کی جدائی ہم سب پر شاق ہے مشیت الٰہی میں بجز صبر چارہ نہیں ہم
سب صبر کریں ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی تلقین کریں اور حضرت موصوف کے لئے دعا خیر
کریں خداوند قدوس ان کی مرقد [illegible] اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں
بلند مقام عطا فرمائے آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین فقط

عبدالحکیم غفرلہ

موت تجدید مذاق زندگی کا نام (ہے) — خواب کے پردہ میں بیداری کا اک پیغام (ہے)

زمیں دفن میں بھی تجھ میں شہید ناز — رہے خیال کہ ان کا تن کفن سیہ

غفر اللہ لک

۱۰۰۰
۸۰
۲۰۰
۶۶
۳۰
۲۰
۱۳۹۶

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی وہ کرامت آثار تحریر جس میں آپ نے موت سے متعلق
دو اشعار کے ساتھ ہی غفر اللہ لک کے اعداد جوڑ کر اکٹھا کئے ہیں اور یہی مجموعہ اعداد
۱۳۹۶ھ آپ کا سن وصال ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com



عبادت ایسی بڑی چیز ہے فلاح دارین وعزت کونین کا باعث ہے، خوشنودی خدا و رضائے مولیٰ کا سبب ہے، بڑی نعمت بڑی دولت ہے۔ اس کے فوائد گنتی و شمار سے باہر ہیں، لیکن عبادت سے بھی اہم فرض اجتناب عن المعصیت ہے، خداوند قدوس کی نافرمانی سے بچنا عبادت پر مقدم ہے۔ کتنا ہی بڑا عابد ہو جب تک وہ اللہ عزوجل کے محارم سے نہ بچے، عبادت کے ثمرات و برکات سے کما حقہ مستفیض نہیں ہو سکتا اسی لئے سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے محارم سے بچے تو لوگوں میں سب سے بڑا عابد ہو۔

(حدیث) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یاخذ منی ھٰؤلاء الکلمات فیعمل بھن قلت انا یا رسول اللہ فاخذ بیدی فعدّ خمساً فقال اتق المحارم تکن اعبد الناس وارض بما قسم اللہ لک تکن اغنی الناس واحسن الی جارک تکن مومناً واحب للناس ما تحب لنفسہ تکن مسلماً ولا

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو مجھ سے کلمات نصیحت لے اور ان پر عمل کرے یا اس کو تعلیم دے جو ان پر عمل کرے۔

______

______

______ حضور نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ گنے شمار کرائے۔ فرمایا اللہ کے محارم سے بچو سب سے بڑا عابد ہو اور اللہ کی تقسیم پر راضی ہو تو سب سے بڑا غنی ہو اور

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تکثر الضحک فان کثرۃ الضحک تمیت القلب (مشکوٰۃ شریف)

اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کر تو مومن ہو اور اپنے لئے جو پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لئے پسند کر تو مسلمان ہو اور زیادہ مت ہنس کیوں کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے۔

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ کلمے ہدایت کے ارشاد فرمائے۔
اوّل اجتناب عن المحارم، دوسرے صبر و رضا، تیسرے پڑوسیوں کے ساتھ احسان کرنا، چوتھے اپنے لئے جو پسند کرے دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرنا، پانچویں زیادہ نہ ہنسنا، اور ہر ایک کے ساتھ اس کا فائدہ بھی بیان فرمایا۔
اوّل اجتناب عن المحارم اس کا فائدہ یہ بیان فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عابد ہوگا۔ یعنی خداوند تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام فرما دیا اُن کا ارتکاب نہ کرے جن چیزوں سے باز رہنے کا حکم دیا، ان کے قریب نہ جائے۔ کیونکہ معصیت خداوند کریم کی ناراضی کا سبب ہے۔ خداوند کریم کی جب تک نافرمانی کرتا رہے گا، اس کی رضا تجھے حاصل نہ ہوگی اور رضائے الٰہی جب تک حاصل نہ ہوگی عبادت کا مقصود ہی حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مقصود عبادت رضائے الٰہی و خوشنودی خداوندی ہے، لہٰذا خواہ کتنی ہی عبادت کرے، صائم الدہر اور قائم اللیل ہی کیوں نہ ہو جائے۔ لیکن اگر معصیت میں مبتلا ہے تو مقصود عبادت فوت ہے، ثمرۂ عبادت سے بے بہرہ ہے، اس لئے پہلے تمام معاصی سے تائب ہو اور جملہ نافرمانیوں کو ترک کر تب تیری عبادت بارگاہ الٰہی میں درجہ کمال پر پہنچے گی اور پورا پورا فائدہ حاصل ہوگا اس لئے فرمایا۔ اتق المحارم تکن اعبد الناس، اللہ کے محارم سے بچ تب لوگوں میں بڑا عابد ہوگا۔

بہت سے لوگ عبادت کرتے ہیں، ریاضت کرتے ہیں۔ علاوہ فرائض و واجبات کے نوافل کی کثرت کرتے ہیں ذکر و فکر کرتے ہیں لیکن وہ ثمرات مرتب نہیں ہوتے جو ذکر کے لئے ہونے چاہیے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ کماحقہ محارم سے اجتناب نہیں کرتے۔ عابد کو پہلے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے تائب ہونا اور تمام نافرمانیوں سے باز آجانا ضروری ہے۔ اس کے بعد عبادت کے ثمرات ظاہر ہوں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ پورے پورے ظاہر ہوں گے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت کے فوائد و ثمرات سے پورا پورا استفیض جب ہی انسان ہو سکتا ہے کہ محارم و معاصی سے بالکلیہ اجتناب کرے کیونکہ عبادت کے لئے طہارت ضروری ہے۔ بغیر طہارت کے عبادت نہیں مثلاً نمازی کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے طہارت حاصل

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کرے اگر غسل کی حاجت ہے غسل کرے بے وضو ہو تو وضو کرے، بدن یا کپڑے ناپاک ہوں تو پاک کرے، تب نماز پڑھے تو نماز ہوگی۔ اگر بے طہارت نماز پڑھے گا تو نماز ہی نہ ہوگی اس کے فوائد مرتب ہونا چہ معنی دارد۔

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ غسل اور وضو خوب اچھی طرح کرے۔ تمام فرائض وسنن ومستحبات سب ادا کرے تب طہارت کامل ہوگی۔ اس کے بعد نماز ادا کریگا تو نماز ہوگی اور کامل نماز ہوگی اور نماز کے ثمرات و برکات حاصل ہوں گے۔ اسی طرح عابد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کے محارم سے پورا اجتناب کرے کیونکہ معصیت کی نجاست باقی رہتے ہوئے کامل طہارت ہی نہ ہوگی لہذا اپنے معاصی سے تائب ہو کر پوری طہارت حاصل کرے تب اس کی عبادت کامل ہوگی اور عبادت کے ثمرات و برکات سے کما حقہ مستفیض ہوگا اس لئے سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اتق المحارم تکن اعبد الناس۔ اللہ کے محارم سے بچ تو سب سے بڑا عابد ہوگا۔

نیز محارم سے بچنا معاصی سے پرہیز کرنا۔ اپنے گناہوں سے تائب ہونا بھی عبادت ہے لہذا اگر محارم سے نہ بچا اور معصیت سے پرہیز نہ کیا، گناہوں میں ملوث رہا تو یہ عبادت ترک ہوئی، اس عبادت کا تارک ہوا تو اگرچہ یاد الٰہی میں مصروف رہا عبادت ترک کرتا رہا۔ فرائض وواجبات ادا کرتا رہا نوافل کی کثرت بھی کرتا رہا لیکن اجتناب عن المعاصی جو عبادت الٰہی تھی اس کا تارک ہوا تو اگرچہ عابد ہے لیکن پورا عابد کما حقہ جب ہی ہوگا جب اجتناب عن المحارم پہ یوں کار بند ہو، اس لئے فرمایا اتق المحارم تکن اعبد الناس

تنبیہ:۔ اللہ کے مردود محارم جس طرح اعمال واقوال ہیں اسی طرح عقائد بھی ہیں، جس طرح بداعمالی، بدافعالی سے نامقبول ہوتا ہے یونہی بدعقیدگی کا نجاست نجس بلکہ اس سے کہیں زیادہ نجس ہوتا ہے اور مردود بارگاہ ہو جاتا ہے لہذا عابد کو پہلے بدعقیدگی سے توبہ ضروری ہے جب تک وہ اپنی بدعقیدگی سے توبہ کرکے اپنا عقیدہ درست نہیں کرے گا اس کی عبادت قطعاً بیکار ہے بلکہ مضر ہے، جیسے کوئی بحالت جنابت نماز پڑھے تو نماز ہرگز نہ ہوگی بلکہ اس کے لئے مضر ہوگی یہ توہین عبادت ہے اسی طرح بدعقیدہ شخص کی عبادت عبادت نہیں ہے اس کی نماز نماز نہیں بلکہ اس کے لئے مضر ہے، جب ہی تو بدعقیدہ نمازیوں کی صورت پر پھٹکار برستی ہے پیشانی سیاہ داغدار، صورت نہایت منحوس بدنما بد رونق معلوم ہوتی ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ایسے نمازیوں کو پہلے ہی بدعقیدگی
سے توبہ کرکے صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہو
جانا ضروری ہے۔ پھر ان شاء اللہ تعالیٰ
وہ نماز کے حسنات وبرکات سے مستفیض
ہوں گے اور خود مستفیض ہوں گے۔

اتق المحارم تکن اعبد الناس۔ یعنی اللہ کے
محارم سے بچو تاکہ لوگوں میں بڑا عابد ہو۔ اللہ کے محارم
وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حرام کیا
ہے وہ افعال واقوال کی شکل میں ہوں یا عقائد فاسدہ
کی صورت میں عابد کے لئے ان سب سے اجتناب
ضروری ہے تمام حرام چیزوں، ساری بدکاریوں سے
پرہیز کرے۔ تمام بری باتوں، بدگوئیوں سے زبان کو بچائے
مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ۔ جن باتوں کا بولنا زبان
پر لانا منع ہے ان سے زبان کو روکے۔ تمام برے کاموں
مثلاً چوری، شراب نوشی، حرام کاری وغیرہ سب سے
دور رہے اسی طرح عقائد باطلہ فاسدہ سے قلب کو
پاک کرے کیونکہ باطل عقیدہ حرام ہے۔ اتق المحارم
میں وہ داخل ہے اس باطل عقیدہ سے بھی اجتناب
ضروری اشد ضروری ہے۔ اس لئے کہ عقائد بنیادی
جڑ ہیں اعمال واقوال ان کی شاخیں ہیں، جب جڑ ہی
خراب ہو تو شاخیں وبرگ وثمر کیسے درست ہو سکتے ہیں
جب بنیاد ہی ٹیڑھی ہوگی تو عمارت درست وسیدھی
کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس لئے عقائد کی اصلاح
پہلے ضروری ہے۔ اسی لئے اتق المحارم کو مقدم فرمایا کہ وہ
تمام بدکاریوں، بدگوئیوں، بدعقیدگیوں سے بچنے والا
ہو۔ اس کے بعد معروف عبادت ہو تب اس کی
عبادت مقبول ہوگی۔ اور وہ عابد مقبول بارگاہ ہوگا
لیکن اگر بدعقیدہ ہے مثلاً شان الوہیت میں گستاخی
کرتا ہے۔ کذب کا دھبہ لگا رہا ہے، خداوند قدوس
کے لئے امکان کذب کا عقیدہ رکھتا ہے۔ خدا کو
جھوٹ بولنا ممکن جانتا ہے جیسا کہ دیوبندیوں کا
عقیدہ ہے تو اس کی عبادت عبادت نہیں، اس
کی تسبیح تسبیح نہیں، زبان سے سبحان اللہ خدا کی
پاکی بیان کرے اور دل میں یہ عقیدہ رکھے کہ
خدائے تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے تو یہ تسبیح
منافقانہ ہے ایسا شخص بلاشبہ منافق ہے، اس کی
تسبیح ہرگز ہرگز تسبیح نہیں اس کی عبادت ہرگز
عبادت نہیں لہٰذا پہلے اپنا عقیدہ درست کرے
یعنی بدعقیدگی سے تائب ہو جائے، اس لئے
ارشاد فرمایا اتق المحارم اللہ کے محارم سے بچو، اسی
طرح شان رسالت میں جو بدعقیدگی ہے مثلاً دیوبندیوں
کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ
مر کر مٹی میں مل گئے۔ "جس کا نام محمد یا علی ہے
کسی چیز کا مختار نہیں۔" وغیرہ وغیرہ
ایسی بدعقیدگی سے پہلے توبہ کرے، اس
کے بعد معروف عبادت ہو۔ شان رسالت میں ایسی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بد عقیدگی دل میں رکھتے ہوئے عبادت قطعاً بے کار ہے
بلکہ مضر ہے اسی لئے فرمایا۔ اتق المحارم تکن اعبد الناس
پہلے عقیدہ درست کرے تب عبادت کرے تاکہ
مقبول بارگاہ ہو۔ ایسے باطل عقیدہ رکھتے ہوئے دل
میں ایسی گندگی لئے ہوئے نماز پڑھنا، نماز پڑھنا سب
بیکار ہے، ساری تبلیغ و ہدایت تمام کوشش رائیگاں
ہیں لہذا پہلے اپنا عقیدہ درست کر پھر معروف عبادت
ہو تو عابد ہوگا مقبول بارگاہ ہوگا، عبادت پر ثمرات
مرتب ہوں گے، دل منور ہوگا، انوار و برکات حاصل ہوں
گے۔ ان کا اثر شکل و صورت سے ظاہر ہوگا۔

آفتاب رسالت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ارشادات عالیہ میں دارین کی صلاح و فلاح ہے
دونوں جہاں کی بھلائی و برتری ہے، مسلمان ان پر عمل کریں
تو دنیا و آخرت کی تمام کلفتوں اور مصیبتوں سے نجات پائیں
دونوں جہاں میں سرفراز و سرخرو اور فائز المرام ہوں۔

انوار السنہ کے عنوان کا مقصد یہی ہے کہ مسلمان اپنے نبی
جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ
سے آگاہ ہوں اور اُن پر عمل کرکے دنیا و آخرت کی برتری
حاصل کریں۔

دوسری ہدایت یہ فرمائی وارض بما قسم اللہ
لک تکن اغنی الناس یعنی اللہ تعالیٰ نے جو تیرے لئے
تقسیم کر دیا اس پر راضی ہو تو لوگوں میں سب سے بڑا
غنی ہو۔

مال کی تحصیل انسان اپنی ضروریات کی تکمیل کے
لئے کرتا ہے جس کا فائدہ اطمینان قلب ہے۔ خالی ہوتا ہے
پیٹ بھرے، ننگا ہے تو تن ڈھانکے، بے گھر ہے گھر بنائے
پیٹ بھر رہا ہے تو چاہتا ہے کہ عمدہ غذا ملے تن ڈھک
رہا ہے تو چاہتا ہے کہ عمدہ لباس پہنے، گھر بھی ہے تو چاہتا
ہے کہ عالیشان بنائے۔ کافی جد و جہد کی، مال حاصل ہوا،
غذا بھی عمدہ ملنے لگی، لباس بھی نہایت تکلف دستیاب
ہوا۔ مکان بھی عالی شان بن گیا۔

یہ سب کچھ میسر آنے کے باوجود بھی یہ چاہتا ہے کہ
سرمایہ جمع کرے تاکہ وقتی ضرورت پیش آنے پر کام آئے
ان سب کا فائدہ وہی اطمینان قلب حاصل کرنا ہے کہ
دل میں جو خواہش ہے لگن ہے پوری ہو جائے جو
قلق و اضطراب و بے چینی ہے رفع ہو جائے اور دل
مطمئن ہو جائے مگر حال یہ ہے کہ عمدہ غذا ملی تو اور زیادہ
لذیذ و لطیف غذا کی خواہش پیدا ہوئی۔ عمدہ لباس ملا تو
اور زیادہ بہتر لباس کی خواہش بڑھی حتی کہ کمخواب
کا خواب دیکھنے لگا۔ عالیشان عمارت ہوتے ہوئے بھی
شیش محل اور فلک بوس بلڈنگوں کی خواہش بڑھی
مزید سرمایہ ہوتے ہوئے بھی مزید سرمایہ کی خواہش
ہوتی ہے۔

ہزار ہیں تو لاکھوں کی فکر لاکھ ہیں تو کروڑوں کی تمنا
کروڑ ہو تو اربوں کی خواہش غرض کی مال جتنا بڑھتا
خواہش بڑھتی گئی۔ تحصیل زر کی پوری کوشش کرتا ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

انتہائی سعی کرتا ہے۔ مال بڑھتا چلا جاتا ہے۔ خواہش پوری نہیں ہوتی بلکہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ گویا یہ شخص مریض ہے جس کی حالت یہ ہے کہ ؎

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

اس کی مثال استسقاء کے مریض جیسی ہے، جتنا زیادہ پانی پیتا ہے پیاس اور زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

تحصیل مال کا مقصد اطمینان قلب تھا مگر وہ اس کو حاصل نہیں بلکہ جس قدر مال زیادہ ملا اُسی قدر مقصد سے دُور ہوا۔ مال نہ تھا تو سینکڑوں ہزاروں کی خواہش تھی جب ہزاروں ملے تو لاکھوں کی خواہش پیدا ہوئی۔ لاکھوں ملے تو کروڑوں کی خواہش ہوئی۔ بالکل وہی صورت ہے کہ جتنا زیادہ پانی پیتا ہے۔ اتنی ہی زیادہ پیاس بڑھتی ہے جس قدر علاج کرتا ہے، مرض میں ترقی ہوتی ہے

سید اکرم مصلح اعظم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مریض کے لئے وہ نسخۂ شفا عطا فرمایا جس کے استعمال سے مرض کی بیخ و بنیاد ختم ہو جائے۔ مرض کا نام و نشان باقی نہ رہے، ناتوان مریض صحتیاب ہو کر تندرست و توانا ہو جائے ارشاد فرمایا۔ وارض بما قسم اللہ لک تکن اغنی الناس اللہ نے جو تیرے لئے تقسیم کر دیا اس پر راضی ہو، تقدیر الٰہی پر صابر و شاکر ہو تو لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہو یعنی غنا و مالداری کا جو فائدہ اطمینان قلب ہے تجھے حاصل ہو، اور پورا پورا حاصل ہو، ایسا کہ بڑے بڑے دولت مند تیرے سامنے فقیر و بینوا نظر آئیں تو مطمئن وہ پریشان، تجھے دلجمعی حاصل ہو اور ان کو پراگندگی، وہ ادھر ادھر بھٹکتے پھریں تو بارگاہ الٰہی میں حاضر و مقبول ہو

تیسری یہ ہدایت فرمائی، واحسن الی جارک تکن مومناً۔ یعنی اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرتا کہ مومن ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کی تعلیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دی ہے یعنی اے ابوہریرہ اپنے پڑوسی کے ساتھ تو احسان کر تب تو مومن ہو۔ حالانکہ اس تعلیم سے قبل ہی مومن تھے، صاحب ایمان تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑوسی کے ساتھ احسان کریں تب وہ مومن ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ مومن کامل ہوں۔ یہ عمل خیر ایمان کامل کرتا ہے۔ کمال ایمان یہ ہے کہ مومن اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرے۔ یہ وہ زریں اصول ہے کہ جب تک مسلمان اس کے پابند تھے ان میں اتحاد و اتفاق، یکجہتی و ہمدردی، ایک دوسرے کی خیرخواہی اس درجہ تھی کہ وہ ہر مسلمان کا دکھ درد اپنا دکھ درد سمجھتے تھے۔ دوسرے کی تکلیف اپنی مصیبت تصوّر کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ جب یہ جذبہ پیدا ہو جائے تو مسلمانوں کی طاقت مضبوط و مستحکم ہوگی۔ غرباء کو امراء سے امراء کو غرباء سے کس درجہ ربط و اتحاد ہوگا ایک دوسرے کا خیرخواہ و قوت بازو ہوگا اگر پوری دنیائے اسلام اس اصول کی پابند ہو جائے تو مسلمانوں کی تمام پریشانیاں دور ہو جائیں۔ جو حوادثات زمانہ سے بےخوف ہو کر نہایت اطمینان کی زندگی بسر کریں۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت کی ایک شاندار علمی تحقیق

اس میں کسی کی دو رائے نہیں ہو سکتی ہے کہ حافظ ملت کے تبحر علمی اور ان کی فقہی بصیرت کا صحیح اندازہ ان کے غیر مطبوعہ فتاوے کی اشاعت کے بعد ہی ممکن ہے لیکن ان کا ہی ایک مختصر سا مضمون جسے ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں ہر صاحب بصیرت کو اس نتیجہ پر پہنچائے گا کہ حافظ ملت کے اندر استدلال و استنباط کا ملکہ بدرجہ اتم موجود تھا وہ تفقہ کے مالک اور علم و فضل کے بحر ذخار تھے اور کیوں نہ ہو کہ وہ صرف ایک عالم ہی نہیں بلکہ محدث و فقیہ بھی تھے اور انہیں فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت حضرت علامہ امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمہ کے مایہ ناز شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے واضح ہو کہ حافظ ملت کی یہ تحریر درحقیقت کوئی فتویٰ نہیں ہے بلکہ ان کے ایک مکتوب کا اقتباس ہے جسے جواباً میرے والد ماجد حضرت مولانا شاہ سراج الہدیٰ صاحب قادری گیاوی کے نام لکھا۔ جوابی مکتوب کا وہ حصہ جو ایک شرعی مسئلہ کی وضاحت سے متعلق ہے ناظرین کی خدمت میں حاضر ہے تاکہ وہ اس کا مطالعہ فرمائیں اور حافظ ملت کے علمی فیوض و برکات سے مالامال ہوں

مبین الہدیٰ نورانی

مزارات اولیاء پر خوشبو پہنچانا خواہ وہ عطر و پھول ہو یا عود و لوبان کوئی بھی جائز خوشبو ہو کہیں اس کی ممانعت نہیں شریعت مطہرہ کے اصول اربعہ میں کہیں منع نہیں نہ کوئی کلیہ اس کی ممانعت میں ہے نہ جزیہ مگر یہ دیوبندیوں کی نئی شریعت اور بدعت ہے کہ اسکو حرام شرک بدعت بتا بتا کر دین میں اپنی رائے کو دخل دیتے ہیں اور علاوہ دیگر جرائم شرعیہ کے جرم احداث فی الدین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور بمصداق حدیث مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ کے مردود بنتے ہیں اور

www.izharunnabi.wordpress.com

مذکورہ بالا اس اصل کلی سے یہ کہ ، اصل اشیاء میں اباحت ہے ، جائز ہیں آیت کریمہ یا ایّھا الّذین اٰمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم و ان تسئلوا عنھا حین ینزّل القراٰن تبد لکم عفا اللہ عنھا و اللہ غفور رحیم (پ ۷ ع ۳) اور حدیث الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ و ما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ (ترمذی شریف جلد اوّل) سے یہ اصل ثابت ہے۔ ھو الذی خلقکم ما فی الارض جمیعاً (پ ۱ ع ۳) تفسیر احمدی میں اس آیت سے ثابت کیا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے لہٰذا جب تک ان کی حرمت یا کراہت پر دلیل شرعی قائم نہ ہو جائز و ثابت ہیں اور ہمارے لئے یہی ثبوت کافی و وافی ہے۔ البتہ مانعین پر لازم ہے کہ وہ دلیل لائیں اور ثبوت دیں اور وہ قیامت تک کوئی آیت یا کوئی حدیث اس کی حرمت و کراہت میں نہیں پیش کر سکتے نہ اجماع سے ثبوت دے سکتے ہیں نہ فقہ کا کوئی جزیہ لا سکتے ہیں پھر ان لوگوں کو دین میں راہزنی کا کیا حق ہے! علاوہ ازیں بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ خوشبو مطلق وارد ہے جو اپنے اطلاق کی بنا پر تمام خوشبوؤں کو شامل ہے خواہ وہ پھول و عطر کی خوشبو ہو یا عود و لوبان وغیرہ کی جو چیز حضور کو محبوب ہے یقیناً وہ رب العزت کو محبوب ہے اللہ و رسول کی محبوب شے کا استعمال یقیناً جائز اور رضاء الٰہی و رضاء مصطفوی کا باعث ہے انبیاء کرام اولیاء و شہداء رضی اللہ عنہم حیات ہیں ان کو خوشبو سے راحت و دلبستگی ہوتی ہے جس طرح حیات ظاہری میں ہر صاحب حواس سلیمہ کو۔ نیز مزارات پر خوشبو وغیرہ سے زائرین کو بھی فائدہ ہوتا ہے لہٰذا مزارات پر خوشبو کا استعمال جائز ہوا کہنا یہ کہ عود یا لوبان کی خوشبو کے لئے مزار شریف کے قریب آگ جلتی ہے اس لئے ناجائز و حرام ہے یہ شیطانی وسوسہ ہے جس سے مخالفین دھوکہ دیتے ہیں۔ آگ یا آگ کے اثر سے بدفالی اس وقت ہے جب کہ وہی شے مقصود بالذات ہو اور جب کہ آگ مقصود نہیں بلکہ خوشبو مقصود ہے تو اس وقت یہ شبہہ ہرگز نہیں۔ کسی جگہ اور کسی مجلس میں عود یا لوبان سلگایا جائے مگر آج تک کبھی بھی کسی سلیم الحواس کے دماغ میں یہ بات نہیں کہ یہ آگ جل رہی ہے نہ کسی نے آج تک یہ کہا کہ فلاں مجلس میں آگ جلی فلاں شخص نے آگ جلائی بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ لوبان عود سلگایا اور خوشبو سے مجلس کو معطر کیا۔ لہٰذا آگ پر لوبان سلگانا صرف خوشبو حاصل کرنا ہے آگ جلانا نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مزار شریف کے پاس آگ ہے مگر چونکہ غرض صحیح کے لئے ہے لہٰذا کوئی حرج نہیں اس لئے کہ غرض صحیح کے لئے چراغ کا قبر کے اندر اتارنا حدیث سے ثابت ہے مشکوٰۃ باب دفن المیت صـ۱۴۹ پر ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل قبراً لیلاً فاسرج لہ بسراج حالانکہ چراغ آگ ہے لہٰذا جس طرح غرض صحیح کیلئے چراغ کا قبر کے اندر اتارنا ثابت اسی طرح غرض صحیح کیلئے آگ کا مزار شریف کے قریب ہونا بھی ثابت۔

حافظ ملت نمبر

غرض صحیح خوشبو حاصل کرنا ہے اور وہ عود و لوبان سے بغیر آگ ناممکن ہے لہٰذا بالتبع بقدر ضرورت آگ کا قبر کے قریب ہونا جائز و ثابت اور بلا شبہ جائز۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبد العزیز عفی عنہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ

www.ataunnabi.blogspot.com



انٹرویو

مبارکپور در میان بازار میں دارالعلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کی قلعہ نما عمارت رم جھم پھواروں میں نہا رہی ہے ہلکے ہلکے ترشح نے ماحول میں خنکی بکھیر رکھی ہے گلابی سردی سے لطف اندوز ہوتے ہوئے لوگ چھتریوں میں محو خرام ہیں۔ اور کچھ دبے بیٹھے کاموں میں مصروف۔

شعبۂ نشریات الجامعۃ الاشرفیہ (عربک یونیورسٹی) کے دفتر میں ادارہ کے چند ذمہ داران بیٹھے ہوئے کسی مسئلہ پر گفتگو میں مشغول ہیں۔ جناب عبدالاول صاحب ایڈوکیٹ نے موضوع گفتگو بدلتے ہوئے حضور حافظ ملت سے ایک انٹرویو لینے کی بات اٹھائی گئی اور اہل اخلاص نے حامی بھری اور سوالات کی ترتیب کا کام مجھ ناتواں کو سونپ دیا گیا۔

چند روز بعد ایک صبح پرانے مدرسے حضور حافظ ملت کی قیام گاہ پر حاضری دی گئی تاکہ انٹرویو کے پروگرام کے لئے حضرت سے وقت کا تعین کرلیا جائے۔ پرانے مدرسہ کی خام عمارت سامنے ہے مٹی کی دیواریں اور کھپریل کی چھت سے بنائی گئی یہ عمارت اپنی سادگی کے ساتھ مکین کی سادہ اور بے داغ زندگی کی ترجمان بھی ہے جس کا دروازہ کھلا جس پر معدودے چند برس کبھی تارکول کا روغن لگایا گیا ہوگا۔ مگر بارش کے تھپیڑوں اور دھوپ کی تمازت نے اب سب کو شاید کھرچ کر صاف کر ڈالا ہے۔ بس کہیں کہیں کچھ نشانات ہی باقی ہیں۔ باادب و بے پاؤں جانب مغرب کھلے ہوئے اس دروازہ کے اندر قدم رکھا گیا۔ بائیں جانب ایک تخت پر تشریف فرما سراپا شفقت حضور حافظ ملت تشریف فرما ہیں۔ نورانی چہرہ نشان سجدہ منور اور تابناک سینہ تک مسترسل داڑھی سر پر کتھئی رنگ کا عمامہ مسند پیچھے موجود مگر ملت شناس فقر و غنا اس سے بے نیاز سر جھکائے کسی کتاب کے مطالعہ میں مشغول۔ ہم نے پہونچتے ہی سلام کے بعد مصافحہ کیا۔ دست بوسی کے بعد حضرت نے خیریت پوچھی میں نے جواب وکیل صاحب پر ٹال دیا۔ وکیل صاحب نے رسمی جواب دے کر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

انٹرویو کی خواہش کا اظہار کیا۔ اور کہا۔ حضرت ہم آپ سے ایک انٹرویو لینے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس بارے میں حضرت کا کیا خیال ہے۔

حافظ ملت: انٹرویو کے لفظ پر غور کرتے ہوئے میں نے آپ لوگوں کے اس انگریزی لفظ کا مقصد نہیں سمجھا۔

وکیل صاحب نے انٹرویو کا مقصد بتایا۔ تو حضرت مسکرانے لگے۔ اور نہایت منکسرانہ انداز میں گویا ہوئے۔

حافظ ملت: میری شخصی حیثیت ہی کیا اور میرا کارنامہ ہی کتنا کہ آپ لوگوں کو کچھ بتاؤں میری زندگی اور حالات زندگی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ایک مزدور خانوادہ میں پیدا ہوا محنت ومشقت سے کچھ علم حاصل کر لیا اور ایک وادی غیر ذی زرع میں بیٹھ کر زندگی کے دن کاٹ دیئے۔

ع حیف عمرے کہ رائگاں کردم

میرا احساس سمٹ کر آنکھوں میں آ گیا اور سر کی آنکھوں سے میں ایک ایسے انسان کو دیکھ رہا تھا جس کی زندگی کے کم از کم ۰ سال میرے سامنے تھے۔ مجھے معلوم تھا کہ مرغان سحر کی تسبیح خوانی سے قبل بیدار ہو کر اپنے رب کی بارگاہ میں سجود نیاز لٹانے والا بندہ یہی ہے، پورا دن درس وتدریس۔ سماجی ملی مسائل واذکار کے پیچھے گزار دینے والا انسان یہی ہے اور درحقیقت مبارک پور جیسی وادی غیر ذی زرع کو گلزار علم وآگہی بنانے والا مرد مجاہد یہی ہے۔ یہی ہے جس کی کڑک دار آواز فرقہ ہائے باطل کے خرمن پر برق خاطف بن کر گرتی ہے۔ اسی نے اسلامیان ہند کی آبروئے علم نوازی کی حفاظت کی، اور کشور علم وتمدن کی داغ بیل ڈال کر اپنی تعمیری تاسیسی صلاحیتوں کا نذرانہ دین اسلام کی بارگاہ میں پیش کیا اپنی ذات کے لئے وہ غنی ہے لیکن الجامعۃ الاشرفیہ کے لئے جس نے دریوزہ گری کو سرمایۂ افتخار سمجھا جس کا متحرک وجود سیکڑوں نہیں ہزاروں انسانوں کے رگ وپے میں تحرک وفعالیت کے شرارے بھر دیتا ہے جس نے دنیا میں رہ کر آرام کو حرام سمجھ رکھا ہے۔

بر روئے زمیں کام۔ زیر زمیں آرام،،

جس کی زندگی کا ترجمہ ہے۔ جس نے اتنا کچھ کر دیا ہے کہ قوم نے متحد ہو کر سالہا سال میں اتنا نہ کیا وہ اپنی اوقات کی ناقدری اور ضیاع پر تاسف کر رہا ہے عزم وثبات کردار وعمل جس کی انگلیوں کے پور پور سے ظاہر جس کے ماتھے کی شکنوں میں افکار قوم وملت کی تاریخ سمٹی ہوئی ہو اسے رب تعالے نے انکساری وتواضع کا اتنا عظیم جامہ پہنایا ہے کہ جو صرف اسے دیکھے اس کے کارناموں کا کوئی ہلکا سا شائبہ بھی نہیں پا سکتا۔

یا خدا یہ سادگی اور نام ونمود سے اتنی بے نیازی دبے تو یہی

ع اے کہ زیر دامنت صد آفتاب

میری مرکوز نگاہیں حافظ ملت کے چہرے پر جمی رہیں مگر پہلی نگاہ میں جو چہرہ بشرہ سامنے تھا اب وہ نہ تھا۔ نورانیت کی بے شمار کرنیں انکے رخسار کا بوسہ لے رہی تھیں۔ وجود بلند تر ہو گیا تھا۔ — خاموش پیکر کردار وعمل کے سارے حاشیوں کی روشنی میں ایک خورشید درخشاں معلوم ہو رہا تھا۔

ع نور ریز ونور بیز ونور خیز

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بعض خاموشیاں تکلم سے زیادہ موثر ہوتی ہیں، اور بعض نگاہیں تیر و نشتر سے زیادہ دلگیر ثابت ہوتی ہیں۔

حافظ ملت جن کا پیکر وجود اس وقت میرے روبرو ہے، کیا ان کی یہ خموشی کسی بسیط تقریر سے زیادہ پر اثر نہیں؟ درحقیقت اس مجلس میں میرا احساس نظر جو کچھ دیکھ رہا ہے نوک قلم تو کجا زبان خامہ طراز اس کی حلاوتوں سے ناآشنا ہے

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں

نظر کا ذوق جداگانہ ہے اور زبان کا پیرایہ الگ کوئی ایک دوسرے کی صفات کے حامل کیسے ہو سکیں۔

جو دیکھنے والا دیکھتا ہے وہ سننے والے کو کیا بتائے

زباں کو ذوق نظر نہیں ہے نظر کو ذوق زباں نہیں ہے

وقت مقررہ پر میں ایک سائل کی حیثیت سے حافظ ملت کے حضور حاضر تھا۔ لیکن میرے سوالات اصطلاحی سوالات سے جداگانہ تھے اور طالب علمی سے اب تک علمی اور فنی سوالات کرنے کی جو بے باکی حافظ ملت کے تلامذہ میں پائی جاتی تھی، میں بھی اگرچہ اس کا لذت چشیدہ تھا مگر آج انٹرویو میں ہونے والے سوالات مختلف النوع تھے شخصی اور خانگی حالات سے لیکر سیاسی سماجی اور الجامعۃ الاشرفیہ اس کے اساسی محرکات و عوامل نیز استحکام اور اس کے متعلقین کی کارکردگی نیز جوامع و موانع کے ایسے گوشے بھی سامنے آسکتے تھے جن پر گفت و شنید کرنا غیر متعلقین تو کجا، اراکین و ارباب حل و عقد بھی شجر ممنوعہ سمجھتے ہیں۔ بہرحال حضرت نے بلا تاخیر مجھے اشارہ فرمایا کہ کام شروع ہونا چاہیے۔ میں نے دیگر اہم باتوں کو پس پشت ڈال کر حضرت کے سنہ پیدائش کے بارے میں معلومات حاصل کرلینا چاہی اور سوال کیا۔

بلال: حضور آپ سب سے پہلے اپنی تاریخ اور سنہ پیدائش سے آگاہ فرمائیں۔

حافظ ملت: مجھے اپنے والدین سے سنہ پیدائش نہیں ملا البتہ والدہ ماجدہ سے یوم پیدائش ملا، سنہ ولادت تقریباً ۱۳۱۲ھ ہے وہ اس لئے کہ موضع راجپور میرا ننھیال ہے والد صاحب قبلہ جب حج بیت اللہ کو گئے تو میں اپنی والدہ کے ساتھ راجپور رہتا تھا اسی وقت نور احمد ولد غلام نبی کی پیدائش ہوئی ان کے والد نے ان کا سنہ ولادت ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء لکھا جو اب تک موجود ہے اس وقت میری عمر دس سال ضرور تھی کیونکہ میں راجپور سے اپنے مکان بھوجپور پیدل آجاتا تھا جس کی مسافت آٹھ میل سے زائد ہے یعنی نور احمد سے میری عمر دس سال زائد ہے اس لئے میرا سنہ پیدائش ۱۳۱۲ھ ۱۸۹۴ء ہوا۔ والدہ ماجدہ نے بارہا فرمایا کہ تمہاری ولادت دوشنبہ کو ہوئی پڑوس کی عورت یہ کہتی آئی بیٹا آیا ہے اس وقت تمہارے دادا بیمار تھے صاحب فراش تھے انہوں نے اس عورت کو ڈانٹا اور فرمایا خبردار اس کا نام عبدالعزیز ہے میں نے اس کا نام عبدالعزیز اس لئے رکھا ہے کہ دہلی میں خاتم المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث بڑے بلند پایہ عالم گزرے ہیں، یہ میرا بچہ عالم ہوگا۔ دادا کی دعا سے مجھے علم ملا۔ ورنہ میں گاؤں کا رہنے والا غریب آدمی جو کچھ پڑھ سکتا تھا وہ بڑی محنت سے صرف اردو اسکول میں پڑھا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

قرآن مجید اپنے والد صاحب سے پڑھا، فارسی کچھ بھوجپور مولوی عبد المجید صاحب سے کچھ پیپل سانہ جناب مولوی حکیم مبارک اللہ صاحب اور جناب حافظ حکیم نور بخش صاحب سے پڑھی میرا جیلنج علم حفظ القرآن اردو ریڈر چار فارسی گلستاں بوستاں ہوا ابھی ختم بھوجپور کے رئیس اعظم شیخ حمید الدین صاحب نے مجھے اپنی مسجد کا امام مقرر کردیا اور مسجد ہی میں مدرسہ حفظ القرآن قائم کرکے مجھے اس کا مدرس مقرر کردیا۔ میں امامت و مدرسہ کے فرائض انجام دینے کے علاوہ اپنے پڑوسیوں سے زیادہ گھر کا کام کرتا تھا اور روزانہ ایک قرآن پڑھتا تھا اسی طرح پانچ سال گزرے میں والدہ سے کہا کرتا تھا تم کہتی ہو دادا نے دعا کی ہے یہ میرا بچہ عالم ہوگا عالم تو میں ہوا نہیں۔ بفضلہ دادا صاحب کی دعا کا اس طرح ظہور ہوا کہ مراد آباد سے حکیم محمد شریف صاحب بھوجپور مریض دیکھنے آیا کرتے تھے میری اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے میرے اوپر ان کی نظر عنایت ہوئی فرمایا حافظ صاحب میں آپ کو طب پڑھاؤں گا میں نے کہا حکیم صاحب میں غریب آدمی میرے والد کثیر العیال گھر کا دارو مدار مجھی پر ہے میں باہر جا نہیں سکتا۔ حکیم صاحب نے فرمایا ٹرین سے مراد آباد سبق پڑھ کر واپس آجایا کرو تمہارا نقصان نہیں ہوگا۔ آمد و رفت کا کرایہ بھی میں دوں گا۔

میں نے والد صاحب قبلہ سے عرض کیا۔ والد صاحب نے فرمایا اتنا بڑا حاذق طبیب طب پڑھانے کی خواہش کرتا ہے ضرور پڑھو لیکن یہ آنا جانا مناسب نہیں جاؤ مراد آباد رہو محنت سے پڑھو خدا حافظ ہے۔

والد صاحب امامت اور مدرسی کے فرائض انجام دینے لگے میں مراد آباد حکیم محمد شریف صاحب کی خدمت میں طب پڑھنے کے لئے حاضر ہوا۔ حکیم صاحب نے گلستاں میں میرا امتحان لیا اس کے بعد فرمایا آپ کا دماغ عربی کے لائق ہے آپ عربی پڑھئے اور عربی میں طب پڑھئے۔ حکیم صاحب نے مجھے میزان شروع کروائی اور پندرہ روز میں میزان و منشعب ختم کرادیں میں نے یاد کرکے حکیم صاحب کو سنا دیں۔ بعدہٗ نحو میر صرف میر شروع کرائیں یہ دونوں کتابیں دو مہینہ میں شروع کرائیں میں نے یاد کرکے حکیم صاحب کو سنا دیں۔ اس کے بعد حکیم صاحب نے مجھے پڑھانے سے انکار کردیا فرمایا کہ اب مجھے مطالعہ کرنا پڑے گا مجھے فرصت نہیں۔ میں نے ہر چند اصرار کیا خوشامد کی لیکن وہ تیار نہیں ہوئے میرے متعلق شہرت ہوگئی تھی کہ عربی پڑھ رہے ہیں۔ میں نے چھوڑنا مناسب نہیں سمجھا جامعہ نعیمیہ میں داخلہ لے لیا۔ لیکن وہاں کوئی ایسا پڑھانے والا نہیں ملا تین سال تک جامعہ نعیمیہ میں پڑھا شرح جامی قطبی وغیرہ تک ہوپہنچے مگر استعداد نہیں ہوئی تعلیم حسب منشاء نہیں ہوئی۔ اسی دوران جامعہ نعیمیہ میں آل انڈیا سنی کانفرنس ہوئی۔ ہندوستان کے چوٹی کے علماء جمع ہوئے۔ ہم نے سوچا انہیں میں سے کسی کو منتخب کرو بہت غور کے بعد ہم لوگوں نے طے کیا کہ حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب قبلہ سے عرض کرو۔

عرض کیا فرمایا اجمیر شریف آجاؤ پڑھا دوں گا۔ چنانچہ حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب علی گڑھی حضرت مولانا شمس الدین صاحب جونپوری حضرت مولانا قاری اسد الحق صاحب اور جناب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ امیر حسین صاحب مراد آبادی اور میں پانچ طالب علم اجمیر شریف حاضر ہوئے حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمہ نے حسب وعدہ ہمیں پڑھا دیا۔ فرمایا کرتے تھے عرصے ایک ہی جماعت پڑھنے والی تھی۔ اور ہم طلبہ کا فیصلہ یہ تھا کہ پڑھانے والی صرف صدر الشریعہ کی ایک ذات ہے جو بے نظر قابلیت کے باوجود انتہائی محنت وشفقت سے پڑھاتے ہیں۔ بہر حال مایوسی کے بعد میرے دادا کی دعا کا ظہور ہوا۔ خداوند نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں مجھے علم عطا فرمایا۔"

فللّٰہ الحمد والمنۃ

بلکہ صرف تاریخ پیدائش کے سوال پر اس کے جواب کے ساتھ ساتھ حضرت نے اس سے متعلق باتیں کچھ اس طرح بیان فرمائیں کہ میں اس کی اثر آفرینیوں میں کھو گیا۔ نرم و موثر لہجہ، بہترین و پختہ انداز دلگداز پیرایۂ گفتار اور نفسِ موضوع خود اتنا دلچسپ اور روح نواز کہ اللہ اللہ حضرت نے جب اپنی بات ختم کی اور خاموش ہوئے تو گویا میں کسی من پسند خواب سے چونک پڑا جی چاہتا تھا کہ ابھی کچھ دیر اور انھیں کیفیات سے لطف اندوز ہوں۔

اس بادۂ گفتار کی کیفیت مستی
یلغار کرے ہے تو مرے دیدہ و دل پر

حضور اپنے بچپن ہی کے کچھ احوال و واقعات ارشاد فرمائیے تو کرم ہو۔

حافظ ملت بچپن کے حالات تو میرے والد صاحب علیہ الرحمہ ہی بتا سکتے مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ بھوجپور میں کوئی بڑے عالم یا شائخ و درویش تشریف لاتے تو والد صاحب مجھے ان کے پاس لے جاتے اور عرض کرتے حضور میرے اس بچے کے لئے دعا فرما دیں وہ دعا کر دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری علیہ الرحمہ تشریف لائے ان کے پاس لے گئے عرض کیا میرے اس بچے کے لئے دعا فرما دیں حضرت مولانا سلامت اللہ صاحب نے فرمایا حافظ صاحب میں تو سب کے لئے دعا کرتا ہوں مگر اس کے لئے تو آپ ہی کی دعا ہے اور فرمایا اولاد کے حق میں والدین کی دعا یا بددعا بہت اثر رکھتی ہے۔

میری بہنیں تو کئی تھیں لیکن میں والد صاحب کا اکیلا لڑکا تھا اس لئے بھی مجھ پر زیادہ شفقت فرماتے باہر جاتے تو مجھے ساتھ لے جاتے اکثر جمعہ پڑھنے شہر مراد آباد جاتے مجھے لیجاتے صحت میری بچپن ہی سے اچھی تھی میں پیدل اُن کے ساتھ چلا جاتا لیکن مراد آباد کے قریب رام گنگا ندی ہے اس کو پار کرتے وقت مجھے کندھے پر بٹھاتے میرے پیر پانی میں ڈوبے رہتے اور والد صاحب کی ڈاڑھی پانی سے لگی رہتی تھی بسم اللہ مجریھا ومرسٰھا ان ربی لغفور الرحیم پڑھتے چلے جاتے تھے پانی اتنا ہی رہتا تھا کبھی ڈاڑھی کے اوپر نہیں آیا۔ جامع مسجد مراد آباد میں نماز کے بعد جناب مولانا قاسم علی صاحب کا وعظ سنتے اس کے بعد مکان واپس آتے تھے۔

بڑے پیار و محبت سے مجھے پالا اور پڑھایا، پارہ حفظ کرا دیئے اس کے بعد حج بیت اللہ کو گئے اور ۹ ماہ میں واپس آئے یہ ۹ ماہ میرے کھیل کود میں گزرے بھوجپور میں کوئی پڑھانے والا بھی نہیں تھا وہ بھی بھول گیا۔ واپسی پر والد صاحب نے پھر پڑھانا شروع

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کردیا میں پڑھتا بھی تھا گھر کا کام بھی کرتا تھا۔ والدصاحب قبلہ تربیت کا تعلیم سے زیادہ خیال رکھتے تھے۔ بچپن کی شرارتوں پر بہت زیادہ مارتے تھے۔

بدر: اس سے تو اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت کے والد گرامی اور دادا دونوں ہی دینی تعلیم کا وافر شوق رکھنے والے خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ تو حضور! اگر مناسب سمجھیں تو اپنی خانگی زندگی کے مذہبی رجحان اور والدین وغیرہ کی دینداری اور مذہب دوستی کے بارے میں اور کچھ فرمائیں میری یہ خواہش سنکر حضرت کے لبوں پر تبسم بکھر گیا۔ میں نے اپنے سوال کی ضرورت کو مبرہن کرنا چاہا۔

حضور! زمانہ اس گھر کے ماحول سے واقفیت چاہتا ہے جس نے ملک کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ثانی عطا کیا۔ اس پر حضرت سنبھل کر بیٹھ گئے اور اسی متانت و سنجیدگی کے انداز میں الفاظ کی موجیں رواں ہوگئیں جس جوئے کرم کا ایک ایک لفظ آپ کے روبرو موجود ہے۔

حافظ ملت: کسی گھر کا مذہبی رجحان گھر کے مالک ہی کی ذہنیت پر موقوف ہوتا ہے میرے والد صاحب ایک با خدا درویش تھے ان پر دین غالب تھا والدہ بھی صوم وصلوٰۃ کی انتہائی پابند، یہی حال سے بچوں کو نماز کی تاکید کھیل تماشوں میلوں وغیرہ سے روکنا دیندار بنانے کی پوری سعی کرنا۔ نمازی مہمان کی خوب تواضع کرتے اور بے نمازی کو کھانا کھلا دیتے لیکن ٹھہراتے نہیں تھے میری عمر بارہ سال تھی فجر کی نماز کو جاتے تو مجھے جگاتے۔ اٹھو نماز کا وقت ہوگیا۔ میں اٹھ کر ان کے پیچھے پیچھے چلا جاتا اور کبھی غلبۂ نیند سے کروٹ بدل کر سو جاتا جب وہ نماز سے واپس آتے تو نہ مجھے آواز دیتے نہ ہاتھ پکڑ کر جگاتے بلکہ کان پکڑ کر سیدھا کھڑا کر دیتے اور فرماتے اب تک پڑا سو رہا ہے۔ مجھے مار مار کر نماز کا عادی بنا دیا۔ کہ میں فجر کی نماز کے وقت خود اٹھ جاتا ہوں ماہ رمضان میں معمول ہے کہ آخیر وقت سحری کھا کر سو جاتا ہوں، اور وقت پر اٹھ کر فجر کی نماز باجماعت پڑھتا ہوں یہی طریقہ میرے چھوٹے بھائی مولوی عبدالغفور صاحب کا ہے۔

میرے والدین نہایت ہی دیندار متبع سنت احکام شرع کے پورے پابند تھے والد صاحب قبلہ جماعت کے سخت پابند تھے اندھیری رات اور بارش میں بھی مسجد جاتے تھے ایک روز عشاء کی نماز کو جارہے تھے اُدھر سے پڑوسی جس کا نام عیدا تھا وہ آرہا تھا اُس سے ٹکر ہوگئی وہ گر پڑا حالانکہ وہ جوان تھا والد صاحب نہ گرے نہ کوئی خاص تکلیف محسوس کی نماز کو چلے گئے بفضلہ تعالیٰ۔

والد صاحب کی عمر تقریباً سو سال کی ہوئی۔ آخر عمر میں خصوصاً موسم گرما میں ہم لوگ ان کی تکلیف کا احساس کرتے تھے میں عرض کرتا آپ روزہ نہ رکھیں ہم آپ کی طرف سے روزہ کا صدقہ ادا کردیں گے تو فرماتے میں یہ ہرگز گوارہ نہیں کر سکتا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمان رمضان پائے اور روزہ نہ رکھے یہی حال والدہ کا تھا۔ ہم غریب تھے۔ باوجود غربت کے والدہ کا یہ طریقہ تھا کہ وہ پڑوسی کا اس قدر خیال رکھتی تھیں کہ اپنا کھانا اکثر ایک بیوہ پڑوسن کو کھلا دیتیں اور خود یوں ہی وقت گزار دیتی تھیں یہ مجھ پر میرے رب کا احسان عظیم ہے کہ ایسے والدین کی آغوش کرم میں پرورش پائی۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

والد صاحب قبلہ جید حافظ اور عاشق قرآن مجید تھے
چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت قرآن مجید پڑھتے یاد ایسا
تھا کہ متشابہ نہیں ہوتا تھا تعلیم الٰہی تھی کہ بھوجپور پیپل سانہ
اور شہر مرادآباد میں انھیں کے شاگرد اعلیٰ درجہ کے حافظ
مانے گئے۔

ریاست حیدرآباد میں ماہ رمضان میں محراب سنانے
کے لئے بلائے گئے مدینہ مسجد میں ۲۷ کو شبینہ ہوا دوسرے
حافظوں کو آپ کے سامنے پڑھنے کی جرأت نہیں ہوئی
پورا قرآن مجید والد صاحب نے ہی ختم کیا اس وقت والد
صاحب کی عمر ستر سال تھی وہاں کے لوگ اب تک یاد کرتے
ہیں کہتے ہیں ہم نے ایسا حافظ دیکھا ہی نہیں میرے والدین
کی بڑی ستھری پاکیزہ زندگی تھی مولائے کریم ان پر اپنی رحمتوں
کی بارش برسائے۔ آمین

بلالہ۔ سبحان اللہ حضور آپ نے اپنے والدین کریمین کے
بارے میں ارشاد فرمایا ایسا لگتا تھا کہ دور اول کے خدا آشنا
مسلمانوں کا تذکرہ چل رہا تھا ایسی مقدس آغوش میں پلک
کہ جس نونہال نے صبح عالم کا نظارہ کیا ہو اس کی نگاہیں کیوں
نہ آشنائے راز عالم ہوں۔

عہد طفلی میں بتا دیتی ہیں راز کن فکاں
مادر اسلام کی ایمان پرور لوریاں

ان کامل الصفات والدین کی آغوش تربیت نے آپ
کو ہوش سنبھالنے کی عمر تک جس گہوارۂ دینی میں رکھا ہوگا۔ اس
کا بخوبی اندازہ تو ہو چکا اب یہ فرمائیں کہ گھریلو ماحول کی اس
خالص اسلامیت کے ساتھ جب آپ نے کچھ کچھ بوجھنے
کے ماحول میں قدم رکھا تو تعلیم و تدریس کا انتظام کیا ہوا؟

حافظ ملت۔ قرآن مجید والد صاحب نے پڑھایا حفظ بھی کرایا
اردو درجہ چار تک اسکول میں پڑھا فارسی جناب مولوی عبد المجید
صاحب بھوجپوری سے پڑھی اور پیپل سانہ میں جناب مولوی
حکیم مبارک اللہ صاحب اور جناب حافظ حکیم نور بخش صاحب
سے پڑھی اس کے بعد پانچ سال امامت اور مدرسی کی جس کا
ذکر ہوا۔۔۔ اس کے بعد میزان منشعب نحو میر صرف میر جناب
حکیم محمد شریف صاحب سے مرادآباد جا کر پڑھی اس کے بعد شرح
جامی تک جامعہ نعیمیہ میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد اجمیر شریف
حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں ۹ سال حاضر رہا۔

بلالہ۔ گستاخی معاف حضرت کچھ اپنی ازدواجی زندگی پر روشنی
ڈالیں حضرت میرا یہ سوال سنتے ہی ملول ہو گئے میں نے محسوس
کیا کہ یہ عنوان ایسا تھا گویا میں نے کسی ایسی رگ کو چھیڑ دیا ہے
جس سے حضرت کو کافی تعلق ہے۔

حافظ ملت۔ میرا عقد نکاح میری ماموں زاد بہن سے ہوا یہ
عورت اپنے زمانہ کی ولیہ تھی نہایت ہی دیندار اطاعت شعار صابرہ
میری فرمانبردار تھی ہمیشہ مجھے خوش رکھنے کی پوری کوشش کرتی
تھی اس سے چار بچے ہوئے دو لڑکیاں دو لڑکے۔ لڑکیاں
بچپن ہی میں انتقال کر گئیں لڑکے مردہ ہی پیدا ہوئے آخیر
بچہ کی ولادت ہی میں مرحومہ کا انتقال ہو گیا یہ حادثہ مبارکپور ہی
میں ہوا۔ میں نے مرحومہ کی قبر پختہ بنائی تعمیر جدید کی شفقت طور پر
بڑا لستری نے کہا یا پانچ سو چھ کر [illegible] جواب حالات میں وہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

چوک کے لیے کہا گیا کچھ چوک باقی تھا کچھ ادھر پڑے تھے مستری کام کر رہا تھا اسی باقی چوک اور آدھے سے قبر پوری ہوگئی نہ ایک چوک بچا نہ کم پڑا۔ نہ ایک ماشہ مسالہ بچا نہ کم پڑا۔ بچھے والے متحیر تھے یہ کیسے پورا ہو گیا جب کہ پانچ سو چوک اور منگایا جا رہا تھا یہ مرحومہ کی کرامت تھی۔

مجھے اس کی جدائی کا صدمہ ہوا میں نے طے کر لیا تھا کہ اب میں نکاح نہیں کروں گا پیغام آئے میں نے انکار کر دیا تعطیل میں مکان گیا والد صاحب نے احباب سے کہلوایا میں نے انکار میں جواب دے دیا جب والد صاحب مایوس ہو گئے تو مجھ سے خود فرمایا تم نکاح کر لو میں نے جواب دیا کہ میں طے کر چکا ہوں کیا نکاح نہیں کروں گا اس پر اس قدر خفا ہو گئے کہ زندگی میں کبھی اتنے خفا نہیں ہوئے اور ڈانٹ کر فرمایا تو میری نسل منقطع کرنا چاہتا ہے تب میں خاموش ہو گیا انھوں نے میرا نکاح کر دیا اس عقد ثانی سے چھ بچے پیدا ہوئے تین لڑکے تین لڑکیاں ایک لڑکا پندرہ روز کی عمر میں انتقال کر گیا۔ ایک بڑی لڑکی کا بھی انتقال ہو گیا۔ دو لڑکیاں دو لڑکے ہیں باصلاحیت ہیں۔ لڑکیاں لڑکوں سے اچھی ہیں پنج وقتہ نماز کی پابند ہیں تلاوت قرآن مجید کی عادی ہیں گھر کے کام میں انتہائی ہوشیار اور محنتی ہیں صاحب اولاد ہیں۔ میرے لڑکوں اور لڑکیوں کی اولاد اس وقت موجود ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ والد صاحب ان سب کو دیکھ رہے تھے جبھی تو فرمایا تھا کہ تو میری نسل منقطع کرنا چاہتا ہے

... کا ابتدائی رد عمل حضرت کے رخسار پر ... ... جا کہ اب اس یاد ماضی کے رہگزار ...

... سے ہٹ کر جلد از جلد کوئی اور سوال اٹھایا جائے لہٰذا اگلا سوال یہ تھا۔

حضور! آپ نے کن کن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور ان میں سے کس کے اخلاق و کردار نے آپ کو متاثر کیا؟

حافظ ملت: ابتدائی تعلیم کے بعض اساتذہ کا ذکر ہو چکا۔ جامعہ نعیمیہ میں حضرت مولانا عبد العزیز خاں صاحب فتحپوری حضرت مولانا اجمل شاہ صاحب سنبھلی حضرت مولانا محمد یونس صاحب سنبھلی حضرت مولانا وصی احمد صاحب سہسرامی اساتذہ کرام میں ہیں۔ اجمیر شریف میں حضرت صدر الشریعہ قبلہ مولانا شاہ محمد امجد علی صاحب علیہ الرحمہ حضرت مولانا مفتی امتیاز احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ حضرت مولانا عبد الحی صاحب افغانی حضرت مولانا سید امجد صاحب پنجابی حضرت مولانا حافظ سید حامد حسین صاحب علیہ الرحمہ اجمیری اساتذہ کرام ہیں۔

بلال: اساتذۂ حافظ ملت کی بات آئی تو میرے ذہن میں اس پیکر علم و شعور اور مجسمۂ آداب و نیاز شخصیت کا وہ انداز ادب و احترام یاد آیا جب آپ حضور مفتی اعظم ہند محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ وغیرہ بزرگوں کے پاس سراپا ادب بن کر جاتے۔ گو کہ یہ لوگ استاذ نہ تھے آج کے دور میں عربی مدارس کے طلبہ کی آزاد روی ادب ناشناسی اور تہذیب باختگی کو دیکھتے ہوئے سوال ذہن میں یہ آیا کہ اس دور کا بھی یہی ماحول تھا چند اور ... چند لوگ ہی ادب و احترام کی دولت سے سرفراز ہوتے تھے یا ماحول کچھ اور تھا میں نے پوچھا حضرت آپ کے دور طالب علمی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں طلبہ اور اساتذہ کے باہمی تعلقات ...... کی کیا نوعیت تھی!

حافظ ملت: اس وقت کے طلبہ اساتذہ کرام کا انتہائی ادب واحترام وتعظیم وتوقیر کرتے تھے ان کی خدمت گزاری اپنی سعادت جانتے تھے اساتذہ طلبہ پر شفقت ومحبت فرماتے تھے تعلیم وتربیت میں پوری توجہ دہی کرتے تھے۔

بلال: جب آپ کی تعلیم مکمل ہوگئی اور صدر الشریعہ نے اپنی خصوصی نگاہ توجہ سے آپ کو علوم اسلامیہ کا متبحر عالم بنا دیا تو دستار بندی کے بعد آپ کو ملازمت نہ کرنے پر اصرار کیوں رہا۔؟

حافظ ملت: میں نے ملازمت کے لئے کبھی حاصل ہی نہیں کیا تھا، نہ مجھے ملازمت کی حاجت تھی عربی تعلیم سے پہلے میں امامت ومدرسی کے فرائض انجام دینے کے علاوہ اپنے گھر کا کام بڑھیوں سے زیادہ کرلیا کرتا تھا۔ جو میری اور میرے متعلقین کی ضرورت کا کفیل تھا تو مجھے ملازمت کی کیا ضرورت تھی البتہ یہ پختہ ارادہ تھا کہ سلسلۂ تدریس ضرور رکھوں گا خالصاً لوجہ اللہ پڑھاؤں گا۔ خانگی ضرورت کے لئے گھر کا کام یا تجارت کافی ہوگی۔ اسی لئے آگرہ کی جامع مسجد کی خطابت وامامت قبول نہیں کی حالانکہ تنخواہ سو روپیہ ماہانہ تھی اور حضرت صدر الافاضل قبلہ علیہ الرحمہ نے انتہائی اصرار فرمایا۔

بلال: اچھا حضور آپ نے تو دور طالب علمی بھی درجہ کمال میں گزارا اور مدرسی کے میدان میں آئے تو امام المدرسین اور استاذ العلماء بنے۔ فرمائیں کہ آپ کی نگاہ میں دور طالب علمی اور عہد مدرسی کے انداز فکر میں کیا فرق ہے۔؟

حافظ ملت: اس انداز کو اگر عام رکھا جائے تو اس کا جواب گزر چکا اور اگر خاص پر سنے ہو تو میں اب بھی طالب علم ہوں کر طلبہ کا خادم ہوں۔

بلال: تعلیم وتعلم کے عنوانات زیر گفتگو تھے بچا کر میرا ذہن اس ماحول سے ملک کے سیاسی ومذہبی ماحول کی طرف لوٹ گیا کوئی بھی حساس ذہن، اور بیدار دماغ جس سے مستقبل میں کوئی عظیم کام ہونے والا ہو۔ اور اگلا دور اس کے کارناموں کی روشنی میں ایک بلند پایہ مدبر ثابت کرنے والا ہو، اپنے سن شعور میں سیاسیات ملکی اور اطراف واکناف کے ماحول سے کس قدر دلچسپی رکھتا تھا اس کی آگاہی حاصل کرنے کیلئے میں نے پوچھا آپ کے سن شعور کے وقت ملک کا سیاسی مزاج کیا تھا۔؟

حافظ ملت: سیاست کے معنی اگر انتظام ملکی ہیں تو اس وقت نہایت معقول انتظام تھا مظلوموں کی دادرسی ہوتی تھی۔ ظالموں کو پوری سزا دی جاتی تھی اس وقت جتنی چوری ہوتی تھی اس سے زیادہ اب ڈاکہ زنی ہوتی ہے۔ اس وقت مارپیٹ کے جتنے واقعات ہوتے تھے اس سے زیادہ اب قتل وغارت ہو رہا ہے بہرحال اس وقت ملکی نظام امن وعافیت سلامتی رعایا پروری دیانتداری صداقت پسندی ہی پر مشتمل تھا، شاہان بلاد کے حکام کا مزاج اسی کا اثر پذیر تھا۔ ہر طبقہ نہایت مطمئن اور امن وچین کی زندگی بسر کرتا تھا۔ چند سال میں سیاسی جماعتیں میدان میں آئیں انہوں نے بڑی جدوجہد کی متفقہ طور پر کوشش کر کے ملک کو آزاد کرایا اور جواب حالات ہیں وہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

آپ کے سامنے ہیں۔

بلال :۔ میں اس سلسلہ میں کچھ اور سوال کرنا چاہتا تھا مگر سیاسی رخ کو مخصوص انداز میں موڑ دینے پر میں نے حضرت کی ناپسندیدگی کو بھانپ لیا۔ اور روئے سخن بدلتے ہوئے پوچھا اور اس وقت کی نام نہاد مسلم جماعتوں کا کیا حال تھا!

حافظ ملت دیوبندیت وغیرہ بہت کمزور اور دبی ہوئی تھی۔ مذہب اہلسنت ہی مذہب حق بجماعۃ المسلمین اسی پر قائم تھے۔ علماء اہلسنت کی بڑی مقبولیت اور بڑا اقتدار تھا اب حالات آپ کے سامنے ہیں۔

بلال : حضور کیا میں پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ مبارکپور جیسے زبردست محاذ پر صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے کن وجوہ کی بنیاد پر آپ ہی کو منتخب فرمایا۔؟

حافظ ملت اس سوال کا جواب حضرت صدر الشریعہ ہی دے سکتے تھے مجھے حکم دیا اور فرمایا۔ میں باہر رہا اور میرا ضلع خراب ہوگیا آپ کو دین کی خدمت کے لئے مبارکپور بھیجتا ہوں جائیے میں چلا آیا یہ بھی فرمایا حافظ صاحب میں آپ کو اکھاڑے میں بھیج رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا حضور داؤں پیچ بھی بتائیے فرمایا اللہ حافظ ہے۔

بلال :۔ آپ نے ابتداءً اشرفیہ کی ترقی اور بہبود کے لئے کن تدبیریں استعمال فرمائیں۔؟

حافظ ملت۔ میں نے کوئی تدبیر نہیں سوچی۔ مجھے حضرت صدر الشریعہ قبلہ نے دین کی خدمت کے لئے بھیجا دینی خدمت سمجھ کر کام کیا۔ حضرت قبلہ کی دعا شامل حال تھی ترقی ہوئی

بلال :۔ کیا مبارکپور آنے پر آپ کے خارجی مخالفین کے علاوہ داخلی طور پر بھی کچھ لوگ مخالف تھے۔؟

حافظ ملت۔ مخالفت ہر قسم کی ہوا ہی کرتی ہے۔ کام کرنے والے اپنا کام کیا کرتے ہیں کام کا یہی طریقہ ہے میں نے بھی کیا۔

بلال :۔ اشرفیہ کے علاوہ آپ نے اور کہاں کہاں تعلیم دی۔

حافظ ملت ۔ میں دور طالب علمی میں بھی پڑھاتا رہا فراغت کے بعد بریلی شریف استاذ محترم حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک سال رہا مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھاتا تھا قاضی وغیرہ کی سماعت کرتا تھا۔ لیکن مبارکپور آنے سے پہلے نہ ملازمت کی نہ کسی مدرسہ میں مدرس رہا یہ ارادہ ہی نہیں تھا۔

بلال :۔ ۱۳۵۲ھ تا ۱۳۶۲ھ کے مبارکپور کا ماحول بڑی آویزش اور کشاکش کا تھا۔ اس دور کے مخالفین کے بارے میں کچھ روشنی ڈالیے۔

حافظ ملت :۔ میں نے مدرسہ اشرفیہ میں ماہ ذوالقعدہ ۱۳۵۲ھ سے کام شروع کیا۔ قصبہ میں کئی تقریریں ہوئیں جناب حاجی محمد عمر صاحب علیہ الرحمہ جو عقیدۃً سنی تھے مگر اس وقت مولوی شکر اللہ صاحب کے قبضہ میں تھے حاجی محمد عمر صاحب نے اپنے مکان پر میری تقریر کرائی۔ حاجی محمد عمر صاحب کے مکان پر میری تقریر کا ہونا دیوبندیوں کو برداشت نہیں ہوا۔ اس لئے دیوبندیوں نے جلسہ کیا جلسہ میں میری تقریر پر اعتراض کیا اس کے بعد سنی میرے پاس آئے کہ جوابی جلسہ کیا جائے آپ جواب دیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں نے منع کیا اور کہا مجھے مدرسے کا کام کرنا ہے میں سوال وجواب کے لئے تیار نہیں مگر سنیوں کا انتہائی اصرار ہوا اور جوابی جلسہ منعقد کیا لامحالہ مجھے میدان میں آنا پڑا۔ میں نے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے مواخذات بھی کئے جس کے جواب میں دیوبندیوں نے جلسہ کیا۔ یونہی مناظرانہ جلسوں کا سلسلہ جاری ہو گیا ایک روز دیوبندیوں کا جلسہ ایک روز سنیوں کا جلسہ اس کا سلسلہ چار مہینے جاری رہا بالفضلہ تعالیٰ ہر مسئلہ میں دیوبندیوں کو شکست اور سنیوں کو فتح ہوئی روز روشن کی طرح حق واضح ہوا مذہب اہلسنت کی حقانیت کا ڈنکا بجا۔

بیلیاوی ۔ صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین صاحب علیہ الرحمہ نے تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کے ساتھ مل کر کام کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی تو آپ نے اُسے کیوں ٹھکرا دیا۔

حافظ ملت ۔ وجہ یہی تھی میں طے کر چکا تھا کہ میں ملازمت نہیں کروں گا اس لئے صدر الافاضل قبلہ کے اصرار پر بھی میں نے انکار ہی کیا۔ تب حضرت قبلہ نے اپنے کرم سے یہ فرمایا۔ وہ مجھے اپنے جامعہ نعیمیہ میں رکھنا ہی چاہتے تھے لیکن میں اپنے اس عزم پر تھا اس لئے منظور نہیں کیا۔ اور (مجھ پر نادیبی نگاہ ڈالتے ہوئے) آپ نے اس موقع پر لفظ "ٹھکرانا" استعمال کیا یہ بے ادبی ہے۔

بیلیاوی ۔ اب میں نے یہیں سے مدارس کی اندرونی سیاست سے دامن بچاتے ہوئے کھلی فضا میں آنے کا قصد کیا اور سوال پیش کیا۔

حضور آپ بسلسلۂ وعظ و تقریر ملک کے کن حصوں میں تشریف لے گئے۔

حافظ ملت ۔ جس طرح علمائے کرام ملک کے شہروں قصبوں دیہاتوں میں جہاں ضرورت ہوتی ہے جاتے ہیں میں بھی گیا کلکتہ بمبئی۔ بنارس مرزاپور سیوان مظفرپور بستی گونڈہ وغیرہ اضلاع کے قصبوں دیہاتوں میں جہاں مسلمانوں نے بلایا چلا گیا۔

بیلیاوی ۔ کن اہم کانفرنسوں میں شرکت کی اور کس مسئلہ میں کیا رائے دی حسب یادداشت بیان فرمائیں تو کرم ہو۔

حافظ ملت ۔ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد آل انڈیا سنی کانفرنس کانپور، آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بمبئی۔ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ سیوان۔ صوبائی کانفرنس منعقدہ جھالدہ۔ علمائے اہلسنت نے حفاظت مذہب اہلسنت وترقی مذہب اہلسنت وتنظیم اہلسنت کے لئے جو رائے دی کارس بھی شریک رہا۔

بیلیاوی ۔ حضور آپ مناظرہ کی حیثیت سے کہاں کہاں تشریف لے گئے اس سلسلہ کے کچھ واقعات سے نوازئیے۔

حافظ ملت ۔ لبنڈیہ ضلع بستی لیکن میرے پہونچنے سے پہلے ہی دیوبندی مناظر فرار ہو چکے تھے۔ مناظرہ کی نوبت نہ آئی بھجار ضلع بستی میں بھی یہی ہوا۔

بیلیاوی ۔ حضور آپ اداروں کے سنگ بنیاد کے سلسلہ میں کہاں کہاں جانا ہوا حسب یادداشت بیان فرمائیں۔

حافظ ملت ۔ مدرسہ فاروقیہ بھوجپور ضلع مرادآباد، مدرسہ فیض العلوم جمشید پور، مدرسہ عین العلوم گیا۔ مدرسہ اہلسنت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کہ گورکھپور مدرسہ انوارالعلوم جین پور اعظم گڑھ، مدرسہ کاملیہ والید پور ضلع اعظم گڑھ وغیرہ جماعتوں کی تنظیم کا خیال نہیں [1]

بلمیں۔ حضور آپ نے بیعت کس سے کی اور خلافت و اجازت کس کس سے حاصل فرمائی۔؟

حافظ ملت۔ زمانہ طالب علمی میں حضرت شیخ المشائخ مولانا سید شاہ علی حسین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اجمیر شریف تشریف لائے اس وقت حضرت قبلہ کی غلامی میں داخل ہوا۔ حضرت صدر الشریعہ مبارکپور تشریف لائے میں حاضر خدمت ہوا مجھے خلافت عطا فرمائی میں نے عرض کیا حضور میں اس قابل نہیں ہوں فرمایا "داد حق را قابلیت شرط نیست" حضرت بڑے ہی کریم النفس تھے بڑی شفقت فرماتے تھے۔ حضرت صدر الشریعہ قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی قادری رضوی نسبت حاصل ہوئی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے مجھے اور مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ کو بریلی شریف میں خلافت عطا فرمائی۔

بلدر:۔ آپ کو حافظ ملت کا لقب کس نے دیا اور کب؟

حافظ ملت ۔ مجھے حافظ ملت کا لقب کسی نے نہیں دیا اور نہ میں القاب کا طالب لوگ کہنے لگے اور لکھنے لگے بس نہ اب مری خواہش کہ لوگ بڑے بڑے القاب سے یاد کریں۔

بلدر۔ حضرت کچھ ایسے لوگوں کی نشاندہی فرمائیں جو آپ کی زندگی کا نمونۂ عمل ہیں۔

حافظ ملت۔ نمونۂ عمل کردار سے بنتا ہے جو کردار اپناتا ہے وہ نمونۂ عمل بنتا ہے۔ میں نے چالیس سال اشرفیہ مبارکپور میں تدریسی خدمت انجام دیں بڑے بڑے قابل فاضل ہوئے جو کردار اپنائے گا وہ نمونۂ عمل بنے گا۔ پڑھانا مرے اختیار میں تھا پڑھا دیا۔ نمونۂ عمل بنانا مرے اختیار سے باہر ہے

بلمیں۔ اس دور کے علماء میں صدر الشریعہ کی کیا حیثیت تھی؟

حافظ ملت ۔ حضور اعلیحضرت قبلہ علیہ الرحمہ کے بعد زہد و تقویٰ اتباع سُنّت علم و فضل خدمت دین میں حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمہ کا پہلا مرتبہ ہے۔ اس جامعیت میں موصوف منفرد ہیں۔

بلمیں:۔ کیا اعلیٰ حضرت کے نزدیک بھی صدر الشریعہ کا علمی وقار مسلم تھا۔ اس کی کوئی نظیر مرحمت فرمائیں

حافظ ملت ۔ حضرت صدر الشریعہ کا علمی وقار تو غیروں کو بھی مسلم ہے اپنوں کا تو یہ عالم ہے کہ حضرت مولانا شاہ سید احمد اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ فرزند رشید حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے بھاگلپور کی کانفرنس میں علماء اہلسنت کا تعارف کرایا حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ — کا تعارف کرایا تو فرمایا "یہ علم کی لائبریری ہیں۔

حضرت مولانا صدر الافاضل مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھوچھہ مقدسہ کے مجمع عام میں حضرت قبلہ کا تعارف کراتے ہوئے آپ کے علم و فضل کا ذکر کے ساتھ تو یہ بھی فرمایا "یہ اعلیٰ حضرت کے احب خلفاء ہیں۔ اس سے اعلیٰ حضرت کی محبت معلوم ہوئی اعلیٰ حضرت نے جو دینی خدمات آپ کو سپرد کیں ان سے آپ کا علمی

---

[1] علماء عازمین، دارالعلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دشوار ظاہر ہے۔

بلال ۲ - ورلڈ یونیورسٹی قائم کرنے کا تصور آپ کے ذہن میں کب پیدا ہوا۔

حافظ ملت میں نے دارالعلوم اشرفیہ کو ترقی کی منزل پر پہنچانے کے لئے الجامعۃ الاشرفیہ قائم کیا آج ہماری قوم کو ایسے رہنماؤں کی ضرورت ہے جو درحقیقت تحریر و تقریر اور قول وعمل میں یکساں ہوں۔ الجامعۃ الاشرفیہ سے میرا مقصد درس نظامی کے منتہی طلباء کو ہندی انگریزی عربی زبان کا صاحب قلم ولسان بنانا ہے تاکہ وہ ہند و بیرون ہند مذہب حق اہلسنت کی اشاعت کرسکیں۔ خیال تو بہت زمانہ سے تھا لیکن ہر کام کا وقت ہے، وقت آگیا ہوا۔ جو رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہوگا۔

بلال ۳ حضرت کی نگاہ میں کچھ لوگوں نے اشرفیہ کی مخالفت کیوں کی۔ اس پر کچھ روشنی ڈالیں

حافظ ملت: اس سوال کا جواب وہی لوگ دے سکتے ہیں موافقت کرنے والا اس کے اسباب خود جانتا ہے مخالفت کرنیوالا مخالفت کے اسباب جانے گا دوسرے کو کیا معلوم

بلال ۴ - میرا یہ سوال مجادلہ نفسانیت و اخلاص کی ایک اہم تاریخ سے نقاب کشائی کا باب اول تھا یعنی اس ایک سوال کے درپردہ درجنوں سوالات پوشیدہ تھے مستقبل کے ہندوستان میں سُنّیت کے تاریخ نویس کیلئے اس کی ضرورت تھی تاکہ ملی تنزل اور انحطاط کے پس پردہ ان تیز تیز چلتے ہوئے نشتروں سے دنیا واقف ہو حصول دنیا کے طالبوں نے استحصال مقاصد کے لئے انہیں کبھی کبھی اپنی آستینوں سے ابھر بھی کیا ہے! مگر اس پیکر صبر و تحمل مجسمۂ اخلاص و اتقیاء کے خاموش انسداد فتن کے قربان جائیے۔ بے تعلقانہ جواب سے سارے سوالات کا گلا گھونٹ دیا۔ اور میں نے اپنے سوال کا رُخ بدل دیا۔

ورلڈ یونیورسٹی جشن کے سلسلے میں آپ نے اہل مبارکپور کو کیسا پایا۔ بالتفصیل تحریر سے نوازیں

حافظ ملت - مسلمانان مبارکپور نے دینی تعلیم بالخصوص جامعہ اشرفیہ کے لئے تن من دھن کی بازی لگا کر وہ قربانیاں کی ہیں جو فی زمانہ اپنی مثال آپ ہیں۔ ہندوستان ہی نہیں پوری دنیا اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے ہمارے سلف صالحین کو مبارکپور بھیج دیا ہے۔ تاکہ سلف صالحین کی دینی خدمات اور بے مثال قربانیاں جو لوگ کتابوں میں پڑھتے ہیں وہ لوگ آنکھوں سے دیکھ لیں چنانچہ کانفرنس میں اخباری نمائندوں نے ان کے جذبات کا مظاہرہ دیکھ کر یہ کہا کہ مسلمانوں کے ماضی کے حالات جب ہم کتابوں میں پڑھتے تھے تو افسانہ سمجھتے تھے لیکن ان مسلمانوں کو دیکھ کر اس کا یقین ہوا کہ افسانہ نہیں وہ واقعہ و حالات نفس الامری حقیقت ہیں کیونکہ جب اس دور میں مسلمان ایسی قربانیاں کر رہے ہیں تو وہ دور تو اسلام کے شباب کا دور تھا۔

بلال ۵ - مبارکپور کے علاوہ پورے ملک سے یونیورسٹی کے متعلق آپ کی کیا توقع تھی۔ جو پوری ہوئی یا نہیں۔؟!

حافظ ملت - الجامعۃ الاشرفیہ دینی تعمیری کام ہے پورے ملک سے خیر ہی کی توقع ہے اور پوری بھی ہوئی جمشید پور ٹاٹا کے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

چندہ کی ابتدا کی پہلی ہی مرتبہ توقع اور امید سے زیادہ چندہ ہوا۔ اس کے بعد بھی کئی ہزار روپیہ میں وہاں سے لایا۔ اس کے بعد بھی سلسلہ رہا بھیونڈی سے بھی تقریباً ایک لاکھ وصول ہے بمبئی سے کثیر تعاون کا تخمینہ ہے۔ ناسک اور بنارس سے بھی بہت بڑی رقم وصول ہوئی ہیں پورے ملک سے پوری امید ہے۔

بدر ۱۔ آپ کے خیال میں اشرفیہ کے مجوزہ خاکہ میں رنگ بھرنے کیلئے کس جذبہ اور صلاحیت کی ضرورت ہے؟؟

حافظ ملت۔ اس سوال کا صحیح جواب مسلمانان مبارکپور اپنے عملی کردار سے دے رہے ہیں۔

بدر ۱۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ اشرفیہ کو اپنی حیات ہی میں کچھ ایسے قوانین واصول اور ایثار پسند صاحب الرائے اور سنجیدہ ذہن لوگوں کے ہاتھوں میں دیدیں جو آپ کے مرتب کردہ خطوط پر اس مشن کو ترقی دیں یا موجودہ انتظامیہ اور شوریٰ اطمینان بخش حد تک خود مذکورہ بالا صفات کی حامل ہے۔؟

حافظ ملت۔ مری حیات اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ میں تو اسی وقت تیار ہوں۔ قوم نے میرے سر پر جو بار رکھا ہے اگر قوم آج چاہے تو وہ مری جگہ دوسرے کو مقرر کردے۔ یہ قوم کی امانت ہے قوم کو اختیار ہے مجھے اختیار نہیں۔

بدر ۱۔ اشرفیہ کے مستقبل کی حفاظت کے لئے آپ کن چیزوں کو ضروری سمجھتے ہیں۔؟

حافظ ملت۔ اس کی حفاظت کیلئے اللہ کی رحمت اور مسلمانوں کا جذبۂ صادق ضروری ہے اور وہی کافی ہے۔

بدر ۱۔ آپ نے اپنے عہدہ (سربراہ اعلیٰ) کا استعمال کب کب کیا۔؟

حافظ ملت۔ میں نے اپنے کو ہمیشہ دارالعلوم اشرفیہ کا خادم جانا خدمت ہی اپنا کام ہے عہدہ اور اختیارات کا استعمال مرے خیال میں نہیں۔

بدر ۱۔ آپ کی نگاہ میں ہندوستانی مسلمانوں کا مستقبل؟

حافظ ملت:۔ مستقبل کا حال اللہ جانے اس کے دیئے ہوئے علم سے اس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانیں مجھے کیا معلوم ہندوستان کا مستقبل کیا ہے۔

بدر ۱۔ ہندوستان میں مسلم پرسنل لا میں ترمیم کے خلاف مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔؟

حافظ ملت:۔ اپنے دین کے تحفظ وبقا کے لئے حتی المقدور ہر مسلمان پر کوشش فرض ہے جو مناسب تدابیر ہوں عمل میں لائیں سب سے ضروری تدبیر یہ ہے کہ مسلمان مسلمان بن جائیں۔

بدر ۱۔ عورت کو حق طلاق اور اسلامی قوانین ارث کے خلاف ہندوستانی حکومت کے مرتب کردہ قوانین پر موجودہ مسلمان کیا کریں۔؟

حافظ ملت۔ حق وہ ہے جو اللہ اور رسول نے دیا ہے اس کے سوا سب ناحق ہے مرد کو طلاق کا حق حق ہے عورت کو طلاق کا حق دینا ناحق ہے خلاف عقل اور خلاف فطرت ہے۔ عورت ناقص العقل ہے مرد عاقل ہے کامل العقل ہے۔ اس سے پہلے یورپ پر بھی یہ بھوت سوار ہوا اس نے عورت کو بھی حق طلاق دیا اس کے بعد جو طلاق بازی شروع ہوئی تو عاجز ہوکر عورت سے حق طلاق واپس لیا تب چین سے بیٹھے۔ وراثت بھی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

علیٰ ہذا القیاس مسلمان حتی الامکان مناسب تدابیر اختیار کریں اور مداخلت فی الدین سے اظہار بیزاری کریں۔ دین و مذہب میں مداخلت کا کسی کو حق نہیں یہ مسلمانوں پر سب سے بڑا ظلم ہے۔

بیل ۱۴ ۔ مسلمان موجودہ دور میں تبلیغ و اشاعت مذہب کے لئے کیا کریں؟

حافظ ملت ۔ خلاف شرع عمل مسلمان کیلئے کسی طرح جائز نہیں مسلمان وہی ہے جو اللہ و رسول کا فرماں بردار ہے یہ مسلمانوں کی غلط روی کا نتیجہ ہے کہ وہ خود ہی بد عمل بدکردار ہو رہے ہیں اسی لئے حکومت کو جرأت ہو رہی ہے ورنہ مسلمان واقعی بحیثیت مسلمان عامل شریعت ہوتے تو ان کی برتری اور کامیابی فیروزمندی کا تو وعدہ ہے۔ مگر بشرطیکہ ایمان و اسلام واقعی۔ نام کا نہیں۔

بیل ۱۵ ۔ مسلم حکومتوں پر نجدیت کے تسلط کی وجہ سے سنیت ساری دنیا سے بیدخل ہو رہی ہے۔ خطرہ ہے کہ وہابیت تبلیغیت اور نجدیت وغیرہ فکر سنیوں کو احمدیوں کی طرح غیر مسلم فرقہ نہ قرار دیدیں۔ اس سے بچنے اور فروغ سنیت کے لئے سنی کیا کریں۔؟

حافظ ملت ۔ احکام شریعت واقعیت پر موقوف ہیں کسی کی قرارداد کو اس میں دخل نہیں قادیانی واقعی اسلام سے خارج ہیں اسی طرح نجدی وہابی اپنی بدعقیدگی کی وجہ سے خارج از اسلام ہیں۔ سنی صحیح العقیدہ واقعی مسلمان ہیں ان کو کسی قرارداد سے خطرہ نہیں۔ سنی مسلمانوں کو اپنے مذہب پر مضبوط طور پر قائم رہتے ہوئے عامل شرع ہونا چاہئے پابند شریعت ہونا چاہیے۔

بیل ۱۶ ۔ کیا موجودہ دور میں سنی علماء صرف انجمنوں پر تقریر کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں گے۔ جب کہ اسلام دشمن عناصر پریس اور قلم سے لیس ہو کر میدان عمل میں آ پڑے ہیں۔

حافظ ملت ۔ ہر مسلمان مذہب و ملت کی حفاظت کا ذمہ دار ہے علمائے کرام زیادہ ذمہ دار ہیں عوام جب یہ محسوس کرتے ہیں کہ پریس کی طاقت بھی حفاظت مذہب کے لئے ضروری ہے تو عوام اہلسنت کا تعاون کریں علمائے اہل سنت ان شاء اللہ تعالیٰ خدمت بھی کریں گے اور حتی الامکان کرتے بھی ہیں۔

بیل ۱۷ ۔ ماہنامہ اشرفیہ کے بارے میں ارباب علم و دانش نکتہ چینی اور سخن آفرینی تو بہت کرتے ہیں مگر اس کا فروغ و استحکام کیسے ہوگا اس کی طرف سے نہ صرف یہ کہ بے توجہ ہیں بلکہ اس دروازہ کو حسب مقدور سختی سے بند کئے ہوئے ہیں کیا میں اس کے پس منظر سے واقف ہو سکتا ہوں۔

حافظ ملت ۔ یہ کھلی اور ظاہر حقیقت ہے کہ سنیوں میں جذبۂ تعاون نہیں سنیوں کے کتنے جرائد و رسالے شائع ہوئے اور اسی بیماری کی نذر ہو گئے جماعتیں قائم ہوئیں اسی مرض کی شکار ہو گئیں۔ یہی اس کا پس منظر ہے۔

بیل ۱۸ ۔ حضور یہ بتائیں کہ سنی علماء ذی علم اور باصلاحیت ہونے کے باوجود ترقی کی راہ میں وہابیوں سے پیچھے کیوں ہیں؟

حافظ ملت ۔ یہ بات ہی غلط ہے کہ سنی علماء وہابیوں سے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نے پیچھے ہیں یہ اور بات ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں میں پروپیگنڈہ بے تنخواہوں میں پروپیگنڈہ نہیں۔ وہابیوں دیوبندیوں میں تنظیم بے تنخواہوں میں تنظیم نہیں یہی وجہ ہے کہ غیروں کا کام منظر عام پر نمایاں معلوم ہوتا ہے اور اپنوں کا کام منظر عام پر اس منزل پر معلوم نہیں ہوتا اتفاق اور انتشار میں بڑا فرق ہے۔

بلال ر۔ کیا آپ کی نظر میں فروغ یونیورسٹی کے خاکہ میں صحیح رنگ بھرنے کے لئے خلوص نیت، حسن تدبیر، اور دولت کے علاوہ اور بھی کسی چیز کی ضرورت ہے؟

حافظ ملت۔ خلوص نیت اور حسن تدبیر ہی ایسی چیز ہے کہ دولت بھی اس کے پیچھے پیچھے ہاتھ باندھے ہوئے چلتی ہے میرے خیال میں تو اشرفیہ کی ترقی کے لئے کارکنوں کا اخلاص اور حسن تدبیر ہی کافی ہے۔

بلال ر۔ آپ کی زندگی کا سب سے خوشگوار وقت کون سا تھا؟

حافظ ملت۔ حاضری حرمین طیبین سے قبل میں کہا کرتا تھا کہ میری زندگی کا سب سے زیادہ قیمتی وقت زمانہ طالب علمی کا نو سالہ دور ہے جو اجمیر مقدس بارگاہ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ میں حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمہ کی کفش برداری میں گزرا لیکن اب میں کہتا ہوں کہ میری زندگی کا سب سے زیادہ قیمتی اور پر کیف وقت وہ گیارہ روز ہیں جو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کے ایام ہیں۔ وہ بارگاہ عالی کہ جہاں رحمت الٰہی کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے جس کے لئے فرمان شاہی ہے

من زارنی بعد وفاتی کانما زارنی فی حیاتی

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

بلال ر۔ آپ کی سب سے بڑی تمنا کیا ہے حضور—؟

حافظ ملت۔ میری سب سے بڑی تمنا رضائے الٰہی و رضائے رسول ہے نماز میں درود شریف کے بعد پڑھنے کی مجھے بڑی بڑی دعائیں یاد ہیں لیکن میں یہ مختصر دعا پڑھتا ہوں۔

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار

حسنہ کے بہت معنی ہیں میں حسنہ سے رضائے الٰہی و رضائے رسول مراد لیتا ہوں میرے نزدیک رضائے الٰہی و رضائے رسول کے سامنے جنت ہیچ ہے۔

بلال ر۔ علم کی اہمیت کے بارے میں کچھ فرمائیے؟

حافظ ملت۔ علم کی اہمیت کا مسئلہ ایسا متفق علیہ ہے کہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ جاہل سے جاہل بھی علم کو بڑی اہم اور عظیم دولت سمجھتا ہے دنیا کا علم بھی عزت و اقتدار کا ضامن ہے پھر جائے کہ علم دین علم دین وہ دولت عظمیٰ اور عظمت کبریٰ ہے کہ وہ انسان کو اشرف المخلوقات اور ممتاز کائنات بناتی ہے مگر علم پر عامل ہونا شرط ہے۔

بلال ر۔ حضور آپ الجامعۃ الاشرفیہ کو کیسا دیکھنا چاہتے ہیں؟

حافظ ملت۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ الجامعۃ الاشرفیہ کے فارغین سنی علماء ہوں وہ ہندی انگریزی عربی میں صاحب قلم و صاحب لسان ہوں جو اپنے ملک ہندوستان اور دوسرے ممالک میں مذہب حق اہلسنت کی کما حقہ اشاعت و خدمت کر سکیں میں الجامعۃ الاشرفیہ کو اسی منزل پر دیکھنا چاہتا ہوں۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تأثرات

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت مولانا شیدا افضل الدین حیدر صاحب قبلہ جامع مسجد دوارہ (ایم پی)

حامل لوائے شریعت

مولانا المحترم البدر المنیر ذوالمجد والکرم السلام علیکم ورحمۃ

آپ کا ملفوف گرامی حامل جواب و در خواست

مرقوم سطور موصول ہو کر کاشف صدور ہوا۔ اس بارے میں فقیر کی تحریر کی طلب باوجود اظہار حقائق باہرہ و ایراد دلائل قاہرہ من کثیر من القول اکمل حافظ الملۃ کی شان گویا آفتاب عالمتاب کو چراغ دکھانا ہے وھو کما تریٰ بہر حال الامر فوق الادب وھو فوق کل شیئ مسترد محفوظ ذہنی کو ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں پیش کرنا ہی پڑا۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ دعائے خیر و برکت و سلامتی ساعات اجابت میں ضرور ضرور ہمیشہ یاد رکھیں مولیٰ تعالیٰ انجام بالخیر فرمائے بالنبی و آلہ الامجاد آمین۔

اسمیں شک نہیں یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ مکان کی زینت و آبرو مکین کی خوبی و کمال پر موقوف ہے اس طرح ہر مجلس و محفل کی تابانی میر مجلس سے ہے جبھی تو بدر کامل کی طرح کلام اللہ الکلام تاباں و درخشاں ہے کہ خیر البقاع المسجد و شر البقاع السوق۔ کہ مذکور اول کبھی خیر و برکت سے خالی نہیں۔ اور مذکور دوم کسی طرح شر سے بے لاگ نہیں۔

اس حقیقت کو پیش کرتے ہوئے ہر کس و ناکس پر ہویدا ہے کہ مدرسہ اشرفیہ اپنی ابتدائی منزل و موجودہ منازل علیا و مراتب عظمیٰ میں تفہیم کیلئے محمود و ایاز کی شان رکھتا ہے فشتان بین ما القد بین العتیق

اور پھر ظاہر کہ یہ عروج و کمال حسب تمہید مذکورہ متعلق بہ ذات لائق تعلق حضرت حافظ ملت حامل لواء شریعت ہادی طریقت حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے جنہوں نے اس دار ناپائدار کی چند روزہ مہلت میں کیا سے کیا کر دکھایا اور اپنی یہ روشن یادگار چھوڑ کر راہی فردوس و مکین دار البقا ہو گئے پھر اور مظہر رحمت ہو گل باغ شریعت پر۔

تو اب کوئی ان منازل علیا سے گذرتے ہوئے دلمیں حسرت و عظمت لئے ہوئے ایک راہ گذر کی طرح گذرتا چلا جائے اور اپنی بولی و خاص اداؤں سے گنگناتا چلا جائے اور ہم سنتے اور کیف حاصل کرتے چلے جائیں تو کیا محل عجب ہے کہ

آباد رہے ساقی دائم ترا میخانہ ؛ کس شان کی منزل ہے کیسا شان کا کاشانہ

موجود تھا ساقی تو دیکھا تھا لیکن اب ؛ اجڑی ہوئی محفل ہے ٹوٹا ہوا پیمانہ

یارب تو ساقی کو اس بزم کے بدلے ؛ مشکور کرم فرما از لطف کریمانہ

بس ختم سخن اس پر کرے افضل خستہ ؛ نورانی شعاعوں میں اک لطف عجب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

علامہ عبد المصطفیٰ ازہری شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی

ہمہ دم وسر مساز

حافظ الملت حافظ عبد العزیز علیہ الرحمہ شیخ الحدیث وبانی جامعہ اشرفیہ کی زندگی کے مندرجہ ذیل ادوار ہیں۔

۱۔ زمانہ حفظ قرآن (۲) زمانہ طالبعلمی مراد آباد میں۔ (۳) زمانہ طالب علمی اجمیر شریف میں (۴) زمانہ طالب علم بریلی شریف میں (۵) درس و تدریس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں (۶) مناظرہ مبارک پور کے گستاخان رسول سے جو تقریباً ۲ ماہ یا زیادہ عرصہ تک جاری رہا اور اس میں دیوبندیوں کی عبرتناک شکست۔ (۷) دار العلوم اشرفیہ کی نئی عمارت اور اس کی تعمیر (۸) اشرفیہ مبارکپور کی منتظمہ سے اختلاف اور سفر ناگپور۔ (۹) ناگپور کے زمانہ میں تعلیم و تدریس و تقاریر وغیرہا (۱۰) ناگپور سے واپسی پھر دار العلوم اشرفیہ میں اور اشرفیہ کا دور ترقی (۱۱) جامع مسجد مبارکپور کی تجدید و توسیع عمارت (۱۲) اشرفیہ کی ترقی و تجدید کے دور کی توسیع اور یوپی و بہار اور دوسرے صوبوں میں کامیاب علمی دورہ ہوئے۔

۱۳۔ حضرت حافظ صاحب قبلہ بحیثیت ایک بزرگ صوفی صاحب سلسلہ کے۔

۱۴۔ حضرت حافظ صاحب بحیثیت ایک مدرس و منتظم کے

۱۵۔ حضرت حافظ صاحب بحیثیت ایک مصنف کے۔

۱۶۔ اور بحیثیت ایک خطیب و مقرر کے۔

۱۷۔ جامعہ اشرفیہ اور اس کا توسیعی تعلیمی منصوبہ اور اس کے لئے کامل جدوجہد۔

۱۸۔ شاگردان خاص اور ان کی علمی تگ و دو۔

۱۹۔ وفات

۲۰۔ اولاد

ان میں سے بہت سے عنوانوں کی تفصیل پر گفتگو ان لوگوں کے لئے بہت آسان ہے جنھوں نے یہ عہد دیکھے ہیں اور ایسے حضرات اب بھی مبارک پور میں ہوں گے اور بعض کتابوں میں بھی ان کے بارے میں اجمالی طور مذکور ہیں۔ زباں صاحب اور دوسرے شعراء کے کلام اگر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

محفوظ ہوں تو مبارک پور کی ابتدائی کیفیتوں کا اظہار اُن سے ہو سکتا ہے۔

میں فقیر عبد المصطفیٰ الازہری غفرلہ کہتا ہوں کہ حافظ صاحب اور ان کے ساتھ چند اور دوست جب مراد آباد سے اجمیر شریف آئے تو وہ میرا ابتدائی زمانہ تعلیم تھا ہم لوگ والد صاحب کے ساتھ ڈھان منڈی کے دار الاقامہ بورڈنگ میں اُس زمانہ میں سکونت اختیار کئے ہوئے تھے۔ اس کے بعد یہ بورڈنگ ہاؤس وہاں سے منتقل ہو کر درگاہ بازار آگیا۔ اس بورڈنگ کے سامنے ایک بڑی مسجد تھی جو غالباً گھانس کٹلہ کی مسجد کہلاتی تھی حافظ صاحب وہاں امامت پر مقرر ہو گئے تھے اور جب تک اجمیر شریف میں رہے وہیں اقامت پذیر رہے حضرت قبلہ صدر الشریعہ مدظلہ العالی کے یہاں حاضری اکثر دیا کرتے اور والد صاحب کے گھریلو تمام کام بازار سے کپڑا لانا اور تھوک سامان وغیرہ لانا یہ سب حافظ صاحب کے سپرد تھا اور وہ ان کاموں کے بہت ماہر تھے۔ گندم خریدنا اور پسوانا اور پھر پسا ہوا آٹا گھر پہنچانا یہ سب کام بڑی محنت سے کیا کرتے تھے۔ اور تعلیم و مطالعہ میں زیادہ تر وقت صرف کیا کرتے تھے۔ اُس کے بعد حضرت نے استعفیٰ دیا تو حافظ صاحب مولانا رفاقت حسین مولانا غلام جیلانی صاحب مولانا شمس الدین صاحب مولانا غلام یزدانی صاحب اور دیگر حضرات اپنی کتابوں کے پڑھنے کے لئے گھر پر ہی آیا کرتے تھے اور پھر حدیث شریف کی تکمیل وہیں ہوئی لیکن اختلاف کی وجہ سے دستار بندی کی رسم ادا نہ ہو سکی۔ اس کے قبل آپ حضرات کا سالانہ امتحان مولٰنا فضل حق رامپوری علیہ الرحمہ نے لیا اور اپنی معائنہ رپورٹ میں اس بات کی تصریح کی کہ پورے ہندوستان میں کسی مدرسہ میں ایسے طالب ہرگز نہیں۔ اس کے بعد ۳۲ھ کے آخر میں اجمیر شریف سے والد صاحب قبلہ بریلی آ گئے اور بریلی شریف میں ۳۳ھ تک آپ نے قدیم و جدیدہ اور دیگر نایاب کتابیں حضرت قبلہ والد صاحب سے پڑھیں جن میں مذکورہ بالا افراد بھی ہم درس تھے غالباً ۳۳ھ کے آخر میں مبارکپور والوں نے اپنے مدرسہ کے لئے ایک عالم کی خواہش ظاہر کی والد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی نگاہ انتخاب بے شمار وجوہ کی بنا پر حافظ صاحب پر پڑی جن میں سے بعض کی طرف اشارہ حضرت نے اپنے اُس گرامی نامہ میں بھی کیا جو حافظ صاحب کی تقرری کے لئے وہاں سے بھیجا تھا جس میں خاص کر مبارکپور کے اور ضلع اعظمگڑھ کے ماحول میں آپ کے سموئے جانے کا تذکرہ بھی تھا۔ والد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی پیشین گوئی اور بالغ نظری کا ثبوت یہ طویل عرصہ ہے جو ۳۲ھ سے آج تک پر مشتمل ہے۔

حافظ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی چند خصوصیات میں سے ایک یہ خصوصیت تھی کہ وہ اپنے اساتذہ اور اپنے تمام مشائخ اور ان کے متعلقین کا پورا پورا ادب کرتے تھے کسی فعل یا قول سے یا ترکیب سے وہ ایسا ظاہر نہیں کرتے تھے کہ کسی بزرگ سے تعلق میں کوئی کمی ظاہر کریں یا

(باقی صفحہ ۸۸ پر)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت مولانا سید ظفر الدین اشرف سجادہ نشین
آستانہ حضور مخدوم پاک علیہ الرحمۃ
کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد

شمع خاموش

عزیزی بدر القادری

سلام و رحمت دعائے درویشانہ

آپ ماہنامہ اشرفیہ کا حافظ ملت نمبر نکال رہے ہیں معلوم کرکے بے حد خوشی ہوئی دعا گو ہوں کہ مولا تعالیٰ اس کار نیک کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

"شمع خاموش" کے عنوان سے میں اپنے تاثرات ارسال کر رہا ہوں مناسب ہوگا تو شامل اشاعت کر لیجئے میں اپنی مصروفیات اور ذہنی تفکرات کی بنا پر آپ کی خواہش کی تکمیل تو نہ کر سکا البتہ اس گرانقدر" نمبر" کے قارئین کے لئے بار بنا ہوں۔

حافظ ملت علیہ الرحمہ جیسی عہد ساز اور ہمہ گیر شخصیت کے متعلق کچھ کہنا اور کچھ لکھنا صرف بڑے لوگوں کا کام ہے میں ان تمام حضرات کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے "حافظ ملت نمبر" کی اشاعت میں ادارہ سے ہر طرح کا تعاون کیا ہے۔

دعا گو

فقیر سید ظفر الدین اشرف

طاق حرم ہو یا دیر و کلیسا کے شمع دان حجلۂ عروسی ہو یا لوح تربت کوئی بھی رنگ ہو کوئی زمانہ شمع بہر حال آفتاب کی پہلی کرن کا استقبال کرنے کے بعد ہی خاموش ہوتی ہے۔ اسے نہ تو اپنی تنہائی و بیچارگی کا احساس

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہوتا ہے اور نہ ہی کاروبارِ حیات کی ہنگامہ آرائیوں کا وہ حوادثاتِ زمانہ سے بے نیاز اپنی موجودگی کا احساس سب کو دلاتی رہتی ہے۔ خود جل کر اور اپنی غیر متعصبانہ روشنی سے آوارگانِ راہ کو منزل کا پتہ دیتی ہے حاملِ بصیرت اور بصارت کبھی اس کی مدھم روشنی پر طعنہ زن ہو کر نوکِ زبان جلا لیتے ہیں اور کبھی نور افشاں لو کی ستائش میں وہ شعلہ افشانی کرتے ہیں کہ حاسدوں کی آبلہ بدنی ان کی جلن کی غماز ہوتی ہے۔

عرصہ ہوا ایک شمع "جامعہ اشرفیہ، مبارکپور" میں روشن ہوئی جس نے نہایت خاموشی اور جاں سوزی سے ان عظیم کارہائے دینیہ کو روشنی بخشی اور اس فردوسِ گمشدہ کی نشاندہی کی جس کے ایک عرصے سے ہم سب متلاشی تھے اور تلاش و جستجو میں اپنی ماندگی اور آبلہ پائی کا اعتراف دبی زبان سے کر رہے تھے۔

ع اک شمع جل رہی تھی سو وہ بھی خموش ہے

یہ شمع خاموش "(حافظ ملت علیہ الرحمۃ) سے ہماری زبوں حالی اور نڈھال چہرے دیکھے نہ گئے اس لئے اپنے نحیف جثہ مگر بے پناہ تابناک وجود سے ہمیں روشنی اور حوصلہ عطا کیا ہم جواب تک میلوں ٹھیلوں کی بھیڑ بنے ہوئے تھے ہر محاذ پر ہر قسم کے ناسا عد حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے صف آرا ہو گئے اور جب علم پاسبانی

حافظ ملت علیہ الرحمہ کے آہنی پنجوں میں پہونچا تو کچھ..... ..... راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ حافظ ملت کا نعرۂ مستانہ حدودِ ہند سے باہر نکلا تو پورے ایشیا پر محیط ہو گیا اور باد تند و سیل رواں کے مانند ایشیا سے نکل کر افریقہ و یورپ پہونچا تو حرارت مندوں نے صدائے لبیک بلند کی۔

بیسویں صدی کی دو چوتھائی بیت چکی ہے "جامعہ اشرفیہ مبارکپور" کو دنیائے سنیت عربی عالمی درس گاہ کی شکل میں دیکھنے کے لئے بیتاب ہے..... غیروں کا تو شکوہ ہو سکتا ہے لیکن اپنوں سے شکایت کیسی رستے ہوئے زخموں کی چارہ سازی کے بجائے نمک پاشی ہو رہی ہے جب تعمیری ذہن تخریب پر مائل ہوں تو معمار کے ہاتھوں میں رعشہ پیدا ہو جانا یقینی امر ہے۔ لیکن جو شخصیت خواب دیکھنے کے بعد تعبیر سے بے نیاز ہو جائے جو طوفانوں کا مقابلہ سبزۂ بیگانہ کی طرح کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو۔ وہ اپنوں کی مخالفت سے کب گھبرائے گا اپنے بہرحال اپنے ہوتے ہیں اور ان کی مخالفت میں بھی محبت اور خلوص کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔

باوجود اس کے کہ مخالفین نے کافی تگ و دو اور جہد مسلسل سے کام لیا لیکن پھر بھی الجامعۃ الاشرفیہ کا انعقاد ہونا تھا ہو کر رہا اور آج تشنگانِ علم دین متین اس مثالی دانش گاہ سے سیراب ہو رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ صبح قیامت تک اس منارۂ نور سے آنے والی نسلوں کو روشنی ملتی رہے گی جب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت معمارِ قوم

عالیجناب ڈاکٹر نسیم قریشی شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

حضرت حافظ ملت خلد آشیانی کے متعلق تاثرات عقیدت پیش کرنے کے لئے قلم اٹھایا تو ان کی بلندی و بزرگی اور اپنی بے مائیگی اس طرح نمایاں ہو کر سامنے آئیں کہ حوصلہ بیدم ہو کر رہ گیا۔ اس زمانے میں جب مسلمانوں کے درمیان شب و روز قوم کا غم کھانیوالوں کی بے انتہا فراوانی ہے اور بجی بہی خواہی اور درد مندی رکھنے والے عنقا ہو رہے ہیں۔ حضرت محترم کی ذات غنیمت ہی نہیں ایک نعمت تھی ایک ایسی گراں بہا نعمت جس کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہمیں اسے کھو دینے سے ہو رہا ہے۔ مجھے حضرت والا کی ذات سے گہری عقیدت کے پیش نظر نیاز حاصل کرنے اور استفادہ کرنے کی دلی آرزو تھی۔ حرماں نصیبی نے یہ آرزو پوری نہ ہونے دی لیکن ابھی حال ہی میں ان کے مزار مبارک پر حاضری اور فاتحہ خوانی کا شرف حاصل ہوا۔ میرے دل پر تاثرات کا جو ہجوم تھا جذبے جس شان و الہانہ کے ساتھ موجزن تھے۔ اور اس آستانہ مبارک پر نور و روحانیت کی جو فضا طاری تھی وہ سب مل کر ایک ایسے احساس میں ڈھل گئے ہیں جو جاوداں سرشاریوں سے بھرپور ہے۔ اللہ کا چہیتا ایک بندہ جو آج زیر خاک آرام کر رہا ہے اپنے پیچھے ایک ایسی تڑپ چھوڑ گیا ہے جو حساس دلوں کو برابر خدمت کے اعلیٰ ترین جذبات سے گرماتی رہے گی جس کی بدولت وہ عظیم منصوبہ جو اس بڑے دل و دماغ والے انسان نے بنایا تھا تکمیل کی منزلیں طے کرتا رہے گا۔

ایک وسیع میدان ——— اس کے درمیان عمارتوں کا ایک سلسلہ وہاں ذکر الٰہی اور ذکر رسالت پناہی کا مسلسل اہتمام گویا گردش شام و سحر کے درمیان جاوداں نغمہ حیات کی گونج بطن زمین سے ابھرنے والے سرمدی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ترانے فضائے بسیط پر چھا جانے والے اور آسمان کی بلندیوں پر جادو جگانے والے ـــــ وہ نغمے جن کی دھڑکنوں میں زندگی کی روح بستی ہے کہ پڑی رقص کر رہی ہے، کیا سماں تھا، کیا منظر تھا، کیا ماحول تھا۔ ارباب علم و فضل اور نونہال شائقین علم کا ہجوم ـــــ اس مجمع نورانی میں حقیر و بے مایہ خاطی و عاصی کے وجود سیہ کی حیثیت داغ سویدائے بہار سے زیادہ کیا ہو سکتی تھی، کتنی بڑی بات ہے کہ زندگی کو چند لمحات مل گئے جو کچھ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔

حضرت حافظ ملت ایک زبردست معلم تھے، بڑا منصوبہ بنانے والا ذہن رکھتے تھے عزم کار سے بہرہ مند تھے اور قوت و صلاحیت کے آخری ذرے کو بھی داؤ پر لگانے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ انھوں نے لاکھوں انسانوں کے تصور کو پیکر حقیقت بخش دیا اور اتنے بڑے کام کا سلسلہ ڈال دیا کہ نسلیں اس سے لگی لپٹی رہیں گی اور خیر جاریہ کا اجر جنت الفردوس کی نورانی دنیا میں انھیں برابر ملتا رہے گا۔

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

مسلمان کی شان

مسلمان کی یہی شان ہے کہ وہ اپنی زبان سے نہ جھوٹ بولے نہ غیبت کرے نہ چغلی کھائے۔ نہ گالی بکے۔ نہ کسی مسلمان کو برا کہے۔ نہ ہاتھ سے مارے نہ ستائے نہ تکلیف پہونچائے۔ (معارف حدیث ص ۲۵)

(بقیہ ہمدم و دمساز)

جب ۱۹۶۲ء میں ہندوستان حاضر ہوا تو حافظ صاحب خود میرے مکان پر ملنے کے لئے تشریف لائے اتفاق سے میں دوسری جگہ تھا تو وہ وہاں تشریف لائے۔ اور ملاقات کی اور نہایت ہی محبت اور تواضع سے پیش آئے۔ اور یہ میری آخری ملاقات تھی اس کے بعد ان سے ملنے کا موقع ہی میسر نہ آسکا۔

جب میں دار العلوم اشرفیہ میں مدرس تھا تو حافظ صاحب نے مسلم شریف میرے متعلق کی ہوئی تھی اور کئی سال تک جب تک میں مبارکپور رہا دورہ کے طلباء کو مسلم شریف پڑھایا کرتا تھا۔ بعد میں جب میں بحیثیت شیخ کے جامعہ محمدی شریف آیا تو مجھے بخاری پڑھانے میں کسی قسم کی خاص دشواری پیش نہیں آئی۔

دو شعر

افتخار عمل کے شیشہ و سنگ
فکر جرأت اثر میں ڈھلتے ہیں
تو نے دنیا پہ کر دیا ثابت
آندھیوں میں بھی دیپ جلتے ہیں

بدر القادری

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

از حضرت علامہ عبد المصطفیٰ صاحب اعظمی شیخ الحدیث فیض الرسول براؤں ضلع بستی

حافظ ملت میری نظر میں

یہ شرف میرے لئے باعث فخر ہے کہ الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) مبارکپور کے بانی فضیلت مآب استاذ العلماء حضرت مولانا الحاج حافظ عبد العزیز صاحب قبلہ مرادآبادی اعلیٰ اللہ مقامہ میرے اُستاد بھائی تھے۔ لیکن وہ علوم واعمال، اور زُہد وتقویٰ کے فضل وکمال میں مجھ سے بدرجہا بالاتر، بلند مرتبہ اور عظیم الشان عالم نبیل و فاضل جلیل تھے۔ اور بلاشبہ ان کی وفات حسرت آیات سے تعلیمی دنیا کو جو نقصان عظیم پہنچا ہے وہ یقیناً ناقابل تلافی ہے!

آپ کی رحلت کے بعد علمائے اہلسنت کے اصاغر واکابر نے انھیں جس جس طرح سراہا، اور نوآموز قلمکاروں سے لیکر کہنہ مشق فنکاروں تک نے جن جن عنوانوں کے ساتھ ان کے شاندار کارناموں پر خراج عقیدت پیش کیا، موجودہ صدی کے علمائے سلف میں اس کی کوئی مثال میری نظر سے نہیں گزری یہی وجہ ہے کہ آٹھ ماہ گزرجانے کے باوجود "رسالہ اشرفیہ" عزیزیات کے گلہائے رنگارنگ کو اپنے وسیع دامنوں میں سمیٹنے سے قاصر رہا جسکی تلافی کے لئے اب "حافظ ملت نمبر" کو خلعت وجود پہنانا پڑا۔ کاش اس کے بعد حضرت علامہ ارشد القادری صاحب آپ کی "سوانحیات" بھی مرتب فرمالیتے تاکہ ان سب بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک لڑی میں پروکر ایک ایسا خوشنما ہار تیار کرلیا جاتا جس کی چمک دمک کو ہزار برس کی گردش لیل ونہار بھی ماند نہ کرسکتی، اور یہ حضرت حافظ ملت کے علمی وعملی شاہکاروں کی یادگار بنکر آئندہ نسلوں کے لئے خضر راہ وباعث افتخار بن جاتا۔ میری نظر میں اس کی بےحد اہمیت ہے کیونکہ فقہ وتاریخ کے تمام محققین کا یہ متفق علیہ فتویٰ ہے کہ جو اخلاف اپنے اسلاف کے کارناموں کو فراموش کردیتے ہیں ان کے عروج وارتقاء کی شہ رگ کٹ جاتی ہے۔ اور جو قومیں اپنے قومی ہیروؤں کو بھلادیا کرتی ہیں وہ مردہ ہوکر صفحۂ ہستی سے مٹ جایا کرتی ہیں۔

حضرت حافظ ملت کی کتاب زندگی کے جن جن عنوانوں پر مجھ سے پہلے بہت کچھ لکھا جاچکا۔ انھیں مضامین کے بار بار اعادہ وتکرار کی بجائے میں اپنی ان چند سطروں میں چند ایسے حقائق کی نقاب کشائی کردینا زیادہ پسند کرتا ہوں جنھوں نے میرے دل ودماغ کو انتہائی متاثر کیا ہے ممکن ہے بعض صاحبان کو میری یہ روش ناپسند ہو۔ مگر بہرحال دنیا میں اس مرض کا کوئی علاج ہی نہیں کہ

مجھے تو ہے محبوب، مجنوں کو لیلیٰ
نظر اپنی اپنی، خیال اپنا اپنا

میں بالکل سچ عرض کرتا ہوں کہ میری نگاہ ونقد ونظر میں یہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حقائق حافظ ملت کی کتاب زندگی کے ایسے زریں اور تابناک اوراق ہیں کہ ان کی چمک دمک کے مقابل کشف و کرامات کے سیکڑوں دفتر اوراق پارینہ کے بنڈلوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ اور میرے خیال میں یہ حقائق حافظ ملت کی وہ ممتاز خصوصیات ہیں جو اُن کے آسمان زندگی میں ستاروں کی طرح چمکتی۔ اور اُن کے چمنستان حیات میں پھولوں کی طرح جھکتی رہی ہیں۔ اور درحقیقت ان حقائق سے چشم پوشی قاضی فلم کی منصف مزاج کچہری میں اتنا ہی بڑا اور سنگین جرم ہے جتنا کہ آنکھیں بند کر کے آفتاب عالمتاب کی روشنی کا انکار کرنا!

لیجئے اب میں ان حقائق کی نقاب کشائی کرتا ہوں۔ آپ ان کے حسن جمال کا نظارہ کیجئے۔

مشاہیرِ عالم کی طویل فہرست میں ہزاروں نام ایسے ملیں گے جو اپنے آباؤ اجداد کی عزت و شہرت کے بل بوتے پر اور ان کے حلقۂ ارادت کی دل بادل فوجوں کی بدولت عزت و شہرت کے بادشاہ بن کر افق ہستی پر اُبھرے اور دنیا بھر میں ان کی عظمت کا ڈنکا بج گیا۔ مگر ان ہستیوں کی فہرست بہت ہی مختصر ہے جنھوں نے بالکل ہی گوشۂ گمنامی میں جنم لیا۔ اور ان کے باپ داداؤں میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جن کی عزت و شہرت کا ان کے گھر کی چہار دیواری کے باہر چرچا رہا ہو مگر وہ اپنی فطری صلاحیتوں، اور اپنی ذاتی محنتوں سے فضل و کمال کی اتنی اونچی منزلوں پر پہنچ گئے کہ اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیاں سر اُٹھا اُٹھا کر ان کے مراتب و درجات کی بلندیوں کا حیرت و استعجاب کے ساتھ نظارہ کرنے لگیں!

اس میں شک نہیں کہ یہ دونوں گروہ باکمالوں کی فہرست میں جگہ پاتے ہیں۔ مگر ظاہر ہے کہ اوّل الذکر گروہ کے فضل و کمال کا دار و مدار ان کے آباؤ اجداد کی میراث پر ہے اور آخر الذکر کے فضل و کمال کی بنیاد ان کی فطری صلاحیتوں اور ذاتی کوششوں کی رہین منت ہے اور جس طرح میراث کے مال اور اپنی کمائی کے مال میں بہت بڑا فرق ہے۔ اسی طرح میراثی کمال اور ذاتی کمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

میری نگاہ و نقد و نظر میں حافظ ملت کا فضل و کمال میراثی فضل و کمال نہیں۔ بلکہ یہ بالکل خالص ذاتی فضل و کمال ہے جسکو انھوں نے اپنی دلدوز اور دماغ سوز محنتوں اور اپنی قوت بازو کے کس بل پر حاصل کیا۔ اور یہ حافظ ملت کی وہ خاص خصوصیت ہے جو اُنھیں ان کے ہمعصر مشاہیر سے اس طرح ممتاز کر رہی ہے جس طرح چاند اور سورج کی روشنی ایک دوسرے سے ممتاز ہے کہ چاند دنیا میں سورج کی بخشی ہوئی روشنی کے بل پر چمک رہا ہے۔ اور سورج خود اپنی روشنی سے عالم کو منور کر رہا ہے!

کون نہیں جانتا کہ حافظ ملت ضلع مراد آباد کے ایک بہت ہی گمنام قصبہ بھوجپور میں زمینداروں کے ظالمانہ نظام سے کچلی ہوئی مظلوم قوم مومن برادری کے ایک غریب مگر دیندار خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حافظ محمد نور صاحب جن سے بار ہا مجھے ملاقات کا موقع ملا، بہت ہی سیدھے سادے حافظ قرآن بزرگ تھے بہت ہی معمولی سفالہ پوش خام مکان میں کھدر کی بنائی ان کا ذریعۂ معاش تھا۔ ان کے آباؤ اجداد میں نہ کوئی پیر تھا نہ پیر زادہ، نہ کوئی مالدار تھا۔ نہ رئیس زادہ، مگر دینداری و عبادت گزاری جو مومن برادری

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

خاصہ ہے ان کی سرشت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ انھوں نے حافظ ملت اور ان کے دونوں بھائیوں کو ابتدا ہی طرح حفظ قرآن کی تعلیم دیکر حافظ بنا دیا۔ اور رزق حلال حاصل کرنے کے لئے اپنا قومی پیشہ سکھا دیا۔

لیکن حافظ ملت کی جبلت میں قدرت نے علم و فضل کا جو داعیہ ودیعت فرمایا تھا وہ جذبہ بھلا انھیں صرف "حافظ جی" بنے رہنے پر کس طرح قناعت کرنے دیتا۔ اس جذبے نے غریبی اور کافی عمر گذر جانے کے باوجود آپ کو تحصیل علم پر مجبور کر دیا۔ اور آپ نے جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخل ہو کر فارسی و عربی کی تعلیم حاصل کرنی شروع کر دی۔ ابتدائی اور متوسطات کتب کے بعد جب مطولات کا نمبر آیا۔ تو سمندر کے طالب کو ایک چھوٹی سی نہر سے بھلا کس طرح تسکین و تسلی حاصل ہو سکتی تھی۔ چنانچہ آپ کے ذوق علمی کا جذبہ کشاں کشاں آپ کو جامعہ معینیہ اجمیر شریف لے گیا۔ جہاں حضرت صدر الشریعہ مولانا الحاج امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہ العزیز (مصنف بہار شریعت) و حضرت مولانا عبد الحی صاحب پشاوری و حضرت مولانا مفتی امتیاز احمد صاحب و حضرت مولانا سید امیر علی صاحب پنجابی وغیرہ باکمالوں کا اجتماع تھا۔ آپ نے اگرچہ زیادہ تر اکتساب علم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ سے کیا۔ مگر دوسرے اساتذہ سے بھی آپ علمی استفادہ کرتے رہے۔ جن کو ہم بوڑھوں کے سوا نئی نسل کے لوگ بالکل ہی نہیں جانتے۔

اجمیر شریف میں کئی سال تک پڑھتے رہے۔ اور اس دوران میں آپ انگریزوں کی مسجد میں امامت بھی کرتے رہے۔ اور اجمیر شریف ہی میں حضرت شیخ المشائخ مولانا سید شاہ علی حسین صاحب قبلہ اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے مرید بھی ہوئے۔ پھر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے ساتھ اجمیر شریف سے بریلی آئے اور مدرسہ منظر اسلام بریلی سے فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت اور فاضل کی سند حاصل کی۔

آپ نے اتنی محنت سے تعلیم حاصل کی۔ اور آپ کی فطری صلاحیتوں میں محنت تعلیم کی بدولت اتنا ابھار پیدا ہوا کہ آپ کی علمی استعداد اور قابلیت کا طلبہ و مدرسین میں چرچا ہونے لگا۔ اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ تو اپنے فرزندوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر آپ سے محبت فرمانے لگے۔

دور طالب علمی ختم ہوا تو حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے ضلع اعظم گڑھ کے ایک غیر معروف قصبہ مبارکپور کے مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم میں تدریس کے لئے آپکا انتخاب فرمایا۔ اور آپ بریلی ہی سے چند طلبہ ہمراہ لے کر مبارکپور تشریف لائے۔ مگر آپ کی علمی استعداد کی شہرت نے ایک ہی سال میں اس چھوٹے سے مدرسے کو اسقدر بام عروج پر پہنچا دیا کہ یہاں طلبہ کا ایک ہجوم امنڈ پڑا۔ آپ کی اس بے پناہ مقبولیت اور عزت و شہرت پر حسد کرتے ہوئے مبارکپور کا سب سے بڑا دیوبندی مولوی جو پورے اعظم گڑھ کے فرقۂ وہابیہ کا دل و دماغ سمجھا جاتا تھا علمی بنیاد پر آپ کو چیلنج کرنے لگا۔ اور پورے ضلع کے دیوبندی مولوی متحدہ محاذ بنا کر آپ سے تقریری و تحریری مناظرہ کے لئے لنگر لنگوٹ باندھکر اکھاڑہ میں اتر پڑے اس معرکہ میں حافظ ملت نے تنہا ان سبھوں کا مقابلہ کیا اور جہاں تک مجھے علم ہے کہ آپ کے اساتذہ یا معاصرین میں سے کوئی بھی آپ کی امداد کے لئے نہیں آیا۔ دن بھر درس و تدریس

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کا دماغ سوز مشغلہ اور رات کو ہنگامہ خیز معرکہ آرا تقریروں کی ہماہمی۔ برسوں یہ سلسلہ جاری رہا مگر بحمدہ تعالیٰ یہ جانباز مجاہد اس معرکہ آرائی میں مجاہدانہ شان کے ساتھ میدان میں ڈٹا رہا۔ بالآخر اس علمی و لسانی جہاد میں یہ مرد مجاہد مظفر و منصور ہوا اور فاتح جبار کی حیثیت سے عزت و شہرت، اور بے پناہ مقبولیت کے جس بلند مقام پر پہنچا اس کی نشاندہی کے لئے دارالعلوم اشرفیہ کی جدید عمارت، یونیورسٹی کا فلک نما محل، ہندوستان و بیرون ہند میں بکھرے ہوئے تلامذہ کی فوج، مریدین کا دل بادل لشکر، معتقدین کا جم غفیر، انتہائی عظیم شاہکار، اور اس قدر اونچا پرچم عظمت ہے کہ حافظ ملت کی عزت و شہرت اور ان کی عظمت و مقبولیت پر مزید کسی شہادت اور دلیل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

اب حافظ ملت کے ماضی اور حال پر ایک نگاہ ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کیا تھے؟ اور کیا ہو گئے؟ اگر میں یہ کہدوں کہ وہ پہلے ایک سنگریزہ تھے مگر لعل و جواہر ہو گئے۔ یا پہلے وہ ایک ذرہ تھے مگر وہ آفتاب بن گئے تو یہ ایک ایسی حقیقت کا اظہار ہوگا جس کا کتمان کفران نعمت سے کم جرم عظیم نہیں اور میں پورے وثوق کے ساتھ لکھتا ہوں کہ یہ سارے کمالات حافظ ملت کی ذاتی صلاحیتوں اور اپنی دماغ سوز محنتوں کے رہین منت ہیں۔ نہ اس عزت و شہرت میں ان کے آباء و اجداد کی عظمتوں کا کوئی عمل دخل ہے۔ نہ خاندانی حلقۂ اثر کی کوئی کارفرمائی ہے۔

یہ ہے وہ پہلی حقیقت جس نے حافظ ملت کے بارے میں مجھے یہ تاثر بخشا کہ یقیناً حافظ ملت کی پوری زندگی اس حکیمانہ شعر کی عملی شرح و تفسیر ہے کہ ؎

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی
کس بے کمال ہیچ نہ ارزد عزیز من

(۳)

دارالعلوم اشرفیہ کے عروج و زوال اور اس کے ضمنی حالات کا ایک ورق یہ بھی ہے کہ [illegible] میں دارالعلوم اشرفیہ کا خزانہ خالی ہو گیا بلکہ مدرسہ مقروض ہو گیا۔ مدرسین کو کئی کئی ماہ تک تنخواہیں نہیں ملیں۔ یہاں تک کہ تمام مدرسین بکھر گئے۔ اور حافظ ملت بھی جامعہ عربیہ ناگپور میں صدر مدرس ہو کر چلے گئے۔ اور مدرسہ کی کمیٹی میں بھی بددلی اور اختلاف و انتشار کے آثار نمودار ہو گئے اور کمیٹی نے مولانا سید شمس الحق صاحب مرحوم کے سوا مدرسہ میں فارسی یا عربی کا کوئی مدرس باقی نہ رہا یہاں تک کہ انگریزوں کے خلاف ۱۹۴۲ء کا اندولن شروع ہو گیا۔ اور ملک کی بہت سی انجمنیں توڑ پھوڑ کا شکار بن گئے۔ اور پھر انگریزوں نے ہندوستانیوں پر جور و ظلم کا پہاڑ توڑنا شروع کر دیا۔ اسی ہنگامہ میں گھبرا کر راقم الحروف امروہہ ضلع مرادآباد کے مدرسہ محمدیہ حنفیہ سے استعفا دے کر اپنے وطن گھوسی چلا آیا۔ اور رمضان شریف بھر اپنے مکان ہی پر مقیم رہا۔ صدر جناب شیخ محمد امین انصاری صاحب کو میری خبر ملی۔ تو انھوں نے مولانا سید شمس الحق کے بدست میرے پاس دعوت نامہ بھیجا۔ اور مجھے بلا کر اکتوبر ۱۹۴۲ء میں صدر مدرس کے عہدہ پر حضرت حافظ ملت کی درسگاہ میں بٹھا دیا۔ اور مولانا ثناء اللہ صاحب مئوی کا مدرس دوم کی حیثیت سے تقرر ہو گیا۔ ہم دونوں نے انتہائی محنت سے کام کرنا شروع کر دیا اور بحمدہ تعالیٰ رفتہ رفتہ پھر طلبہ کا ہجوم شروع ہو گیا۔ اور میری چند تقریروں سے سنیوں میں جوش عمل کا جذبہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بھی بیدار ہوگیا۔ اور بکھری ہوئی کمیٹی بھی جوش عمل کے ساتھ پھر شیخ محمد امین انصاری کی قیادت میں مجتمع ہو کر مصروف کار ہوگئی اس طرح دارالعلوم اشرفیہ کی نشأۃ ثانیہ کا دور شروع ہوا۔ اسی دور کے چند مشہور طلبہ جن کو میں نے پڑھایا ان میں مولانا مظفر حسن صاحب ظفرادیبی و شیخ الحدیث مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپوری و مولانا محمد شفیع صاحب مبارکپوری ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ، و مولانا عبدالرشید صاحب جھپرادی پرنسپل عربی کالج جامعہ قادریہ سریلہ ضلع سیوہر۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جب مدرسے کا نظام بالکل درست ہوگیا تو پھر کمیٹی نے حضرت حافظ ملت کو ناگپور سے مبارکپور بلایا حافظ ملت تشریف لائے تو تسکرا کر مجھ سے نہایت گرمجوشی کے ساتھ بغلگیر ہوئے۔

اس موقع پر دارالعلوم اشرفیہ کے دونوں سرپرستان حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ و حضرت محدث اعظم ہند مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمۃ بھی مدعو کئے گئے۔ اور جنرل کمیٹی کا اجلاس ہوا بوقت کمیٹی دونوں سرپرستوں کے لئے یہ مسئلہ قابل غور و فکر ہوگیا کہ حضرت حافظ ملت کا تقرر یقیناً صدر مدرس کے منصب پر ہی کرنا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ مولانا اعظمی کا تقرر پہلے صدر مدرس کے عہدہ پر ہو چکا ہے۔ اگر ان کو ان کے منصب سے اتارا گیا تو یقیناً ان کی دل شکنی ہوگی۔ چنانچہ اس مشکل کے حل کے طور پر حضور محدث اعظم ہند نے یہ فارمولہ پیش فرمایا کہ حافظ ملت کو شیخ الحدیث بنا دیا جائے۔ اور مولانا اعظمی بدستور صدر مدرس رہیں۔ مگر صدر الشریعہ نے یہ کہکر اس فارمولہ کو رد فرما دیا کہ شیخ الحدیث کا عہدہ کوئی قانونی عہدہ نہیں ہے۔ لہذا صدر مدرس تو ہر حال حافظ ملت ہی رہیں گے۔ اور مولانا اعظمی کو ہم دونوں سمجھا بجھا کر راضی کرلیں گے جب مجھے اپنے بزرگوں کی اس الجھن کا پتہ چلا تو میں نے فوراً ہی بھری کمیٹی میں ایک عرضی پیش کردی جس کا مضمون تقریباً یہ تھا کہ

> چونکہ حافظ ملت عمر علم اور تدریسی تجربات میں مجھ سے بہت زیادہ بلند مرتبہ ہیں اس لئے میری ملتجیانہ گذارش یہ ہے کہ ان کا تقرر صدر مدرس کے عہدہ پر کیا جائے۔ میں حضرت کا نائب بن کر مدرسے کی خدمت کرنے میں انتہائی مسرت محسوس کروں گا!

میری اس عرضی کو دونوں بزرگوں نے پڑھا۔ اور حضرت محدث اعظم ہند نے اس کو اپنی جیب میں رکھ لیا اور اراکین کمیٹی کو بغیر کچھ بتائے ہوئے حضرت حافظ ملت کا بعہدہ صدر مدرس دوبارہ دارالعلوم اشرفیہ میں تقرر ہوگیا۔

کمیٹی ختم ہوجانے کے بعد حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے ایک خصوصی مجلس میں مجھ کو اور حضرت حافظ ملت کو طلب فرمایا جب میں حاضر ہوا تو اتنے حضرات اس مجلس میں تشریف فرما تھے ١۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ ٢۔ شیخ محمد امین صاحب انصاری ٣۔ حاجی خیراللہ دلال ۴۔ حاجی محمد عمر صاحب ۵۔ حاجی عبدالکریم صاحب پرانی بستی والے حضرت محدث اعظم ہند نے جیب سے میری عرضی نکالی۔ اور اس کو پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ مولانا اعظمی کا یہ اخلاص اور جذبۂ ایثار بلاشبہ قابل قدر ہے کہ انھوں نے آپکا خود بن کر یہاں رہنے کا عہد کیا ہے۔ اس کے جواب میں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت نے کہا کہ میں آج صرف کاغذ پر صدر مدرس ہوں گا۔ مگر عملی حیثیت سے اب بھی مولانا اعظمی ہی صدر مدرس رہیں گے۔ حافظ ملت کا یہ جواب سُن کر حاضرین میں سے ہر ایک نے خوشی کا اظہار کیا۔

اس واقعے کے بعد تقریباً دس برس تک میں دارالعلوم اشرفیہ میں بعہدہ صدر مدرس کام کرتا رہا۔ اور طلبہ کا داخلہ، اخراج تادیبی کارروائیاں سب کچھ میں اپنے اختیار سے کرتا رہا۔ مگر کبھی بھی حافظ ملت نے مجھ پر نہ کوئی پابندی لگائی۔ نہ مجھ سے کوئی باز پرس فرمائی۔ حالانکہ بعض شرارت پسندوں نے حضرت حافظ ملت کو اشتعال بھی دلایا۔ مگر اس کے باوجود انھوں نے اپنے اس وعدہ کو نبھایا۔

حافظ ملت کا یہ وہ اعلیٰ کردار ہے جس نے میرے دل و دماغ کو انتہائی متاثر کیا ہے۔ اور جس کو میں اپنی زندگی کی آخری رمق تک فراموش نہیں کر سکتا!

حافظ ملت کے بارے میں یہ ہے وہ دوسری حقیقت جس کے بارے میں میرا خیال ہے کہ کسی ایسے ہی موقع پر ایک حقیقت شناس شاعر کے قلب پر اس شعر کا الہام ہوا ہوگا کہ؎

بر کفے جام شریعت بر کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

(۳)

۱۹۵۲ء میں جب ناظم صاحب وغیرہ کے اشتعال دلانے کی بنا پر میں دورۂ حدیث کے دس طلبا کو اپنے ساتھ لے کر مبارکپور سے دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد چلا گیا۔ ان طلبہ میں مولوی محمد جہانگیر خاں اعظمی، مولوی محمد میاں کامل سہسرامی، مولوی محمد صابر نسیم بستوی، مولوی محمد حسین منظر پوری قابل ذکر ہیں۔ تو میری اس نازیبا حرکت سے قدرتی طور پر حافظ ملت کا قلب نازک مجروح ہوا۔ اس کے بعد میں نے بھی سترہ برس تک دارالعلوم اشرفیہ میں قدم نہیں رکھا۔ چھ برس کے بعد جب دارالعلوم شاہ عالم کے ناظم اعلیٰ حاجی سلیمان ابراہیم سے اختلاف کی بنا پر میں مستعفی ہو کر احمد آباد سے چلا آیا۔ تو ناظم مدرسہ نے حضرت حافظ ملت کے نام ایک خط لکھا۔ کہ مولانا اعظمی مجھ سے لڑ جھگڑ کر احمد آباد سے چلے گئے۔ اور مدرسہ ٹوٹ گیا ہے۔ لہٰذا آپ کوئی ایسا مدرس بھیج دیں جو مولانا اعظمی کا نعم البدل ہو۔ اس کے جواب میں حافظ ملت نے حاجی سلیمان ابراہیم کو جو خط لکھا ہے وہ میری نظر سے گزرا ہے اور غالباً اب بھی وہ خط دارالعلوم شاہ عالم کے ریکارڈ میں موجود ہوگا۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ۔

مولانا اعظمی صاحب کا نعم البدل تو کیا ان کا بدل ملنا بھی انتہائی دشوار ہے۔ وہ ایک کامیاب مدرس بھی ہیں۔ اور شعلہ بیان مقرر بھی۔ وہ مناظر بھی ہیں اور صاحب قلم بھی۔ وہ چندہ وصول کرنے کے بھی ماہر ہیں اور مدارس کے انتظامی امور کے بھی تجربہ کار ہیں اس لئے میرا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ آپ اُن سے صلح کر کے پھر انھیں احمد آباد بُلالیں اور اگر اس سلسلے میں میری خدمات کی ضرورت ہو تو میں اس کے لئے بھی حاضر ہوں!

آپ نے یہ جواب تحریر فرمایا۔ اور بار بار طلبی ہونے کے باوجود آپ نے کسی مدرس کو بھی احمد آباد نہیں بھیجا نہ خود کبھی دارالعلوم

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

شاہ عالم میں قدم رکھا۔

غور فرمایئے کہ حضرت حافظ ملت اور مجھ میں ان دنوں صفائی نہیں تھی۔ بلکہ وہ مجھ سے رنجیدہ تھے۔ اگر ان میں جذبۂ انتقام ہوتا تو وہ حاجی سلیمان کی تحریر پر میری کچھ مزید شکایات لکھ کر نہلے پر دہلا لگا دیتے۔ اور کسی کامیاب مدرس اور مقرر کو احمد آباد بھیجکر میری عزت وشہرت کا جنازہ نکال دیتے مگر ہمیں اختلاف کی حالت میں انھوں نے میرے ساتھ جس شریفانہ برتاؤ اور اعلی کردار کا مظاہرہ فرمایا کیا میرے سینے میں دل نہیں پتھر ہے جو میں اس شریفانہ سلوک سے متاثر نہ ہوتا۔ دنیا مجھے کچھ بھی کہے۔ مگر میں بہ بانگ دہل کہتا ہوں کہ میں یقیناً اس سے بیحد متاثر ہوا۔ اور ہوں۔ اور رہونگا۔ اور ہمیشہ یہ کہتا رہونگا کہ بلاشبہہ حافظ ملت اس فلسفۂ تصوف کے زبردست فیلسوف تھے کہ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الی من اسا

(۴)

اسی اختلاف کے دوران ۱۹۵۹ء میں جب میں نے حج وزیارت کے لئے حرمین شریفین کا سفر کیا۔ تو حج وزیارت سے پہلے یا بعد میں حافظ ملت سے ملنے نہیں گیا۔ مگر جب وہ سفر حج وزیارت کے لئے کمربستہ ہوئے تو گھوسی میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے مزار اقدس پر فاتحہ خوانی کے بعد میرے مکان پر بھی تشریف لائے۔ یہ عجیب سانحہ ہوا کہ میں اس سے ایک ہی دن پہلے اپنا سامان لینے کے لئے دھوراجی روانہ ہو چکا تھا۔ والد مرحوم نے حضرت کو بٹھا کر شیرینی وچائے سے تواضع کی۔ اور آپ نے والد مرحوم سے فرمایا کہ میں مولانا اعظمی صاحب سے ملنے کے لئے آیا تھا۔ جب وہ دھوراجی سے واپس آئیں تو آپ ان سے میرا سلام کہدیں۔ اور یہ بھی فرمادیں کہ میں نے سب کچھ معاف کردیا ہے۔ وہ بھی مجھے معاف کردیں۔

تین ہفتے کے بعد میں جب گھوسی آیا۔ تو سب سے پہلے والد مرحوم نے یہ معاملہ سنایا۔ خدا شاہد ہے کہ اس واقعہ سے میرے قلب پر ایک گھونسہ سا لگا کہ افسوس! میں چھوٹا ہوکر سفر حرمین شریفین کے موقع پر ان سے ملنے نہیں گیا۔ اور وہ مجھ سے بڑے ہوکر مجھ سے ملنے آئے اور میں نے اسی وقت اپنے قلب ودماغ کو بالکل صاف کرکے یہ عزم بالجزم کرلیا۔ کہ جب حافظ ملت حج وزیارت سے واپس تشریف لائیں گے تو میں مبارکباد دینے کے لئے ضرور مبارکپور جاؤنگا

جب حضرت حج وزیارت کے بعد تشریف لائے تو عجیب اتفاق کہ میرے محبوب شاگرد مولوی اعجاز احمد صاحب مبارکپوری نے محمد آباد مجھے اپنے اجلاس میں مدعو کیا۔ اسی اجلاس میں حافظ ملت بھی مدعو تھے۔ میں حضرت سے پہلے ہی پہنچ گیا۔ اور حضرت جس وقت جلسہ میں رونق افروز ہوئے جبکہ میں پورے جوش وخروش کے ساتھ تقریر کررہا تھا۔ اور حضرت مولانا سید مختار اشرف میاں صاحب قبلہ کچھوچھوی سجادہ نشین صدر اجلاس تھے حضرت حافظ ملت سیدھے اسٹیج پر تشریف لائے۔ اور بھرے مجمع میں ہم دونوں بغل گیر ہوگئے۔ میں نے احتراماً تقریر ختم کردی۔ اور حضرت سے تقریر فرمانے کی استدعا کی۔ چنانچہ حضرت نے پرجوش تقریر فرمائی تقریر کے بعد حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور اسی حالت میں قیام گاہ پر تشریف لائے اور نماز فجر تک گفتگو کا سلسلہ دراز

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

قائم رہا۔ اس دوران میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ ابھی سے ۱۰ رشعبان کی تاریخ اشرفیہ کے اجلاس کے لئے نوٹ کرلیں کیونکہ امسال آپ کو دورہ کا امتحان لینا۔ اور اپنے ہاتھ سے فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کرنی ہے۔ چنانچہ میں نے بلا تامل دعوت قبول کرلی۔ اور حسب وعدہ ۹ رشعبان کو میں مبارکپور پہنچا۔ اس وقت دارالعلوم اشرفیہ کے پھاٹک پر حضرت حافظ ملت نے طلبہ کی جمعیت میں جس جوش وخروش کے ساتھ میرا استقبال فرمایا۔ اور گولہ بازار کے عظیم الشان اجلاس میں میرے لئے جو کلمات ارشاد فرمائے خدا گواہ ہے کہ میں ان کے اس کریمانہ کارناموں کو زندگی بھر فراموش نہیں کرسکتا۔ اور پھر ہم دونوں اس طرح شیر وشکر ہوگئے کہ یونیورسٹی کے اجلاسِ سنگ بنیاد میں ادارہ کے عمومی دعوت نامہ۔ اور عزیز گرامی مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب کے پرائیوٹ خط کے علاوہ حضرت حافظ ملت نے اپنے قلم سے اپنا خصوصی دعوت نامہ تحریر فرمایا۔ پھر مزید برآں مولوی محمد احمد بن مفتی عبدالمنان صاحب کو میرے پاس ٹانڈہ بھیجا۔

ناظرین کرام! اللہ بتایئے کہ کیا ان حقائق وشواہد کی موجودگی میں مجھے حضرت حافظ ملت کی عظمت کا اعتراف واعلان کرنے میں بال برابر بھی کوئی تردد یا تامل ہوسکتا ہے؟ نہیں، نہیں، ہرگز نہیں میں کھلے دل سے اعلان کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے بہت بڑے تھے۔ افسوس وہ دُنیا سے چلے گئے۔ اور میں اب دُنیا سے جانے والا ہوں۔ مگر وہ اپنی یاد میرے دل میں چھوڑ کر چلے گئے۔ اور میں انکی یاد اپنے دل میں لے کر جاؤں گا۔ ابھی میں بہت کچھ کہنا چاہتا تھا۔ مگر کیا کیا کہوں؛ اور کتنا کہوں ؎

ایک ہنگامۂ محشر ہو تو اس کو روؤں
سیکڑوں باتوں کا رہ رہ کے خیال آتا ہے

آخرت کی پہلی منزل

برادران اسلام!

پیارے بھائیو! دنیا چند روزہ ہے اسکی راحت ومحبت سب فنا ہونیوالی ہے یہاں کی دوستی اور دشمنی سب ختم ہونیوالی ہے۔ دنیا سے چلے جانے کے بعد بڑے سے بڑا رفیق وشفیق بھی کام آنیوالا نہیں بعد مرنے کے صرف خدا، اور اس کے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کام آنیوالے ہیں۔ سفر آخرت کی پہلی منزل قبر ہے۔ اس میں منکر نکیر آکر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے۔ اسی کے ساتھ نبی کریم رؤف ورحیم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مردے سے دریافت کرتے ہیں۔ ماتقول فی ہذا الرجل یعنی حضور کی طرف اشارہ کرکے پوچھتے ہیں کہ ان کی شان میں تو کیا کہتا ہے۔؟ اگر اس شخص کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عقیدت ومحبت ہے تو جواب دیتا ہے کہ یہ تو ہمارے آقا ومولا اللہ کے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان پر تو ہماری عزت وآبرو جان ومال سب قربان اس شخص کیلئے نجات ہے۔

اور اگر حضور سے ذرہ برابر کدورت ہے دل میں آپکی عظمت ومحبت نہیں ہے جواب نہیں دے سکے گا یہی کہے گا۔ میں نہیں جانتا

(حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ڈاکٹر محمد عرفان قمر صدر شعبہ اردو شبلی نیشنل کالج اعظم گڈھ (یوپی)

حافظ ملت ؒ ایک تاثر

یہ صحیح ہے کہ صالح انسانی فطرت ہمیں خدا کے وجود کا براہ راست یقین بخشتی ہے لیکن اکثر ہم فطرت کی گہرائیوں پر غور نہیں کرتے یا تعصبات کے زنگ ہماری نگاہوں کے لئے پردہ بن جاتے ہیں اور ہمیں معرفت نفس اور معرفت الٰہی تک پہونچنے میں مانع ہوتے ہیں ایسے میں ایک مرد مومن اٹھتا ہے جس کا دل عشق و فقر کی دولت سے مالامال ہوتا ہے اور جس کا سینہ خدا کے نور سے روشن اس کے بازوؤں میں مژدۂ لاتخف سے بے پایاں قوت ہوتی ہے وہ ہر طاقت سے نڈر ہوتا ہے اور ہر مصیبت سے بے پروا وہ موت کو زندگی سمجھتا ہے اور اس کا وجود موت کی دسترس سے بالاتر ہوتا ہے وہ مادی دنیا میں رہتا ہے مگر آب و گل کی قیود سے آزاد اور بے نیاز ہو کر وہ براہ راست سرچشمۂ وجود سے فیض اور ہدایت حاصل کرتا ہے وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے عشق کی شراب پیتا ہے دینی احکام اس کے لئے مرضی غیر کی خارجی بندشوں کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ وہ اپنی فطرت میں ان کی اصل دیکھتا ہے وہ ہمہ کردار ہوتا ہے مگر کم سخن، صلح میں وہ محبت و رافت کا مجسمہ ہوتا ہے اور جنگ میں عزم و ثبات کا پیکر اس کے ہاتھ میں قوموں کی ترقی ہوتی ہے اپنے عزم و عمل سے وہ زندگی کا افق بدل دیتا ہے اس کی صحبت کیمیا اثر رکھتی ہے وہ دوسروں میں بھی نصب العین کی تڑپ پیدا کر دیتا ہے اور بے حس دلوں کو سوز آرزو بخش دیتا ہے وہ غلاموں میں جذبہ حریت بیدار کرتا ہے اور ان کو موجودہ نظام سے غیر مطمئن کر کے ایک بہتر نظام کی تعمیر و تشکیل کا جذبہ عطا کرتا ہے ایسے ہی مرد مومن کے لئے اقبال نے کہا ہے:

ع ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حافظ ملت کی ذات با صفات ایسے ہی دیدہ ور کی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کی مثال تھی جو ہزاروں سال بعد اس دنیا میں آتی ہے انھوں نے اپنی پوری زندگی ایک بڑے نصب العین کے لئے وقف کر دی ان کا سونا اور جاگنا جینا اور مرنا سب اسی نصب العین کے لئے تھا انھوں نے سوز یقین سے لوگوں کے دلوں میں ایک نیا عزم پیدا کیا انھوں نے اپنی سعی و کوشش سے مبارکپور جیسے معمولی قصبہ کو ایک علمی مرکز بنا دیا واقعی اہل مبارکپور ان کو جتنا یاد کریں ان کی جتنی عزت و توقیر کریں کم ہے۔

میرا مولانا سے کوئی خاص قریبی تعلق تو نہیں رہا لیکن میں نے اکثر ان کو دینی جلسوں میں تقریر کرتے ہوئے دیکھا اور کبھی مختصر ملاقات بھی ہوئی جب میں نے پہلی بار ان کو دیکھا تو وہ جامع مسجد اعظم گڑھ میں تقریر کر رہے تھے تقریر کرنے میں تمہید اٹھانے یا کسی نہ کسی معذوری کے بیان کرنے میں مطلق وقت نہ صرف کرتے جیسا کہ عام طور پر پیشہ ور مقرروں کا دستور ہے کچھ گلے اور سینے کی تکلیف کچھ سفر کی صعوبت کچھ ملک و ملت کی ابتری یا اپنی نا اہلی کا تذکرہ کیا اس کے بعد تقریر شروع کی مولانا کبھی اس طرح کی بات نہ کرتے اپنی جگہ سے اُٹھتے تقریر کرنے کی جگہ پر آ کھڑے ہوتے السلام علیکم کہتے بسم اللہ پڑھتے کلام پاک کی کوئی آیت نہایت سادگی اور احترام سے تلاوت فرماتے اور تقریر شروع کر دیتے آواز میں اتار چڑھاؤ نہ ہوتا چہرے پر جذبات کی دھوپ چھاؤں طاری ہونے دیتے ہاتھ پاؤں نہ چلتے نہ جھٹکتے کوئی بلند یا بلیغ فقرہ کہہ کر اس کے متوقع نہ رہتے کہ حاضرین سے شور و تحسین اٹھے جیسا کہ اکثر لوگ کرتے ہیں باتیں بڑی واضح کہتے الفاظ و عبارت کی دھوم دھام نہ ہوتی البتہ کبھی کبھی ایک آدھ فقرے بڑے ذو معنی کہہ جاتے اس کے پیچھے کوئی مقصد ہوتا جس بات کو اجاگر کرنا چاہتے تھے یا اجاگر کو چھپا کر کہنا چاہتے تھے وہاں اس طرح کی مناسبات لفظی سے کام لیتے تھے تقریر کرنے میں کہیں اٹکتے نہ تھے اچھے سے اچھے مقرر بھی کبھی کبھی جملہ میں مبتدا اور خبر کو مربوط نہیں کر پاتے۔ لیکن مولانا کی تقریروں میں کبھی کوئی ایسا موقع نہیں آتا۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے پوری تقریر قلم بند ہو جسے اطمینان و اعتماد سے دہراتے جا رہے ہوں کوئی کہہ نہیں سکتا کہ ان کی تقریر کب ختم ہوگی کسی قدر لمبی تقریر کرتے تھے تقریر کے کچھ ایسے ماہر بھی نہ تھے لیکن تعجب یہ ہے کہ ان کی تقریر سے دل اکتاتا نہ تھا ہر مجمع میں لوگ بڑے سکون سے ان کی تقریر سنتے تھے وہ تقریر کے فسوں سے بے نیاز تھے لیکن ان کی باتوں میں اثر ہوتا تھا۔ اور ذہن کے کسی نہ کسی حصہ میں اتر جاتی تھیں ان کی تقریروں میں بڑا خلوص بڑا وزن اور بڑی سادگی ہوتی تھی کہ سننے والے کو اس پر اعتماد ہوتا کہ مولانا کوئی ایسی بات نہ کہیں گے جس کے ثبوت میں قوی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سے قوی سند نہ پیش کر سکتے یوں مولانا سے اختلاف کرنا بڑا مشکل تھا ذاتی معاملہ ہو یا اجتماعی یا علمی وہ بڑی جچی تلی اور سلجھی ہوئی رائے دیتے تھے مذہب کی بات ہو یا علمی مسئلہ ہو یا کوئی اور بحث ہو مولانا بڑی سنجیدگی سے اظہار خیال کرتے تھے اور دوسروں کا نقطۂ نظر سننے میں بڑے تحمل سے کام لیتے تھے بحث میں وہ کبھی جز بز نہ ہوتے تھے بلند آواز سے گفتگو نہ کرتے کسی کی بات نہیں کاٹتے تھے کبھی کوئی دل آزاری کی بات نہ کہتے تھے ان کے رکھ رکھاؤ میں ذرا فرق نہ آتا تھا خواہ بحث کتنا ہی طول کھینچ جائے۔

مولانا کا مزاج و مذاق اگرچہ ابتدا سے دینی تھا اور ان کی کسی دور کی تحریریں بھی دینی روح سے خالی نہیں ہیں لیکن عمر کے ساتھ ساتھ دین کا رنگ اور زیادہ گہرا ہوتا گیا اور آخر میں وہ صبغۃ اللہ میں بالکل رنگ گئے تھے ان میں بڑا روحانی انقلاب ہو گیا تھا اس روحانی انقلاب اور اس کے نتائج کے بارہ میں دو قسم کے خیالات ہیں ایک جماعت اس کو پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھتی اور اس کو ان کی علمی عظمت کے منافی تصور کرتی ہے اس میں اس کو ان کے علمی رتبہ کا زوال نظر آتا ہے دوسری جماعت اس انقلاب اور اس کے بعد ہی کی زندگی کو ان کا سب سے بڑا کارنامہ اور حاصل زندگی سمجھتی ہے یہ دونوں رائیں غلط اور افراط و تفریط پر مبنی ہیں ان

دونوں زندگیوں میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ وہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں اور اس سے ان کا رتبہ اور مقام اور زیادہ بلند ہو گیا ہے اس سے ان کی علمی منزلت میں کوئی فرق آتا ہے اور نہ اُن کے علمی کارناموں کی اہمیت گھٹتی ہے یہ دونوں پہلو اپنی اپنی جگہ پر اہم ہیں اور ایک کو بڑھانے کے لئے دوسرے کی اہمیت نہیں گھٹائی جا سکتی۔ یہ کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں اس قسم کے واقعات دوسرے اکابر اسلام کی زندگی میں بھی پیش آ چکے ہیں امام غزالی مولانا روم حتی کہ امام رازی تک کو ان مراحل سے گذرنا پڑا ہے لیکن آج کون صاحب علم و نظر ان کے علمی کارناموں کی اہمیت سے انکار کر سکتا ہے۔

مولانا کی تعلیم و تربیت پرانے طریقوں پر پرانے استادوں اور بزرگوں کے سایۂ شفقت اور پرانی فضاؤں میں ہوئی تھی جدید علوم و فنون میں براہ راست انھوں نے کسی سے استفادہ نہیں کیا تھا مگر کہیں وہ اجنبی نہیں معلوم ہوتے تھے چاہے وہ اہل علم کا حلقہ ہو چاہے ارباب سیاست کی مجلس خواہ طالب علموں کی جماعت ہو خواہ عامۃ الناس کا اجتماع جدید افکار اور رجحانات سے کوئی کتنا آشنا کیوں نہ ہوتا مولانا سے تبادلۂ خیال کرنے میں اسے کبھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ ایک ایسے شخص سے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

گفتگو کر رہا ہے جس کی معلومات روایتی ہیں یا جس کا ذہن بندھے ٹکے خانوں میں اسیر ہے یا جس کے فکر و نظر کا دائرہ تنگ ہے شکل و صورت وضع قطع چال ڈھال بات چیت ہر اعتبار سے مولانا کی شخصیت بڑی دلآویز اور قابل احترام تھی ان کو دیکھ کر اور پا کر ایک طرح کی تقویت محسوس ہوتی تھی کہ وہ شفقت کریں گے رسوا نہ کریں گے اور جب تک ساتھ رہیں گے زندگی میں بڑائی اور حلاوت محسوس ہوگی جیسے وہ اپنی طرح طرح کی ذمہ داریوں کا احساس رکھتے ہیں اپنی ہی نہیں ہماری ذمہ داریوں کا بھی احساس وہ ہمیشہ صاف ستھرے رہتے تھے ظاہری اور باطنی دونوں اعتبار سے ہر کام خود کر لیا کرتے تھے مولانا کی ایک خوبی قابل قدر یہ ہے کہ ان کے پاس تبحر علمی ہی نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ علمی دیانت داری بھی تھی وہ کبھی علم کو کسی ادنیٰ مقصد کے حصول کے لئے کام میں نہیں لاتے تھے علم نہایت ہی خطرناک چیز ہے کم ذی علم ایسے پائے گئے ہیں جنھوں نے علم سے لوگوں کو فائدہ پہونچانے کے ساتھ ہی نقصان نہ پہونچایا ہو جس کی ایک مثال مذہب کا غلط استعمال ہے مذہب کے نام پر ہندوستان میں کیا کیا نہیں ہوتا مولانا کا علم کیا تھا اور کیسا تھا۔ وہ علم ہی سے واقف نہ تھے علم کی برگزیدگی کا بھی احساس رکھتے تھے اور اس کو کبھی ہاتھ سے نہ

ویسے علم کا مفہوم میرے نزدیک جاننا پہچاننا ہی نہیں جانتے پہچاننے کی ذمہ داری بھی ہے جب تک کوئی علم علم کی برگزیدگی کو ماننے اور منوانے کی اہلیت نہ رکھتا ہو اسکو علم کا کاروبار نہ کرنا چاہیئے آجکل دنیا میں جو علمی افراتفری یا بے دلی اور بیزاری پھیلی ہوئی ہے اس کا ایک سبب میرے نزدیک یہ بھی ہے کہ علوم اور ان کو پھیلانے کے وسائل تو بڑھ گئے ہیں لیکن اچھے معلم تقریباً ناپید ہیں جس کی وجہ سے علم اور زیادہ خطرناک بن گیا ہے دنیا میں ہر مرض کی تیر بہدف دوائیں کیوں نہ ایجاد کر دی جائیں اگر اچھے اطبا میسر نہ ہوں تو دوائیں خطرہ کا موجب بن سکتی ہیں یہی حال علوم کا ہے مولانا جن علوم سے بہرہ مند تھے ان پر انکی نظر پیشہ ورانہ نہ تھی محرمانہ تھی وہ محض فنی اصول پر کسی مسئلہ کو ناپ طول کر ختم نہیں کر دیتے تھے بلکہ کوشش کرتے تھے کہ اسکو دل و دماغ دونوں قبول کریں مولانا نے ہمیشہ بات متانت اور دیانت سے کہی نپی تلی کہی اور اس طرح کہی اور اسلئے کہی کہ ان کو ایک بیش بہا بات معلوم ہوتی تھی جس پر انھوں نے بڑی محنت قابلیت اور وقت صرف کیا تھا اور چاہتے تھے کہ اسے ان لوگوں تک پہونچائیں جو اس سے فائدہ اٹھا سکتے تھے علم کے معلم سے یہی تقاضا ہے ان کا بڑا علمی کارنامہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے ایک دور افتادہ مقام میں اسلامی و فنون پر تحقیقات کا ایک ایسا ادارہ قائم کر دیا جو پورے ہندوستان میں مشہور ہو رہا ہے جب تک علمی دنیا قائم ہے مولانا کا یہ کارنامہ زندہ رہے گا اور انکی یاد کو ہمارے دلوں میں تازہ رکھے گا ✱

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عظمتِ کردار

(مولانا) ظہیر الدین [illegible]
استاذ عربی [illegible]
[illegible] اسکول علیگڑھ

رب تبارک وتعالیٰ جلّ وعلا جب اپنے کسی بندے سے اپنے دین کا کام لینا چاہتا ہے تو اسے وہ خصائص۔ وہ کمالات اور وہ فضائل بھی عطا فرماتا ہے جو اس خدمت کے لیے ضروری ہیں خود ہی ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ ھُوَ اَھْدٰی سَبِیْلًا۔ ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ ہر ایک اپنے شاکلہ یعنی اپنی ساخت و استعداد کے مطابق کام کرتا ہے پس تمہارا رب اس شخص کو خوب جانتا ہے جو زیادہ ہدایت یافتہ ہے۔

اسلام اللہ رب العزت کا دین ہے اس نے اپنے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس دین کے ساتھ بھیجا اس کی بقا اور اس کے تحفظ کی ذمہ داری خود اس نے اپنے اوپر رکھی۔ اسی لئے جب حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دنیا سے پردہ فرمایا اور آپ کے بعد ایمان و عقائد اور اسلام پر کفار و مشرکین یا یہود و نصاریٰ یا کسی اور باطل پرست دشمنان اسلام یعنی بد مذہبوں، بد عقیدوں اور ضالین و مضلین نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے ایمان و عقائد پر جب جب بھی شب خون مارے۔ اللہ جل وعلا نے ورثۃ الانبیاء علماء حق سے ان کا منہ توڑ اور دندان شکن جواب دلایا۔ اور ان کو شکست فاش کا منہ دیکھنا پڑا۔ جبریہ، قدریہ، رافضی، خارجی، معتزلہ، نیچری، دہریئے، قادیانی، بہائی، چکڑالوی، وہابی، دیوبندی، قرآنیے، سبائی، مہدویہ اور بہائی وغیرہ اور نہ معلوم کتنے ضال و مضل فرقے وجود میں آئے جنہوں نے ایمان والوں کے لباس میں دین حق کو مٹانے کے لئے بڑے بڑے خطرناک شیطانی منصوبے بنائے لیکن علماء صالحین و کاملین اولیاء اللہ اور فدایان سرکار دو عالم رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہر سازش کا پردہ چاک فرما دیا اور یہ واضح فرما دیا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

مولائے کریم رؤف و رحیم انہیں جزائے خیر و مراتب عظیم و بلند عطا فرمائے آمین۔

میرے اس مضمون کا محور آج ایک ایسی ہی عظیم و بزرگ ہستی ہے یعنی صاحب صدق و صفا۔ حامل مجدد حامی دین مصطفےٰ علیہ الوف التحیۃ والثناء حافظ ملت حضرت مولانا الحاج حافظ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ یوپی بلاشبہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو صاحب فضل و کمال بنایا تھا۔ آپ نہایت درجہ متبع شریعت تھے۔ اخلاص و احسان اور تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ عزم و استقلال اور توکل و قناعت کی عظیم دولت سے آپ سرفراز کئے گئے جن مشکل حالات میں آپ نے دین حق کی خدمت انجام دی وہ ہم سب کے لئے نمونۂ تقلید ہے۔ قوم بے حوصلہ اور مخالفین زور آور۔ آپ نے قوم کو حوصلہ دیا اور مخالفین کو ہمنوا بنایا اور بے زور و بے اثر۔

مبارکپور ایسی ایک چھوٹی سی گمنام بستی کو جس کا ریلوے اسٹیشن بھی اس نام سے نہیں ہندوستان کے باعظمت اور شہرۂ آفاق مقامات اور شہروں میں شمار کرا دیا اب سے پچاس سال قبل مبارک پور کی تاریخ پر نظر ڈالو یہ کیا مقام تھا۔ ایک غریب و نادار قصبہ ضلع اعظم گڈھ کی سب سے پس ماندہ اور بے حیثیت تحصیل جسے نہ کوئی جانتا تھا نہ پہچانتا تھا۔ نہ وہاں کوئی دینی درسگاہ تھی نہ علوم جدیدہ کا کوئی اسکول و مدرسہ۔ نہ کوئی کارخانہ نہ فیکٹری، نہ بڑی بڑی پختہ عمارات۔ نہ تجارتی منڈی۔ آمد و رفت کے ذرائع بھی نہایت محدود، مذہبی نقطۂ نگاہ سے بھی یہاں کی حالت نہایت سقیم و ناگفتہ بہ۔ یہ ماحول تھا یہ حالات تھے جس وقت آپ اپنے استاد محترم صدر الشریعہ ابو العلا حضرت مولانا الحاج امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے یہاں تشریف لائے۔ ایک چھوٹا سا مدرسہ جس کو مکتب بھی بمشکل کہا جا سکے۔ جس کی عمارت ایک شکستہ سا خسپوش خانہ تھا دوسری طرف بد مذہبوں کا زور۔ سنی عوام کو تعلیم سے کوئی دلچسپی نہیں اور مالی حالت نہایت کمزور ان کی بے بضاعتی اور تعلیم سے بے تعلقی اس چھوٹے سے مدرسے کے لئے بھی خطرہ تھی۔ ان نامساعد و دشوار گذار حالات میں اور ایسی سنگلاخ زمین و مخالف ماحول میں آپ نے یہاں آ کر مذہبی تعلیم و تدریس کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ اس پیکر اخلاص و عمل نے اپنے بھرپور عزم و استقلال کے ساتھ ندائے حق کا وہ ڈنکا بجایا کہ جہالت و غفلت کی گہری نیند سونے والے چونک پڑے۔ آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ ایک مرد حق بین و حق آگاہ، اسلام کے فدائی اور عشق رسول کے شیدائی کی تابش رخ سے جہالت کی شب تاریک نور علم و عرفان کی سحر میں تبدیل ہو رہی ہے۔ حضرت حافظ ملت کی ضیاء علم میں انہوں نے خود کو پہچانا ان کی غیرت دینی بیدار ہوئی وہ اٹھے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور انہوں نے رشد و ہدایت کے اس راہبر کا دامن تھام لیا۔ حضرت حافظ ملت کی بے لوث خدمت دین اور عمل صالح کی روشنی میں اہل مبارک پور نے آپ کی شخصیت و عظمت کو پہچانا اور دیوانہ وار ان کی دعوت تعلیم دین، اصلاح عقائد اور تزکیۂ نفس پر لبیک کہا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے مبارک پور کا یہ چھوٹا سا مکتب "دار العلوم اشرفیہ" میں تبدیل ہوگیا اور آج وہ بفضلہ تعالیٰ و کرمہ ترقی کر کے "الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور" کی شکل میں ایک عظیم درسگاہ ہے۔ یہاں سے نور و عرفان کی بارشیں ہونے لگیں سینکڑوں کی تعداد میں علماء و فضلا اور ہزاروں طلبہ یہاں سے فیض علم حاصل کر کے ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے اور اپنے اپنے حلقہ میں دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کی تقریباً پچاس سالہ مسلسل جد و جہد نے گمنام و ناقابل ذکر مبارکپور کو ایک مشہور و عظیم مرکز علم میں تبدیل کر دیا یہاں سے بلند ہونے والی اس درویش کی آواز حق نے اب افریقہ، یورپ اور ایشیا کے ریگستانوں اور مرغزاروں میں سنی جا سکتی ہے۔

یہ امر بھی حیرتناک ہے کہ ٹھیک اس پچاس سالہ دور میں جبکہ بہت سے مشہور و مستند دار العلوم اپنی حیثیت بلکہ اپنا وجود بھی کھو بیٹھے اور اسی دور میں نہ معلوم کتنے مدارس و مکاتب کا قیام عمل میں آیا جو ترقی و عروج کے منازل طے تو کیا کرتے انہیں اپنے وجود کا برقرار رکھنا بھی مشکل ہو رہا ہے مبارک پور کا یہ منازل ترقی و عروج سے گذرتا رہا تا آنکہ اس نے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی عظیم حیثیت حاصل کر لی اور اگر حافظ ملت کے بعد ذمہ داریوں کو سنبھالنے والے پورے غور و فکر کے ساتھ آپ ہی کے راستہ پر چلتے رہے تو یہ ناممکن نہیں کہ اسے ہندوستان میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہو جائے۔

"الجامعۃ الاشرفیہ" مبارک پور کی ترقی کا اصل راز حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کا اخلاص اور للہیت ہے، رب تعالیٰ کے یہاں وہی عمل مقبول ہے جو صرف اسی کی رضا کے لئے، اسی کی اطاعت میں ہو اور اس کے محبوب رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و اتباع میں ہو۔ ہمارے اسلاف و اکابر نے جو تعلیمی ادارے، مدارس اور درسگاہیں قائم کی تھیں، ان کی بنیاد جذبۂ اخلاص کے ساتھ خدمت دین حصول رضاء الٰہی اور اتباع اسوۂ حسنہ تھیں جب تک ان میں یہ خصوصیات رہیں۔ یہ بارگاہ الٰہی میں محبوب و مقبول رہیں ان کا فیضان بڑھتا رہا اور ان کی ترقی ہوتی گئی لیکن جب ان کا نظام نااہل ہاتھوں میں پہونچا ان کے اغراض و مقاصد بدلے۔ خلوص و للہیت میں کمی آئی ان کا زوال شروع ہو گیا یہاں تک کہ ان میں سے بہت سے صفحۂ ہستی سے مٹ گئے یا اب آخری لمحات میں ہیں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یہ ایک مسلسل تاریخی عمل ہے جو سلسلہ جاری ہے چشمِ بصیرت وا ہو تو اپنے ماحول کے روزمرہ واقعات میں بھی اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، کا وجود اس کی بقاء اور اس کی ترقی میں حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کی روحانیت حسن عمل اور خلوص وللہیت کا خون گرم کام کر رہا ہے آپ نے قوم کے سامنے بالعموم اور اہل مبارک پور کے سامنے بالخصوص اپنا جو کردار پیش کیا وہ ایک مثالی کردار ہے جس نے انہیں آپ کا گرویدہ وشیدائی بنا دیا۔ آپ نہایت پرہیزگار، عبادت گذار اور شب زندہ دار عابد تھے توکل اور قناعت آپ کی زندگی تھی اپنے ہم عصر علماء میں آپ کا ایک امتیازی مقام تھا۔ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب خدمت تلامذہ میں سے میرے علم میں صرف دو حضرات کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ تشنگان علم کی ایک بڑی تعداد ان سے سیراب ہوئی اور ان کا فیضان علم دور دراز علاقوں تک پہونچا۔ (۱) حضرت مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ اور (۲) حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز علیہ الرحمہ ہندوستان میں موخر الذکر کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے موصوف کے تلامذہ میں علماء وفضلاء کی خاصی بڑی تعداد اس وقت ہندوستان کے طول وعرض میں دین کی خدمت انجام دے رہی ہے بلکہ بیرون ہند بھی یہ سلسلہ پھیل چکا ہے۔ حضرت حافظ ملت اپنے تلامذہ کو صرف درس علم ہی نہیں دیتے تھے بلکہ ان کی روحانی اصلاح وتربیت بھی فرماتے تھے۔ ان کے عقائد وافکار کی تطہیر بھی فرماتے تھے اور ان کے قلوب کا تزکیہ بھی فرماتے تھے۔ ان کے سامنے اپنا حسن عمل، تقویٰ اور تبع سنت زندگی پیش فرماتے جس سے ان کے دل ودماغ میں آپ کی عظمت کے نقوش مرتسم ہو جاتے تھے اور اس سے ان میں اعلیٰ اور خدا پرست وخدا ترس زندگی کا تصور پیدا ہوتا اور شعور بیدار ہو جاتا۔

آپ نہایت نرم خو، نرم جو اور نرم گفتار تھے ہر ایک سے ایسے محبت فرماتے۔ ہر ایک کے ساتھ حسن خلق سے پیش آتے۔ ہر ایک کی عزت کرتے اور کبھی کسی کی دل شکنی نہ فرماتے تھے آپ نہایت خلیق، منکسر المزاج اور مہمان نواز تھے البتہ دین کے معاملہ میں اور اللہ جل وعلا اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کے بارے میں ایک مومن کامل کی طرح بڑے حساس اور نازک مزاج تھے کسی ادنیٰ سی بدعقیدگی کو برداشت کرلینا ان کی قوت ایمانی کے لئے ناممکن تھا۔ مبدأ فیاض نے آپ کو حسن تدبیر کا جوہر خاص بھی عطا فرمایا تھا۔ معاملات دین ودنیا میں اللہ جل وعلا نے آپ کو وہ بصیرت خاص بھی ارزاں فرمائی تھی جس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے کہ: اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

آپ نے اپنی زندگی کا ایک طویل حصہ مبارک پور

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں گزارا اور اسی بستی کو اپنی آخری آرام گاہ ہونے کا بھی شرف بخشا۔ اہل مبارک پور نے آپ کی صبح وشام بھی دیکھی اور روز و شب بھی۔ انہوں نے آپ کو خلوت میں بھی دیکھا اور جلوت میں بھی آپ کو انجمن آرا بھی دیکھا اور گوشۂ عزلت میں بھی۔ مسند تدریس پر بھی دیکھا اور سجادۂ عبادت پر بھی۔ بازار میں بھی دیکھا اور گھر میں بھی غرض انہوں نے آپ کو ہر حیثیت، ہر حالت اور ہر کیفیت میں دیکھا لیکن آپ کے کردار میں کہیں داغ نظر نہ آیا آپ کا ظاہر و باطن ہم آہنگ تھا۔ اتباع اسوۂ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آپ نے ابتدا ہی سے جس سادہ زندگی کو اپنایا تھا آخر تک آپ کی زندگی میں وہی سادگی رہی۔ سادہ لباس، سادہ غذا، سادہ رہن سہن آپ کا طریقہ تھا۔ آپ نے جامعہ عربیہ اشرفیہ مبارکپور کی بنیاد رکھی آج طرز جدید کی یہ شاندار عمارت لاکھوں روپیہ کی ہے یہ سب روپیہ آپ کو قوم وملت نے بے پناہ اعتماد و اعتقاد کے ساتھ دیا۔ آپ نے جس دیانت و امانت کے ساتھ قوم کے اس عظیم اعتماد و اعتقاد کو پورا فرمایا وہ ایک شاندار عمارت اور شاندار دینی درسگاہ "الجامعۃ الاشرفیہ" کی شکل میں ہر آنکھ کے سامنے ہے اس سے آپ کی عظمت بام عروج پر پہونچی اور اجر اخروی کا لافانی خزانہ دار آخرت میں جمع ہو گیا۔ طاب اللّٰہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کی زندگی کے مختلف رخ بتا گئے ہیں جن پر آپ سے انتہائی قربت رکھنے والے تلامذہ اور فیض پانے والے حضرات روشنی ڈالیں گے روحانی طور سے قریب تر ہونے کے باوجود مجھے آپ کے ساتھ جسمانی رفاقت بہت ہی کم وقت کے لئے حاصل ہو سکی میرے اور ان کے درمیان حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روحانی رابطہ ہیں ہم دونوں کے مربی و استاذ حضرت ہی کی ذات اقدس تھی میرے لئے آپ کی ذات لائق صد احترام تھی میں جب آپ کے بارے میں غور کرتا ہوں تو مجھے آپ کی ذات گرامی صفات میں دینی جذبہ و عمل کی وہ حرارت نظر آتی ہے جس کی برق آسا چمک نگاہوں کو خیرہ کرتی ہے دین کے ساتھ محبت اور علم دین مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کا یہ شغف ہی ہے جس نے میرے قلب و دماغ میں آپ کی عظمت نقطۂ عروج پر پہونچا دی، اس حقیقت کو آپ ان کا روحانی تصرف کہیں یا اللہ جل وعلا اور حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کی شدید محبت دونوں ہی باتیں آپ کی فضیلت وعظمت کا روشن ثبوت ہیں کہ آپ کے فرزند اکبر مولانا مولوی عبد الحفیظ بی۔ ایس۔ سی انجینرنگ وقاہ اللّٰہ عن شرور الزمان والآفات و زادہ شرفا فی جمیع الاحیان والاوان نے علوم جدیدہ کی تحصیل کی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ سے بی۔ ایس۔ سی انجینرنگ کی ڈگری لی جو اس وقت بھی دنیاوی اعتبار سے ایک گرانقدر ڈگری ہے اور اس میں ترقی کے مواقع بھی بہت زیادہ ہیں۔ لیکن چونکہ نعم دنیا کے حصول کی طرف آپ کا میلان قلب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بالکل نہ تھا آپ کی پوری زندگی الفقر فخری کی آئینہ دار تھی۔ طالب دنیا ہونے کا داغ آپ کے دامن پر نہ تھا۔ طالب مولیٰ ہونے میں آپ فخر محسوس فرماتے تھے اور ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ پر آپ کا عمل تھا اس لئے آپ کی حمیت دینی اور غیرت ایمانی نے گوارا نہ فرمایا کہ صاحبزادہ کو ایسی ملازمت کرنے کی اجازت دیں جہاں کسب حلال مشتبہ ہو آپ نے انہیں علوم جدیدہ حاصل کرنے کی اجازت اس لئے عطا فرمائی تھی کہ معاملات دنیا سے نابلد نہ رہ جائیں لیکن آپ کی بصیرت دینی و علمی پر یہ بھی خوب روشن تھا کہ "

ان اللہ یعطی الدنیا لمن یحبہ ولمن لا یحبہ ولا یعطی الدین الا لمن یحبہ۔ بیشک اللہ عزوجل دنیا تو اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ دونوں قسم کے بندوں کو عطا فرما دیتا ہے لیکن دین صرف اپنے پسندیدہ و محبوب بندوں کو عطا فرماتا ہے۔"

بی۔ ایس۔ سی انجینرنگ سے فارغ ہو کر صاحبزادہ مولوی عبد الحفیظ زاد شرفہٗ کی آرزوئیں کچھ بھی رہی ہوں وہ کیسے ہی اونچے اونچے دنیاوی پلان بنائے ہوئے ہوں لیکن اللہ والے باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی ایک نگاہ فیض اثر نے صاحبزادہ کی دنیا ہی بدل ڈالی انہیں یکایک علم دین کی تکمیل کا شوق پیدا ہوا بحضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کی زیر سرپرستی علوم عربیہ کی تحصیل کی متعدد اسباق و کتب احادیث والاکرم سے ہی پڑھیں اور الحمد للہ کہ فارغ التحصیل ہوئے اور اسی دار العلوم میں حضرت کی جگہ سربراہ اعلیٰ ہیں ــــــ اس طرح اب اس متیقن بشارت میں داخل ہو گئے کہ "لا یعطی الدین الا لمن یحبہ" کہ اللہ تبارک و تعالیٰ دین اسی بندے کو عطا فرماتا ہے جو اس کا محبوب ہو۔"

میری نگاہ میں حضرت حافظ ملت استاذ الاساتذہ مولانا الحاج عبد العزیز علیہ الرحمہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ کا یہ وہ ایثار اور وہ کردار ہے جو ہمیں موجودہ دور میں نظر نہیں آتا۔ و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء و اعلی اللہ درجاتہ فی جنات النعیم۔

مفکرین ملت

میں ہوں نومید تیرے ساقیان ساری فن سے
کہ بزم خاوراں میں لے کے آئے ساتگیں خالی
نئی بجلی کہاں ان بادلوں کے جیب و دامن میں
پرانی بجلیوں سے بھی ہے جن کی آستیں خالی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت مولانا شاہ سراج الہدیٰ صاحب بیت الانوار گیا۔ بہار

مبارکپور کیسے فتح ہوا۔؟

مبارکپور میں حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے ابتدائی ایام انتہائی صبر آزما اور حوصلہ شکن تھے۔ ان ایام میں تن تنہا حافظ ملت کو ایک ایسی جنگ لڑنی پڑی جسے فتح کرنے کے لئے مختلف صلاحیتوں کے بے شمار افراد کی ضرورت تھی۔ اس دور کے چشم دید راویوں کی بہت بڑی تعداد دنیا سے رخصت ہو گئی۔ خدا کا شکر ہے کہ ان بچے کھچے لوگوں میں یہ فقیر بھی شامل ہے۔ جنھیں اس دور میں حافظ ملت کی ہمرکابی کا شرف حاصل رہا ہے پُرانا مدرسہ جو آج بھی مبارکپور کی پرانی بستی میں موجود ہے یہی حافظ ملت کی وہ درس گاہ تھی جہاں بیٹھ کر انھوں نے اہل سنت کے ایک عظیم مستقبل کا نقشہ تیار کیا تھا۔ آج روئے زمین کے دور دراز خطوں میں اہل سنت کے جو ہزاروں مدارس سرگرم عمل نظر آرہے ہیں یہ اسی نقشے کے خطوط اور خوبصورت نقش و نگار ہیں۔

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے حکم پر حافظ ملت اپنے وطن سے تن تنہا مبارکپور تشریف لائے میں اس وقت مراد آباد جامعہ نعیمیہ میں پڑھتا تھا اجمیر مقدس دارالعلوم معینیہ عثمانیہ کے دوران قیام حافظ ملت سے میں بہت مانوس اور متاثر تھا۔ مبارکپور تشریف لانے کے بعد سلسلۂ درس و تدریس کا آغاز کرنے کے لئے حافظ ملت کو چند منتہی طلبہ کی ضرورت پیش آئی۔

چنانچہ حضرت نے از راہ شفقت و دلنوازی جن چند طلبہ کو خطوط لکھ کر اپنے پاس بلوایا تھا ان میں سے ایک میں بھی تھا میرے بعد قاری اسعد الحق صاحب مولوی محمد خلیل مولوی محمد عثمان بمبئی والے اور مولوی محمد عباس کشکی بھی یکے بعد دیگرے حضرت کی خدمت میں پہونچ گئے جیسے ہی تعلیمی کام شروع ہوا اور مبارکپور میں اہل سنت کے ایک معیاری دارالعلوم کے قیام کا غلغلہ قرب و جوار میں بلند ہوا مذہبی حریفوں میں ایک کھلبلی سی مچ گئی اس تحریک کو ناکام بنانے اور تخریبی کارروائیوں کا سلسلہ شروع کرنے کے لئے پورے ضلع سے ائمہ شر و فساد مبارکپور میں سمٹ کر آگئے وہ اپنے زعم باطل میں سمجھے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہوئے تھے کہ ایک تنہا اور نو وارد مسافر کو جس کے ہمنوا اور حامیوں کی تعداد بھی صفر کے برابر ہے تنگ کر کے مبارکپور سے باہر کر دینا کیا مشکل ہے چنانچہ انھوں نے اپنی شرارتوں کا آغاز کرتے ہوئے ایک جلسہ کا انعقاد کیا اور مذہب اہل سنت کی مذمت اور مدرسہ کی مخالفت میں اشتعال انگیز تقریریں کیں، مبارکپور کی اکثریت ان کے ساتھ تھی اس لئے اس جلسہ سے لوگ بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ لیکن دوسرے دن جب جوابی جلسہ ہوا اور حافظ ملت کی معرکۃ الآرا تقریر ہوئی تو غلط فہمیوں کے بادل چھنٹ گئے مبارکپور کے عوام کو بھی عرفان حق کی ایک نئی روشنی ملی اور حزب مخالف کو بھی دن میں تارے نظر آنے لگے۔ پہلے تو وہ اپنے دیرینہ تعلقات کی بنیاد پر وہاں کے عوام کو ہتھیار کے طور پر حافظ ملت کے خلاف استعمال کرنا چاہتے تھے لیکن اب خود ان کے عوام ان سے ٹوٹتے نظر آنے لگے۔ اس لئے اپنے عوام کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے پھر انھیں جلسہ کرنا پڑا۔

اسی طرح دونوں طرف کم و بیش چھ مہینے تک جلسوں کے انعقاد کا سلسلہ جاری رہا اور دونوں طرف تقریروں کے تبادلے ہوتے رہے۔ حافظ ملت اور ان کے تلامذہ کی تقریروں کا مبارکپور کے عوام پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ مبارکپور کی مسلم آبادی کا تین چوتھائی حصہ ٹوٹ کر حافظ ملت کے ساتھ ہو گیا چھ مہینے کا یہ زمانہ حافظ ملت کے لئے انتہائی مصروفیات کا زمانہ تھا۔ صبح سے شام تک تنہا اٹھارہ کتابوں کا درس، افتاء کا کام عوام کی روحانی مذہبی اور معاشرتی ضرورتوں کی تکمیل اور شب میں روزانہ تقریروں کا سلسلہ۔ ایک لمحے کے لئے بھی سکون و اطمینان کا موقعہ دستیاب نہیں تھا۔

عصر سے مغرب تک جو خالص تفریح کا وقت تھا وہ بھی جوابی تقریروں کی تیاری کے لئے مخصوص ہو گیا تھا ہم چند منتہی طلبہ تفریح میں حضرت کے ساتھ ہو جاتے تھے اور راستہ چلتے ہوئے حضرت کو شب گزشتہ ہونے والے حزب مخالف کے جلسہ کی رپوٹ سناتے اور حضرت اسی وقت برجستہ ان کے اعتراضات کے جوابات مرحمت فرماتے اور ہمارے درمیان اس دن کے جلسہ کے لئے الگ الگ موضوع بھی تقسیم فرما دیتے تھے۔ اس چھ مہینے کی مدت میں حضرت حافظ ملت کے علمی تبحر، فکر و بصیرت کی گہرائی اور ان کے اخلاص و استقلال کا قوم نے جتنا سخت امتحان لیا اس دور میں مشکل ہی سے اس کی مثال مل سکے گی

آج مبارکپور کے مسلمانوں کی یہ خصوصیت عالمگیر شہرت حاصل کر چکی ہے کہ دین کے لئے ایثار و قربانی میں وہ ایک منفرد کردار کے حامل ہیں، لیکن تصویر کا یہ رُخ اب تک مورخین کی نگاہوں سے اوجھل ہے کہ گوشت اور پوست کے ڈھانچوں میں جذبۂ اخلاص کا یہ تلاطم کس کی نظر نے برپا کیا دنیا سے انصاف کا چراغ اگر گل نہیں ہو گیا ہے تو ماننا پڑے گا کہ علم و حکمت کے عروج و ارتقاء کا جو کاروان پرانے مدرسہ کے کھنڈر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سے روانہ ہو کر اشرفی روڈ کی دو منزلہ عمارت تک پہنچا اور ۳۵ سال کے بعد اپنے بالواسطہ اور بلا واسطہ ہزاروں فرزندوں کو اپنے جلوس میں لئے ہوئے آج عربی یونیورسٹی کی شکل میں مبارکپور کے باہر ایک کھلے میدان میں فروکش ہے یہ چالیس سالہ کی پوری کہانی تنہا حافظ ملت کی ایک ذات کے گرد گھوم رہی ہے۔

پھر ایک بے آب وگیاہ ویرانہ تا حد نظر علوم و معارف کے شاداب گلشن میں یونہی نہیں تبدیل ہو گیا ہے بلکہ اس کے مسکراتے ہوئے لالہ زاروں اور مہکتے ہوئے غنچوں کے پیچھے جہاں حافظ ملت کے پسینے کی خوشبو اور ان کے خون جگر کی سرخی کارفرما ہے وہیں ان کا بے مثال ایثار واخلاص ناقابل تسخیر عزم واستقلال اور قلوب کو پگھلا دینے والا ان کا زہد و تقوی اور سفر میں حضر میں خلوت میں جلوت میں اندھیرے میں اجالے میں دیس میں پردیس میں صحرا میں آبادی میں ملکوتیوں کی طرح ان کے کردار کا تقدس مبارکپور کی عظیم تاریخ کا نقطۂ اول بھی ہے اور حرف آخر بھی۔ مولائے غافر و قدیر کی بے پایاں رحمتیں اس شہید وفا کی تربت پر ہمیشہ برستی رہیں جس کی برستی ہوئی آنکھوں کا آبشار آج بھی مبارکپور کی شاہراہ سے گزرنے والوں کو دعوت نظارہ دے رہا ہے۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

مرکز وجود سے دور

لحد میں بھی یہی غیب و حضور رہتا ہے
اگر ہو زندہ تو دل ناصبور رہتا ہے
مہ و ستارہ مثال شرارہ یک دو نفس
مئے خودی کا ابد تک سرور رہتا ہے
فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا
ترے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے۔

اقبال

اقوال زریں

- میرے نزدیک ہر مخالفت کا جواب کام ہے۔
- ہر ذمہ دار کو اپنا کام ٹھوس کرنا چاہئے ٹھوس کام ہی پائداری کی ضمانت ہوتے ہیں
- بے محل اعتراض وجواب کی فطرت سے لوگوں میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔
- کام زندگی ہے اور بیکاری موت ہے
- اتفاق زندگی ہے اور اختلاف موت ہے
- احساس ذمہ داری سب سے قیمتی سرمایہ ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہرگز نمیرد

مولانا عبدالعلیم نعمانی

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام آں

امام المحدثین جلالۃ العلم استاذ العلما حافظ الملت الحاج حضرت مولانا حافظ وقاری محدث وفقیہ جناب محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات ظاہری کا مقصد بدرجہ اتم پورا کر کے اسی منی کو داعی اجل کو لبیک کہا اور اس جہان فانی سے عالم جاودانی کا سفر فرما کر اس مقصد عظیم کو حاصل کر لیا جس کے لئے انہوں نے اپنی ساری زندگی جد وجہد و مجاہدات صادقہ و ریاضیات شاقہ میں گذاری تھی یعنی اسی منی کو واصل الی اللہ ہو گئے نیز دنیائے سنیت میں ایسا خلا پیدا کر گئے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اور حضور نبی اکرم تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رحمت سے بھر دیں تو یقیناً بھر سکتی ہے۔ دنیاوی طریقوں سے تو بھرتی نظر نہیں آتی اور اللہ تعالیٰ و نور مجسم رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا نعم البدل عطا فرما دے تو بیشک و شبہہ مل جائیگا ورنہ دنیاوی اعتبار سے انکا نعم البدل ملنا تو درکنار ان کا بدل کوئی نظر نہیں آتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

افسوس صد ہزار افسوس

عالم سنیت کا یہ حادثہ جانکاہ سننے کے بعد راقم الحروف نے اس وقت سے پہلے کئی بار قلم اٹھایا۔ کہ اس حادثہ عظیم کے متعلق کچھ لکھے اور اس عظیم المرتبت ہستی کے حضور میں نذرانہ عقیدت پیش کرے جو حضرات علماء سلف اور حضرات مرشدان طریقت قدس اللہ سرہٗ کی زندہ نشانی تھی مگر ہر بار ایسا ہوا کہ کبھی بسم اللہ الرحمٰن لکھ کر قلم رک گیا اور کبھی نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم لکھ کر ٹھہر گیا اسکی وجہ کچھ تو مجھ حقیر کی علمی بے بضاعتی تھی اور زیادہ اس عظیم ہستی کی گوناگوں صفات حمیدہ و اوصاف پسندیدہ۔ جو ذات مقدس پیکر سنت و شریعت ہو سراپا علم و عمل صالح ہو نمونہ حضرات علماء سلف و مرشدان طریقت ہو جنہوں نے اپنی زندگی کا مقصد احیاء العلوم دینی و دنیاوی بنایا ہو۔ جو سنیت کا سچا و صحیح علمبردار ہو جن کے دل میں دنیائے سنیت کی ترقی اور عروج ہی نہ ہو بلکہ جو انسانوں کو صحیح قسم کا انسان بنانے کی جد وجہد کرنا اپنا فرض سمجھے جو ملک و قوم

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کا مخلص ترین اور پیشہ کار اور تجربہ کار رہبر ہو جن کا قلم جدید و قدیم علوم کا جامع ہو جن کی تحریر جدید و جدید دلنشیں اور دل میں اُتر جانے والی ہو جن کی تقریر ایسی ہو جو آواز کے اتار چڑھاؤ سے الفاظ کے صحیح مفہوم حسن و خوبی سمجھاتا ہو جو اپنے ہر وقت کے اعمال و کردار سے رہبری کر کے بھی تعلیم دیتا ہو جو نام و نمود اور شہرت سے قطعی متنفر ہو جو اللہ تعالےٰ کا انتہائی فرمانبردار بندہ اور حضور نبی اکرم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق اور احکامات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حال میں پابند ہو جو سفر میں حضر میں تندرستی میں بیماری میں سکون میں اور دنیاوی الجھنوں میں اللہ تعالےٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ رہتا ہو ایسی عجیب ذات گرامی کے متعلق سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے ؎

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

لاریب کہ حضور حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ اب بظاہر ہمارے درمیان میں نہیں ہیں مگر اُن کا نام نامی اسم گرامی ان کے عشق خداوندی و محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے بقول حافظ شیرازی ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام آن

کا حامل ہے اور رہے گا۔ بیشک حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ بظاہر ہم میں موجود نہیں ہیں مگر جو یادگار عظیم نشانی عربی یونیورسٹی کی شکل میں وہ چھوڑ گئے ہیں وہ قائم رہے گی اور اُن کی روحانی طاقت اُس کی امداد کر کے اُس کو اس مقام پہ پہونچائے گی جہاں وہ لے جانا چاہتے تھے ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

اگرچہ میں کیا اور میری دعا و تمنا کیا۔ مگر میری دل سے دعا ہے اور دلی تمنا ہے کہ جو عظیم کام حضور حافظ الملت علیہ الرحمۃ نے شروع فرمایا تھا اور اس کے لئے اتنا کچھ کر دیا تھا جو وطن عزیز کی سنیت کی دنیا میں بے مثال ہے۔ وہ ضرور پورا ہوگا۔ اور ان کے تلامذہ، مخلصین و متوسلین و مریدین اور وطن عزیز کے اہل خیر حضرات ان کی ظاہری موجودگی سے زیادہ اب توجہ دیں گے۔ اور یونیورسٹی کو مکمل کر کے ان کی مبارک رُوح کی برکتیں حاصل کریں گے ان شاء اللہ۔ آخر میں میری دعا ہے کہ عزیز ملت حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب اور اُن کے خاندان والوں کو اللہ تعالےٰ صبر جمیل عطا فرمائے اور جناب عزیز ملت کی زیر سرپرستی وہ تمام کام پورے ہو جائیں جو ان کے بزرگ ترین عظیم المرتبت حضرت والد بزرگوار صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شروع فرمائے تھے۔

محروم زیارت آخری
(مولانا شاہ) محمد عبد العلیم لقمانی آسیونی ثم گونڈوی

> موت اس شخص کی ہے جس پہ زمانہ روئے
> یوں تو دنیا میں سبھی آتے ہیں مرنے کے لئے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فضائل و کمالات

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت بحیثیت مفسر

حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی
صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ

ماہنامہ اشرفیہ کے ارباب حل وعقد نے جب حافظ ملت نمبر نکالنے کا ارادہ کیا تو اس خادم کے ذمہ یہ سپرد ہوا کہ سیدی سندی جلالۃ العلم استاذ العلماء حضرت حافظ ملت قدس سرہ کی تفسیر میں مہارت کے بارے میں کچھ لکھوں۔ یہ ڈیڑھ سال پہلے کی بات ہے۔ میں نے اس عنوان پر اپنی یادداشت کے مطابق چند باتیں ایک کاپی پر نوٹ کرلیں۔ خیال یہ تھا کہ اسے ایک مناسب تمہید کے ساتھ پوری توجہ سے لکھوں گا۔ مگر جب یہ معلوم ہوا کہ امسال حافظ ملت نمبر نہیں نکلے گا تو میں سست پڑ گیا۔ اور وہ کاپی کہیں رکھدی درمیان میں کئی بار خیال آیا کہ لاؤ اسے مکمل کر ڈالوں مگر یہ سوچ کر کہ ابھی بہت وقت ہے رک جاتا —— امسال جناب ایڈیٹر صاحب نے ایسے وقت یاددہانی کرائی کہ مجھے نجی خطوط کے بھی جواب کی فرصت نہ تھی۔ اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے معرکۃ الآراء حاشیہ شامی جد الممتار کی تبییض ہو رہی تھی دوسری طرف حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ کے فتاویٰ کی تصحیح اور تحشیہ کا کام جاری تھا۔ تیسری طرف اعلیحضرت قدس سرہٗ پر ریسرچ کرنے کے لئے مولانا حسن رضا صاحب سلمہٗ مشورہ کے لئے تشریف فرما تھے۔ اور دار الافتاء کی ڈیوٹی اپنی جگہ۔ اسی میں کاپی تلاش کیا تو وہ مفقود الخبر پھر سفر در سفر کا سلسلہ،

ع یوما بحزوی ویوما بالعقیق

جد الممتار کی تصحیح سے یوں چھٹی ملی کہ مولانا عبد المبین صاحب نعمانی اور مولانا محمد احمد بھیروی مدرس ندائے حق جلالپور نے بریلی شریف جا کر اصل سے مطابقت کر لی۔ اور عزیزم مولانا حسن رضا سلمہ بھی اپنے متعلقین کے دباؤ سے مجبور

www.izharunnabi.wordpress.com

ہو کر سو کر نہ سکے اور ان کے کلام کے اہم حصے کو حضرت
مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب مدظلہ العالی نے دوبارہ مرتب کیا
مگر ارشاد فرمایا یہ کلام ابھی تک نو مسلی قسمی ہے
سو اب ایسا حال ہو گیا جو ظاہر ہے مگر ابھی تک اُس نے
اپنے مجلسوں میں اس کلام بہت تیزی سے کر دیا ہے۔
دارالافتاء سے جو وقت بچتا وہ اُس کی نذر ہو جاتا۔
رات جب کلام مکمل ہونے کے بعد اول تو کبھی ان کا غالب
اور اگر کبھی ہوئے تو جلد آ جاتی ہے تو
ہوا یہ کہ طرح جس میں اول دیوی کی آنکھوں کی طرح جب
تو ذرا سے دن گذر کر کچھ نظر نہیں آتا لیکن اب وقت ختم ہو
گیا ہے۔ وہ ایک دن بھی تاخیر کر دوں تو میں شامل نہیں
ہو سکتا اس لئے صرف بہ نیت قبولیت یہ چند سطریں لکھ
رہا ہوں۔ اگرچہ مجھے خود احساس ہے کہ اس ہونے سے
نہ ہونا بہتر تھا لیکن اگر خریداران یوسف کی صف میں
ایک بے مایہ بڑھیا شامل ہونے کی جرأت کر سکتی ہے
تو میں ان سطور کو حافظ ملت نمبر میں داخل کرنے کی
جرأت کر رہا ہوں۔

قرآن مجید ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔ الفاظ تو محدود
ہیں۔ مگر ان کے معانی غیر متناہی بالفعل ہیں۔ حدیث میں
ہے عجائبہ لا تنقضی لکل آیۃ منھا ظہر و بطن ولکل حد مطلع
کتاب اللہ کے معانی کا حال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہ سب سورۂ فاتحہ میں ہے اور
فرمایا اگر میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر کروں تو اتنی کتابیں لکھ دوں

کہ ستر اونٹ بوجھل ہو جائیں۔ علماء اسلام نے قرآن مجید
کی تفسیر پر اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ صرف ایک اندازہ
یہ ہے کہ اگر پوری دنیا کے مذاہب کی کل مذہبی کتابیں
ایک پلہ میں ہوں اور تفاسیر کی کتب ایک پلہ میں تو
تفاسیر کی کتب بھاری ہوں گی۔ قرآن مجید کی تفسیر میں
غلط سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کتب تفسیر کا مطالعہ
کامل ہو ورنہ آدمی بغیر ٹھوکر کھائے نہیں رہ سکتا۔ اگرچہ
وہ اہل زبان ہو اگرچہ لغت عرب پر عبور کامل رکھتا ہو۔

صحابہ کرام اہل زبان تھے ان کے زمانے میں قرآن
نازل ہوتا تھا۔ مگر وہ بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی تعلیم کے محتاج تھے ارشاد ہے ویعلمھم الکتاب
والحکمۃ۔ حضور اقدس پر قرآن نازل ہوا مگر حضور اقدس صلی
اللہ علیہ وسلم تعلیم الٰہی کے محتاج تھے ارشاد ہے ثم ان علینا بیانہ

اس لئے قرآن کریم کی صحیح تفسیر جاننے کے لئے
ضروری ہے کہ زبان عرب کی مہارت کے ساتھ ساتھ
معانی قرآن کی تفسیر میں جو کچھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اور صحابہ و ائمہ مجتہدین نے بیان فرمایا ہے سب
پر نظر ہو اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ کتب تفسیر قدیم و
جدید کا کامل مطالعہ ہو ان کے مضامین مستحضر ہوں اس
کو یوں ذہن نشین کیجئے۔ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین
مراد آبادی قدس سرہ کا بیان ہے کہ جب میں قرآن مجید
کی تفسیر لکھنے بیٹھا تو بہت ایسا ہوا کہ اعلیٰحضرت قدس سرہ
کے ترجمے پر شبہات وارد ہوئے جب کتب تفسیر کی طرف

www.ataunnabi.blogspot.com

مراجعت کی تو کبھی کبھی کئی کئی دن صرف ہوئے۔ مگر کسی کسی تفسیر میں ترجمہ رضویہ کی تصحیح مل جاتی اس طرح کہ اس کے سوا دیگر جملہ تراجم کا ضعف دلائل سے موجود ملتا۔

یہ سب اس لئے لکھ رہا ہوں کہ درس نظامی میں عام طور پر جلالین مدارک اور بیضاوی کے ڈھائی پارے پڑھائے جاتے ہیں۔ اور تقریباً سبھی مدارس کا یہی دستور ہے۔ جلالین اور بیضاوی پر کثیر حواشی اور شروح مطبوعہ ملتے ہیں جس کی مدد سے ایک متوسط آدمی بھی ان کتابوں کو پڑھاتا ہے اور حضور حافظ ملت قدس سرہ کی تفسیر میں مہارت کا جو سرمایہ مل سکتا ہے وہ درس ہی سے مل سکتا ہے۔ تو اگر میں یہ کہہ دوں کہ حافظ ملت ان کتب تفسیر کو بہت عمدہ پڑھاتے تھے تو اہل علم اس کے کھلے بن پر ہنس دیں گے۔ اس لئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حافظ ملت قدس سرہ ان کتابوں کو خوب بہت خوب عمدہ اور بہت عمدہ تو پڑھاتے ہی تھے۔ حافظ ملت کا کمال یہ تھا کہ ایک ذی استعداد طالب علم کو یہی کتابیں پڑھا کر مفسر بنا دیتے تھے۔

اپنی طالب علمی کے زمانہ کا ایک واقعہ اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہ کے بڑے صاحب زادے مولانا حکیم شمس الہدیٰ مرحوم جنہیں ہم لوگ بھائی جان کہتے تھے حضرت حافظ ملت قدس سرہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔ ان دنوں ان کے ایک عزیز جلالین شریف پڑھتے تھے۔ اس زمانے میں یہ التزام تھا کہ جلالین حضرت حافظ ملت خود اپنے یہاں رکھتے تھے۔ دوسرا پارہ ہو رہا تھا۔ بھائی جان کے عزیز نے عبارت پڑھی ترجمہ کیا۔ تقریر کا جب وقت آیا تو حضرت نے آج تقریر کرنے کے بجائے اس طالب علم سے سوالات کرنے لگے مفسر نے یہ کیوں نکالا۔ یہ کیوں نکالا۔ غالباً نصف صفحہ کا سبق تھا۔ اسی طالب علم نے ہر جگہ بتا دیا حضرت بے حد مسرور ہوئے اور بھائی جان مرحوم حیران وششدر۔ سبق کے بعد متعدد طلبہ اور بعض مدرسین سے انھوں نے یہ واقعہ بار بار بیان فرمایا۔ اور اس طالب علم کی بہت تعریف کی۔ مگر انھیں کیا معلوم تھا کہ یہ سب فیض ہے ان کیمیا صفت مرد حق آگاہ کا جو مس خام کو کندن بنانے میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔

کیا جلالین وبیضاوی کے شروح حواشی دیکھ کر سب پڑھانے والوں میں یہی تاثیر ہے کہ صرف ایک پارہ کی تفسیر پڑھا کر متعلم میں اتنی صلاحیت پیدا کر لے کہ وہ پورا سبق مطالعہ کر کے حل کر لے۔ یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک ہی پارہ پڑھنے کے بعد طالب علم میں اتنی صلاحیت پیدا ہو جاتی تھی یا ہو گئی تھی تو اسے سال بھر تک جلالین پڑھانے کی کیا ضرورت تھی وہ مطالعہ سے حل کر لیتا۔ اسے جلالین پڑھانا تضیع اوقات تھا۔ بجائے جلالین کے اسے اور کوئی کتاب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پڑھائی چاہیے تھی۔

یہ سوال اگر اسی طالب علم سے کیا جاتا تو وہی جواب دے سکتا تھا کہ کیوں اس نے سال بھر تک یا اکثر سال جلالین پڑھی جب کہ جلالین حل کرنے کی اسے قوت ہو گئی تھی۔ بات یہ ہے کہ جلالین سمجھ لینا سمجھا لینا اور بات ہے اور قرآن مجید کی تفسیر پر حاوی ہونا اور بات ہے۔ جلالین سمجھنا سمجھانا تفسیر کا الف با ہے اور قرآن مجید کی تفسیر پر حاوی ہونا آخری منزل۔ درمیان میں کتنے مراحل ہیں۔ اس کو وہی جانتا ہے جو علم تفسیر سے مس رکھتا ہے۔ اس طالب علم میں جلالین حل کرنے کی استعداد تو پیدا ہو گئی تھی۔ مگر دیگر مراحل باقی تھے۔ انھیں طے کرنے کے لئے سال بھر جلالین پڑھتا رہا۔

اس کو یوں سمجھئے کہ جلالین سمجھ لینے سے یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ جلالین نے فلاں فلاں آیت کی کیا تفسیر کی ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ جو جلالین نے تفسیر کی ہے وہی صحیح راجح مختار ہو۔ بہت سی جگہ بتقاضائے بشری ان حضرات سے بھی لغزش ہوتی ہے۔ وہاں مرجوح کیا ہے۔ یہ جلالین کے مطالعہ سے کیسے معلوم ہوگا علاوہ ازیں تفسیر میں جگہ جگہ احناف و شوافع کے اختلافات کی معرکہ آرائیاں ہیں۔ اور دونوں جلال شافعی ہیں۔ احناف کا موقف اور اس کے دلائل جلالین دیکھنے سے نہیں معلوم ہوں گے۔ یہ یا تو دیگر کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوں گے یا کسی ماہر مشفق استاذ کے

کے بتانے سے ہمارے زمانے میں مولوی محمد عثمان بلیمی ایک بہت ہی عظیم ذہین و فطین نادر الکلام و نقاد ذہن کے طالب علم تھے۔ ان کو پڑھانا آسان نہیں تھا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ کبھی کبھی درس گاہ میں مناظرے کا شبہ ہو جاتا تھا۔ مگر حافظ ملت کے یہاں ان کو بھی بہت کم سخن ہی پایا۔ ان کے تفسیر جلالین پڑھنے کے زمانے کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اعلیٰ درجے کے ذہین و فطین ہوتے ہوئے بھی انھوں نے جلالین شریف دو سال میں مکمل حافظ ملت سے پڑھی ہے حالانکہ جلالین بمشکل آٹھ دس پارے لوگ پڑھاتے ہیں اور عام طور پر یہ آسان کتاب مانی جاتی ہے۔ لیکن اس کا اصل اشکال اس واقعہ سے ظاہر ہوگا۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گا کہ مولوی عثمان نے کیوں تیس پارہ پڑھا۔ اور یہ بھی عقدہ حل ہوگا کہ نفس مطلب حل کرنے کے بعد کیوں پڑھنے کی ضرورت تھی۔

سورہ نور کی آیہ کریمہ اللہ نور السموٰت والارض کا سبق تھا۔ آیہ کریمہ کے ظاہر مفہوم پر بادی النظر میں بہت سے اعتراضات پڑتے ہیں۔ مولوی عثمان کے نقاد ذہن نے اس پر سولہ شبہات تیار کئے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اس رات سوائے جلالین کے اور کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا۔ ان شبہات کو اچھی طرح ذہن میں بٹھایا ان کے جو جوابات ان کی سمجھ میں آئے ان پر بھی غور کیا جب سبق پڑھنے بیٹھے تو اس دن عبارت نہیں پڑھی جتنی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں عبارت خوانی اور ترجمہ ہوتا رہا انہی دیدہ انہیں شبہات پر غور کرتے رہے۔

ترجمے کے بعد جب حافظ ملت نے تقریر کی تو دم بخود ہو کر سنتے رہے۔ پینتالیس منٹ تک حافظ ملت تقریر کرتے رہے یہ ہمہ تن گوش مہر بر لب سنتے رہے جب تقریر پوری ہو گئی تو حافظ ملت نے مولوی عثمان سے پوچھا کیا بات ہے عثمان بالکل خاموش ہو آج کچھ نہیں بولے۔ انھوں نے عرض کیا۔ آج تو سولہ شبہات تھے اور ان سب کو پیش کرنے کی پوری تیاری کر کے آیا تھا۔ مگر حضور نے ایسی تقریر کی کہ وہ سب شبہات کافور ہو گئے میں کیا پوچھتا کیا تدریس کا یہ انداز ایک عظیم خرق عادت اور عظیم کرامت سے کیا کم ہے۔ کیا اس کی مثال عام مدرسین کے یہاں مل سکتی ہے۔ کاش کہ مولوی عثمان نے اپنے ان شبہات کو اور پھر حافظ ملت قدس سرہ کی اس تقریر کو قلم بند کر لیا ہوتا تو آج ایک عظیم یادگار باقی ہوتی۔

میں نے یہی مضمون حافظ ملت قدس سرہ کے عرس پر جلسہ میں بیان کیا تو ایک حاسد نے جو بزعم خویش اپنے آپ کو ہمہ داں اور بے مثل و یکتا جانتے ہیں۔ اس کا مذاق اڑایا۔ کہ اس میں کیا کمال ہے۔ وہ تو خود صاحب جلالین نے نور کی تفسیر منورھا بالشمس والقمر سے کر کے بہت سے شبہات ازالہ کر دیا ہے میں نے عرض کیا کہ اولاً خود اس تفسیر پر کئی شبہات میرے ذہن میں ہیں نور مصدر نہیں۔ کہ اسے اسم فاعل کے معنی میں لیلیں اور مبالغۃً حمل کا قول کریں۔

ثانیاً اس میں بھی ایک استبعاد ہے۔ نور اگر مصدر ہوتا بھی تو مجرد ہوتا اور منور مزید فیہ۔ تو اس تفسیر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مجرد بمعنی مزید فیہ پھر مصدر بمعنی اسم فاعل۔ (اگرچہ یہ بھی لاکتحمل نہیں) مگر میں نے ان کا مبلغ علم معلوم کرنے کے لئے عرض کر دیا۔ ثالثاً یہ جواب ہے تو اس کا کہ مصدر کا حمل غیر مصدر پر درست نہیں۔ نیز مصدر کا معنی انتزاعی ہے۔ معنی انتزاعی قائم بالغیر ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کی صفات قائم بالغیر نہیں پھر معنی انتزاعی حقیقت نا بتہ نہیں انتزاع منتزع پر موقوف ہے۔ اور اللہ عزوجل کی ہر صفت حقیقت واقعیہ ثابتہ ہے اعتبار حقیر پر موقوف نہیں۔ نیز نور عرض ہوتا ہے اور عرض قائم بالغیر ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ عرض کسی ماہیت کا جز ہوتا ہے اور صفات باری ان دونوں سے منزہ ان شبہات کا جواب تو منور سے ہو سکتا ہے مگر سولہ کے سولہ شبہات جب تک معلوم نہ ہوں آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سب کا جواب اس تفسیر سے ہو گیا۔ بلکہ آپ باہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ان میں کسی ایک کا جواب اس تفسیر سے ہوا۔

حافظ ملت کے درسی تفسیر کی ایک جھلک دیکھتے چلیں۔

جلالین کا پہلا سبق (الف) اللہ اعلم بمرادہ بذالک

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

آلم سے اللہ کی جو مراد ہے وہ خوب جانتا ہے فرماتے
آلم مقطعات قرآنیہ میں سے ہے۔ مقطعات قرآنیہ متشابہات
میں ہیں۔ متشابہات کے بارے میں تین مذہب ہیں
اسلم ۔ سالم ۔ زائغ

مذہب اسلم یہ کہ ان کی تاویل نہ کی جائے اور ان
کے معنی کو علم الٰہی پر محمول کیا جائے۔

مذہب سالم یہ کہ حقیقی مراد علم الٰہی پر محمول کی جائے اور
ایسی تاویل کی جائے جو محکمات کے منافی اور معارض
نہ ہوں۔ جیسے ید اللہ میں ید بمعنی قدرت

مذہب زائغ یہ کہ ان کی ایسی تاویل کی جائے
جو محکمات کے منافی و معارض ہو جیسے ید اللہ میں ید بمعنی
ہاتھ عضو مراد لیا جائے۔ یہ تینوں مذاہب سورۂ آل عمران
کی اس آیت میں مذکور ہیں۔

فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء
الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ و
الراسخون فی العلم یقولون آمنا بہ کل من عند
ربنا (آل عمران پ ۳)

وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے
پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کی تاویل ڈھونڈنے
کو۔ اور اس کی تاویل اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اور
پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب
ہمارے رب کے پاس سے ہے۔

اس آیت سے دو مذہب بالکل ظاہر ہے
زائغ اور اسلم۔ مگر آگے وما یعلم تاویلہ الا اللہ
پر اگر وقف کیا جائے تو مذہب اسلم ظاہر ہے۔ اور اگر اللہ
پر والراسخون فی العلم کو معطوف مانا جائے تو آیت کا مطلب
یہ ہوگا کہ متشابہات کی تاویل صرف اللہ اور علم میں پختہ کار علماء
جانتے ہیں۔ یہ مذہب سالم ہے۔ مفسر نے اللہ اعلم بمرادہ
بذلک تفسیر کر کے مذہب اسلم کو اختیار فرمایا۔

(ذلک) ھذا (الکتاب) الذی یقرأہ محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔ ذلک کی تفسیر ھذا سے اس لئے کی کہ
ذلک دور کے اشارے کے لئے آتا ہے۔ اور ھذا قریب
کے لئے۔ ذلک سے شبہ ہوتا ہے کہ اس سے قرآن کے
علاوہ کسی اور کتاب مثلاً توریت یا انجیل کی طرف اشارہ
ہے۔ اس لئے ذلک جزو قرآن ہے جزو شئی شئی سے قریب
ہوتا ہے۔ مفسر نے ھذا نکال کر بتایا کہ مراد قرآن ہی ہے
جس کا جز یہ ذلک بھی ہے۔ والاشارۃ بذلک للتعظیم
کر کے یہ نکتہ بتایا کہ مراد بعد رتبی ہے۔ یعنی یہ کتاب ہے
قریب مگر اتنی عظیم المرتبت ہے کہ اس سے عظیم
تر کوئی دوسری کتاب نہیں۔

الذی یقرأہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
اشارہ کیا کہ الکتاب میں الف لام عہد کا ہے۔ اس سے
مراد یہ مخصوص کتاب ہے جسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پڑھتے ہیں جس کا علم مخاطبین کو بخوبی ہے الذین
یؤمنون بالغیب کی تفسیر میں یؤمنون کی تفسیر یصدقون
سے کر کے یہ بتایا کہ صحیح یہی ہے کہ ایمان تصدیق قلبی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کا نام ہے۔ علماء کا ایمان کے بارے میں مختلف مذہب ہے
بعض محدثین و شوافع جن میں امام بخاری بھی ہیں اس
کے قائل ہیں کہ ایمان تصدیق بالقلب اقرار باللسان و
عمل بالارکان کے مجموعے کا نام ہے۔ بعض حضرات تصدیق
اور اقرار کے مجموعے کو ایمان کہتے ہیں۔ احناف اور محققین
اس کے قائل ہیں کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام
ہے۔ اور اقرار باللسان اجراء احکام کی شرط ہے اس
لئے کہ قرآن مجید میں متعدد جگہ ایمان کا عمل پر عطف ہے۔
اور عطف میں اصل مغایرت ہے خود اسی آیت میں
یؤمنون بالغیب پر یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقناھم ینفقون
کا عطف ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایمان اور عمل دو مغایر
چیزیں ہیں۔ نیز اگر اعمال جزء ایمان ہوں تو تصدیق کرنے
والے مومن نہ ہوں گے کافر ہوں گے۔ پھر اس آیت کریمہ
ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک
کا محمل کیا ہوگا۔ اسی طرح کے چند عام فہم استدلالات بیان
فرما کر بڑے مزے سے فرماتے۔ علامہ جلال الدین سیوطی
قدس سرہ شافعی مذہب ہیں۔ مگر مذہب احناف کو یہاں
اختیار فرمایا۔ یہ مذہب احناف کی حقانیت کی دلیل ہے۔

اسی طرح ایک ایک لفظ پر طالب علم کے مناسب
افادات بیان فرماتے۔ حفظہ من حفظہ و نسی من نسی آیہ کریمہ
قل ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا۔ پر افادہ فرماتے
کہ ان شک کے لئے آتا ہے اور کفار کو شک نہیں یقین
تھا کہ قرآن خدا کی کتاب نہیں۔ پھر اس کو بصیغہ شک کیوں
بیان فرمایا پھر نکتہ ارشاد فرماتے کہ قرآن مجید کے منزل من
اللہ ہونے کی دلیل اتنی قوی ہے کہ اس کے آگے کفار کا
یقین شک کی طرح کمزور و بودا ہے۔

جہاں جہاں مفسر سے لغزش ہوئی ہے وہاں
تنبیہ فرماتے۔ مثلاً آیت کریمہ لقد ھمت بہ وھم بھا
لولا ان رای برھان ربہ۔ اس کی صحیح تفسیر یہ ہے
کہ زلیخا نے حضرت یوسف کا ارادہ کیا اور حضرت یوسف
بھی زلیخا کا ارادہ کرتے اگر اپنے رب کی برھان نہ
دیکھتے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حضرت یوسف
نے ارادہ معصیت کیا ہی نہیں۔ مگر مفسر نے یہ لکھا ہے
و جواب لولا لجامعھا۔ اس تقدیر پر مطلب یہ ہوا۔ کہ
حضرت یوسف نے بھی معصیت کا ارادہ کر لیا تھا۔ اگر
برھان الٰہی نہ دیکھتے تو معصیت کے مرتکب ہو جاتے
فرماتے کہ گناہ کا ارادہ انبیاء کرام کے شایان شان نہیں۔ اس
لئے یہ تفسیر صحیح نہیں۔ لولا کا جواب محذوف ضرور ہے۔
مگر وھم بھا مقدم اس جواب محذوف پر دال ہے۔
اور لجامعھا محذوف ماننے پر شرعی قباحت کے علاوہ ایک
شناعت یہ بھی ہے کہ محذوف پر دال کوئی نہ ہوگا۔ زیادہ
سے زیادہ یہ کہیں گے کہ اس حذف پر قرینہ عقلی قائم ہے۔
یہ قرینہ عقلی دلیل شرعی کے مزاحم ہو کر ساقط ہو گیا۔ نیز قرینہ
ملفوظ جب موجود ہے تو عقلی قرینہ لینے کی کیا حاجت۔ خصوصاً
ایسی صورت میں جب کہ ایسی شناعت لازم آتی ہو۔

یہ تو چند نمونے درس کے ہیں۔ علاوہ اسباق کے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تقریروں میں علمی مذاکرات میں ایسے تفسیری نکات بیان فرماتے کہ ایمان تازہ ہو جاتا۔

جب دیوبندیوں نے اپنا بازار چمکانے کے لئے مدح صحابہ تحریک چلائی تو اس کے بالمقابل رافضیوں نے تبرا کی تحریک چلائی۔ اس وقت مبارکپور کی فضا بہت مکدر تھی روافض اپنے اجلاس میں اعلانیہ تبرا بکتے انھیں دنوں میں ایک تبرائی دشنام طراز نے یہ کہا جگر جگر ہے دگر دگر۔ یعنی حضرت علی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بمنزلہ جگر کے ہیں۔ اور دوسرے صحابہ نسبتاً اتنے قریب نہیں لہٰذا وہ سب سے افضل ہوئے۔

اس پر حافظ ملت کو جلال آگیا۔ فرمایا یہ شاعری ہے شاعری پر شاعروں کے مذہب کی بنیاد ہوتی ہے۔ اسلام کی بنیاد شاعری پر نہیں۔ اولاً تو حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر نہیں یعنی جُز نہیں۔ جزء اولاد ہوتی ہے۔ اور اگر یہ درست مان لیا جائے تو لازم کہ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علی سے بھی افضل ہوں حالانکہ یہ رافضیوں کے مسلمات کے خلاف ہے۔ اور جمہور امت کے بھی۔ حضرت سیدہ ہی نہیں لازم کہ حضرت رقیہ حضرت کلثوم حضرت زینب صاحبزادگان حضرت علی سے افضل ہوں یہ بھی روافض اور پوری امت کے خلاف ہے

پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اُمت پر افضلیت مطلقہ قرآن مجید سے یوں ثابت فرمائی کہ سورہ حجرات میں فرمایا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اللہ کے حضور تم میں سب سے زیادہ بزرگ وہ ہے جو تم میں اتقی (سب سے زیادہ متقی ہے) اور سورہ واللیل میں فرمایا۔ وسیجنبها الاتقى الذى يؤتى ماله يتزكى۔ وما لاحد عنده من نعمة تجزى الا ابتغاء وجه ربه الاعلى اور جہنم سے وہ بہت دور رہے گا جو اتقی (سب سے زیادہ پرہیزگار ہے) جو مال اس لئے دیتا ہے کہ پاک صاف ہو اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلا چکایا جائے۔ صرف اپنے بلند و بالا رب کی رضا چاہتا ہے مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں اتقی سے مراد صدیق اکبر ہیں۔ بعد کا ارشاد بھی اس پر دلیل ہے سوائے صدیق اکبر کے کوئی ایسا نہیں جس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مالی احسان نہ کیا ہو۔ اس لئے متعین ہے کہ یہاں اتقیٰ سے مراد صدیق اکبر ہی ہیں۔ اب دونوں آیتوں کو ملاؤ تو ترتیب یہ ہوگی۔ ابو بکر اتقی ہیں اور یہ اتقی عند اللہ پوری امت سے بزرگ و اکرم۔ تو ثابت کہ صدیق اکبر ساری اُمت سے بلا استثنا بزرگ اکرم ہیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب حافظ ملت قدس سرہ نے یہ استدلال تقریر میں بیان فرمایا تو مجمع پر سحر کی سی کیفیت تھی۔ پورا مجمع جھوم رہا تھا۔ اور سبحان اللہ سبحان اللہ کے نعروں سے گونج رہا تھا۔ اس قسم کے ایک نہیں سیکڑوں افادات ہیں۔ اگر اسی وقت قلم بند ہو گئے ہوتے تو آج ہی نہیں قیامت تک لوگ اس سے متمتع ہوتے مگر ہم نالائقوں کی کوتاہی ہے کہ سب ضائع ہو گئے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جو چند نمونے میں نے پیش کئے ہیں انہیں سے اہل علم اندازہ لگالیں کہ حضور حافظ ملت قدس سرہ کا علم کتنا وسیع تھا اور ذہن کتنا نکتہ رس اور مطالعہ کتنا عمیق اور تام تھا۔ اور کتنی کوشش فرماتے تھے کہ طالب علم کے ذہن میں جلا پیدا ہو جودت پیدا ہو ذکاوت پیدا ہو۔ قوت اخذ و مطالعہ پیدا ہو۔ انہیں کوششوں کا نتیجہ یہ ہے کہ حضور حافظ ملت قدس سرہ کے تلامذہ میں ایسے ایسے باکمال ہیں کہ آج اہل سنت کے اساطین میں شمار ہوتے ہیں۔

پاسباں کو سلام

گلشن دیں کے باغباں کو سلام
نازِ دیں فخر گلستاں کو سلام

مخزن علم ظاہر و باطن
مصدر لطف بیکراں کو سلام

حافظ دین و حافظ ملت
صاحب لطف بیکراں کو سلام

اے شہنشاہ مسند تدریس
تیری شیریں زباں کو سلام

محو راحت ہیں وہ جہاں پہ شہید
ایسے پر نور آستاں کو سلام

حافظ ملت مکین جنت

قاری محمد عثمان اعظمی

حافظ ملت پہ رحمت ہو خدا کی صبح و شام
اہلسنت کی بنا ہی شام کو صبح مدام

مرحبا اے راہی ملک بقا جنت مکیں
ہے تمہارا آج بھی فیضان وقف خاص و عام

علم و دانش کی قسم رشد و ہدایت کی قسم
آج تم کو یاد کرتے ہیں اماموں کے امام

مرکز دین نبی "الجامعہ" سمجھو لے پہچے
ہر زباں پر ہے دعا تیرے لئے اے نیک نام

تو نے مے ایسی پلائی ساقی جام نبی!
نام تیرا آگیا تو جھک گئے سینا و جام

قبر انور پر تری عثماں چڑھائے صد چمن
تو یقیناً گلشن جنت میں ہے محو خرام

ہے غلامان نبی کی جب غلامی وجہ ناز
حافظ ملت کا عثماں بن گیا ادنیٰ غلام

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ایک شخصیت ساز استاد

حضرت علامہ ارشد القادری صاحب مہتمم فیض العلوم جمشید پور بہار

اپنی فکر کی حیرانی کا عالم کیا بتاؤں، جب بھی حافظ ملت پر کچھ لکھنے کے لئے قلم اٹھایا ان کی ہمہ گیر زندگی کے بے شمار عنوانات نگاہوں کے سامنے بکھر گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نور کی کثرت بھی کبھی کبھی نظر کے لئے حجاب بن جاتی ہے بالکل اسی کیفیت کا میں بار بار شکار ہوا اور ہر بار عنوان کے انتخاب کا مرحلہ کسی اور موقع کے لئے "ٹلتا رہا۔ ادھر شب و روز کے پیہم اسفار اور کثرت مشاغل کے باعث ذہن اتنا پراگندہ ہو گیا ہے کہ بکھرے ہوئے افکار کو سمیٹنے کے لئے جس فرصت اور سکون کی ضرورت ہے وہ میسر نہیں۔ پھر بھی ادارۂ اشرفیہ کے کارپرداز حضرات کے اصرار پر حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی مبارک و مسعود زندگی کے صرف ایک رُخ پر اپنے منتشر خیالات قلم کے سپرد کر رہا ہوں۔

حافظ ملت کی زندگی کا سب سے نمایاں جوہر اپنے تلامذہ کی پُرسوز تربیت اور ان کی شخصیتوں کی تعمیر ہے۔ اپنے اس وصف خاص میں وہ اتنے منفرد ہیں کہ دور دور تک کوئی ان کا شریک و سہیم نظر نہیں آتا۔ شخصیت سازی کے فن میں کوئی مستقل کتاب اب تک میری نظر سے نہیں گزری لیکن اپنی معلومات و تجربات کی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ وہ اس فن کے امام تھے۔ شخصیت سازی سے میری مراد اپنے تلامذہ کو ان اوصاف کا حامل بنانا ہے جو ایک "مرد مومن" کی زندگی درس و تدریس کی دنیا میں اس فن کے نام سے اگر کوئی فن پہلے سے موجود نہ تھا تو بلاشبہ انہوں نے اس فن میں گرانقدر اضافے کئے ہیں بلکہ یہاں تک میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب تذکرۂ قلم حافظ ملت کی زندگی کا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

گہرا مطالعہ کرے تو اسے شخصیت سازی کے فن پر اتنے مواد مل جائیں گے کہ وہ آسانی سے اس فن پر ایک ضخیم کتاب تیار کر سکتا ہے۔

تاج محل کی تعمیر آسان ہے لیکن شخصیتوں کی تعمیر کا کام بہت مشکل ہے۔ حافظ ملت کو اس کام سے عشق کی حد تک تعلق تھا۔ سفر میں حضر میں حلقۂ درس میں مجلس خاص میں جلسۂ عام میں کہیں بھی وہ ایک لمحے کے لئے اپنے فریضۂ عشق سے غافل نہیں رہتے تھے۔ تاریخ میں مصلحین و اساتذہ کی زندگیوں کے جو بیشمار واقعات محفوظ ہیں ان میں شخصیت سازی سے متعلق بکھرے ہوئے جزئیات کا اگر آپ گہرا مطالعہ کریں تو آپ میری اس رائے سے اتفاق کریں گے کہ شخصیت سازی کے لئے کسی معلم و مصلح میں ان پانچ اوصاف کا ہونا ضروری ہے (۱) شفقت (۲) ذہانت (۳) تدبر (۴) علم (۵) تقویٰ۔ اور حقائق و واقعات شاہد ہیں کہ یہ پانچوں اوصاف حافظ ملت کی زندگی میں ابھرے ہوئے نقوش کی طرح نمایاں ہیں۔

جہاں تک شفقت کا تعلق ہے وہ اپنے تلامذہ پر باپ سے بھی زیادہ شفیق تھے۔ باپ کی محبت بھی اپنے چند بیٹوں کے درمیان کبھی کبھی غیر متوازن ہو جاتی ہے یہاں تک کہ باپ کے خلاف بعض اولاد کو امتیازی سلوک کا شکوہ ہونے لگتا ہے لیکن اپنے ہزاروں تلامذہ کے ساتھ حافظ ملت کا مشفقانہ سلوک اتنا عجیب و غریب تھا کہ ہر شخص اس خیال میں مگن رہتا تھا کہ حضرت مجھی کو سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔ محبت کی متوازن تقسیم یوں بھی ہو سکتی تھی کہ ہر شخص یہ محسوس کرتا کہ حضرت سب کو مساوی طور پر چاہتے ہیں لیکن ہر شخص کی یہ خوش عقیدگی کہ حضرت مجھی کو سب سے زیادہ چاہتے ہیں بلاشبہ شفقت ہی کا نہیں بلکہ ذہانت و تدبر کا بھی کمال ہے اور حیرت دوچند ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ تلامذہ کی یہ خوش عقیدگی عارضی نہیں تھی جسے کسی وقتی التفات کا نتیجہ قرار دیا جائے اور پھر نئے تجربات کے بعد ان کا احساس بدل جائے بلکہ یہ خیال ایک بار جس کے دل میں جاگزیں ہوا رگ جاں کی طرح زندگی بھر کا رفیق ہو گیا۔

اور یہ بھی نقش ہی کی پختگی کہی جائے گی کہ سیرت و کردار کی تربیت اور تحصیل علم و کمال کے ذیل میں ہر شخص کو ایسے مواقع بار بار پیش آئے جب کہ حافظ ملت کے زجر و توبیخ اور خفگی و تعزیر کا انھیں نشانہ بننا پڑا لیکن اس کے باوجود احساس کا وہ آبگینہ جو ذرا سی ٹھیس سے ٹوٹ جاتا ہے زمین پر ٹپک دیئے جانے کے بعد زخمی تک نہیں ہوا اور عطاؤں پر مگن رہنے والے خطاؤں پر سزاؤں کو بھی شفقت و محبت ہی کا حاصل سمجھتے رہے۔

اور پھر اپنے شاگردوں پر حافظ ملت کی شفقت کسی خارجی محرک کا نتیجہ نہیں تھی بلکہ ایسا لگتا ہے کہ ان کی پاکیزہ سرشت ہی شفقت و محبت کے خمیر سے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تیار ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ استاذ صرف اپنے ذہین محنتی اور وفا شناس شاگردوں پر شفیق ہوتا ہے لیکن حافظ ملت کی خصوصیت یہ ہے کہ غبی سے غبی، بدھو سے بدھو اور بیگانہ سے بیگانہ شاگرد بھی انھیں اتنا ہی عزیز تھا جتنا ذہین سے ذہین، قابل سے قابل اور قریب سے قریب شاگرد۔

اور وہ مقام جہاں ہم حافظ ملت کو ایک "منفرد شفیق استاد" کے پیکر میں دیکھتے ہیں یہ ہے کہ دنیا میں کوئی شخص بھی اپنے باغی، نافرمان اور بدخواہ کے حق میں اپنی محبت و شفقت کے توازن کو برقرار نہیں رکھ سکتا لیکن حافظ ملت کی کتاب زندگی کا آپ مطالعہ کریں ورق ورق پر جہاں آپ انھیں نیازمندوں اور وفا شناسوں کو خلعت کرامت سے شاد کام کرتے ہوئے دیکھیں گے وہیں وہ نافرمانوں اور ناعاقبت اندیشوں پر بھی پھول برساتے ہوئے آپ کو نظر آئیں گے۔

اور اسے بھی ہم جذبۂ شفقت و محبت ہی کا داعیہ کہیں گے کہ بڑے سے بڑے قصور پر مدرسہ سے طلبہ کا اخراج حضرت کی طبیعت پر بہت شاق گزرتا تھا۔ فرماتے تھے مدرسہ سے طلبہ کا اخراج بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی باپ اپنے کسی بیٹے کو عاق کردے یا جسم کے کسی بیمار عضو کو کاٹ کر الگ کردیا جائے۔ انتظامی مصالح کے پیش نظر اگرچہ یہ شرعاً مباح ہے لیکن میں اسے بھی ابغض مباحات کے قبیل سے سمجھتا ہوں۔

ایک بار ارشاد فرمایا! نیکوکار، صلاح پذیر اور اچھے طلبہ کو چاہنا استاد کا کمال نہیں بلکہ شاگرد کا کمال ہے کہ اس نے اپنے آپ کو چاہے جانے کے قابل بنایا۔ استاد کا کمال تو یہ ہے کہ جو چاہے جانے کے قابل نہ ہو اس کی اصلاح کرکے اسے چاہے جانے کے قابل بنادے۔

ایک دن مجلس درس میں ارشاد فرمایا کہ استاذ اپنے شاگردوں کے فکر و ذہن کا معمار اور ان کی سیرت و کردار کا معالج ہوتا ہے اور ایک معالج کی بہترین جگہ بیماروں کا حلقہ ہے، تندرستوں کی انجمن نہیں ہے جو معالج بیماروں کا قرب برداشت نہ کرسکے اسے کچھ اور تو کہا جائے گا لیکن معالج نہیں کہا جائیگا۔

استاد شاگرد کا تعلق عام طور پر حلقۂ درس تک محدود ہوتا ہے لیکن اپنے تلامذہ کے ساتھ حافظ ملت کے تعلقات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ پوری درسگاہ اس کے ایک گوشے میں سماجائے یہ انہی کے قلب و نظر کی ناپیدا کنار وسعت اور انہی کے جگر کا بے پایاں حوصلہ تھا کہ اپنے حلقۂ درس میں داخل ہونے والے طالب علم کی بے شمار ذمہ داریاں وہ اپنے سر لیتے تھے۔ طالب علم درسگاہ میں بیٹھے تو کتاب پڑھائیں، باہر رہے تو اخلاق و کردار کی نگرانی کریں، مجلس خاص میں شریک ہو تو ایک عالم دین کے محاسن و اوصاف سے روشناس فرمائیں، بیمار پڑ جائے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تو نقوش وتعویذات سے اس کا علاج کریں، تنگدستی کا شکار ہو جائے تو مالی کفالت فرمائیں، پڑھ کر فارغ ہو جائے تو ملازمت دلوائیں اور ملازمت کے دوران کوئی مشکل پیش آئے تو اس کی بھی عقدہ کشائی فرمائیں۔ طالب علم کی نجی زندگی شادی بیاہ دکھ، سکھ سے لے کر خاندان تک کے مسائل میں دخیل وکار فرما۔ طالب علم زیر درس رہے یا فارغ ہو کر باہر چلا جائے ایک شفیق باپ کی طرح ہر حال میں سرپرست اور کفیل ـــــ اس طرح کی ہمہ گیر اور ہمہ وقتی شفقت ایک باپ سے تو ضرور متوقع ہے لیکن آج کی دنیا میں ایک استاد ہرگز متوقع نہیں ہے یہی ہے وہ جوہر منفرد جس نے حافظ ملت کو اپنے اقران ومعاصرین کے درمیان ایک معمار زندگی کی حیثیت سے ممتاز اور نمایاں کر دیا ہے۔

اور یہ لطیف نکتہ بھی ملحوظ رہے کہ دل کے کسی ایوان میں شفقت ومحبت تنہا سکونت پذیر نہیں ہوتی بلکہ اپنے بے شمار اعوان وانصار کے جھرمٹ میں رہتی ہے تحمل، ایثار، اخلاص بلند ہمتی، حلم ودرگزر استقامت واستقلال ہمدردی وغمگساری، احسان وکرم سخاوت وفیاضی، بے غرضی واستغناء شفقت دلسوزی، خیر خواہی وخوش اندیشی، اور صبر وضبط یہ کل کے کل شفقت ومحبت ہی کی انجمن کے حاشیہ نشین اور ارکان مجلس ہیں۔ اس لئے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ حافظ ملت اپنے دور کے ایک بے مثال شفیق استاد تھے تو اسی کے ذیل میں ہم اس کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ ان محاسن میں بھی وہ اپنے عہد کے ایک منفرد معلم تھے ایک منفرد مربی تھے اور اسی کے ساتھ ایک منفرد مرشد ومزکی بھی تھے۔ اور بلا شبہ یہ سارا کمال حافظ ملت کے استاد حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا ہے کہ ایسا نادر الوجود اور عبقری شاگرد انھوں نے پیدا کیا۔ جب تک آسمان پر ستاروں کی قندیلیں روشن ہیں خدائے حی وقیوم استاد اور شاگرد دونوں کی تربتوں پر رحمت وانوار کے بادل برسائے۔

(بہت عجلت میں سفر کے دوران اس مضمون کی ترتیب عمل میں آئی شخصیت سازی کے باقی اوصاف پر اشرفیہ کے شماروں میں یہ ناتمام مضمون مکمل کروں گا) (قادری)

لطف خرام

آئی تھی کوہ سے صدا راز حیات ہے سکون
کہتا تھا مور ناتواں لطف خرام اور ہے
جذب حرم سے ہے فروغ انجمن حجاز کا
اس کا مقام اور ہے اس کا نظام اور ہے
موت ہے عیش جاوداں ذوق طلب اگر نہ ہو
گردش آدمی ہے اور گردش جام اور ہے

اقبال

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اعظمی ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ

آئینِ جواں مرداں

مذہب خواہ خود ساختہ ہو یا اُس کی بنیاد ہدایت ربانی پر ہو۔ ہر مذہب و ملت نے، راست بازی و حق گوئی، مہر و مروت حلم و برد باری، عدل و انصاف ایفائے عہد احسن سلوک اور اس طرح کی دیگر اخلاقی قدروں کو بہ نظر استحسان دیکھا، اور ان لوگوں کو سراہا ہے جنھوں نے ان اوصاف کو اپنایا۔ اسی طرح حکماء و دانش وروں نے بھی ان اوصاف کو انسانیت کی تکمیل کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔

اسلام نے اس باب میں بہت زیادہ پیش رفت کی ہے۔ اسلام نے جہاں تاریک دلوں کو نور ایمان سے منور کیا۔ اخلاق حسنہ کو لازمہ ایمان قرار دے کر اخلاقی قدروں کو چار چاند لگا دیا۔ عرب کی درندہ صفت قوم جس کی اخلاقی حس مر چکی تھی، شقاوت و بربریت جس کا شعار بن چکا تھا۔ ظلم و عدوان جس کا معمول زندگی تھا، جو انتہائی اخلاقی گراوٹ میں مبتلا ہو چکی تھی۔ ہادی اسلام روحی فداہ رسول انام صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق حسنہ سے آراستہ کر کے اس قوم کو فرش سے اٹھا کر عزت و وقار کے عرش پہ بٹھا دیا۔

اسی قوم نے اخلاق و کردار کے ایسے ایسے نقوش چھوڑے ہیں کہ آفتاب و ماہتاب کی طرح ہمیشہ تاریخ عالم میں جگمگاتے رہیں گے یہ معلم اخلاق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت کی کار فرمائی اور آپ کے خلق عظیم کی پرتو افشانی تھی ورنہ یہ اتنی سنگلاخ وادی ہے کہ اس کا طے کرنا آسان کام نہیں۔

انسانی برادری میں عموماً اخلاقی قدروں کی جو ناقدری ہے اس دعوی کا بین ثبوت ہے۔ یوں تو صفات حسنہ و اخلاق فاضلہ کے جتنے شعبے ہیں۔ تمام ہی شعبوں پہ عمل پیرا ہونا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تمام اصناف اخلاق میں حق گوئی و جرأت حق، زندگی کی کٹھن منزل اور زہرہ گداز مرحلہ ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اس کا اندازہ آزمائش کی گھڑی میں ہوتا ہے بڑے بڑے سورما پانی پانی ہو جاتا ہے ہمتیں چھوٹ جاتی ہیں حق گوئی کی طاقت جواب دے جاتی ہے تملق دچاپلوسی کے سوا چارہ کار نظر نہیں آتا۔ اسی لئے زبان وحی ترجمان نے فرمایا ہے۔ افضل الجهاد من قال کلمة حق عند سلطان جائر۔ بہترین جہاد وہ ہے جس نے کوئی حق بات کسی ظالم بادشاہ کے سامنے کہی ہو۔

تاریخ کا مطالعہ کرنے والا کون سا انسان ہے جو نہیں جانتا کہ حجاج بن یوسف کی تلوار خون ناحق کے لئے ہمیشہ بے نیام رہا کرتی تھی اس ظالم شخص کے نام ہی سے لوگ لرز جاتے تھے۔

ایک دن یہ سیر و تفریح کے لئے صحرا کی طرف نکلا اپنے ہمراہیوں سے بچھڑ کر یکہ و تنہا رہ گیا۔ اسی عالم میں قبیلہ بنی عجل کے ایک شخص سے اُس کی ملاقات ہو گئی۔ پوچھا اے شیخ کہاں کے رہنے والے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ اسی قریبی لبستی کا رہنے والا ہوں۔ پھر حجاج نے دریافت کیا حکام شہر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، شیخ نے جواب دیا۔ سب کے سب اچھے ظالم اور نہایت بُرے لوگ ہیں۔ پھر حجاج نے سوال کیا حجاج کے بارے میں کیا خیال ہے، شیخ نے جواب دیا، وہ سب میں نجس ترین انسان ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اور جس نے اس کو ان شہروں پر حاکم مقرر کیا ہے دونوں کو روسیاہ کرے۔ حجاج نے کہا تمہیں معلوم ہے میں کون ہوں شیخ نے کہا بالکل نہیں اس کے بعد حجاج نے کہا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں ہی حجاج ہوں۔ اتنا سننا تھا کہ شیخ کے سامنے موت کی بھیانک تصویر پھرنے لگی فوراً بول اُٹھا۔ اے امیر آپ کے اوپر میری جان نچھاور۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں کون ہوں۔ میں بنی عجل کا مجنون زید بن عامر ہوں مجھے ہر روز اسی وقت مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔

ناظرین۔ اپنی نوعیت کا یہ ایک واقعہ نہیں۔ تاریخ کے صفحات میں اس طرح کے بیشتر واقعات ملتے ہیں کہ معاملہ جب دار و رسن تک پہنچتا ہے تو جرأت حق کا مزاج یکسر بدل جاتا ہے۔ لیکن تاریخ اسلام میں ایسے وفا کیش مردان خدا کی لمبی فہرست ہے جو ظلم و ناحق کے سامنے سپر انداز نہیں ہوتے۔ نہ صرف اپنے خلوت کدہ میں بلکہ سنگینوں کے سایہ میں اور تختہ دار پر وہی کہتے رہے جسے حق جانا اور اپنے کردار سے ثابت کر دکھایا کہ حق گوئی کا مزاج حالات کی سنگینی کی بنا پر بدلا نہیں کرتا۔

حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ وہ تمام امور جو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ان پر اور خصوصیت کے ساتھ حق گوئی پر آپ سے بیعت کروں۔ سرکار نے فرمایا قیس حق گوئی انتہائی مشکل معاملہ ہے۔ ممکن ہے تمہاری عمر وفا کرے اور ایسے لوگوں سے سابقہ پڑے جن کے روبرو اسے نبھا نہ سکو۔ حضرت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

قیس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے قول و قرار کر لینے کے بعد مجال نہیں ذرہ برابر اس میں فرق پیدا ہو۔

قیس کو سولی پر لٹکا دیا جائے۔ اس کے جسم کے ٹکڑے اڑا دیے جائیں۔ قیس کی زبان سے وہی نکلے گا جو حق ہوگا۔ اس کے بعد حضرت قیس کو زبان رسالت سے خوش خبری دی گئی۔ اذا لایضرک بشیٔ (قیس جاؤ اب کوئی بھی انسان تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا)

نگاہ نبوت دیکھ رہی تھی کہ حضرت قیس کا کس ظالم وبد باطن شخص سے پالا پڑنے والا ہے۔ بالآخر وقت آیا اور عبید اللہ بن زیاد گورنری کے عہدہ پر فائز ہوا۔ کچھ لوگوں نے اسے بتایا کہ قیس تمہارے اور تمہارے باپ کے عیوب برملا بیان کرتے ہیں عبید اللہ بن زیاد نے قاصد بھیجکر حضرت قیس کو بلایا جب یہ اس کے دربار میں پہنچے تو عبید اللہ نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر افترا کرتے ہو۔ حضرت قیس نے نہایت متانت سے جواب دیا میں تو افترا نہیں کرتا۔ ہاں تمہیں معلوم کرنا ہے تو میں تبائے دیتا ہوں۔ وہ تم ہو اور تمہارا باپ زیاد۔ اس جملہ نے عبید اللہ کے تن بدن میں آگ لگا دی۔ کہنے لگا قیس تمہیں یہ بھی گمان ہے کہ مجھے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ آپ نے فرمایا گمان نہیں ایمان و ایقان ہے۔ عبید اللہ نے کہا اچھا میں دیکھتا ہوں فوراً جلاد کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔

عجیب منظر ہے۔ حاضرین دربار پر سکتہ کا عالم ہے ایک طرف یقین کا امتحان ہے۔ دوسری طرف ظلم کی تلوار سونتی ہوئی ہے صرف حکم کی دیر ہے اسی اثناء میں حضرت قیس جھکے اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی دنیا نے دیکھا کہ یقین غالب آیا، ظلم کی تلوار کچھ بگاڑ نہ سکی اور حق گوئی پوری آن بان کے ساتھ مسکراتی رہی۔

موجودہ دور انحطاط میں جب کہ بے عملی کا دور دورہ ہے۔ اخلاقی قدروں کی پامالی ہو رہی ہے منصب اور کرسیوں کے لئے ضمیر کا نیلام ہو رہا ہے اس دور میں بھی حق پسند و حق گو بندگان خدا کی کمی نہیں۔ مگر ان کے افعال و کردار سے دنیا کما حقہ آشنا نہ ہو مگر تجسس کی نگاہ سے اوجھل بھی نہیں۔ انھیں بندگان خدا میں حافظ ملت کی ذات تھی۔ جن کی پوری زندگی اخلاق فاضلہ ملکات نفسانیہ کی ایک انجمن تھی کسی نے زہد و تقوی کو دیکھا تو زاہد ہو گیا۔ کسی نے توکل و شان استغنا دیکھی تو گرویدہ ہو گیا۔ کسی نے سادگی میں سطوت شاہانہ دیکھی تو دامن سے وابستہ ہو گیا۔ کسی نے اخلاص وللہیت کا مطالعہ کیا تو اسیر بن گیا۔ کسی نے خوردوں پر شفقت و پیار کی برکھا دیکھی وارفتہ ہو گیا کسی نے دینی سرگرمیوں کے لئے زندگی وقف کی تو فدائی بن گیا۔ الغرض آپ کی کتاب زندگی کا ایک ایک ورق اور حیات کا ایک ایک گوشہ اس قابل ہے کہ اس پر سیر حاصل بحث کی جائے۔ اور قوم کے لئے آپ کے کردار کی ایک دستاویز مہیا کی جائے۔

زیر نظر مضمون میں آپ کے دیگر اخلاق حسنہ اور علمی کارناموں سے ہٹ کر صرف آپ کی حق گوئی و

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جرأت حق کے جوہر کا ایک جائزہ پیش کرنا ہے کہ اس کٹھن منزل میں آپ نے کیا رول ادا کیا ہے۔

دارالعلوم اشرفیہ کی صدر مدرسی سے لے کر سربراہ اعلیٰ کے منصب پر فائز ہونے تک آپ کی زندگی میں بہت سے نشیب و فراز آئے اور آزمائش کی راہ سے گزرنا پڑا۔ لیکن ہر منزل میں وہی کیا جسے حق سمجھا اور اسی موقف پر ہمالیہ کی طرح جمے رہے۔

ذیل کا واقعہ آپ کی زندگی کی جہاں بہت بڑی ٹریجڈی ہے۔ حق گوئی کے باب میں شاہکار کردار ہے کچھ غلط اندیشوں نے اپنے سیاسی مصالح کی بنا پر جیل کی کوٹھری تک پہنچانے کا سیاہ کارنامہ انجام دیا تقسیم ہند کے بعد جب پاکستان کا قیام عمل میں آگیا تو جمعیۃ العلماء ہند جو ہمیشہ سے گورنمنٹ کی نمک خوار جماعت رہی ہے جس کے پاس کبھی تعمیر ملت کا کوئی پروگرام نہیں رہا۔ اس کا صرف یہ کام رہ گیا کہ غلط یا صحیح مسلم لیگیوں کی نشاندہی کرتی اور ان کی گرفتاری عمل میں آتی۔ اس صورت حال سے بچنے کے لئے عام طور پر سیاسی بازیگر جمعیۃ العلماء کا سہارا ڈھونڈتے اور اس کے ممبر بنتے۔ اسی خیال کے پیش نظر مبارکپور کے کچھ سیاسی لوگوں نے مولانا شاہد فاخری مولوی ابوالقاسم مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری کو مبارکپور آنے کی دعوت دی۔ یہ لوگ مبارکپور آئے تو ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے لیباط سیاست کے مہرے اول الذکر دو صاحبان کو دارالعلوم اشرفیہ میں لاکر دارالعلوم کا معائنہ کرایا، اور رات کو یہیں ٹھہرایا۔

دوسرے روز جمعہ کا دن تھا مولانا شاہد فاخری سینیوں کی جامع مسجد راجہ مبارک شاہ میں نماز جمعہ ادا کرنے گئے بعد نماز جمعہ دارالعلوم کے دو تین طالب علموں نے دارالعلوم کو سیاسی داؤں پر لگانے اور توہین رسالت کے مرتکب اکابر دیوبند کو پیشوا ماننے والے مولوی ابوالقاسم کو دارالعلوم میں ٹھہرانے پر اپنی بیزاری اور اس کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا۔ اخیر میں ایک طالب علم نے اپنی تقریر میں نہایت تلخ لب و لہجہ میں مولانا شاہد فاخری صاحب کو خطاب کیا۔ چونکہ انداز بیان شائستگی سے گرا ہوا تھا پھر مہمان کے ساتھ اس طرح کا انداز کلام کسی طرح مناسب نہیں تھا۔ اس لئے حافظ ملت نے برہمی کا اظہار کیا اور اس کو ڈانٹا۔ اسی درمیان کچھ لوگ مجمع سے کھڑے ہوئے اور کہا کہ مولوی صاحب تہذیب سے بات کیجئے۔ اس پر شور و غوغا ہوا جس کے نتیجہ میں تمام لوگ مسجد سے باہر نکل آئے۔

دوسرے روز کچھ لوگوں نے کلکٹر ضلع کے وہاں شکایت پہنچائی کہ مولانا عبدالعزیز صاحب، حاجی محمد عمر و مولوی باقر علی لیگی ہیں ان لوگوں کی وجہ سے مبارکپور کا امن و امان درہم برہم ہونے کا سخت اندیشہ ہے، اس لئے ان کو حراست میں لینا ضروری ہے تاکہ امن

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

وامان قائم رہے۔ چنانچہ شکایت کے نتیجہ میں کلکٹر صاحب کی طرف سے ان حضرات کی گرفتاری کا پروانہ جاری ہوا قصبہ میں اس خبر کا مشتہر ہونا تھا کہ پورے قصبہ میں بھونچال آگیا۔ ارادت مندوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھانے پہونچ گیا۔ جہاں پولیس والے جیل بہانہ بتا کر آپ کو لے گئے تھے۔ اور وہاں پہونچنے پر وارنٹ دکھایا جب جیپ پر بٹھا کر اعظم گڑھ روانہ ہونے لگے اس وقت تک تھانے پر ہزاروں مسلمان پہنچ چکے تھے۔ آپ نے جیپ ہی پر کھڑے ہو کر لوگوں کو امن وامان برقرار رکھنے کی نصیحت فرمائی۔ سب کو صبر جمیل کی تلقین کی اور فرمایا۔ سنت سجاد پر عمل باقی رہ گیا تھا اس کی ادائیگی کے لئے جا رہا ہوں۔ آپ لوگ اطمینان رکھیں اللہ تعالیٰ حافظ وناصر ہے۔

حافظ ملّت جیل میں: ۔ حافظ ملّت اعظم گڑھ لے جائے گئے اور قصبہ میں کہرام بپا تھا کتنی آنکھیں اشکبار تھیں کتنے دل سسک رہے تھے۔ کتنے گھروں میں آگ نہیں جلی۔ پورے قصبہ پر غم واندوہ کا تاریک سایہ چھایا ہوا تھا صلاح الدین صاحب وکیل مولوی عبدالباقی صاحب ایڈوکیٹ۔ جیل میں ملاقات کی غرض سے تشریف لے گئے۔ گہرے رنج وغم کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا پھر سیدھے کلکٹر صاحب کے بنگلے پر پہونچے کلکٹر سے کہا کہ ہم لوگ اچھی طرح واقف ہیں۔ مولانا ایک عالم دین مذہبی رہنما ہیں۔ مولانا کو کبھی بھی سیاست سے دور کا واسطہ نہیں رہا ہے ان کے بارے میں غلط شکایت پہنچائی گئی ہے۔

مولانا کے مبارکپور قیام سے نہیں بلکہ ان کی گرفتاری سے بہت ہیجان ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مبارکپور کی فضا میں امن وامان قائم نہ رہ سکے۔ کلکٹر صاحب نے کہا کہ آپ لوگوں کی باتوں پر مجھے اعتماد ہے۔ مگر چھوڑنے کے لئے کوئی وجہ ہونی چاہئے مولانا سے اس مضمون کی ایک درخواست دلا دیجئے کہ میں آئندہ ایسا نہیں کرونگا مذکورۃ الصدر وکیل صاحبان نے کہا کہ ہمیں مولانا کا مزاج معلوم ہے وہ اس طرح کی تحریر پر دستخط کے لئے تیار نہ ہوں گے کلکٹر نے کہا پھر میرے لئے معذوری ہے۔ بالآخر وکیل صاحبان درخواست مرتب کر کے حضرت کے پاس لے گئے اور کہا کہ کلکٹر صاحب کا موڈ ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ اس درخواست پر دستخط کر دیجئے آپ کو کہیں جانے اور بیان دینے کی ضرورت نہ ہوگی ہم لوگ سارا کام کرلیں گے۔ آپ چھوڑ دیئے جائیں گے حضرت نے مضمون پڑھوا کر سنا اور فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں نے کچھ کیا ہے۔ اب ضمانت دوں کہ آئندہ نہیں کروں گا۔ ایسی غلط بات پر میں کبھی دستخط نہیں کروں گا۔ اس پر وکیل صاحبان نے کہا کہ پھر آپ کیسے رہا ہوں گے۔ حضرت نے فرمایا میں رہا ہوں نہ ہوں اس کی پرواہ نہیں مگر خلاف واقعہ درخواست پر دستخط نہیں کروں گا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

وکیل صاحبان جب جیل کے گیٹ سے باہر ہوئے تو صلاح الدین صاحب وکیل نے لوگوں سے کہا کہ میں وکیل ہوں ہر طرح کے لوگوں سے میرا سابقہ پڑتا رہتا ہے مگر آج تک میں نے اپنی زندگی میں، اتنے اونچے کردار کا انسان نہیں دیکھا۔

دارالعلوم کا داخلی مسئلہ رہا ہو یا خارجی جو مسئلہ بھی سامنے آیا اپنے حسن تدبیر سے اس کی گتھی سلجھائی اور کسی مسئلہ میں بھی حق پسندی و حق گوئی کے موقف سے سر مو پیچھے نہیں ہٹے۔ اس سلسلہ میں متعلقہ لوگوں کی طرف سے خواہ ستائش و حمایت کی سوغات ملی ہو یا مخالفت کی تمی۔

ابھی چند برسوں کی بات ہے، ایک معزز خاندان کے طالب علم کی وجہ سے قصبہ میں زبردست ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی۔ آپ نے خاندانی وجاہت کا لحاظ کرتے ہوئے۔ ان کے سرپرست کو لکھی کہ ان کی وجہ سے قصبہ کے امن و امان اور خود دارالعلوم کو سخت خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ اس لئے دارالعلوم میں موصوف کا قیام مناسب نہیں ہے۔ آپ انھیں فوراً بلالیں۔

چونکہ قصبہ کی فضا نہایت گرم ہو چکی تھی۔ طالب علم مذکور کے مکان چلے جانے کے باوجود مخالف جماعت کا جوش انتقام ٹھنڈا نہیں ہوا۔ جلسہ کا اعلان کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین پر سب و شتم کی بارش کی۔ اس جماعت کی اس حرکت سے پورا قصبہ شعلہ جوالہ بن گیا۔ مستقل سنی نوجوانوں کی طرف سے شدید مطالبہ ہوا کہ جماعت کا رفضانا ہے کہ انھیں طالب علم سے تقریر کا جواب دلایا جائے۔ آخر کمیٹی کا اعلان ہوا کمیٹی کے ارکان کے علاوہ قصبہ کے نوجوانوں کا طبقہ کمیٹی میں شرکت کے لئے امڈ پڑا۔ کمیٹی کی کارروائی شروع ہوئی تو نوجوانوں نے طالب علم مذکور کے داخلہ کا مطالبہ کیا نوجوانوں کے جوش کے سامنے کمیٹی کے ارکان نے گھٹنے ٹیک دیے۔ مگر حافظ ملت نے فرمایا ان کا داخلہ دارالعلوم کے حق میں زہر قاتل ہے۔ میں داخلہ کی صورت میں دارالعلوم کی تباہی دیکھتا ہوں۔ اس لئے داخلہ کرنے سے معذور ہوں اساتذہ کے علاوہ تقریباً پوری میٹنگ داخلہ کے لئے زور لگاتی اور اصرار کرتی رہی، اور حضرت ہر ایک کی تفہیم فرماتے ہوئے بار بار داخلہ سے معذوری ظاہر فرماتے۔ اسی طرح تقریر کے جواب کے سلسلہ میں فرماتے۔ آپ حضرات اطمینان رکھیں ہمارے اساتذہ میں آل انڈیا سطح کے مقرر ہیں ان شاء اللہ مدلل اور بھرپور جواب دیں گے۔

سوال و جواب کا سلسلہ ایک بجے تک قائم رہا جب داخلہ کی کوئی سبیل پیدا نہیں ہوئی تو ایک محلہ کے لوگ یہ کہتے ہوئے طیش میں کھڑے ہو گئے کہ داخلہ نہیں ہوتا تو ہم لوگ جا رہے ہیں۔ گویا یہ وارننگ تھی کہ دارالعلوم کی امداد سے ہم لوگ دست کش ہو جائیں گے چونکہ طلباء کی بہت بڑی تعداد کی جاگیر اسی محلہ سے وابستہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تھی۔ جاگیر کے بند ہونے سے دارالعلوم کی مالیات پر بہت بڑا بار پڑے گا جس کا تحمل دارالعلوم نہ ہو سکے گا اور لازمی طور پر مالیات کا توازن برقرار نہیں رہ سکے گا۔ اس سنگین صورتحال میں بھی حافظ ملت کے پائے ثبات میں لغزش پیدا ہوئی نہ آپ کی حق گوئی ذرہ برابر متاثر ہوئی۔ آپ نے فرمایا آپ حضرات واعظ کے حق میں ہیں تو کمیٹی کو اختیار ہے داخلہ کرے۔ لیکن اس کے جو اثرات مرتب ہوں گے ان کی ذمہ دار کمیٹی ہوگی عبدالعزیز ذمہ دار نہیں ہوگا۔

مبارکپور کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ حافظ ملت کا تدبر یا آپ کی دوربین نگاہیں جو کچھ دیکھ رہی تھیں وہ حرف بحرف پورا ہوا جس ذات شریف کے داخلہ کا اصرار تھا بالآخر کیا گیا۔ طرفین سے اشتعال انگیز تقریروں کا تبادلہ ہوا۔ تین آدمیوں کا قتل ہوا۔ لوگ بھیڑ بکریوں کی طرح پکڑ پکڑ جیلوں میں بھر دیے گئے۔ کچھ لوگوں نے سزائیں کاٹیں بے پناہ سرمایہ خرچ ہوا۔ مگر الحمد للہ دارالعلوم کے اسٹاف اور دارالعلوم پر کوئی آنچ نہیں آئی۔

اس باب میں یہ واقعہ بھی آپ کے اس وصف خاص کا بہت بڑا آئینہ دار ہے ایک صاحب نکاح پڑھانے کے لئے آپ کو لے گئے۔ آپ نکاح پڑھا کر فارغ ہوئے مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے۔ قابل اعتماد ایک دوسرے شخص نے بتایا کہ حضرت لڑکی شیعی گھرانے کی ہے مگر لڑکا دیوبندی مسلک کا ہے اس علم کے بعد افسوس کیا اور پلٹ کر فرمایا نکاح نہیں ہوا۔ اس بات میں دیوبندی حلقہ میں بڑا چرچا ہوا اور ان لوگوں میں بہت زیادہ برہمی پیدا ہوئی۔

ایک نوجوان نے اپنی قوت کے زعم میں یہاں تک کہا کہ میں حافظ ملت کو چاقو مار دوں گا۔ اس کی اطلاع جب ہمارے دارالعلوم کے اہم رکن جناب سیٹھ حاجی محمد صاحب کو ہوئی تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت اس وقت آنے جانے میں ذرا احتیاط برتیں یعنی کسی کو ساتھ لے لیا کریں۔ حضرت نے دریافت فرمایا ایسا کیوں کروں۔ حاجی صاحب نے ماجرا بیان کیا۔

آپ نے فرمایا حاجی صاحب مومن کی شان ہونی چاہئے کہ اپنے رب پر بھروسہ کرے اس کا ارشاد ہے وھو معکم اینما کنتم۔ الحمد للہ مجھے اپنے رب پر کامل اعتماد ہے کہ وہ میرا حافظ و ناصر ہے۔ میں جس حال میں جہاں بھی رہوں۔ انشاء اللہ اس کی مرضی کے بغیر کوئی میرا بال بیکا نہیں کر سکتا۔

دو شعر

جنکی سرمستی کا سرمایہ فقط عشق رسول
بارگاہ حسن سے جن کو ملا حسن قبول
دل کے دروازے کھلا کرتے تھے جنکی قرب پر
وہ اثر انداز ہوتا تھا نگاہ و قلب پر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت
استقلال کا کوہ گراں

علامہ مشتاق نظامی

حافظ ملت :- جسم ضعیف وناتواں مگر عزم واستقلال کا کوہ گراں)

یہی وہ قدسی نفوس ہیں جن کے نقش پا آنے والی نسل کے لئے مشعل راہ ثابت ہوتے ہیں۔

یہ سچ ہے یہ اپنے لئے نہیں بلکہ دنیا کی ہدایت کے لئے جیتے ہیں ——— یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق میں اکثر یہ کہتا ہوں کہ یہ دیندار ہی نہیں بلکہ چلتا پھرتا دین ہیں جنہیں دیکھ کر اور ان کی اتباع کر کے لوگ دیندار بنتے ہیں۔ بعض نگاہوں نے انہیں "استاذ العلماء جلالۃ العلم" ہی سمجھا لیکن وہ میری نظر میں ——— عارف باللہ اور اللہ کے ولی ہیں علم ظاہر وباطن کے ایسے سنگم جہاں پہ ہر پیاسے کو پانی ملے وہ استاذ العلماء کی ذات گرامی ہے۔

ایک ایسا عابد شب زندہ دار کہ زہد وتقویٰ دیار ساقی جس کے دامن کی حسین بہاروں میں، زمین پہ آنکھیں بچھائے اس طرح گذر جائیں کہ فرش وعرش کی کائنات انہیں دیکھے لیکن ان کی خدا شناس نگاہوں کو کوئی کچھ نہ کہہ سکے! لباس میں ایسی سادگی جس سے عالمانہ وقار پھوٹ پھوٹ کر برستا ہو! گفتار میں ایسی نرمی اور مٹھاس گویا ہونٹوں سے پھول جھڑ رہے ہوں۔ ایسے کریم وشفیق کہ بچے انہیں پاکر ماں کی گود بھول جائیں ——— ! اپنے بزرگوں کے ایسے ادب شناس کہ اعلیٰحضرت سیدنا امام احمد رضا وصدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان کا نام سنتے ہی اپنی گردن جھکا لیں۔

تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ ولازالت شموس افاضاتہم العلیہ) ودیگر اکابر اہلسنت کے تذکرہ پر اپنی والہانہ مسرت کا اظہار، یہ حافظ ملت کی خصوصی ادائے محبت ہے

بعض دلوں کے شکوک وشبہات کا ریگستان گہرا دور کر دینا مناسب جانتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کی دنیا میں بھی مختصر

(باقی ص ۲۱۹ پر)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت مولانا قاری محمد یحیٰ صاحب مہتمم الجامعۃ الاشرفیہ

حافظ ملت کا مرکزی کردار

عہد صحابہ سے لے کر اب تک تاریخ اسلام کے ہر قرن اور ہر عہد میں ایسی شخصیتیں افق اسلام پر طلوع ہوتی رہی ہیں، جن کی عبقریت کا لوہا دنیا والوں نے مانا، اور انھیں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اس مرتبۂ کمال صفت کا حاصل ہونا کچھ آسان کام نہیں کہ ہر کس و ناکس کو حاصل ہو جائے، اس کے لئے آزمائش کی کسوٹی پر چڑھنا پڑتا ہے۔ طوفان حوادث سے گزرنا پڑتا ہے۔ وقت کے غلط افکار و خیالات سے ٹکر لینی پڑتی ہے

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

سوال یہ ہے کہ اس وصف کی حامل ملت اسلامیہ کی ان عظیم شخصیتوں کا سرچشمۂ کمال کیا ہے جس کی بدولت ان کی عبقریت کا سکہ چلتا رہا ——— ان حضرات کی سیرت و کردار کی گہرائی میں جانے سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمام بزرگوں میں قدر مشترک، اتباع سنت و تحفظ اسلام کا پاکیزہ جذبہ کار فرما تھا جس نے انھیں گنجینۂ خیر و منارۂ ہدایت بنایا۔

اسلامی روایات کے مطالعہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جس جس نے اس جوہر کو اپنایا پھر عظمت کا آفتاب بن کر چمکا اور اسلام کا بطل جلیل قرار پایا۔

خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی کتاب زندگی کا ایک ایک ورق۔ امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقدس خون کا ایک ایک قطرہ امام ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کی حیات کا ایک ایک گوشہ پکار رہا ہے کہ یہ ذوات مقدسہ، تحفظ اسلام و اتباع سنت کی بہترین نمونہ ہیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

موجودہ صدی میں مسند علم و دانش سے کتاب و سنت کی نقیب ایک ایسی شخصیت ابھری جو ابھرتی ہی گئی یہاں تک کہ آسمان سنیت پر چھا گئی۔ پھر وہ وقت آیا کہ اس ہستی کی عبقری شان دن کے اجالے کی طرح دنیا کے سامنے اجاگر ہو گئی۔ اور قوم نے حافظ دین و ملت کا موقر خطاب دے کر اعتراف حقیقت کیا۔ آپ کی فیض بخش ذات بابرکات اگرچہ مجمع کمالات تھی۔ لیکن ان تمام کمالات کا تجزیہ کیا جائے، تو دین کے فروغ کے لئے تامتر جدوجہد اور اتباع سنت آپ کا مرکزی کردار ٹھہرے گا۔ اور سارے کمالات اسی محور پر گردش کریں گے۔

واقعات کی روشنی میں دیکھنے والی نگاہیں اس دعوے کی تصدیق کریں گی آپ کی متنوع شخصیت سے ہر طبقہ کے لوگ فیض یاب ہوئے۔ ——— فیض حاصل کرنے والے، طلباء کی جماعت رہی ہو یا عوام الناس کا ہجوم، طبقہ خواص رہا ہو یا ارادت مندوں کی انجمن، حاجت مند محتاج آیا ہو یا صاحب ثروت، ہر ایک کے ساتھ مہر و مروت و حسن اخلاق کا یکساں برتاؤ رہتا۔ طلبا کو احساس ہوتا حافظ ملت کی محبت و مہربانیاں صرف ہمارے لئے ہیں۔ عوام سمجھتے حافظ ملت کی زندگی صرف ہمارے لئے وقف ہے۔ خواص و مخلصین کو خیال گزرتا حافظ ملت کی ساری توجہات صرف ہمارے حصہ میں ہیں

ہر کس بہ خیال خویش خوش است

دراصل بات یہ ہے کہ حافظ ملت کے اس یکساں حسن سلوک و مساویانہ برتاؤ کا رشتہ، سرچشمہ مہر و مروت تاجدار مدینہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے ملتا ہے۔ یعنی اسی رحمت عالم داعی مساوات کے اتباع کا ثمرہ ہے جس کے اخلاق کی نورانی کرنوں سے اگر ایک طرف کاشانۂ امیر منور ہوتا تو دوسری طرف مفلس کی جھونپڑی بھی۔

دربار مصطفٰے ہے کہ خالق کی بارگاہ

جو مرتبہ فقیر کا وہ شہریار کا

آپ کے معمولات زندگی میں عمل بالسنت اس طرح رچ بس گیا تھا کہ سیرت و کردار کے ہر گوشہ سے اس کا مظاہرہ ہوتا۔ مجال نہیں کہ شعوری یا غیر شعوری طور پر کوئی قدم سنت کے خلاف اٹھ جائے خلوت ہو یا جلوت، دن کا اجالا ہو یا رات کی تاریکی، ہر لمحہ آپ کی زندگی سنت کی عملی تفسیر تھی۔

سفر حضر میں جب بھی راقم سطور کو معیت کا شرف حاصل ہوا۔ یہی دیکھا کہ کھانے سے پہلے اور بعد دونوں ہاتھ گٹے تک دھوتے۔ اور لقمہ خوب چبا کر کھاتے۔ کھانا خواہ مزاج کے موافق ہو یا ناموافق، اس میں عیب نہ نکالتے۔ کھانے کے بعد فوراً پانی نہ پیتے بلکہ کچھ وقفہ کے بعد پیتے۔ اسی طرح پانی جب بھی پیتے، چوس کر تین سانس میں پیتے۔

ستر سال سے عمر متجاوز ہو چکی تھی اس وقت کا واقعہ ہے۔ ٹرین سے سفر کر رہے تھے جس پر تقدیر تشریف

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فرماتے اتفاق سے اس پر ایک ڈاکٹر صاحب بھی بیٹھے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے سلسلہ کلام شروع کیا تو آپ کی جلالت علمی سے بہت متاثر ہوئے۔ منزل سفر و ہمسفر کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اور بار بار آپ کی طرف حیرت سے دیکھتے رہے۔ بالآخر ڈاکٹر صاحب نے کہا مولانا صاحب! میں آنکھوں کا ڈاکٹر ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس عمر میں بھی آپ کی بینائی میں کوئی فرق نہیں، بلکہ آپکی آنکھوں میں بچوں کی آنکھوں جیسی چمک ہے۔ مجھے بتائیے کہ کیا چیز استعمال کرتے ہیں کہ آپ کی آنکھوں کی صحت و بینائی کا یہ عالم ہے۔ آپ نے فرمایا ڈاکٹر صاحب میں کوئی دوا وغیرہ تو استعمال نہیں کرتا۔ ہاں ایک عمل ہے جسے میں بلا ناغہ کرتا ہوں۔ رات کو سونے کے وقت سنت کے مطابق سرمہ استعمال کرتا ہوں اور میرا اذعان ہے کہ اس عمل سے بہتر آنکھوں کے لئے دنیا کی کوئی دوا نہیں ہوسکتی۔

حافظ ملت کے کردار کی جزئیات میں سے ہر ایک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کا عکس جھلکتا ہوا نظر آئے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے میں ہر ایک کی دلی خواہش ہوا کرتی کہ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد کاش رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھا دیں تو سکون و طمانیت کا بہت بڑا ذریعہ ہوگا اور رحمت الٰہی آغوش میں لے لیگی۔ کیوں نہ ہو خود خلاق کائنات نے فرمایا ہے۔

وصل علیھم ان صلاتک سکن لھم۔ اے حبیب اپنے فداکار صحابہ کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے آپ کا نماز جنازہ پڑھانا ان کے راحت و سکون کا باعث ہے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی رسول کا انتقال ہوا رات کا وقت تاریکی پورے طور پر مسلط تھی۔ لوگوں کو خیال پیدا ہوا کہ اس وقت اگر سرکار کو اطلاع دی جائے تو ضرور تشریف لائیں گے۔ اگر تشریف لائے تو تکلیف ہوگی اس بنا پر بغیر اطلاع دیئے ہوئے تجہیز و تکفین کر دی گئی صبح کو رحمت مجسم سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو بے حد تکلیف ہوئی۔ بار بار فرماتے مجھے کیوں نہیں اطلاع دی گئی۔ اس کے بعد ان صحابی کی قبر پر تشریف لے گئے۔ فاتحہ پڑھی اور دعائے مغفرت فرمائی۔

اس خصوص میں حافظ ملت کے کردار کا جائزہ لیجئے خواہ تکلیف ہو یا آرام۔ دن کا اجالا ہو یا رات کی تاریکی اپنی تکلیف کی پرواہ کئے بغیر ہر شخص کی خواہش کی تکمیل آپکی زندگی کا معمول تھا محلہ پورہ باغ کے ایک شخص حاجی سلامت صاحب کا انتقال ہوا۔ جاڑے کا موسم جاڑے کی سخت تاریک رات تھی۔ آپ شدت کے بخار میں مبتلا کروٹیں بدل رہے تھے۔ کچھ لوگ تقریباً ایک بجے رات کو آئے اور بتایا کہ حاجی صاحب موصوف کا انتقال ہو گیا ہے اور انھوں نے نماز جنازہ پڑھانے کیواسطے حضرت کیلئے وصیت کی ہے۔ یہ سننا تھا کہ گویا ساری تکلیف کافور ہو گئی۔ اسی عالم میں لوگوں کے ہمراہ تشریف لیجا کر نماز جنازہ پڑھائی۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا

افضل العلماء حافظ ملت

حضرت حافظ ملت مولانا عبد العزیز صاحب قدس سرہ العزیز سے مجھے چند بار دامودر پور، مظفر پور کے مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ دستار بندی کے جلسوں میں نیاز حاصل ہوا۔ "مقامات مصطفیٰ" صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر تقریر بھی فردوس گوش ہوئی۔ اس کے علاوہ تحریری لباس میں حضرت والا کی زیارت پرچوں کے توسط سے ہوتی رہی اور آج بھی ہو رہی ہے۔ "معارف الحدیث" کے عنوان سے حدیثی تشریحات فردوس نگاہ رہی ہے اور آجکل مجلہ اشرفیہ میں "انوار السنۃ" کے تحت حدیثی تشریحی روشنی سے ایمانی نگاہ فیضیاب ہو رہی ہے۔ مستقل تصنیف کے لحاظ سے صرف ایک کتاب "المصباح الجدید" کے اندر اپنی ان آنکھوں سے آپ کی جلوہ فرمائی کا مشاہدہ کیا ہے۔ ان باتوں کے تذکرے سے محض اتنا مقصود ہے کہ حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ سے میرے روابط کے یہی گزرے دھاگے ہیں اور یہی ان کی بارگاہ عالی کے قرب دربار کے چھوٹے سے پیمانے ہیں جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ میں ان کی فعال اور متحرک جامع کمالات ذات کے متعلق اجمال کے سوا تفصیل کا سرمایہ کہاں سے لا سکتا ہوں۔ یہ تو انھیں خوش نصیبوں کی قسمت میں ہے جنھوں نے حافظ ملت کی صبح و شام، لیل و نہار، جلوت و خلوت درس و تدریس، رشد و ارشاد کی نورانی فضاؤں میں اپنی زندگی کے لمحات و سکنات گزارے ہیں۔ ہمارے لئے تو دور کے جلوے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اگر یہ سچ ہے کہ پروانے کا طواف شمع فروزاں کی دلیل ہے۔ وحوش، طیور، مور و ملخ انسان و حیوان کا عالم تشنگی میں کسی ایک جگہ ہجوم و بھیڑ چشمۂ شیریں کے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فرماتے اتفاقاً یہی ہیں تو ماننا پڑے گا کہ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کتاب وسنت کے چشمۂ شیریں تھے اور دین بھی تو ایک دنیائے سنیت ان کے دامن میں آباد ہے جبھی تو طالبان علم ودین وشیدایانِ اسلام ان کے سوزِ درس وتدریس سے خوان یغما کا لطف اٹھائے ہیں اور اٹھا رہے ہیں۔ اور آج ایک دینی یونیورسٹی کے قیام کا تاج زریں ان کے فرق اقدس پر تاباں و درخشاں نظر آرہا ہے۔ اشرفیہ یونیورسٹی ایک ایسا گلزار علم ودین ہے، ایک ایسا گلشن سنیت ہے کہ جس کے خوشگوار نسیمی جھونکوں سے مشام دین وایمان معطر ہو رہا ہے۔ اگر اور کچھ نہ ہوتا صرف یہی ان کا ایک کارنامہ ہوتا تو ان کے فضل وکمال کی خطبہ خوانی اور ان کی دینی خدمت کی قصیدہ سرائی کے لئے کافی بلکہ بہت کافی تھا چہ جائیکہ ان کے صحیفۂ کمالات کا یہ کارنامہ صرف ایک باب ہے، ان کی کتاب زندگی کا دیباچہ ہے۔

اس کے بعد مجملاً ان عمومی بشارات نبوت کا مختصر تذکرہ کرتا ہوں جن کے دامن میں حافظ ملت قدس سرہٗ کی ذات بابرکات بھی نمایاں طور سے وابستہ نظر آتی ہے۔

حافظ ملت بے مثال حافظ قرآن تھے۔ حافظ قرآن کی عزت وحرمت عند اللہ وعند الرسول، جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم، کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے حدیث پاک میں منقول ہے۔

من حفظ القرآن فقد ادرجت النبوۃ بین جنبیہ الا انہ لایوحی الیہ — حاشیۃ الطحطاوی

جس نے قرآن کریم کو حفظ کیا بیشک اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان یعنی دل میں نبوت درج فرمادی گئی ہے مگر یہ بالکل سچی حقیقت ہے کہ اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی ہے

خطبۂ مصنف کی تشریح سے جملہ حدیثیں ماخوذ ہیں

یہ استثناء فرماکر اس احتمال کو زائل فرمادیا گیا ہے کہ کوئی اس کو حقیقت نبوت پر محمول نہ کرے۔ یہ محض آثار نبوت اور فضیلت حفظ قرآن کا بیان ہے۔

دوسری حدیث پاک میں آیا ہے

کاد حملۃ القرآن ان یکونوا انبیاء الا انہم لا یوحی الیہم۔ طحطاوی

اس حدیث پاک کا بھی تقریباً مفہوم وہی ہے جو پہلی حدیث کا ہے۔

اس قسم کی فضیلتوں والی حدیثوں کے مصداق کامل ہونے کے لئے جن شرطوں اور قیدوں کا شریعت میں لحاظ ہے اس کی روشنی میں بہانگ دہل کہا جاسکتا ہے کہ حضرت حافظ ملت قدس سرہٗ اس کے مصداق کامل تھے۔ پوری زندگی قرآن وحدیث کی خدمات میں گزار دی۔

حافظ ملت عالم باعمل تھے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے!

"العلماء ورثۃ الانبیاء ان الانبیاء لایورثون"

علماء نائبین انبیاء ہیں "علیہم صلوات اللہ وسلامہ اجمعین

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

درھماً ولا دیناراً وانما
ورثوا العلم فمن اخذہ
اخذ بحظ وافر"
طحطاوی

اور انبیاء کے وارثین کو درہم و دینار کا ترکہ نہیں ملتا بلکہ وہ وارث علم و نبوت ہوتے ہیں ترکہ میں دینی علم کا سرمایہ ملتا ہے۔ پس جس نے وارثتاً علم نبوت کو لیا اس نے وافر و بھر پور حصہ حاصل کیا۔ دوسری حدیث میں مروی ہے۔

"یحبہم اہل السماء وتستغفر لہم الحیتان فی البحر وانما العالم من عمل بعلمہ"	جس عالم نے علم دین کے مطابق عمل کیا اس سے اہل آسمان وساکنین بالا محبت کرتے ہیں اور سمندر کی تہوں میں مچھلیاں ان کے لئے دربار خداوندی میں دعائے مغفرت کرتی ہیں

تیسری حدیث میں ہے۔

"اقرب الناس من درجۃ النبوۃ اہل العلم واہل الجہاد"	درجۂ نبوت سے قریب تر درجہ رکھنے والے مسلمان اہل علم و اہل جہاد ہیں۔

علم و علماء کی فضیلتوں میں بہت سی حدیثیں و آیتیں ہیں سب کا احصاء مقصود نہیں ہے۔ مذکورہ بالا احادیث طیبہ کی روشنی میں نہ معلوم چودہ سو برس کی لمبی مدت میں کتنے علماء ربانین قافلہ در قافلہ کارواں در کارواں گزر چکے ہیں جن کے سرہائے مقدس پر ان فضیلتوں کے تاج زرنگار درخشاں ہیں اور کتنے اس پر آشوب دور میں بھی بقید حیات مسند وراثت نبوت پر فائز ہیں۔ یقیناً حافظ ملت کی تابناک زندگی۔ نشر علوم نبوت کی خدمتیں دلیل بین ہیں کہ آپ بھی فضل الٰہی سے ان فضیلتوں کے جامع ہیں۔ اس سے زیادہ ان کی بھی مدحت سرائی اور کیا ہو سکتی ہے۔

حافظ ملت آج بھی زندہ ہیں۔ سلطان طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

"العلم حیاۃ الاسلام وعماد الایمان ومن علم علماً اتم اللہ لہ اجرہ ومن تعلم فعمل بہ علمہ اللہ علم ما لم یعلم واوحی تعالیٰ الی ابراہیم علیہ السلام یا ابراہیم انا علیم احب کل علیم	مطلب خیز ترجمہ یہ ہے کہ علم دین اسلام کی زندگی وحیات اور ایمان کے ستون ہیں جس نے علم دین سیکھا تو اللہ تبارک تعالیٰ اس کو کامل اجر سے نوازتا ہے۔ اور جس نے علم سیکھا اور اس کے مطابق عمل کیا تو مولا تعالیٰ اس عمل کی وجہ ان پر علموں کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جس کا علم حاصل نہیں تھا وہ بھی من جانب اللہ تعالیٰ اس کو سکھا دیا جاتا ہے۔ حضرت سیدنا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اے ابراہیم میں علم والا ہوں اور علم والوں کو محبوب رکھتا ہوں۔

جب علم دین، وحی نبوت سراپا روح وحیات ہے تو جو اس روح وحیات کا حامل ہو تو اس میں حیات و زندگی کیسے نہ ہوگی۔ اور وہ "لا یموتون ولٰکن ینقلون من دار الی دار" کے مصداق ہوتے ہیں یعنی ایسے حضرات مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں۔

رخصت ہوتے ہوئے ایک اور حدیث کی سماعت فرما لیجئے۔

"العلمُ خزائن ومفاتیحها السوال اَلا فاسئلوا فانه یوجرُ فیه اَربعة۔ السائلُ والعالم والمستمع والمحبُّ لهم"

مطلب خیز مفہوم یہ ہے کہ علم ایک مقفل خزانہ ہے اس کی کنجی پوچھنا اور دریافت کرنا ہے تو لوگو تمہیں متنبہ کیا جاتا ہے کہ نہ جاننے والے جاننے والوں سے پوچھیں۔ اس دینی پوچھ پاچھ میں چار آدمیوں کو اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے۔ ایک مسئلہ پوچھنے والا دوسرے مسئلہ کا جواب دینے والے عالم تیسرے اس سوال و جواب کے سننے والے چوتھے ان حضرات سے محبت وعقیدت رکھنے والے۔

اس حدیث کی روشنی میں علماء کرام سے نہ معلوم کتنے سوالات دینیہ ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں وہ حضرات بھی جوابات سمجھ سے اُمت کو آشنائے دین کرتے رہے ہیں۔ حضرت حافظ ملت کی پوری زندگی مسائل دینیہ کے بیان میں گذری، درس و تدریس میں سوالات و جوابات کے لمحات گزرے اور آپ نے کتنے اُجور بے پایاں کے خزینہ دار ہو کر اس دنیا سے کوچ فرمایا صرف آپ ہی کے لئے یہ فضیلت نہیں مانتا ہوں بلکہ ایسے تمام اہل حق علماء کرام کے لئے تسلیم کرتا ہوں۔ چونکہ حافظ ملت نمبر نکل رہا ہے اس میں رنگا رنگ کے مضامین ہوں گے۔ منقبتیں ہوں گی مدائح جلیلہ ہوں گے میرے نزدیک حافظ ملت اور بڑے سے بڑے علمائے دین و اولیا کی بڑی ثنا گری یہی ہے جو اس گروہ مرتاض کے لئے لسان نبوت کے بشارات میں ہیں۔ اور اس میں بجا کسی غالیانہ تصور کا شائبہ بھی نہیں ہے۔

حافظ ملت کا فیض عام:۔ علماء فرماتے ہیں "والعلم نفعه متعد بخلاف العمل" دینی علم کا فائدہ عام ہے، علم شمع فروزاں و سراج منور ہے جس کی روشنی سے بے شمار دلوں کے اندھیرے اُجالے سے بدل جاتے ہیں اور

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

روشن اور دوسروں کو بھی نور و ضیا سے نوازتا ہے۔
علم متعدی ہے عمل کی طرح لازم نہیں۔ عمل کا فائدہ واجر و ثواب عامل کی ذات تک ہی محدود رہتا ہے مگر علم کی نشر بخشی متحرک ہوتی ہے۔ منجمد نہیں۔ نفع کی تعریف ہی یہ ہے کہ "النفع ایصال الخیر الی الغیر" یعنی خیر کی غیر کو پہنچانا۔ اس علمی کمال کے معیار پر بھی حافظ ملت کی شخصیت کو پرکھئے صاف "ایصال الی الغیر" کا نمونہ ہیں۔

فوج در فوج شاگردوں کا کاروان حفاظ، علماء، واعظین، مدرسین کا لشکر بیکراں۔ پھر ایک مذہبی قلعہ کی تعمیر محکم جس کا نام "اشرفیہ عربی یونیورسٹی" ہے جس سے رہتی دنیا تک جنود اللہ، حزب اللہ ترتیب پاکر رزم گاہ حق و باطل میں حمایت حق کی خاطر تقریراً۔ تحریراً۔ تدریساً اسلام و مذہب اہل سنت وجماعت کا پھریرا لہراتے رہیں گے۔
ان سب کار ہائے نیک کے اجر و ثواب حافظ ملت کے نامۂ اعمال میں تادم حشر ثبت ہوتے رہیں گے۔ اُن کی زندگی کے یہ نقوش انمٹ ہیں جن کو تغیرات زمانہ کے پنجۂ استبداد بھی نہیں مٹا سکتے۔

آپ تلامذہ و اہل ارادت کے اشباح و ارواح دونوں کا تزکیہ فرماتے تھے۔ اور یہ بات کچھ ڈھکی چھپی بھی نہیں ہے۔ اس لحاظ سے بھی آپ بکثرت یاد کئے جاتے رہیں گے۔ مشائخ کرام کے لئے شریعت کا یہ جزئیہ مسلم ہے۔ "والدعاء لھم مطلوب لانھم اباء الارواح کما ان الوالدین اباء الاشباح" دینی پیشواؤں کے لئے دعائیں کرنا یہ ایک شرعی مطالبہ ہے۔ اس سے کہ اساتذہ کرام و پیران عظام، روحوں کے آباء ہیں۔ اور یہ سب جانتے ہیں کہ ہر مومن اپنے ماں باپ کے حق میں دعاء خیر کرنے کا مامور ہے، حالانکہ ماں باپ تو صرف ظہور جسم کے لئے واسطہ بنائے گئے ہیں مگر مشائخ و اساتذہ تو روحانی کمالات کے مظہر منتخب کئے گئے ہیں لہذا اس فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے ماننا پڑتا ہے کہ جو فرق جسم و روح میں ہے وہی فرق دونوں کے مربیین اور ان کے درجات وحقوق و دعاء خیر کرنے میں ہے اس لحاظ سے پھر حافظ ملت بہت ہی خوش نصیب ہیں کہ دن رات ان کی روحانی بارگاہ میں نہ معلوم دعاؤں۔ ایصال ثوابوں کے کتنے تحائف و ہدایا پیش ہوتے ہوں گے۔ مولیٰ تعالیٰ اس کثیر السیات کو اپنے صالحین و ابرار بندوں کے طفیل میں حسن خاتمہ و مغفرت و نجات کی دولتوں سے معمور فرمائے آمین ثم آمین۔

رُباعی

بخدمت حضرت مولانا الحاج حافظ ملت علیہ الرحمہ

دعوت فکر و عمل دی آپ نے
اور کشتی بر محل دی آپ نے
رہنمائے اہل سنت مرحبا
قوم کی قسمت بدل دی آپ نے

از ادیب مبارکپوری

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا قاری محمد عثمان اعظمی

حافظ ملت
بحیثیت مرشد کامل

ارادت و عقیدت یعنی مُریدی اور پیری کا رشتہ اپنے بنیادی مقصد کے لحاظ سے بہر حال مبارک اور مسعود رشتہ ہے۔ یعنی طہارت قلب اور تزکیۂ نفس جو قرآن و حدیث کا منشا، اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کھُلا ہوا اقتضا ہے۔ پیری مریدی کا یہی مقصد ہے اس لئے پیری اور مریدی کو ہم ذرا اجتہادی مسئلہ نہیں کہہ سکتے بلکہ دین و شریعت کے اور مسائل کی طرح یہ بھی کھلا ہوا اور مطلوب مسئلہ ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں جہاں اور بہت سی آیات اس باب میں موجود ہیں وہاں ایک آیت کا یہ ٹکڑا وَيُزَكِّيهِمْ بھی ہمیں صاف صاف بتا رہا ہے کہ تزکیہ قلب قرآن کا مطلوب حکم ہے اور اسی مبارک و مسعود مقصد کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی ہے۔

اسی طرح احادیث کریمہ میں جہاں اس باب میں واضح بیانات موجود ہیں وہاں بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ سے بھی صاف صاف پتہ چل رہا ہے کہ مکارم اخلاق کی تکمیل سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح پہلو ہے۔ لہٰذا تزکیۂ نفس اور مکارم اخلاق سے تطہیر قلب کرنا قرآن و حدیث کا محکم حکم ہے۔ اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ پیری اور مریدی کا مقصد درحقیقت تطہیر قلب اور تزکیۂ نفس ہے پس اس مبارک اور مسعود مقصد کے تحت پیری اور مریدی کا مسعود اور مبارک ہونا غیر اجتہادی مسئلہ ہے۔ اور اس سے وہی شخص انکار کرے گا جو قرآن و حدیث کے ان واضح بیانات سے نابلد

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔

حافظ ملت علیہ الرحمہ بحیثیت پیر و مرشد

حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عالمانہ و فاضلانہ حیثیت جو ہر موافق و مخالف کو مسلّم ہے اسی طرح آپ کی عارفانہ حیثیت بھی واضح اور غیر مبہم ہے جس طرح آپ کی عالمانہ و فاضلانہ حیثیت آفتاب کی طرح روشن ہے۔

عارفانہ حیثیت سے آپ کے بیان و اظہار شاہد ہیں کہ اگرچہ آپ اپنی خانقاہ کوئی خانقاہ نہیں رکھتے تھے نہ ہی بعض خانقاہیوں کے مشہور و معروف سجادہ نشینوں کی طرح خود کو آراستہ کر کے لوگوں کے عقیدت کشش تھے، نہ ہی زرق برق لباس میں ملبوس ہو کر لوگوں کی عقیدت و ارادت کو شہ دے کر اپنی طرف مائل کرنے کے بہیں ریشمی سامان رکھتے تھے بلکہ خشک چہرہ سادہ لباس اور کم گو ہونے کی وجہ سے آپ کی دنیائے ارادت و عقیدت کے لئے آپ بالکل بے کشش تھے۔

لیکن اس کو کیا کہا جائے کہ اس قسم کی بے سروسامانی کے باوجود حافظ ملت علیہ الرحمہ اپنی باطنی زیب و زینت میں اتنی کشش رکھتے تھے کہ بہت سے خانقاہی اور نورانی چہروں والے پیروں کے لئے باعث رشک ہی نہیں بلکہ باعث حسد بھی بن گئے، درحقیقت حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کہ وہ تقویٰ و طہارت اور تعلق باللہ و بالرسول کی قوت تھی جو دلوں کو ظاہری ساز و سامان سے کھینچ اپنی طرف کھینچنے پر مجبور کر دیتی تھی۔

ارشاد و ہدایت کی تکمیل ملت

دنیائے اہل سنت کا ہر فرد خصوصاً اس سے خوب واقف ہے کہ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ بھی باطنی اور روحانی حیثیت کو ہمیشہ چھپائے ہوئے فروغ دین کی جماعت پیدا کرنے کے لئے علماء کی فوج تیار کر رہے تھے الحمد للہ اس خصوص میں آپ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں اور علماء کی فوج کے ساتھ ساتھ علم و دانش کا ایسا خزانہ بھی یادگار میں چھوڑا ہے کہ مخلصین اہل سنت کو ہمیشہ حافظ ملت علیہ الرحمہ کو خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور رکھیں گے اور ہمیشہ آپ کی تشنہ ارشاد و علم و ہدایت کو اپنے سینے بنا کر وہ دین و ہدایت پا کر انشاء اللہ تا قیامت ترقی ہی ترقی کے جھنڈے گاڑتے رہیں گے۔ جس طرح آپ کی یادگار الجامعۃ الاشرفیہ دن بدن بلند سے بلند ہو کر مخلصین اہل سنت کو بھی فراموش کریں گے نہ ہی اس کی ترقی کی شان دیکھ کر خفت و فراموشی کر رہ رہیں گے

اس خصوص کے ساتھ حافظ ملت نے جب لوگوں کے اصرار پر ارشاد و ہدایت کا ہاتھ عمر کے آخری حصہ میں بڑھایا تو عقیدت و ارادت کے بڑھتے ہوئے ہاتھوں نے آپ کی عالمانہ شان کے ساتھ آپ کی عارفانہ شان کو بھی اسی طرح لبیک کہا جس طرح [illegible]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کی طرف متوجہ ہوئے، بلکہ بڑے بڑے عارفوں کی آن میں گویا ایک شاندار خواب کو شاندار تعبیر دی۔ ٹھیک اسی طرح حافظ ملت کی باطنی اور روحانی حیثیت کو بھی جن لوگوں نے جانا تو آپ کی ظاہری بے سروسامانی کے باوجود وہ آپ کے باطن کی طرف بھی کھنچے اور آپ کے تقویٰ وطہارت، تعلق باللہ اور اتباع سنت رسول کی شان کو اس دور میں خصوصی فضل دیکھ کر آپ کو اپنا مرشد بنا کر مطمئن ہوئے۔ چنانچہ قلیل مدت میں آپ نے جن لوگوں کو وابستہ فرمایا وہ بھی ان لوگوں کے بے فیض اثر بن گئے جو شاندار خانقاہوں کے سازوسامان سے رشتہ عقیدت سے مرشد وقت سے وابستہ ہیں۔

میں حافظ ملت کا مرید نہیں ہوں، ہو سکتا ہے کسی کو شبہ ہو کر میری ان سطروں میں میری ارادت عقیدت بول رہی ہے، جبکہ میں اس نے حافظ ملت کی بیعت سے شرف کا ایسا ہوں کہ میں آپ سے ارادت کا رشتہ رکھتا ہوتا تو آپ یقین کیجئے کہ میں حافظ ملت کا مرید نہیں ہوں اس لئے ان سطروں میں میری ارادت نہیں بول رہی ہے بلکہ حقیقت پسندی کی عادت اپنا کام کر رہی ہے۔ میں خانقاہوں کے بیشتر پیکر دیکھتا رہتا ہوں اور مشہور و معروف پیروں کے آستانوں پر بھی حاضری دیتا رہتا ہوں۔ لیکن اس کو کیا کیجئے کہ میری حقیقت پسندی نے حافظ ملت علیہ الرحمہ کے تقویٰ وطہارت اور آپ کے تعلق باللہ اور اتباع سنت پیروں کی فیض افشانی سے متاثر ہو کر یہ سطریں قلمبند کرلی ہیں۔

حافظ دین و ملت

فروغ احمد الاعظمی

السلام اے حافظ ملت فدائے دین پاک
ہے تری تنویر سے ظلمت کا سینہ چاک چاک

ملت کیوں نہ ہوں تجھ پر فدا سو جان سے
بن گئی خشک خس تیری بدولت خشت خاک

علم و دانش کے پیامی دین احمد کے امین
دشمنوں کے دل پہ بیٹھی ہے تری سطوت کی دھاک

حق پرستو حافظ ملت کی ہے یہ بات حق
حق و باطل میں کبھی ہوتا نہیں ہے اشتراک

---

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی
شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ

انمول موتی

مرشد برحق۔ آقائے نعمت، حضور حافظ ملت قدس سرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار علمی عملی اخلاقی روحانی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں سے آراستہ فرمایا تھا۔ اور محاسن وہبی وکسبی ذاتی اور عرضی سے مزین کیا تھا۔ انھیں خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ قدیم صوفیا اور حکما اور اخلاقیین کی طرح آپ کی زبان فیض ترجمان سے بھی موقع بموقع ایسے کلمات صادر ہوتے ہیں، جو ضرب المثل بنائے جانے کے لائق ہیں۔ اور ان میں اختصار اور ایجاز کے ساتھ معانی و حکم کے سمندر موجزن ہیں۔ جن میں کسی نہ کسی قسم علمی یا لسانی طرفگی ہے۔ اور لطافت حکمت ضرور پائی جاتی ہے۔ زندگی کے کسی اہم مسئلہ پر پُر لطف انداز میں رہنمائی اور ہدایت موجود ہے۔

اس مختصر مضمون میں ہم آپ کے چند ایسے ہی کلمات شان نزول کے ساتھ تحریر کرتے ہیں، اور جن لوگوں کو بھی آپ کے فیض صحبت سے حصہ ملا ہے۔ اگر کوشش کرکے آپ کے ایسے فیض آثار جملے جمع کر دیں تو حکم و امثال کا ایک بہتر مجموعہ قوم کی نگاہ میں آجائے۔

ضلع دیوریا کے مشہور قصبہ لار سے قریب ایک موضع جسٹرا نام کا ہے۔ اسی موضع کے مخیر اور دیندار رئیس جناب مقبول احمد انصاری، جن کا بہت بڑا کاروبار برجونا کلکتہ میں ہے۔ اور جہاں کی دولت کا معتدبہ حصہ مذہب حق اہلسنت وجماعت کی نشرو اشاعت و حمایت و نصرت میں صرف کرتے ہیں۔ کلکتہ کے اسی علاقہ میں شمع نیازی نام کے ایک جاہل نے اناپ شناپ بکواس لکھ کر شائع کی۔ اور کچھ جاہل مسلمان اس کے زیر اثر آگئے۔ یہ فتنہ اس قرب وجوار میں بڑا شدید ہو گیا تھا۔ اس کے خلاف تحریرًا، تدبیرًا ہر طرح کی موثر جدوجہد اور اس کے فرو کرنے کا سہرا بڑی حد تک مقبول صاحب کے سر ہے۔ سنیت کے عاشق اور رضویت کے شیدائی ہیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

"حضور حافظ ملت" کے نام کام اور ان کی ذات سے مقبول صاحب بے حد متاثر ہیں۔ اور مبارکپور میں جنت کے لئے جو کام ہو رہا ہے۔ اس کے بے حد مداح اور معاون بھی ہیں۔ انہیں مقبول صاحب نے ایک اجنبی جگہ کارخانہ لگایا جس میں کافی سرمایہ خرچ کیا۔ مگر کلکتہ میں مصروفیت ہونے کی وجہ خود وہ وقت نہ دے سکے، اور غیر ان کو فائدہ سے کوئی مل نہ سکا۔ کارخانہ گھاٹے سے ہی چلتا رہا۔ آخر تلاش بسیار کے بعد ایک ایسے شخص کو انہوں نے منتخب کیا جو کہ صحیح العقیدہ، اور ایک عالم دین کا لڑکا، اور خود بھی کافی دینی معلومات رکھتا تھا۔ مقبول صاحب بے حد مسرور تھے۔ کہ اب کارخانہ کا حقہ فائدہ دینے لگے گا۔ مگر سال دو سال کے بعد جب حساب ہوا۔ حسب سابق پھر کئی ہزار کا نقصان ہوا۔

حساب کے فوراً ہی بعد انصاری صاحب حضور حافظ ملت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ انہیں سخت تعجب تھا کہ ایک دیندار گھرانے کا فرد اور سُنی عالم بھی ایسا فراڈ ہو سکتا ہے۔ "حضور حافظ ملت" کی خدمت میں وہ اسی سلسلہ پر بار بار اظہار تعجب کر رہے تھے۔ اور بار بار ان کی زبان سے اس قسم کے جملے ادا ہو رہے تھے حضور میں نہیں سمجھ رہا تھا کہ ہمارے "ہم مذہب" ہو کر ایسا کریں گے حضرت میں کہتا ہوں یہ میرے ــــ ساتھ ایسا کرتے ذرا خدا سے نہیں ڈرے۔

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ خاموش سنتے رہے جب بار بار انہوں نے "ہم مذہب" کا لفظ دہرایا۔ تو آپ نے فرمایا "انصاری صاحب" آج کل آدمی ہم مطلب ہوتا ہے۔ اور ہم مذہب بعد میں" آپ کو اس قدر حیرت کیوں ہے۔

سیٹھ صاحب، پر اس جملہ کا جو اثر ہوا ہو۔ لیکن میرا یہ حال ہے کہ جب جب اس کی یاد آتی ہے۔ لطف و لذت سے ہوش و گوش کے ساتھ ساتھ دل و دماغ بھی سرشار ہو جاتے ہیں۔

کلمہ ہم مطلب کو مطلبی اور خود غرض کے معنی میں میرے کانوں نے زندگی میں پہلی بار سنا اور عجب نہیں اردو زبان میں پہلی دفعہ یہ لفظ اس معنی میں استعمال بھی کیا گیا ہو، لیکن موزونیت اور برجستگی کا یہ عالم ہے کہ زبان کے پورے ذخیرہ میں اس موقع اس معنی کو ادا کرنے کے لئے شاید اس سے زیادہ موزوں کوئی لفظ ملے مخاطب کے کلام کو اس کے مراد کے خلاف طریق استعمال میں ادنیٰ تغیر کر کے پلٹ دینا معانی و بلاغت کی انوکھی دستکاری ہے۔ حجاج ابن یوسف ثقفی کے دربار میں عرب کا مشہور فصیح اور شاعر و رئیس قبعثری پکڑ کر لایا گیا۔ حجاج نے اس کو دھمکاتے ہوئے کہا۔

لاحملنک علی الادھم — میں تم کو "ادھم" (بیڑی) پر سوار کر دوں گا۔

یعنی بیڑی پہنا دوں گا۔ قبعثری نے جواب میں کہا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نعم مثل الامیر یحمل علی ۔۔۔ ہاں امیر سیاہ اور سفید گھوڑوں
الادھم والا شھب ۔۔۔ پر سوار کرا سکتا ہے۔

یہاں شاعر نے ادھم کے ساتھ اشھب کا لفظ زیادہ کرکے ادھم کے لفظ کو بیڑی کے بجائے سواری اور گھوڑے کے معنی میں متعین کر دیا۔

"حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالا جملہ میں اسی نوع کی لگ بھگ ایک لطیف سی صنعت کارفرما ہے کہ مقبول صاحب کے کلام میں صرف دو لفظ کے رد و بدل سے اس جملہ کو ایک بالکل نیا معنی دیدیا۔ اور بولنے والے کے حیرت و استعجاب کا ازالہ فرما دیا۔ بلکہ قبعزی نے تو ایک لفظ کا پیوند لگا کر لفظ ادہم کو دوسرے معنی (سواری) یا۔ اور یہاں ایک ادنیٰ تغیر سے ہی وہ کام لے لیا ہے جب کا ساز و آہنگ تک تبدیل نہیں ہوا ہے۔ پھر یہ جملہ ایجاز و ابلاغ کی ایک اعلیٰ مثال ہے اور اپنے چھوٹے سے دامن میں ایک دریائے معانی سمیٹے ہوئے ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مذہب کو تمام علائق و اسباب پر تقدم حاصل ہونا چاہیئے اور خود غرضی تو فی نفسہٖ ایک عیب ہے۔ عام انسانوں کے ساتھ بھی یہ عقلاً و اخلاقاً بے حد بری اور معائب قبیحہ میں شمار ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ اپنے عزیز قریب کے ساتھ خود غرضی برتی جائے اور اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ اپنے مذہبی بھائی کے اعتماد سے ناجائز فائدہ اٹھا کر خواہش گھات کیا جائے۔ اور اس کے حُسن ظن کو ٹھکرایا جائے بلکہ اپنے فائدہ کے لئے اس کو نقصان پہونچایا جائے۔

یہ مذہب پرستی نہیں بلکہ مذہب سے بغاوت ہے۔

لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ یہی قبیح و ناسزا فعل آج ہر آدمی کا شعار بنا ہوا ہے۔ مستثنیات کو چھوڑ کر کون ہے جو خود غرضی سے دامن بچا سکا۔ حضور حافظ ملت کا یہ مختصر جملہ "آج کل آدمی ہم مطلب پہلے ہوتا ہے اور ہم مذہب بعد میں" ان پورے مطالب کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اور حسن ادا اور طرز کلام کی ندرت اس پر مستزاد ہے۔ پھر آپ چاہیں تو اس بلیغ جملے کو آج کی رستی ہوئی سوسائٹی کے زخم پر ایک بھرپور نشتر اور موجودہ معاشرہ پر ایک چبھتا ہوا طنز بھی قرار دے سکتے ہیں۔

(راوی قاری محمد یحییٰ ناظم اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ)

(۲) "اتفاق کا نام زندگی ہے اور اختلاف موت ہے"

یہ جملہ آپ نے اپنے وعظ و تذکیر اور ہدایت و ارشاد کی مجالس میں بے شمار مرتبہ ارشاد فرمایا جس کے سننے والے بے شمار ہیں بلکہ اسی جملہ کے علوم و معارف نے مولوی قمر الزماں صاحب خطیب شہیر کو ایک نہایت عظیم تقریر کی تیاری کے لئے روشنی عطا کی جس کا عنوان ہے "موت" اس جملہ کی تشریح مزید بھی آپ خود حافظ ملت کی زبان سے سنئے! وہ فرماتے موت اور زندگی میں کیا فرق ہے؟ مطلب یہ ہے کہ ایک اچھا بھلا آدمی دیکھتے ہی دیکھتے لقمہ اجل بن گیا۔ وہ تمہارا کتنا ہی عزیز، دل آرام اور قریب کیوں نہ ہو اب اس لائق نہیں کہ دو دن بھی اس کو اپنے پاس رکھ سکو۔ اس پر جان چھڑکنے والے بھی جلد از جلد

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اس کو اپنے سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن کبھی تم نے غور کیا کہ آدمی میں مرتی کیا چیز ہے؟ کیا جسم مرتا ہے؟ نہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں جسم کا ہر عضو اپنی جگہ ویسا ہی ہے جیسا زندگی میں تھا۔ نہ کان میں خرابی ہوئی نہ آنکھ میں نقصان آیا۔ نہ ہاتھ پاؤں ٹوٹے۔ نہ دیگر اعضاء میں شکست و ریخت ہوئی۔ تو جسم کہاں مرا۔ اور موت سے جسم میں کون سا تغیر آیا کہ کہا جائے کہ جسم پر موت طاری ہوئی۔ رہ گئی روح تو روح کے بارے میں مسلم ہی نہیں غیر مسلموں کا بھی یہی خیال ہے کہ روح امر ہے اور روح زندہ رہتی ہے۔ پس جب آدمی کے ان دونوں حصوں میں سے کوئی مرا نہیں تو موت کس پر طاری ہوئی؟ بات دراصل یہ ہے کہ جب تک جسم کے ساتھ روح کا تعلق قائم رہتا ہے۔ یا یوں کہیے کہ روح و بدن میں اتفاق رہتا ہے آدمی زندہ رہتا ہے اور جب یہ تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ ساتھ چھوٹ جاتا ہے جسم و روح الگ الگ ہو جاتے ہیں اور دونوں میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ تو لوگ کہتے ہیں کہ آدمی مر گیا۔ پس کیا یہ حقیقت نہ ہوئی کہ جسم و روح کا اتفاق زندگی ہے اور اختلاف موت ہے:

بس اسی طرح دنیا کی ہر چیز میں اتفاق زندگی ہے اور اختلاف موت۔ جس گھر کے سب افراد باہم متحد ہوں اور جس گھر کے افراد میں اختلاف و نفاق ہو وہ گھر مردہ ہے یا ایک محلہ کے لوگ باہم اتفاق و اتحاد سے رہ رہے ہوں تو وہ محلہ زندہ ہے۔ اور اگر اختلاف ہو کہ یہ اس کی پگڑی اچھال رہا ہے اور وہ اس کی ٹانگ گھسیٹ رہا ہے بس یہ اختلاف ہی اس محلہ کی موت ہے۔ یہی حال شہر کا ہے ملک کا ہے اور قوم و ملت کا ہے۔ وہ ملک زندہ ہے جس کے باشندوں میں اتفاق ہے اور وہ ملک جلد ہی ختم ہو جاتے ہیں جس کے باسیوں میں خانہ جنگی، وہ قوم زندہ قوم ہے جس کے افراد میں باہم ہمدردی غمگساری اور اتحاد کا خیال ہے اور وہ قوم زندہ در گور مردوں سے بدتر ہے جس کے افراد میں خود غرضی نفس پرستی اور دوسرے بھائی کی ترقی دیکھ کر حسد و رشک کی آگ میں جلنا پایا جائے۔ نفاق و افتراق کی شناخت اور اتفاق و اتحاد کی فضیلت پر آج تک نہ جانے کتنا کہا گیا اور نہ جانے کیا کچھ لکھا جا چکا ہے۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ اس سے زیادہ عمدہ کسی نے نہیں کیا ہوگا۔ لیکن ایجاز و ابلاغ، جامعیت و وسعت حسن ادا، اور حسن مبالغہ میں یہ جملہ بلاغت کی انتہائی سرحدوں کو چھو رہا ہے۔ اور اپنی مثال آپ ہے۔ اتفاق یکجہتی کی تعبیر قوت و توانائی کے سرچشمے بھی کی جاتی ہے۔ اتحاد و وداد کو شان و شکوہ۔ اور خیر و برکت و حشمت کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اور سچ پوچھئے تو خواب جوانی کی طرح اس کی تعبیریں بھی بہت۔

لیکن غور سے دیکھئے تو مذکورہ بالا اسالیب بیان حقیقت کے چہرے کا کوئی ایک روپ ہی بے نقاب کرتے ہیں اور اتحاد و اتفاق کے بے شمار فوائد میں سے کسی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ایک فائدے کی ہی نشان دہی کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف مذکورۃ الصدر جملہ میں اتفاق زندگی اور اختلاف کو موت کہہ کر مجاز و مبالغہ کا ایک دلکش امتزاج پیش کیا جارہا ہے پھر تشبیہ کی گہرائیوں میں اترئے تو زندگی کی گوناگوں وسعتوں میں تیرتے چلے جائیے۔ سب آپ کو اتفاق کے جلوے اور محبت کی رعنائیوں کے منظر ملیں گے۔

پھر لطف یہ ہے کہ استعارہ کا یہ نادرہ کار نمونہ اپنی وسعتوں میں اس درجہ پھیلا ہوا ہے کہ خود حقیقت بھی اس کا ایک فرد بن گئی ہے۔ کیونکہ اتفاق جس کو مجازاً زندگی کہا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اتفاق کی ہی ایک فرد ہے۔ اور موت اختلاف کی۔ الغرض آپ جتنا غور کریں حسن معنی اور اسلوب بیان کے جلوے نکھرتے چلے جائیں گے

ہزار کام لیا ہم نے خوش بیانی سے
جمال یار کی رعنائیاں ادا نہ ہوئیں (جام نور)

۳۔ امامت کوئی کام ہے؟ نماز تو پڑھنا ہی ہے پھر کیا سب سے آگے کھڑا ہونا کیا پیچھے کھڑا ہونا۔"

یہ جملہ حضور "حافظ ملت" علیہ الرحمہ نے ہمارے ایک نہایت دلچسپ رفیق اور سعدی علیہ الرحمہ کی زبان میں یار شاطر نہ بار خاطر، حضرت مولانا الحاج حافظ قاری رحمت اللہ صاحب زید مجدہم سے فرمایا تھا۔

حافظ صاحب موصوف گورے چٹے، بھاری بھرکم وجیہ و پر وقار مردانہ حسن کا ایک کامل نمونہ ہیں ——— مجھے بھولتا نہیں ایک دفعہ ہماری کمشنری کے حاکم اعلیٰ اشرفیہ کے معائنہ کے لئے تشریف لائے۔ اشرفیہ میں طلباء کی لائبریری اس زمانہ میں بھی ہر چند کہ مختصر تھی مگر دیکھنے کی چیز تھی کمشنر صاحب کی وجہ سے ذرا اہتمام خصوصی ہو گیا تھا۔ پوری لائبریری عمدہ قسم کے قالینوں سے مزین تھی اور چھوٹے سے کمرے میں تیز پاور کے کئی گلوب جس سے خیرہ کن چکا چوند پیدا ہو گئی تھی۔ اور پورا کمرہ جگ مگ جگ مگ کر رہا تھا۔ طے یہ تھا کہ قاری رحمت اللہ صاحب کو لائبریری کی کرسی پر بٹھا دیا جائے گا۔ اور کتابوں کی نمائش اور لوگوں سے تعارف کا فریضہ میں ادا کروں گا۔ میں اس موقع پر چند سکنڈ کی تاخیر سے پہونچا۔ کمشنر صاحب آ چکے تھے ——— میں کیا عرض کروں بالکل سامنے کرسی پر قاری صاحب موصوف الصدر تشریف فرما تھے لیکن میں پہچان نہ سکا۔ خیال ہوا کہ یہی کمشنر صاحب ہیں کیا۔ پھر فوراً ہی انداز ہوا کہ ارے یہ تو اپنے قاری صاحب ہیں۔ کالی شیروانی، سیاہ ٹوپی مجسمہ کے مثل ساکت وصامت، ایک حسین وجمیل فانوس کی طرح وہ بھی دمک رہے تھے اور کمرہ کے رنگ ونور کا ایک جز معلوم ہو رہے تھے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے ان کی شخصیت سے متعلق بھی ایک لاثانی جملہ ارشاد فرمایا ہے۔ "ماشاء اللہ ہمارے قاری رحمت اللہ صاحب کسی بڑی سے بڑی کانفرنس میں بھی پگڑی باندھ، جبا پہن کر کرسی پر بیٹھ جائیں، اور بالکل خاموش رہیں کچھ بھی نہ بولیں۔ تب بھی عوام محسوس کریں گے کہ بڑی شاندار تقریر ہو رہی ہے۔"

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ایک دفعہ ان کو نماز اگر پڑھا سکیں کی عظیم وسیع مسجد کی محراب میں نماز پڑھاتے دیکھا تو فرمایا۔ الحمد للہ! امام ایسا ہی ہونا چاہیے۔ قاری صاحب مصلے پر کھڑے ہوتے ہیں تو محراب بھر جاتی ہے۔ اور مصلی پر رونق ہو جاتا ہے۔

خود ہمارے قاری صاحب بھی برجستگی اور بدیہہ گوئی میں لاجواب ہیں کسی موقع پر بھی جب آدمی کو نشان و گمان بھی نہ ہو۔ یک بیک ان کی زبان سے ایک ایسا جملہ سرزد ہو جاتا ہے [illegible] سر دھنے لگتے ہیں۔ اور [illegible] بچوں کی طرح خوش ہو کر [illegible] کوئی بڑی اچھی بات کہہ دی کیا [illegible] کے دوران قیام [illegible] ساتھ ہی کہیں جا رہے تھے ایک [illegible] دیکھ کر آپ فرماتے ہیں۔ [illegible] دیکھئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] جائے گی۔" غرض مولانا صاحب موصوف عجیب یار باش اور رونق محفل قسم کے آدمی ہیں۔ اب کچھ دنوں سے وہ علیل ہو گئے ہیں۔ لیکن جب تک ساتھ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] درجہ حفظ و قرات سے سرفراز تھے۔ تمام عمر [illegible] لئے [illegible]

مسجد کی خطابت و امامت ملازمت ایک ایسا مشغلہ ہے کہ نئے تعلیم یافتہ حضرات تو اسی کا نام لے کر لوگوں کو دینی تعلیم سے عار دلاتے ہیں۔ مثلاً دینی تعلیم حاصل کر کے کیا ہوگا لڑکے کی عمر برباد ہو گی۔ دینی تعلیم میں بڑی ترقی ہوئی تو کسی مسجد کا ملا ہو جائے گا زندگی بھر لوٹے بٹیالی کا حساب اور لوگوں کی خیرات کی روٹیوں پر بیگار اور کیا حاصل ہے دینی تعلیم کا۔

نامناسب نہ ہوگا اگر اس سلسلہ میں الہ آباد کے مولوی عبدالکافی صاحب کے دو مدد مکالمے ذکر کر دیئے جائیں۔ جو آپ نے نئی تعلیم کے ترجمان سے کئے۔

حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن صاحب مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ شہر الہ آباد میں کسی رئیس کے یہاں کوئی تقریب ہوئی جس میں صاحب خانہ نے جدید و قدیم دونوں ہی گروپ کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ اس موقع پر پروفیسر امجد علی بھی آئے تھے۔ جو اس عہد میں نیچریت کے اقانیم ثلاثہ میں سے ایک گردانے جاتے تھے۔

پروفیسر صاحب موصوف مولانا عبدالکافی صاحب کو ممکن ہے غائبانہ جانتے رہے ہوں لیکن ملاقات یا گفتگو کی نوبت اس کے قبل کبھی نہیں آئی تھی۔ ملاقات ہوئی تو تعارف میں مولانا نے یہ ذکر فرمایا کہ مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں بچوں کو دینی تعلیم دیتا ہوں بس پھر کیا تھا پروفیسر صاحب چالو ہو گئے۔ اس تعلیم میں کیا فائدہ؟ قوم کا کیا بھلا ہو گا؟ آپ حضرات مسلمان قوم کو خراب و خستہ کر رہے ہیں

[illegible]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا موصوف خاموش رہے۔ جب پروفیسر صاحب اپنی تقریر ختم کر چکے تو آپ نے فرمایا بات تو ٹھیک ہی ہے کہ آپ لوگ کو دین سے مطلب نہ خدا اور رسول سے غرض تو آپ کو دینی تعلیم سے کیا فائدہ، اور کیا نسبت مگر خوب رو باقی آپ لوگوں میں بھی ایسی ہیں کہ ان کی خاطر ہم کو دینی تعلیم جاری رکھنا پڑ رہا ہے۔ ایک اسلامی نام رکھنا دوسرے مرنے کے بعد اسلامی طریقہ پر کفن دفن کرنا جس دن آپ لوگ یہ دونوں کام چھوڑ دیں گے ہم بھی دینی مدارس بند کر دیں گے۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ مدظلہ کا بیان ہے کہ یہ سنکر پروفیسر صاحب بالکل ہی خاموش ہو گئے اور کچھ بھی نہ بولے۔

ایک دن اسی قسم کے ایک [illegible] بزرگ سے مولینا کا سامنا ہوا۔ انھوں نے تعارف چاہا تو مولانا نے نام اور مقام کے بعد یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سہارنپور میں بچوں کو دینی تعلیم بھی دیتا ہوں۔ اس پر انھوں نے اپنی دانست میں بھرپور طنز کیا واقعی صاحب! آپ حضرات کا ایثار و قربانی اور قناعت حیرت ناک اور قابل رشک ہے کہ دنیا پر لات مار کر آخرت کو اختیار کیا۔ مولانا نے نہایت سادگی اور بھولے پن سے ان کی طرح رخ کر کے فرمایا۔ نہیں صاحب ہم کو تو آپ حضرات کے ایثار اور قناعت پر حیرت ہے۔ غیر معمولی ایثار ہے آپ لوگوں کا۔ اس پر اب تو ڈپٹی صاحب کے ساتھ تمام موجودہ حضرات کو سخت حیرت ہوئی اور بیساختہ انھوں نے کہا وہ کیسے؟ آپ نے اسی سادگی اور سنجیدگی سے فرمایا کہ یہی کہ آپ نے آخرت کو جو باقی ہے چھوڑ رکھا ہے۔ اور دنیا جو ختم ہونے والی ہے اسکو اختیار کر لیا ہے۔ آپ لوگ ہم سے بڑے قناعت پیشہ ہوئے یا نہیں۔ یہ سنکر ان کا حال بھی وہی ہوا کہ جیسے غبارے سے ہوا نکال دی گئی ہو۔ الغرض دینی تعلیم اور نماز کی امامت جدید ذہن کے نزدیک ایک بڑا گھٹیا مشغلہ ہے۔ سب سے حیرت ناک بات یہ ہے کہ خود دینی تعلیم پانے والے بھی لوگ بھی امامت سے کچھ کم گریزاں نہیں ہیں۔ اور انھیں بھی اسی ملازمت سے اسی طرح انقباض ہوتا ہے جیسے جدت پرستوں کو۔ وجہ دراصل یہ ہے کہ ان کے نزدیک کچھ اور ہے۔ ان کے خیال میں امامت کی ملازمت بے حد ذمہ داری، [illegible] مصروفیت اور غیر معمولی پابندی کا کام ہے۔ آدمی ایک [illegible] سے گرفتار ہو کر رہ جاتا ہے۔

مولانا ثروت امانت صاحب کو بھی برابر مسجد کی امامت رخصت سے اسی وجہ سے انقباض و انکار تھا۔ اور حضور حافظ ملت سے اسی سلسلہ میں کچھ عرض کیا کہ حضور اس میں بڑی پابندی اور بڑی مصروفیت ہے۔

اسی موقع پر حضرت نے یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا امامت بھی کوئی کام ہے۔ نماز پڑھانا ہے جیسے صف میں کھڑے ہوتے آگے میں کھڑے ہو گئے۔ آپ اگر غور کریں تو اس مختصر سے جملہ میں پورا فلسفہ پوشیدہ ہے جس امامت کے نام پر آدمی صرف پابندی سے بھاگ رہا ہے کیا مقتدی بن کر اس سے نجات حاصل ہو سکتی ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نہیں! اگر مسلمان ہے تو اسے نماز پڑھنا ہی ہے۔ اور ہر
وقت کی اسی کے وقت پر پڑھنا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے
ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتا نماز اہل
اسلام پر وقت در وقت فرض کی گئی ہے۔ پھر نماز پڑھنی ہے
تو مسجد میں ہی پڑھنی ہے۔ ارشاد نبوی ہے لا صلوٰۃ لجار
المسجد الا فی المسجد مسجد کے پڑوسی کی نماز تو مسجد میں
ہی ہوتی ہے۔ اور نماز وقت پر مسجد میں پڑھنے والا،
اکیلا پڑھے تو نماز تو ہو ہی جائے گی لیکن جیسی نماز کا مطالبہ
ہے ویسی نہیں۔ بلکہ بسا اوقات ترک جماعت آدمی کو
فاسق بنا دے گی۔ کہ بلا ضرورت جماعت چھوڑنا گناہ اور
مکروہ ہے۔ جماعت شعار اسلام ہے۔ اگر کسی جگہ کے سبھی
لوگ جماعت ترک کر دیں تو ان سے جہاد کیا جائے گا۔ پس
مسلمان تو ہر نماز، نماز وقت اور جماعت، اور جماعت
و نماز تو مسجد میں۔ اب آپ خود فرمائیے کہ مقتدی بننے
اور امام بننے میں کیا فرق رہا۔ سوائے اس کے کہ امام
آگے مصلے پر کھڑا ہوتا ہے اور مقتدی پیچھے۔ تو جس پابندی
اور ذمہ داری کے احساس سے آپ گھبرا رہے تھے وہ
تو شرعاً اور عقلاً آپ پر پہلے سے ہی عائد ہے اور اس
صورت میں تو امامت کا مزید فائدہ ہوا کہ اس کے ذریعہ
ایک اہم اسلامی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے۔ اور تنخواہ
مفت میں رہی۔ جو وقت کی پابندی کے عوض آپ کے لئے
مباح ہوئی۔

مخاطب کے دماغ سے کسی چیز کی شدت کم کرنے
کے لئے ایسا پیرایہ بیان اختیار کرنا جس سے شے مذکور
اپنی اصلی مقدار سے کم محسوس ہو۔ ایک محبوب اور مقبول
اسلوب کلام ہے۔

ایک مہینہ تک مسلسل دن بھر کھانے پینے خواہشات
نفس سے رکنا ایک مشکل کام ہے۔ اللہ پاک جل جلالہ
و عم نوالہ نے اہل اسلام کو اس کڑی محنت کا حکم دیا۔ تو
پیرایہ بیان حکم الٰہی کو دلوں سے کس درجہ قریب کرنے
والا اختیار کیا گیا۔ ارشاد الٰہی کتب علیکم الصیام کما
کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاماً
معدودات۔ تم پر روزہ اس طرح فرض کیا گیا
جیسے اور امتوں پر فرض کیا گیا تھا۔ یہیں سے مخاطب
کے ذہن پر ایک خوشگوار اثر مرتب ہوا۔ یہ کوئی ایسی
محنت نہیں جس میں ہم تنہا مبتلا کئے گئے ہوں۔ یہ تو
ساری قوموں پر فرض تھا۔ بالفرض بھاری بھی ہوتی تب بھی
آسان ہوتی کہ مرگ انبوہ جشنے دارد۔ آگے حکم الٰہی ہوتا
ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ تم متقی ہو جاؤ گے۔ یعنی یہ اگر
کچھ محنت کا کام ہے تو فائدہ بھی کتنا عظیم ہے۔ کہ

بقدر الکد تکتسب المعالی

ومن طلب العلیٰ سھر اللیالی

مشقت کے برابر ہی بلندی ملتی ہے۔ بلندی طلب
کرنے والوں کو رات رات بھر جگنا پڑتا ہے

یہ عظیم فائدہ دیکھ کر محنت خود سستی معلوم ہونے لگتی
ہے۔ اور مشقت آسان ہو جاتی ہے۔ یہ اشارے اور کنائے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہی اتنے کافی تھے کہ مخاطب ہزار جان سے روزے کی بجاآوری کے لئے آمادہ ہو جائے۔ آگے پھر وہی بات ملت سے دوہرائی گئی۔ ایاماً معدودات۔ وقت بھی کتنا مختصر ہے مہینے بھر کے گنے چنے دن۔

قرآن کا اعجاز اپنی جگہ پر ہے۔ بندے کا کلام وہاں تک کہاں پہونچ سکے۔ لیکن اس آخری اسلوب کی اتباع میں "حضور حافظ ملت" علیہ الرحمہ کے اس کلام میں بھی ایک حقیقت واقعیہ کی صحیح تصویر کھینچی گئی ہے۔ جس کو غلطی سے لوگوں نے نہایت مشکل اور وقت طلب کام سمجھ لیا تھا۔ گویا ایک مفرعی شدت کو سہل الحصول بناکر پیش کیا گیا ہے اس طرح مذکورہ بالا خوبی کے ساتھ ساتھ یہ ایک حقیقت نما مجاز بھی ہے۔ اور آگے پیچھے کھڑے ہونے کے الفاظ سے صنعت تضاد کے استعمال نے کلام میں مزید دلکشی پیدا کردی ہے۔

(راوی قاری رحمۃ اللہ)

ملنا مشکل، ملکنا مشکل۔ حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ مکارم اخلاق کی اس بلندی پر فائز تھے جسکو بلاشبہ انبیاء اور اولیاء کی اتباع کبریٰ کا مقام دیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اگر مستثنیات سے قطع نظر کرلی جائے تو آپ سے تعلق رکھنے والے ہزارہا شاگردوں کئی ہزار مریدوں اور بے شمار معتقدوں اور متعلقین میں یہ ایک عام خیال ہے کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ جس سے بھی ملتے وہ یہ سمجھتا کہ حضرت مجھ سے خصوصی تعلق رکھتے ہیں۔ اور جناب والا مجھ پر خاص نظر کرم فرماتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں اس خیال کی خاص وجہ یہ تھی۔ کہ آپ ہر شخص سے اس کے منصب کے موافق برتاؤ کرتے تھے۔ خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔

مولانا عبداللہ صاحب سلمہ ربہ کا بیان ہے۔ کہ ایک دفعہ میں آپ (راقم الحروف) کے ساتھ حضور حافظ ملت کی خدمت میں گیا تو آپ کو کرسی پر بٹھایا اور مجھے فرش پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ اور جب میں مولینا غلام حسین سلمہٗ کے ساتھ گیا تو مجھے کرسی پر اور ان کو فرش پر بیٹھنے کا حکم فرمایا راقم الحروف کا خیال ہے کہ ایسا موقع بھی ضرور آیا ہوگا جب مولانا غلام حسین صاحب زید مجدھم کو کرسی پر بٹھایا ہو اور ان سے کم درجہ کوئی آدمی ان کے ساتھ رہا ہو تو اس کو فرش پر بیٹھنے کا حکم دیا ہو۔ یعنی ہر شخص کی قرار واقعی تکریم حضرت کا وطیرہ تھا

چنانچہ ایک صاحب جو حضرت کے بہت قریبی شاگرد انتہائی زیرک اور ذی علم آدمی تھے۔ میں بھی ان کی ذہانت طباعی اور علم سے بے حد متاثر تھا۔ انھوں نے بدقسمتی سے حضرت سے اختلاف کیا اور اس کو آخری سرحدوں تک پہونچادیا جس سے پوری قوم میں انتشار اور برہمی ہوئی۔ اور حضرت کو اس سے کافی دکھ پہونچا۔

ایک روز حضرت وضو فرمارہے تھے۔ موقع کچھ ایسا ہی مناسب تھا میں نے عرض کیا۔ حضرت! اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ہے۔ اور بزرگوں کی دعاؤں کی تاثیر برحق۔ خاص اوقات میں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

آپ خان صاحب کے لئے دعا کیوں نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ ان کا دل پھیر دے۔ قوم کو ان کے علم و فضل کی بڑی ضرورت ہے۔ آپ نے میری طرف رخ کر کے فرمایا مفتی صاحب! نہ جانے کیوں اب وہ ہمارے دل سے نکل گئے۔ یہ سن کر مجھے ان صاحب کی کم نصیبی پر بڑا دکھ ہوا۔ تو یہ تھا حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے تکدر کا عالم ان صاحب کے ساتھ لیکن عام طور پر حضرت کا ان کے ساتھ اس کے بعد بھی برتاؤ دیکھ کر دیکھنے والے محسوس کرتے کہ شاگردوں کی اس بھیڑ میں جو حضرت کے ارد گرد ہمیشہ رہتی تھی سب سے زیادہ مقرب و محرم یہی ہیں۔

الغرض عرض کرنا مجھ کو یہ تھا کہ حضرت کی عنایت سارے ہی متعلقین پر ایسی ہوتی تھی کہ وہ اس کو خصوصی نوازش تصور کرتا۔ پھر بھی کچھ لوگ ایسے ضرور تھے جو الطاف خسروانہ اور مراحم خاص کے مورد تھے جیسے علامہ ارشد القادری دام ظلہ اب میں جن کا ذکر کرنے جا رہا ہوں۔ وہ کچھ اسی قسم کے بزرگ ہیں۔ جن کو حضرت کی بارگاہ میں قرب خاص کا مقام حاصل تھا اور حضرت ان کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتے تھے۔ اور وہ خود بھی ذی علم فاضل ذہین اور صاحب کمالات بزرگ ہیں۔ لیکن ان کی یہ ایک اخلاقی کمزوری مشہور ہے کہ ملازمت کے سلسلہ میں کہیں ایک جگہ جم کر کام کرنا ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اور یہ ایک ایسی بیماری ہے کہ اس کی وجہ سے نہ تو آدمی کی شخصیت بنتی ہے نہ کام میں جماؤ پیدا ہوتا ہے۔ پھر ہر جگہ سے علیحدگی کے کچھ نہ کچھ اسباب تو ضرور ہوں گے جو ظاہر ہے خوشگوار تعلقات کے نتیجہ میں تو پیدا ہو نہیں سکتے۔ جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ ہر علیحدگی کے بعد فریقین کے شکوے اور شکایت، قطع تعلق، بلکہ بغض و عداوت تک نوبت ہو جاتی ہے۔ مزید براں جتنی جگہ چھوڑی کم از کم وہاں کے لوگ ان کو نا اہل و ناکارہ قرار دیں گے حضور حافظ ملت بھی اس سیماب وشی کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ اور اکثر فرماتے۔ "میاں! بد مذہبوں کا حال ہے کہ جنگل میں پہونچ جائیں تو جگہ بنا لیتے ہیں اور ہمارے لوگوں کا حال یہ ہے کہ ہم انھیں جگہ دیتے ہیں اور یہ اس کو خراب کر دیتے ہیں" کبھی فرماتے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے سازگار ماحول میں کام کر رہے ہیں۔ لیکن قریب سے دیکھنے والے ہی جانتے ہیں کہ یہاں کن حالات میں نباہ کیا جا رہا ہے۔"

حضور حافظ ملت کے ایک نہایت ہی مخلص معتقد جن کا دینی اخلاص شک و شبہہ سے بالاتر ہے۔ جو ایک دینی ادارے کے سرگرم رکن ہیں۔ ایک عرصہ سے اپنے اس ادارہ کے لئے ایک اچھے صدر مدرس کی تلاش میں تھے حضور حافظ ملت سے بھی اس کے لئے بار بار گذارش کی تھی۔ اور حضرت بھی کسی مناسب آدمی کی جستجو میں تھے۔ ہم لوگوں سے بھی اس کے لئے بار بار تاکید کر چکے تھے۔ مگر اس وقت تک کوئی مناسب آدمی ان کو مل نہ سکا تھا۔ اتفاقاً ان کی ملاقات

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالا شاگرد عالم صاحب سے ہو گئی۔ اور باہمی بات چیت سے معاملات طے پا گئے مولانا نے رہنا قبول کر لیا۔ بات اس مرحلہ تک پہونچ جانے کے بعد انھوں نے حافظ ملت علیہ الرحمہ سے بھی مشورہ و اجازت ضروری سمجھا۔ اور عرض کیا حضور اگر ہمارے مدرسہ کے لئے حضرت مولانا صاحب مل جائیں تو کیسے رہیں گے۔ انھیں توقع تھی کہ حضرت سنتے ہی نہایت مسرور ہوں گے، دعائیں دیں گے اور اس انتخاب پر ہم لوگوں کو سراہیں گے مگر ان کی ساری امنگوں پر پانی پڑ گیا جب انھوں نے حضرت کی زبان مبارک سے یہ جملہ سنا

اول یہ کہ ملنا مشکل۔ مل جائیں تو ٹکنا مشکل

راوی کا بیان ہے۔ کہ میں نے تو حضرت کی خدمت میں یہ معاملہ اس حوصلہ اور اس خیال سے پیش کیا تھا کہ خود حضرت کو اس مسئلہ سے ذاتی دلچسپی ہے اور مولانا کو بھی حضرت بے حد محبت و عنایت سے نوازتے ہیں۔ اس لئے یہ بات سنتے ہی حضرت فرمائیں گے۔ صاحب ان کی کیا بات ہے۔ اگر وہ آپ کو مل جاتے ہیں تو آپ کے مدرسہ کو چار چاند لگ جائیں گے۔ اور وہ ثریا کی بلندی تک پہونچ جائے گا۔ پھر میں کہوں گا کہ حضرت! مولینا صاحب سے ہمارے معاملات طے ہو چکے ہیں۔ پھر حضرت اپنی عادت کریمہ کے موافق بے ساختہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیں گے۔ اور مجھے مبارکباد دیں گے۔ لیکن ہوا یہ کہ "ملنا مشکل ٹکنا مشکل"۔ حضرت کا جواب سن کر میں اس تردد میں پڑ گیا۔ کہ میں ان کو کس طرح یہ خبر دوں کہ حضرت ہم نے آپ کی بیان کردہ دو مشکلوں میں سے پہلی حل کر لی ہے۔ کیونکہ اب یقین ہو گیا تھا کہ دوسری والی مشکل سے ہم ضرور دوچار ہوں گے، اور بعد کے تجربات نے تو یہ ثابت کر دیا کہ اگر مولانا ہم کو نہ ملے ہوتے تو اچھا تھا مل کر نہ ٹکنے میں جن جن زحمتوں سے پالا پڑا وہ بے حد تکلیف دہ ہیں۔ وہ تو اپنے زور بیان میں اس پوری داستان کو حضرت کی ایک کرامت بنا کر پیش کر رہے تھے اور میرے دماغ میں خیا[illegible] کی ایک [illegible] آباد ہونے لگی تھی۔

● سب سے پہلی بات تو یہ کہ آجکل [illegible]نیا کی [illegible] بڑی شخصیتوں کی بارگاہ میں بھی بہت [illegible]۔ معاملات کا بہت فیصلہ تعلقات کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اور یہاں تو علمی وجاہت اخلاقی برتری، ملنساری کا لحاظ اگر کیا جائے تو بلا تامل حضور حافظ ملت کو مشورہ دے دینا چاہئے تھا۔ کہ یہ انتخاب نہایت موزوں ہے لیکن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی المستشار موتمن جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار کی طرح ہے۔ جس کو امانت صحیح صحیح ادا کرنا چاہئے۔ مشیر کا اس درجہ پاس کرنا۔ کہ حق مشورہ کو تعلقات کی آمیزش سے بالکل پاک کرنا، دل انس اور قلبی لگاؤ کا مطلق خیال نہ کرنا اور ٹھیک ٹھیک رائے ظاہر کر دینا۔ اس زمانہ میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا ہی کام تھا

واذا قلتم فاعدلوا۔ ولو کان ذا قربیٰ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

(بات انصاف کی اور چاہے قرابت والے کے لئے ہی کیوں نہ ہو)

● دوسری بات یہ کہ مولانا موصوف کی عام کمزوری کی عدم استطاعت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ملنا مشکل کہہ کر دوسری کوتاہیوں یا اسباب کی طرف بھی اشارہ کر دیا جبکہ اس خوش اسلوبی سے اس کو ظاہر کیا کہ عیب جوئی بھی نہ ہونے پائی۔ مثلاً یہ کہا جا سکتا تھا کہ ان کا ملنا مشکل ہے کہ انھیں پیسے کی بھی کچھ لالچ ہے۔ ان سے ملنا مشکل ہے کیونکہ ان میں فلاں خرابی ہے۔ وغیرہ وغیرہ لیکن ظاہر ہے۔ اس تشریح سے سوائے عیب جوئی کے اور کیا حاصل ہوتا۔ اس لئے سارے اسباب کا حاصل بتا دیا کہ ملنا مشکل ہے۔ اسباب و وجوہ کیا ہیں۔ اس کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔

● تیسری بات یہ کہ حضرت نے اس جملہ میں ایک لطیف اشارہ اس امر کی طرف بھی کیا کہ "نہ ہر مرد سے ہر کار سے" کہ ہر آدمی ہر کام کے لئے نہیں ہوتا۔ آدمی لاکھ قابل ہو فاضل ہو۔ علامہ ہو اس کے انتخاب میں یہ لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ جو کام اس کو دیا جائے اسے وہ کس قابلیت سے ادا کر سکتا ہے۔ اگر کچھ کم استعداد آدمی ہی ہو لیکن مقصد کے ساتھ لگن، کام کا شوق، ذمہ داری نبھانے کا جذبہ ہو تو اس کو انتخاب کرنا چاہیے۔ اور کامل و فاضل کو رد کر دینا چاہیے۔

● چوتھی عجیب و غریب بات یہ ہے کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ شاعر نہیں تھے۔ کبھی آپ نے کچھ اشعار کہے ان کی فنی حیثیت کیا تھی۔ زبان و بیان اور اسلوب نگارش کیا تھا۔ معلوم نہیں۔ تو اگر کہا ہو تب بھی نہ کہنے کے برابر ہے لیکن طبع رسا اتنی موزوں۔ فطرت ذکاوت اتنی سلیم واقع ہوئی تھی کہ برجستہ بھی جو کلام آپ کی زبان سے ادا ہوتے۔ نظم کا لطف اور شعر کا مزا دے جاتے تھے۔

آپ ان دونوں جملوں کی تقطیع کر کے دیکھ لیجئے۔ دونوں حرف حرف برابر اور حرکت و سکون تک میں بالکل یکساں اسی لئے دونوں جملوں کا آہنگ بالکل کلام موزوں کا مزا دیتا ہے۔ اور قافیہ و ردیف کے اضافے اس نثر کو شعر کا ہم پلہ بنا دیا ہے ملاحظہ ہو۔

اُنْ دِلْ پہ کَرْ کِلْ نَاشَن کِلْ ۔ مِلْ جَا مَکِن تو کَرْ
نَا شَن کِلْ۔

(۵) "زمین کے اوپر کام اور قبر میں آرام"

حضور حافظ ملت سراپا عمل انسان تھے۔ آپ نے دن رات کے چوبیس گھنٹے میں ایک ساتھ اتنے کام کئے ہیں کہ آج سوچ کر آدمی کی عقل حیران ہو جائے۔

زمین کے اوپر کام اور قبر میں آرام۔ حضور حافظ ملت سراپا عمل انسان تھے آپ نے دن رات کے چوبیس گھنٹے میں ایک ساتھ اتنے کام کئے ہیں کہ آج سوچ کر آدمی کی عقل حیران ہو جائے اپنے عنفوان شباب میں جب آپ کا قیام وطن [illegible] آپ ایک مدرسہ میں ملازمت کرتے تھے ایک مسجد میں باقاعدہ امامت فرماتے تھے۔ اور گھر کا کام روزانہ اتنا کر لیتے تھے کہ جو لوگ صرف اسی دھندے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں لگے ہوئے تھے ان سے زیادہ ہوتا۔ اوران سب
پر مستزاد روزانہ ایک ختم قرآن عظیم کی تلاوت تھی۔
مبارک پور تشریف لائے تو روزانہ تیرہ سبق پڑھاتے
تھے جس میں سب سے نیچے درجہ کی کتاب شرح ملا جامی
تھی رات میں ایک دن کے ناغہ سے ایک ایک بجے
تک مناظرہ تقریر کرتے۔ مخالف کیمپ کی تقریروں کے
نوٹ کو پڑھ کر اس کے جواب کی تیاری۔ اور مختلف طلبہ
و مدرسین کو اس کی تلقین و تدریس کرتے۔ باہر سے آئے
ہوئے فتووں کے جواب بھی خود ہی دیتے۔

سنہ ۱۳۸۱ھ میں فارغ ہونے والے طلبہ کی کثرت کی وجہ
سے مدرسہ کی کمیٹی نے یہ طے کیا کہ امسال طلبہ کو جلسہ فراغ
میں صرف دستار دی جائے جبہ نہ دیا جائے تاکہ غیر معمولی
اصراف سے بچا جائے مگر یہاں کے مقامی طلبہ میں کچھ ایسے
بھی تھے جن کے مربی حضرات مدرسہ میں بڑا رسوخ
رکھتے تھے۔ انھوں نے اتنا ہنگامہ مچایا کہ مدرسہ کی کمیٹی ہوئی
اور یہ طے ہوا کہ جبہ دیا جائے۔ لیکن اس کے اخراجات
کے لئے قصبہ میں چندہ کیا جائے اور مدرسہ کے فنڈ پر
بار نہ ڈالا جائے۔ تمام ممبران نے چندہ وصول کرنے کے
لئے اپنی خدمات پیش کی لیکن وقت پر ایک آدمی بھی
نہیں آیا اور تنہا حضور حافظ ملت نے مدرسین کو لے کر
یہ وصولی کی۔ ایک دن میں ساتھ تھا۔ صبح آٹھ بجے سے
وصولی جاری تھی خیال ایسا ہے کہ دوپہر میں کھانے کے
لئے بھی مہلت نہیں ملی جہاں جہاں گئے ناشتے چائے کا
بھی انتظام رہا اس لئے دوپہر میں کھانے کی ضرورت
محسوس نہیں ہوئی۔ دن بھر وقت پر نماز پڑھنا اور لوگوں
کے یہاں جانا چندہ کے لئے کہنا اور پیسے وصول کرنا مسلسل
جاری رہا۔ رات نو بجے تک سلسلہ جاری رہا اور اب ہم
وصول کرتے کرتے حضرت کے محلہ کی مسجد تک پہونچ گئے
تھے۔ نماز عشاء پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے تو یہ عالم تھا کہ
جسم کی بوٹی بوٹی درد کر رہی تھی ظاہر ہے کہ وہ تو ستر
سال کے لگ بھگ کے تھے عزم و ارادہ کا جو عالم ہو لیکن
جسم تو ان کا بھی درد و تھکن کے مارے فریاد کر رہا ہوگا
کھڑے کھڑے اپنی چھڑی پہ زور دے کر ایک بھرپور
انگڑائی لی اور فرمایا: مفتی صاحب مدرسہ چلانا آسان
کام نہیں ہے۔ روح اور جسم گھلانا پڑتا ہے۔

الغرض کام مسلسل کام رات دن کا امتیاز کئے بغیر
کام کرنا ان کا شیوہ تھا۔ الجامعۃ الاشرفیہ کے لئے سرمایہ
کی فراہمی کا سوال پیدا ہوا تو آپ ہی نے کمر ہمت باندھی
اور ٹاٹا نگر بھیونڈی بمبئی کا سفر ضعف و نقاہت کے
باوجود کیا۔ محنت اتنی کرتے تھے کہ آپ کے جوان سال
ساتھی ہمت ہار جاتے تھے دن بھر روزہ مسلسل گشت
اور شام کو تراویح پھر رات کو اٹھ کر تہجد میں کئی پارے
کی تلاوت اور آرام کا یہ عالم کہ سونے میں بھی [illegible]
ہوا۔ کسی دن اس صورت حال سے گھبرا کر ہمارے
ہم سفر حضرت مولانا قمر الزماں صاحب زید مجدہم نے
عرض کیا کہ حضور اتنی [illegible]ت فرماتے ہیں کچھ تو آرام فرما

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہیں۔ اس قسم کے جملے اور بزرگوں سے بھی مروی ہیں۔

سید ایوب علی رضوی کا بیان ہے کہ فاضل بریلوی اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ دن بھر فتاوی لکھتے رہتے رات میں بھی بارہ بجے تک یہی شغل جاری رہا جب بستر پر سونے کے لئے تشریف لے گئے تو اپنی کروٹ پاؤں سمیٹ کر اور اپنے ہاتھ اس طرح سر کے نیچے رکھا کر "محمد" کی تحریر بن گئی۔ میں نے دونوں پاؤں پکڑ کر پھیلا دیا کہ حضور دن بھر تو بیٹھے۔ ہے اب آدھی رات کو بھی اپنے پاؤں سمیٹ کر بیٹھے ہیں فرمایا سید صاحب سلطان دنیا میں پاؤں پھیلا کر سونے کے لئے نہیں آیا ہے۔ اور پاؤں سمیٹ لیا۔

یہ جملہ بھی ایک ایسی ہی شان رکھتا ہے۔ اور اپنے موضوع پر بلاغت، بلیغ اور جامع انداز میں روشنی ڈال رہا ہے اور عجب نہیں کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اسی سے متاثر ہو کر مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا اور اپنی طبیعت کے مطابق اس مفہوم کو ایک نئے اسلوب میں بیان فرمایا ہو۔ ایک شاعر نے بھی اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے ؎

جاگنا ہو جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سونا پڑے گا خاک کے سایہ تلے

مگر اس شعر میں صوتی و فنائی اور خاک کے سایہ اور افلاک کے سایہ تلے کی صدائے موزوں کے علاوہ مقصد مفید کام ہے جیں نہاں ہے کیونکہ جاگنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ آدمی کام ہی کرے۔ اور کام کرے بھی تو یہ ضروری نہیں کہ مفید اور کارآمد ہی کام کرے اس لئے یہاں یہ ٹکڑا پوشیدہ ماننا پڑے گا کہ جاگ کر وقت مفید کام میں صرف کرو اور شاید اوزان کی پابندی نے ہی شاعر کو ایہام اور اشاروں میں بات کرنے پر مجبور کیا ہے۔

اس کے برخلاف حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا جملہ اپنے مضمون پر صاف اور صریح دلالت کرتا ہے اور الفاظ بھی مذکورہ بالا شعر سے مختصر استعمال ہوئے ہیں پھر اس شعر میں کام کے لئے جاگنے کا حکم صرف اس مجبوری کے تحت ہے کہ قبر میں آدمی سونے پر مجبور ہے۔ جب کہ حضرت کے اس جملے میں کام اور آرام کا تقابل کسی چیز کا پتہ نہیں چلتا بلکہ جہد مسلسل کے لئے ایک تازہ جواز فراہم ہوتا ہے۔ اس پر مزید صنائع لفظی کا اہتمام بھی ہے۔ فاصلہ اور قافیہ ان دونوں جملوں کے حسن کو دوبالا کر رہا ہے۔

ایک شعر

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری

حافظ ملت کی قربانیاں

الجامعۃ الاشرفیہ کیلئے

حافظ ملت اپنی اجتماعی زندگی میں جد وجہد اور اخلاص و ایثار کا مرقع تھے۔ ان کی زندگی کے اس رخ کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں ـــ تعلیمِ دینی اور خدمتِ خلق۔

حافظ ملت نے دینی تعلیم کے لئے اپنی ذات کو اس طرح وقف کر دیا تھا کہ گویا آپ اسی کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ ان کا ذہنی پلان بھی اسی زمین پر تیار ہوتا تھا۔ آپ کی عملی زندگی بھی تعلیم وارشاد کا پیکر تھی۔ بعض اوقات اپنے قریبی تلامذہ کے سامنے اپنی عملی زندگی کے بعض زاویوں کی نشان دہی بھی فرماتے اور ان کی نقل اتارنے کی ترغیب بھی دیتے تھے۔

حافظ ملت کا اخلاقی کردار اگرچہ ایک مستقل عنوان ہے لیکن اندازہ یہ ہے کہ آپ کی خدمت خلق بھی تعلیم وارشاد ہی کی ایک اہم کڑی تھی۔ جس وقت قوی الاعصاب انسانوں کی ہمتیں چھوٹ جاتی ہیں آپ اس وقت بھی خدمت خلائق میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اس لئے مشکل ترین مراحل سے گزرنا انہیں کچھ دشوار نہ تھا۔ آپ وعدہ خلافی پسند نہ کرتے۔ ایک بار آپ مدرسہ سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ جائے قیام کے قریب ایک صاحب پہلے ہی سے منتظر ملے اور انہوں نے اپنی ضرورت پیش کر دی حضرت نے ان سے ٹھہرنے کو کہا اور اندر پہلا ہی قدم رکھا تھا کہ بایاں قدم جو باہر تھا اس کی پنڈلی میں کسی کتے نے دانت چبا دیئے اور وہ ضرورت مند انسان عالم حیرت میں تماشا ہی دیکھتے رہے کہ حضرت نے خود ہی کتے کا جبڑا پکڑ کر اسے الگ کیا پھر سب سے پہلے ان صاحب کی ضرورت پوری فرمائی اس کے بعد زخم کی تدبیروں کی طرف متوجہ ہوئے۔

ایسے وقت اگر انسان کسی ضرورت مند کی طرف سے غافل ہو جائے تو تقاضائے فطرت کے خلاف نہیں لیکن حافظ ملت اس معاملہ میں بھی عام انسانوں سے مختلف تھے۔

حافظ ملت علیہ الرحمہ کی ایسی ہی پر خلوص خدمتوں کا عوام وخواص کی زندگیوں پر خاصا اچھا اثر مرتب ہوا۔ اور اشرفیہ کی ترقی کی راہیں بھی ہموار ہو گئیں۔

حضرت حافظ ملت کی دینی وعلمی خدمات کا مرکز اشرفیہ تھا آپ نے تقریباً ۴۴ سال تک یہاں تعلیم وتدریس کی بزم قائم رکھی اور وہ بھی اس شان سے کہ ہر دور میں اشرفیہ ہزاروں علم وفن پر بھاری رہا ـــــ حضرت صدر الشریعہ کے بعد حافظ ملت ہی کے لئے یہ خصوصیت مقدر ہوئی کہ آپ سے سب سے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

[illegible]

[illegible]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا سید اسرار الحق صاحب صدر آل انڈیا مسلم متحدہ محاذ
کوٹہ راجستھان

جس کی نگاہ کرم نے تقدیریں بدل دیں

لوگ ان کو حافظ ملت کہتے ہیں

بہت دنوں کی بات ہے کہ بھوجپور ضلع مراد آباد کے ایک غیر معروف گاؤں نے ایک بچہ کو جنم دیا۔ ماں باپ نے غیر ارادی طور پر رسماً اس کا نام عبدالعزیز رکھ دیا یوں کہئے کہ مشیت ربانی مستقبل کی تابناکی اور بے مثالی کے لئے والدین کی رہبری فرما رہی تھی بچہ نے پرورش پائی۔ نامناسب ماحول نے کبھی یہ خیال بھی ذہن میں پیدا نہیں ہونے دیا کہ ہماری آغوش کی دولت حدود ایشیا کو پار کر کے یورپ و افریقہ تک [illegible] کے لئے سرچشمہ ہدایت بنے گی۔

دن بیتتے گئے زمانہ گذرتا گیا، یہ بچہ تعلیمی میدان میں آیا۔ منزل عروج و ارتقا کی خشت اول حفظ قرآن سے رکھی گئی اور [illegible] دیکھتے ہی دیکھتے یہ ہونہار طفل نوخیز بے مثال حافظ قرآن ہو گیا، قرآن نے بتایا کہ کل تک جس کے پاس آ کر [illegible] سینہ خدائے ذوالجلال کے محبوب کا [illegible] بن لیا، یہ وہ نعمت عظمیٰ تھی جس نے بہاروں کے لئے راستہ صاف کیا اور کامیابیوں کے لئے میدان ہموار کیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ قرون اولیٰ میں بھی ان ہی سعادتوں کی سرفرازی نے عرب کے بادیہ نشینوں کو صحرائے عرب سے نکال کر قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کا مالک بنا دیا تھا۔

عبدالعزیز [illegible] تھا کان آشنا تھے تاریخ کا ذریں [illegible] علم و فضل حدیث و تفسیر کا انمول [illegible] سینہ میں محفوظ کئے ہوئے تھا۔ غیر منقسم ہندوستان کی تمامی درسگاہیں [illegible] کے سامنے سرنگوں تھیں [illegible] کے ساتھ

[illegible]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

رونما ہو رہا ہے۔ مگر ہر جاذب نظر اور بے مثال کامیاب روحانی کیلئے مقام کی اہمیت اور معلم کی آفاقیت لازمی ہے۔ چنانچہ کارساز مطلق کی عنایت بے پایاں ملاحظہ ہو یہ طفل نوخیز حافظ قرآن بغیر کسی سہارے وسفارش کے اپنی پیدائشی ولایت اور مکین گنبد خضرا کی بے پایاں عنایت کی بدولت روحانیت ومعرفت کے سرتاج سلطان الہند حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی بارگاہ بیکس پناہ میں پہونچ گیا۔ مقام ایسا جو سارے ایشیا از فقر کے لئے مرکز توجہ اور فیض رساں ہے اور سونے پہ سہاگہ یہ ہوا کہ معلم اور استاد وہ ملا جس کی زبان فیض ترجمان سے علم وفضل فقہ، حدیث، حکمت وتفسیر، معرفت وروحانیت کے چشمے ابل رہے تھے۔ یعنی فقیہ اعظم محدث کبیر مفسر بے نظیر رہبر راہ طریقت حامل انوار معرفت مولانا شاہ محمد امجد علی رضوی نور اللہ مرقدہ مصنف بہار شریعت وصدر الشریعہ علامہ شاہ امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی تعلیم وتربیت خاص نے سونے کو کندن اور عبد العزیز کو حافظ ملت اور علم وفضل کا بحر ناپیدا کنار بنا دیا۔

قرون اولی میں جس طرح حضرات صحابہ کرام دین کی دولت لازوال سے سرفراز ہو کر عشق سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے مختلف مقامات پر شمع ایمان فروزاں کرتے ہوئے کسی ایک مقام پر متمکن ہو کر عظمت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم لہرایا کرتے تھے اور اس مقام کو اپنی خداداد صلاحیتوں سے علم وفضل اور دین وشریعت کی تبلیغ واشاعت کا مرکز بنا دیتے تھے بالکل اسی طرح چودہ سو برس کے بعد دیکھنے والوں کو قرون اولی کی جھلک نظر آئی۔ ایک سیدھا سادہ چھریرے بدن والا لمبی داڑھی معمولی لباس زیب تن کئے ہوئے عمامہ سر پہ باندھے بغل میں رومال دبائے ہاتھ میں معمولی عصا لئے نظریں جھکائے بغیر کسی کروفر اور بلا شان وشوکت جانے مختلف مقامات سے گذرتا ہوا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت تامہ کے سہارے مبارک اقدام کرتا ہوا مبارکپور پہونچ گیا۔ نہ جانے کس نے پہلے ہی سے مستقبل کی نشاندہی کرتے ہوئے اس قصبہ کا نام مبارکپور رکھ دیا تھا۔ کب نام رکھا گیا تھا اور کب برکتوں کے ظہور کا زمانہ آیا یہ سب باتیں عقل وخرد سے نہیں بلکہ عقیدت ومحبت سے سمجھی جاتی ہیں۔

مرد مومن یادگار سلف مظہر قرون اولی یعنی حافظ ملت مبارکپور میں ٹھہر گئے جیسے پیاسے کو چشمہ مل گیا اور چشمہ کو اپنے بہاؤ کا راستہ مل گیا۔ دونوں کی مرادیں بر آئیں۔ گنبد خضری سے رحمت کی پھواریں آئیں برسیں ٹھنڈی ٹھنڈی خوشگوار ہوائیں آئیں موسم سہانا ہو گیا۔ ایسے میں ولی کامل عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حافظ ملت نے شریعت ومعرفت کا ایسا پرکشش حسین ومسحور کن راگ چھیڑا جو ہواؤں میں تحلیل ہو کر جہاں جہاں بکھرا اپنا اثر دکھائے بغیر نہ رہا۔ مشتاق وطالبین کے جھنڈ کے جھنڈ پروانہ وار مبارکپور کی جانب کھنچے چلے آئے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ایک معمولی سا مدرسہ جس کو مدرسہ اشرفیہ کہتے تھے مدرسے کے اعتبار سے اس کی کوئی اہمیت نہ تھی، لیکن اس مبارک مدرسے کی بنا ایک ایسے قطب دوراں ولی کامل شہزادۂ غوث الوریٰ صاحب سجادہ کچھوچھہ مقدسہ یعنی حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے رکھی تھی جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ درسگاہ پروان چڑھے گی اس درسگاہ کی ترقی و تعلی کے لئے پردۂ غیب سے سامان فراہم ہوں گے۔ کیوں نہ ہو سید زادے کی دعا ہے مخدوم کچھوچھہ کا لاڈلا اور سرکار غوث کا شہزادہ اس کا بانی ہے۔

آخر کار قطب دوراں کی دعاؤں نے قبولیت کا شرف پایا اور کوئی حافظ ملت کی شکل میں عالم ظہور میں آیا، سونے پہ سہاگا یہ ہوا کہ شریعت و طریقت کے سنگم ایک معمولی سے گاؤں میں بیٹھ کر پوری دنیا میں اپنی علمی و روحانی طاقت سے مسلک اہل سنت کی ترویج ہو کرنے والے صدر الشریعہ علامہ شاہ امجد علی صاحب قبلہ نے حافظ ملت کو مدرسہ اشرفیہ میں تعلیم دینے اور مبارکپور رہنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ اس وجہ خاص نے بھی حافظ ملت کو چمکنے اور منزل سے ہمکنار ہونے میں مدد دی۔

س مژدہ باد اے دل کہ وہ اٹھی نقاب
آفتاب آمد دلیل آفتاب

حافظ ملت نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا دو چار سال تو خاموشی میں گذرے مگر اس کے بعد جانے کس نے ہواؤں کے دوش پر سوار ہو کر ملک اور بیرون ملک میں مبارکپور کے لئے جذب و تسخیر کی کشش پیدا کی اب جو دیکھا تو ایشیا و افریقہ کے تشنگان علم دور دراز سے آئے ہوئے طلبہ کے ہجوم در ہجوم حافظ ملت کی بارگاہ میں حاضر ہو کر زانوئے تلمذ تہ کر رہے ہیں

امام احمد رضا بریلی میں پیدا ہوئے علم و معرفت کا چشمہ بریلی سے جاری کیا مگر عجب مظاہرۂ قدرت ہے کہ سیراب ہونے کے لئے لوگ مبارکپور آرہے ہیں۔ حافظ ملت کے تلامذہ نہیں بلکہ حقائق و تجربات کا ذخیرہ ساری دنیا کے طالبان علم کے لئے ہر روز پیغام نشر کر رہا ہے کہ امام احمد رضا کو سمجھنا ہے تو مبارکپور آؤ۔ مسلک اعلیٰ حضرت اور سنیت کے مشن کو دل و دماغ کی گہرائیوں میں اتار کر پُر وقار طور پر ساری دنیا میں اشاعت دین کی صلاحیت پیدا کرنا ہے تو مبارکپور آؤ۔ روحانیت کے ریڈیو اسٹیشن سے ہر دن پہ نشریات شب و روز مقبول اور ملکوں میں پہونچ رہے تھے مگر لوگوں کو جو صرف ظاہری دنیا پر نظر رکھتے ہیں یقین نہیں آتا تھا کہ پارچہ بافی کا صنعتی مرکز علم و فضل شریعت و طریقت کا سنٹر کیسے ہو گیا ہے۔ نگاہ ظاہر حقائق و معارف کا اندازہ نہیں لگا سکتی۔

ے ذرا پوچھو ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مردِ مومن عارف باللہ فدائے امام احمد رضا حافظ ملّت کے فیض کا دریا رواں ہوا اور مبارکپور کی سنگلاخ و ناہموار زمین دیکھتے ہی دیکھتے حسین سبزہ زاروں میں بدل گئی۔ حافظ ملّت دانائے راز سے فیض کی پہلی قسط علامہ مفتی حافظ عبد الرؤف علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت علامہ فاضل علوم مشرقیہ مفتی ظفر علی صاحب کراچی پیرِ طریقت رہنمائے ملّت مولانا سید عبد الحق اعظمی فاضل گرامی نائب مفتی اعظم ہند شیخ الحدیث حضرت علامہ شریف الحق صاحب وغیرہم رونما ہوئی۔ ایشیا و افریقہ کی آنکھیں کھل گئیں اب معلوم ہوا کہ عارف باللہ حافظ ملّت کیا ہیں ساری دنیا میں دھوم مچ گئی کہ سبزہ زاروں علم و فضل کے مرکزوں ہی نہیں بلکہ مشرق و مغرب نے آواز دی کہ حافظ ملّت جلالۃ العلم ہے سب نے ملکر حافظ ملّت کو استاذ العلماء کا خطاب دیا۔

اللہ اکبر یہ علم و فضل کا بحرِ ناپیدا کنار جس نے مشرق و مغرب کو ملا کر رکھ دیا مبارکپور جا کر دیکھو تو سیدنا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ ہو جائے مبارکپور میں کھڑے ہو کر مدینہ کی زیارت ہو جائے یہ جلالۃ العلم استاذ العلماء علم و فضل کا تاجِ مبارکپور کے ایک انتہائی معمولی کھپرہ پوش، ویران اور گہوارۂ اجداد اے مکان میں مونج کے باندھوں کی ایک کھاٹ پر معمولی اور بہت معمولی کپڑے زیب تن کئے بیٹھا ہے عقل و دانش محوِ حیرت ہے کہ تلامذہ میں مفتی ظفر علی جیسے بلکہ لاکھوں روپیہ کی بلڈنگوں میں شاہانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مولانا شریف الحق نائب مفتی اعظم اور پیرِ طریقت مولانا سید عبد الحق کچھوچھیوں کے جھرمٹ میں عزت و افتخار کے ساتھ سرداری کر رہے ہیں اور ان کو شعور و زندگی کی دولت عطا کرنے والا ہر شے سے بے نیاز فقیرانہ زندگی کا شیدائی ہے ؎

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُسکے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

قطرے کو دریا اور ذروں کو آفتاب بنتے دیکھ کر شمعِ علمِ شریعت و معرفت کے گرد پروانوں کی بھیڑ لگ گئی جلالۃ العلم کی نگاہِ فیض رساں کا ظہور شیخ الحدیث بحر العلوم علامہ عبد المنان فاتح یورپ و ایشیا مناظرِ اسلام علوم شرقیہ کا بحرِ ناپیدا کنار علامہ ارشد القادری محدثِ کبیر فاضل گرامی فقیہ بے مثال علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی خطیب یورپ و ایشیا فاضل علوم شرقیہ علامہ قمر الزماں جوائنٹ سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ کی شکل میں ہوا۔

حافظ ملّت کی نگاہِ کرم نے مبارکپور کی دنیا بدل ڈالی اور اُس کو ساری دنیائے اسلام کا مرکزِ توجہ بنا دیا آپ کے تلامذہ جب یورپ و ایشیا اور افریقہ کے علاقوں میں پہونچے اور عظمتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم لہرائے تو مسلمانوں میں ایک عظیم دینی و مذہبی بیداری پیدا ہوئی۔

دانائے راز نے جب اپنی صلاحیتوں خدمات و

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کردار سے تمام مسلمانوں کے دلوں میں جگہ پیدا کرلی اور مدرسہ اشرفیہ کو کامیاب دار العلوم بنا کر ملت اسلامیہ کو چار چاند لگا دیے۔ اور شرق و غرب سے خراج تحسین وصول کرلیا یوں کہئے کہ بے مثال ایثار و قربانیاں اور جہد مسلسل کے ذریعہ زمین ہموار کرلی فضا سازگار بنالی تو اس محسن ملت اسلامیہ دانائے راز نے صبح قیامت تک کیلئے مسلک اعلیٰحضرت اور عشق مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو کامیابی کے ساتھ ارض عالم کے چپہ چپہ پر پہنچانے کیلئے اور ملت اسلامیہ کے نونہالوں کو مذہبی وملی وایمانی قدروں سے سرفراز کرنے کیلئے مبارکپور میں الجامعۃ الاشرفیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔

کمزور و نحیف یکہ و تنہا کھپریل کی کوٹھریوں میں زندگی کے ایام گزارنے والا حافظ ملت جو انقلابِ زمانہ کا شکار ہو کر احد و بدر جیسی دل ہلا دینے والی وادیوں سے دار و رسن پر مسکرا کر گذرنے والا اور کربلا جیسی دلگداز صبر آزما منازل سے دوچار ہو کر بھی حوصلہ نہ ہارنے والا عشق سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے ایسا بڑھا جیسے بکریوں کا ریوڑ ہانکنے والے اور اونٹوں کا گلہ چرانے والے غلامان سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم عشق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو کر گلے اور ریوڑ چھوڑ کر قیصر و کسریٰ کے عظیم الشان محلات پر چڑھ دوڑے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے ناتواں اور کمزور لوگوں نے صرف اپنی ایمان و یقین کی طاقت سے طاقت و حکومت بادشاہت و سلطنت کے پرخچے اڑا دیئے چشم بینا نے کل دیکھا اور عقل و شعور آج بھی اقرار کر رہی ہے کہ صحرائے عرب کے بادیہ نشینوں نے ناممکن کو ممکن بنا دیا اور کفر کے اعزاز و اقتدار کو یقین محکم عمل پیہم کے اسلحہ سے ہمیشہ کے لئے ملیامیٹ کر دیا اقبال نے اسی منظر سے متاثر ہو کر کہا تھا ؎

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ روح الامیں پیدا

دانائے راز حافظ ملت نے قدم بڑھایا جنوں نے بھی پیش قدمی کی یہ ہماری تاریخ ہے جب مدینہ سنوارا جائے گا تو بدر و احد سے گذرنا پڑے گا جب بھی یزیدیت کا خاتمہ کرنا ہوگا تو کربلا کا مسکراتے ہوئے خیر مقدم کرنا پڑے گا۔ ولی کامل حافظ ملت مبارکپور کی گلیوں میں گھومے اور دروازے دروازے دستک دی جس طرح ایثار قربانی کا نعم البدل آسمان کی بلندیوں سے منیٰ کی وادی پر اُترا تھا ملت کا باپ اپنے بیٹوں کے لئے نشان منزل قائم کر گیا تھا۔

فدا کاروں کے جھنڈ کے جھنڈ نکلے اور مبارکپور کا ہر فرد مومن ہر عاشق مصطفےٰ پروانوں کی طرح زر و مال لے کر حافظ ملت کے حضور حاضر ہو گیا۔ مجھے یاد ہے دانائے راز حضور حافظ ملت نے اپنی زبان فیض ترجمان سے اس منظر کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس موقع پر مسلمانان مبارکپور کا جذبۂ ایثار و قربانی دیکھ کر دور صحابہ یاد آگیا جب کہ حضور سرور کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے حضور ہر صحابی سنظم اپنی قربانی اور ایثار میں دوسرے صحابی سے بازی لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس ہم نے حافظ ملت کا حوصلہ بڑھایا اور ہمت میں توانائی پیدا کی خوشا نصیب مجھ جیسے حقیر پر تقصیر کو اس پہلے سفر میں محبوب الرد ان کے رازِ حضور حافظ ملت کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا جو الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر کے سلسلہ میں لیڈیا ضلع بستی سے جمشید پور بھیونڈی اور بمبئی کے لئے شروع فرمایا تھا۔ بحر العلوم مفتی عبد المنان بھی شریک سفر تھے۔ میری آنکھوں نے حضور حافظ ملت کا سفر دیکھا حضر دیکھا، رات دیکھی، دن دیکھا۔ اکیلے میں دیکھا اور انجمن میں دیکھا بے ساختہ زبان سے نکلا۔

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

چودھویں صدی میں اگر دورِ صحابہ کا نظارہ کرنا ہے تو حافظ ملت کو دیکھو۔ وہاں کا مل جمشید پور پہونچے علامہ ارشد سمیت سارا جمشید پور بیس ہزار چندے سے زیادہ کا تصور بھی نہیں قائم کر رہا تھا مگر یہ آنکھوں دیکھا واقعہ ہے کہ حافظ ملت کی ایک نگاہِ خاص نے جمشید پور والوں میں دین و ملت کی وہ تڑپ پیدا کر دی کہ صرف چند مختصر افراد نے لاکھوں کا چندہ لکھا دیا۔ یہی کام بھیونڈی اور بمبئی میں ہوا لوگوں نے اپنے مال و زر کو حافظ ملت کے قدموں میں نچھاور کر دیا عقل محو تماشہ تھی کہ نہ کوئی تقریر ہے نہ کوئی سفارش نہ کوئی کوشش خاص ہے نہ لوگوں کا اثر و دباؤ ہے مگر کامیابی ہے کہ قدم چوم رہی ہے۔ آمد ہے کہ دیکھوں کی تعداد میں ہو رہی ہے دل پکار اٹھا۔

جو سکتی شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

میں بد قسمت عدیم الفرصتی کے باعث واپس آ گیا علامہ ارشد اور مفتی عبد المنان صاحب رہ گئے خوب کام ہوا سلسلہ جاری ہو گیا اور دیکھتے دیکھتے چھبیس لاکھ روپے کی عظیم الشان عمارت آج کوہ ہمالیہ کی طرح مبارکپور میں کھڑی ہے۔ یہ سب کچھ صدقہ ہے حضور حافظ ملت کا بانی الجامعۃ الاشرفیہ کا۔

چالیس سال اس ادارے میں درس حدیث دینے کے بعد اور مسلمانان عالم کی تعلیم و اصلاح کے لئے چھبیس لاکھ روپیہ کی عظیم الشان فلک بوس دو منزلہ عمارت تیار کرنے اور اس کو آباد رکھنے کے لئے بے نظیر و بے مثال علمائے کرام مفتی شریف الحق صاحب مفتی عبد المنان صاحب اور علامہ ارشد القادری وغیرہ وغیرہ کو پیدا کر کے اور محفل میں وجدانی کیف پیدا کرنے کے لئے ہیکل کو ایک نگاہِ کرم ڈال کر عالمی ہیکل بنانے والے حضور حافظ ملت نے الجامعۃ الاشرفیہ کو اپنی آغوش میں لے کر آنکھیں موند لیں یا یوں کہئے کہ الجامعۃ الاشرفیہ نے اپنی زندگی و تابانی کے لئے حضور حافظ ملت کو اپنے قلب و جگر میں سمو لیا تاکہ حضور حافظ ملت نگاہوں سے دور نہ ہو سکیں۔ سامنے رہ کر اپنی نگاہِ کرم سے الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر کو مکمل کرا سکیں اور ہر طالب علم کو اپنے روحانی فیوض و

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

برکات سے نوازتے رہیں۔

کراماتِ اولیا کی ہر کتاب میں اللہ تعالیٰ کے دلیوں کی ہزاروں لاکھوں کراماتیں تحریر ہیں اُن کی دعاؤں سے بیماروں کو شفا غریبوں کو دولت پریشان حال لوگوں کو مصائب سے رستگاری ملی مگر یہ فائدے انفرادی یا ذاتی حیثیت سے آگے نہ بڑھ سکے حافظ ملت کی انمول اور زندہ جاوید کرامت یہ ہے کہ پوری حیاتِ اقدس کی کمائی اور انتہائی خیال زندگی کا پسماندگان کے لئے جو سرمایہ چھوڑا وہ دنیاوی جائداد کے اعتبار سے نہ کھیت نہ مکان نہ زر نہ مال کی شکل میں ہے ہے دیکر صرف افلاس وغربت چند بیٹے پیدا نے کپڑے مگر اللہ تعالیٰ کے اس محبوب بندے نے قوم وملت کے لئے لاکھوں لاکھ روپیہ کی ملک پرس دو منزلہ عمارتوں پر مشتمل الجامعۃ الاشرفیہ اور اس کی رکھوالی کے لئے اخلاص ودیانت کے گوہر بے بہا ایمانداری واحتیاط کے سرچشمہ مولانا محمد شفیع صاحبؒ ناظم الجامعۃ الاشرفیہ قاری محمد یحییٰ صاحب۔ ناظم الجامعۃ الاشرفیہ بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان صاحب شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب نائب شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ نائب مفتی اعظم ہند علامہ شریف الحق مفتی الجامعۃ الاشرفیہ علامہ ارشد القادری سکریٹری آل انڈیا مسلم متحدہ محاذ رکن الجامعۃ الاشرفیہ حسان الہند شاعر اسلام بلبل الشاہی شہزادہ حافظ ملت مظہر اعلیٰ حضرت پیکر اخلاص ودیانت علامہ عبدالحفیظ بی۔ ایس۔ سی منیجنگ سرپرست الجامعۃ الاشرفیہ سراپا اخلاص وایثار مولانا محمد بدر القادری ایڈیٹر الجامعۃ الاشرفیہ مولانا محمد مبین مصباحی جیسے لائق فخر افراد اپنے پیچھے چھوڑے جن کی نگرانی میں الجامعۃ الاشرفیہ روز بروز ترقی کی منازل کی جانب نہایت کامیابی کے ساتھ گامزن ہے لاکھوں روپیہ کے آمد و خرچ کا حساب آئینہ کی طرح قوم وملت کے سامنے ہے جسے بغیر حیل وحجت کے ہر وقت دیکھا جا سکتا ہے جب ہی تو یادگار حافظ ملت میں چار چاند لگ رہے ہیں۔

مرحامتی حافظ ملت اس فکر میں ہے کہ کیسے جلد سے جلد الجامعۃ الاشرفیہ کو اس لازوال ارفع واعلیٰ مقام پر پہونچایا جائے جو حافظ ملت کی خواہش کے عین مطابق اور آپ کی وصیت خاص کے موافق ہو۔

خدارا آپ ہی بتائیے کہ اس نظارۂ حسن وجمال اور مشاہدۂ علم وکمال کے بعد حافظ ملت دانائے راز کے ارفع واعلیٰ مقام کو فکر ودانش اور عقل وشعور کے کسی فیتے سے بھی آپ ناپ سکتے ہیں! ہرگز نہیں حافظ ملت اپنے عدیم المثال زہد وتقویٰ عبادت وریاضت ایثار وقربانی اخلاص ودیانت کے سبب وہاں ہیں جہاں عقل وشعور کا گذر نہیں۔ ہاں عقیدت ومحبت اس راہ سے روشناس ہے۔ حافظ ملت اس باکمال انمول ولی کامل کا نام ہے جس کے لئے اقبال نے کہا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہائے افسوس ہم نے زندگی میں حافظ ملت کو بھیا!
نہیں بعد وصال ظہور کرامات حقائق و معارف کا انکشاف
اب ہم کو آٹھ آٹھ آنسو رُلا رہا ہے۔ مگر ویسے تو وقت اب
بھی نہیں گیا ہے۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

مومن مرتا نہیں زندۂ جاوید ہوتا ہے حافظ ملت
اب ایسی جگہ آرام فرما ہیں جہاں سے وہ اپنا گھر اور اپنے
اعزہ کو نہیں دیکھ رہے ہیں بلکہ ان کے سامنے ان کی زندگی
کی کمائی الجامعۃ الاشرفیہ کی عمارت اُس کی عظیم درس گاہ
دارالحول دارالاقامہ ہے۔

لہٰذا الجامعۃ الاشرفیہ کا استحکام اور اُس کی تعمیر کی
تکمیل اُس کے محکم نظام تعلیم کی افادیت وہی کامل حافظ ملت
کی روح پاک کی طمانیت و سکون کا ذریعہ ہوگی۔ آیئے
ہم سب مل کر حافظ ملت کی ایمان افروز نجات دہندہ خواہشات
اور آرزوؤں کی تکمیل کے لئے الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر
کی تکمیل اور تعلیم و تعلم کے سنوارنے میں جی جان سے جٹ
جائیں۔

رب قدیر ہم سب کو حافظ ملت کے مشن کو پورا کرنے
کی صلاحیت تام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

پیغام

حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری
جامعہ نظامیہ لاہور

حضرت حافظ ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشبہ اپنے جلال علم و فضیلت اور جمال فقر و معرفت تھے، پاکستان میں فیض رضوی و امجدی، حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ سے اور ہندوستان بلکہ دیار غیر میں حضرت حافظ ملت قدس سرہ سے خوب خوب پھیلا۔ حضرت حافظ ملت قدس سرہ دنیائے سنیت میں ایک انجمن تھے ایک تحریک تھے جنہوں نے سینکڑوں بلکہ ہزاروں علماء میں سنیت کا وہ درد اور سوز پھونک دیا کہ ان میں سے ہر ایک مسلک حق کا ترجمان اور مبلغ بن گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ "حافظ ملت نمبر" کی اشاعت بھی انہی کے فیض تربیت کا اثر ہے۔

مولائے کریم جل مجدہ دارالعلوم اشرفیہ، ماہنامہ اشرفیہ اور حضرت کے تلامذہ و مستفیدین کے ذریعہ آپ کی برکات تاقیامت جاری و ساری رکھے۔

بحمدہ تعالیٰ اشرفیہ میں مستعد فعال، باصلاحیت اور درد دل رکھنے والے علماء کی ایک ٹیم جمع ہو چکی ہے جس سے بجا طور پر اعلیٰ توقعات رکھی جا سکتی ہیں۔ درس نظامی کی کتابوں پر عام طور پر اردو میں حواشی نہیں ہیں۔ اس سے طلبہ کے ذہن پر کیا اثر پڑتا ہوگا، آپ بہتر جانتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس طرف بھی توجہ فرمائیں اور مستقل طلبہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت مولانا محمد عبداللہ خاں عزیزی
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

مرشد کامل کی عظیم شخصیت

اصناف انسانی کے لحاظ سے عزت و کرامت عظمت و بڑائی کے معیار مختلف مانے جاتے ہیں سرمایہ پرستوں میں مکرم و معظم وہ ہے جس کے پاس دولت و ثروت کا انبار ہو سیاست کاروں میں عظیم انسان وہ ہے جو نظام مملکت کے چلانے میں اپنے حسن تدبیر نظم و ضبط کا مظاہرہ اکمل طور پر کرسکتا ہو۔ فلاسفہ و حکماء کے گروہ میں اونچا وہ ہے جو اس جہاں بے کراں کی عقدہ کشائی اور اس کے حل و اسباب کی سراغ رسانی میں فائق تر ہو۔ دلدادگان شعر و سخن کے اعتقاد میں سربلندی اس کا نصیب ہے جو مظاہر قدرت کی عکاسی و تخیل کی بلند پروازی جذبات انسانی کی صحیح ترجمانی میں اپنے ہمنواؤں میں بلند مقام پر فائز ہو۔ اسی طرح سیکڑوں طبقات میں بٹے ہوئے افراد انسانی کے شانہ بشانہ اپنے مزعومات و خیالات کے مطابق عظمت و کرامت کے الگ معیار ٹھہرائے گئے ہیں لیکن خالص دینی نقطۂ نگاہ سے انسان کی عظمت کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ اس میں طہارت نفس، پاکیزگی قلب، بالیدگی روح پیدا ہو جائے یہی وجہ ہے کہ جو صحف آسمانی نے واضح طور پر اعلان کیا کہ انسان کی عزت و شرافت کا معیار تقویٰ و پاکیزگی نفس ہے انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا خلاصہ مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ انسان اپنے کو مومن صالح و تقویٰ کا رنگ دے اس نے کسی انسان کی عظمت و بڑائی کے ناپنے کا یہ پیمانہ سراسر غلط ہے کہ وہ کتنے علوم و فنون کا جامع ہے وہ سیاست کاری میں کتنا ماہر ہے؟ اس کے پاس دولت و ثروت کے کتنے خزانے ہیں وہ فلسفہ و دانش شعر و سخن میں کتنی جودت دماغ و مہارت رکھتا ہے بڑائی کے پیمانہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اسباب انسان کو اس وقت بڑا بناتے ہیں جب اس میں نیکی و پارسائی کا عنصر غالب ہو۔

دنیوی امور سے قطع نظر صرف دینی امور پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت زیادہ آشکارا ہو کر سامنے آئے گی کہ اگر کوئی شخص علم حدیث فقہ و تفسیر کلام و اصول میں عبقری شخصیت کا حامل ہو لیکن ان علوم سے اس کی روح متاثر نہ ہوئی ہو دینداری و دیانتداری، تقویٰ و خشیت الٰہی اس میں نہ پیدا ہوئی ہو تو اس کے یہ سارے کمالات ادنیٰ درجہ کی وقعت و حیثیت نہیں رکھتے بس ثابت ہوا کہ انسان کے اندر لازوال عظمت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کمالات انسانی کے ساتھ ساتھ طہارت نفس و نکوکاری کا جذبہ غالب ہو جائے شمائل کریمہ خصائل حمیدہ کے انوار و تجلیات سے اس کا ظاہر و باطن جگمگا اُٹھے۔

اس نقطۂ نظر سے جب میں غور کرتا ہوں تو مرشد کامل آقائے نعمت نائب رسول مولانا و ماؤنا حضرت حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کی ذات ستودہ صفات کو میں ایک عظیم انسان قرار دیتا ہوں وہ اعلیٰ درجہ کے ایسے محدث تھے جنہوں نے پچاس سال کی طویل مدت تک درس حدیث دیا اور اس کے نکات و باریکیوں سے اپنے سیکڑوں تلامذہ کو مستفیض فرمایا وہ قرآن حکیم کے معارف و حقائق کے ایسے محرم اسرار تھے جنہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ اس کی تلاوت و تفسیر و بیان میں صرف کیا وہ بڑے پُرخلوص خطیب و مقرر تھے جن کے خطبہ و تقریر کے اثرات عرصہ تک دلوں کو گرماتے رہیں گے۔ وہ اگرچہ اہل تصوف کے ایسے گروہ میں نہیں شمار کئے جاتے تھے جنہوں نے حیات کے ہنگاموں سے قطع تعلق کر کے تجرد کی زندگی اختیار کرلی ہو تاہم ان کا باطن یادِ الٰہی اور رضائے حق میں مصروف عمل تھا۔ وہ علم و عمل کا ایسا پیکر مجسم تھے کہ دور دور تک نگاہ دوڑانے سے ایسے انسان کم نظر آتے وہ خلوص و محبت کی ایسی دنیا اپنے دل میں آباد رکھتے تھے جہاں اپنے پرائے کا امتیاز نہیں تھا غرض ان کی خوبی و کمال کی داستان بہت لمبی ہے لیکن جس کی وجہ سے میں ان کو ایک عظیم انسان تصور کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ دیگر کمالات انسانی کے ساتھ ان میں طہارت نفس تقویٰ و خشیت ربانی کے پاک عناصر غالب تھے ان کا ظاہر عام انسانوں جیسا ظاہر نہیں تھا بلکہ شریعت کے سانچہ میں ڈھلا ہوا تھا۔ ان کا باطن عمومی انسانوں جیسا باطن نہیں تھا بلکہ اس میں خلوص و للہیت کا بحر بیکراں تلاطم خیز تھا ان کے اطوار و عادات کے آئینہ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کی جھلکیاں صاف دیکھی جا سکتی تھیں ان کے روحانی قوت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ہزاروں موانع کے سیل رواں کے باوجود ملت اسلام کے اس بلند مینارہ کو پستی کی طرف مائل نہ ہونے دیا بلکہ طوفان حوادث سے ان کے عزم و ہمت میں استحکام پیدا ہوا اور باغ فردوس

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کو ایک عظیم دانش گاہ میں تبدیل کر دیا ان کے زبان مبارک کے قوت تاثیر کی یہ برکت تھی کہ کتنے معصیت کار عفت مآب، کتنے سیہ کار نکوکار و پارسا ہو گئے کتنے گم گشتہ راہ ضلالت نجات و ہدایت کی راہ پا گئے۔

خدائے قدوس کی طرف سے بندے پر لازوال عظمت کا فیضان اس وقت ہوتا ہے جب وہ اپنے ظاہر و باطن کو تمام آلائشوں و آلودگیوں سے پاک و صاف کرا لے اور اچھے عمل و کردار سے سنوار کر اس کے نزدیک محبوبیت کا اونچا مقام حاصل کر لے اسی کو شریعت کی زبان میں تقویٰ کے جامع لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے یہی تقویٰ تمام خوبیوں کی بنیاد ہے اسی کے بلند درجہ پر جب انسان پہونچ جاتا ہے تو اس کی عظمت و سطوت کے آگے کائنات خلقت کی ساری بلندیاں ہیچ نظر آتی ہیں اسی کے مراتب و درجات کے فرق سے نوع انسان کے افراد میں بڑائی و چھوٹائی کا فرق ہوتا ہے اور اسی سے بُعد و دوری کی صورت میں وہ ذرّہ بے مقدار اور خاک حقارت سے کم تر ہوتا ہے مگر اس کا اعلیٰ مقام حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے بڑی جانکاہی و جگر سوزی کے بعد یہ گوہر گرانمایہ حاصل ہوتا ہے بالفاظ دیگر اس رتبہ بلند کے حاصل کرنے کے لئے تلوار کی تیز دھار پر چلنا پڑتا ہے ذرا سی لغزش سے اعتدال کی راہ سے بھٹک جانے کا خطرہ شدید لگا رہتا ہے اس لئے اس رتبہ کے انسانوں کی تعداد ہر زمانہ میں کم رہی قحط الرجال کے اس دور میں ان پاک نفس انسانوں کی کمی کا احساس ہر اس شخص کو ہوگا جو زہر کو تریاق اور تریاق کو زہر نہ کہتا ہو، نیکی کو بدی اور بدی کو نیکی کی شکل میں دیکھنے کا عادی نہ ہو۔ اس نے میرا وجدان شہادت دے رہا ہے کہ مرشدی حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان جیسے جامع صفات، برگزیدہ اخلاق والے انسان عصر جدید میں بہت کم پائے جاتے ہیں آپ کی زندگی پاک کی کھلی کتاب میرے اس دعویٰ کا بیّن ثبوت ہے جس کے ایک ایک ورق کے مطالعہ سے یہ یقین حاصل کیا جا سکتا ہے کہ تقویٰ و طہارت نفس کے پُر پیچ و دشوار گذار راستے کو آپ نے بڑی آسانی کے ساتھ طے کیا۔ ملت بیضا کے اوامر و نواہی کی بجا آوری تو آپ کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی لیکن اس سے بڑھ کر آداب و سنن میں بھی سیرت نبوی سے ازسرمو تجاوز کرنے کا کوئی سلیم الطبع ثبوت فراہم نہیں کر سکتا ہے اٹھنا بیٹھنا، سفر و حضر، بات چیت، باہمی معاشرتی معاملات دین و دنیا عوامی روابط و تعلقات، اپنے پرائے سے سلوک و برتاؤ سب میں آپ نے طریقہ مصطفوی کا دامن اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیا، حسان العجم خاقانی نے اپنے مرشد کے متعلق یہ دعویٰ کیا تھا

دلا ز قم پائے کہ اندر خرقہ مرشد اعاذ نجیب
رموز لوح محفوظ است گر خوانی بانقاش

یعنی میرے مرشد کی گدڑی میں لوح محفوظ کے اسرار و رموز پوشیدہ ہیں اگر تم ان کو علم و ایقان کی روشنی میں پڑھو

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں اپنے شیخ کے متعلق اتنے بڑے شاعرانہ دعویٰ کی جسارت نہیں کر سکتا لیکن یہ کہنے کی جرأت ضرور کر سکتا ہوں کہ ان کی کتاب زندگی میں رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کی تحریریں مرقوم تھیں۔

مُرشد کامل کا دربار ایسا دربار تھا جہاں کسی کو بُری باتوں کا یارائے کلام نہ تھا، غیبت، چغل خوری، فحش کلامی، کسی کے متعلق غلط خیال کا اظہار۔ آپ کی طبیعت سلیمہ کو گوارہ نہ تھی انسانی فطرت کی بڑی کمزوری یہ ہے کہ اپنے معاصر کی خوبیوں کا اعتراف صدق دل سے نہیں کرتا بلکہ اگر کوئی اس کے معاصر کے اچھے اوصاف و کمالات کا ذکر کرتا ہے تو اس کو ایک گونہ انقباض و تکلیف ہوتی ہے اور دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتا ہے اور سوچتا ہے کہ ایسا نقص و عیب ڈھونڈ نکالے جس سے وہ لوگوں کی نگاہ میں حقیر نظر آئے اور اس کی اچھائیاں دب کر رہ جائیں لیکن میرے مُرشد کا طرۂ امتیاز وہ وصف خصوصی تھا کہ اگر ان کے سامنے ان کے معاصر کا ذکر خیر کیا جاتا تو نہ صرف یہ کہ کشادہ دلی کے ساتھ سماعت فرماتے بلکہ خود بھی اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہو جاتے یعنی اپنے حسن ظن کا ایسا مظاہرہ فرماتے جو مومن کامل کا شعار ہوتا ہے۔

قرآن حکیم نے پیروان اسلام کو یہ حکم دیا ہے کہ عام حالت میں کسی کے متعلق بُرا خیال نہ رکھیں کیونکہ اگر وہ خلاف واقع ہے تو گناہ و عذاب کا باعث ہوگا علاوہ ازیں یہ امراض نفسانی میں سے ایک ایسی بیماری ہے جس سے دائمی مناقشت کی وبا عام ہو جاتی ہے اس سے نفرت و حقارت کا جذبہ ابھرتا ہے اس کے برعکس حسن ظن، مودت، الفت اور خوشگوار روابط کا ذریعہ ہوتا ہے اس وجہ سے جس پاک باطن میں یہ خوبی پائی جائے تو اس کا میلان نیکی کی طرف ہے اور اس کا دل آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہے اس اعتبار سے بھی جب ہم حضرت حافظ ملّت کی عظیم شخصیت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم کو یقین محکم ہوتا ہے کہ آپ کا آئینہ قلب مجلّی و مصفّیٰ تھا یہ یقین محض دعویٰ نہیں ہے بلکہ ٹھوس شہادتوں پر مبنی ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ خدائے پاک نے آپ کی طبع سلیم کو ایسا سنوار کر بنایا تھا کہ اس پر بدگمانی سوء ظن وغیرہ کے امراض نفسانی کا اثر نہیں پڑ سکتا تھا بلکہ بعض سادہ لوحوں، نیازمندوں کو تو یہ محسوس ہوتا تھا کہ جس طرح خود حضرت دنیا کے آلائشوں سے ستھرے ہیں ایسا ہی سب کے بارے میں خیال رکھتے ہیں خود نیک ہیں سب کو نیک سمجھتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ذات والا تبار فطری طور پر اس قسم کی باطنی بیماریوں سے پاک و صاف تھی ہی اس پر احکام الٰہی کی بجا آوری کے جذبہ نے سونے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پر سہاگہ کا کام کیا۔

آقائے نعمت نور اللہ مرقدہ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا کامل نمونہ اور سچی تصویر تھے ان کو مذاہب باطلہ اولیاء رضان رسالت میں گستاخی کرنے والوں سے بغیر تو وہ بغض خوشنودی الٰہ کے لئے تھا۔ اللہ کے نیک بندوں کی بارگاہ میں بے جا جسارت کرنے والا انسانوں کو گمراہ کرنے والا، مسلمانوں میں غلط نظریات وعقائد کی تبلیغ کرنے والا خدائے پاک کی ذات وصفات کے متعلق گمراہ کن تصورات کا پرچار کرنے والا ان کا بڑا مبغوض تھا یہی وجہ ہے انھوں نے فرقہ باطلہ کی تردید میں العذاب الشدید جیسی لاجواب کتاب تحریر فرمائی امر معروف نہی منکر کا فریضہ بجا لانے والا اسلام کی دعوت وتبلیغ کی سرگرمیوں میں حصہ لینے والا بدعات وعقائد فاسدہ سے بندگان خدا کی حفاظت وصیانت کرنے والا آپ کا بڑا محبوب وپیارا تھا وہ منظر بڑا پر کیف ہوتا تھا جب کوئی نیاز مند آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی دینی خدمات وتبلیغی کارناموں کو بیان کرتا تھا اور خوشی ومسرت سے آپ کا روئے مبارک چمک اٹھتا تھا حالت وجد میں داد وتحسین کے ایسے الفاظ ارشاد فرماتے تھے کہ جن سے اس نیاز مند کا دل جوش عمل سے لبریز ہو جاتا تھا۔ اور سخت تنگی حالات میں بھی دین کے کاموں کے لئے اس میں حوصلہ پیدا ہو جاتا تھا۔

ایک مرتبہ غریب خانہ پر تشریف لے گئے مجلس مولود منعقد ہوئی عقیدت کیشوں اور نیاز مندوں کا اژدہام تھا جلسہ وعظ میں اس وقت رونق افروز ہوئے جب برادر محترم مولانا عبدالرحیم خانصاحب عزیزی بڑے پر جوش انداز میں تقریر فرما رہے تھے حضرت علیہ الرحمہ والرضوان بہجت وسرور کے ساتھ ان کی تقریر سماعت فرماتے رہے اثنائے تقریر میں آپ کی زبان مبارک سے بار بار سبحان اللہ ماشاء اللہ کے کلمات ادا ہوئے میں خوب محسوس کر رہا تھا کہ تقریر سے محظوظ ہونے کے علاوہ مولانا موصوف کی ہمت افزائی اس لئے فرما رہے ہیں کہ آپ کی عظیم شخصیت سے مرعوبیت کے باعث تقریر کی روانی وجوش بیانی میں خلل نہ واقع ہو جائے برادر مکرم کی تقریر ختم ہوئی اور حضرت والا بندہ نواز کے لئے کرسی پر جلوہ افروز ہوئے تقریباً آدھ گھنٹے تک ان کی تقریر پر گرانقدر تبصرہ فرماتے رہے تبصرہ کیا فرما رہے تھے رائی کو پہاڑ کی بلندی عطا فرما رہے تھے ذرہ کو آفتاب کی تابانی بخش رہے تھے فرمایا کہ سنو یہ بڑے صالح نوجوان جید عالم ہیں اس دور میں اتنے نیک اور اچھے عالم کم ملتے ہیں ان کی قدر پہچانو اور غور سے سنو جب تک اس دنیا میں عالم ہیں اس وقت تک یہ عالم ہے جب عالم نہیں رہیں گے تو یہ عالم بھی نہیں رہے گا پھر تفنن طبع کے لئے یہ لطیف نکتہ ارشاد فرمایا کہ عالَم اور عالِم میں صرف زبر اور زیر کا فرق ہے اس لفظ کے لام کو زبر دیکر پڑھو عالَم اور زیر دیکر پڑھو عالِم ہے اس سے اشارہ مل رہا ہے کہ جب تک

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عالم کا وجود ہے اس وقت تک دنیا برقرار رہے گی اور جب یہ دنیا عالم کی وجود سے خالی ہو جائے گی تو یہ زیر و زبر ہو جائے گی یعنی نظام ہستی تہہ و بالا ہو جائے گا حضرت نے اس نکتہ کو ایسے حسین انداز میں ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارے علاقہ کے لوگوں کی زبان پر بہت دنوں تک اس کا تذکرہ رہا کہ عالم ہیں تو عالم ہے عالم نہیں تو عالم نہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ لفظ کے زیر و زبر سے نظام ہستی کے زیر و زبر ہونے پر حضرت نے استدلال قائم نہیں کیا تھا بلکہ اس حقیقت پر حدیث کریم کی ٹھوس شہادت پیش فرمائی تھی افسوس کہ مجھے یاد نہ رہی۔

اس واقعہ کو گذرے ہوئے تقریباً دس سال ہو گئے لیکن جب کبھی حضرت کی قدر افزائی ذرہ نوازی ہمت افزائی کا خیال آتا ہے تو سرور و کیف طاری ہو جاتا ہے اور میں خوشی و مسرت سے جھوم اٹھتا ہوں۔ ع

نہیں ہے پیر میخانہ مگر فیضان باقی ہے
ابھی تک میکدہ سے بوئے عرفانی نہیں جاتی

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن
اس زمانے میں کوئی حیدر کرار بھی ہے
اقبال

بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ قربانیوں کا ایک یہ گوشہ یہ بھی ہے کہ جب اہل مبارکپور نے باتفاق رائے آپ کو دارالعلوم اشرفیہ کی باگ ڈور سپرد کر دی اور آپ سربراہ اعلیٰ کی حیثیت سے منتخب کر لئے گئے تو اس کے بعد ۱۹۶۰ء سے آپ نے اشرفیہ سے مشاہرہ لینا بھی موقوف فرما دیا۔ اراکین نے الاؤنس مقرر کرنے پر اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ لفظ بدلنے سے معنی نہیں بدلتا۔ اور الاؤنس قبول کرنے سے بھی آپ نے صاف انکار فرما دیا۔ ایام مرض میں شاہزادہ گرامی قدر مولانا عبد الحفیظ صاحب سے فرمایا "لوگ الاؤنس کے لئے مجھ سے اصرار کر کے کامیاب نہیں ہو سکے لیکن تم خیال رکھنا کہیں تم کو کچھ نہ دے دیں۔

سبحان اللہ! قربانیوں کا یہ سلسلہ کتنا دراز ہے کہ خود تو قربانی کی نذر ہوتے ہی رہے اپنی نسل کو بھی اسی شاہراہ پر چلنے کی ہدایت فرما دی۔

حافظ ملت کے بعد جب مولانا عبد الحفیظ صاحب کو باتفاق رائے اشرفیہ کا سربراہ اعلیٰ چن لیا گیا تو سمجھا گیا کہ حضرت کا اشارہ اسی مستقبل کی طرف تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ لائق فرزند نے قربانیوں کی وراثت باقی رکھی اور آپ نے بھی مشاہرہ و الاؤنس کا قضیہ نہیں پالا۔ انکار کی قوت اصرار پر بھاری ثابت ہوئی زندگی بھر تو حافظ ملت اشرفیہ کے لئے قربانیاں دیتے ہی رہے اس پر بھی قرار نہ آیا تو خون کا آخری قطرہ بھی اشرفیہ کے لئے نچوڑ دیا اور اپنا مدفن بھی اشرفیہ کو سونپتے گئے۔

مقدر سے ملا کرتی ہے دولت عشق کی ورنہ
ہر اک سینے میں [illegible]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا محمد احمد بھیروی مصباحی
مدرس دارالعلوم ندائے حق جلالپور فیض آباد

حافظِ ملت کے علمی افادات

حافظ ملت نے پوری زندگی درس وتدریس اور تقریر وتبلیغ کا شغل رکھا۔ مصروفیات بہت زیادہ تھیں مبارکپور تشریف لائے تو تیرہ اسباق روزانہ پڑھاتے جس میں سب سے چھوٹا سبق شرح جامی کا تھا۔ آپ کے بڑھتے ہوئے اثرات اور علمی وجاہت دیکھ کر دیوبندی مکتب فکر کے مولوی شکر اللہ مبارکپوری نے تقریروں کے ذریعہ مذہبی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور پھر دونوں طرف سے مقابلہ کی تقریریں شروع ہو گئیں۔ ایک دن حضرت کی تقریر ہوتی اور ایک دن مولوی شکر اللہ کی۔ اُس وقت حضرت کے طلبہ بھی بڑی محنت وستعدی کے ساتھ حضرت کی معاونت کرتے۔ حافظ ملت فرمایا کرتے کہ وہ طلبا میرے لئے قوت بازو تھے — مخالف مقرر کی پوری تقریر نوٹ کرتے اور شام کو سارے مشاغل سے فراغت کے بعد حضرت اُسے سنتے، عصر سے مغرب تک کی درمیانی مدت جوابی تقریر کی سماعت اور جواب الجواب کے لئے طلبہ کی تیاری میں صرف ہوتی۔ اگرچہ یہ سلسلہ مسلسل ساڑھے چار ماہ تک تھا۔ مگر تدریسی مشاغل غیر درسی اوقات میں کچھ کتابوں کی تدریس، اہل محلہ اور ملاقاتیوں کی دلدہی اور اس طرح کے بہت سے مشاغل کا ہجوم رہتا ——— غالباً سنہ ۹۳ھ میں ایک بار بزم امجدیہ عزیزیہ (واقع محلہ جگسلائی، جمشید پور) کی دعوت پر حضرت جمشید پور تشریف لے گئے تھے۔ میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا بعد ملاقات، نماز مغرب جگسلائی جامع مسجد میں حضرت کے پیچھے ادا کی، حضرت نماز پڑھ کر اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ میں امام جامع مسجد حضرت مولانا محمد حسین صاحب اعظمی سے گفتگو اور حضرت کے حالات پر تبادلہ خیال میں مصروف ہوا۔ اور میں نے ان سے کہا کہ حافظ ملت کی تقریر کے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کوئی خاص تصنیفی سرمایہ نہیں چھوڑا جس کے باعث ان کے افادات اور علوم سے آنے والی نسلیں محروم ہو جائیں گی۔

کثرتِ تصنیف سے مانع اس کثرت کے باوجود حضرت کی [illegible] ظاہر ہو [illegible] حضرت نے خود [illegible]

بقول [illegible] سے روایت مجھ سے [illegible] تذکرہ حضرت مجھ سے ... یہ تذکرہ [illegible] مجھے [illegible] کو [illegible] سال [illegible] تعالیٰ [illegible] کے جواب [illegible] نام کی [illegible] دیا گیا مگر چھپ کے جلسے میں [illegible] نے خواہ مخواہ بعض کتاب اپنے تلمیذ عزیز مولانا محمد [illegible] صاحب کے نام سے منسوب کر دی۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ (حضرت کے استاذ گرامی مولانا محمد علی صاحب قبلہ متوفی ۱۳۶۰ھ) نے کتاب کو [illegible] کتاب بڑی معرکۃ الآرا اور جلیل القدر ہے حافظ صاحب کو اپنے نام سے شائع کرنا چاہیے تھا۔

ارشاد رئیس التحریر مولانا ارشد القادری صاحب) کا کہنا ہے اس کتاب نے مجھے [illegible] دکھایا۔

تصنیف کے [illegible] دور [illegible] سب سے اہم [illegible] کے باعث [illegible] ایک طالب علم حضرت کے نام [illegible] مگر مجھے یاد نہیں رہا [illegible] امام [illegible] مولانا [illegible] کے [illegible] صاحب [illegible] مگر طالب علم [illegible] حاصل کر کے چلے گئے جس کے باعث یہ حاشیہ ناتمام رہ گیا اور پھر کوئی ایسا باستعداد طالب علم مذکورہ کتاب پڑھنے والا نہ ملا کہ جس کے لئے حاشیہ مکمل کیے جاتے ہو سکے۔

اس میں شبہ نہیں کہ حضرت کی جو کچھ بھی تحریریں مقالے اور خطوط وغیرہ پیش نظر ہیں وہ انشا پردازی کا بہترین نمونہ ہیں۔ اور ان کی مصروفیات سے بھی

---

۵ بمبئی کے مولوی محمد عثمان مرحوم ۱۲

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اہل قلم پیدا کر دیں۔ ورنہ یقیناً وہ ہمارے لئے علمی تصنیفی سرمایہ بھی ضرور چھوڑ جاتے، مگر یہ حقیقت ہے کہ حافظ ملت نے اگرچہ زیادہ تصنیفات نہ چھوڑیں مگر بے شمار مصنفین ضرور پیدا کر دیے، طلبہ کے اندر تحریری ذوق پیدا کرنے میں ہمیشہ ان کا زبردست ہاتھ رہا۔ خصوصاً جس طالب علم کے اندر تصنیفی صلاحیت اور تحریری ذوق دیکھتے اُسے اُسی طرف لگا دیتے جس کے باعث آج حافظ ملت کے تلامذہ میں اُردو، عربی، فارسی کے جید اہل قلم دیکھے جا سکتے ہیں ___ مولیٰ تعالیٰ تمامی حضرات کی کاوشیں بروئے عام لائے اور انہیں افادہ عامہ کے اجر سے نوازے۔ وھو الموفق وخیر معین۔

درسی افادات

حضرت کی تقریر، تحریر اور گفتگو کی طرح تعلیم بھی حسن ایجاز اور کمال تفہیم دونوں کی جامعیت کا بے مثال نمونہ تھی۔ بعض مقامات پر خصوصی بسط اور تفصیل سے کام لیتے، اگرچہ اس بسط کے الفاظ اور ان کے معانی کا تناسب دیکھا جائے تو اسے بھی ایجاز ہی سے موسوم کرنا پڑے گا۔ الغرض حضرت کا اطناب ہو یا ایجاز بہت جاندار اور باریک تحقیقات کا حاصل ہوتا۔ مگر یہ ہماری ناقابل تلافی کوتاہی اور لاپرواہی ہے کہ حضرت کے خطبات، ملفوظات اور واقعات کی طرح ہم نے یہ افادات بھی قید تحریر سے آزاد رکھے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت غور و خوض اور حافظہ پر زور ڈال کر بھی صرف چند افادات آج قلم کی گرفت میں لا سکا ہوں۔ میں لکھتا ہوں کہ دوسرے قوی الحافظ حضرات کا بھی یہی حال ہوگا کہ سو ڈیڑھ سو سے زیادہ جمع نہ کر سکے ہوں گے خیر اس طرح بھی اگر متعدد تلامذہ نے کوشش کی ہے تو افادات کا ایک ضخیم مجموعہ تیار ہو سکتا ہے۔

سوال سے زیادہ جواب دیا جا سکتا ہے! بخاری شریف کی حدیث ہے

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان رجلا سالہ ما یلبس المحرم فقال لا یلبس القمیص ولا العمامة ولا السراویل ولا البرنس ولا ثوبا مسہ الورس والزعفران فان لم یجد النعلین فلیلبس الخفین ولیقطعھما حتی یکونا تحت الکعبین (ج ا ص ۲۵)	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی ہیں، کہ ایک شخص نے حضور سے دریافت کیا احرام باندھنے والا کیا پہنے؟ فرمایا: کرتا، عمامہ، پاجامہ اور ٹوپی نہ پہنے، نہ ہی وہ کپڑا جس میں ورس اور زعفران لگا ہو۔ اگر جوتے نہ پائے تو موزے پہن لے، اور انہیں کاٹ دے تاکہ ٹخنوں کے نیچے ہو جائیں۔

اس حدیث پر دوسرے افادات اور مکمل تقریر کے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ساتھ یہ بھی فرمایا کہ آخری حصہ فان لم یرجعوا فالعنہم (اگر جو نہ مانے الخ) سائل نے دریافت نہیں کیا تھا جواب میں ذکر فرمایا گیا تاکہ یہ مسئلہ بھی معلوم ہو جائے۔

اس پر فرمایا ایک بار محمد آباد گوجرہ (دینار کپور سے قریباً میل پور سب واقع ہے) سے ایک استفتاء آیا۔ رافضی کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب میں دوسرے مباحث کے ساتھ لکھا رافضی، قادیانی، وہابی، دیوبندی سب کی نماز جنازہ حرام سخت حرام ہے۔ بعد میں معلوم ہوا یہ استفتاء دیوبندی مکتب فکر کے کچھ لوگوں نے بھیجا تھا اور اس سے اُن کا مقصد سُنّی شیعہ فساد و اختلاف برپا کرنا تھا۔ مگر اس جواب سے اُن کی ساری اسکیم فیل ہو گئی۔

یہ تھا حافظ ملت کا حسن تدبر اور ان کی سیاسی بصیرت۔ جسے ان کے سوانح کا مستقل موضوع بنایا جا سکتا ہے۔

قانون اصول فقہ: بخاری شریف میں یہ حدیث متعدد روایات و طرق سے بطرق اجمال و تفصیل مختلف مقامات پر آئی ہے۔

عن انس ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُتی بلحم تُصُدِّقَ بہ علی بریرۃ فقال ھو علیھا صدقۃ و ھو لنا ھدیۃ (ص ۲۰۲ ج ۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک گوشت حاضر کیا گیا۔ جو حضرت عائشہ کی کنیز جناب بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر صدقہ کیا گیا تھا فرمایا وہ اس پر صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

اس کی تفہیم کے لئے حضرت نے بجائے لمبی چوڑی تقریر کے اصول فقہ کا ایک ایسا قاعدہ بتا دیا جو آج تک یاد رہا اور بہت سے مواقع پر مفید ثابت ہوا فرمایا، تبدل ملک سے تبدل عین ہو جاتا ہے حکماً۔

جب وہ گوشت حضرت بریرہ کے قبضہ میں پہنچا تو صدقہ ہوا۔ اور جب انھوں نے حضور کی خدمت میں پیش کیا تو اب صدقہ نہ رہا بلکہ ہدیہ ہو گیا اس لئے ہاشمی کے لئے اُسے تناول کرنا جائز ہو گیا اسی حدیث سے فقہاء نے یہ اصول مستنبط کیا کہ ملکیت بدل جانے سے حکماً اصل حقیقت بدل جاتی ہے۔ فقہ کے بہت سارے مسائل اسی اصل اور قانون پر مبنی ہیں۔

ایک تاویل کا رد بلیغ | ترمذی شریف پڑھنے کے زمانہ میں یہ حدیث بھی آئی ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فیح جہنم) ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھو اس لئے کہ سخت گرمی جہنم کی تپش سے ہے۔ تو کسی نے اس حدیث کی تاویل ان لفظوں میں کی کہ اگر سخت گرمی جہنم کی تپش کے باعث ہے تو ہر جگہ گرمی ہونی چاہیئے جب کہ کشمیر اور نینی تال میں ٹھنڈک ہوتی ہے اس لئے یہ حدیث برسبیل تفہیم و تمثیل ہے جیسے کہ جب خوش گوار ہوا چلتی ہے تو کہا جاتا ہے "جنت سے ہوا آرہی ہے"۔

مولانا فضل حق غازی پوری وغیرہ چند ساتھیوں نے حافظ ملت کے سامنے یہ تاویل پیش کرتے ہوئے استصواب کیا تو آپ نے فرمایا "نیچریت ہے" (یہ طریقہ نیچریوں ہی کا ہے کہ صریح نصوص کو ظاہر سے منحرف کر دیتے ہیں اور بالکل بے سروپا تاویلات اڑاتے ہیں) اور اس کا رد بلیغ فرمایا ___ اگلے سال جب بخاری شریف میں یہ حدیث آئی تو خود میں نے بھی سنا کہ حضرت نے تاویل مذکورہ پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

یہ تاویل کسی طرح صحیح نہیں گرمی کے موسم میں کشمیر اور نینی تال میں بھی وہ ٹھنڈک نہیں رہ جاتی جو موسم سرما میں رہا کرتی ہے۔ بلکہ نسبتاً وہاں بھی فرق ہوتا ہے جو ہمارے یہاں جاڑے اور گرمی میں ہوتا ہے یاد رہے کہ وہاں بعض عوارض کی وجہ سے وہ موسم نہیں ہوتا جو ہمارے یہاں ہوتا ہے۔ حدیث کو بلا دلیل اس کے ظاہر سے پھیرنا ہرگز درست نہیں ہے۔

اپنی برائی کرنا بھی ایک موقع پر جائز ہے درسگاہ میں ایک بار حضرت نے اس مسئلہ سے متعلق افادہ فرمایا تھا جسے میں نے اسی دن لکھ رکھا تھا خوش قسمتی سے یہ تحریر مل گئی ہے جو یہاں نقل کر رہا ہوں۔

۱۵ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ بمطابق ۱۹۶۹ء شنبہ ___ درس بخاری شریف کے بیچ میں حضور حافظ ملت نے فرمایا۔

مومن عزت اسی وقت حاصل کر سکتا ہے جب اعدائے دین کی تذلیل کرے۔ اور بوقت مقابلہ انہیں حقیر و ذلیل ثابت کر دے۔ اگر ان کے سامنے انکسار و تواضع سے پیش آئے تو یہ اس کی ذلت ہے۔

محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ (علامہ سید محمد صاحب کچھوچھوی شاگرد اعلیٰ حضرت متوفی ۱۳۸۱ھ) کا بیان ہے کہ مولانا عبدالشکور کاکوروی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سے مناظرہ ہوا جس میں اس نے
مرزائی مسلک پر تنقید کرتے ہوئے
مجھ سے بطور طنز کہا کہ آپ نے شرح
یاد رکھی ہیں جن پر مجھ اس پر
میں نے اس کی تجہیل و تزندیق
و تکفیر کی۔ اور اپنے کلام کے مقابلے
میں بت بن کر رہ گیا جس سے
دو چار ہو کر شکست خوردہ ہو گیا —
میں نے مناظرہ میں فتح تو حاصل
کر لی۔ لیکن میرے دل میں
اپنے ان جملوں سے جو مجھ سے
ہو گئے میں کبر ڈالے تھے۔ اتفاقاً
پیدا ہو گیا کہ میں کبر و عجب کا مرتکب
ہوا جو نہایت مذموم ہے طبیعت میں
ایک تکدر رہا کرتا تھا جس کے
باعث میں نے اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی
طرف رجوع کرنا چاہا۔ حاضرِ بارگاہ
ہوا جب آپ کی نظر مجھ پر پڑی
دیکھتے ہی جان گئے اور میرے دماغ
پر ابھرتے ہوئے اثرات کو
بچشم بصیرت مشاہدہ فرما رہے تھے
بعد تھوڑے توقف کے فرمانے لگے۔ "فقیر
کی ابھی تک اہلِ علم سے نہیں
آئی۔ خدا کا افضال ہے جو کچھ ملا ہے
کبھی اپنے کو اس پر غرور و ناز نہیں
کبر اور عجب بہت ہی مذموم
ہے۔ آدمی کتنی ہی بلند رتبہ
پر پہنچ جائے اسے فخر نہیں کرنا چاہیے،
حضرت اعظم یہ بات فرماتے ہیں
ان کے جملے سننے کے بعد میں اس کو وہ
گیا۔ اب جو کچھ پوچھئے کہ مجھے
مجالس میں زیادہ اور میرے اپنے
نفس پر بہت زیادہ ملامت
کرنے لگا لیکن اعلیٰ حضرت
نے پھر اس کے بعد فرمایا۔
محرومِ خیالات رسول سے اور اعدائے
دین کے مقابلے میں کبھی انکساری
نہیں برتنا چاہیئے۔ وہاں تو یہ
شخص ہے دینِ حق کا ذمہ دار
ہوتا ہے۔ اسے مذہب کو بلند و
برتر ثابت کرنا ہوتا ہے اور حمایتِ
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
میں ان کی عظمت و شان
کا اظہار اس کا فریضہ ہوتا ہے
وہاں تواضع و انکسار سے یہ مقصد

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے
اُن کے مقابلے میں اپنے کو بلند
وبالا کہنا جائز اور دین متین کی
حمایت ہے۔

محدث صاحب فرماتے ہیں
میں اتنا سننے کے بعد بہت مسرور
ہوا۔ دل کا انقباض اور تکدّر
دور ہوا۔ اور انشراح صدر ہوگیا۔"
فالحمد للہ علی ذلک

حلوا اور مٹھائی بخاری شریف پارہ ۲۲ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب الحلوا والعسل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حلوا اور شہد پسند تھا۔ رفیق گرامی مولانا عبد الستار۔ پرو دلیاوی ذکر کرتے ہیں (۱۳۹۱ھ؍ ۱۹۷۱ء) یہ حدیث پڑھاتے وقت حضرت نے فرمایا اس سے حلوا کا مرغوب اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی پسندیدہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مولانا عبد الرحمن پورنوی نے عرض کیا حلوا کا معنی تو مطلق "میٹھی چیز" ہے معروف حلوا مراد نہیں۔ فرمایا۔

جب مطلق حلوا کی پسندیدگی
اور استحباب ثابت ہے کہ یہ بھی
اسی مطلق کا ایک فرد ہے تو بلا
تخصیص مطلق کا استحباب
اس کے فرد خاص کے استحباب
کو مستلزم ہے۔"

دیگر افادات

جمعہ کی اذان ثانی اور حضرت کی فقہی بصیرت ایک بار درسگاہ میں حضرت نے فرمایا۔ بنارس سے کچھ لوگ آئے انھوں نے کہا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل شہر سے فرمایا "جب بین یدی الخطیب اذان ہو اس وقت نہ چلو بلکہ جب پہلی اذان ہو اسی وقت چلو" اس میں بین یدی الخطیب کا لفظ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے یہاں اذان ثانی خطیب کے قریب ہوا کرتی تھی۔ میں نے کہا۔ اس سے اذان ثانی کا بیرون مسجد ہونا ثابت ہوتا ہے کوفہ جیسے شہر کے لوگ اذان ثانی سُن کر اپنے گھروں سے مسجد چلتے۔ یہ لوگ اذان ثانی اُسی وقت سن سکتے تھے جب بیرون مسجد ہوتی رہی ہو۔ اندرون مسجد کی اذان بھلا اس وسیع شہر میں لوگوں کے گھروں کے اندر تک کب پہونچتی کہ وہ سن کر آتے۔

اعلیٰحضرت کا ترجمۂ قرآن نیچریوں کا عقیدہ ہے کہ رام، کرشن وغیرہ بھی نبی تھے اس پر " ولکل قوم ھاد " سے استدلال کرتے ہیں کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی اور رسول ہے تو آخر ہندی قوم کے لئے بھی کوئی ہادی اور رسول ہوگا۔ اور وہ یہی سب ہیں۔ حالانکہ کسی شخص کو بھی نبی ماننے کے لئے نقل یقینی ضروری ہے رام، کرشن وغیرہ کا تو کسی اسلامی دلیل سے وجود بھی ثابت نہیں اور جن غیر اسلامی ناقابل

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

التفسیر کتابوں سے ان کا وجود معلوم ہوتا ہے خود ان ہی کتابوں سے ان کے وہ معلومات بھی معلوم ہوتے ہیں جو کسی نبی تک یا کسی مومن ہی بھی نہ ہوں گے۔ —— بہر حال۔ حافظ ملت نے ایک بار فرمایا۔ بجریوں کے قول کی ساری بنیاد لکل قوم ھاد پر قائم ہے —— مگر اعلیٰ حضرت نے اپنے ترجمہ ہی سے ان کا سارا طمطراق استدلال بالکل منہدم کر دیا ہے۔ آیت کریمہ ہے انما انت منذر ولکل قوم ھاد اعلیٰ حضرت نے ترجمہ فرمایا تم تو ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی —— یعنی یہ قرآن صرف حضور رسول گرامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہے کہ تم تو ہر قوم کے لئے ہادی اور نذیر ہو —— اب لکل قوم ھاد سے بجریوں کے استدلال کی گنجائش ہی نہ رہی۔

حاضر و گواہ انجمن احمدیہ بھیرو۔ ولید پور۔ اعظم گڑھ کے اجلاس میں ایک بار حضرت الاستاذ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ دام ظلہ نے آیت کریمہ انا ارسلنک شاھدا و مبشرا پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ شاھد کا معنی حاضر ہے نماز جنازہ کی دعا جس میں ہے وشاھدنا وغائبنا (مغفرت فرما) ہمارے حاضر کی اور ہمارے غائب کی —— اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شاھد معنی حاضر آتا ہے لہٰذا آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ رب تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا۔ لیکن حافظ ملت نے تقریر کی تو حضرت نے مفتی صاحب قبلہ کی تحسین کے ساتھ حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ابھی مان لو کہ شاہد کے معنی گواہ ہے۔ تو بتاؤ گواہ کون ہوتا ہے؟ کیا وہ شخص گواہ ہو سکتا ہے جو واقعہ کے وقت موجود نہ ہو۔ یا موجود ہو مگر بچشم خود دیکھا نہ ہو۔ ہرگز نہیں۔ گواہ وہی ہوتا ہے جو واقعہ کے وقت حاضر بھی ہو اور ناظر بھی۔ لہٰذا انا ارسلنک شاھدا میں شاہد کا معنی گواہ لینے پر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اپنی جگہ یقیناً ثابت ہے۔ وللہ الحمد۔

نصف شعبان شب برات ۱۳۸۳ھ میں اختلاف رہا۔ بعض اضلاع میں ۲۹ رجب کو چاند شعبان کی رویت ہو گئی تھی لیکن جمشید پور میں کوئی شرعی ثبوت نہ ملنے کے باعث ۳۰ کے حساب سے شب برات تھی حافظ ملت نے پندرہویں شعبان کے اجلاس منعقدہ جمشید پور میں شب برات کی فضیلت پر تقریر فرمائی اور اس میں حاشیہ جلالین تفسیر احمد الصاوی المالکی علیہ الرحمہ کے حوالے سے یہ حدیث پیش کی۔

من صلی فیہا مائۃ	جس نے اس شب میں سو رکعت
رکعۃ ارسل اللہ تعالیٰ	نماز پڑھی خدائے تعالیٰ اس کے پاس
الیہ مائۃ ملک	سو فرشتے بھیجتا ہے۔ تیس آئے
ثلاثون یبشرونہ	جنت کا مژدہ سناتے ہیں تیس
بالجنۃ وثلاثون	اس کو عذاب دوزخ سے مامون
یؤمنونہ من عذاب	رکھتے ہیں۔ تیس آفات دنیا سے
النار وثلاثون	اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یدفعون عنه آفات الدنیا ومضرۃ ویدفعون عنه مکائد الشیطان۔
(صاوی ۲ سورہ رعد پ ۱۳)

دس فرشتے شیطان کے مکر وفریب اس سے دور کرتے ہیں۔

حافظ ملت نے فرمایا۔ "اللہ عظیم فوائد کے پیش نظر شب برات میں نماز پڑھ لینی چاہئے سو رکعت پڑھنے میں زیادہ دیر نہیں لگتی، بس ڈیڑھ گھنٹہ لگتا ہے۔ میں اس نماز کا پابند ہوں۔ امسال شب برات میں اختلاف رہا، تو میں نے کل بھی سو رکعتیں پڑھیں اور آج بھی پڑھیں۔"

حافظ ملت ایک زمانہ سے بلاناغہ شب برات جمشید پور میں کیا کرتے۔ اسی شب میں مدرسہ فیض العلوم کا جلسۂ دستار بندی منعقد ہوتا ہے، جس میں حضرت کی شرکت لازمی سمجھی جاتی۔ میں نے چار سال تو خود مشاہدہ کیا کہ حضرت جلسہ گاہ تشریف لے جانے سے پہلے بعد مغرب فوراً اور کبھی ذرا دیر بعد یہ نماز ضرور پڑھتے۔ آخری سال ۱۳۹۵ھ جس میں حضرت کی طبیعت مضمحل اور نقاہت زیادہ تھی، اُس سال بھی یہ نماز فوت نہ ہونے دی۔

حدیث ہے "افضل الاعمال ادومها" وہ عمل جو ہمیشہ ہو۔ اس کا جلوہ اگر دیکھنا ہو تو کوئی حافظ ملت کے صبر آزما اور مشقتوں سے بھرپور اعمالِ زندگی دیکھے۔

نشانِ سجدہ اور داغِ جبیں: اسی سال ۱۴ شعبان کو جب حافظ ملت مدرسہ فیض العلوم میں تشریف فرما تھے، علامہ ارشد القادری صاحب نے ایک صاحب کا ذکر کیا کہ یہ نماز روزے کے تو پابند نہیں۔ مگر پیشانی پر ایک نمایاں داغ رکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔

"عجیب بات ہے قرآن میں مؤمنین کی علامت سجدہ کی یہ تعریف کی گئی ہے جو چہرے میں نمایاں رہتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ سیماھم فی وجوھھم۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے۔ قرآن کریم میں "فی جباههم" (ان کی پیشانیوں میں) نہیں ہے۔ حضرت کے پاس تفسیر صاوی شریف رکھی ہوئی تھی۔ فرمایا اسی صاوی میں داغ سجدہ کی مذمت میں ایک حدیث ذکر کی ہے۔"

یہ سن کر فوراً آپ نے صاوی شریف سے یہ مقام نکالا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

(سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود) وھو نور و بیاض یعرف به فی الآخرۃ انھم سجدوا فی الدنیا (جلالین)

(ان کی علامت ان کے چہرہ میں ہے سجدے کے نشان سے) وہ ایک نور اور سفیدی ہے جس سے آخرت میں اس کی شناخت ہوگی کہ انھوں نے دنیا میں سجدے کئے ہیں۔ (جلالین)

اختلف فی تلک السیما فقیل ان مواضع سجودھم یوم القیمۃ تری کالقمر لیلۃ البدر وقیل ھو صفرۃ الوجہ من سھر اللیل وقیل الخشوع الذی یظھر علی الاعضاء حتی یراھم مرضی ولیسوا بمرضی و لیس المراد به ما یصنعه الجھلۃ المرائین من العلامۃ فی الجبھۃ فانه من فعل الخوارج و فی الحدیث انی لا

(علامہ احمد صاوی فرماتے ہیں)۔ اس علامت میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کے اعضائے سجدہ روز قیامت چودھویں کے چاند کی طرح روشن نظر آئیں گے دوسرا قول ہے کہ یہ چہرے کی زردی ہے جو شب بیداری کے باعث پیدا ہو جاتی ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے وہ خشوع مراد ہے جو اعضاء پر نمایاں ہوتا ہے جس سے کچھ ایسا خیال ہوتا ہے کہ وہ بیمار ہیں حالانکہ بیمار نہیں — اس سے وہ داغ مراد نہیں جسے ریاکار جاہلین اپنی "پیشانیوں" میں بنا لیتے ہیں یہ تو خارجیوں کا فعل ہے حدیث

ابغض الرجل واکرھه اذا رأیت بین عینیه اثر السجود۔ (صاوی)

شریف میں ہے۔ میں تو اس شخص کو دشمن و ناپسند رکھتا ہوں جس کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) نشان سجدہ دیکھتا ہوں۔

(صاوی شریف سورہ فتح)

حضور حافظ ملت کی توجیہ علامہ احمد صاوی کی تصریح اور اس حدیث پاک سے ہم لوگوں کو ایک عجیب انشراح صدر ہو گیا مولانا ارشد القادری صاحب نے کہا۔ میرے دل میں ایک انقباض رہتا تھا کہ قرآن علامت سجدہ کی تعریف کرتا ہے اور ہم لوگ اس کی مذمت کرتے ہیں۔ بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا داغ سجدہ قرآن کا پسندیدہ اور محمود ہے۔ مگر آج شرح صدر ہو گیا کہ "داغ پیشانی" مذکورہ قرآن ہی نہیں۔ بلکہ اس میں تو نور چہرہ کی تعریف فرمائی گئی ہے۔

موت کیا ہے؟ حافظ ملت نے تقریروں میں بارہا اس پر روشنی ڈالی۔ فرمائے۔

انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے جب کہا جاتا ہے۔ فلاں آدمی مر گیا۔ تو بتاؤ جسم و روح میں سے وہ کونسی چیز ہے جو مر گئی یا فنا ہوگئی۔ کیا روح مر جاتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اہل اسلام کبھی نہیں بلکہ فلاسفہ بھی یہ عقیدہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہے کہ روح نہیں مرتی پھر
کیا جسم مرجاتا ہے؟ یہ بھی نہیں
اسے تو تم آنکھوں سے دیکھتے
ہو ہاتھوں سے ٹٹولتے ہو۔
تمام اعضا اپنی جگہ سلامت ہیں
کوئی عضو فنا نہیں ہوا۔ پھر موت
کیا ہے؟؟ میں کہتا ہوں۔
موت جسم اور روح کے اختلاف
کا نام ہے۔ جب تک روح اور
جسم کا اتصال و اتفاق تھا آدمی
زندہ تھا۔ جب دونوں میں
اختلاف اور جدائی ہو گئی
کہہ دیا۔ انتقال کر گیا۔
معلوم ہوا اتفاق زندگی ہے
اور اختلاف موت ہے
ایک جسم و روح کا اختلاف شخص
کی موت ہے۔ افراد خانہ کا
اختلاف گھر کی موت ہے۔
ایک محلہ، ایک گاؤں ایک
شہر، یا ایک ملک
کا اختلاف اس محلہ، گاؤں
شہر یا ملک کی موت ہے۔

مدرسہ اور مسجد: حضرت کو مدرسہ اور تدریس سے پوری زندگی شغف رہا۔ بہت سارے مدارس کی بنیاد رکھی کسی مدرسہ کے جلسۂ تاسیس کی دعوت حتی الامکان رد نہ فرماتے۔ اور ایسے اجلاس میں مدرسہ کی اہمیت پر خصوصی تقریر کرتے۔ مسجد اور مدرسہ کی عمومی افادیت کا فرق بیان کرتے ہوئے حضرت سے ہم نے بار بار سنا کہ

اگر کسی نے مسجد کی تعمیر میں
حصہ لیا تو اسے اس مسجد میں
ہر نماز پڑھنے والے کا ثواب ملے گا
لیکن اگر وہی شخص دوسری
مسجد یا کسی دوسری جگہ نماز پڑھے
تو اس کے نماز پڑھنے کا ثواب
پہلی مسجد تعمیر کرانے والے کو نہ ملے
گا۔ اور اگر کسی نے مدرسہ کی تعمیر
میں حصہ لیا، تو اس مدرسے سے
نماز و روزہ، احکام شرع اور علوم
دینیہ سیکھ کر جانے والا ہر ایک طالب علم
جہاں بھی رہے جب بھی نماز
پڑھے روزہ رکھے یا اور کوئی کار خیر
کرے، اس مدرسہ کی تعمیر میں
حصہ لینے والا اس طالب علم کے
ہر کار خیر کا ثواب پائے گا۔ اور خود اس کے
مدرسہ کے اندر اساتذہ و طلبہ یا دیگر حضرات

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے تعلّم و تعلیم اور طلبِ خیر کا ثواب
مزید برآں ہے۔

حافظ ملت کے یہ ارشادی جملے، معانی کثیرہ کا گنجینہ حسن ایجاز کا بہترین نمونہ، نیز دقتِ نظر اور ان کی نکتہ شناسی کی شاندار شان ہیں۔ ان مختصر جملوں کی اگر تفصیل کی جائے تو ایک مبسوط اور لمبی تقریر ہو سکتی ہے۔

خدا کے نافرمان سے متارکت اور دعائے قنوت

حافظ ملت فرماتے ہیں۔ مجھے دورِ طالب علمی ہی میں تقریر کی پوری مشق ہو گئی تھی اور کسی بھی موضوع پر ایک گھنٹہ تقریر کر سکتا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ لوگوں سے کہا۔ مجھے کوئی بھی موضوع دیدیا جائے، ایک گھنٹہ تقریر کروں گا۔ لوگوں نے صرف "دعائے قنوت" میری تقریر کا عنوان تجویز کیا۔ میں نے اس پر ایک گھنٹہ برجستہ تقریر کی

"اس دعائے قنوت میں توکل ایمان، شکر، کفرانِ نعمت، عبادت، نماز وغیرہ کا مضمون تو ہے ہی مگر میں نے ونخلع ونترک من یفجرک پر خاص روشنی ڈالی بتایا کہ رب العلمین کے حضور کھڑے ہو کر روزانہ اقرار کیا جاتا ہے کہ ہم جدا ہوتے ہیں اور اس شخص کو چھوڑتے ہیں جو تیری نافرمانی کرے" ـــــ لیکن اس اقرار کے مطابق عمل کہاں تک ہوتا ہے۔ یہ تو ہر فاجر اور خدا کے نافرمان سے قطع تعلق کا اقرار ہے۔ اور کافر و مرتد تو سب سے بڑا فاجر اور نافرمانِ خدا ہے اس سے تعلق اور دوستی بھلا کیسے صحیح ہو سکتی ہے"

یہ چند افادات میں نے بعجلت پیش کر دیے ہیں۔ اشرفیہ کے حافظ ملت نمبر کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ افسوس کہ میں نے یہ کام پہلے شروع نہ کیا۔ ورنہ اس طرح کے اور بھی افادات ذہن میں محفوظ ہیں۔ خدا کرے انھیں جلد ہی کہیں لکھ کر پیش کر سکوں۔ آمین

ملفوظات و واقعات

حضرت مولانا عبد الحق خیرآبادی معقولات میں حافظ ملت کا سلسلۂ تلمذ بواسطہ صدر الشریعہ (م ۱۳۶۷ھ) از مولانا ہدایت اللہ خاں رامپوری (م ۱۳۲۶ھ) حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی (متوفی ۱۲۷۸ھ) علیہم الرحمہ سے ملتا ہے۔ انکے صاحبزادے مولانا فضل حق خیرآبادی کے بارے میں فرمایا کہ وہ جامعہ ازہر مصر پہنچے۔ وہاں ایک جگہ منطق کی مشکل ودقیق اور معرکۃ الآرا کتاب افق المبین پڑھائی جا رہی تھی۔ مولانا عبد الحق صاحب بھی اس درسگاہ میں پہنچے اور طلبہ کی صف میں بیٹھ گئے۔ استاذ کی ان سے کوئی شناسائی نہ تھی۔ دوران درس استاذ نے ایک تقریر کی اس پر مولانا نے اعتراض کیا، استاذ نے اس کا جواب دیا۔ اس

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جواب پر مولانا نے سات اعتراضات قائم کر دیئے۔ استاذ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا۔ آپ مولانا عبدالحق خیرآبادی ہیں۔ الحق المبین کے اس سوال پر میرے مذکورہ جواب کے بعد سات اعتراضات قائم کرنے والا آج دنیا میں مولانا عبدالحق خیرآبادی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

طریقۂ اصلاح اور ظرافت طبع (۱) ایک بار ایک طالب علم نے ہدایۃ النحو پڑھتے وقت عبارت یوں پڑھی "من حیث الاعراب والبناء" فرمایا۔ بنا نے کیا بگاڑا ہے ۔۔۔ ہونا چاہیے تھا والبناء

(۲) مدارک شریف ج ۳ ص ۲ (سورۂ کہف) کی عبارت ہے "یعنی ان قولہم ھذا لم یصدر عن علم ولکن عن جھل مفرط" آگے میں نے یوں پڑھا "عن جہل" ۔ فرمایا۔ جہل پڑھنا خود جہل ہے۔ اب عبارت درست کر کے میں نے پڑھ دیا "عن جَھلٍ مفرط"

(۳) ایک بار کہیں نماز پڑھی۔ امام صاحب کو اس نماز میں بہت زیادہ کھانسی آتی رہی یا کہا جائے کہ کھانستے رہے۔ بعد نماز حضرت نے فرمایا۔ "امام صاحب کی کھانسی کھانسیوں کی امام ہے۔" (بروایت مولانا یٰسین اختر مصباحی)

عیادت حافظ ابراہیم صاحب مبارکپوری مرحوم رشتے میں والد صاحب کے بھائی ہوتے ہیں۔ اکثر ہمارے گھر ان کی آمد ہوتی۔ بڑی محبت رکھتے تھے ۔۔۔ ایک بار والد صاحب بیمار ہوئے، اور حافظ ابراہیم صاحب سے کہا کہ مبارکپور جا کر حافظ ملت سے دعاء شفا کرائیں ۔۔۔ اور ہو سکے تو حضرت سے ایک تعویذ لے کر بھیج دیں۔ موصوف نے حضرت سے پیغام عرض کیا۔ اور تعویذ بھیج دیا۔ اس کے چند دنوں بعد حضرت کا محمدآباد گوہنہ ایک اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لانا ہوا۔ (مبارکپور سے براہ ابراہیم پور محمدآباد جانے کے لئے راستہ میں خیرآباد سے پہلے دھریا گھاٹ پڑتا ہے جہاں سے اتر کر ٹونس ندی پار کر کے ہمارے وطن بھیرہ تک رسائی ہوتی ہے۔ ندی سے بھیرہ تک پیادہ تقریباً ۲۰ منٹ کا راستہ ہے) اس دن اچانک حافظ ملت اور حضرت مولانا سید حامد اشرف صاحب غریب خانہ پر پہنچے ہیں اس وقت میں خیرآباد مدرسہ ضیاء العلوم میں زیر تعلیم تھا۔ آواز دی تو ننگے سر باہر نکلا۔ حضرت کو ناگہاں دیکھ کر سخت تعجب ہوا ملاقات کی۔ اور حضرت اندر تشریف لائے۔ فوراً والد صاحب بھی ملے۔ والد صاحب کو دیکھ کر فرمایا آپ کو صحت یاب دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ عیادت کے لئے محمدآباد کا رکشہ چھوڑ کر یہاں آ گیا۔

سادگی اور محنت کی قدر والد صاحب نے کچھ مٹھائی منگائی اور وہی پیش کی۔ یہ قریباً تین بجے کا وقت تھا۔ چائے کے لئے میں دودھ کی تلاش میں نکلا۔ اس وقت بھیرہ میں چائے کا کوئی ہوٹل بھی نہ تھا۔ پورب محلے سے پچھم محلہ اور دکھن محلہ تک میں نے دوڑ لگائی۔ بمشکل تمام دکھن پورہ میں لعل محمد صاحب کے یہاں دودھ ملا، وہ بھی دہی جمانے کے لئے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

رکھا جا چکا تھا۔ موصوف کے روکنے کے باوجود رفیق نے اسی سے
ایک پاؤ دودھ نکال کر دیا۔ اُدھر سے واپس آیا تو طول
انتظار کے باعث ساری چائے حضرت کے سامنے رکھی جا
چکی تھی۔ اب دودھ لے کر حاضر ہوا تو فرمایا۔ دودھ
کی ضرورت نہیں ساری چائے پی جا سکتی ہے۔ والد صاحب
نے عرض کیا، بڑی محنت سے ملا ہے" فرمایا: "جب اس
پر محنت صرف ہوتی ہے تو لاؤ" یعنی محنت کی قدر ضروری
ہے اور محنت رائگاں نہیں کی جا سکتی۔

چند منٹ مزید قیام رہا، دعائیں دیں۔ مولانا
سید حامد اشرف صاحب قبلہ سے بھی دعائیں کرائیں۔
اور پھر پیادہ پا محمد آباد کے لئے روانہ ہو گئے۔ محمد آباد
گھاٹ تک میں نے مشایعت یا مشایعت کا فریضہ انجام دیا

اس سنت عیادت پر حیرت ہوتی ہے کہ دھرمسا
گھاٹ سے بھیرہ پیدل آنا۔ اور پھر وہاں سے محمد آباد
پیدل جانا کارے دارد"۔ میں وہاں کا باشندہ ہوں مگر
جوانی میں بھی یہ مسافت طے کرنے کے لئے مجھے بڑی ہمت
کرنی پڑتی ہے۔ ایک بار برادر محترم مولانا بدر القادری
نے میرے ساتھ محمد آباد سے بھیرہ پہنچتے وقت کہا۔ اگر یہ آپ
کا وطن نہ ہوتا تو شاید آپ بھی ایسی زحمت پیادہ پائی برداشت
نہ کرتے میں نے کہا بالکل۔ مگر حضور حافظ ملت کے لئے
صرف سنت عیادت کی ادائیگی میں یہ ساری زحمتیں گوارا تھیں
درحقیقت ان کے نزدیک ہر ایسے شخص کی بے پناہ قدر تھی
جو سنیت سے بھی ہمدردی رکھتا ہو اور مذہب کا سچا خادم

ہو۔ یہی جذبۂ قدر شناسی و محبت انہیں اپنے خدام کی
دلجوئی کے لئے ایسی مشقتیں جھیلنے پر بلا تکلف آمادہ کر دیا کرتا
تھا۔ اللّٰھم ارزقنا نصیبا منہ۔

مہمان بحیثیت مہمان کی خاطر و تواضع! بار ہا سیکڑوں اور
ہزاروں افراد کو حافظ ملت کی قیام گاہ مدرسۂ قدیم میں حاضری
کا شرف حاصل ہوا ہوگا۔ وہاں جانے والے مہمانوں کے لئے
حضرت بنفس نفیس خود چولہا جلاتے چائے بناتے اور اگر
گرمی کا موسم ہوتا تو شربت کا اہتمام کرتے۔ چاہے یہ حاضر
ہونے والا اپنا مرید و شاگرد ہی کیوں نہ ہو۔ اور کمال تو
یہ ہے کہ مہمان اگر ان کے کام میں ہاتھ بٹاتا، یا کوئی خدمت
کرنا چاہتا تو ہرگز گوارا نہ کرتے۔ مولوی عبدالحلیم صاحب
بھیروی کے والد عبدالشکور صاحب جو حضرت کے مرید ہیں
ایک بار حاضر خدمت ہوئے چاہا کہ پنکھا جھلیں۔ گوارا نہ کیا
اور فرمایا "آپ مہمان ہیں"

رفیق گرامی مولوی عبدالستار صاحب ہردلیاوی بیان
کرتے ہیں کہ بقرعید کی چھٹی میں جو طلبہ مدرسہ میں رہ جاتے
بعد نماز حضرت ان سب کی دعوت کرتے، سویاں، چائے اور
بسکٹ سے ضیافت فرماتے پھر سب کو عیدی دے کر
واپس کر دیتے یہ ان کا لازمی معمول تھا۔ میں چونکہ بھیرہ کا
ہوں اسی لئے بقرعید کا دن مبارکپور میں گذارنے کا اتفاق نہ
ہوا (بھیرہ مبارکپور سے ۶ میل دوری پر ہے) قریباً ہر ہفتہ
گھر ہو آتا تھا۔ تعطیل عیدالاضحی میں رکنے کا سوال ہی
نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ منظر بچشم خود دیکھنے کا موقع نہ ملا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا عبدالستار صاحب بیان کرتے ہیں حضرت خود اپنے ہاتھوں تمام طلبہ کے سامنے پیالیاں اور ماحضر پہنچاتے ایک بار میں نے چاہا کر ذرا ہاتھ بٹاؤں اور پیالیاں طلبہ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں۔ فرمایا۔ بیٹھو۔ میں میزبان ہوں۔ ان گرامی الفاظ سے کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ مزید کوئی ہمت نہ کر سکا اور اپنی جگہ بیٹھ گیا۔

ہم نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ امام مالک کے یہاں امام شافعی علیہ الرحمہ تحصیل علم کے لئے حاضر ہوئے تو انھوں نے شافعی کو مہمان کی جگہ رکھا اور بحیثیت میزبان خود اُن کی خدمت انجام دی۔ امام شافعی فرماتے ہیں۔ میں اس وقت سخت شرمندہ ہو گیا۔ جب نماز صبح کے وقت میرے استاذ امام مالک نے اپنے ہاتھوں وضو کا پانی حاضر کیا۔ مگر حافظ ملت کے یہاں بارہ سو برس بعد اس کا "عملی نمونہ" کا مشاہدہ میں آتا ہے۔ یہ ہے رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل۔ اور اسلاف کرام کے اسوۂ حسنہ کی پیروی دور حاضر میں جس کی مثال ملنا بہت مشکل ہے ـــــ اعزہ واقربا اور احباب و رفقاء کے ساتھ تو کسی حد تک بعض لوگ اس کی پابندی کر لیتے ہوں گے۔ مگر ان مریدین اور تلامذہ کی خدمت جو سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کے عادی اور دست بوسی، قدم بوسی اور اکرام و تعظیم کے مشتاق ہوتے ہیں۔ انتہائی نادر بلکہ نایاب ہے ـــــ اور زیادہ مشکل اس کا التزام اور دوام ہے ـــــ دو چار بار۔ دس بیس آدمیوں کے ساتھ کوئی شخص چاہے تو ایسا کر سکتا ہے مگر پوری زندگی سختی سے اس پر عملدرآمد ـــــ یہی ہے۔ حافظ ملت کا وہ نمایاں اور امتیازی کردار جس کی نظیر ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔

قلت وقت کے باعث اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ توفیق الٰہی نے یاوری کی تو مزید واقعات جلد ہی کسی رسالہ میں نذر قارئین کروں گا۔

واللّٰہ الموفق لکل خیرہ وھو المستعان وعلیہ التکلان

مکتوبات

۱۔ ۱۰رشعبان ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۹ء دارالعلوم اشرفیہ سے میری فراغت ہوئی۔ تعطیل کلاں کے بعد ۲۰ر شوال ۱۳۸۹ھ کو خالص پور۔ اوری ضلع اعظم گڈھ کے کچھ لوگ آئے، وہ اپنے مدرسہ بیت العلوم خالص پور میں خدمت تدریس کے لئے مجھے لے جانا چاہتے تھے، والد صاحب نے ان کے اصرار پر اجازت دیدی۔ مگر میں نے حضور حافظ ملت کو اجازت طلبی کا خط لکھا اور اپنی کوتاہیوں، تقصیر اور غلطیوں سے معافی بھی طلب کی جس کے جواب میں حضرت نے مندرجہ ذیل کرم نامہ تحریر فرمایا۔

۷۸۶

الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

محب محترم مولوی محمد احمد صاحب زید مجدکم۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دعا خیر و سلام مسنون، محبت نامہ ملا۔

آپ کی سعادت مندانہ زندگی اور مخلصانہ روش سے امید ہے کہ میرے حاشیۂ خیال سے بھی غلطی اور ناراضگی سے کوئی حرکت اور شورش نہیں ہوئی۔ آپ کا مخلص دعا گو ہوں۔ مولائے کریم ہمیشہ بعافیت و سلامتی شاد و آباد رکھے اور دینی میدان کی نمایاں و ممتاز خدمات انجام دلائے۔ آمین۔

آپ کے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ ابھی آپ اشرفیہ کو کچھ وقت اور دیں تو آپ اور زیادہ قیمتی ہو جائیں گے جیسا کہ آپ کے والد صاحب سے میں نے کہا تھا۔

آپ کی اور آپ کے متعلقین کی ضرورت ہو۔ اگر آپ کو خالص ہونے کی جگہ پسند ہے اور جانا چاہتے ہیں تو میری اجازت ہے۔ اپنے والد صاحب کو سلام کہہ دیجئے۔ فقط

عبدالعزیز عفی عنہ ۱۷ شوال ۸۸ھ

اس کے بعد ۱۰ شوال ہی کو تکمیل تعلیم مزید کی خاطر اشرفیہ پہنچ گیا۔ میرے ہم سبق برادر محترم مولانا عبد عالم صاحب عبدالقادری زید مجدہ کو بھی یہی حکم ہوا تھا۔ وہ مجھ سے چند دنوں پہلے پہنچ چکے تھے۔ ہم دونوں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا! آ گئے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا! میں نے بھی ایک بار ترک تعلیم کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ صدر الشریعہ کا حکم ہوا کہ ابھی آپ کو مزید پڑھنا ہوگا۔ میں نے تعمیل حکم کی تھی، تم لوگوں نے بھی کی۔

اس سے پہلے کسی موقع پر حضرت نے بیان فرمایا تھا گھریلو پریشانیوں کے باعث میں نے بہت ساری کتابیں چھوڑ کے پہلے ہی دورۂ حدیث لینا چاہا۔ صدر الشریعہ نے فرمایا تعلیم پوری کرو، خدا حافظ ہے تو خدا نے ایسی حفاظت فرمائی کہ مزید تین سال اجمیر شریف میں گذرے۔ اور اس کے بعد حضرت بریلی تشریف لے گئے تو وہاں بھی حاضر خدمت ہو کر اور ایک سال تعلیم حاصل کی۔ فالحمد للہ علی ذلک

۳- ۱۷ اگست سنہ ۱۹۷۰ء جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ کو بحکم حافظ ملت اشرفیہ چھوڑ کر استاذان محترم حضرت مولینا حافظ عبدالرؤف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اور قاری محمد یحییٰ صاحب قبلہ کی ہمرکابی میں دارالعلوم فیض نظامیہ، بارا باٹ انجی پور، ضلع بھاگلپور برائے تدریس حاضر ہوا۔ حضرت حافظ جی قبلہ اور قاری صاحب دو تین دن بعد اشرفیہ واپس ہو گئے۔ پھر میں نے حافظ ملت کی خدمت میں اپنی غربت وغیرہ پر مشتمل ایک عریضہ لکھا جس کے جواب میں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

منقولہ ذیل کرم نامہ موصول ہوا۔

۷۸۶

محبی مکرم مولوی محمد احمد صاحب زید مجدکم

دعا خیر و سلام مسنون! آپ کا خط ملا تھا۔ مصروفیات سے زیادہ ہے۔ جواب میں تاخیر ہوئی۔ آپ کی سعادت مندی، سلامتی روی دینی پروری سے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ تعالٰی آپ دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمات کریں گے۔ دعا ہے خداوند کریم آپ کی عمر میں برکت دے علم و فضل میں وسعت دے آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین

والدعا۔ عبدالعزیز عفی عنہ

۴ر جمادی الثانی ۱۳۹۰ھ

۳۔ ۱۱ر شوال ۱۳۹۰ھ کو حضرت کی ملاقات کے لئے اشرفیہ حاضر ہوا مگر ۱۱ر تاریخ کو جمعہ تھا، اس لئے محروم لقاء ۱۱ر شوال کی صبح کو دارالعلوم فیضیہ نظامیہ پہنچ گیا پھر حضرت ۱۱ر کو مبارکپور تشریف لائے ملاقات نہ ہو سکی۔ میں نے بھی حضرت کو ایک اطلاعی عریضہ لکھ دیا جس کا یہ جواب موصول ہوا۔

۷۸۶

از اشرفیہ مبارکپور ۲۲ر شوال ۱۳۹۰ھ

محبی مکرم مولوی محمد احمد صاحب زید مجدکم

دعوات وافرہ و سلام مسنون! آپ کا خط ملا۔ ملاقات نہ ہوئی مجھے خوشی ہوئی کہ آپ وقت پر مدرسہ پہونچے۔ مولائے کریم صحت و سلامتی سے شاد و آباد رکھے۔ زیادہ سے زیادہ دینی خدمات انجام دلائے مخلصانہ دینی خدمات آخرت کا بہت بڑا سرمایہ ہے۔

سب سے بڑی بنیادی چیز احساس ذمہ داری ہے۔ جس کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہوگا وہ ہمیشہ کامیاب رہے گا۔ میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ خداوند کریم ہمیشہ کامیاب فرمائے۔ آمین۔

مجھے جناب مولانا شاہدی صاحب و جناب حاجی صاحب وغیرہ سب احباب کو سلام و دعا ـــــ فقط عبدالعزیز عفی عنہ

۴۔ شعبان ۱۳۹۰ھ میں تعطیل کلاں کے بعد مکان پہنچا اس وقت دارالعلوم فیضیہ نظامیہ کے حالات کچھ ایسے دیکھے کہ میں نے وہاں مزید رہنا مناسب نہ سمجھا اس وقت حافظ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بستی محمد آباد گوہنہ ایک جلسہ میں تشریف لائے تھے۔ اُن
سے دعا کب سُنا یا اور اپنا خیال ظاہر کردیا۔ پھر اسی موضوع
سے متعلق رمضان شریف میں حضرت کے دہلی بھوجپور ضلع
مرادآباد کے پتہ پر ایک خط لکھا جس کے جواب میں یہ گرامی
نامہ موصول ہوا۔

[illegible]

محب مکرم جناب مولوی محمد احمد رضا زید مجدکم
دعوات وافرہ وسلام مسنون۔ آپ
کا خط ملا جس میں مدرسہ فیض
سے مستعفی ہونے کی اجازت
طلب کی ہے۔ جواباً تحریر ہے
آپ نے وہاں کے حالات
اور مشغلہ کے بارے مزید خرابی کا
اندازہ بتایا تھا۔ اس وقت میں
نے آپ سے کہہ دیا تھا کہ آپ کو اختیار
ہے۔ رہی یہ بات کہ وقت کب آتا
ہوں کہ آپ مختار ہیں۔

ایک مدرسہ کا تقرر کرتا ہوں

بتاتا ہیں جو لوگ "مدرسہ
انجمن" خوشی سے خود چھوڑ دے
اسے اختیار ہے۔ میری دعائیں
آپ کے ساتھ ہیں۔ اپنے والد
صاحب و دیگر احباب سے سلام
مسنون کہہ دیجئے۔ والدعا والسلام

فقط عبدالعزیز عفی عنہ

۵۔ بھاگلپور میں مولانا فضل حق غازی پوری بھی میرے ساتھ مدرس تھے۔ وہ رمضان شریف میں تراویح پڑھانے جمشید پور جاتے تھے۔ مولانا ارشد القادری صاحب سے انھوں نے میری تدریس کے لئے گفتگو کی۔ اور اپنے اصرار سے مجھ کو جمشید پور لے گئے چند ہی دنوں کے بعد حافظ ملت کا ٹیلی گرام موصول ہوا کہ مولانا عبدالرؤف صاحب انتقال کر گئے۔ اس سانحہ کی خبر پا کر دوسرے تیسرے دن علامہ ارشد القادری مبارکپور پہونچے۔ غالباً انھیں کے ذریعے مجھے حضرت کا یہ گرامی نامہ ملا۔

[illegible]

محب مکرم جناب مولوی محمد احمد رضا زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ
حضرت علامہ ارشد القادری صاحب
تشریف لائے۔ فرمایا مولوی محمد احمد
مولوی عبدالستار فیض العلوم
جمشید پور مدرسہ میں رکھ لئے گئے۔
مجھے یہ معلوم ہو کر بڑی خوشی ہوئی
فیض العلوم مجھے اپنا ادارہ ہے
اپنا ہی سمجھ کر محنت سے کام کرتے جائیے
بار بار ملاقات اور مدرسہ کی تبدیلی
مضر ہے۔ وقعت و اعتماد جاتا رہتا ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور کام مجھ سے نہیں ہوتا۔ بزرگوں
نے بتایا ہے۔ یکدر گیر محکم گیر بہرحال
آپ جم کر محنت سے کام کریں
میری دعائیں آپ کے ساتھ
ہیں۔ عزیز مکرم جناب مولوی
عبدالستار صاحب کو بعد عنوان
واحد سلام و دعا۔ فقط

عبدالعزیز عفی عنہ

۶۔ میں نے بذریعہ ڈاک فیض العلوم میں کار تدریس منظور کر لینے کی خبر حضرت کو دی تھی، اور عرض کیا تھا کہ مولانا عبدالستار صاحب بُڑولیاوی بھی یہیں ہیں۔ مولانا حافظ فضل حق خاں بیوری بھی شہر کے مدرسہ دارالقرآن ذاکر نگر میں مدرس ہیں۔ اس کے جواب میں یہ کرم نامہ دستیاب ہوا۔

۴۷

از اشرفیہ، مبارک پور

۱۹ ذوالقعدہ سنہ ۹۱ھ

محب مکرم مولوی محمد احمد صاحب زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ۔ آپ کا خط ملا۔
اس کا جواب تو جو ہو سکتا تھا میں
نے لکھ دیا ہے بہرحال میں آپ
کے اور مولوی حافظ فضل حق
اور مولوی عبدالستار صاحب

سب کے [illegible] شمیم گوہر [illegible] الہ آباد
مولٰی تعالیٰ ان سے دین
کی خدمت کی توفیق
بخشے۔ آپ حضرات کی مقبول
خدمات سے فیض العلوم کو
ترقی ہو۔ بام عروج پر پہونچے
آمین۔ سب کو سلام و دعا

فقط عبدالعزیز عفی عنہ

۷۔ میں نے اپنے ادبی ذوق اور عربی جدید کی تحصیل سے متعلق حضرت کو ایک خط لکھا تھا جس کا یہ جواب موصول ہوا۔

۴۸

۸ ذوالقعدہ ۱۳۹۳ھ

محب مکرم مولوی محمد احمد صاحب زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ۔ آپ کا محبت نامہ
صادر ہو کر مسرت بخش ہوا۔
حصول کمال کا ذوق معلوم
ہو کر بڑی خوشی ہوئی۔ مولٰی
قدیر پورا فرمائے۔ ہر فن میں
کمال عطا فرمائے۔ عربی ادب
کی خود ہی کوشش کرتے
رہئے۔ باہر جانے کا بھی انتظام ہو
جائے گا۔ اپنی کمی سے کم

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سے ہو سکتی ہے

بات کہنا یاد آگیا کہ ایک جلسہ میں ذرا سے ناجا کہہ گیا یا اور... سے متعلق رہنما... مراد آ

بعد جدید کے لئے بھی

یہ نکل آئے گی برکت

دعائیں شامل حال رہیں اور

پڑھے گے۔ مدرسین و طلبہ اور

علامہ ارشد القادری صاحب کو

سلام و دعا۔ فقط

عبدالعزیز عفی عنہ

۸۔ میرے لڑکے محمد احمد مرحوم عرف غلام جیلانی — نعیم رضا کی طبیعت عرصہ سے خراب رہتی تھی۔ اس کے لئے میں نے رمضان شریف ۱۳۹۳ھ میں حضرت سے تعویذ کی درخواست کی۔ اسی خط میں اپنی علمی مصروفیت اور حصول کمال کے لئے اپنی سعی و محنت کا بھی ذکر کر دیا۔ اس کے جواب میں ذیل کا گرامی نامہ اور تعویذات موصول ہوئے

۷۸۶

۲۷ رمضان ۱۳۹۳ھ

محب محترم جناب مولوی محمد احمد رضا صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ جملہ بڑا اچھا لگا کہ حصول کمال کی کوشش کر رہا ہوں۔ خداوند کریم آپ کو باکمال کرے۔ عمر میں برکت دے۔ علم و فضل میں وسعت عطا فرمائے آمین

بچے کا تعویذ روانہ ہے۔ بچہ کے لئے

مجھ سے تعویذ ہے جس پر تاگہ بندھا ہے۔

تاخیر جواب کا سبب میری علالت و مصروفیت ہے۔

عبدالعزیز عفی عنہ

(جمشید پور میں فیض العلوم کا جلسۂ دستار بندی شب برات میں منعقد ہوتا۔ اس میں حافظ ملت ہر سال شرکت فرماتے۔ ۱۳۹۰ھ میں مبارکپور وغیرہ بعض مقامات پر ۲۹ رجب کو ہلال شعبان کی رویت ہو گئی۔ حضرت اسی حساب سے جمشید پور پہونچ گئے، وہاں ۳۰ کے حساب سے شب برات تھی۔ اس لئے ایک دن زیادہ رکنا پڑا۔ اسی کے پیش نظر اجلاس ۱۳۹۳ھ کے لئے حضرت نے اسی ۱۹ رجب کے مکتوب میں مجھے لکھ دیا)

سوز جگر

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں
عروس لالہ مناسب نہیں ہے مجھ سے حجاب
کہ میں نسیم سحر کے سوا کچھ اور نہیں
رگوں میں گردش خوں ہے اگر تو کیا حاصل
حیات سوز جگر کے سوا کچھ اور نہیں

اقبال

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا سید شمیم گوہر ایڈیٹر مائدہ الٰہ آباد

حافظ ملت کا گوشۂ تنہائی اور میدان عمل

ایک ایسا آفاقی انسان ایک ایسا عظیم محسن و مونس اور ایک ایسا بے خوف مرد مجاہد جس کی تاریخ ساز شخصیت اور شاہین نما پرواز کی ابتدا نے پہلے تو ایک معمولی سی درسگاہ سے رشتہ جوڑا پھر اپنے تمام کردار کا قرض ادا کیا، مقصد حیات کی تاریخ نگاری اور آخر میں طویل مسافت کے بعد ملک بوس عمارت کے سائے میں اپنا دم توڑ دیا۔ موتُ العالِم موتُ العالَم" فضاؤں میں ہنگامہ مچ گیا زندگی کا ساز خاموش ہو چکا تھا سنیت کا سرتاج اٹھ گیا، قوم کا غم خوار رخصت ہو گیا، دنیا ایک سربراہ اعلیٰ سے محروم ہو گئی اس کے ہم عصر علماء پھوٹ پھوٹ کر اشک فرقت بہانے لگے اپنا سر دھننے لگے ہاتھ آسمان کی جانب اٹھ گئے "اے خدا ہم البدل سے محروم مت رکھیو" بیرون کے پیچھے خار مغیلاں کی دنیا آباد کرنے والا کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ بے شمار علماء کرام کے حصہ نیابت کو خود اپنی ذمہ داری سے منسوب کرنے والی شخصیت نظر نہیں آتی کتنی عظیم دولت چھن گئی

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سفر حیات کی ہزاروں صبح و شام کے بیکراں تلخ تجربات کو سمیٹ کر مکمل ایک تاریخ مرتب کرنے والے سراپا انسان کے حضور خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آج یہ بندۂ ناچیز جس قدر روحانی کرب کا احساس کر رہا ہے اس کی تفصیل کے لئے نہ زبان میں حوصلہ ہے نہ قلم میں روانی، دعا ہے پروردگار صبر جمیل مرحمت فرمائے آمین۔

میں جیسے ہی دار الحدیث میں داخل ہوا تھرا کر رہ گیا احساس کی شاہ رگ میں کساؤ پیدا ہونے لگا جذبات کی سطح پر ہنگامہ مچلنے لگا ایک مقناطیسی طاقت تھی کہ مجھے لمحہ لمحہ تبدیل کرتی چلی گئی گویا تاثرات کا نشتر کلیجے میں اترنے لگا میں نے دیکھا کہ حسن و کشش کے سانچے میں ڈھلا ہوا بوڑھا مگر بارعب چہرہ نگاہوں کے سامنے ہے سبحان اللہ، نور برساتی ہوئی سفید داڑھی پر رحمت کے جلوے مچل

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

رہے تھے جھکتی ہوئی جبین نیاز پر ہمت واستقلال اور صبر ورضا کا سورج اگا ہوا تھا حقیقت شناس آنکھیں عجز ونیاز کی دولتیں لٹا رہی تھیں میری نگاہوں کی پیاسی تڑپ کرہ گئی نماز کا پہلا اتفاق موجیں مارنے لگا و فور شوق اپنی حد سے آگے بڑھ چکا تھا احساس نے سرگوشی کی اور بہتے ہوئے جذبات نے قدم چوم لئے عمامہ، شیروانی اور شلوار میں ڈھکا ہوا یہ بوڑھا پیکر اس وقت بخاری کا درس دینے میں مصروف تھا میں ایک عظیم شخص کا پہلا دیدار تدریس بخاری کے موقع پر کر رہا تھا۔ میں سوچنے لگا کہ نیت کی سلامتی کتنی عظیم شے ہوا کرتی ہے اچھی چیز ہر موقع پر اچھی ہی نظر آتی ہے۔ دارالحدیث میں داخل ہوتے وقت جامعہ کے ناظم اعلیٰ حضرت قاری الحاج محمد یحییٰ صاحب بھی میری رہنمائی کو میرے ہمراہ تھے ہم دونوں نے مودبانہ سلام عرض کیا اور درسگاہ کے ایک خالی گوشے میں بیٹھ گئے چند لمحہ پہلے مدرس اعظم کی وہ نگاہیں جو بدستور بخاری کی عبارتوں پر چھائی ہوئی تھی سلام کا جواب دینے کے بعد میری جانب ملتفت ہو چکی تھیں یہ بھی پہلا اتفاق تھا جہاں رعب ودبدبے کے بار سے میرا سارا وجود دبا جا رہا تھا آنکھ ملانے کی جسارت نہ ہوئی احترام وادب نے سکوڑ کر رکھ دیا تھا۔ چند لمحوں کے بعد میری طرف اشارہ کرتے ہوئے قاری صاحب فرمانے لگے "یہ سید صاحب، شاہ عزیز میاں قبلہ الہ آبادی کے صاحبزادے ہیں اور برائے داخلہ حاضر ہوئے ہیں موصوف بھی تشریف لائے تھے مگر کل ہی واپس ہو گئے حضور سے

ملاقات کرنے کی بہت خواہش تھی۔" قاری صاحب کے اتنا فرمانے کے بعد اب مکمل سکوت طاری ہو چکا تھا چند لمحے یک ہی عالم رہا حضرت کی گردن جھکی ہوئی تھی یکبارگی سر بلند کیا اور فرمانے لگے۔ "اللہ تعالیٰ سید صاحب کو علم ورحمت فرمائے امتحان لینے کے بعد بہ لحاظ جماعت داخلہ منظور کر لیا جائے۔" یہ میری پہلی ملاقات تھی۔

شہنشاہ علم وحکمت، محافظ نورِ سنت پاسبان لالہ ونکہت اور محبوب اہل ملت یعنی حضور حافظ ملت کی ممتاز اور ہمہ گیر شخصیت زمانہ پر منکشف ہے یقیناً زندگی کے ایک ایک لمحہ کا قرض چکا دینے والا ہی وہ بے لوث مجاہد تھا کہ جس کے قدم ناز دیرانے میں پڑ گئے تو شہر تمنا آباد ہو گیا۔ خامہ فرسائی کی شدت میں حسرت مبالغہ نہیں بلکہ کھلی ہوئی آنکھوں نے دیکھا ہے کہ اس پیکر خاکی نے سواد شام کے سینے پر اسلام کے چمکتے ہوئے چہروں کا گاؤں آباد کر دیا ہے شب دیجور کے پر ہول سناٹوں کو نکہت و نور میں بدل ڈالا ہے۔ ملک وملت کا دل جیتنے اور حق وفا ادا کرنے کے لئے کس قدر بھرپور کردار کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ یہ وہی شخص جان سکتا ہے جو بے کراں ذمہ داریوں کی تہوں میں سما کر اپنے آپ کو فنا کر دیا کرتا ہے حق کا خدمت گار بننا آسان ہوتے ہوئے بھی انتہائی مشکل کام ہے خون پسینے کے دریا میں ڈوب جانا پڑتا ہے آلام ومصائب کے نیزوں پر زبان رکھ دینا پڑتی ہے راہ صداقت پر چلنے والے ہمیشہ آزمائے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جاتے ہیں۔ ظرف و توفیق کی باریابی ہر ایک کا مقدر بھی نہیں ہے نگار خانے کے مقابلہ میں میدان عمل کا ماحول بہت جداگانہ ہوتا ہے ایسے جاں باز بہت کم دکھائی دیتے ہیں جو کمال و جمال کی بے شمار منزلوں سے گزر جانے کی بخوبی صلاحیت رکھ سکتے ہوں لوگ عموماً دو تین شعبوں میں مہارت حاصل کرنے کے بعد تکان کا اعلان کر دیتے ہیں کردار کا محاسبہ کرتے ہوئے دور تک جانے کی ہمت نہیں پڑتی ناکامی فردا کا احساس جاگنے لگتا ہے مگر واہ رے دیوانگی کا بے لوث فرزانہ پن۔ اسی ہندوستان پر جہاں غازی و مجاہد کے طرفدار خطابات خون کے آنسو رو رہے تھے جہاں جبہ و دستار کی رمق شخصیت سے جدا ہونے پر آمادہ ہو چکی تھی ایک ایسا بھی انسان دکھائی دے گیا جس کی بے نیازانہ شہنشاہی فکر و عمل کے بیشتر شعبوں پر عقاب کی طرح چھاپ کر بیٹھ گئی۔ میں صرف اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ مکمل چالیس سال تک حدیث و فقہ اور منطق و فلسفہ کا درس دینے اور ہزاروں کو بادۂ عرفان پلانے والے ایک بوڑھے ساقی کی خدمت گزاری کی بھرپور حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے بہت کافی تھا کہ مطمئن ہو کر گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتا اور مزید اسلامی کتابیں مرتب کرتا رہتا مگر

تنہا نہیں ہوں خون پسینہ ہے میرے ساتھ
تم تھک کے بیٹھ جاؤ کہ مجھ میں ہے دم ابھی

کے مصداق احساس عزم کا بار گراں سنگ میل کی طرح دوش پر سوار رہا جذبات و استقلال کے پائدار رشتے حد بندی کا پرامن نہ ہوئے اور پھر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کی سرحد سے نکل کر اس طرح وادی پُرخار میں کود پڑے کہ وقت حاضر کے سب چنگیز و ہلاکو ششدر رہ گئے سب جانتے ہیں کہ مدارس و مقابر کی عزت میں خادمان سنیت کی کبھی کمی نہیں رہی اور اب تو مقابر میں گلی گلی پائے جانے لگے مگر جسم و جان کو نیزے کی انی پر رکھ کر کفر کا چہرہ نوچنے والے مجاہد بہت کم رہے ہیں۔ حقیقت سے انکار کرنا سب سے بڑا جرم ہے دنیا نے دیکھا ہے کہ تدریس و تقریر کے سیدھے ماحول میں ذہن کے انقلاب نے جیسے ہی دیوانہ پن اختیار کیا فرزانگی کی دنیا بدل کر رہ گئی ایک خواب کو حقیقت کا روپ دینے کے لئے ہڈیوں سے گوشت تک الگ کر دینا پڑا ہے جوان سے بوڑھا ہو جانا پڑا ہے تب کہیں جا کر وہ روپ سامنے آیا ہے جس کے در و بام سے آج پوری جماعت اہل سنت لپٹ کر رہ گئی ہے۔ حضور حافظ ملت کا سب سے عظیم ظاہری کارنامہ سب سے مستحکم یادگار اور اعمال حسنہ کی کرامت الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی فلک بوس اور مرکزی عمارت ہے جس کو خدا ہمیشہ قائم و آباد رکھے آمین۔

گھر کے اندر اور گھر کے باہر کی فضاؤں میں یقیناً فرق ہوتا ہے زندگی [illegible] عمل کے تقاضے کو [illegible] مکمل نہیں سمجھتے جب تک کہ خارجی کو داخلی [illegible]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بار نہیں دیکھ لیتے۔ اس مروجہ نظریہ پر میرا کوئی اتفاق نہیں غیر معمولی حیثیت دونوں کی یکساں [illegible] ملاقوں کی برابر ہے۔ درون خانہ کے ماحول نے فضائے میدان کو بارہا شرمندہ کر کے دکھایا ہے کردار و عمل اور عزم و ارادہ بنیادی چیزیں ہیں یہ نعمتیں جہاں بھی پائی جائیں گی وہ ماحول ہمیشہ مقدس کہلائے گا اگر لوگ اپنے نظریات و تجربات کا صحیح محاسبہ کر کے محسوس کرنے لگیں تو بالکل صاف اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ٹوٹے ہوئے تخت پر تنہا بیٹھا ہوا اسلام کا غمخوار اسلام کا ایک ذمہ دار اور ملک و ملت کا سچا محسن کس قدر شدید مشکلات میں گھر سکتا ہے جس کے نزدیک میدان جنگ کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی۔ ذہنی کشمکش اور اعدائے اسلام کی فکر میدان کارزار سے کہیں زیادہ بھیانک بن جاتی ہے حافظ ملت کی ایمانداری اور ثابت قدمی دونوں ماحول پر یکساں حاوی رہی۔ دن کا اجالا ہو یا رات کی تاریکی ہر عظیم انسان کی عظمت ہر منزل پر بلندی پر رہی۔ حافظ ملت کی گھریلو زندگی سے میں نے خصوصیت کے ساتھ دلچسپی رکھی تھی ہمیشہ گہری نگاہ رکھنے کی کوشش کی۔ خدمت میں حاضر ہونے کے بعد جب بھی لوٹا ہوں ایک نہ ایک قیمتی تاثر کی دولت فرو سے کر واپس ہوا ہوں۔ مسلسل حاضر باشی کی ابتدا میں ذہن نے ٹھوکر کھائی تھی کہ ممکن ہے جذبات کا یہ جوشیلا بہاؤ آئندہ سلامت نہ رہ سکے مگر شب و روز کے دائرے جیسے جیسے پھیلتے گئے احساس و تاثر میں روز و بروز گرمی سرایت کرتی گئی۔ حاضر باشی کے سلسلے میں ایک پاکیزہ لذت سی محسوس ہونے لگی جس کی داستان شروع تو کر سکتا ہوں مگر ختم کرنا احاطۂ قلم سے باہر ہے مجھے محاسبہ آرائی سے کبھی شغف نہیں رہا زندگی بھر ساتھ رہنے والوں کے جب قلم ٹوٹ سکتے ہیں۔ تو پھر چار سال کا وقفہ کہاں تک جسارت کر سکتا ہے۔

حضور حافظ ملت کی شفقت و عنایت کے زیر سایہ میں زیادہ نہیں صرف چار ہی برس رہ پایا ہوں اور اس عرصہ میں میں نے شاید انہیں ہر مختلف مقام پر دیکھا ہے۔ میں نے انہیں کتب اسلامیہ کا درس دیتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور تخت خطابت پر بیٹھے ہوئے قوم سے خطاب فرماتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ میں نے انہیں رات کے سناٹے میں بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز بھی دیکھا ہے اور دن کے اجالے میں مجاہدانہ تیور کے شعلے برساتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ میں نے انہیں معتبر علماء کی صف میں تبادلۂ خیال کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور دار الحدیث میں کسی اہم مسئلہ پر گفت و شنید کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ میں نے انہیں تعمیر نو دالجامعۃ الاشرفیہ کی خاطر گرد و غبار میں ڈوبے ہوئے بھی دیکھا ہے اور مالی تعاون کے لئے گلی گلی شہر شہر کی خاک چھانتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ میں نے انہیں پہلی منزل مکمل ہونے پر شکر خدا ادا کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور دیدار فردا کی تمنا لئے صدر دروازے سے باہر نکلتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں نے انہیں سربراہ اعلیٰ کے لباس میں
بھی دیکھا ہے اور سہ روزہ دینی کانفرنس کے دوران اپنے
تمام مہمانوں کے آگے بچھاتے ہوئے بھی دیکھا ہے میں نے
انہیں سادات کرام کا احترام کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے
اور علماء کرام کی خبر آمد پر اپنی رہائش گاہ میں جھاڑو
لگاتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ میں نے انہیں دشمنوں پر
نظر عنایت ڈالتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور بیمار پڑنے
پر بار بار عیادت کو جاتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ میں
نے انہیں عاشقانِ رسول کو سینے سے لگاتے ہوئے بھی
دیکھا ہے اور دشمنانِ رسول کو پارٹ دار آواز میں للکارتے
ہوئے بھی دیکھا ہے۔ میں نے انہیں طلباء کے درمیان لطیف
طنز و مزاح کے موتی بکھیرتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور استعارہ
وکنایہ کی تہذیب کو نکھارتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ میں نے
انہیں اپنے شاگرد علماء کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے بھی
دیکھا ہے اور اپنے مریدوں کے سروں پر دستِ شفقت
رکھتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ میں نے انہیں گوشۂ تنہائی میں
کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور حاجت مندوں
کے لئے کئی کئی گھنٹے تعویذات لکھتے ہوئے بھی دیکھا ہے
میں نے انہیں مہمانوں کی حیثیت سے بھی دیکھا ہے اور
میزبانی فرماتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ میں نے انہیں محلہ کے
بچوں سے محبت کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور ان کی
سلامتی وکامیابی کے لئے دعائیں کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے
الغرض میری ان دو آنکھوں نے بہت کچھ دیکھا ہے یہ ہر
مقام پر جیتی جاگتی رہی شوقِ دیدار ہمیشہ شباب پر
رہا میرے نزدیک یہ چار سال کا عرصہ کئی حیثیت رکھتا ہے
میں نے کردار و عمل، اخلاق و محبت اور اعلیٰ ظرفی کے جیتے
جلوے دیکھے ہیں اور ان جلوؤں کی سرگوشیاں بھی سنی
ہیں۔ مجھے کہنے دیجئے کہ نہ مجھے بے جا مبالغہ آرائی کا کوئی
شوق و جذبہ ہے نہ حسرت اور نہ ہی میں اپنے تاثرات
کی حد متعین کر کے اپنے ذہنی دیوالیہ پن کا انکشاف ہی
کرنا چاہتا ہوں خود ایسے مقدس ماحول کا پروردہ ہوں
جہاں بفضلہٖ تعالیٰ کردار و عمل، روحانیت، اور تزکیۂ نفس
کی تابندگی ہمیشہ خنداں و تاباں رہی ہے مگر تنگ دلی
کی نسبت چونکہ کبھی راس نہ آسکی اور جذبۂ فراخ دلی
رونق حیات ہے اس لئے قلم کو ایماندار سمجھتا ہوں اور
حضور حافظ ملت کو تاریخ کردار کی مکمل کتاب تصور
کرتا ہوں جو نہ صرف ہزاروں افراد کے پیر و مرشد بلکہ
ہزاروں ممتاز عالموں کے استاذ و رہنما بھی ہیں۔

حضور حافظ ملت اپنی رہائش گاہ میں۔ حافظ ملت
کی رہائش گاہ میں میری حاضری ان آخری ایام میں ہونا
شروع ہوئی تھی جب وہ اپنی فیملی کی غیر موجودگی میں بالکل
یکہ و تنہا رہا کرتے تھے آمد و رفت میں پردہ نشینانِ حرم
کا کوئی مسئلہ نہیں تھا تاہم غنیمت موقع و محل کا اندازہ
کرنے کے بعد ہی جایا جا سکتا تھا۔ میں جب جب بھی
خدمت میں حاضر ہوا ہوں چار صورتوں میں زیادہ تر پایا
ہے۔ یا تو مطالعۂ کتب فرماتے ہوئے، یا نماز و وظائف پڑھتے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہوتے یا تعویذات و خطوط لکھتے ہوتے یا پھر کسی شخص سے تبادلۂ خیال کر رہے ہوتے۔ و اگر ان چار صورتوں سے فرصت میسر ہو جاتی تھی تو پھر چارپائی پر دراز ہو جایا کرتے تھے۔ چند طلبا حاضر باش کے نزدیک یہ موقع بہت خوشگوار ہوا کرتا تھا اسی درمیان خدمت گزاری کا تقریباً موقع ہاتھ آ جایا تھا۔ سر میں تیل ڈالنا حافظ ملت کی ایک مخصوص عادت بن گئی تھی مگر انہیں خود یہ زحمت اٹھانے کی کم ہی مہلت مل پاتی تھی بلکہ کوئی نہ کوئی طالب علم حاضر ہو کر ضرور سر میں تیل ڈال دیا کرتا تھا یہی روز کا معمول تھا اور ہر طالب علم اپنے اپنے موقع کا شدت سے انتظار کرتا تھا۔ اس خواہش کا اظہار میں بھی کئی بار کر چکا تھا مگر حضرت نے ہر بار سختی سے منع فرما دیا تھا مجھے بے پناہ احساس ہوا لیکن ایک بار میری جوشش مارتی ہوئی خواہش کا اندازہ لگانے کے بعد حضرت نے اجازت تو دے دی مگر پھر جلدی ہی منع فرما دیا اور اٹھ کر بیٹھ بھی گئے انہوں نے ایسا کیوں کیا میں کوئی وضاحت نہیں کر سکتا۔ میں اس میں شک کرنا جرم سمجھتا ہوں کہ حافظ ملت جہاں ہر طالب علم کو اپنا بچہ گمان کرتے تھے مجھ سے بھی بے پناہ شفقت فرمایا کرتے تھے۔ نمایاں ثبوت یہ ہے کہ ایک روز درس گاہ میں آپ نے ارشاد فرمایا۔

سعید صاحب آپ کتاب کی عبارت پڑھنے میں کچھ سلیقہ نہیں نظر آتے لہذا کل سے بعد نماز مغرب گھر پر جلالین شریف لے کر آ جایا کیجئے میں بہت جلد عبارت کو صاف کرا دوں گا

حافظ ملت کا یہ کرم و احسان میری ساری زندگی پہ بھاری ہے جسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ چار سال کی مدت کے دوران شاید میں ہی ایک خوش بخت فرزند اشرفیہ تھا جسے حضرت نے جو دو بکہ خصوصیت کے ساتھ درس دیا اور اس قدر شفقت و عنایت کے ساتھ پڑھایا کہ آج بہت کچھ نہیں تو ان کی تعریف سے تو واقف ہو ہی گیا۔ دوسری محبت کا ثبوت تقسیم تعویذات کے سلسلہ میں ہے۔ حضرت کا اصول تھا کہ بعد نماز مغرب مدرسہ قدیم کے کسی کمرے میں بیٹھ کر حاجت مندوں میں تعویذات تقسیم فرمایا کرتے تھے اگر اتفاقاً سفر درپیش ہوتا تو پہلے سے کسی طالب علم کے حوالہ کر جاتے تاکہ بروقت تقسیم کیا جا سکے اور کوئی محروم نہ جا سکے۔ میری موجودگی میں یہ ذمہ داری اشرفیہ کے پرانے طالب علم اور وقت موجودہ کے ذہین و زیرک استاد مولانا نصیر الدین صاحب بلا موی ہی کو سونپی جاتی تھی اور اگر وہ موجود نہ ہوتے تھے تو پھر یہ ذمہ داری میرے حصہ میں آ جاتی تھی اگرچہ اس طرح کی ذمہ داری میرے لئے کوئی خاص بات نہ تھی مگر نظر التفات میرے نزدیک یقیناً مقدس رہا کرتی تھی۔ یہ وضاحت بھی حیثیت سے خالی نہیں کہ ہم چند طالب علم حافظ ملت کی رہائش گاہ کے بالکل قریب رہا کرتے تھے یعنی مسکانیت ایک ہی تھی رہائش گاہیں مختلف تھیں حافظ ملت ہم طلبا کی مزاج پرسی یا تنبیہ و تاکید کی غرض سے جب بھی تشریف لاتے تھے زیادہ تر میری ہی چارپائی البستر پہ بیٹھا کرتے تھے میں اسے اتفاق کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا حافظ ملت کے علاوہ دیگر تمام اساتذہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کرام بھی میرے اسی بستر پر تشریف رکھتے تھے کبھی کبھی آرام بھی فرما لیا کرتے تھے شفقت و کرم سے وابستہ کرنے کے بعد حافظ ملت جب بھی الٰہ آباد تشریف لائے میرے ہاں ضرور تشریف لاتے تھے اور قیام بھی فرمایا کرتے تھے میری دعوت و درخواست پر حافظ ملت متعدد بار غریب خانہ پر تشریف لا چکے تھے ابی الکرم حکیم الحاج علامہ سید شاہ عزیز احمد صاحب قبلہ زیب سجادہ خانقاہ حلیمیہ ابو العلائیہ الہ آباد سے بے پناہ محبت فرماتے تھے سہ روزہ تعلیمی کانفرنس میں شرکت کے لئے خصوصیت کے ساتھ خط لکھا تھا اور سنگ بنیاد رکھنے کی خواہش بھی ظاہر کی تھی والد گرامی کو جو تھا سنگ بنیاد رکھنے کا اتفاق دستیاب ہوا تھا جو قرینۂ خلافت اسلام کی روشنی میں بے پناہ حیثیت کا حامل ہے۔

حضرت کی گھریلو زندگی انتہائی سادہ و شستہ اور پُر سکون ہوا کرتی تھی نہ سامان تعیش نہ اہتمام و زیبائش معمولی سی رہائش گاہ میں ہر چیز معمولی نظر آتی تھی۔ ایک دو بکس چند جوڑے کپڑوں، چادروں اور چند برتنوں کے علاوہ اور کچھ نہ ہوتا تھا گھر کے ذاتی امور زیادہ تر خود ہی اپنے ہاتھوں سے انجام دیا کرتے تھے طلباء کرام سے بہت کم کوئی کام لیا کرتے تھے کسی مہمان کی آمد پر کبھی کبھی چائے ناشتہ وغیرہ منگوا لیا کرتے تھے۔ بعض اوقات اپنے کپڑے بھی خود ہی دھو لیا کرتے تھے یا پھر دھوبی سے جایا کرتا تھا۔ روزانہ غسل کرنے کی عادت سے پرہیز فرماتے تھے اور غسل کے دوران بہت کم پانی کا استعمال کرتے تھے صابن وغیرہ سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ طبیعت ناساز ہونے پر احتیاط کو ضروری سمجھتے تھے آپ کا نظریہ تھا کہ آمد بخار پر پیٹ کو بالکل خالی چھوڑ دیا جائے انشاء اللہ بہت جلد آرام مل جائے گا حافظ ملت بخار کھانسی یا کسی بھی دوسرے مرض میں مبتلا ہونے پر انگریزی دواؤں سے قطعی پرہیز کرتے تھے بیشتر حکیمی دوائیں استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت تصویر کشی کے معاملے میں بھی بالکل بیزار سے آپ کی ایک تصویر بھی موجود نہیں ہے حتیٰ کہ حج بیت اللہ بھی بغیر تصویر کشی کے میسر آیا۔ سبحان اللہ۔ حافظ ملت اپنے لیے کبھی کوئی چیز پکاتے یا کوئی عقیدت مند پیش کر جاتا تو اس میں سے مختصر سا نکال کر باقی سب طالب علموں میں تقسیم فرما دیتے۔ بطور تبرک ایسی نعمت جب بھی ہاتھ آتی طلباء میں بے پناہ خوشیاں دیکھی جاتی تھیں ہر طالب علم یہی کہنے لگتا کہ میں اتنی دور رہ کر بھی اپنے والدین کی شفقت سے محروم نہیں ہوں۔

ایک سال متعدد طالب علموں کی طرح بقرعید کی تعطیل میں میں بھی گھر نہیں گیا تھا اس سال بے پناہ لطف آیا۔ اساتذۂ طلباء اور حضور حافظ ملت کے زیر سایہ یوم قربانی کی مقدس ساعتیں گزارنے میں جو دائمی مسرت حاصل ہوئی ہے اس موقع پر کبھی نہیں حاصل ہوئی تھی ہم لوگ نئے نئے لباس پہن کر جامع مسجد گئے نماز واجب ادا کی اور پھر بعد میں سب سے مصافحہ و معانقہ بھی کیا لیکن آج کے روز جس وقت حافظ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

قت کے سینے سے سینہ لگا یا تھا ایک ایسی لطیف سی لذت کا احساس بیدار ہوا اٹھا تھا کہ بیان نہیں کر سکتا حضرت جتنی دیر مجھے سینے سے لگائے رہے میں محسوس کر رہا تھا جیسے آغوش مادر میں سلایا جا رہا ہوں۔ عید الاضحیٰ کے روز حضرت کا یہ معمول بھی انتہائی مشفقانہ تھا کہ موجودہ تمام طالب علموں کو دعوت دے کر خود ان کی ضیافت فرماتے تھے اور چاروں طرف ٹہل ٹہل کر کھلانے پلانے کا از خود کام انجام دیا کرتے تھے چیزیں ختم ہونے پر دوبارہ پہونچنے کی کوشش کرتے اس ضیافتی سرگرمی کے موقعہ پر حضرت طلباء کو کوئی زحمت نہیں دیتے تھے۔ سرپرستی کا ایک نمایاں انداز یہ بھی تھا کہ حافظ ملت آج کے روز تمام طلباء میں ایک ایک روپیہ بھی تقسیم فرمایا کرتے تھے تاکہ طلباء کے ذہن اس معمول کی یاد سے پریشان نہ ہو سکیں جسے ان کے والدین نبھاتے رہتے ہیں خلاصہ یہ کہ حافظ ملت کی اس طلباء نوازی خلوص و محبت اور حسن اخلاق کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت کی موجودگی میں کسی کو احساس نہیں ہو پاتا کہ میں اپنے والدین سے دور دیار غربت میں یوم عید کے لمحات گزار رہا ہوں۔ الغرض حضور حافظ ملت کے گرشنہ نہانی میں جمال و کمال اور قوت برداشت کی ایک دنیا آباد تھی۔ احتیاط و پاکیزگی کی کائنات زندہ تھی فرشتے سے دو قدم نہ نزدیک ہونے والا بھی دہلیز پر قدم رکھنے سے پہلے ایک بار کانپ جاتا تھا چہرے کا رعب و دبدبہ کبھی ضائع نہ ہونے پایا۔ کچھ کو نگاہوں کے سامنے موم کا بگڑ رہتا تھا مگر عام انسان جلوؤں کی تاب نہیں سہ سکتا تھا۔ حضرت کی انکساری و عجز نوازی کا یہ عالم تھا کہ کسی قابل قدر اور معزز شخصیت کی خبر آمد پر میں نے خود گھر کو سنوارتے اور جھاڑو لگاتے دیکھا ہے جب کہ یہ کام کوئی بھی طالب علم انجام دے سکتا تھا مگر یہی وجہ ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود بیچ مدانی کے تصور نے حضرت کو آسمان کی بلندی تک پہنچا کر رکھ دیا ہے۔ اس موقعہ پر میں موجود تھا میں نے کوشش کی تھی کہ جھاڑو ہاتھ سے لے کر میں خود یہ کام انجام دے دوں مگر حضرت نے صاف انکار کر دیا۔ "فرمانے لگے آج کی باری میری ہے۔" بہر کیف حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی عظیم شخصیت سے متعلق میں نے جو کچھ بھی عرض کرنے کی کوشش کی ہے محض قطرہ دریا کے سوا اور کچھ نہیں۔ محاسبہ آرائی کا خیال میری لب دا قلم سے بالاتر چیز ہے یہ حصہ ان کے ہمعصروں کا ہے۔

اقوال حافظ ملت علیہ الرحمہ

- جب لوگوں نے خدا سے ڈرنا چھوڑ دیا ساری دنیا سے خوف زدہ ہیں۔
- میں نے اشرفیہ کو خون جگر پلایا ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت
ایک غیر معمولی شخصیت

ڈاکٹر شکیل اعظمی
الٰہ آباد

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

استاذ العلماء زبدۃ الفقہاء فخر اولیاء حضرت الحاج علامہ حافظ شاہ عبد العزیز صاحب محدث مراد آبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی گوناگوں خوبیوں اور علمی و اخلاقی عظمتوں کے اعتبار سے بالکل منفرد اور یکتائے روزگار تھے۔ آپ نہ صرف ایک متبحر عالم دین، حافظ قرآن اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے بلکہ اپنی غیر معمولی فکری صلاحیتوں کی بنیاد پر اپنے ہمعصروں میں زبردست امتیازی شان بھی رکھتے تھے۔ علم و حکمت کے اسرار و رموز ہوں یا دنیاوی پیچیدہ و دقیق مسائل، آپ اس آسانی کے ساتھ ان کی عقدہ کشائی فرماتے اور ایسا معقول اور قابل قبول حل پیش فرماتے کہ بڑے سے بڑا مفکر اور دانشور بھی انگشت بدنداں رہ جاتے

شب و روز کی ذہنی کاوشوں کے باوجود جن مسائل کے مضرات و عواقب کے جانے اور ان کے خوبصورت منطقیانہ حل کی تلاش میں اصحاب فکر و نظر اور ارباب حل و عقد درماندہ و ناکام ہو جاتے۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ادنیٰ غور و فکر اور معمولی توجہ سے ان کے تمام گوشوں کا تنقیدی جائزہ لے کر آسان فرما دیا کرتے

بظاہر محض درس و تدریس عبادت و ریاضت سے تعلق رکھنے والا دنیاوی معاملات سے بے نیاز انسان جب اپنی خداداد عبقری و فکری صلاحیتوں کا اظہار فرماتا تو دنیا حیرت میں پڑ جاتی اور تسلیم کرنے پر مجبور ہوتی کہ ایک مرد مومن کی نگاہ دور رس دین و دنیا کی جن باریکیوں اور گہرائیوں تک پہنچ سکتی ہے، اس کا ذہن رسا جن حقائق و معارف کا ادراک کر سکتا ہے۔ عام اذہان ان کے مبادیات تک بھی پہنچنے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سے قائم ہوتے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

کئی بار ایسا ہوا کہ حافظ ملت علیہ الرحمہ نے کسی مخصوص معاملہ سے متعلق کوئی رائے ظاہر فرمائی جو بادی النظر میں اس وقت بہتر اور مناسب نہیں معلوم ہوئی۔ لیکن پیش آنے والے حالات و واقعات نے آپ ہی کی اصابت فکر پہ مہر تصدیق ثبت کی۔ اور انجام کار اختلاف رائے رکھنے والوں کو آپ ہی کے نقطۂ نگاہ سے متفق اور آپ ہی کی رائے کی صحت و اصابت کا قائل ہونا پڑا۔

حکایات و روایات کا ایک دراز سلسلہ ہے جن سے حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بالغ نظری، مآل اندیشی، فکری برتری اور ذہنی توانائی کا اظہار ہوتا ہے، کیا کوئی صاحب عقل و خرد اس سے انکار کی جرأت کر سکتا ہے کہ اس مرد دانا و بینا کی فکری صلاحیت جب درس و تدریس کے انداز میں ظاہر ہوتی ہے تو دینی تعلیمات سے آراستہ و پیراستہ علماء و فضلاء کے ایک عظیم الشان گروہ کو وجود بخشتی ہے جن میں سے اکثر و بیشتر اپنی اپنی جگہ مبلغ کی حیثیت رکھتے ہیں یہی فکری صلاحیت جب تعمیری امور میں ظاہر ہوتی ہے تو مدرسہ اشرفیہ اپنے دشوار گزار مراحل اور بے شمار مشکلات و موانع کے باوجود انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ ارتقائی منزلیں طے کرتا ہوا ایک عظیم الشان درسگاہ "الجامعۃ الاشرفیہ" (عربک یونیورسٹی) کی شکل میں نمودار ہوتا ہے یہی فکری صلاحیت جب مذہبی بصیرت کے ساتھ باب العقائد میں ظاہر ہوتی ہے۔ تو مناظرانہ شان کے ساتھ "المصباح الجدید" اور "العذاب الشدید" کے ذریعہ عقائد سخیفہ و افکار باطلہ کی دھجیاں اڑاتی نظر آتی ہے۔ یہی فکری صلاحیت جب تاریخ ہند کے ایک انتہائی پر آشوب دور میں استقامت و عزیمت کے جذبات کو اکساتی اور مذہبی و سیاسی آویزش کے دوران افراط و تفریط سے بچکر اعتدال کی راہ دکھاتی ہے تو "ارشاد القرآن" میں اہل ملک و ملت کو نجات و فلاح کی روشن ضمانت نظر آتی ہے۔ یہی فکری صلاحیت جب "معارف الحدیث" اور "انوار السنۃ" کے جلوؤں کو عام کرتی ہے تو امت مسلمہ اپنے مضمحل قویٰ میں برقی توانائی محسوس کرنے لگتی ہے۔ خوابیدہ روح مچل اٹھتی ہے۔ یہی فکری صلاحیت جب شریعت و طریقت کے سربستہ رازوں کو بے نقاب کرتی ہے۔ تو رشد و ہدایت کی شمعیں فروزاں ہو جاتی ہیں۔ تصوف کے صحیح خدوخال شریعت کے آئینہ میں ابھر آتے ہیں۔ یہی فکری صلاحیت جب افراد قوم کی فطری استعداد و صلاحیت اور طبعی رجحانات و میلانات کو برانگیختہ کرتی ہے تو ان سے ایسے کارہائے نمایاں انجام دلاتی ہے کہ وہ افراد خود حیرت و استعجاب کا مرقع بن جاتے ہیں یہی فکری صلاحیت جب اخلاقی قدروں کو اجاگر کرتی ہے تو جذباتی داعیوں کو نظر انداز کرتی ہوئی بلا تفریق اپنوں اور غیروں پر لطف و کرم کے پھول برساتی اور ان کو اپنا گرویدہ و شیفتہ بناتی ہے۔ یہی فکری صلاحیت جب خود شناسی و خود اعتمادی کا رنگ اختیار کرتی ہے۔ تو زندگی کے انتہائی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نازک اور حوصلہ شکن مرحلوں میں بھی ہزار طوفان آلام و مصائب کے باوجود آپ کے پائے صبر و استقلال میں لغزش تک بھی نہیں آنے دیتی۔

اب آیئے ذرا ان اجمالی خاکوں سے گزر کر تفصیلی واقعات کی دنیا میں ہم حافظ ملت علیہ الرحمہ کی فکری صلاحیتوں کا جائزہ لیں۔

ابتدائی دور آپ نے حفظ قرآن کی تکمیل اور فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کچھ خانگی دشواریوں کے باعث سلسلۂ تعلیم منقطع فرما دیا۔ انہیں دنوں مرادآباد کے ایک انتہائی قابل اور حاذق طبیب حکیم مولانا محمد شریف صاحب شاگرد رشید حضرت علامہ عبد الحق صاحب خیرآبادی بسلسلۂ علاج و معالجہ بھوجپور تشریف لائے۔ اور مسجد میں حافظ ملت کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی۔ آپ کی تجوید اور صحت قرآن خوانی سے کافی متاثر ہوئے، اختتام نماز بدوران گفتگو حکیم صاحب نے فرمایا کہ حافظ صاحب آپ مرادآباد آ کر ہم سے فن طب پڑھ لیں۔ آپ کا ذہن حکمت کے لئے بہت مناسب ہے۔ آپ نے اپنی اقتصادی پریشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے معذرت پیش کی۔ مگر حکیم صاحب نے اس جوہر قابل کی تعلیم و تربیت کا بار اپنے ذمہ لے لیا۔ چنانچہ حافظ ملت بغرض تحصیل علم مرادآباد تشریف لے گئے۔ حکیم صاحب نے گلستاں کا امتحان لے کر فرمایا کہ حافظ صاحب آپ عربی تعلیم حاصل کریں میں آپ کے اندر فکر و نظر کی بڑی صلاحیت پاتا ہوں اور مستقبل میں آپ کی فطری استعداد اور ذہنی صلاحیتوں سے اہم نتائج برآمد ہونے کی توقع کرتا ہوں، چنانچہ آپ نے عربی کی تعلیم شروع کی چند روز میں میزان و منشعب اور ایک ماہ میں نحو میر و پنج گنج یاد فرما لیا۔ پھر مزید تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ لیا اور اس طرح حکیم صاحب کو اس جوہر قابل سے جو توقعات وابستہ کر رکھی تھیں بحمدہ تبارک و تعالیٰ بدرجہ اتم پوری ہو گئیں۔

صدر الشریعہ کے سایۂ کرم میں جامعہ نعیمیہ میں تین سال تک تحصیل علم کے بعد مرادآباد میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے انعقاد کے موقع پر حافظ ملت نے جب حضرت صدر الشریعہ فقیہ اعظم علیہ الرحمہ والرضوان سے تعلیم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی، تو حضرت صدر الشریعہ نے ازراہ شفقت و عنایت آپ کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اگرچہ حافظ ملت اس وقت ابتدائی عربی کی کتابیں پڑھ رہے تھے اور حضرت صدر الشریعہ اونچی جماعت کی منتہی کتابیں پڑھایا کرتے تھے۔ مگر حافظ ملت کی تشنگی علم اور رغبات دیکھ کر رعایت فرماتے ہوئے آپ نے خارج از درس اوقات میں تعلیمی سلسلہ کا آغاز فرما دیا۔ کافیہ وغیرہ تک پڑھنے کے بعد حافظ ملت نے خانگی مشکلات کے باعث درس سے ہٹنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ مگر حضرت صدر الشریعہ نے آپ کی علمی لیاقت اور فکری صلاحیت کے پیش نظر منظور نہیں فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ زمین پھٹ جائے آسمان ٹوٹ پڑے یہ تو ممکن ہے مگر آپ کی ایک کتاب بھی چھوٹ جائے یہ ممکن نہیں آپ کو بہر صورت درس نظامیہ کا پورا کورس مکمل کرنا ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور بالآخر مشفق استاذ نے اس جوہر خام کو علم و کمال کا مخزن و معدن بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا جنہیں آج دنیا بجا طور پر جلالۃ العلم اور استاذ العلماء کے القاب سے یاد کیا کرتی ہے۔

اشاعت دین کا جذبہ بیکراں درس نظامیہ کی تکمیل کے بعد حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمہ نے آگرہ کی جامع مسجد میں خطابت و افتاء کی ذمہ داریاں انجام دینے کے لئے آپ کو مبلغ سو روپیہ ماہانہ پر متعین کرنا چاہا۔ لیکن آپ نے یہ گرانقدر پیشکش نہیں کی اور فرمایا کہ میں تجارت کروں گا اور حتی الوسع فی سبیل اللہ دینی خدمات بھی انجام دیتا رہوں گا۔ لیکن اسی سال آپ کے استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے آپ کو بریلی شریف طلب فرمایا۔ اور آپ کی علمی لیاقتوں کے پیش نظر ارشاد فرمایا کہ میں بیشتر اپنے ضلع سے باہر رہا مجبوری کی وجہ سے پورے ضلع پر بدمذہبیت و گمراہیت کا تسلط ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے دین حق کی تبلیغ و اشاعت اور بدعقیدگی و گمراہی کے انسداد و استیصال کے لئے آپ کو مبارکپور بھیجنا چاہتا ہوں آپ نے مودبانہ عرض کیا حضور میں ملازمت نہیں کروں گا۔ حضرت صدر الشریعہ نے فرمایا۔ میں نے ملازمت کے لئے کب کہا ہے۔ میں نے تو دین کی خدمت انجام دینے کے لئے کہا ہے۔ آپ نے استاذ محترم کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے مبارکپور بھیجتے وقت ارشاد فرمایا کہ حافظ صاحب میں آپ کو اکھاڑے میں بھیج رہا ہوں۔ اس معنی خیز جملے پر ہونہار ذہین اور فطین

شاگرد نے عرض کیا کہ حضور پھر داؤ پیچ بھی سکھلا دیجئے۔ جواب ملا۔ جاؤ خدا حافظ و ناصر ہے۔

اس واقعہ سے جہاں حافظ ملت کو اپنے استاد کے تئیں اطاعت و فرمانبرداری ظاہر ہوتی ہے وہیں مشفق استاذ کی اپنے چہیتے شاگرد کی صلاحیت و لیاقت اور ذہانت و فراست پر اعتماد کلی کی کیفیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اور یہ حافظ ملت کے ایثار و اخلاص کا بیکراں جذبہ اور دینی و ملی شعور کا قابل رشک مظاہرہ ہی تو تھا کہ مبلغ دو سو روپے ماہانہ کی گرانقدر پیشکش مسترد فرماتے ہوئے بے دینی و گمراہی کے تیرہ و تار ماحول پر حق و صداقت کی شمع فروزاں کرنے کے لئے صرف ۲۵ روپے کے حقیر مشاہرہ پر مبارکپور جانا منظور فرما لیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ حافظ ملت نے بفضل خداوندی اور رحمت مصطفوی کے سہارے اپنے بزرگ و محترم استاد کی نیک دعاؤں کے سائے میں تعلیم و تدریس اور مناظرہ و مباحثہ کے دوران اپنی علمی و فکری صلاحیتوں سے کام لے کر دین حق کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں کہ جس کی مثال عہد حاضر میں کوئی بڑے سے بڑا مفکر و مبلغ بھی انفرادی طور پر پیش کرنے سے قاصر و عاجز نظر آتا ہے۔

استقامت و عزیمت اگر حافظ ملت علیہ الرحمہ والرضوان نے اپنے دراز تر سلسلۂ علالت اور ضعف و نقاہت کے باوجود اپنی غیر معمولی قوت ارادی اور استقامت و عزیمت سے کام نہ لیا ہوتا۔ تو آج ہم الجامعۃ الاشرفیہ درکب یونیورسٹی اور دار الاقامہ (HOSTAL) کی یہ عظیم الشان عمارت دیکھنے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کی سعادت نہ حاصل کر پائے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تجدیدی کارناموں کے بعد نہ جانے کتنے مخلص بزرگوں نے ایسے تعمیری منصوبے بنائے مگر خواب و خیال کی منزل سے آگے نہ بڑھ سکے۔ اور قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند مشیت الٰہی کو حافظ ملت ہی کے مقدس ہاتھوں سے یہ مہتم بالشان کام انجام دلانا تھا اور دلایا آپ اکثر و بیشتر یہ فکر انگیز جملہ فرمایا کرتے تھے "الجامعۃ الاشرفیہ کی تکمیل کا مجھے جنون ہے جسے جنون ہوا سے کب اپنا خیال رہتا ہے" سبحان اللہ سبحان اللہ

ایسا جنوں بھی دیکھا ہے ہم نے
جس نے سیئے ہر تقدیر کے چاک

اس جنون پر کل متاع ہوش و خرد قربان اس دیوانگی پہ لاکھ فرزانگی صدقے جو اپنی ذاتی کلفتوں اور اذیتوں کو بھول کر خود کو قوم و ملت کی صلاح و فلاح کے لئے وقف کر دئیے اور از خود رفتہ ہو کر بڑے سے بڑے شدائد و مصائب کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرلے لیکن ابروئے ملت بیضا پر حرف نہ آنے دے۔ یہ دیوانہ اپنی پوری فراست و دانائی کے ساتھ رحمت الٰہی اور کرم احمدی کے سہارے اپنی پیرانہ سالی اور ضعیف العمری کے باوجود باطل کی قوتوں سے ٹکراتا اور انھیں شکست فاش دیتا ہوا زندگی کی آخری سانس تک پرچم اسلام کو لہراتا اور دین مصطفوی کا ڈنکا بجاتا رہا۔

یہ دیوانہ تھا فرزانوں سے بہتر؟ خود قربان اس دیوانگی پر

جاہلانہ طلسم خطابت اور حافظ ملت کا ردعمل

جن دنوں عربی یونیورسٹی کی تعمیری سرگرمیاں شباب پر تھیں شر پسندوں نے ایک جاہل واعظ "حقانی" کو مبارکپور بلایا اور مسلسل کئی جلسوں میں اہلسنت و جماعت کو سب و شتم اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا جس سے سنیوں میں اضطراب و اشتعال کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ سنیوں کا ایک نمائندہ وفد حافظ ملت کی بارگاہ میں پہونچا۔ اور آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا اور مطالبہ کیا کہ ان جہالت آمیز بیانات اور گمراہ کن خیالات کی تردید و تکذیب کے لئے فی الفور جوابی جلسے منعقد کئے جائیں لیکن حافظ ملت نے انتہائی متانت و فراست کے ساتھ وفد کو سمجھایا کہ اس وقت ہمارے سامنے الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر و تشکیل کا عظیم الشان منصوبہ ہے۔ ہمیں اپنے بنیادی مقاصد پر ہی نظر رکھنی چاہئے۔ معاندین کا دلی مقصد یہ ہے کہ ہم غیر ضروری مسائل میں الجھ کر اپنے تعمیری منصوبوں سے غافل ہو جائیں۔ علاوہ ازیں یہ واعظ محض جاہل انسان ہے اس کے جواب کے لئے جلسے کرنا خواہ مخواہ اس کی حیثیت و اہمیت کو بڑھا دینا ہے اس جماعت کے مقتدر علماء کے جوابات تو ہم برابر اپنی تحریروں اور تقریروں میں دیتے رہے ہیں اور آئندہ بھی جب کبھی ضرورت پیش آئے گی ان کی علمی بے مائیگی اور مذہبی بے راہ روی کا پردہ چاک کرتے رہیں گے۔ لیکن ہمارے لئے یہ وقت کام اور صرف

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کام کا ہے جس اپنے کام ہی سے کام رکھنا چاہیئے۔ خدا نخواستہ اگر سنیوں پر اس کی تقریروں سے کوئی وسوسہ یا شبہ پیدا ہو تو اس کے ازالہ کے لئے میں اور الجامعۃ الاشرفیہ کے اساتذہ کرام ہمہ وقت موجود ہیں۔ جب جہاں اور جس وقت جو بھی چاہے ہم سے مسائل کی تحقیق کر کے اطمینان قلب حاصل کر سکتا ہے۔ ویسے ہر جمعہ کو ہم خطبہ سے قبل مختلف فیہ مسائل اور جواب طلب امور پر روشنی بھی ڈالتے رہیں گے۔ تاکہ سادہ لوح مسلمان گمراہ کن افکار و خیالات سے متاثر نہ ہو سکیں۔

حافظ ملت کے اس دانشمندانہ و مدبرانہ طرز عمل کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ مخالفین و معاندین کی ساری سازشی کارروائیاں بے سود ہو گئیں۔ اور آنجناب چند روز طوفان جہالت و حماقت برپا کرنے کے بعد مبارکپور سے بے نیل مرام واپس ہو گئے۔ ورنہ واقعات شاہد ہیں۔ کہ حقانی صاحب جہاں جہاں بھی تشریف لے گئے اور سنیوں نے ان کی جہالتوں کا نوٹس لیا۔ وہاں وہاں ایک ہنگامہ کارزار برپا ہو گیا جس کے باعث ان کی شخصیت کو سستی شہرت حاصل ہو گئی۔

قاری طیب کا اعتراف حقیقت حافظ ملت نے جب عربی یونیورسٹی کا عظیم الشان پروگرام بنایا تو چند دیوبندی خیال کے لوگوں نے قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند سے بطور استہزاء حافظ ملت کے اس پروگرام کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ اپنے محدود ترین وسائل کے باوجود اتنا اونچا خواب دیکھ رہے ہیں ان کا جنون سن کر قاری طیب صاحب نے کہا کہ میں حافظ عبدالعزیز صاحب کی شخصیت سے واقف ہوں ان کے غیر معمولی تدبر و تفکر اور جوش عمل سے آگاہ ہوں مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے مقصد میں ایک نہ ایک دن ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔

اور الحمد للہ کہ انتہائی قلیل مدت پر عربی یونیورسٹی کی پرشکوہ عمارت نے دنیا کے سامنے حافظ ملت کی غیر معمولی شخصیت کا ناقابل تردید ثبوت پیش کر دیا۔

حافظ ملت کی نظر میں نشر و اشاعت کی اہمیت حافظ ملت نے اپنے پورے تنقیدی شعور کے ساتھ عصر حاضر کے تقاضوں پر سنجیدگی سے غور و فکر فرمایا۔ اخلاق و معاشرتی فساد کی عظمتوں کا سراغ لگایا۔ اور اپنی تدریسی سرگرمیوں کو تیز تر کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف زاویوں اور مختلف سطحوں سے اپنی عملی تبلیغ ذہنی و فکری تطہیر۔ اور اخلاقی و معاشرتی اصلاح کے موثر ذرائع فراہم کئے۔

پوری جماعت اہلسنت کو شدت سے احساس تھا کہ ہم میں اچھے سے اچھے محدث و مفسر بہتر سے بہتر واعظ و خطیب عمدہ سے عمدہ متکلم و مناظر لائق مدرس و معلم قابل سے قابل مفتی و فقیہ تو کثیر تعداد میں موجود ہیں لیکن اصحاب قلم اور انشاء پرداز معدودے چند ہی ہیں ایسی بات نہیں تھی کہ ہم قلمکاری اور انشاء پردازی کی صلاحیتوں سے محروم تھے ادبی و انتقادی شعور سے عاری تھے بلکہ حقیقت تو یہ تھی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کہ ہم نے سنجیدگی کے ساتھ اس طرف توجہ ہی نہیں کی تھی اپنے ہمعصروں اور نئی نسلوں پر مضمون نگاری کا شوق ہی نہیں پیدا کیا تھا۔ انشا پردازی کے جذبات کو برانگیختہ کرنے اور ان کی اصلاح و تربیت کے لئے کوئی ٹھوس پروگرام ہی نہیں مرتب کیا تھا۔ اس زبردست کمی کو محسوس کرتے ہوئے حافظ ملت علیہ الرحمہ نے عربی یونیورسٹی میں نشریات کا ایک مستقل شعبہ قائم فرمایا۔ مختلف اسلامی موضوعات پر (Literature) لٹریچر کی اشاعت کا معقول انتظام فرمایا۔ اور ایک مستقل ماہنامہ "اشرفیہ" کا اجرا فرمایا جس سے نہ صرف جامعی نصب العین کو فروغ حاصل ہوا۔ بلکہ علم نواز و ادب پرور حلقوں میں انشا پردازی کا ذوق بھی بیدار ہوا۔ انتہائی تیزی کے ساتھ نئے نئے باصلاحیت قلمکار سامنے آنے لگے۔ جن سے بجا طور پر مستقبل قریب میں اچھی توقعات وابستہ کی جاسکتی ہیں اس طرح ان شاء اللہ العزیز ہم بہت جلد ہم جامعی سطح پر مختلف زبانوں میں اپنے مشن (Mission) اور کاز (Cause) کو دنیا کے سامنے انتہائی موثر انداز سے پیش کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ اور اپنے صالح (Literature) لٹریچر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت اور امت مسلمہ میں شریعت محمدی کی حفاظت وصیانت کا جذبہ پیدا کرسکیں گے۔ فرقہائے باطلہ کے فاسد اور گمراہ کن خیالات کا ابطال پیش کرسکیں گے!

حافظ ملت کا جذبۂ اخلاص و حمیت | حافظ ملت جب الجامعۃ الاشرفیہ کے سربراہ اعلیٰ مقرر فرمائے گئے تو آپ نے اراکین جامعہ کے پیہم اصرار کے باوجود کسی قسم کا حق المحنت اور مشاہرہ لینے سے صاف انکار فرما دیا اور فرمایا کہ جب تک مدرس تھا ماہانہ تنخواہ لیتا تھا اب جب کہ باضابطہ مدرس نہیں رہا تو تدریسی خدمات انجام دینے کے باوجود تنخواہ لینا میرے ضمیر کے خلاف ہے اس طرح اس مرد دانا و بینا نے اپنے قول و عمل سے موجودہ اور آئندہ نسلوں کو ضبط نفس اور ایثار و اخلاص کا ناقابل فراموش درس دیا اور آخری ایام حیات میں اپنے صاحبزادۂ گرامی مولانا عبد الحفیظ سلمہٗ سے فرمایا کہ اراکین جامعہ مسلسل مجھے ماہانہ وظیفہ قبول کرنے پر مجبور کرتے رہے۔ لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے تم خیال رکھنا کہ مستقبل میں ارکان جامعہ اگر تم سے اس قسم کا معاملہ کرنا چاہیں۔ تو ہرگز ہرگز قبول نہ کرنا۔ چنانچہ حضور حافظ ملت کے وصال کے مابعد ارکان جامعہ نے مولانا عبد الحفیظ صاحب سربراہ الجامعۃ الاشرفیہ کی خدمت میں ماہانہ وظیفہ کی پیش کش کی۔ لیکن غیور و سعادت مند بیٹے نے والد گرامی کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے شان بے نیازی کے ساتھ یہ گراں قدر پیش کش مسترد فرمادی۔ اگر حافظ ملت نے انتہائی فراست و دانائی کے ساتھ یہ طریقۂ عمل نہ اختیار کیا ہوتا یا اپنی کمال اندیشی سے کام لے کر صاحبزادہ محترم کو یہ نصیحت نہ فرمائی ہوتی تو آج حافظ ملت کی شان استغنا اور ولد صالح کی تربیت ذہن و فکر دنیا پر آشکارا نہ ہوتی۔ اور عام انسانوں کی طرح

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

آپ پر بھی حرص و آز اور شکم پروری و زراندوزی کے الزامات عائد کیے جا سکتے تھے۔ لیکن اس مرد حق آگاہ کے سامنے اپنے پیارے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی تھا انما الغنا غنی القلب۔ حافظ ملت ہمیشہ ایثار، رزق حلال کے لئے محنت و مشقت اور نفس امارہ کے خود سر تقاضوں سے نفرت و براءت کی تلقین فرماتے رہے۔

زہد و تقویٰ چیست اے مرد فقیر
لاطمع بودن ز سلطان و فقیر
گر بدست آید ترا گنج نقود
در نہ داری ہمت عالی چہ سود

حقیقی شادمانی الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی کے جشن تاسیس کے زریں موقع پر دارالعلوم اشرفیہ میں ابنائے قدیم کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انتہائی موثر اور رقت انگیز لہجہ میں ارشاد فرمایا کہ میں نے آج تک کوئی کاغذی اخبار و اشتہار تو نہیں شائع کیا۔ لیکن حضرت مفتی شریف الحق صاحب امجدی، مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی علامہ ارشد القادری علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قادری مولانا قمر الزماں صاحب اعظمی اور دیگر موجود ممتاز شاگرد علماء کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ ہیں میرے وہ زندہ جاوید اخبارات و اشتہارات جنھیں میں نے بڑے اہتمام کے ساتھ خون جگر کی سرخیوں سے شائع کیا ہے۔ کاغذی اخبارات و اشتہارات تو پڑھ کر ردی کی ٹوکریوں یا گندی نالیوں میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ یا پھاڑ کر راستوں میں بکھیر دیئے جاتے ہیں۔ اور قدموں کے نیچے آکر پامال ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ میرے وہ اخبارات و اشتہارات ہیں جو نہ کسی کے پھاڑے سے پھٹ سکتے۔ نہ راہوں میں پامال کئے جا سکتے اور نہ باد و باراں کی یورشوں سے معدوم ہو سکتے۔ نوٹ کر لو کہ عام کاغذی اخبارات و اشتہارات تو اپنے عارضی وجود کے ساتھ وقتی افادیت ہی کے حامل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ میرے شائع کردہ اخبارات و اشتہارات تو اپنے قیمتی وجود سے اور پھر اپنے تلامذہ کے تسلسل و توسط سے رہتی دنیا تک خلق خدا کے لئے بیج معلومات کا ذریعہ اور رشد و ہدایت کا وسیلہ بنتے رہیں گے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

نظریۂ بیعت و ارادت حافظ ملت نے عشق و عرفان اور رشد و ہدایت کی شمعیں بھی فروزاں کیں اور نہ جانے کتنے طالبانِ حق و معرفت کو سلسلہ بیعت میں داخل فرمایا۔ لیکن پیری و مریدی کو شکم پروری اور کسب معاش کا ذریعہ نہیں قرار دیا۔ یوں ہی پیشہ ور پیروں کی عام روش سے ہٹ کر شدید علالت کے دوران خیر خواہوں اور جاں نثاروں کے پیہم اصرار پر بھی صاحبزادۂ گرامی مولینا عبدالحفیظ سلمہٗ کو اپنا خلیفہ و جانشین نہیں نامزد فرمایا۔ بلکہ ارشاد فرمایا کہ اگر وہ اس منصب کے لائق ہوں گے ان کی ذات میں ایسے اوصاف و محاسن پیدا ہو جائیں گے جو اس عہدۂ جلیلہ کے لئے درکار ہیں۔ تو طالبان رشد

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہدایت خود ہی ان کی جانب متوجہ ہو جائیں گے۔ درحقیقت تو یہی ہے کہ

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر لائق میراث پدر کیونکر ہو

اسلام میں پدرم سلطان بود کا زعم کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ ذاتی فضائل و محاسن ہی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

پسر نوح با بداں بنشست
خاندان نبوتش گم شد

اسی طرح عربی یونیورسٹی کی سربراہی کے سلسلہ میں بھی اختیار کلی کے باوجود حافظ ملت نے اپنے بعد کسی فرد کو متعین نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کار اہم کو عوام و خواص کی صوابدید پر چھوڑ دیا کہ وہ جسے چاہیں منتخب کر لیں۔ کہ یہی اسلامی طریقۂ انتخاب اور صحت فکر و نظر کی دلیل ہے۔

مسائل شرعیہ کی وضاحت کا انداز آپ بیشتر مسائل شرعیہ کو نقلی دلیلوں کے ساتھ ساتھ عقلی دلیلوں سے بھی حل فرما دیا کرتے تھے۔ چنانچہ قصبہ بھوجپور میں ماسٹر ابراہیم صاحب نے (جو نیکر پہننے کے عادی تھے) حضرت سے استفسار کیا کہ گھٹنے کھولنے کی ممانعت کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ الرکبة عورة ماسٹر صاحب مطمئن نہیں ہوئے۔ فرمایا کیا حدیث رسول پر ایمان نہیں کہا ضرور ہے۔ لیکن دل مطمئن نہیں ہوتا۔ عقل قبول نہیں کرتی۔ فرمایا کہ اچھا اب دل و دماغ کا اطمینان بھی حاصل کر لیجئے بتایئے اگر کوئی عضو بدن یا ہڈی ایک ہی ہو۔ تو اسکا حکم یکساں ہونا چاہئے یا مختلف کہا یکساں پوچھا کہ گھٹنے سے لیکر کولہے تک ایک ہی ہڈی ہے یا مختلف۔ کہا ایک ہی ہے تو فرمایا کہ گھٹنے کے حصہ کو کھولتے ہوئے جب کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی تو آخر کولہے کے حصہ کو کھولنے میں عار کیوں ہے؟ اس عقلی استدلال پر ماسٹر صاحب جھوم اٹھے اور پورے طور پر مطمئن ہو گئے۔

اصلاح ارباب حکومت موضع بھرڈیہا ضلع بنارس کے ایک جلسہ میں ایک شعلہ بیان مقرر نے حکومت وقت کے خلاف ایک پرجوش تقریر فرمائی۔ ارباب حکومت کو یہ تقریر ناگوار ہوئی سی آئی ڈی نے برہمی کے ساتھ تقریر نوٹ کی۔ سخت اندیشہ تھا کہ فی الفور گرفتاری عمل میں نہ آ جائے اور جلسہ کا نظام درہم برہم نہ ہو جائے۔ اختتام تقریر پر حضور حافظ ملت مائک پر تشریف لائے۔ اور حمد و ثنا کے بعد اپنی تقریر میں فرمایا۔ کہ مجھ سے پہلے فاضل مقرر نے جو تقریر فرمائی ہے۔ میں اس کی مکمل تائید کرتا ہوں۔ خطیب محترم کا یہ کوئی باغیانہ اقدام نہیں ہے۔ بلکہ سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ حکومت کا مخلص اور ہمدرد صحیح معنوں میں وہی ہے جو بے کم و کاست اس کے محاسن و معائب کی نشاندہی کرے استقام و معائب پر سختی سے تنقید کرے تاکہ حکومت وقت جلد سے جلد ان نقائص کی اصلاح کر کے جمہوری قدروں کا تحفظ کر سکے اور عوام میں اعتماد و اطمینان کی کیفیت پیدا کر سکے اس طرح حکومت کو استحکام حاصل ہوگا۔ اس کا وقار اندرون ملک اور بیرون ملک بڑھے گا۔ اور جو لوگ محض خوبیوں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہی کو اجاگر کرتے ہیں، خامیوں کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں دراصل وہ مفاد پرست اور وطن دشمن ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ ایک مخلص اور بہی خواہ دوست خامیوں کی اصلاح کی طرف توجہ نہ کرے اور صداقت کی بنیادوں پر حکومت کی استواری سے غفلت برتے۔ اس دانشمندانہ اور مدبرانہ طرز سخن کا یہ اثر ہوا کہ جلسہ پورے سکون کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ کسی طرح کی بدنظمی نہیں پیدا ہوئی۔ اور شعلہ بیان مقرر پیش آنے والے متوقع خطرات سے بھی ہر طرح محفوظ و مامون ہو گئے۔

جذبۂ ایمانی کی دائمی قوت و طاقت ایک بار اپنے برادر خرد جناب مولانا حکیم عبد الغفور صاحب سے آپ نے برجستہ یہ بصیرت افروز جملہ ارشاد فرمایا (جب انھوں نے مشورہ دیا کہ اب آپ بڑھاپے کی منزل میں آ گئے ہیں کچھ آرام کیجئے۔ یہ وقت آرام کا ہے) "میاں مومن کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔" حکیم صاحب نے کہا کہ جب میں نے اس جملہ کی معنویت پر غور کیا تو اس نتیجہ پر پہونچا کہ مومن کا اصل جوہر ایمان ہے، اور جب اصل جوہر ضعیف اور کمزور نہیں ہوتا تو واقعی مومن کیسے بوڑھا ہو سکتا ہے۔

حافظ ملت اور قید و بند حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کو عملاً سیاسات سے کوئی تعلق نہ تھا۔ لیکن تقسیم ہند کے انتہائی پر آشوب دور میں جب معاندین اسلام نے سیاسی لبادہ اوڑھ کر مذہبی اصولوں کو پامال کرنا چاہا، تو آپ نے انتہائی ہمت و جرأت سے کام لے کر پورے سیاسی شعور کے ساتھ مذہبی اقدار کا تحفظ فرمایا جس کے نتیجے میں آپ کو گرفتار کر لیا گیا گرفتاری کے وقت آپ نے متبسم انداز میں فرمایا کہ الحمد للہ میں حق گوئی و حق پرستی کے باعث گرفتار کیا گیا ہوں، چوری، شراب خوری یا کسی دوسرے اخلاقی جرم میں نہیں ماخوذ ہوا۔ ماضی میں ہمارے اسلاف کرام بھی اس قسم کے مظالم کا شکار ہو چکے ہیں۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ جیل خانہ کی سلاخیں اور قید و بند کی صعوبتیں بھی اس مرد مجاہد کے افکار و خیالات کے رُخ کو نہ موڑ سکیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ دور ابتلاء و آزمائش ہی میں انسان کے گفتار و کردار کی صداقت کا امتحان ہوتا ہے وہی شخص ہنگامہ دار و گیر میں ثابت قدم رہ سکتا ہے۔ جو عزم و استقلال کے ساتھ ساتھ تدبر و تفکر کی بھی بے پایاں صلاحیت رکھتا ہو۔ استقامت و عزیمت کے جذبات دراصل فکر راست اور عقل سلیم ہی کی بدولت پیدا ہوتے ہیں وہ شخص کبھی بھی ثابت قدم اور مستقل مزاج نہیں رہ سکتا جو اپنے کاز کے لئے مخلص نہ ہو حالات و عواقب کا تجزیہ کر کے صحیح منطقی نتائج اخذ کرنے کی فکری صلاحیت اور ان پر عمل کرنے کا مجاہدانہ عزم نہ رکھتا ہو۔

انکساری و جفاکشی قصبہ گھوسی میں ایک عزیز خاص کی شادی کی تقریب میں شرکت کے بعد مئی کی انتہائی تیز اور چلچلاتی دھوپ میں شعلہ بار ہواؤں کے تھپیڑوں کو برداشت کرتے ہوئے دوسری میٹنگ میں درس کے وقت مبارکپور پہونچنے کے لئے پورے ساز و سامان (جس میں ایک بستر ایک ٹوکری اور ایک بیگ شامل تھا) کو خود ہی اٹھا کر بغیر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کسی سواری کے یا پیادہ وہ بس اسٹیشن کے لئے روانہ ہو گئے (یاد رہے کہ حافظ ملت ہر طرح کی صعوبات سفر برداشت کرتے ہوئے تعلیم کے اوقات میں مدرسہ پہونچ جانے کی سعی بلیغ فرمایا کرتے تھے)

اتفاق سے اسی عالم میں گھوسی کے ایک زردار وہابی نے آپ کو دیکھا اور آپ کی سادگی و منکسر المزاجی سے اس قدر متاثر ہوا کہ آج تک دیگر علماء کے علی الرغم آپ کی اس خوبیٔ کردار کو خراج عقیدت و محبت پیش کیا کرتا ہے۔

ہمیں اس موقع پر بے ساختہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مقدسہ کے چند گوشے یاد آجاتے ہیں۔ خلیفۂ وقت ہوتے ہوئے بھی جب آپ خادموں کے بیحد اصرار کے باوجود اپنے دوش مبارک پر سامان رسد لاد کر رعایا کے گھروں تک پہونچا دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ سفر کے دوران آپ کا تازیانہ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑتا ہے جس کو اٹھانے کے لئے آپ بہ نفس نفیس اونٹ کی پشت سے نیچے اتر پڑتے ہیں اور اتنے معمولی سے کام کے لئے بھی کسی کا احسان لینا گوارا نہیں فرماتے"

حافظ ملت کے اس طرز عمل کو ہم کسر نفس و جفاکشی اور اتباع اسوۂ حسنہ کا نام دیتے ہیں۔ غور فرمائیے کہ ایسے موقعوں پر انسان اپنے کمالات و درجات کا پاس و دکھاوا کرتا ہوا نمود و نمائش کا مظاہرہ کرتا ہے۔ بر سر عام ایسے امور کی انجام دہی کو کسر شان تصور کرتا ہے۔ اظہار شان و شوکت کے لئے عقیدتمندوں اور خادموں کا قافلہ ساتھ لے کر چلتا ہے لیکن قربان ایک مرد بے ریا کے جو تمام آسائش و راحت کے ذرائع ہوتے ہوئے غرور و تکبر کے سفلی جذبات اور نفسانی خواہشات کو کچل کر ضبط نفس کا شاندار مظاہرہ کرتا ہے۔

حافظ ملت کی حقیقت بیں نظروں سے یہ نکتہ پوشیدہ نہ تھا کہ جھوٹی شان و شوکت تو ظاہری رکھ رکھاؤ ہی پر منحصر ہوتی ہے۔ لیکن اصل عزت و عظمت تو خلوت و جلوت میں خوبیٔ کردار اور حسن عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ تو شاہراہ عام کی بات تھی جہاں بعض عیار و مکار سادہ لوح عوام کو متاثر کرنے اور ان کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے کے لئے ایسے حربے استعمال کیا کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت و اصلیت کی شناخت تو جلوت کی زندگی کے ساتھ ساتھ خلوت کی زندگی کے کارناموں کو دیکھ کر ہوتی ہے۔ اور ہم پورے دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حافظ ملت کی ظاہری و باطنی زندگی میں کوئی فرق نہ تھا۔ خلوت میں بھی آپ اسی قدر سادگی پسند اور منکسر المزاج تھے جتنے جلوت میں تھے۔ خلوت کی زندگی کا حال یہ تھا کہ انتہائی ضعف و نقاہت کے عالم میں بھی آپ طہارتی ضرورتیں خود سے پوری کر لیا کرتے۔ اہل خانہ منع کرتے اور اصرار کرتے کہ جب کوئی ضرورت پیش آئے حکم فرما دیا کریں ہر ضرورت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بلا تاخیر پوری کر دی جائیں گی لیکن آپ فرماتے کہ جب تک کام کرنے کے لائق ہوں دوسروں کو زحمت دینا پسند نہیں کرتا۔ جب اس لائق نہ رہ جاؤں گا تو تم لوگ خدمت کر لینا۔ حد تو یہ ہے کہ شدت ضعف کے باعث مشکل پانی کی مشین چلا پاتے۔ لیکن جب پانی کی ضرورت محسوس کرتے خود ہی مشین سے پانی نکالتے۔

خانگی زندگی کا نقشہ یہ تھا کہ جب کوئی مہمان آتا۔ خواہ آپ سے بزرگ ہو معاصر ہو۔ یا چھوٹا ہو بلا استثناء ہر ایک کے لئے خود اپنے ہاتھوں سے سامان خورد و نوش لاتے اور حق ضیافت ادا فرماتے۔ اگر اہل خانہ موجود نہ ہوتے تو اپنے ہی ہاتھوں سے بتقاضائے موسم چائے یا شربت تیار کرتے اور مہمانوں کی خدمت میں پیش کرتے۔ شاگرد یا مہمان شرمندگی کے ساتھ اس زحمت فرمائی سے منع کرتے۔ اور خود اپنے ہاتھوں سے ہر کام انجام دینے کی کوشش کرتے۔ لیکن آپ بحیلۂ لطیف انہیں باز رکھتے۔

غور فرمایئے کہ حافظ ملت نے کس تدبر و مآل اندیشی کے ساتھ قدم قدم پر اپنے طرز عمل سے اہل خانہ اور دیگر لواحقین کے دلوں میں خود نمائی و تن آسانی کے سفلی جذبات کے بجائے منکسر المزاجی و جفاکشی کے پاکیزہ و مقدس جذبات و احساسات کو برانگیختہ فرمایا۔

(نوٹ) ناظرین کرام مذکورہ بالا واقعہ پر اہل گھوسی کو بد خلقی و قدر ناشناسی کا طعنہ دیں گے لیکن یاد رہے کہ حافظ ملت کی قبل از وقت اور خلاف قیاس بلا اطلاع پاپیادہ روانگی پر احباب و مخلصین کو بے حد ملال ہوا۔ اور بوقت ملاقات راقم الحروف نے انتہائی خجالت کے ساتھ حضرت سے اس طرح اچانک روانہ ہو جانے کا سبب دریافت کیا۔ حضرت نے انتہائی محبت آمیز لہجہ میں ارشاد فرمایا کہ شادی بیاہ کا معاملہ تھا۔ میں نے سوچا کہ آپ لوگ ضرورت سے زیادہ مصروف ہوں گے یا کثرت کار کے باعث تھک کر تھوڑی دیر کے لئے آرام کر رہے ہوں گے۔ اگر میں اطلاع دوں گا تو آپ لوگوں کو میری وجہ سے خواہ مخواہ زحمت اٹھانی پڑے گی۔ اس کا قطعی خیال نہ کریں، میں نے آپ لوگوں کو اپنا سمجھ کر ہی ایسا کیا۔ حضرت کے اس ارشاد گرامی کے بعد بھلا اور کیا عرض کیا جا سکتا تھا۔

ایجاز بیان ایک مرتبہ چند ذی علم احباب کے درمیان یہ مسئلہ زیر بحث رہا کہ جب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حفظ الایمان کی اپنی مشہور و معروف کفریہ عبارت میں ترمیم و تنسیخ کر دی۔ اور اپنی مراد بھی متعین کر دی۔ اور اہانت رسول سے اپنی برأت و بیزاری بھی ظاہر کر دی اور "بسط البنان و تغییر العنوان" نامی رسائل لکھ کر اپنی صفائی بھی پیش کر دی۔ تو پھر مولوی اشرف علی تھانوی کی تکفیر و تضلیل کیوں کی جاتی ہے۔ یہ بحث طول اختیار کر گئی۔ اور تا دیر ہم لوگ اس کے مختلف گوشوں پر الجھتے رہے۔ لیکن کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہونچ سکے۔ حسن اتفاق سے حضور حافظ ملت، صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے عرس مبارک میں شرکت کی غرض سے گھوسی تشریف لائے۔ بڑا گاؤں بازار کی مسجد میں نماز مغرب ادا فرمائی اور ناچیز کے طلب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں تشریف لائے۔ ہم لوگوں نے موقع غنیمت جانا۔ اور متنازعہ فیہ مسئلہ کے بارے میں حضرت سے استفسار کیا گیا۔ آپ نے سر جھکائے ہوئے پورا اعتراض بغور سماعت فرمایا۔ اور پھر سر کو قدرے اوپر اٹھائے ہوئے ہم لوگوں پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی اور مخصوص لہجہ میں ارشاد فرمایا کہ عنوان کے بدلنے سے معنون نہیں بدلتا۔ ہم لوگ اس جملہ کی معنوی گہرائی تک پہونچنے سے قاصر رہے۔ میں نے مودبانہ عرض کیا حضور اس جملہ کی توضیح و تشریح فرمادیں مفہوم سمجھ میں نہیں آیا۔ فرمایا کہ جس عبارت اور جملہ پر حکم کفر عائد کیا گیا ہے۔ جب اس کی کوئی صحیح تاویل و توجیہ ممکن نہیں تو جب تک قائل اپنے اس سابقہ قول سے رجوع نہ کرے توبہ کا اعلان نہ کردے۔ حکم کفر باقی رہے گا چاہے بعد میں ان عبارتوں میں لاکھ ترمیم و تنسیخ کرتا رہے۔ بعد ازتوبہ ہی عبارتوں کی جائز ترمیم و تنسیخ معتبر ہوسکتی ہے اس معقول ترین توجیہ و تشریح پر ہم لوگ کلیۃً مطمئن ہو گئے اور دل ہی دل میں حافظ ملت کی ذہنی بالیدگی و ایجاز بیان کی داد دیتے رہے۔

تصویر کا مسئلہ حضور حافظ ملت مدت مدید سے حرمین شریفین کی زیارت کے لئے مشتاق و مضطرب تھے لیکن تصویر کشی کا مسئلہ مانع ہوتا رہا۔ آپ کا خیال تھا کہ کسی فرض واجب یا سنت کی ادائیگی کے لئے فعل حرام کا ارتکاب کسی طرح بھی درست نہیں۔ حج بیت اللہ شریف بشرط استطاعت فرض ہے۔ لیکن فوٹو کھنچوانا قطعاً حرام ہے اس لئے آپ بغیر فوٹو کے حج کے مقدس فریضہ کو انجام دینے کی کوشش فرماتے رہے۔ آخر بڑی کافی تگ و دو کے بعد بفضلہ تبارک و تعالیٰ آپ کو اپنے نیک مقصد میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ اور بغیر کسی فوٹو کے آپ نے دیار مقدسہ کی زیارت سے دیدہ و دل کی تشنگی بجھائی۔ کاش حافظ ملت کے اس زاویہ فکر و نظر کو مشعل راہ بنا کر مسلمانان عالم حج کی ادائیگی کے لئے اپنی اپنی حکومتوں اور حکومت سعودیہ عربیہ سے فوٹو کی غیر اسلامی و غیر شرعی پابندی کو ختم کر دینے کا مطالبہ کرتے

آج جب کہ مختلف علماء اسلامیہ مذہبی واقعات و شخصیات پر مبنی فلمیں بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ناروا جسارت کر رہے ہیں اور اسلامیان عالم کے شدید احتجاج واشتعال کے باوجود اپنی ناشائستہ حرکتوں سے باز نہیں آ رہے ہیں۔ اور بعض علماء فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے تصویر کشی کے جواز سے اپنی فلموں کا جواز پیدا کر رہے ہیں تو ہمیں حافظ ملت کی بے پناہ فکری صلاحیتوں کی داد دینی پڑتی ہے جنھوں نے اپنے قول و عمل سے اس قسم کے مذہبی فتنوں کے خلاف شدید احتجاج فرمایا۔

حرف آخر اور اظہار حقیقت حافظ ملت کی ہمہ جہت شخصیت کے یہ چند مظاہر محض تبرکاً ہدیہ ناظرین کرنے کی جسارت کی ہے۔ ورنہ حق تو یہ ہے کہ آپ کی ذکاوت و فراست شخصی گہرائی و گیرائی کا صحیح اندازہ لگانا۔ آپ کے تدبر و تفکر پر مبنی واقعات کا احاطہ کرنا۔ اور آپ کی فکری صلاحیتوں کو حق اجاگر کرنا ہم جیسے کم فہم و بے بضاعت انسان کے بس کی بات نہیں۔

گمان مبر کہ بپایاں رسید کار مغاں ۔ ہزار بادۂ ناخوردہ در رگ تاک است

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عاصم گونڈوی، ایڈیٹر ماہنامہ ... گونڈہ

حافظِ ملت
ایک عظیم انسان

غالباً ۱۹۷۵ء کی بات ہے، جب محترم رحمت علی خاں رضوی عبدالحکیم صاحب کی وساطت سے حضرت حافظِ ملت علامہ الحاج شاہ عبدالعزیز صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ تک میری رسائی ہوئی اور اسی وقت مجھے بھی شرفِ بیعت سے سرفراز فرما کر حافظِ ملت نے طریقت و ارشاد کی دعائیں دیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اس وقت حافظِ ملت کو ایک عام پیر سمجھ کر میں مرید ہوا تھا کیونکہ ان کے بارے میں مجھے کوئی خاص جانکاری نہ تھی۔ لیکن بیعت ہو جانے کے بعد جیسے جیسے ان سے قربت بڑھتی گئی، ان کے ظاہر و باطن کی یکسانیت کا یقین پختہ ہوتا گیا اور آخر میں میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ایسی شخصیت صدیوں کے بعد پیدا ہوتی ہے۔

حافظِ ملت ایک عظیم انسان تھے۔ انہوں نے جس دیانت داری، سچائی، نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ دین و ملت کی خدمت کی اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اگر آپ کی جگہ پر کوئی دوسرا ہوتا تو کم از کم اپنے آخری ایام میں اپنے ورثا کے دنیاوی مفاد کے پیشِ نظر اتنی تو وصیت تو کر ہی جاتا کہ اس کو کسی ایسی جگہ سپرد کیا جائے جو گھر والوں کے قریب ہو۔ لیکن حافظِ ملت کے ضمیر نے اس کو گوارا نہ کیا کہ قوم کی آمدنی سے ان کے جانشین اور وارثان کی پرورش ہو۔ چنانچہ حضرت کو الجامعۃ الاشرفیہ کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں سپردِ خاک کیا گیا جہاں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں آمدنی اس قومی ادارہ اور ملت کے کام آ رہی ہے جس کو مصباح العلوم یا الجامعۃ الاشرفیہ کہتے ہیں اور جس کے قیام و ترقی میں حضرت حافظِ ملت کا خونِ جگر شامل ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ اس طرح حافظِ ملت نے الجامعۃ الاشرفیہ کو اپنا وارث و جانشین بنایا۔ اس ادارے کا قیام حافظِ ملت کا وہ دینی کارنامہ ہے جو تاریخ میں سنہرے حرفوں سے لکھا جائے گا۔

حق و باطل کی جنگ ہمیشہ اور ہر دور میں رہی ہے اور ہر قوم کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مصلح بھی پیدا فرمایا ہے۔ اسی اصولِ فطرت کے مطابق حافظِ ملت بھی باطل کی تیز و تند آندھیوں سے نبرد آزما رہے اور آپ نے عمر بھر حق کا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

چراغ کی لو مدھم نہ ہونے دی جس کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے روشن کیا تھا۔ ذرا تصور فرمائیے، مدرسہ اشرفیہ سے لیکر دارالعلوم اشرفیہ اور پھر الجامعۃ الاشرفیہ تک کیسے کیسے بہت کٹھن حالات پیدا ہوئے کتنی صعوبتیں اور رکاوٹیں سامنے آئیں۔ مالی بحران کے ساتھ اپنوں اور غیروں کی بیجا مداخلت ہوئی اور دیگر طرح طرح کی دقتوں اور پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا لیکن یہ حافظ ملت جیسے اولو العزم مردِ مجاہد کی ذاتِ گرامی تھی کہ جس نے راہ ترقی کی ہر دشواری کو خندہ پیشانی سے نہ صرف جھیلا بلکہ اُن پر قابو حاصل کرکے دنیا کو یہ درس دے گئے کہ

عزم صمیم ہو تو نظر آئے کوہ کاہ
راسخ نہیں ارادہ تو تنکا پہاڑ ہے

حضرت علیہ الرحمہ زندگی کے ہر شعبے میں بہت محتاط رہے۔ احتیاط پسندی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ بغیر فوٹو کے سفر حج و زیارت کا عہد کئے ہوئے تھے اور قدرت نے ایسا موقع فراہم بھی کردیا کہ آپ بغیر فوٹو کے حج و زیارت کا شرف حاصل کر آئے۔ جب سے فوٹو لازم ہوا شاید یہ پہلا واقعہ ہے جب کسی مرد نے بغیر فوٹو کے حج کیا ہو۔

حضرت حافظ ملت کم سخن تھے لیکن جب بات کرتے تو نہایت سنجیدہ اور دینی ہی، فضول باتوں میں وقت گزاری کرنے کی مطلق عادت نہ تھی۔ مجلس میں لوگوں سے گفتگو کے دوران وقفہ یا اس کے بعد کے وقتوں میں ہمیشہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہتے۔ ہر ملنے والے سے اس خندہ پیشانی سے ملتے کہ اس کو یہ گمان ہونے لگتا کہ حافظ ملت مجھ سے زیادہ کسی کو نہیں چاہتے۔ سفر ہو کہ حضر ان کے معمولات میں کوئی فرق نہ آتا تھا۔ وہ تہجد کی نماز ہمیشہ پڑھتے تھے۔ اکثر دیکھا جاتا کہ تقریری پروگراموں میں دور دراز کا سفر کرکے پہنچے اور ڈیڑھ دو بجے جلسہ ختم ہونے کے بعد بستر استراحت پر جاتے اور اس کے بعد تین بجتے بجتے مصلے پر کھڑے پائے جاتے۔ وعدے کے ایسے پابند کہ بخار کی حالت میں بھی سفر سے گریز نہ کرتے۔ جب کوئی دینی مبلغ یا مدرس اپنے اس کام کو ترک کرکے تجارتی ذریعہ معاش اختیار کرنے کی بات کہتا تو حضرت اس کے اس خیال اور ارادہ کی پرزور تردید کرتے اور فرماتے کہ "دنیا میں تجارت پیشہ لوگوں کی کمی نہیں لیکن دینی مبلغین و مدرسین کی تعداد بہت کم ہے دنیا کو آپ جیسے دین کے سچے خادم کی سخت ضرورت ہے اس لئے اپنا کام صبر و ضبط سے اللہ پر بھروسہ کرکے کرتے رہئے۔"

آپ کی مہمان نوازی کا یہ حال کہ ایک دفعہ میں دارالعلوم اشرفیہ پہنچا حضرت سے ملاقات ہوئی، اس وقت ایک میزبان کی حیثیت سے جس خندہ پیشانی جس خلوص و محبت اور جس شفقت و عنایت کا مظاہرہ فرمایا میں اس کے بیان سے قاصر ہوں۔ مجھے وہاں سے مہراج گنج ضلع گیا جانا تھا دوسرے دن صبح میں قاری عبدالحکیم صاحب کے کمرے میں تھا کہ حافظ ملت اپنے ہاتھ میں ایک بنڈل لئے ہوئے تشریف لائے اور میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا "یہ لیجئے راستے کا توشہ ہے" یہی حسن سلوک ان کا ہر ایک کے ساتھ تھا۔

حافظ ملت حسن اخلاق کا پیکر، علم کے دریا، عزم کے پہاڑ تھے اور چونکہ عملی راہ زندگی کو سختی سے اپنائے ہوئے تھے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اس لئے ان کی تدریس، تحریر، تقریر سب لوگوں کے لئے بے حد کشش تھی بیان رونق تھا اور طبیعت کی نرمی نے ان کو ہر دل عزیز بنا رکھا تھا جہاں نکلتے، جس طرف جاتے ساتھ میں عقیدت مندوں اور شاگردوں کا ایک ہجوم ہوتا۔ آپ کے شاگردوں اور حلقۂ ارادت میں شامل لوگوں کی ایک بہت بڑی فہرست ہے۔ آپ کے شاگردوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو شیخ الحدیث اور مفتی جیسے اہم عہدوں پر فائز ہیں اور دوسرے بے شمار حضرات ہند و بیرون ہند میں اپنی تعلیمی خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔

کہتے ہیں کہ اللہ کا ولی جب واصل بحق ہوجاتا ہے تو اس کی روحانیت درجۂ کمال کو پہنچتی ہے حافظ ملت اب ہم میں نہیں ہیں لیکن ہمارے دلوں میں اگر خلوص ہے انکی محبت ہے تو یقیناً ہم آج بھی ان کے فیوض و برکات سے محروم نہیں رہ سکتے۔

(بقیہ ص ۱۷۰)

حافظ ملت کا سفرِ حجاز خود ان کی ایک زندہ کرامت ہے۔ مدتوں کی آرزو تھی کہ دیار مصطفےٰ (علیہ التحیۃ والثنا) میں حاضر ہوں لیکن فوٹو کا مسئلہ سد راہ تھا۔ دل کی لگن رنگ لا کے رہی بغیر فوٹو کے پاسپورٹ بن گیا۔ دنیائے وہابیت میں صف ماتم بچھ گئی ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن مادی طاقتوں نے روحانیت کے سامنے سر جھکا لیا، پھر دنیا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتی رہی وہ گئے اور آئے لیکن دشمن انکی گرد راہ تک نہ پا سکا۔ ایسا پاسپورٹ ایک ایسا معجزہ ہے جس نے دشمنوں کا دل جیت لیا ہے۔ کوئی بتائے اسے کرامت نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔

رب کریم استاذ العلماء کے فیضانِ کرم کو دنیائے سنیت پر دراز فرمائے اور ان کے ظاہری و روحانی فیوض و برکات سے عالم اسلام کو متمتع فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیادگار حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ

قطعہ

اپنے تو اپنے ہیں بیگانوں کے دل سے پوچھئے
حافظ ملت کی وقعت، عزت عبد العزیز
گھیر رہی ہے اُن کو اُن کے قلب کی بھی تڑپ
یادگار اعلیحضرت، حضرت عبد العزیز
لطف یہ پھولوں کی چادر کیا حسیں جلووں سے ہے
کیا عروسِ نو بنی ہے تربت عبد العزیز

جناب مولانا لطف اللہ صاحب علیگ فاضل الغرفیہ خطیب شہر متھرا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا حافظ محمد عبید اللہ خاں عاطس بیور ضلع اعظم گڑھ

آبروئے قوم وملت

حضرت مولانا۔ ہدیہ سلام واحترام

عدیم الفرصتی ہمیشہ مانع رہتی ہے بہرحال حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں چند حروف خراج عقیدت کے بطور پیش ہیں حافظ ملت نمبر میں اس طرح خادم کو بھی شریک کرلیں۔ خریدار یوسف بن کر صرف مصر کے بازار میں قدم رکھا ہے تاکہ غلاموں کے زمرے میں اور اُن کے ثنا خوانوں میں چہرہ دکھایا جائے ورنہ حضور حافظ ملت کی تعریف وتوصیف ہم جیسوں کے لئے چھوٹا منہ بڑی بات ہے اپنے درویش صفت رہنما کی زندگی کا کاکا کوئی حکیم الامت ہی کرسکتا ہے

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

احباب کو خصوصاً حضور عزیز ملت اور حضرت مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب کو سلام سنت پیش ہے۔

والسلام
محمد عبید اللہ خاں اعظمی
مٹیا برج کلکتہ ۲۴

آبروئے قوم وملت پیکر صدق وصفا
یاد کرکے تم کو ساری قوم روئے گی سدا

رہنمائے ملت، معمار قوم، شیخ الحدیث، فقیہ بے بدل، مشائخ کے امیر، سلطان شہریار علم وحکمت، مطلع فکر ونظر، پیکر اخلاص والفت، سادگی کے مجسمہ، حسن عمل

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

— — مرد کامل تقویٰ شعار، سنیت کے تاجدار حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز شیخ الجامعۃ الاشرفیہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے!

یعنی وہ شمع خاموش ہو گئی جس کی روشنی میں ہندوستانی مسلمانوں کا درماندہ کارواں بہت تیزی سے اپنی منزلیں طے کر رہا تھا۔ افسوس! وہ انسانی سہارا جاتا رہا جو حالات کی تاریکیوں میں امید کا سورج بن کر چمکتا تھا، لوگوں کی مصیبتوں کو سن کر تڑپ جانے والا ایک دل تھا جو ٹھہر گیا۔ آزادی اور بے باکی کی ایک آواز تھی جو ڈوب گئی۔ فکر و عمل کا ایک آفتاب تھا جو غروب ہو گیا حضور حافظ ملت کا جنازہ . . . . . جسے قوم اپنے کاندھوں پر اٹھا کر عربی یونیورسٹی کے وسیع میدان میں لائی اور علم و فضل، شعور و آگہی کے اس تابناک شہر میں سپرد خاک کر دیا جس شہر نگارش کی بنیاد خود حافظ ملت نے ڈالی تھی سے

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

ہزاروں انسانوں کا ایک ہجوم اور ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جو معمار قوم محسن اہلسنت حضور حافظ ملت نیز قوی رہنما کو دل کی تمام سوگواریوں کے ساتھ رخصت کرنے آیا تھا۔ اور اس ہجوم میں میری نظر تصور یہ بھی دیکھ رہی تھی کہ حافظ ملت کے جنازے کے ساتھ مبارکپور کی چالیس سالہ تاریخ بھی تھی جو انہیں بصد حسرت و یاس پرانے مدرسے سے الجامعۃ الاشرفیہ کے وسیع میدان تک رخصت کرنے آئی تھی علم و فضل کا شہر سنسان سوگوار تھا۔ الجامعۃ الاشرفیہ کی فلک بوس عمارت نے اپنے محسن کا جنازہ دیکھتے ہی وفور غم میں ڈوب گئی۔ یہ اس لئے کہ حافظ ملت اس عہد میں اس سلسلے کی ایک کڑی تھے جو اعلیحضرت تاجدار اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و خیالات سے شروع ہوا ہے اور جس کا دامن ان گنت انقلابی، سیاسی، تعلیمی اور مذہبی تحریکوں پر پھیلا ہوا ہے۔

حافظ ملت کی شخصیت ایک ایسی شخصیت تھی جسے دور قدیم و جدید کا سنگم کہا جائے۔ ان کی شخصیت، دین و دنیا مذہب اور عقل یعنی دوسرے لفظوں میں جام شریعت اور سندان عشق کا ایک ایسا خوشگوار امتزاج پیدا ہو گیا تھا جو اس زمانے میں خال خال اشخاص کے یہاں ملتا ہے انھوں نے ایک طرف علمائے اہلسنت کی پُر وقار مجاہدانہ روایات کیساتھ دشمنان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یلغار کو کچلا اور دوسری طرف قوم و ملت کے تحفظ کے لئے اپنی زندگی وقف کی اس طرح وہ بیک وقت مختلف النوع مذہبی، تعلیمی، ثقافتی، لسانی، تصنیفی، انجمنوں اور اداروں کے فعال رکن تھے۔ ملک و ملت کی تاریخ پر ان کی شخصیت ان کی انتھک جد و جہد ان کی ذہانت، ان کی معاملہ فہمی اور ان کی گہری و اثر آفریں انسانیت کی چھاپ ہے اس دور کا مطالعہ ان کی شخصیت کے مطالعہ کے بغیر نامکمل رہے گا۔ حضور حافظ ملت کی شخصیت کی سب سے نمایاں خصوصیت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ان کی جرأت اور بے خوفی تھی حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے تھے ہم سب مذہبی انسان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتے لیکن لگتا یہ ہے کہ ہم خدا کے سوا سب سے ڈرتے ہیں۔

اس طرح مسلمانوں کی جماعتی زندگی کی یہ خصوصیت نئی تعلیم والوں کے لئے ایک لمحۂ فکریہ مہیا کرتی ہے کہ اب تک اس قوم کی کوئی عظیم الشان خدمت انجام دی ہے تو انھیں لوگوں نے دی ہے جنھوں نے مکتبوں اور مدرسوں میں چٹائیوں پر بیٹھ کر تحصیل علم کیا تھا۔ حافظ ملت ایک غریب اور گمنام خاندان کے چشم و چراغ تھے ابتدائی تعلیم اپنے بھوجپور ضلع مرادآباد میں پائی۔ تعلیم بھی انھوں نے پرانے طرز کی پائی تھی مگر کام وہ کر گئے جو کالج اور یونیورسٹی کی فلک بوس عمارتوں میں تعلیم پانے والوں سے نہ ہو سکا۔ کیا اسے ہم مکتب کی کرامت کہہ سکتے ہیں؟ یا بلاشبہہ یہ فیضانِ نظر تھا۔

حافظ ملت کی طبیعت میں فقرا جیسی سادگی اور بوریہ نشین بزرگوں جیسا انکسار و وقار تھا۔ وہ ایک ایسے درویش تھے جس کی خانقاہ میں کوئی دربان نہیں ہوتا پرانا مدرسہ اس درویش کی خانقاہ تھی جس کے دروازے موافق اور مخالف امیر و غریب مسلم و غیر مسلم مقیم و مسافر سب پر ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ حافظ ملت نے اپنی گفتگو کو قوم کی امنگوں سے، اپنی ضرورتوں کو قوم کی ضرورتوں سے کچھ اس طرح ہم آہنگ کر دیا تھا کہ ان کی انفرادی زندگی جماعتی زندگی اور جماعتی زندگی انفرادی زندگی بن گئی تھی مبارکپور کا ذرہ ذرہ اس بات کا گواہ ہے بقول شخصے: (لوگ اپنے لئے ہوتے ہیں، حافظ ملت سب کے لئے تھے) دیکھنے والوں نے حضور حافظ ملت کا بچپن دیکھا جوانی دیکھی بڑھاپا دیکھا تندرستی و بیماری میں دیکھا ایک کچے مکان میں چند بچوں کو پڑھاتے بھی دیکھا۔ ایک عظیم دارالعلوم کی تعمیر کرتے بھی دیکھا یہی نہیں بلکہ ایک فلک بوس پرشکوہ عمارت جسے عربی یونیورسٹی کے عظیم الشان نام سے ہم یاد کرتے ہیں جو حقیقت میں ہم ہندوستانیوں کی ناک کہی جاسکتی ہے۔ علماء کے جھرمٹ میں دیکھا۔ اکابر کے حضور میں دیکھا۔ تلامذہ کے اجلاس میں دیکھا معاصرین کے زمرے میں دیکھا واردین صادرین سے ملتے جلتے دیکھا، خلوت و جلوت میں دیکھا سفر و حضر میں دیکھا، عابدوں میں دیکھا، زاہدوں میں دیکھا، شیوخ طریقت کے پُرنور انجمنوں میں دیکھا غرض ان کی زندگی کے ہر ہر گوشے سے درویشی و بزرگی کی نشان جھلکتی نظر آئی۔ درویش صفت عوامی رہنما کی یہی شان ہوتی ہے اور یہی شان دائم و قائم رہتی ہے کتنی سچی بات کہی ہے علامہ اقبال نے ؎ یہ پیام دے گئی ہے مجھے باد صبح گاہی

کہ خدا کے عارفوں کا ہے مقام بادشاہی

حافظ ملت کے بعد بھی وہی اشرفیہ ہے، وہی عربی یونیورسٹی ہے وہی زمین اور وہی آسمان ہے آفتاب اسی طرح چمکے گا اور

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

(مولانا) حبیب الرحمٰن المجیدی

حافظِ ملت کا عزم و ثبات

مبارکپور جیسے ایک چھوٹے سے قصبہ میں دار العلوم اشرفیہ کی تعلیمی، تنظیمی اور تعمیری خدمات کے سلسلے میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ والرضوان نے اپنی زندگی کے جو لمحات گزارے وہ دراصل آزمائش اور امتحان کے لمحات تھے آپ نے بغور دیکھا کہ ایک جماعت کی تاریخ بن اور بگڑ رہی ہے جس کے نتائج و اثرات آپ کی مغلوب نہ ہونے والی فکر میں جذب ہوتے رہے۔ اور آپ ہی طاقت کا ایک ایسا کوہ گراں بنتے جارہے تھے جسے مخالفت کی کوئی طاقت متزلزل نہ کرسکے آپ کی شخصیت عزم و ثبات کا ایسا مکمل بن کر افق عالم پر ابھرنے والی تھی جسکی تابندہ ضیاؤں کو چھپایا نہ جاسکے۔ طرفہ یہ کہ غیروں سے زیادہ اپنوں نے آپ کی عملی زندگی کے ہر نازک مرحلے میں آپ کے عزم و ثبات کو اپنی منظم سازشوں اور غیر اخلاقی حرکتوں سے شکست دینے کی ناکام کوششیں کیں اور ہر راہ سے آپ کی قوت عمل کو مفلوج کرنے کی انتھک کوششیں کرتے رہے لیکن زندگی کو بامقصد بنانے میں علت و معلول کے جو رشتے قائم ہیں اور اسباب و نتائج کی جو غیر مرئی زنجیریں پھیلی ہوئی ہیں اُن کا آپ نے بھرپور لحاظ فرمایا اور ان کی اخلاقیت کو اپنالیا۔ اسی لئے آپ نے اپنی مبارک و مسعود زندگی میں وہ سارے دکھ درد، مصائب و آلام برداشت فرمائے اور اذیتوں، صعوبتوں، پریشانیوں کی وہ ساری راہیں طے فرمائیں جو ناساعد حالات اور اہل زمانہ کی ستم ظریفیوں کی بنا پر وجود میں آگئی تھیں اور آپ نے ان تمام اوصاف و کمالات اپنے اعلیٰ کردار پر بھرپور اعتماد اور اپنے عزم و ثبات کی بلندیوں سے جو شعوری اور غیر شعوری طور پر آپ کی پرکشش شخصیت کا جزو لاینفک بن گئے تھے حاصل کئے تھے۔ اسی لئے آپ کا جو اقدام عمل واقع ہوا اس میں کسی قسم کی کوئی نمائش اور ظاہرداری کو کوئی دخل نہ ہوا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بلکہ آپ کی تبلیغی تعلیمی اور تعمیری سرگرمیوں سے جزو برکت کے وہ
نمایاں گوشے اجاگر ہوئے جو ابنوں اور غیروں کے لئے نمونۂ
عمل کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ کے عزم و ثبات جہد مسلسل
کی بھی وہ بلند خوبیاں جس کردار السلام کی غیر معمولی شہرت
اور ترقیوں کے بعد جب آپ نے الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر نو اور
منزل کی جانب پیش قدمی کا مژدۂ جانفزا سنایا اور اس کا
ایک وسیع خاکہ قوم کے سامنے پیش فرمایا تو اس موقع
پر بھی اگرچہ حاسدوں نے راہ میں روڑے اٹکائے۔ مگر
آپ کا عزم و ثبات محکم ہر گام پر آپ کا معاون ثابت ہوا
آپ کے اندر جو خداداد قوتیں اور عملی صلاحیتیں کار
فرما تھیں وہ اپنی ذات کی مفاد کیلئے نہ تھیں بلکہ آپ کے کارنامۂ
حیات میں جو کچھ تھا وہ الجامعۃ الاشرفیہ کے تمام تر تعمیری پروگرام
کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کیلئے تھا تاکہ آئندہ نسلوں کے
لئے یہ عظیم علمی درسگاہ مشعل علوم و فنون ثابت ہو سکے۔ چنانچہ
الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر کے سلسلے میں سخت علالت خرابیٔ صحت
اور حد درجہ ناتوانیوں کے باوجود فراہمی سرمایہ کے لئے آپ کا
ہمہ وقت گرم سفر رہنا اس امر کی غمازی کر رہا ہے کہ آپ کی
حیثیت اُن دیوانگانِ عشق کی سی تھی جو اپنے لئے نہیں
بلکہ اپنے مقصود کے لئے جیتے ہیں اور فی الحقیقت الجامعۃ
الاشرفیہ کی تعمیر کے لئے یہ دیوانگی صرف آپ ہی کی تنہا ذات
تک محدود نہیں تھی بلکہ آپ کے ان سارے افراد میں بھی
یکساں سرایت کر گئی تھی جو آپ کے ساتھ ساتھ تھے اور وہ
بھی آپ کے دوش بدوش اس عظیم مقصد کی کامیابی کے
لئے اپنی اپنی قربانیاں پیش کر رہے تھے۔ گویا وہ افراد آپ کی
اسی نمایاں تحریک عمل کے جزو بن گئے تھے۔

الغرض الجامعۃ الاشرفیہ کے مبارک سنگ بنیاد کے
سلسلے میں جب آپ نے مسلمانوں کو آواز دی تو اگرچہ آپ کی
یہ نحیف آواز کمزور تھی لیکن اپنے آفاقی اثرات و نتائج کی حیثیت
سے یک گونہ ہمہ گیر تھی جس کی سحر انگیزیوں نے لوگوں کے دل
و دماغ کو اس طرح مسحور کر لیا کہ ہر فرد واحد بیساختہ پکار اٹھا کہ
زندہ باد اے ارض مبارک پور بیشک ہم آقائے نعمت حضور
حافظ ملت کی اس ایک صدائے بازگشت پر تیری مقدس
و پاکیزہ آغوش میں جملہ علوم و فنون کا ایک شہر آباد کریں گے
دُنیا نے دیکھا کہ مبارکپور جیسے ایک الگ تھلگ خطۂ
ارض پر ایک بوڑھے مرد مجاہد کی ایمانی توانائیوں اور چالیس
سالہ کامیاب زندگی کی مسلسل جانفشانیوں کی بدولت یادوں کے
سہارے طلبگاران علوم و فنون کے لئے الجامعۃ الاشرفیہ جیسے
مرکز علم و ادب کی بنیاد ڈال دی اور شب و روز اس عظیم کو بام
ارتقا تک پہونچانے کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔

ساری رونق ہے یہ دیوانوں کے دم سے آتش
طوق و زنجیر سے ہوتا نہیں زنداں آباد

اب زمانے کو چاہے اس کا یقین ہو یا نہ ہو کہ ایک مرد
حق آگاہ حافظ ملت کے عزم و ثبات ایمانی توانائیوں اور چالیس
سالہ جانفشانیوں کا مقصود صرف الجامعۃ الاشرفیہ کا قیام عمل
تھا لیکن مبارکپور کے وسیع و عریض خطۂ ارض پر علوم و فنون کا یہ
جیتا جاگتا شہر جب تک آباد رہے گا آنے والا مورخ کبھی اس

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کو فراموش نہیں کر سکتا۔ یہی اس کی زندگی کا پہلا اور آخری نصب العین تھا۔ آج بھی الجامعۃ الاشرفیہ کی مقدس آغوش میں آپ کا مرقد پُر انوار ہے۔ جامعہ میں نکہت و نور کا نوواد ہوتا ہوا ہر سویرا گواہ اور بیقرار دلوں کی ایک مخفی کائنات زبان حال سے اس بات کی شاہد ہے کہ آپ عالم برزخ میں رہ کر بھی الجامعۃ الاشرفیہ کو اپنی روحانی توانائیوں سے بھرپور مستفیض فرما رہے ہیں

اے خدا گنبد خضراء کے مکیں کا صدقہ
مالک ارض و سما سرور دیں کا صدقہ
سرفرازئے سر عرش بریں کا صدقہ
تا ہم نعمت برخلد بریں کا صدقہ
مرقد حافظ ملت پر ہو رحمت کا نزول
کون و مکاں ہو یہ دعا میری قبول

اقوال زریں

● عقلمند آدمی وہی ہے جو دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھاتا ہے خود تجربہ کرنا عمر ضائع کرنا ہے۔

(حافظ ملت علیہ الرحمہ)

● کامیاب انسانوں کی زندگی اپنانی چاہیے۔ میں نے حضرت صدر الشریعہ کو انکے تمام معاصرین میں کامیاب و موثر پایا اسلئے خود کو انھیں کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی (حافظ ملت علیہ الرحمہ)

کامل ایمان

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اے عمر! مجھ ہی کو چاہتے ہو گھر سے سوا کسی دوسرے کو بھلا۔؟ عرض کیا یا رسول اللہ! محبت مشترک ہے آپ کو چاہتا ہوں اور اپنے جان و مال اہل و عیال کو بھی۔ حضور نے اپنا دست کرم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے پر مارا اور تصرف فرمایا پھر دریافت فرمایا اب کیا حال ہے۔؟ اب بتاؤ میری محبت کس درجہ ہے عرض کیا یا رسول اللہ! اہل و عیال مال و منال سب کی محبت دل سے نکل گئی مگر اپنی جان کی محبت ابھی باقی ہے۔ دوبارہ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی تصرف فرمایا۔ اور دریافت کیا اب کیا حال ہے۔؟

عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اب تو صرف آپ کی محبت ہے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الآن تم ایمانک یا عمر (اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہوا۔

(حضور حافظ ملت انوار حدیث ص ۴۳۔۴۴)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نکتہ آفرینی

مقالہ یا منہ کالا

صوبہ بہار کے کسی جلسہ میں ایک صاحب نے اپنا مقالہ پیش کیا۔ جلسہ حضرت کی صدارت میں ہو رہا تھا اور ماحول ایسا تھا کہ دو مختلف گروہوں کے آپسی اختلاف کی فضا تھی۔ مقالہ خواں نے ابتداءً اتحاد کے نظریہ کو اجاگر کیا اور آخیر تک پہونچتے پہونچتے ایک گروہ کی وکالت اور طرف داری کا رنگ اختیار کر لیا جس سے بجائے اس کے کہ میل ملاپ کی کوئی شکل نکلتی اور کشیدگی ہو گئی حضرت کی حیثیت ثالث کی تھی جنہیں دونوں طرف کے لوگوں سے تعلق تھا اور دونوں کے خیر خواہ تھے وہ لوگ بھی حضرت کو ایک دوسرے سے کم نہ چاہتے تھے اس مقالہ سے دوسرے گروہ کی دلشکنی ہوئی اور بات سلجھنے کی بجائے اور الجھنے لگی۔ حضرت نے فوراً مائک ہاتھ میں لیا اور فرمایا۔ ایک ہوتا ہے مقالہ پیش کرنا اور ایک ہوتا ہے منہ کالا پیش کرنا۔ آنجناب نے منہ کالا پیش کیا ہے۔

حلقہ یا ہلکا

ہندوستان کے بعض خطوں میں حضور حافظ ملت کے سلسلۂ ارادت میں داخل ہونے والوں کی خاصی تعداد موجود ہے۔ بالخصوص جنید پور بہار اور بلرام پور تو اس اعتبار سے حافظ ملت کی راجدھانی کہی جاتی ہے۔ حضرت سال میں کبھی جب ان مقامات پر گذرتے اور قیام کا موقع ملتا تو حضرت خود حلقہ کی محفل میں شرکت کرتے تھے۔ اور مریدین کو توجہ اور تعلیم سے نوازتے تھے۔ ایک بار اسی قسم کی حلقوں کا ذکر آیا تو لوگوں کی عدم توجہی اور غیر مخلصانہ طریقہ کار پر نکتہ چینی کرتے ہوئے فرمایا۔ میاں یہ حلقہ ہے یا ہلکا۔؟ یعنی خلوص محبت اور دل کی لگن کے ساتھ ذکر کی مجلسوں سے حلقہ کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ ورنہ صرف خانہ پری کے لئے گا بجا لینے کی محض حاضری کا نام حلقہ نہیں ہے۔ حلقہ کو اتنا ہلکا سمجھ لیا ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فرشتوں کی ٹرین

سنہ ۱۹۶۸ء میں حضرت کے سفر بمبئی میں میں ہمراہ تھا۔ بمبئی مرغی محلہ میں عبدالمجید سیٹھ کے مکان کی دوسری منزل پر قیام تھا۔ بھیونڈی سے جناب سیٹھ عبدالشکور صاحب نے ایک آدمی بھیجا کہ حضرت کو فرصت ہو تو چند گھنٹوں کے لئے دعوت قبول کریں اور بھیونڈی تشریف لائیں حضرت کا یہ خاص مزاج تھا کہ رؤسا، اور سیٹھوں سے زیادہ قریب نہ ہوتے تھے مگر ان رئیسوں کی بہت قدر و منزلت فرماتے تھے جن سے دین کا کام ہو رہا ہو۔ سیٹھ عبدالصمد مرحوم رئیس بھیونڈی اور ان کا خاندان بھیونڈی میں دینی خدمات کے معاملہ میں ممتاز ہے اس لئے حضرت ان لوگوں کا بہت خیال فرماتے تھے۔ دعوت منظور کر لی وہ شخص اجازت لے کر بھیونڈی جانا چاہ رہا تھا اس نے کہا کہ وہاں جا کر اطلاع بھی کر دوں اور گاڑی لیتا آؤں حضرت نے کہا نہیں میں لوکل سے چلوں گا۔ روانگی ہوئی لوکل فرسٹ کلاس کمپارٹمنٹ میں بیٹھے۔ راستے میں آپ نے شیروانی اتاری اور اپنی سیٹ سے اٹھ کر چلے۔ میں سمجھ گیا کہ استنجا، کی حاجت ہے میں نے عرض کی حضور یہ لوکل ٹرین ہے اس میں استنجا خانہ نہیں ہوتا۔ حضرت نے متبسم ہو کر فرمایا۔ تو کیا لوکل ٹرین میں فرشتے سفر کرتے ہیں۔ ؟

منہ صفا

علماء اور بزرگوں سے مصافحہ کرتے وقت ان کی دست بوسی کی جاتی ہے ان کے مبارک ہاتھ آنکھوں سے لگائے جاتے ہیں حضرت کے ساتھ مصافحہ کرنے والے بھی اکثر ایسا کیا کرتے تھے مگر بعض لوگ اس طرح اپنے ہونٹ، آنکھیں اور چہرہ ہاتھ پہ ملنے لگتے تھے کچھ دیکھنے میں بھی اچھا معلوم نہ ہوتا۔ مگر حضرت اس وقت ان لوگوں سے کچھ نہ کہتے بلکہ نہایت نرم انداز میں فرمایا۔ مصافحہ کا مطلب منہ صاف کرنا نہیں ہوتا۔

بنا نہیں بگڑ گیا

بلیتا نحو کا سبق شروع ہو رہا تھا۔ ایک طالب علم نے عبارت پڑھی۔ لفظ تھا۔ "بِنَاءٌ" اس نے پڑھا بِنَا آپ نے کمال شفقت سے تبسم ریز ہو کر فرمایا۔ ارے بے وقوف۔ بنا نہیں۔ یہ تو بگڑ گیا۔

چلنا اور چالنا

پتلا ناہموار راستہ تھا اور کیچڑ پڑی تھی اور ہم لوگوں کو بہت جلدی میں کہیں پہونچنا تھا۔ مگر ایک شخص ٹانگیں لہراتا ہوا جھومتا جھامتا پورے راستہ کو گھیرے ہوئے چلا جا رہا تھا ہم لوگ اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح آگے نکل جانے کا راستہ دے دے تو تیز تیز چل کر جلد اپنی منزل پر پہونچ جائیں مگر ایسا نہ ہو سکا۔ منزل پر پہونچنے کے بعد حضرت نے فرمایا۔ بعض لوگ چلتے ہیں اور کچھ لوگ چالتے ہیں۔

دیکھنا اور دکھنا

نامحرموں کو بالقصد دیکھنا اسلام میں گناہ بتایا ہے اگر اضطرارا راستہ چلتے ہوئے کسی نامحرم پر نظر پڑ جائے تو

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بیوی نظر آجانا معاف ہے مگر کسی کو بار بار اور قصداً دیکھنا حرام اور ناجائز ہے۔ حضرت فرماتے تھے۔ ایک ہے دیکھنا اور ایک ہے دکھنا (نظر آجانا) یہ حرام نہیں مگر دیکھنا (ارادۃً نظر ڈالنا) گناہ ہے۔

تقیہ اور تبرّا

رات میں دو بجے جلسہ ختم ہوا تھیں سونے کے لئے ایک لمبا چوڑا پرانا پلنگ بچھا دیا۔ حضرت لیٹے اور تھوڑی دیر بعد نماز تہجد کے لئے اٹھے اس سے فارغ ہو کر سونے کیلئے دراز ہوئے" مگر پھر بھی نیند نہ آسکی۔ صبح کو فجر بعد میزبان نے پوچھا حضرت آپ لگتا ہے سو نہ سکے؟ آپ نے فرمایا۔ جی ہاں۔ آپ خود فرمائیے میں سنی آدمی ہوں۔ مجھے ایسی جگہ کیسے نیند آسکتی ہے جہاں نیچے سے تقیہ اور اوپر سے تبرّا ہو رہا ہو۔ یعنی پلنگ میں سے نکل نکل کر کھٹملوں نے یلغار کر دی تھی اور اوپر سے مچھروں کا حملہ تھا۔

زیادہ نہیں بولتے

حافظ ملت علیہ الرحمہ کے اندر اور بہت سے محاسن کے ساتھ حوصلہ افزائی بھی بےحد تھی۔ آپ کی اسی خوبی نے کتنے ذروں کو آفتاب کی تابناکی اور قطروں کو سمندر کی وسعت عطا کر دی مگر جب کوئی شخص خودستائی اور ڈینگ کی منزل میں آجاتا تو آپ نہایت لطیف کنایہ سے طنز بھی فرماتے اور اسے باز رکھنے کی کوشش کرتے۔ ایک صاحب مہینہ میں کئی بار آکر حضرت کے پاس اپنی کارستانیاں پیش کرتے۔ فلاں جگہ گیا۔ یہ تقریر کی اس طرح بحث چھائی یوں جواب دیا۔ حضرت سنتے جاتے اور شاباشی داد دیا کرتے جاتے۔ ایک بار حسب معمول وہ صاحب اپنی تقریر شروع کئے ہوئے تھے۔ حضرت میں نے فلاں مقام پر بد مذہبوں سے یوں مقابلہ کیا وہ اس طرح بھاگے میں نے یوں پیچھا کیا اس کے بعد حضرت لوگوں کے اصرار پر میں نے چار گھنٹے تقریر کی۔ حضرت نے نہایت ناگواری کے باوجود نہایت اطمینان سے اپنے مخصوص لہجہ میں فرمایا۔ مولانا تقریر کرنا اور دین کی تبلیغ کرنا بہت بڑا کام ہے مگر "زیادہ نہیں بولتے" سمجھے آپ، انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔

قیلولہ یا لیلولہ

دوسرے وقت کی پہلی گھنٹی تھی جماعت کے کچھ لڑکے موجود نہیں تھے حضرت نے ان کے بارے میں پوچھا فلاں فلاں کہاں ہیں۔ دوسرے لڑکے ان کے بارے میں ابھی جواب دے نہ پائے تھے کہ وہ لڑکے آگئے۔ حضرت نے ان کے چہروں پر جلد بیداری کے آثار دیکھ کر فرمایا۔ قیلولہ کرنا ہمارے حضور کی سنت ہے۔ مگر سنت وہیں تک ہے کہ قیلولہ طویل ہو کر لیلولہ نہ بنے۔

میلا نہیں میلا

حضرت مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ کے آستانہ مبارکہ پر عرس کی تقریب تھی ہر طرف سے لوگ جوق در جوق حاضری کے لئے جا رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے کہا۔ حضرت بھی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

صاحب کا میلا لگا ہے۔ میں جانے چاہتا ہوں۔ اور بابو کی اتوں تیار ہے۔ حضرت نے نہایت شدت سے انتہائی ناراضگی فرمایا۔ اور کہا عرسوں کی مبارک تقریبات میں لہو ولعب اور عورتوں کی شرکت نے اس کو میلا بنادیا۔ میلا دراصل میلا ہے۔ معاذ اللہ۔

اصل اونچائی

ایک متعلق شخص الجامعہ کی فلک بوس عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے گفتگو کر رہا تھا اس کا روئے سخن حضرت کی طرف تھا۔ حضرت اب تو مدرسہ بہت اونچا ہو گیا ہے۔ ماشاء اللہ کیا کہنا۔ حضرت نے فرمایا میاں صاحب اس کے اونچا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی عمارتیں اونچی ہو گئی ہیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ اس کا نظام تعلیم و تربیت اونچا ہو گیا ہے۔

زیر و زبر

گونڈہ ضلع کے ایک جلسہ میں۔ "موت العالم موت العالم" کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ عالم اور عالم میں زیر و زبر کا فرق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر عالم ہے تو عالم ہے۔ عالم نہیں تو عالم نہیں۔ بلکہ جب عالم کی موت ہوتی ہے تو عالم زیر و زبر ہو جاتا ہے۔

قابل قدر

جب ہم دنیائے سنیت و سنیت کی انسانی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو عظیم شخصیتوں کے عظیم کارناموں سے متاثر ہوتے ہیں، اور اپنے دل کو ان کی ازحد محبت سے وارفتہ پاتے ہیں اور کیوں نہ ہو جب کہ وہ ہستیاں بلند ہمتی و عزم محکم کا پیکر بن کر انسان کو انسانیت سکھا کر گئی ہیں۔ ساتھ ہی اپنے بعد آنے والی نسل کے لئے ایسا عظیم چھوڑ گئی ہیں، جن سے وہ اکتساب کرتی رہے انھیں کارناموں کی وجہ سے وہ مقدس ہستیاں جاودانی زندگی کی حامل ہو گئیں اور انکی موت کو موت آگئی۔ ان قابل قدر و معزز ہستیوں میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا اسم گرامی بھی آتا ہے۔ انھوں نے ایک پر آشوب و پر خطر دور میں اسلام و سنیت کے قلعہ الجامعۃ الاشرفیہ کے قیام کی آواز بلند فرمائی۔

(قاری عبد المجید رضوی۔ افریقہ)

امن کے پیامی

حضرت موصوف نے بھول کر بھی دولت و شہرت اقتدار و قوت کی طرف نظر نہیں کی۔ بلکہ خود دولت و شہرت۔ اقتدار و قوت انکے آگے کنیزوں کی طرح دست بستہ کھڑی رہیں لیکن حضرت کو اس سے کیا مطلب! ان کو زیادہ سے زیادہ انسانوں تک درس راست بازی، سبق امن و آشتی اور پیغام خلوص و محبت پہونچانے کی فکر تھی۔ اس مہم میں انھوں نے نمایاں کامیابی بھی حاصل کی۔

(مولانا سلیم اختر شمسی)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

باب سیر و سوانح

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت مولینا عبدالعزیز خاں صاحب
استاذ حافظ ملت
فتحپوری

حافظ ملت

تعلیم کا ابتدائی دور

عزیز محترم مولانا بدرالقادری سلمہ المولی الاکرم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ
آپ کا ملفوف وصول ہوا۔ یہ معلوم ہو کر کہ ماہنامہ اشرفیہ حافظ ملت نمبر شائع کر رہا ہے مسرت ہوئی۔ اللہ تعالی آپ کی محنت قبول فرمائے آمین۔
حافظ ملت رحمہ المولی تعالی کے ابتدائی حالات کا علم ہے انھیں باختصار لکھ رہا ہوں۔

عبدالعزیز خاں عفی عنہ
لالڈگی بازار فتح پور۔ یوپی

پہلے جامعہ نعیمیہ کا نام مدرسہ اہل سنت تھا اور ایک عالی شان مکان میں بمشاہرہ سات روپیہ قائم ہوا چند سال کے بعد مدرسہ کے لئے زمین خریدی گئی۔ خریدنے کے بعد تعمیری کام شروع ہوا جب ایک کمرہ اور مسجد تعمیر ہو گئی تو مدرسہ کرایہ کے مکان سے منتقل ہو کر اپنی عمارت میں آگیا اور اُس میں درس و تدریس ہونے لگی۔ شہر اور اطراف شہر میں مدرسہ اہل سنت کی کافی شہرت تھی۔ جب لوگوں نے یہ سُنا کہ مدرسہ کی عمارت بن رہی ہے تو اُسے دیکھنے کے لئے اپنے پرائے آنے لگے۔ اسی سلسلہ میں ایک دن حافظ صاحب بھی آئے اور میں گلستاں پڑھا رہا تھا وہ دیوار سے ٹیک لگا کر سُننے لگے۔ جب میں پڑھا کر فارغ ہوا اور وہ کھڑے ہیں تو میں نے اپنے پاس بلایا اور گفتگو شروع ہوئی۔ حالات

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دریافت ہوئے۔ پھر اس پہلی ملاقات کے بعد میرے پاس برابر آنے لگے چند روز کے بعد میں نے پڑھنے کے لئے کہا تو جواب دیا کہ وقت نہیں ہے کہ میں ملازم ہوں۔ میں نے کہا عصر و مغرب کے درمیان یا مغرب و عشا کے درمیان یا بعد عشا بہر حال اس پر بخوشی راضی ہوئے تعلیمی سلسلہ شروع ہو گیا۔

محنت و رغبت سے پڑھنے لگے۔ جب صرف و نحو کی چند کتابیں ختم ہوئیں تو میں نے ملازمت چھوڑ دینے کے لئے کہا تو اپنی غریبی کا حال بیان کر کے کہا کہ والد صاحب سے اجازت لینی پڑے گی اور اجازت کے لئے آپ کو بھوج پور چلنا پڑے گا۔ میں نے کہا کہ مناسب ہے میں ضرور چلوں گا۔ تاریخ اور دن مقرر ہوا مراد آباد سے روانہ ہو کر بھوج پور پہو نچے۔ حافظ صاحب کے والد ماجد سے ملاقات ہوئی حافظ صاحب کے پڑھنے کے حالات اوّل سے آخر تک سُنائے۔ سنکر خوشی ظاہر کی۔ پھر اپنی مفلسی اور پریشانی سُنائی۔ میں نے کہا کہ انہیں پڑھائیے انشاء المولیٰ غیبی کرم ہوگا۔

بہر حال میری درخواست بطیب خاطر منظور کی اور مستقل پڑھنے کی اجازت دی روانگی کے وقت مجھے دو روپے پیش کئے۔ میں نے لینے سے انکار کیا تو میرے نہ لینے سے رونے لگے۔ میں نے اُن کے رونے کی وجہ سے پھر لے لیا یہ میرے لئے پہلی نذر تھی۔ مراد آباد پہونچکر جامعہ نعیمیہ میں داخل ہو کر روز و شب پڑھنے میں مشغول ہوئے اور یوماً فیوماً ترقی کرنے لگے۔ حسن اتفاق کہ جتنے ہم سبق تھے سب ہی صاحب عقل و فہم تھے جیسے مولینا مولوی سید غلام جیلانی صاحب میرٹھی مولینا مولوی شمس الدین صاحب جونپوری وغیرہما

صرف، نحو، منطق، فقہ میں ہوشیار ہوئے۔

پھر حافظ صاحب اور اُن کے ساتھیوں نے مراد آباد سے اجمیر شریف کا قصد کیا میری رائے اور اجازت سے جامعہ نعیمیہ سے رخصت ہو کر اجمیر شریف پہو نچے اور وہاں تحصیل علوم میں جب تک رب العزت تبارک و تعالیٰ نے چاہا مشغول رہے بالآخر اسی کے فضل و کرم سے عالم با عمل فاضل بے بدل ہوئے۔

فللّٰہ الحمد والمنۃ

بداعمالی کا وبال

بداعمالی بلا شبہ سبب ذلت اور باعث ہلاکت ہے مسلمان اگر اپنی عزت چاہتے ہیں اور دونوں جہاں کی سربلندی و سرفرازی مقصود ہے تو جلد از جلد جو گناہ ہوئے ہیں اُن سے توبہ کر کے نہایت مضبوطی کے ساتھ صراط مستقیم پر قائم ہو جائیں حضرت شاہ آسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کار امروز بفردا مگذار اے آسی
آج ہی چاہئے اندیشۂ فردا دل میں

(معارف حدیث ص ۱۲۹)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا حکیم عبد الغفور صاحب قبلہ مدظلہ العالی
(برادر خورد حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ)

حیات حافظ ملت کے چند اہم گوشے

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کے چند روز بعد میں نے حضرت کے برادر خورد مولانا حکیم عبد الغفور صاحب مدظلہ العالی سے حافظ ملت کے متعلق چند استفسارات کئے تھے موصوف نے کرم فرما کر جوابات سے نوازا جنھیں ہدیۂ ناظرین کیا جارہا ہے۔

محمد عبد المبین نعمانی

اساتذہ کرام

سوال:- کیا حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ نے حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی (۱۳۲۶ھ) سے تعلیم حاصل کی ہے! نیز دیگر اساتذہ حافظ ملت کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

جواب:- حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صدر الافاضل سے شرف تلمذ حاصل نہیں کیا اس لئے کہ جب حضرت جامعہ نعیمیہ میں داخل ہوئے تو مولانا وصی احمد و مولانا محمد عمر نعیمی صاحبان مدرس تھے۔ اور حضور حافظ ملت کی بالکل ابتدائی تعلیم تھی۔ صدر الافاضل علیہ الرحمہ مدرس میں باضابطہ معلم نہیں تھے۔ بلکہ بعض طلبہ کو کبھی کبھی اوپر کی کتب کے اسباق پڑھا دیتے تھے۔ حافظ ملت نے کافیہ تک جامعہ میں پڑھا۔ پھر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے پاس اجمیر شریف میں تعلیم مکمل کی۔

"حمداللہ" کے بعد عرض کیا کہ گھر کی ضروریات محسوس کرتا ہیں لہٰذا "دورۂ حدیث" میں شامل کرلیں۔ اس پر حضرت صدر الشریعہ نے فرمایا آسمان زمین بن جائے، پہاڑ ہل جائے یہ ہوسکتا ہے۔ لیکن تمہاری ایک کتاب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بھی رہ جائے یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ کتابیں سب پڑھتی ہیں۔ آخر امتحان میں امور عامہ کے محشی مولانا فضل حق امیٹھوی نے امتحان لیا اور خارج از امتحان بھی سوالات کئے۔ حضرت نے تمام سوالات کے نہایت تسلی بخش جوابات دیئے تو ممتحن صاحبان نے کتاب بند کر کے فرمایا کہ اب ہم ان کی کسی کتاب کا امتحان نہیں لیں گے۔ ان کی قابلیت درجہ کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔

والدگرامی — سوال :۔ کچھ والدگرامی سے متعلق معلومات فراہم کریں۔

جواب :۔ والد ماجد کا نام حافظ محمد غلام نور تھا ان کی زندگی خدمت دین میں گذری خصوصاً تعلیم قرآن میں۔ بہیڑی ضلع مراد آباد میں ایک مدرسے کے مدرس تھے۔ نہ معلوم کتنے حافظ قرآن پیدا کئے، ہر سال محراب سناتے اور متعدد شبینے پڑھے، ایک شبینہ میں بندہ بھی شریک تھا تین پختہ حافظ اور دوسرے لوگ بھی سامع کی حیثیت سے پیچھے تھے۔ لیکن پورا قرآن پڑھ گئے نام کو کہیں متشابہ نہیں لگا۔ حیدر آباد میں (ستر سال عمر تھی) اکیلے مصلے پر کھڑے ہو گئے اور پورا ختم کر کے ہٹے لوگ حیرت میں تھے۔ ایسا صاف پڑھتے کہ ایک ایک حرف سامع کو صاف معلوم ہوتا ٹونک کے ایک جید فاضل مشہور قاری آیا کرتے تھے مگر رمضان شریف میں اکثر یہیں قیام فرماتے ایک کلام پاک تراویح میں اور دوسرا نماز تہجد میں سنتے۔ فرماتے "ٹونک میں ساڑھے تین سو حافظ ہیں اور ٹونک کے حفاظ دنیا میں مشہور بھی ہیں۔ مگر حافظ نور جیسا حافظ ایک بھی نہیں"۔ آپ حافظ قرآن ہی نہیں بلکہ عاشق قرآن تھے۔ اکثر سوتے میں پڑھتے دیکھا گیا۔ بڑے حافظ جی کے لقب سے مشہور تھے۔

حافظ ملت نے جواب الجواب میں کتاب لکھی تو چاہتے تھے کہ سرورق پر جو آیت مقامع الحدید پر ہے اس کا جواب بھی آیت سے دیا جائے۔ خود بھی غور کیا حفاظ سے بھی معلوم کیا مگر آیت نہ ملی۔ والد صاحب سے معلوم کیا۔ ابا جی کوئی آیت ایسی بھی ہے جس کا ترجمہ ہو۔ "ان پر اللہ کا غضب ہو اور عذاب شدید۔" تو والد صاحب نے بلا تامل برجستہ آیت پڑھی۔ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۞ سورہ شوریٰ تیسرا رکوع ۲۵واں پارہ، حضور حافظ ملت نے یہی آیت سرورق کتاب میں لکھی فرمایا: میں اسی تلاش میں تھا مدعا مل گیا۔

والد صاحب زیارت بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے مراد آباد تک پیدل سفر کیا۔ واپسی میں خرچ ختم ہو گیا مزدوری کی تب واپس آئے۔ ایک مسجد جو خام تھی اپنے اہتمام سے پختہ تعمیر کرائی اسی میں امامت بھی کرتے اور مدرسہ تعلیم القرآن میں قرآن پاک حفظ کراتے یہاں بھی بہت حافظ پیدا کئے۔ ایک مرتبہ سفر میں تھے روٹی بلا سالن کھا رہے تھے۔ دوسرے لوگوں نے کہا حافظ جی ہمارے پاس ساگ ہے اس سے کھا لو۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ چنے کا ساگ جنگل سے بچے توڑ لائے، آپ نے کہا بلا اجازت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مالک کے لائے ہیں میں ہرگز نہ کھاؤں گا۔ رات کے باسی کھانے کو صبح ناشتہ میں پسند کرتے، وجہ دریافت کرنے پر بتایا کہ اس کا زمانہ حضور کے زمانہ سے قریب ہے۔ اس لئے مجھے یہ پسند ہے۔ عربی لوگ آتے ان سے عربی زبان میں ایسی گفتگو فرماتے جیسے کوئی عرب ہوتا ہے۔ اور قرآن پاک کا ترجمہ ایسا کرتے جیسے کوئی عربی کا عالم حالانکہ صرف و نحو سے واقف نہ تھے۔

آخر عمر میں رمضان شریف جیٹھ کے مہینہ میں آیا چودہ گھنٹے کا دن سخت لو کی تپش مگر روزہ ترک نہ فرمایا۔ قریب سو سال عمر تھی دو مہینہ بعد ۲۰ ذی القعدہ جمعرات [illegible] میں وصال ہو گیا۔

جد امجد — سوال:۔ کچھ اپنے دادا حضور کے حالات بیان فرمائیں۔

جواب:۔ دادا میاں ملا عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسلامی زندگی بہت محتاط گذاری نہایت درجہ پابند صوم و صلوٰۃ تھے آخر وقت میں وقت وصال فرماتے وعلیکم السلام آئیے تشریف لائیے ان کو جگہ دو، وعلیکم السلام آئیے۔ قریب بیٹھنے والے بولے ملا جی کیا ہے فرمایا تم نہیں دیکھتے یہ باوقار باعزت لوگ چلے آرہے ہیں ان کو جگہ دو، یہی فرماتے فرماتے وصال ہو گیا۔

حسن سلوک — سوال: حضور حافظ ملت کا گھر والوں اور پڑوسیوں کے ساتھ برتاؤ کیسا تھا۔

جواب:۔ سعدی صاحب کا قول۔

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

یا بیگل کا وہ شعر ترجمان ہے۔

علم کا دریا پیار کا ساگر ناز کرے جس پر اخلاق
پیکر شفقت، حافظ ملت فیض مجسم زندہ باد

محلہ والے اور پڑوسیوں سے وہ سلوک فرماتے جو دوسرے مسلمان گھر والوں سے نہیں کر سکتے ہر کسی کی ضرورت کا تکلیف کا پورا خیال رکھتے بے مثال ہمدردی سے پیش آتے ساری ضرورتیں پوری کرتے۔ ایک آپ بیتی سناؤں اس سے آپ اندازہ لگائیں۔

احقر حافظ کے بعد گھریلو زندگی گذار رہا تھا ایک دو بچہ بھی ہو گیا۔ تقریباً بیس سال عمر بھی ہو گئی آپ نے نہایت کریمانہ شفقت سے علم دین کے حصول کے لئے فرمایا۔ یہ حضرت کا بالکل ابتدائی دور مبارکپور جانے کا تھا۔ مجھے اور میری اہلیہ کو مبارکپور اپنے بچوں کے ساتھ لے آئے۔ تمام اخراجات میرے اور بچوں کے بخوشی خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے، یہاں تک کہ جاگیر کا کھانا بھی نہ کھانے دیا۔ جیسا کپڑا خود پہنتے ویسا ہی ہمیں اور بچوں کو پہناتے اپنے ہمراہ کھانا کھلاتے غرض کہ مبارکپور کی تعلیمی زندگی میں آمد و رفت اور قیام کے تمام مصارف خود کرتے۔ بعدہ گھر والوں کی خواہش کے مطابق لکھنؤ تکمیل الطب میں داخلہ دلا دیا وہاں کے مصارف بھی سب اپنی طرف سے پورے فرماتے، ماہانہ منی آرڈر بھیجتے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

وہاں کی تعلیم پوری ہونے پر بھی حکیم اجمل خاں صاحب کے مطب میں رکھا وہاں کا بھی سارا خرچ برداشت کرتے اس کے بعد جب میں گھر مقیم ہو گیا مطب کامیابی سے چلتا رہا قضائے الٰہی اہلیہ کا انتقال ہو گیا تو میں تشریف لائے ہدایت فرمائی مجھے ان کی تکلیف گوارا نہیں جلد کوئی رشتہ تلاش کرو۔ پھر جلیلم میں تشریف لائے اس وقت تک کوئی رشتہ نہیں ملا۔ فرمایا تم کچھ نہیں کرو گے اور پھر اپنے ایک شاگرد مولانا علاء الدین صاحب اوری کے یہاں پیغام بھیجا انھوں نے منظور فرمایا تمام ضروری انتظام کپڑے وغیرہ کا خود کیا مجھے لکھ دیا کہ فلاں تاریخ کو آؤ۔ پھر شادی کرا کے ولیمہ بھی اپنے خرچ سے کیا واپسی میں میں نے عرض کیا حضرت پانچسو روپے لایا ہوں فرمایا ان کو رکھو میں نے خرچ لینے کے لئے نہیں بلایا ہے بہت اصرار پر بھی ایک پیسہ نہیں لیا۔ میرے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی (دا پنے فرزند) عبدالقادر جیلانی کو چھ ماہ کی عمر میں مجھے دیدیا کہ تم اس کی پرورش کرو۔ عید کے روز نیا جوڑا مع عمامہ وجوتا مجھے عنایت فرماتے بڑے اس والوں کو بلا کر کھانا کھلاتے بچوں کو روپے پیسے دیتے۔ یہ بے مثال عزیز نوازی تھی کہ آج کے دور میں جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

برادران۔ سوال:۔ آپ اور حافظ ملت کل کتنے بھائی تھے اس کے متعلق بھی آگاہی بخشیں۔

جواب:۔ ہم چار بھائی تھے ایک میرے ساتھ پیدا ہوئے جن کا نام عبد الشکور تھا انھوں نے دو تین روز کی عمر میں شیر خوارگی میں وفات پائی تیسرے حافظ عبدالرشید صاحب مدظلہ اور چوتھے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

ارشادات۔ سوال:۔ حضرت کے کچھ اقوال زریں جو یاد ہوں ارشاد فرمائیں۔

جواب:۔ فرمایا

۱۔ ہم سے لوگوں نے علم پڑھا عمل نہیں پڑھا ہمارے شاگردوں میں مدرس، خطیب، مفتی، مصنف، مناظر سبھی طرح کے لوگ ہیں مگر ہمارا طریقہ کوئی نہیں چلا۔

۲۔ ہم نے صدر الشریعہ سے علم پڑھا تو عمل بھی پڑھا چلنا بھی پڑھا، دیکھنا بھی پڑھا، کھانا پینا بھی پڑھا، طریقہ اُن کی ہر ادا کو اپنایا۔

۳۔ زندگی کام کا نام ہے اور بیکاری موت کا

۴۔ اتفاق زندگی ہے اور اختلاف موت۔

۵۔ مسلمان بوڑھا نہیں ہوگا

۶۔ فرمایا ایک روز ایسا بھی آیا کہ ایک باسی روٹی بچی تھی مغرب بعد ہم کھانے بیٹھے فقیر نے دروازہ پر آواز دی ہم نے آدھی اسے دیدی آدھی خود کھائی کیوں کہ ہم نے پڑھا تھا سہ

نیم نانے گر خورد مرد خدا
بذل درویشاں کند نیم دگر

ہم نے خیال کیا کہ اگر اس پر عمل ہم نہ کریں گے تو کون کرے گا۔

۷۔ مسجد بنانا ثواب، مدرسہ بنانا ثواب، یتیم خانہ بنانا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تو اب مگر مدرسہ سب سے بنیادی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اگر حفاظ نہ پیدا ہوں گے تو ان سب کو کون آباد کرے گا کون حفاظت کریگا میں نے مدرسہ کو بہت سوچ کر اختیار کیا ہے۔

زیارت حرمین شریفین۔ سوال:۔ حجاز مقدس کے سفر سے متعلق کچھ فرمائیں......!

جواب:۔ بغیر فوٹو کا ارادہ فرمایا۔ میں نے موقع پا کر عرض حضور میں بھی آپ کی معیت میں زیارت حرمین سے مشرف ہو جاؤں؟۔ فرمایا ضرور مگر تم کو فوٹو لینا پڑے گا اس لئے کہ اجازت اپنجل ہے اور عرض میرے بیٹے ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ چہرے کے فوٹو کو جائز رکھتے ہیں۔ دوران سفر جہاز میں اپنی جگہ پر حضرت نماز پڑھاتے۔ تھوڑی جگہ اختر ہو تو آواز بلند صلوٰۃ وسلام ہوتا۔ اسی جہاز میں کچھ دوسرے لوگ بھی تھے ہمارے یہاں میلاد شریف مجلس وعظ تبلیغ اور نعت خوانی وغیرہ سب کچھ ہوتا مگر ان کے یہاں کچھ نہیں۔ کوئی آواز بھی نہیں سنائی دیتی۔

جہاز میں بازار کا سالن نہیں کھایا کبھی بازار کا گوشت نہیں کھایا فرماتے سالن میں وہ گھی ہوتا ہے جس میں شاید خنزیر کی چربی ہوتی ہے۔

حرمین شریفین میں بہت سے لوگ مرید ہوئے منیٰ میں سیٹھ صاحب نے دعوت کی اور بھی لوگ شریک تھے کھانے کے وقت چوری سے فوٹو لیا گیا فوٹو گراف کا فوٹو آیا لیکن حضرت کا فوٹو صاف نہیں آیا کیوں کہ آپ بھی سمجھ گئے تھے۔ بنگلی صاحب نے کہا حضور مدینہ میں سب میلاد شریف ہے چلیں اٹھ فرمایا۔ حضور بھی تو بازار گئے ہیں چلو آج سنت ہی ادا ہو جائے گی۔ چند مقام پر وعظ میں وعظ بھی فرمایا۔ صلوٰۃ وسلام بآواز بلند پڑھا جاتا۔ حرم میں سے جب داخل ہوتے تو خاک اٹھا کر آنکھوں میں لگا لیتے فرماتے۔ ہم جب ہندوستان پہنچے تو کہتے تھے

؎ خاک رہ رسول کا سرمہ لگائے ہیں ہم

اب خدا نے یہ موقع دیا اس سے خدمت کریں تو قول وفعل میں مطابقت نہ رہ گئی۔ جماعت مخالف کے واپسی پر سیٹھ صاحب جہاز پر سوار کرانے آئے تو انہوں نے حضرت کے ہاتھ چومے معانقہ کیا۔ سر پر ہاتھ پھیرا مخالفین کی جماعت کھڑی دیکھ رہی تھی کہنے لگے شیخ کو اتنا نوازتے ہیں سیٹھ نے جواب دیا تم میں کوئی ایسا ہے اگر ہو تو پیش کرو میں اس کو بھی ایسا نوازوں۔

سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی
فقط ذوق پرواز ہے زندگی
اقبال

؎ یہ تھے شیخ الدیابنہ مولوی زکریا سہارنپوری جو فوٹو سے جا رہے تھے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت کے چند آخری ایام

(عزیز ملت حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب قبلہ)
جانشین حافظ ملت علیہ الرحمہ

مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

شاعر کا یہ مصرعہ خود شناسی اور عرفان ذات کی کتنی سچی تصویر ہے۔ جاہ و حشمت، اثر و اقتدار، فضل و کمال اور بے پناہ مقبولیت کی صحیح عکاسی کرتا ہے۔ شاعر اپنے تخیلات کو بہت سی پابندیوں سے آزاد رکھتا ہے اور اس کی شاعری کا محور کوئی ایک ہی ذات نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کسی شخصیت اور اس کی صفات کو سامنے رکھتا تو ہے لیکن اس کے ذہن کی بلند پروازی اتنی وسعت لئے ہوئے ہوتی ہے کہ اس کے اندر ایک دنیا آباد رہتی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ شخصیت جس پر ہم نے قلم اٹھایا ہے۔ حقیقت میں وہ اتنے اوصاف و کمالات اور خوبیوں کی مالک ہے یا نہیں۔ جو ایک عالم کے لئے باعث رشک ہو۔

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آج جب وہ شخصیت ہمارے بیچ نہیں ہے اور اس کی جدائی نے جو المناک ماحول پیدا کر دیا ہے اس سے اس مصرعہ کو جان مل گئی اور ایک ایک شخص اس کا صحیح مفہوم سمجھنے لگا۔ وہ دن کتنی خوشی کا ہوگا جب اس شخصیت نے ایک غریب مگر گاؤں کے معزز گھرانے میں جنم لیا۔ ماں باپ کی خوشی تو فطری ہے لیکن پاس پڑوس کی مسرت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ پڑوس کی ایک بوڑھی عورت دوڑتی ہوئی آئیں اور اپنے مزاج کے مطابق کہنے لگیں "پیرا آیا ہے"۔ کیونکہ پیر (دوشنبہ) کو آپ کی پیدائش ہوئی ان کی مناسبت سے انہوں نے یہ نام دیا لیکن آپ کے دادا ملا عبدالرحیم مرحوم اس وقت صاحب فراش تھے خفگی کے انداز میں کہا، "نہیں، اس بچہ کا نام میں نے عبدالعزیز رکھا ہے اس نام کے دہلی میں ایک بہت بڑے عالم گذرے ہیں، میرا یہ بچہ عالم دین ہوگا" — کسے معلوم تھا کہ آج کا یہ بچہ کل علم و دانش کا مرکز بنے گا۔ جس سے تشنگان علم و ادب اپنی پیاس بجھائیں گے باطل ایوانوں میں جس کے تذکرہ سے زلزلہ آ جائے گا۔ گھریلو حالات سے اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا تھا مگر اللہ والے کے منھ سے نکلی ہوئی بات پوری ہونی تھی۔ پوری ہوئی۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

غربت نے ہمیشہ دین کی حفاظت کے لئے اپنی آغوش سے مجاہدین کو جنم دیا ہے اللہ والوں کا قدم ہر موڑ پر امتحان ہوتا ہے۔ غربت و

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

والناس میں آنکھیں تو کھولیں، لیکن آغوشِ رحمت ملی تو ایسے والدین کی جو توکل علی اللہ کے پیکر تھے۔ استغنا جن کا شیوہ تھا۔ لیل و نہار جن کے یادِ الٰہی کے لئے وقف تھے۔ امامت کی جو مل گیا اسی پر صبر کیا۔ مدرسہ میں تعلیم دی۔ تنخواہ کا کوئی حساب نہیں ایسے ماحول میں جب بچہ سنِ شعور کو پہونچا تو گھریلو ذمہ داریوں کا بوجھ کاندھے پر آ گیا یہیں سے ذمہ داریوں کی ابتدا ہوتی ہے اور آخری وقت تک الگ نہیں ہوتی والد سے تعلیم شروع کرتے ہیں ساتھ ہی گھر کے اخراجات کے لئے کسبِ معاش بھی کرتے ہیں۔ ابھی یہ سلسلہ شروع ہی ہوا تھا کہ والد صاحب علیہ الرحمہ زیارتِ بیت اللہ شریف کے لئے پیدل تشریف لے جاتے ہیں گھر میں سب سے بڑے آپ! ادھر اپنے ماموں کے زیر سایہ ایام گذارتے ہیں۔ ماموں صوم و صلوٰۃ کے پابند، بڑے دیندار تھے۔ غرضیکہ بچپن آپ کا دینداروں کی دیکھ ریکھ میں گذرا۔ عنفوانِ شباب ہے حفظ مکمل ہو چکا ہے اردو بھی پڑھ لی ہے گھریلو حالات کے پیش نظر تعلیم کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے کہ گو یہ وہ دور ہوتا ہے جب انسان مختلف خواہشات رکھتا ہے کچھ تمنائیں جنم لیتی ہیں، عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا ہے لیکن یہاں اس کے برعکس خدمتِ دین و ملت کا جذبہ سینے میں ابھرتا ہے لیکن مجبوریاں زنجیر بنتی ہیں آخر اس کا انکشاف والدہ محترمہ سے کر ہی دیتے ہیں کہ

"اماں آپ تو کہا کرتی تھیں کہ تیرے دادا نے کہا ہے کہ تو عالم دین بنے گا لیکن میں تو نہیں بنا"

اس جملہ کو سن کر ماں کا کلیجہ تڑپ جاتا ہے آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں اور ہاتھ بارگاہِ ایزدی میں اٹھتے ہوتے ہیں ___ اس جملہ سے کتنی تڑپ کا احساس ہوتا ہے کتنی یاس جھلکتی ہے۔ دن گذرتے گئے لیکن یہ دن کیسے گذرے، اس کی مثال کم پہنچتی مگر بے مثال ہی کہنا چاہئے۔ روزانہ ایک ختم قرآن مجید، پانچوں وقت کی سب سے بڑی مسجد میں امامت کرنا۔ دونوں وقت مدرسہ میں درس حفظ قرآن دینا۔ خالی اوقات میں محنت و اوسط سے زیادہ گھر کا کام کرنا۔ یہ چاروں کام مستقلاً پانچ سال تک ___ قرآن مجید سے لگاؤ و انس کا نتیجہ وصال کے بعد ظاہر ہوا۔ ہندوستان تو ہندوستان، انگلینڈ، افریقہ، پاکستان، عراق، بنگلہ دیش، وغیرہم ممالک میں بے حساب ختم قرآن کا ایصال ثواب کیا گیا ___ اتنی مدت گذرنے کے بعد رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب بندہ کی زبان سے نکلے ہوئے جملہ "میرا یہ بیٹا عالم ہوگا" کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ذرائع پیدا کئے ان ذرائع نے ایک گمنام قصبہ کے ایک غریب خاندان کے ایک فرد کو عالمگیر شہرت کا مالک بنا دیا جس نے دینی خدمات کے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جو رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے اور ملت کے لئے وقار کا سامان مہیا کرتے رہیں گے اسی شخصیت نے ہندوستانی مسلمانوں پر لگائے گئے الزام کو "ارشاد القرآن" نامی رسالہ لکھ کر ختم کر دیا۔ جس نے مختلف تحریکوں کی کھلی مخالفت کر کے علماء پر عائد شدہ اعتراضات کو دھویا جس کا سیاسی پہلو ملک و قوم کا ہمدرد و وفادار رہا جس کی دور اندیشی اور جرأت نے اتحاد و اتفاق کو زندہ کیا ___ آج اسی شخصیت کی واضح تعمیر دارالعلوم اشرفیہ [illegible] الجامعۃ الاشرفیہ کی صورت میں قوم و ملت کے سامنے ہے آپ نے اس کو بیالیس سال تک خونِ جگر سے سینچا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مدرسہ اشرفیہ کو دار العلوم اشرفیہ پھر الجامعۃ الاشرفیہ کے روپ میں نکھارا۔ آج سب سے زیادہ سوگوار اشرفیہ کے در و دیوار ہیں۔ جس سے یہ روشنی پھیلی تھی وہی سو گیا۔ لیکن اس کا لگاؤ بھی تو دیکھئے کہ سویا، تو کہاں سویا، اپنے وطن مالوف میں نہیں، جس کی آغوش میں پروان چڑھا۔ جہاں عزیز و اقربا انتظار میں آنکھیں بچھائے تھے سب کو تڑپتا چھوڑ کر انہیں دیوار و در کے سایہ میں۔ تاکہ یہ تعلق کبھی منقطع نہ ہو۔

وصال سے پہلے رمضان میں آپ مکان پر سخت بیمار ہو گئے تھے ہم اپنے محسن سے ناامید ہو گئے تھے آنسو بہاتے تھے بارگاہ ایزدی میں التجا کرتے تھے کہ الٰہ العالمین ہماری عمروں میں سے ان کو لگا کر کشتی ملت کے اس کھیون ہار کو دے دے اس حالت میں ہمیں دلاسا دیتے تھے کہ میں انشاء اللہ ابھی زندہ رہوں گا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اس سے وقتی طور پر آنسو تھم جاتے تھے لیکن حالت دیکھ کر مایوسی اپنے چنگل میں دبوچ لیتی تھی ایک ہفتہ تک غذا بند رہی علاج ہوتا رہا ایسی حالت میں بھی روزہ نہیں چھوڑا درخواست پیش کی گئی کہ شریعت نے ایسی حالت میں رخصت دی ہے فرمایا ہاں۔ لیکن جو ثواب رمضان میں ملتا ہے وہ تو نہیں مل سکتا ایسا مسکت جواب سن کر ہم لوگ منہ تکتے رہ گئے اس پر مزید پنج وقتہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا تہجد کے وقت اٹھ کر وضو کرنا اور کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا۔ کسی سے مدد طلب نہ کرنا خود ہی سارا کام کرنے کی کوشش کرنا۔ یہ اور بات ہے۔ ہم میں سے جو موجود ہوتا وہ خدمت بجا لاتا۔ رب تبارک و تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا تھوڑی صحت ہوئی معالجین کے روکنے اور منع کرنے کے باوجود مبارکپور کا سفر کیا۔ بحمدہ تعالیٰ خیریت سے مبارکپور تشریف لائے نقاہت کا یہ عالم تھا کہ چلتے ہوئے پیر لڑکھڑاتے ہیں زیادہ دیر گفتگو نہ کر سکیں آواز سے صاف نقاہت کا پتہ چلتا پھر بھی بخاری شریف کا درس دینا شروع کر دیا۔ شعبان میں آنتوں کی کمزوری ظاہر ہونے لگی تھی۔ ہرنیا بند کا عمل شروع ہو گیا تھا جس کی جانچ کے لئے بیگل صاحب نے بہرائچ میں انتظام کیا۔ بہرائچ شوال میں تشریف لائے ڈاکٹر نے بتایا کہ آپریشن ہوگا لیکن کھانسی کے سبب اس وقت آپریشن نہ ہو سکا ایک مہینہ کا وقت دیا اس درمیان میں بخاری شریف پڑھاتے رہے ایک پارہ پڑھانے کے بعد سبق بند کر دیا اور آپریشن کے لئے تشریف لے گئے۔ میں ہمراہ تھا احباب بلرام پور کے ساتھ بہرائچ پہونچے جس روز آپریشن ہونا تھا اس کی صبح مجھ کو بلایا اور دلائل الخیرات شریف پڑھنے لگے جب

فارغ ہوئے تو فرمانے لگے کہ آپریشن کے بعد میں
دلائل الخیرات شریف نہ پڑھ سکوں گا اس لئے
تم روزانہ پڑھ کر سنا دیا کرنا تاکہ ناغہ نہ ہو۔

آپریشن کی تیاری ہوئی ڈاکٹر نے آپ کو لٹایا آپ درود شریف کا ورد کرتے رہے آپریشن ہو گیا آپ کو کچھ احساس تک نہیں ہوا آپ کو کمرہ میں لا کر بستر پر لٹایا تو آپ سمجھے کہ اب آپریشن ہوگا لیکن جب حرکت نہ کرنے کے لئے ہدایات کی گئیں تب سمجھے کہ آپریشن ہو گیا بعد میں خود فرمانے لگے یہ سب درود شریف کی برکت ہے کہ مجھے پتہ تک نہیں چلا ڈاکٹر اپنا کام کر رہے تھے اور میں اپنا کام کر رہا تھا۔ عشق نبی کی شمع دل میں جو

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

روشن تھی اس نے ساری تکلیفوں کو ختم کر دیا تھا دو تین دن
میں آپریشن ہوا ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے بیڈ میں اٹھ کر بیٹھنے لگے
بیٹھے ہی بیٹھے تیمم کیا اشارہ سے نماز ادا کی۔ عصر میں کرسی کے سہارے
بیٹھ کر نماز ادا کی سر سے رکوع و سجدہ کا اشارہ کرتے اس کا
خیال ذرا بھی نہیں کرتے کہ سر کے اس طرح حرکت کرنے سے آنکھ کا زخم
خراب ہو سکتا ہے۔ ہم خدام اس کیفیت کو دیکھ دیکھ کر دل
ہی دل میں دعا کرتے نماز کا جب بھی وقت ہو جاتا خود ہی تیمم
کے لئے کہتے اور نماز ادا کرتے۔ ڈاکٹر آتے یہ کیفیت دیکھ کر
مسکراتے حضرت پر کسی طرح کی کوئی پابندی عائد نہ کرتے ہم لوگ
چاہتے تھے کہ ڈاکٹر کچھ پابندی لگائے لیکن وہ جواب دیتے
جو کرتے ہیں کرنے دیجئے جیسے وہ غیر مسلم ڈاکٹر بالکل مطمئن تھا
کہ ان کو کچھ نہیں ہوگا جبکہ آپریشن کے بعد حرکت کرنا بھی پرہیز
میں داخل ہے کیونکہ آنکھ کا ٹانکہ اگر ٹوٹ گیا تو آنکھ خراب ہو جاتی
ہے یہاں ان سب سے بے نیاز اپنے مولا کی یاد میں مصروف۔
رات کو ہم لوگوں کو سلا دیا تہجد کے وقت خود ہی تیمم کر کے نماز ادا
کی اس نماز کو دیکھ کر اپنی نماز یاد آئی کہ ہم لوگ کس طرح نماز ادا
کرتے ہیں نہ وہ کیف ہے نہ سرور ہے بس نماز ادا کر لیتے ہیں
اسی طرح دن گزرتے گئے نماز بیٹھ کر ادا کرتے رہے۔ میں
عرض کرتا بیٹھ کر نماز نہ ادا کریں شریعت نے رخصت دی
ہے فرماتے جب میں بیٹھ سکتا ہوں تو بیٹھ کر نماز ادا کر رہا
ہوں یہ سن کر ہم لوگ خاموش ہو جاتے آنکھ کی پٹی کھلنے کے
بعد میری عدم موجودگی میں خود ہی دلائل الخیرات پڑھنے
لگے۔ ایک روز میں گونڈہ جلسہ میں شرکت کر کے بہرائچ واپس

آیا رات بھر جاگنے کی وجہ سے دماغ کام نہیں کر رہا تھا دو دن میں
بھی سونے کا موقع نہیں ملا تھا عصر کے وقت حکم ہوا دلائل الخیرات
شریف پڑھ کر سناؤ میں پڑھنے لگا آنکھیں بھی بند ہو رہی تھیں
دماغ حاضر نہیں، ایسی صورت میں صحیح طور پر پڑھ نہیں پا رہا تھا
بہت ناراض ہوئے۔ دلائل الخیرات شریف مجھ سے لے کر خود پڑھنے
لگے اور حزب کو مکمل کیا کمرہ میں اتنی روشنی بھی نہیں تھی کہ ہم
لوگ آسانی سے پڑھ سکتے لیکن خود بغیر کسی تکلف کے پڑھتے رہے
اور میں اپنی حالت پر افسوس کرتا رہا اسی طرح دوسرے اوراد
بآسانی پورا کرتے رہے۔ اسپتال سے نکلنے کا وقت آگیا ہم لوگ
پریشان تھے کہ اپنے مزاج کے مطابق حضرت ہم لوگوں کی التجاؤں
کو نظر انداز کرتے ہوئے سرگرم سفر ہو جائیں گے احتیاط
کو بالائے طاق رکھ دیں گے۔ انہیں وجوہ کے پیش نظر ڈاکٹر صاحب
نے جب احتیاط اور پرہیز کا پرچہ ہمارے ہاتھوں میں دیا تو ہم نے ان
سے کہا کہ آپ خود ان کے بارے میں حضرت سے کہہ دیں شاید آپ
کے کہنے کا کچھ اثر ہو انہوں نے حضرت سے کہا کہ میں آپ کو اسپتال سے
اس شرط پر رخصت کروں گا کہ آپ ابھی مبارکپور کا سفر نہ کریں بلکہ
بلرام پور میں پندرہ روز آرام کریں اس کے بعد جانچ کے لئے پھر
بہرائچ تشریف لائیں اس تاکید کو مجبوراً منظور کیا بلرام پور آئے
ڈاکٹر عبد المجید صاحب کے یہاں قیام فرمایا پندرہ روز بعد خود
ہی فرمایا اب بہرائچ جانچ کے لئے چلئے جانچ کرانے کے بعد بہرائچ
نہیں ٹھہرے بلکہ مبارکپور کا سفر کیا حالانکہ یہ سفر تکلیف کا باعث ہوا
راستہ میں ٹھنڈک لگنے کی وجہ سے کھانسی کی شکایت ہو گئی جو آنکھ
کے لئے بہت ہی مضر ہے یہاں آکر مدرسہ کی ضروریات پوری کرنے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کی تدبیریں کرنے لگے لوگ آتے دیر تک گفتگو کرتے کسی کو واپس
واپس نہ کرتے حالانکہ ان سب سے ڈاکٹر نے منع کیا تھا لیکن اپنے
حسن اخلاق کی وجہ سے اپنی تکلیف کا خیال نہ کرتے ہر وقت دینی
جذبہ کارفرما رہتا ـــــ کلکتہ سے اسی دوران حاجی قاسم
صاحب نے اپنے یہاں جلسہ کی دعوت دی جس پر علامہ ارشد القادری
صاحب کی سفارش تھی بس تیار ہو گئے مجھ کو ہمراہ لئے کلکتہ روانہ
ہو گئے۔

ایک ہفتہ وہاں مختلف جلسوں میں شرکت کرکے مبارک پور
واپس آئے۔ دارالعلوم محمدیہ بمبئی کے جلسہ کی دعوت حضرت
مولانا سید حامد اشرف صاحب کے اصرار پر منظور کر لی تھی اسی
کا حوالہ دے کر علامہ نظامی صاحب نے شہید اعظم کانفرنس کی
دعوت دی موصوف سے حضرت بے پناہ محبت کرتے تھے اس لئے
آپ کی دعوت بھی منظور کرلی یہاں ایک خاص بات توجہ کی ہے
کہ آپ ہر اس شخص سے جو دین کی خدمت کرتا بے پناہ محبت کرتے تھے
حضرت علامہ نظامی صاحب کی طبیعت خراب ہوتی آپ کو معلوم
ہوجاتا ان کے لئے دعائیں کرتے خیریت معلوم کرتے فکر مند رہتے
فرماتے نظامی صاحب جو دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں
کم ہی لوگ ایسی خدمت کر رہے ہیں بارہا فرمایا کہ نظامی صاحب
خطابت کے بادشاہ اور تفہیم کے شہنشاہ ہیں۔ یہ وہ فرمایا
ہے جس کی ساری زندگی تفہیم میں گذری ـــــ
ـــــ کھانسی کی شکایت ہے بخار بھی کبھی کبھی آجاتا ہے کمزوری
بھی بڑھتی جارہی ہے لیکن دینی خدمت کا جذبہ ان سب پر
حاوی ہے اور بمبئی کھینچے لئے جارہا ہے بمبئی پہونچے ہیں۔
شہید اعظم کانفرنس کی صدارت فرماتے ہیں یہ کانفرنس بمبئی
کی تاریخی کانفرنس ہوتی ہے جو سنی جمعیۃ العلماء کے زیر اہتمام منعقد
ہوتی ہے بمبئی کے دور دراز علاقوں سے عشاق اپنے محبوب
علماء کی زیارت کے لئے اس میں شرکت کرتے ہیں ـــ اس میں
تین بجے شب تک شرکت فرماکر قیام گاہ پر واپس آگئے دوسرے
روز بھیونڈی جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں اسی طرح
مختلف جلسوں کانفرنسوں میں شرکت فرماتے رہے۔ بمبئی کے
دوران قیام میں اتنی مصروفیتیں۔ لیکن بیماری کا کچھ احساس نہیں
معلوم ہوتا تھا دینی سرگرمیاں ہی حضرت کا علاج ہیں ایک ہفتہ عشرہ
قیام کے بعد بمبئی سے واپسی ہوئی آپریشن کے بعد سے اب تک
آنکھ میں روشنی نہیں بڑھی تھی اب آنکھ کی جانچ کے لئے بہرائچ جانا
طے کیا بہرائچ تشریف لے گئے ڈاکٹر نے معائنہ کے بعد بتایا کہ تپلی کے
اوپر خون جم گیا ہے بڑے صدمہ کی بات تھی ڈاکٹر نے آپریشن کر کے
اس کو دور کیا ایک ہفتہ تک اسپتال میں قیام رہا۔ اسپتال سے
واپسی پر پہلے سے منظور شدہ جلسوں میں شرکت شروع کی اس
دوران کئی مرتبہ سفر نہ کرنے کی گذارش کی گئی مگر وعدہ خلافی کا عذر
سامنے رکھتے ہوئے مجبور کر خاموش ہو جانا پڑتا بخار میں کمی ہوتی
تو سفر شروع کر دیتے بیماری کا سلسلہ جاری رہا کبھی کمی ہو جاتی تو
کبھی زیادتی۔ مارچ کے مہینہ میں طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی
پروگرام منسوخ کر دیئے مبارکپور کی مصروفیت سے زیادہ بار پڑا
فرمانے لگے مجھے آرام کی ضرورت ہے یہاں سے کہیں اور چلو آج
وہ شخص یہ بات کہہ رہا ہے جس نے کبھی آرام کے بارے میں سوچا
ہی نہیں آرام اس کو اسی وقت ملتا تھا جب وہ دینی مصروفیات

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور تعطیل تک گھر ہی میں رہتا۔
یہ کرم حضرت پر [illegible] کی وجہ سے بیماری میں بھی
ہر وقت الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر و ترقی کے لئے کوشش
کرتا رہا [illegible]
تشریف لے گئے [illegible] وہاں [illegible]
وہاں استغراق کی کیفیت شروع ہو گئی اس کے باوجود بھی [illegible]
کا ہر وقت خیال رہتا تھا چند روز کے بعد اس میں تخفیف ہوئی
تو ہر وقت الجامعۃ الاشرفیہ کا تذکرہ کرتے۔ اس تذکرہ
سے کچھ سکون ملتا۔ جب مجھے مبارکپور میں اس کی اطلاع ملی تو میں
بے چین ہو گیا فوراً الہ آباد پہنچ گئے [illegible] میرے ہمراہ مولوی
عبد القادر [illegible] بھی تھے ہم لوگ
پہنچے [illegible] حالت دیکھا [illegible] اور اللہ تعالیٰ کا شکر
ادا کیا ڈاکٹر صاحب کو دیکھ کر حضرت کا چہرہ کھل گیا [illegible]
احباب کی مجلس میں ان کی خدمات کو سراہا تعریف کی اور [illegible]
کی اشاعت پر زور دیا کچھ مخلصین [illegible]
دینی جذبہ تھا جو کبھی [illegible] میں [illegible]
خدمت [illegible] یہ [illegible] میں
تو عالم نہیں تھا اس وقت کے مچلتے ہوئے جذبات آج بھی
پیش قوم کے سامنے تھے۔ مجھ سے فرمایا تم [illegible] چلے جاؤ میں
بیماری کی وجہ سے نہیں جا سکوں گا [illegible]
میں وہاں گیا [illegible] کے جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے
جاتے تھے وہاں کے معتقدین حضرت کی زیارت کے بہت
زیادہ مشتاق تھے علالت کی خبر پا کر چند حضرات مبارکپور کے

لے گئے لیکن ان ایام میں حضرت [illegible]
سے چند روز پیشتر [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] کے سلسلہ میں الہ آباد [illegible] جا چکے تھے [illegible]
سے یہ فرمایا اور بات [illegible] نہیں کہ [illegible]
جانا ہے صبح فرمانے لگے الہ آباد چلنا ہے [illegible]
سامان ٹھیک کرنے لگے معلوم کرنے پر [illegible]
اب سب لوگ پریشان! ضعف [illegible] جانا مشکل [illegible]
ساتھ ابھی [illegible] نہیں اور [illegible] سفر کا مشکل [illegible]
سفر کرنے کو تیار! [illegible] فرمانے لگے [illegible]
ہو جائیں گے تو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

مبارکپور سے آئے ہوئے [illegible] صاحب [illegible]
ڈاکٹر عبد المجید صاحب نے کمزوری اور نقاہت کا خیال کرتے
ہوئے حضرت کو جانے سے منع کیا۔ [illegible] ڈاکٹر صاحب نے [illegible]
[illegible] گھر میں بھیج دیا اور کہا حضرت اس وقت [illegible]
آپ [illegible] ہو جائیں گھر میں جانے نہ دوں گا۔ [illegible] سے
[illegible] تھوڑی دیر میں [illegible] ہو گئے ان کا [illegible]
اور جناب [illegible] صاحب کی حکمت عملی سے [illegible]
کا [illegible] شروع کیا مگر بار بار [illegible] افسوس کرتے رہے کہ [illegible]
میرے پہنچنے سے ہزاروں مسلمانوں کو خوشی ہوتی۔ افسوس آپ
لوگوں نے جانے سے روک لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت اس وقت بے حد
کمزور اور [illegible] تھے۔ سفر کسی طرح مناسب نہیں تھا مگر [illegible]
[illegible] انہیں [illegible] صفت رکھا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

براپور میں حافظ ملت کی موجودگی:۔ جب … صاحب وغیرہ نے … گھر جانے سے روک لیا تو برہمی کا اظہار کیا اور فرمانے لگے کہ میرے رہنے نے مجھے صحت بخشی شب سے پہلے کسی قدر کھانسی آ رہی تھی لیکن پوری رات اور اب تک کھانسی نہیں آئی میں نے اپنے رب سے صحت کیلئے التجا کی تھی اس نے مجھے صحت بخشی آپ لوگوں نے روک کر اچھا نہیں کیا۔ یہ الفاظ جب متعلقین نے سنے تو اس قدر خوفزدہ ہوئے کہ کوئی بھی مزید گفتگو کی ہمت ہی نہیں رکھتا تھا اور یہ طے کیا کہ اگر حضرت جانے کے لئے فرمائیں گے تو روکا نہیں جائے گا بلکہ جانے کا انتظام کر دیا جائے گا۔ حاجی محمد حسین صاحب نے حضرت سے جناب عبدالحکیم صاحب و حاجی غلام حسین صاحب بنارسی کا پیغام کہا عبدالحکیم صاحب ہر سال گیارہویں کے مہینہ میں سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی نیاز کے سلسلہ میں میلاد شریف کا انعقاد کرتے تھے جس میں حضرت شرکت فرمایا کرتے تھے امسال بھی شرکت کرنی تھی حاجی غلام حسین صاحب کے یہاں شادی تھی جس میں شرکت کے لئے موصوف کا اصرار تھا۔ ان حضرات کی دلجوئی کرتے ہوئے حضرت نے بنارس جانے کا عزم کیا اور براپور سے بنارس کے لئے روانہ ہوئے۔ چلتے وقت حافظ محمد حنیف صاحب سے فرمایا کہ اب براپور نہیں آنا ہے حافظ جی موصوف سمجھے کہ ناراضگی کی بنا پر حضرت ایسا کہہ رہے ہیں حافظ جی گھبرائے اور ہمت کر کے اس سلسلہ میں دریافت کیا حضرت نے کہا یہ بات معلوم نہیں کرتے ہیں حیف متعلقین کو کیا معلوم تھا کہ واقعی یہ آخری سفر ہے اور حضرت ہمیشہ کی جدائی کا پیغام دے رہے ہیں۔ صبح براپور سے روانہ ہو کر سخت دھوپ اور گرم ہواؤں کا سامنا کرتے ہوئے شام کو ۵ بجے کے قریب بنارس پہونچے وہاں عبدالحکیم صاحب سے ملاقات کے بعد معلوم ہوا کہ گیارہویں کی تقریب اس تاریخ کو نہیں ہے بلکہ دوسری تاریخ کو ہے حاجی غلام حسین صاحب کے یہاں شادی میں شرکت کر کے مبارکپور واپس آ گئے۔ یہاں کے حالات کچھ اچھے نہیں تھے حضرت شمس العلماء قبلہ جو اس وقت دارالعلوم اشرفیہ کی مسند شیخ الحدیث پر فائز تھے اشرفیہ کو خیر باد کہہ کر چلے گئے تھے جس سے تعلیمی نقصان ہو رہا تھا۔ اراکین ادارہ کو طلب فرما کر مشورہ ہوا۔ ایک وفد حضرت شمس العلماء قبلہ کی خدمت میں گیا پھر بھی موصوف تشریف نہیں لائے حضرت موصوف کی درسی کتب کا انتظام ہو گیا لیکن بخاری شریف کا انتظام نہیں ہو پایا تھا جبکہ میں بھی دورہ کا ایک طالب علم تھا اور حضرت ہی نے بخاری شریف شروع کرائی تھی آپریشن و بیماری کی وجہ سے حضرت شمس العلماء قبلہ بخاری شریف پڑھانے لگے تھے۔ میں نے حضرت علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ بخاری شریف کا درس بند ہے نقصان ہو رہا ہے۔ یہ سنکر چہرہ کا رنگ تبدیل ہو گیا دلی تاثرات ان الفاظ میں ادا ہوئے۔

"عبدالعزیز کے ہوتے ہوئے اشرفیہ کی تعلیم پر حرف آئے یہ نہیں ہو سکتا چلنے والوں کو خط لکھ دو کہ مدرسہ کی ضرورت کے تحت میں شرکت کرنے سے مجبور ہوں۔ پروگرام کی منسوخی بیماری کی بنا پر بھی ہو سکتی تھی مگر ا بیماری اور تکلیف کو

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دین کی خدمت جو ان جلسوں سے وابستہ تھی اس پر
قربان کر دیا تھا لیکن جب مدرسے کے نقصان کی بات آئی تو
سارے پروگرام منسوخ کر دیئے۔ اس سے حافظ ملت
کی نگاہ میں تعلیم کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ حافظ ملت کے
اس نظریے سے علماء ملت اسلامیہ کو سبق حاصل کرنا چاہئے
اور درس گاہوں سے زیادہ جلسوں کو اہمیت نہیں دینی چاہئے
ویسے تو آپ کی پوری زندگی درس ہے۔ ذمہ داروں کو جب
یہ معلوم ہوا کہ حضرت نے ایسی حالت میں یہ عزم کر لیا ہے تو
گھبرائے اور آرام کرنے کا مشورہ دینے لگے لیکن وہ مرد مجاہد
اپنے ارادہ سے نہیں ہٹا بعد میں حضرت مولانا ضیاء المصطفیٰ
صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں نے بخاری شریف شروع
کرا دی ہے اس خبر سے حضرت کو سکون حاصل ہوا اور
مطمئن ہو گئے۔ بیماری جھکولے لیتی رہی کبھی زیادہ کبھی کم
وقت گزرتا گیا اس درمیان جلسوں میں شرکت بھی کرتے رہے
لیکن جب سفر ناقابل برداشت ہو گیا تو ملتوی کر دیا اسی
دوران ایک خط کپتان گنج ضلع دیوریا سے آیا کہ اگر آپ
جلسہ میں شرکت نہ فرمائیں گے تو یہاں کی سنیت کو عظیم نقصان
پہونچ جائے گا جس نے سنیت کے فروغ کے لئے اپنی زندگی
قربان کر دی۔ اپنی ساری صلاحیت صرف کر دی وہ کیسے اس
جملہ کو سنکر خاموش رہ سکتا تھا اپنی نقاہت و کمزوری جو
اس درجہ تھی کہ چند قدم چلنا مشکل تھا چلتے تو قدم لرزتے
اس کے باوجود فرمایا کہ خط لکھ دو کہ میں شرکت کروں گا۔
سفر شروع کیا تیز بخار کھانسی اپنے شباب پر تھی اسی
حالت میں مبارک پور سے گورکھپور تک بس سے سفر کیا پھر
وہاں سے ٹرین کے ذریعہ کپتان گنج پہونچے ٹرین میں بیٹھ
نہیں سکتے تھے لٹا دیا گیا بخار نے مزید شدت اختیار کر لی
کھانسی بھی بڑھ چلی زرد بلغم کافی مقدار میں خارج ہونے لگا
کپتان گنج اسٹیشن پر چند لوگ رکشہ لئے منتظر تھے رکشہ کے
ذریعہ اسٹیشن سے قصبے کے اندر جانا تھا سڑک حکومت
وقت کا شکوہ کر رہی تھی اسی سڑک سے تقریباً ایک میل
رکشہ کے ذریعہ جانا تھا مزید برآں مئی کی دھوپ کی تمازت
۱۲ بجے دن کی گرم ہواؤں کا تھپیڑا ایک بیمار کے لئے کتنا
مضر ہوگا اس کا اندازہ آج کل مشکل نہیں۔ ان سب کا مقابلہ
کرتے ہوئے جلسہ گاہ پہونچے نعرہ تکبیر و رسالت سے لوگوں
نے استقبال کیا۔ ہمارے میزبان ایک ڈاکٹر صاحب تھے
بہت ہی خلیق نیک طبیعت جب حضرت کی یہ کیفیت دیکھی تو
انھوں نے مکمل آرام کا انتظام کیا کھانسی میں کچھ کمی ہوئی بخار
کچھ نرم ہوا دن گزرا رات آئی کھانسی زیادہ ہوئی ڈاکٹر
صاحب نے کھانے اور مالش کے لئے دوا دی جب تخفیف
ہوئی تو جلسہ میں تشریف لے گئے باوجود عقیدتمندوں کے منع
کرنے کے اول وقت تقریباً ایک گھنٹہ اپنے مواعظ حسنہ
سے لوگوں کو فیضیاب کرتے رہے تقریر کے بعد فوراً آرام گاہ
تشریف لے آئے آنے کے بعد کھانسی کا سلسلہ پھر شروع ہوا
دوا مالش اور سینکائی کا سلسلہ ڈھائی بجے رات تک ہوتا رہا سکون
ملنے کے بعد نیند آ گئی فجر کی نماز کے لئے بیدار ہوئے نماز ادا
فرمائی تھوڑا ناشتہ کیا۔ حافظ عبد الحکیم صاحب نے نچلول بازار

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے جلسے میں شرکت سے لئے استدعا کی بیماری کی وجہ سے معذرت کی لیکن موصوف نے مدرسہ کے نقصان کی بات سامنے رکھی جس کی وجہ سے شرکت کے لئے تیار ہو گئے صبح ہی وہاں کے لئے روانگی بس سے ہوئی سڑک کے جھٹکوں ہچکولے جواچھوں کے لئے ورزش تھی مگر مریضوں کے لئے سوائے سوہان روح کے کچھ نہیں اس پر بس بھی پرائیوٹ کسی طرح سسوا بازار پہونچے عقیدت مند ڈاکٹر حسام الدین صاحب کی قیادت میں استقبال کے لئے موجود تھے چند گھنٹے وہاں رکنے کے بعد گرم ہواؤں اور چلچلاتی دھوپ میں نچلول بازار کے لئے بس کے ذریعہ روانہ ہوئے۔ تقریباً چار بجے شام کو نچلول بازار پہونچے عقیدتمندوں کا میلہ لگ گیا ان کو نعمت غیر مترقبہ مل گئی تھی اپنے مکانوں پر بھی لوگ لے گئے باوجود نقاہت و بیماری کے ہر شخص کی خواہش کی تکمیل کرتے رہے جیسے معلوم ہوتا تھا کہ زبان خاموش سے کہہ رہے ہوں اے لوگو یہ آخری سفر ہے پھر کہاں پاؤ گے بعد نماز عشاء جلسے کا افتتاح ہوا حضرت نے اپنی نقاہت کی بنا پر پہلے تقریر کی تقریباً ایک گھنٹہ تقریر کی تقریر کے اختتام پر ماہنامہ "اشرفیہ" کا اعلان شروع کیا اور اس کی موجود کاپیوں کو فروخت کرنے لگے چند لوگوں نے ماہنامہ کی کاپیاں خریدیں کچھ کاپیاں بچ گئیں فرمانے لگے کہ جب تک یہ تمام پرچے فروخت نہیں ہو جائیں گے میں کرسی سے نہیں اتروں گا ایک تو نقاہت و بیماری اس پر تقریباً ایک گھنٹہ کی تقریر اور وہ بھی پوری آواز سے جو حضرت کی عادت تھی اس کے بعد ماہنامہ اشرفیہ کا اعلان لوگ پریشان ہو گئے اور فوراً تمام کاپیاں بک گئیں اس سے حضرت کی خواہش کا پتہ چلتا ہے کہ وہ اس ماہنامے کی اشاعت کو کہاں تک چاہتے تھے۔ اس کے فروغ میں کس قدر ہماری کوششوں کے خواہش مند تھے۔

عقیدت کا دم بھرنے والے حضرات کو حضرت کی خواہش کا ہر لحاظ سے احترام کرنا چاہیے زبانی عقیدت کا دم بھرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا بلکہ عملی جامہ پہنانے سے کام چلتا ہے حافظ ملت ایک عملی شخصیت تھے ان کی بارگاہ کا بہترین نذرانہ عقیدت عملی صورت ہی میں ہو سکتا ہے آج حافظ ملت اپنے مرقد میں ملاحظہ فرماتے ہوں گے کہ ماہنامہ اشرفیہ جو میرا رسالہ ہے اس کی طرف لوگ کتنے متوجہ ہیں اس کی اشاعت میں کس قدر کوشاں ہیں ہمیں اس مرد مجاہد نے تعمیری ذہن دیا تھا تعمیر ہی ہمارا نصب العین ہونا چاہیے ان کی پیرانہ سالی ہمارے ذہنوں کو بیدار کرنے کے لئے کافی ہے بشرطیکہ ہم اپنے محسن سے صحیح معنوں میں عقیدت رکھیں۔ جلسہ ختم ہونے سے قبل ہی حضرت آرام گاہ تشریف لے آئے صبح ۸ بجے گورکھپور کے لئے پسنجر بس کے ذریعہ روانہ ہوئے یہ بس جگہ جگہ اپنے ہی خواہوں کو آداب کرتی کورنش بجا لاتی دوسروں کی تکلیف کا احساس کئے بغیر ساڑھے بارہ بجے گرم ہواؤں اور دھوپ کا مقابلہ کرتے ہوئے گورکھپور پہنچی پیاس کی شدت بھوک کا غلبہ بیزار کر رہا تھا اسی حالت میں ایک بجے گورکھپور سے اعظم گڈھ کے لئے بس

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے ذریعہ روانہ ہوئے ۹ بجے اعظم گڈھ ہو پہنچے طبیعت نڈھال ہو رہی تھی بخار تیز ہو گیا تھا پانی وغیرہ سے کچھ سکون ملا مگر وقتی ۵ بجے کے قریب مبارکپور بس سے پہنچے اس طرح ۹ گھنٹے مسلسل بس کے سفر میں گزرے جس نے جسم کو بے جان سا کر دیا تھا اچھا آدمی اس سفر کے بعد اپنے کو بیمار سمجھ بیٹھے گا چہ جائے کہ ایک نحیف و کمزور انسان جو مسلسل بیماریوں کا مقابلہ کرتا چلا آرہا ہو اس کا کیا حال ہوگا خود اندازہ کریں۔ مبارکپور آنے کے بعد کمزوری بے حد بڑھ گئی اٹھنا بیٹھنا مشکل یہاں تک کہ لیٹنا بھی تکلیف دہ ہو گیا اس پر بھی کسی کی مدد کے خواہشمند نہیں سارا کام خود کرنا یہ اور بات ہے کہ کوئی کام کر دے پھر بھی اپنے اوپر کبھی بیماری کا نفسیاتی اثر نہ پڑنے دیتے جیسے دوسرے لوگ بیماری کا احساس کر کے اپنے کو مزید بیمار کر لیتے ہیں یہاں اس کی جھلک بھی نہیں ملتی وقت پر نماز ادا کرنا وہ بھی کھڑے ہو کر دیگر معمولات میں بھی فرق نہیں پڑتا۔ نچلول بازار کی واپسی پر دوسرے روز سکٹھی جو مبارکپور کا ایک حصہ ہے عبدالاحد خانصاحب کے یہاں شب میں موصوف کی دلجوئی کی خاطر دعوت میں شرکت ہوئے موصوف سے ادارہ کو بڑی امیدیں ہیں ایسے حضرات کی جن سے ادارہ کو فائدہ پہونچتا ہمیشہ دلجوئی فرماتے رہے آج بھی اسی جذبہ کے تحت اپنی بیماری و کمزوری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سکٹھی پہونچے حالانکہ وہاں پہونچنے پر بخار تیز ہو گیا وہاں سے بہت جلد واپس ہوئے مگر اپنی آرامگاہ نہیں آئے بلکہ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب علیہ الرحمہ کے مکان واقع حیدرآباد تشریف لائے آپ کے صاحبزادہ جناب ضمیر احمد صاحب نے میلاد کا انتظام کیا تھا اس میں شریک ہوئے اور دعا کر کے واپس مکان تشریف لائے۔ بخار بہت تیز ہو گیا رات کے کسی حصہ میں نیند آئی پھر اس حصہ میں بیدار ہوئے جب ہمیشہ تہجد کی نماز ادا کیا کرتے تھے اور اپنے رب سے التجا کیا کرتے تھے تیمم پر اکتفا کر کے نماز ادا کی پھر صبح فجر کے لئے بیدار ہوئے بخار کچھ کم ہو گیا تھا مگر نقاہت ویسی ہی برقرار رہی جمعہ کا دن نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جامع مسجد پیدل تشریف لے گئے گرمی شباب پر ہوائیں جسم کو جھلسا دینے والی ان سب کی پرواہ کئے بغیر اپنے رب کا سجدہ کرنے مسجد پہونچ گئے نماز کے بعد عقیدت کیشوں کا ہجوم اپنے محسن کی زیارت کے لئے بیتاب ہر شخص یہی چاہتا کہ میں دست بوسی کی سعادت حاصل کر لوں اپنی خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے ہجوم حضرت کے جلو میں مسجد کے باہر آیا یہاں دو رویہ حاجت مندوں کا اجتماع اپنی فریادوں کو اللہ کے اس نیک بندہ کی بارگاہ میں خاموش التجاؤں کے ساتھ پیش کر رہا تھا اور حضرت دعا کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے مکان تشریف لائے عقیدت مندوں کا ہجوم اپنے کرم فرما کو حسرت بھری نگاہوں سے مکان کے اندر جاتا دیکھ رہا تھا اندر تشریف لائے ہجوم پر ایک محبت بھری نگاہ ڈالی اور خاموش نگاہوں سے ہی جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اندر تشریف لائے اور بے پناہ تکان دور کرنے کے لئے لیٹ گئے۔ بخار کا شدید دورہ پڑا جس نے ہماری امیدوں کے چراغ کو گل کر دیا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مگر قدرت نے سہارا دیا دورہ کا اثر ختم ہوا آنکھیں کھولیں بہت بند عالی خاموش زبان کہہ رہی تھی کہ ابھی زندگی کی شمع گل نہیں ہوئی۔ ہاں البتہ مدھم پڑ گئی ہے معالج کو بلایا گیا وقتی سکون کے لئے دوا دی اس سے کچھ سکون نہیں ہوا گھوسی سے ڈاکٹر شکیل صاحب کو بلایا گیا ان کے ہمراہ ڈاکٹر ایوب صاحب بھی آئے رات کے دو بجے ان دونوں ڈاکٹر صاحبان نے حضرت کا معائنہ کیا انکشاف بھیانک تھا ہم لوگوں کے دل ٹوٹ گئے بارگاہ رب العزت میں دعائیں کرتے رہے مرض کا باقاعدہ علاج شروع ہوا۔

غیر شرعی چیزوں سے جیسے زندگی بھر محفوظ رہے اسی آخری علاج میں بھی محفوظ رہے ڈاکٹر صاحب نے انہیں دواؤں کا انتخاب کیا جن کی اجازت شریعت مطہرہ دیتی ہے دواؤں کا استعمال ہوا صحت بہتر ہوتی گئی جہاں دو قدم چلنا مشکل اب اپنی ضرورتوں کو آسانی سے پورا کر لیتے اسی درمیان مجھ سے فرمانے لگے میاں یہاں لوگ آتے ہیں کوئی رہتا نہیں تکلیف ہوتی ہے تم مدرسہ سے چھٹی لے لو اور بخاری شریف مجھ سے پڑھ لیا کرو میں نے اپنے تئیں پڑھنے والی بات کو مناسب نہیں سمجھا لیکن جب اصرار زیادہ فرمایا تو مجبوراً بخاری شریف کے اسباق پڑھتا رہا دونوں وقت سبق پڑھاتے رہے اور مقدار بھی کافی ہوتی رہی۔ پڑھاتے وقت محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی بیماری نہیں ہے بلکہ صحت مند استاد سبق دے رہا ہے صحت اتنی جلدی عود کر رہی تھی کہ ایک ہفتہ علاج ہونے بعد ڈاکٹر صاحب آئے تو دور سے دیکھ کر شبہ میں پڑ گئے کہ حضرت ہیں یا حضرت کے چھوٹے بھائی نزدیک پہونچنے پر پتہ چلا کہ حضرت ہیں اس کا اظہار موصوف نے حضرت سے بھی کیا اور خوشی کا اظہار بھی کیا۔ دن گزرنے لگے صحت بھی بہتر ہوتی گئی کوئی آثار جدائی کے نظر نہیں آ رہے تھے حالات بہتر نظر آ رہے تھے۔

اسی حالت میں وہ دن بھی آ گیا جو میری زندگی کا سب سے المناک اور حوصلہ شکن دن تھا دوپہر کا کھانا تناول کیا حسب معمول قیلولہ کے بعد نماز ظہر ادا کی پھر بخاری شریف کا درس دینے لگے کتاب الجنائز تک سبق پڑھایا درمیان سبق دریافت فرمایا کہ آج کون سا دن ہے میں نے عرض کیا آج دوشنبہ ہے فرمانے لگے آج ہی کے روز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا۔ میں سوچنے لگا اس گفتگو کا درس کی حدیث شریف سے کوئی تعلق نہیں ہے پھر ایسا کیوں فرما رہے ہیں ذہن نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا پھر اس کی طرف سے دھیان ہٹ گیا کیا پتہ تھا کہ اس کے پردہ میں اپنی جدائی کا تذکرہ فرما رہے ہیں مجھ کو شام کی ٹرین سے گھوسی ہوتے ہوئے خلیل آباد جلسہ میں جانا تھا اجازت لے کر میں محب گرامی مولانا سید اعز امام صاحب کے ہمراہ روانہ ہوا لیکن گھر سے باہر نکلتے وقت حضرت کی نگاہیں مرا تعاقب کرتی رہیں اس تعاقب کے بارے میں جب آج سوچتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ نگاہیں کہہ رہی تھیں کہ عبد الحفیظ تو کتنا نادان ہے اپنے مشفق و مہربان والد کو

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

چھوڑ کر باہر جا رہا ہے جو چند ساعت کے بعد دنیا کو خیرباد کہنے والے ہیں۔

دروازہ سے باہر نکلنے سے قبل اُس محسن کا آخری دیدار کیا چہرہ پُرسکون لیکن قوم کا درد لئے ہوئے آنکھیں ملّت کے غم میں ڈوبی ہوئیں۔ اطمینان سے ہم لوگ گھوسی روانہ ہوئے گھوسی پہونچ کر ہم لوگوں نے آرام کیا رات کو ایک بجے مولانا عبدالمنان کلیمی صاحب نے مجھے جگایا اور کہنے لگے کہ مبارکپور سے دو آدمی آپ کو لینے آئے ہیں میرے منہ سے برجستہ انا للہ وانا الیہ راجعون نکلا نہ میں نے کچھ پوچھا اور نہ انھوں نے ہی کچھ بتایا باہر آکر دیکھا واقعی دو آدمی موٹر سائیکل لئے میرا انتظار کر رہے ہیں خاموشی سے موٹر سائیکل پر بیٹھ گیا موٹر سائیکل روانہ ہوئی اور ہوا سے باتیں کرتی ہوئی منزل کی طرف بڑھتی رہی راستہ بھر سوچتا رہا آخر ایسی کیا بات ہوگئی کہ یہ لوگ مجھے لینے کے لئے آئے ہیں کیا بچے کی طبیعت خراب ہوگئی والد صاحب قبلہ کی کیسی حالت ہے میرے وہم وگمان میں بھی یہ نہیں تھا کہ ایسا حادثہ ابھی ہو سکتا ہے معلوم کرنے کی ہمت بھی نہیں تھی خاموشی کے ساتھ راستہ طے ہوتا رہا مبارکپور پہونچنے پر ایک کثیر مجمع نظر آیا سسکیوں کی صدائیں سنائی دیں تب احساس ہوا کہ آج میں اکیلا رہ گیا ہوں پدرانہ شفقت کا سایہ اٹھ چکا ہے اندر پہونچا حالت ناقابل برداشت پیروں کی طاقت سلب ہو چکی تھی لرزتا ہوا زمین پر آگیا چارپائی کا پایہ پکڑ کر اپنے من کا شکوہ آنسوؤں کی شکل میں کرنے لگا لوگ دلاسا دیتے رہے دلاسا دینے والے خود بے تاب ان کو خود سہارے کی ضرورت آنکھیں خشک ہوگئیں دل بیقرار اور چین مفقود ہوگیا در و دیوار حسرت سے تک رہے تھے یا الٰہ العالمین تیرا وہ بندہ ہم سے جدا ہو رہا ہے جس کی راتیں تیرے لئے وقف تھیں جو تنہائی میں تیری یاد کیا کرتا تھا تیری یاد ہی اس کے لئے آرام تھا تیرا ذکر ہی اس کی زندگی تھی اب وہ پرکیف راتیں ہم کو کہاں ملیں گی۔ اب وہ رحمت کی بارش کا کیف بار منظر کہاں نظر آئے گا یا رب العالمین۔

مبارکپور کا ہر گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا اپنے اور غیر کی تمیز مشکل ہوگئی تھی وہ لوگ جو زندگی میں جانی دشمن تھے آج وہ اشکبار تھے محسوس ہو رہا تھا کہ ہر گھر سے جنازہ اٹھنے والا ہے اور کیوں نہ ہو حافظ ملّت اب ایک قوم کا نام تھا پوری ملّت کی آبرو کا نام تھا مسلمانوں کے احساسات کا نام تھا رب کی بے بہا نعمت کا نام تھا حافظ ملّت نے پوری قوم کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیا تھا وہ جدا ہو گئے تھے لیکن ہر قلب پر اپنی یاد کو ثبت کر دیا تھا اپنے اور بیگانے بھی اللہ کے اس نیک بندے کا آخری دیدار کرنے غم واندوہ کے فطری جذبات کے ساتھ آتے اور زیارت سے شرف یاب ہو کر لوٹتے آج اُن کے چہرہ پُرسکون تھا آنکھیں مطمئن تھیں اس ذات سے ملاقات ہونی تھی جس کی یاد اور جس کا عشق ہی متاع زندگی تھا جس کا قول وفعل ہی مشغلہ رہا تھا۔"

"آج بھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یہ شب گور بھی اس گل سے ملاقات کی رات
جدا ہوتے ہوئے اپنے غلاموں کو سبق دے رہے تھے
بس کرنا ہے شہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

حافظ ملت کا پُر سکون چہرہ اپنے عقیدت مندوں سے کچھ کہہ بھی رہا ہے کہ اے قوم جب میں ظاہری طور پر تمہارے درمیان تھا تو تم سب کچھ لٹانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے بلکہ قربانیاں دے کر الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر شروع کی کہیں ایسا نہ ہو کہ مری عدم موجودگی کی بنا پر تمہارے وہ جذبات سرد پڑ جائیں اور مرا سرمایہ حیات الجامعۃ الاشرفیہ اپنی اتمام منزل ہی پر رہ جائیگا نہیں ایسا نہ ہونے دینا میں نے ہمیشہ تمہاری بھلائی کے بارے میں سوچا ہے آج بھی تمہاری بھلائی ہی کے لئے تم سے کہہ رہا ہوں اس کو ہمیشہ تروتازہ رکھنا باد سموم سے اس کی حفاظت کرنا اس کی تکمیل کی طرف قدم بڑھاتے رہنا اگر تم نے ایسا کیا تو رحمت الٰہی انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی تم زندہ رہو گے اور آنے والی نسلوں کے لئے زندگی کا منشور مہیا کرو گے تم نے ہمیشہ مری خواہش کی تکمیل کی ہے الجامعۃ الاشرفیہ بھی مری خواہش ہے۔

منزل راہرواں دور بھی دشوار بھی ہے
کوئی اس قافلہ میں قافلہ سالار بھی ہے
اقبال

قناعتوں کا گہر

جناب عنبر بہرائچی ایم اے

صعوبتوں کے صدف میں قناعتوں کا گہر
کثافتوں کے دھوئیں میں لطافتوں کا قمر
اٹھا تو چھا گیا مثل سحاب آب حیات
بڑھا تو ہاتھ میں لیکر زمام اعلیٰ صفات
خودی شناس مجاہد کے جذب ایماں نے
خدا شناس قلندر کے دست عرفاں نے
فرار خوف کو بخشا تھا ذوق و شوق بلند
اچھال دی تھی بہ یک رمز اکہکشاں پہ کمند
ہوائے جہد مسلسل کی چھینٹی تیرہ شبی
کشاکش غم فردا کو ملی دیدہ وری
وہ تبحر علم! نقیب پیام مصطفوی
تھی جس سے لرزہ براندام محفل بولہبی
فراستوں کو بڑھا کے نشاط جنوں
دلوں کو کر ہی گیا رمز گہہ سوز دروں
وہ ہم سے دور بلندی پہ افق تابہ افق
رواں دواں ہے ہماری ترقیوں کے لئے
زماں مکاں کے طلسمات اپنی آنکھوں میں
لئے ہیں جذب ہماری بلندیوں کے لئے
زمانے سے تو نہیں؟ تجھ سے زمانہ ہے ندیم!
ہے نقش! دل پہ یہی درس حافظ ملت
نقیب خواب سے عنبر فراز یورش یک
کریگا راہبری درس حافظ ملت۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کیا انسان تھے وہ — ؟

POST CARD 15

خدمت شریف
ایڈیٹر الاشرفیہ
عربک یونیورسٹی
پوسٹ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ
Mubarakpur Azamgarh

[illegible]

سے کیجئے اپنی قربت ہے

قاسم سیوی

مکتوب جناب [illegible] مدیر [illegible] یونیورسٹی علی گڑھ

محترمی - سلام نیاز

امید ہے آپ بعافیت تمام خدمت دین میں مصروف ہوں گے۔ آپ کا کرم کہ ماہنامہ اشرفیہ برابر مل رہا ہے مجھے یہ کہتے ہوئے دلی مسرت ہو رہی ہے کہ آپ جس خلوص اور دینی شغف کے ساتھ یہ خدمت انجام دے رہے ہیں وہ یقیناً قابل مبارکباد ہے۔ قبول فرمائے اللہ کریم آپ کو اور آپ کے معاونین کو زیادہ وسیع میدانوں میں مزید خدمت دین کی توفیق بخشے۔ آمین

خدا شناس حضرت حافظ ملت کا تذکرہ آپ کی تعزیت ایک [illegible] تحفہ ہے۔ بڑے اثر سے پڑھا۔ خوابیدہ [illegible] جذبات کو گویا زندگی کی حرارت مل گئی۔ کیا تھا [illegible] غیر معمولی صلاحیتوں کی بدولت ایک کرشمۂ قدرت۔ یہ [illegible] بے پایاں [illegible] دین اور اہل دین کے لئے زندگی کو عمل مجسم بنائے رکھنے والی یہ تڑپ

ایک عظیم [illegible] کتاب کی وہ [illegible] نصیب ——— زندگی خیر و برکت کا نمونہ تھی اور زندگی کے [illegible] راہ حق کے چھوڑے ہوئے نقش قدم [illegible] کی شاہراہ پر ستاروں کے مانند جگمگا رہے ہیں [illegible] کے لیے [illegible] شیدائی ہیں جن کے افکار و اعمال بار بار [illegible] ہیں۔ دین حق زندہ ہے دین حق زندہ رہے گا۔

جنت مکانی مجھے التفات بزرگانہ سے [illegible] کے لائق گئے تھے یہ ان کا اتنا بڑا کرم تھا کہ جب جب حاضر ہوتا دامن دریدہ [illegible] تصور میں ان کی نگاہ لطف و کرم کے فیض بے پایاں سے سرشار عجیب روحانی لذتوں سے ہمکنار ہو جاتا تھا۔ والہانہ خلوص تھا کہ [illegible] خیر و برکت بہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حاضری کا شرف حاصل ہوگا، چہرہ مبارک دیکھنے کی تمنا بر آئے گی، انداز کلیمی رکھنے والے کا کلام سننے کو ملے گا۔ ایک طرف فیضان جلوۂ نور ہوگا دوسری طرف نگاہ شوق کی خیرگی۔ ہائے موت کے ہاتھوں نے وہ لعل بلیل چھین لیا جس کی پیشانی پر داغ غلامی فخر انبیا مثال مہر درخشاں روشن تھا، جو صاحب عزم راسخ تھا، صاحب فکر بلیغ تھا، صاحب سحر حلال تھا اب تمنا حسرت بن چکی ہے، جب اس کا غلبہ ہوتا ہے گھنٹوں کچھ عجیب سی کیفیتوں میں مبتلا رہتا ہوں۔ تمنا میں کھوٹ تھا، بر نہ آئی، حسرتیں جاندار ہیں تو دل کہتا ہے کہ ذہنی سرشاریاں جوان سے جوان تر ہوتی جائیں گی۔

مجھ جیسا کم نصیب جس نے جنت مکانی کو دیکھا نہیں جوان کے کام کی قدر و قیمت کو پہچانتا نہیں، علم دین سے یکسر بے بہرہ علم دنیا میں لغزیدہ قدم جن کے خلوتوں سے فراری تن کے ہنگامۂ لایعنی کا پجاری، ایسے عالی مرتبہ بزرگ کے متعلق کچھ کہنے کی جرأت کیسے کرے اور جرأت کر بھی لے تو کہے تو کیا کہے بارہا خواہش نمود نے مجبور کیا، کاغذ سامنے رکھ دیا قلم لاکر دے دیا لیکن نمود شکن ذہن و زندگی کا سپاٹ بے رنگ صورت پر نظر گئی تو قلم ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ کہنے والے نے غلط نہیں کہا تھا کہ نیکوں کی بات وہ کریں جنھیں نیکی سے فطری رغبت ہو۔ اپنا ظرف جانتا ہوں اس لئے ارباب ظرف کی بزم فروغ کمال میں دراندازی کی جرأت کبھی نہ کر پایا دور ہی سہما سہما کھڑا رہتا ہوں۔ کچھ یہی کیفیت اس وقت بھی ہے۔ آپ کا شکریہ ادا کرنے چلا تھا۔ جنون شوق اپنی کہانی لے بیٹھا کیا تم ڈھاتا ہے یہ جنون بھی ——— جنت مکانی کے کم سواد کم نظر عقیدت مندوں میں شمار کرتے ہوئے کبھی کبھی صاحبزادہ عبد الحفیظ صاحب آپ اور دوسرے خواص بزم عزیز اگر مجھے دعائے خیر میں یاد کر لیں تو مجھ پر احسان ہوگا اور حضرت خلد مکانی کی پیروی سنت۔

احقر
نسیم قریشی

بےمثال کردار

جس بےمثال کردار نے شرافت انسانیت کی لاج رکھ لی جس نے دور جدید کے تاریک ماحول میں شمع محمدی روشن کی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز

"دانش برہانی" اپنی تاثیر رکھتی ہے لیکن دانش نورانی بھی تاثیر سے خالی نہیں۔ دانش برہانی نقش راہ ہے، "دانش نورانی" نگاہ راہبر وہ چل کر پاتی ہے یہ بیٹھے بیٹھے پالیتی ہے۔ دانش نورانی کا کمال دیکھنا ہو تو علمائے حق اور اہل اللہ کی صحبت میں دیکھئے مگر یہ روز روز پیدا نہیں ہوتے

سالہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید برون

انسان کامل کا وجود عالم کیلئے کشش نہاں رکھتا ہے۔ یہ دانش کشش نہاں کا کمال تو دیکھئے کہ جو ہے کھنچا چلا آرہا ہے۔

پروفیسر مسعود احمد قادری ایم اے پی ایچ ڈی پاکستان

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت بحیثیت ایک سعادت مند شاگرد

بدر القادری

حافظ ملت علیہ الرحمہ کو حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی صاحب علیہ الرحمہ سے استاذ و مرشد اور مربی ہونے کے ناطے نہایت درجہ محبت اور شیفتگی تھی اس لئے کہ انہیں کی نگاہ کرم نے انہیں خزف سے کیمیا بنایا تھا۔ حضرت صدر الشریعہ نے حافظ ملت کو علم و فضل سے بھی نوازا تھا اور ان پر اپنے کردار و اعمال کا پورا پورا پرتو بھی ڈالا تھا۔ اس طرح حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ علم و عمل میں ثانی صدر الشریعہ بن گئے تھے استاذ گرامی سے آپ کی والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار قدم قدم پر ہوتا تھا۔ ایک بار خود فرمانے لگے کہ جب میں اجمیر شریف میں طالب علم تھا تو حضرت صدر الشریعہ عصر کی نماز کے بعد مجھے اور مولانا سردار احمد صاحب کو ایک کتاب (غالباً قطبی) کا درس دیتے تھے ہم لوگ حضرت کی درسگاہ سے نکل کر جب باہر ہونے لگتے تو ہم میں کا ہر ایک صدر الشریعہ کے نعلین درست کرنے میں سبقت کرتا حتیٰ کہ کبھی کبھی ہم لوگ ایک دوسرے سے لڑ پڑتے چنانچہ کچھ دنوں بعد آپس میں یہ طے پایا کہ ہم دونوں ایک ایک پاؤں کا جوتا سیدھا کر دیا کریں تاکہ دونوں برابر فیض اٹھائیں اور کوئی محروم نہ رہے یہ وارفتگی شعور کی پختگی اور علم کی کاملیت کے ساتھ پختہ ہوتی گئی۔ اپنے مکتوبات میں اکثر یہ القابات استعمال فرماتے۔

"سیدی و مولائی، مرشدی و ملجائی دامت معالیہم"

پتہ اس طرح تحریر فرماتے۔

"بشرف ملاحظہ اقدس حضرت عظیم البرکت، مولائے نعمت عالی جناب معلی القاب حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب قبلہ زید فیضانہ" اور بالاستقلال خط کے تمام پر اپنے نام سے پہلے کفش بردار کا لفظ تحریر فرماتے۔ جو صرف کاغذی نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے اس غایت محبت کا یہ اثر تھا کہ حافظ ملت صدر الشریعہ کے متعلقین اور عزیزوں پر بھی اپنی جان چھڑکتے تھے اور ان کی خوشنودی کی تلاش لیتے تھے۔ حضرت صدر الشریعہ کے پوتے مولوی قمر الہدیٰ صاحب کی تعلیم اور خورد و نوش کے انتظام سے متعلق لکھتے ہیں۔

فارغ وقت میں ان کو لکھنے کی مشق بھی جلد ہی شروع کرا دوں گا۔ ان کا خورد و نوش میرے ساتھ ہے اور میں حضور ہی کا کھاتا ہوں اس لئے حضور اس کا قطعاً خیال نہ فرمائیں۔ حضور کی دعا کافی ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

(محررہ ۹ صفر [illegible] ازبہار گھوسی)

مقبول عوام مقولہ "تالی دونوں ہاتھ سے بجتی ہے" کے مصداق حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بھی حافظ ملت پر بے حد شفیق اور باپ سے زیادہ مہربان تھے ان کے دل میں بھی اپنے اس ہونہار شاگرد کے لئے بے حد وقعت اور محبت تھی اور کامل وثوق تھا کہ حافظ ملت سے ملک میں میرے علوم کو فروغ ہوگا اسی اعتماد کا نتیجہ تھا کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے مولوی عطاء المصطفیٰ صاحب اور قاری رضاء المصطفیٰ صاحب سے لے کر بعد کے تقریباً تمام فرزندان گرامی اور پوتوں کو حافظ ملت کی سرپرستی میں دیدیا اور لائق شاگرد نے اپنے باوقار استاذ کی عطا کی ہوئی علمی امانت اس کے وارثین تک پہونچانے میں ذرہ برابر کسر اٹھا نہ رکھی۔ محدث کبیر مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ حضور صدر الشریعہ کے کرم سے مجھے علم کا جو کچھ حصہ مرحمت ہوا تھا وہ سب میں نے مولوی ضیاء المصطفیٰ کو دے دیا۔ حضرت حافظ ملت اپنے ان مخدوم زادوں کے ساتھ بے حد محبت کا برتاؤ کرتے تھے اور ان کی دلجوئی کے لئے بھرپور شفقت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت صدر الشریعہ کے لئے حسب دستور کوئی مطلوبہ ردا ارسال فرمائی حضرت نے ردا کی قیمت اور روانگی کی لاگت دریافت فرمائی اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔

"پارسل پر ٹکٹ ۱۱ کا لگا تھا اور جو اور کی
ردا تھی پیسہ وصول کر کے میرے پیارے بھائی
حافظ رضاء المصطفیٰ سلمہٗ (حضرت صدر الشریعہ کے
صاحبزادے جو اس وقت کراچی جامع مسجد کے خطیب
ہیں) کو دیئے جائیں۔ امید کہ اس گذارش کو
قبول فرمائیں گے۔" (مکتوب)

گو تعلیمی سلسلہ میں ہمیشہ پابندی وقت کے ساتھ پڑھنے ہی پر متوجہ رہتے تھے ایسا نہیں کہ غایت درجہ شفقت و محبت تعلیم کے راستہ میں کسی طرح حائل اور حارج ہوسکے بلکہ معلمانہ اصولوں کی پابندی فرماتے ہوئے موقع بموقع تنبیہ کو بھی لازمی قرار دیتے تھے حضور حافظ ملت اپنے اوقات کے بے حد پابند اس کی قیمت آشنا تھے اس لئے فضول وقت گذاری اور تضییع اوقات کو سم قاتل تصور فرماتے تھے۔ رخصت کے لئے گھوسی سے بھیجی ہوئی قاری رضاء المصطفیٰ صاحب کی درخواست کا جواب دیتے ہوئے انہیں لکھتے ہیں۔

"ضروری کاموں کی فراغت تک رخصت منظور
ہے مگر جلد فارغ ہونے اور جلد پہونچنے کی کوشش
کرو اب آپ کو بڑی جدوجہد سے تکمیل کرنی ہے وقت
کی قدر کرنا اور اس کو غنیمت جاننا آپ کا فرض ہے۔"

(محررہ ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۶۹ھ)

اگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں کہ مبارک پور کی سرزمین پر اشرفیہ جیسا علمی مرکز بنانے میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی کامل توجہ شامل حال تھی آپ حافظ ملت کو اپنا نائب مطلق تصور فرماتے تھے اس لئے اس وادی پرخار میں علوم و عرفان کی چمن بندی کے لئے انہیں منتخب کیا اور روانہ فرمادیا۔ مبارک پور روانہ کرتے وقت فرماتے تھے کہ "حافظ صاحب میں آپ کو اکھاڑے میں بھیج رہا ہوں" اس پر حافظ ملت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نے عرض کیا حضور اکھاڑے میں اترنے کیلئے کچھ داؤ پیچ جاننا ضروری ہے۔ ارشاد ہوا۔ خدا آپ کا حافظ و ناصر ہے (کارواں)

خدا کا نام لے کر حافظ ملت نے مبارکپور میں قدم رکھا اور اس اکھاڑے میں کامیاب و کامراں گزرے۔ اشرفیہ کے پرپیچ حالات میں وہ حضرت صدر الشریعہ سے ہمیشہ مشورہ فرماتے رہے اور اشرفیہ کے لئے تگ و تاز میں انتظام و انصرام سے لے کر تعلیم و تعلم تک ہر معاملہ میں ان کی رائے گرامی بہرحال حاصل کرتے۔ اشرفیہ کے دانشمند لوگ بھی حضرت صدر الشریعہ کے مشوروں کو ہمیشہ مقدم رکھتے تھے۔ حافظ ملت کا تو یہ حال تھا کہ ان کی مرضی ہی سے ہر کام کرتے تھے اس کے خلاف کچھ بھی نہیں۔

حضرت مولانا شمس الحق صاحب مدرس اشرفیہ کو گھوسی سے تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت ممدوح مدظلہ میرے مالک ہیں ان کے حکم کے خلاف میں کبھی بھی نہیں رہ سکتا"

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو اس بات کا پورا پورا احساس تھا کہ ہمارے ضلع میں اسلام و سنیت کے کام کی سخت ضرورت ہے اور مبارکپور کی سرزمین اس کے لئے ایک مناسب مقام ہے چنانچہ ۱۳۵۲ھ میں حافظ ملت کی آمد کے بعد یک بیک ماحول کی کایا پلٹی اور قوم نے بیداری کی کروٹ کے بعد تعمیری کاموں کی جانب توجہ کی۔ حافظ ملت کی روشن خدمات نے مبارکپور اور ضلع کی پوری توجہ اپنی طرف مبذول کرالی تھی اور تعلیمی نظام شہرت پذیر ہو چکا تھا۔ اس لئے ادارہ کے انتظامی امور کی درستگی بھی ضروری تھی مگر ایک مدرس کو کسی ادارہ کے انتظامی امور میں بھی دخیل بنا لیا جائے اور اس کے تجربات و علمی گہرائی سے اس راہ کو بھی آسان کر لیا جائے مبارکپور اس وقت اتنا بلند نظر نہ ہو سکا تھا۔ حالانکہ عامۃ الناس کی ادارہ سے وابستگی اور کم و بیش کے سارے ذرائع حافظ ملت کی شخصیت سے وابستہ تھے مگر انہوں نے کبھی از خود یہ پسند نہ فرمایا کہ انتظامیہ میں کسی طرح دخل اندازی کی جائے۔ مگر جب حالات بد سے بدتر ہوتے جائیں اور کسی کی شبانہ روز مساعی کا خرمن آنکھوں کے سامنے تاراج ہو رہا ہو تو وہ اسے کس طرح گوارہ کر سکتا ہے۔ حافظ ملت علیہ الرحمہ پر بھی ایسے ہی حالات آئے۔ اشرفیہ کے لئے دن رات مشقتیں اٹھانے والوں کو چار چار ماہ تک تنخواہیں نہ مل سکیں۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے نام لکھتے ہیں

"مدرسہ کی انتظامی حالت ابھی اسی رفتار پر ہے آج چوتھے مہینے کی چار تاریخ ہو گئی لیکن تنخواہ تقسیم نہیں ہوئی سفارت کی آمدنی بھی سال گزشتہ کے برابر ہوئی۔"

مگر اس کے باوجود ان لوگوں کی پیشانیاں شکن آلودہ ہوئیں بلکہ نہایت ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ لگے رہے اور ان تمام پریشانیوں کے ہوتے ہوئے اپنے فرائض میں کوئی کوتاہی نہ کرتے۔ ایک دوسرے مکتوب میں ہے،

"غلام نہایت خاموشی سے مدرسہ کا کام کرتا ہے اور اسی طرح ارشاد عالی کے مطابق جب تک منظور رہے گا خدمت کرتا رہے گا حضور سے التجا ہے کہ اس ناکارہ غلام کے لئے دعائے خیر فرمائیں۔"

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اخلاص وللہیت کے ساتھ کام کرنے کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ راہ کے روڑے قدموں کے پھول بن جاتے ہیں۔ ادارہ کی بدنظمی سے مبارک پور کے عوام بدظن ہو گئے اور انہوں نے اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا اس پر مستزاد سر پر چڑھتی ہوئی گرانی لوگوں نے اپنے گھروں سے دونوں وقت کھانے والے طلبہ کو ہٹانا شروع کر دیا ایسی صورت میں حالات کو قابو میں رکھنا نہایت مشکل امر تھا۔ مگر

"مدرسہ کی بدنظمی سے قصبہ کے لوگ بہت بددل ہیں۔ طلبہ کی جاگیر کا انتظام سب سے ضروری اور سب سے مشکل ہے جس کو کئی سال سے اراکین نے چھوڑ دیا ہے۔ اس سال بڑی دقت پیش آئی اول تو مدرسہ کے اس رویہ سے لوگ بددل ہیں دوسرے روزگار کی حالت خراب ہے۔ جاگیریں چھوٹیں اور نئی جاگیر کی ایسی صورت میں کیا امید جبکہ اراکین اپنے اس فریضہ سے سبکدوش ہو گئے تاہم میں نے خود ہی قصبہ میں کوشش کی حضور کی دعا سے مشکل حل ہو گئی اور سال گزشتہ سے نئی جاگیریں زیادہ ہو گئیں۔"

(مرسلہ ۱۲، ذی قعدہ سنہ ۱۳۶۰ھ)

ذی قعدہ سنہ ۱۳۶۰ھ کے اس مکتوب نے مبارک پور کے تین حالات کی تصویر کشی کی اور مدرسین کی جس مظلومی کو بیان کیا اس کے پیش نظر بہت ہی خارا شگاف حوصلوں کی حاجت تھی جو انتظامی امور کو بھی اصول کاری سے آگاہ کرے اور پیٹ پر پتھر باندھ کر تبلیغ دین اور علوم اسلامیہ کے فروغ میں سر دھڑ کی بازی لگا دے۔ حافظ ملت کو حضرت صدر الشریعہ نے حالات کی ناسازگاری کے باوجود مبارک پور سے الگ نہ ہونے دیا اور پامردی سے حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے کام کرنے کی تاکید فرماتے رہے جس کے نتیجہ میں مبارکپور اشرفیہ کے حالات میں پھر انقلاب آیا اور ادارہ ترقی کی منزلیں طے کرنے لگا۔ مذکورہ بالا مکتوب کے سوا ماہ بعد کے ایک خط سے اس وقت کے حالات پر روشنی پڑتی ہے۔ لکھتے ہیں۔

"مدرسہ کی حالت اچھی ہے اہل شہر کی توجہ روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے اگر ملکی حالات کی نزاکت نہ ہوتی تو مدرسہ فوری ترقی کر جاتا۔"

(مرسلہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

مبارکپور میں حافظ ملت کی آمد کے بعد ہی عوام میں جو کافی حد تک بیداری آ گئی تھی مخالفین سے آویزش کے بعد ہر طبقہ بیدار ہوا اور شدید پریشانیوں کے مقابلہ میں حافظ ملت کی جرأت وعزیمت دیکھنے کے بعد قصبہ کی اکثریت دل وجان سے آپ کی شیدائی بن گئی۔ آپ نے اس جوش وخروش کا احسن استعمال فرماتے ہوئے تعمیر دار العلوم کا کام شروع کر دیا۔ اس وقت مسلمانوں کے جوش وخروش کی کیفیت ملاحظہ فرمائیں۔

"اس وقت بفضلہ حضور کی دعاؤں سے مبارکپور کی فضا اچھی ہے مسلمان بڑے جذبے کے ساتھ مدرسہ کا تعمیری چندہ جمع کر رہے ہیں۔ تقریباً دس ہزار

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کی وصولی ہو چکی ہے ابھی اور امید ہے دعا فرمائیں مولیٰ تعالیٰ اور زیادہ توفیق دے۔

(مرسلہ ۲ راگست ۱۹۳۶ء)

حافظ ملت نے مبارکپور کے مسلمانوں کو جینے کی ایک نئی راہ دکھائی تھی ان کی تعمیری کارکردگی کا نتیجہ تھی آپ نے مخلص اور دیانتدار اراکین و ممبران کی ہمیشہ حوصلہ افزائی فرمائی ان کے کاموں کو سراہا۔ آپ کی بارگاہ میں دیرینہ بے لوث خدمت گزاروں کو ہمیشہ عزت و توقیر کی نظر سے دیکھا گیا جس دور میں مدرسہ کے انتظامی حالات خراب تھے اور اخراجات کی فہرست آمدنی سے طویل ہو رہی تھی مدرسہ کے ناظم اعلیٰ جناب حاجی محمد عمر صاحب مرحوم وغیرہ کی انتھک جد و جہد نے گردش ایام کا بڑی پامردی سے مقابلہ کیا اور مدرسہ کی تعمیر شدہ دیواروں پر چھتیں ڈلوا دیں۔ حافظ ملت نے اس کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے پاس لکھا۔

"امسال مدرسہ کے اخراجات میں زیادتی اور آمدنی میں قلت رہی کام کرنے والوں کی کم توجہی کو دخل ضرور ہے۔ باہر سے کوئی معتدبہ آمدنی نہیں حتیٰ کہ کوئی سفیر بھی نہیں، نہ کوئی ڈھنگ کا آدمی دستیاب ہوتا ہے۔ موجودہ روش پر مدرسہ کی موجودہ حالت کی بقا بھی مشکل ہے چہ جائیکہ ترقی۔ صرف ناظم صاحب کی کوشش سے چھتیں درست ہو گئیں غنیمت ہے ورنہ بیٹھنے کا ٹھکانہ بھی نہ تھا۔"

دار العلوم کی شکل اختیار کرنے کے بعد اشرفیہ کے اخراجات بڑھنے لگے اس وقت حافظ ملت کو ایسے ذرائع کی تلاش ہوئی جن سے پورا اطمینان و خوبی اپنا کام انجام دے سکے، مقامی آمدنی سے اتنے عظیم منصوبہ کی تکمیل دشوار تھی اس کا اظہار کرتے ہوئے صدر الشریعہ کو گوش گزار فرماتے ہیں۔

"مدرسین کی کئی ماہ کی تنخواہیں بقایا ہیں روزگار کی حالت کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ مبارک پور سے مدرسہ کا بار اٹھانا دشوار ہے جس پر سے کلکتہ رنگون وغیرہ سفیر جائیں گے۔ مولوی محمد صدیق بھی جائیں گے۔ مبارکپور سے بھی سفیر بھیجنا ضروری ہے سوائے مدرسین کے کوئی آدمی نظر نہیں آتا اس لئے اگر اوائل شعبان میں امتحان ہو جائے تو وقت مل سکتا ہے۔" (مرسلہ کیم رجب ۱۳۵۵ھ)

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے حافظ ملت کے اس مکتوب کے جواب میں غالباً باہر کے لئے تمام مدرسین کے علاوہ حافظ ملت کو کچھ اہم مقامات پر چندہ کی وصولی کے لئے جانے کا اشارہ فرمایا مکتوب کے جواب الجواب سے سراغ ملتا ہے کہ حافظ ملت نے حضرت کے اس اشارہ کو حکم تصور فرماتے ہوئے چند ایسے مقامات کا انتخاب کیا جہاں حضرت صدر الشریعہ کے بہت زیادہ اثرات تھے اور وہ بھی اس طور پر مشروط کیا۔ میں ان جگہوں پر اسی صورت میں کامیاب ہو سکتا ہوں جب آپ خود وہاں کے لوگوں کو ترغیب دلائیں گے۔ لکھتے ہیں۔

"آداب نیازمندانہ و غلامانہ کے بعد گذارش کہ خادم

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تشریف لائیں کاشفِ حالات ہوا۔ غلام تعمیلِ ارشاد کے لئے ہر طرح حاضر ہے۔ مولوی شمس الحق صاحب رنگون جائیں گے۔ غلام کو اگر یہ خدمت سپرد کی جائے تو اجمیر شریف کاٹھیاواڑ، بمبئی کے لئے، نیز ان مقامات پر جن لوگوں سے کوشش کی امید ہو ان کو جب تک حضور توجہ نہ دلائیں گے کامیابی ناممکن ہے۔"

مدرسہ اشرفیہ کو دار العلوم بنانے میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی زبردست مساعی کا دخل ہے۔ آپ ہندوستان گیر طور پر شمار کئے جانے والے ممتاز علماء میں سے ایک تھے۔ تعلیمی معاملات اور مدارس کے قیام و بقا کی ساری راہیں آپ کی دیکھی بھالی تھیں اس لئے آپ کے مشوروں سے اشرفیہ کے فروغ میں استفادہ کیا گیا۔ دینی کاموں میں دشواریاں بھی آتی ہیں اور پریشانیاں بھی۔ موافق بھی ملتے ہیں مخالف بھی۔ اخلاص سے کام کرنے والے بھی دستیاب ہوتے ہیں اور غرض مند بھی۔ اشرفیہ کو بھی ان مراحل سے گزرنا پڑا اور کچھ لوگوں نے حضرت صدر الشریعہ کے تعمیری مشوروں کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا اور نتیجتاً انتظامی حالات کی خرابیاں بار بار رنگ لاتی رہیں۔ کچھ ایسے ہی دشوار گذار حالات نے حافظِ ملت کو اشرفیہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ آپ سنہ ۱۳۶۱ھ میں جامعہ عربیہ ناگپور چلے گئے۔ حافظِ ملت کا اشرفیہ سے قدم نکالنا تھا کہ انتشار و بدحالی کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ اور ترقی کی منازل کو نشانۂ عمل بنانے والے ذہن اپنے تحفظ و دامان کی فکر میں لگ گئے۔

ادھر حافظِ ملت کے ناگپور پہنچتے ہی وہاں ایک نئی روح دوڑ گئی جس کا ذکر فرماتے ہوئے قلم طراز ہیں۔

"ناگپور کی آب و ہوا اگرچہ کچھ خراب ہے مگر ناقابلِ برداشت نہیں۔ مدرسہ نے چند ماہ کی محنت سے کافی شہرت حاصل کر لی اور صوبہ بھر میں نیک نامی کے ساتھ مشہور ہو گیا۔ طلبہ کی استعداد بہتر تھی جن سے مدرسہ چمک گیا۔ اہلِ شہر مدرسہ کی طرف متوجہ ہو گئے مگر یہ بات زبان زد ہے کہ مدتہ کئی سال سے تھا کوئی جانتا بھی نہ تھا مکتب کی حیثیت میں تھا جب سے عبد العزیز آیا اس وقت سے اس بلندی پر پہونچا۔ بفضلہ حضور کی دعا سے اہلِ شہر حضور کے کفش بردار کو خوب جان گئے اس کا اظہار بھی کرتے ہیں اگر اسی طرح کام جاری رہا تو اگرچہ ناگپور علم کی جگہ نہیں لیکن ضرور ہو جائے گی۔

میرا خیال یہ ہے کہ کام ٹھوس کرنا چاہئے۔ پائدار تبلیغ اسی سے ہو سکتی ہے۔ مجھے ناگپور میں مکان کی تنگی کے سوا کوئی تکلیف نہیں ہوئی اگر وہ عمارت جو زیرِ تجویز تھی خرید لی گئی تو یہ دفع ہو سکتی ہے۔"

مگر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ حافظِ ملت کی اس کارکردگی پر خاموش نہ رہے بلکہ بار بار اسی بات پر زور دیتے رہے کہ آپ کو مبارکپور کی سرزمین پر رہ کر کام کرنا ہے۔ مبارکپور نے جب حافظِ ملت کو کھو دیا اس وقت ان لوگوں کو احساس ہوا کہ ہم نے بڑی ناقدری کی اور

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ناقدری کا اثر یہ ہوا کہ مدرسہ جو کل تک ترقیاتی منصوبوں کی راہ طے کر رہا تھا مائل بہ تنزل ہونے لگا۔ شدید آویزشیں رونما ہوئیں۔ مبارک پور کے باہوش مسلمانوں نے حافظ ملت سے رشتہ نہیں توڑا بلکہ خطوط کتابت اور آنے جانے والوں کے ذریعہ حضرت کو مبارکپور آنے کی دعوت دیتے رہے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے ناگپور میں حافظ ملت کی مقبولیت اور کامیابی پہ مبارکپور کے حالات کی درستگی اور اشرفیہ کے استحکام کو مقدم سمجھا اور حافظ ملت کو مبارکپور واپسی کا حکم مرحمت فرمایا۔ حافظ ملت نے اس کے بارے میں لکھا ہے

"دوسرا گرامی نامہ تشریف لایا حسب ہدایت عمل کروں گا۔ مولوی شمس الحق صاحب نے کچھ حالات لکھے ہیں اور مجھ سے راز داری کے طور پر دریافت کیا ہے کہ کیا مبارکپور مدرسہ کی درستگی کی کوئی صورت ہو سکتی ہے وہ خط حاضر ہے۔ میں نے ان لوگوں (مخلصین مبارکپور) کو لکھ دیا ہے کہ مدرسہ کی ترقی حضرت صدر الشریعہ قبلہ مدظلہ العالی کی کریمانہ توجہ سے ہوئی۔

ذمہ دار لوگوں نے انتظامی بدعنوانیوں سے حضرت ممدوح کو ناراض کر دیا اس کی ترقی ختم ہو گئی۔ میرا ذاتی خیال تو مبارکپور کا نہیں البتہ حضرت ممدوح مدظلہ میرے مالک ہیں ان کے حکم کے خلاف میں کبھی بھی نہیں رہ سکتا۔ مبارکپور والے اگر مدرسہ کی ترقی چاہتے ہیں حضرت صدر صاحب قبلہ کو راضی کر کے مدرسہ کے کام امور ان کے سپرد کر دیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ مدرسہ پھر ترقی کر جائے گا میرا وجود صرف واسطہ تھا ترقی تو موصوف کی نظر کرم سے ہوئی وہ اپنے جس خادم سے چاہیں گے کام لیں گے۔"

ہزار اظہار الطمینان کے باوجود حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے حافظ ملت کو دوبارہ مبارکپور چلے آنے کے لئے تحریر فرمایا۔ اور مستقبل شناس استاذ کے سعادت آثار تلمیذ نے تعمیل حکم میں پھر مبارکپور کا رخ کیا اس وقت مبارکپور کے ارادت مندوں نے راہ میں پلکیں بچھائیں۔ عقیدت کے پھول نچھاور کئے بارگاہ خداوندی میں شکر کے سجدے لٹائے۔ ایک گوہر نایاب کی بازیافت پر ــــــ !

حافظ ملت مبارکپور آکر تحریر فرماتے ہیں۔

"کل بروز یکشنبہ بوقت عصر مبارکپور آ گیا آج مدرسہ جاکر کام شروع کر دیا۔ مولوی محمد سلیمان صاحب ہفتہ کے روز مکان گئے ہیں سنا ہے آٹھ روز میں آئیں گے۔ باقی حالات بدستور ہیں۔"

مری نگاہوں نے جھک جھک کے لئے بوسے
جہاں جہاں سے تقاضائے حسن یار ہوا

حافظ ملت کا قدم مبارکپور میں پہونچا اور پھر سے انتظامی امور کی ترتیب ہوئی اور مدرسہ نے باقاعدگی سے کام کرنا شروع کر دیا۔ اساتذہ اختلافات سے الگ ہو کر درس و تدریس میں منہمک

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہو گئے۔ طلبہ حافظ ملت کا سایۂ کرم پاکر پھر اپنی علمی پیاس بجھانے
لگے۔ پورا نظام عظیم مقصد فروغ علم کی طرف تیز گامی سے رواں
دواں ہو گیا۔

حضرت حافظ ملت کے ایک مکتوب بنام قاری رضاء المصطفیٰ
صاحب سے اشرفیہ کی ترقی کا پورا رخسار سامنے آتا ہے ــــ
فرماتے ہیں۔

میرے آنے سے قبل مبارکپور رشک
نجد تھا۔ وہابیت کا غلبہ بے دینی کا زور تھا
اس وقت بفضلہ تعالیٰ مرکز سنیت ہے وہابیت
مردہ۔ اور مدرسہ کو نمایاں ترقی ہوئی کہ ہندوستان
میں دھوم ہے۔ مدرسہ کی جدید عمارت زیر تعمیر
ہے جس کی تیاری کا تخمینہ پچیس تیس ہزار روپیہ
ہے۔ یہ عمارت وسط قصبہ بازار میں لب سڑک
ہے۔ صدر دروازہ کی طرف دس دکانیں ہیں
دو منزل کا نقشہ تیار کرایا ہے ایک منزل قریب
الختم ہے۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ ایک مہینہ بعد
اس میں درس شروع ہو جائے گا۔ طلبہ کی تعداد
ڈھائی سو کے قریب ہے۔ فوقانی جماعت کے
طلبہ ہندوستانی اور عموماً محنتی اور ذہین ہیں
جن کی تقریر اور علمی لیاقت کا اعظم گڈھ اور
دیگر اضلاع میں شہرہ ہے۔

عزیز محترم ماشاء المولیٰ آپ عقیل و
فہیم ہیں آپ کو کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانا
ہے مگر محبت علمی اتنا عرض کرنے پر مجبور کرتی ہے
کہ اپنے مقصد پر نظر رکھتے ہوئے حضرت والد صاحب
دامت برکاتہم کے طرز عمل کو اپنا معمول بنا رکھیں۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کسی مدرسہ میں تعلیم دینے والے
صرف معلم ہی نہ تھے بلکہ حسب ضرورت فارغ شدہ علماء کو مناسب
مقامات پر تدریس اور خطابت وغیرہ کی جگہ مقرر کرنے میں بھی
پوری کوشش فرماتے تھے اس بارے میں ہمیشہ آپ کا نظریہ یہ
رہا کہ "جگہ کے لحاظ سے آدمی اور آدمی کے لحاظ سے جگہ منتخب کی
جائے"۔ تقرری کے مراحل طے کرنے میں آپ کی جوہر شناسی اور
تجربات نیز رائے مشورہ رہنما تھے۔ اسی لئے آپ کی درسگاہ سے
فارغ شدہ علماء اکثر برسر کار رہے اس طرح علماء کے طلبگاروں
کے مطالبات بڑھنے لگے اور بعض اوقات تو دورۂ حدیث کی
جماعت سے سال پورا ہونے سے قبل ہی طلباء کو بھیجنا پڑا۔ ایک
مکتوب میں ہے۔

"مولوی خلیل احمد صاحب ــــ دیکھئے اگر
کوئی جگہ ہو تو ان کا خیال رکھیں۔ مولوی نثار اللہ صاحب
سے مئو کے لئے معلوم ہوا تھا اگر وہ صورت ہو جاتی
تو قریب ہے۔ مولوی محبوب کلکتہ جگدل گئے۔ وہاں جدید
مدرسہ قائم ہوا ہے۔ مولوی حاتم خیر آباد جدید مدرسہ
میں ہیں۔ مولوی علی احمد صاحب کو مصباح العلوم ہی
میں ایک مختصر سی جگہ مل گئی ہے۔

(مرسلہ ۲۳ راگست ۱۹۳۹ء)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تعلیمی خدمات کی اہمیت کا اظہار کرتے ہوئے بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ حضرت اپنے مدرسین کو دوسرے مدرسوں میں بھیجا کرتے تھے اور یہ طریقہ تا حال آج تک باقی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حافظ ملت علیہ الرحمہ تمام دینی مدارس کی ترقی کو ایک مذہبی ذمہ داری تصور فرماتے تھے اور مدارس کے درمیان معاندانہ تعلقات سے اجتناب برتتے تھے ......

حضور حافظ ملت شہر جودھپور کی تنظیم بنام مسجد نادر سے متعلق لکھتے ہیں۔

"میں محرم میں جودھپور گیا تھا۔ نادر کی مسجد میں دورہ جلسہ تھا۔ بفضلہ تعالیٰ بڑی زبردست کامیابی ہوئی — وہاں مولوی اسد الحق صاحب کو رکھتے پایا تھا۔ میں نے خود وہاں کی ضرورت کو محسوس کیا غور کیا جائے ضرورت کوئی تیاری نظر نہیں آتی کہ ضرورت رفع ہو جودھپور کی ضرورت پر میں اس کو ترجیح دینے کے لئے تیار ہوں کہ اپنے مدرسہ کے ایک مدرس کو بھیج دوں۔ اگرچہ دشواری ہو۔ اگر وہ لوگ تیار ہو جائیں تو کیا مولوی غلام محی الدین صاحب کو بھیجنا مناسب ہوگا۔؟"

آپ کی یہ ہمدردیاں صرف اپنے تلامذہ ہی تک محدود نہیں تھیں بلکہ اپنے معاصر علمائے کرام پر بھی اگر مدرسوں میں پریشانیاں آتیں تو ان سے بھی آپ متردد ہو جاتے اور ان پریشانیوں کو دفع کرنے کی پوری کوشش فرماتے تھے اور اپنے وطن مبارکپور سے بریلی کے مدرسہ کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

"مکرمی جناب مولوی سردار احمد صاحب سے بریلی کی نازک حالت تحریر کی افسوس اس کا [illegible] بہت ہوا۔ آئندہ کے لئے بھی کوئی اطمینان نہیں ظاہر ہے ایسی حالت میں قیام دشوار ہے حضور کی نظر کرم کے مستحق ہیں۔"

(مرسلہ ۲۴ رمضان ۱۳۶۸ھ، [illegible] ۱۹۴۹ء)

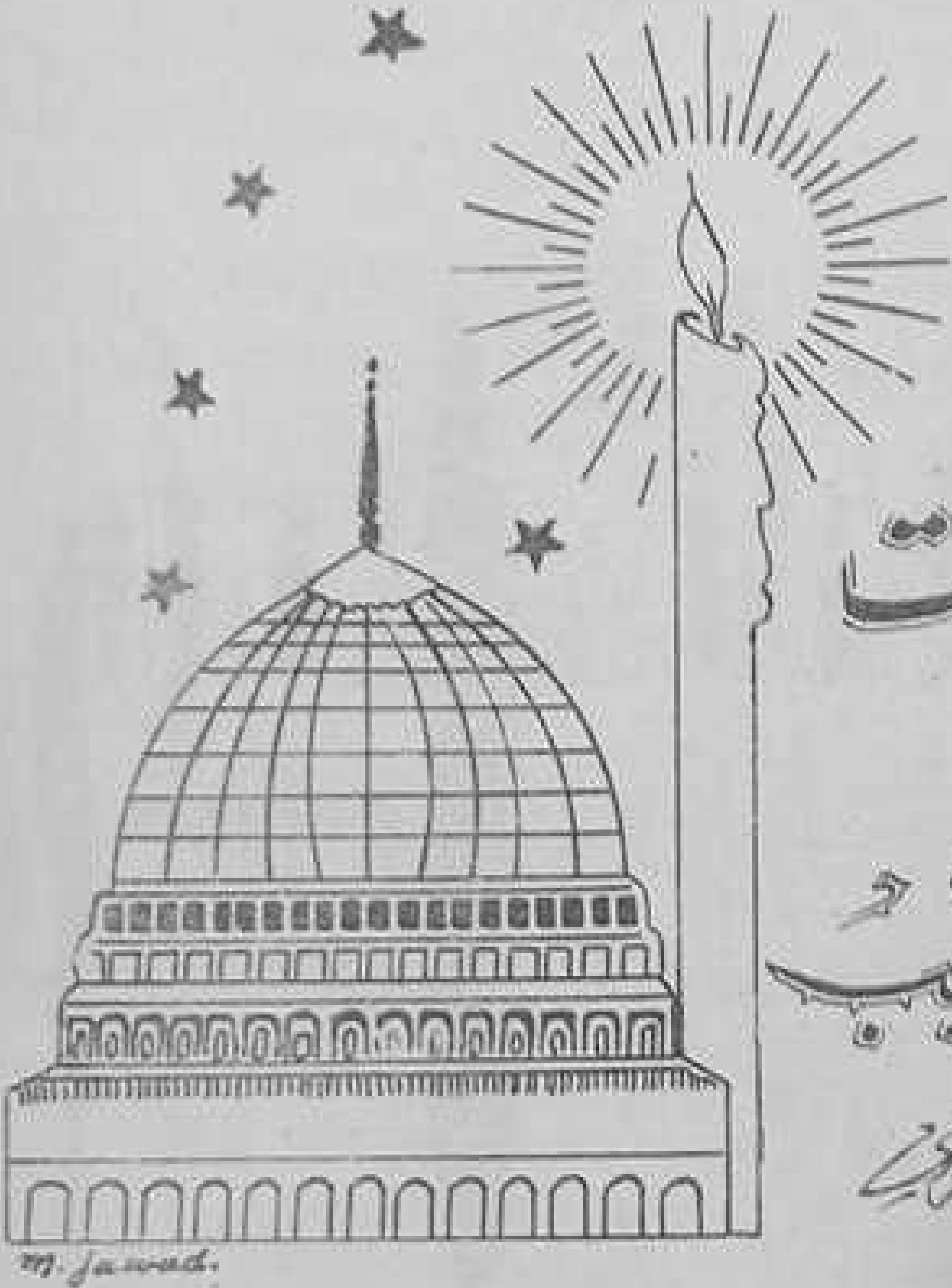
جماعتی معاملات :- حافظ ملت علیہ الرحمہ منظم اور دور بین احساس مند شعور کے انسان تھے جن کا دل دینی مدارس کی بدحالی دشواریوں پر کافی ملول ہوتا تھا۔ صرف یہ نہیں کہ آپ جس ادارہ سے متعلق ہیں اسی کی فکر اور اسی کا خیال رہتا بلکہ شعور آگہی کے ان تمام ادوار پر ان کی برابر نگاہ رہتی تھی جہاں سے دین و دانش کا کام ہو سکتا ہو۔ انہی حالات کے دوران جب آپ نینی تال میں بسلسلہ علاج تشریف فرما تھے اس زمانہ میں بھی آپ ان حالات سے غافل نہیں تھے چنانچہ نینی تال سے جاری [illegible] ۲۳ [illegible] مرسلہ مکتوب میں بریلی شریف کے حالات پر جس انداز سے لکھتے ہیں اس سے ان کی ذہنی وسعت اور جماعتی افتخار سے اندرونی لگاؤ کا اندازہ ہوتا ہے غالباً یہ وہی دور ہے جب مدرسہ منظر اسلام عالم بحران میں تھا حضرت حافظ ملت متحد و متفق ہو کر کوئی کام کرنا کامیابی کی ضمانت اور منتشر و متفرق کوششوں کو اس کے بالمقابل ہمیشہ غیر مؤثر تصور فرماتے تھے اس لئے ان کو اس حالت سے بہت تکلیف ہوئی جس کی غمازی ان کی تحریر ہے۔

"موصوف (مولانا سردار احمد صاحب) نے تحریر فرمایا ہے کہ بریلی کی مسجد [illegible] درس جاری کر دیا ہے سب طلبہ [illegible] — بریلی کے اور واقعات کا علم نہیں کیا قضیہ ہوا اور حضور ایک جگہ ہو کر بریلی حالت پر [illegible] توجہ فرمائے۔ بہت [illegible] کو شہنی کا موقع نہ ملے۔"

---

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com



حافظ ملت اور دیار حبیب

[illegible]

حافظ ملت کی کتاب زندگی میں کئی ابواب اتنے اہم ہیں جن میں کا کوئی ایک باب کسی بھی شخص کو غیر معمولی ثابت کرنے کے لئے بہت ہے۔ غور کیجئے چالیس سالہ خاموش خدمت تدریس، الجامعۃ الاشرفیہ کا قیام، سیکڑوں لائق علماء کی جماعت تیار کرنا یہ سب ایسے کارنامے ناقابل فراموش ہیں۔ اور اگر

حضرت کی نجی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو بیاسی سالہ حیات میں صرف سفر حج، بیت اللہ اور زیارت روضۂ حبیب کی داستان ہی ان کی بلندی قد اور روحانیت کے ثبوت کو ارزاں ہے

دیکھئے تو حافظ ملت، اپنے اخلاق و اطوار، رفق و نرمی، خدا ترسی و فرض شناسی، جود و سخا، ایثار و قربانی، غیرت و

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

محبت، خود داری و مصلحت اندیشی، حسن تدبیر و کمال شناسی۔ تمام صفات کے جامع تھے۔ مگر آئیے ملاحظہ فرمائیے کہ۔

ایک مومن کامل کشاکش حیات میں محصور ہونے کے باوجود گنبد خضریٰ کی حسین جالیوں کے نظارہ کو حیات انسانی کی تکمیل کا کتنا اہم جز سمجھتا ہے اور ایک محب صادق محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس دھرتی پر کس شانِ انفرادیت سے قدم رکھنا چاہتا ہے۔ چودھویں صدی کے البم میں حافظ ملت کی ذات سے اس کا پورا ثبوت مل جاتا ہے آپ کا واقعہ سفر حج عشق رسول کے باب میں اتنا اہم ہے جو قرنہا قرن تک عرفانِ محبت کی فیروزمندیوں کا ثبوت فراہم کرتا رہے گا ـــــ جس دور میں آپ کے عشق مصطفےٰ کا دریا موجزن تھا۔ محبت کی اگن تیز تر تھی اشرفیہ کے نیاز مندوں نے درخواست کی حضور! اب اس پاک سرزمین کے لئے آپ بھی عزم سفر کیجئے آپ نے جواب دیا۔!

سرکار کی بارگاہ میں ان کے احکام کی
خلاف ورزی کرکے جانا۔ میرے بس کی
بات نہیں۔ اگر انہیں بلانا ہے تو کوئی
جائز و مستحسن سبیل پیدا فرما دیں گے۔۔
پھر حاضر ہو جاؤں گا سر کے بل۔

یعنی فوٹو کھنچوا کر حج کے لئے جانا مجھے پسند نہیں

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تصویر کی مذمت میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ اَصْحٰبَ هٰذِهِ	ان تصاویر والوں کو قیامت
الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ	کے دن عذاب دیا جائیگا
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُقَالُ	کہا جائے گا کہ جو تم نے
لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ	بنایا اس میں جان ڈالو۔

(بخاری و مسلم)

کتب احادیث میں جاندار کی تصویر کی بہت مذمتیں آئی ہیں۔ انہیں حدیثوں سے استنباط کرتے ہوئے علمائے اسلام نے اس کی حرمت کے احکام بیان فرمائے ہیں حضرت ملا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔

قال اصحابنا وغیرهم	ہمارے اور دیگر علما نے
من العلماء تصویر صورة	بیان فرمایا کہ جاندار کی
الحیوان حرام شدید	تصویر بنانا حرام ہے سخت
التحریم وهو من الکبائر	حرام اور یہ گناہ کبیرہ ہے
لانه یتوعد علیه	اس لئے کہ اس پر بہت
بهذا الوعید الشدید	سخت وعیدیں آئی ہیں جو
المذکور فی الاحادیث	احادیث میں مذکور ہیں۔

(مرقاۃ ج ۴ ص ۴۸۳)

فرماتے ہیں اگر انہیں بلانا مقصود ہوگا تو کوئی روک نہیں سکتا اور اگر وہ نہ بلائیں تو ساری دنیا کوشش کر ڈالے پہونچنا ممکن نہیں۔ لوگوں نے اسی قسم کے جواب پر ایک بار کہا۔ حضور آج پاسپورٹ کے زمانے میں بلا فوٹو حج پر تو

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مشرق کے بجائے مغرب سے سورج کا طلوع ہونا۔

اس جملہ پر حضرت کے چہرہ پر جلال محبت کی طغیانی دیکھی گئی تھی۔ اور آپ نے فرمایا تھا۔ کیا پورب کے بجائے پچھم سے سورج کا نکلنا محال ہے۔ جواب تو سب لوگ خاموش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا ناممکن ومحال نہیں بلکہ ایسا واقعہ ہو چکا ہے اور دنیا جانتی کہ ایک بار پچھم سے سورج بلند ہوا تھا کیا یہ بھی کوئی غیر معروف حقیقت ہے کہ مقام صہبا میں حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے زانو پر سر رکھ کر اللہ کے پیارے حبیب سید عالم جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے اور حضرت علی کی نماز عصر قضا ہو رہی تھی۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ مگر احترام مصطفیٰ پر شیر خدا نے اپنی نماز نچھاور کر دی اور حضور کے آرام میں ذرہ برابر خلل نہ آنے دیا سرکار کی چشم مبارک اس وقت کھلی جب سورج ڈوب چکا تھا۔ سرکار نے حضرت علی کا اضطراب دیکھا حضور کو جب معلوم ہوا کہ آپ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی اور سورج ڈوب گیا تو مالک کونین نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ:

الٰہ العالمین علی تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے تو ان کے لئے سورج کو لوٹا دے۔

چنانچہ اسی روز مشرق کے بجائے مغرب سے سورج ابھرا بلند ہوا۔ اور نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ تو جس مالک کونین کے اشارہ پر ایک بار غروب سے سورج نکلا ہو وہ چاہیں تو ایک ہزار مرتبہ اور بھی واقعہ رونما ہو سکتا ہے۔

اس وقت حافظ ملت کی بات کیا تاثر دیتی رہی ہوگی مگر جب مبارک پور کے ہزاروں مسلمانوں نے اپنے مرجع عقیدت کو بلا وضع کے سفر پر روانہ کیا اس وقت اس کرامت آثار جملہ کی اہمیت واضح ہوئی جو حافظ ملت نے کسی اور در کی جبہ سائی نہیں کی تھی محبت وعقیدت کے ساتھ اپنے عقیدہ ایمان کی جان رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے در سے جس لگائی تھی اس در سے کوئی واپس لوٹ جائے یہ کیسے ممکن ہے؟ وہ تو ایسے دیالو ہیں کہ اپنے گداؤں کو اس انداز سے نوازتے ہیں۔

شعر: تو بھیک لے ہی در تو کہیں منگتا واحد ہو

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ دنیا اور مافیہا سے بے نیاز مندی اور امید ورجا کا دامن پھیلانا تو بڑی چیز ہے مگر ان کی بارگاہ کی گداگری اور کاسہ لیسی عین عشق۔

ان دنوں حضرت کی عجیب کیفیت تھی اکثر دیار حبیب کا ذکر فرماتے۔ بحالت ان کا جذبۂ عقیدت دل کے نہاں خانے میں تصور جاناں کی زیارت سے مشرف ہوتا جب ہوتا تو منظر نگاہ میں وادی حجاز کی طرف امید وآس میں اٹھی رہتی کہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دیارِ طیبہ کا تو لیکر صبا ادھر بھی آئے
مہک اٹھیں میرے دل کی کلیاں گلوں کے غنچے نکھار کے

یہ کسی حرماں نصیب سودائی کی آہیں نہ تھیں جو برباد ہو جاتیں یہ کسی شوریدہ سر کے نالے نہ تھے جو صدا بصحرا ثابت ہوتے اور وہ زبان حال سے یہ کہنے پر مجبور ہوتا۔

گلشن یاس سے کچھ پھول اکٹھا کر کے
اے غم دوست ترا اک ہار بنا لیتا ہوں
اور ہر رات یونہی صبح سے پہلے پہلے
اپنی ناکام تمنا کو پہنا دیتا ہوں

یہ کسی ناکام تمنا عاشق کی صدائیں نہ تھیں بلکہ پیار دل کے پھپھولے پھوٹے تو یہاں دو عالم کے طبیب روحانی نے دست شفا بڑھایا۔ یہاں آنکھوں کے پیمانے بہے وہاں مونس بیکساں کی کالی کملی اشک شوئی کے لئے لپکی۔ یہاں صبر و ضبط کی کشتی نے ہچکولے کھائے وہاں سے کشتی دو عالم کے کھیون ہار کا دست ناخدائی دراز ہوا۔ حضور حافظ ملت کا جذبۂ حب رسول اس بلند منزل پر تھا کہ دستور زمانہ اور قانون حکومت بھی جگہ پہ پہنچ کر جبیں سائی کرے۔

قانون حکومت ہو کہ دستور زمانہ
مذہب کا مخالف ہو تو مومن نہیں پابند
اس دور میں کس مرد مجاہد نے کیا فاش
اوہام سے آزاد ہے مذہب کا گلوبند

عشق کا آتش فشاں جذبۂ شکیب کا سارا اثاثہ پھونک چکا تھا۔ رحمۃ للعالمین کے فضل و کرم کی طرف سراپا نیاز متوجہ تھے۔ آنسو کا ہر قطرہ بھی صدا لگا رہا تھا۔

ہند میں بیٹھ کر دے رہا ہوں ندا یقیں تو جیب ہے مصطفیٰ
یہ سلامت رہے عشق کا رابطہ مدینے نا مدینہ بیت شریف

یہ محبت کی تپش بعد مسافت میں بھی لذت قرب سے سرفراز کر دیتی ہے۔ زمین کے فاصلے سمندر کی موجیں آبادیوں کے سلسلے دشت و جبل کی فصیلیں حائل نہیں ہوتیں۔

کسی شب پچھلے پہر، ٹوٹی ہوئی چٹائی پر سر جھکائے محو ناز و نیاز رہے ہوں گے کہ نسیم سحر کا مقدس جھونکا آیا ہوگا۔ مدینے والے کا پیامی بن کر دل کی انگیٹھیوں میں عود گرا گئی ہوں گی۔ عمر عزیز کی متاع گراں بہا جن کے جلووں کی تمنا میں لٹائی، فکر و عقل کی ساری توانائیاں جس نورانی گنبد والے کے لیے صرف کیں، جس کے دیکھنے کا بن کر رہا برسوں سے ..

ع صدا دے رہا ہوں کہ آواز آئے

لگتا ہے آج آہوں نے باب اجابت تک رسائی پائی ہے۔ شکووں کی فراوانی نے ان کی دلپذیر کر دی۔

عجیب پر کیف احساس ابھرا ہوگا۔ نعرۂ روح کا نشاط جنبش سماں کھینچ گیا ہوگا۔ عاشق صادق سراپا اشتیاق زبان حال سے کہہ رہا ہوگا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

روح کیوں گوشِ بر آواز ہوئی جاتی ہے
مجھ کو سرکارِ دو عالم نے پکارا تو نہیں

بندہ نواز رسول نے اپنے دیوانے کی سن لی اور بادِ رحمت کی بیقرار موجیں امنڈ پڑیں۔ فیضِ رسالت کا سحاب کرم اٹھا اور کشت زارِ محبت کو سرسبز و شاداب کر گیا اب وادی القریٰ میں پہونچا ہے تصور ہی میں میزابِ رحمت کے نیچے پہونچ کر رحمت کے چھینٹوں سے جیب و گریباں تر کر رہے ہیں۔ مدتوں کا سلگتا دامن قرار پا رہا ہے۔

شعر: مانگی مراد مل گئی بزمِ حبیب سے

آہیں اثر انداز ہوئیں نالۂ شبینہ عرش سے انعام اجابت مانگ لائے۔ اور آقائے نعمت کو دیارِ پاک بلوانے حاضری کا پروانہ مل گیا۔ دل کی کلیاں کھل گئیں۔ آرزوؤں کے چمنستان میں بہار آ گئی۔ اب تصور محبوب و دیارِ محبوب کچھ اور ہی لطف دینے لگا۔ ان آنے والے لمحوں کے کیف میں ڈوب ڈوب کر ابھرتے اور شادکام ہوتے ہوئے بھی سننے تو پڑھ رہے ہیں۔

وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم
خاکِ درِ رسول کو سرمہ بنائیں ہم

جذب و شوق کی طغیانی جب سبز گنبد کے جلووں کی یاد میں ڈھلتی اور دل و دماغ وہاں کے فردوس بداماں مناظر کے لئے تڑپتے تو زبان پر یہ شعر ہوتا۔

مدینے دل و روح و جاں لے کے جاؤں
محبت کا سارا جہاں لے کے جاؤں

عاشقانِ مصطفیٰ کو بادِ نسیم سے بڑی رسم و راہ ہے کیونکہ اس کا رخ اس مقدس سرزمین کی جانب ہوتا ہے جو آرزوؤں اور تمناؤں کا مرکز ہے۔ اہلِ تعلق اسی کو اپنا پیامبر اور دل پر گزرنے والی واردات بھیجنے کے لئے قاصد بناتے ہیں۔ حضور حافظ ملت بھی کبھی یوں ترنم ریز ہوتے۔

صبا حضور سے کہنا مرے سلام کے بعد
تمہارے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

اور نسیم سبک خرام کبھی ان کے پاس سے ہو کر گزرتی تو محسوس ہوتا کہ محبوب دلنواز کا پیام کچھ سنا گیا۔ اس وقت کی اندرونی کیفیات زبان پر اس طرح برآمد ہوتیں۔

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھینچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اور کبھی تو ایسا ہوتا کہ ہوا کا کوئی جھونکا آتا اور جسم و روح کی پوری صلاحیت کے ساتھ محبوب دلآزار کے تصور میں کھو جاتے۔ ارد گرد کا ماحول ان کے واردات قلبی سے نا آشنا ہوتا مگر وہ کسی اجنبی خوشبو سے خوب خوب لذت اندوز ہوتے اور گنگنا اٹھتے۔

بادِ نسیم آج بہت خوشگوار ہے
شاید ہوا کے رخ پہ کھلی زلفِ یار ہے

مدینے جانے والوں کو تاسف بھری نگاہوں سے دیکھتے آہیں بھرتے، آنسو بہاتے اور اپنے جانے کے لمحات کا انتظار کرتے رہتے۔ ہر جانے والے سے کہتے دیارِ پاک میں پہنچ کر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میرا غلامانہ سلام عرض کیجئے اور عرض کیجئے کہ سرکار اپنے اس بندۂ عاجز کو کب طلب فرما رہے ہیں۔ شالیمار سے لوٹتے تو یہ شعر نوک زبان پر ہوتا۔

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں
حسرت آتی ہے یہ پہونچا میں رہا جاتا ہوں

امام احمد رضا فاضل بریلوی کا قول ہے مگر ہماری آنکھوں نے اس کا ایک چلتا پھرتا ترجمہ دیکھا ہے جو حافظ ملت علیہ الرحمہ کی شکل میں سالہا سال مبارکپور کی گلیوں میں چلتا پھرتا رہا۔ عشق حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شخصیت کو خوب خوب نکھار دیا تھا۔ درحقیقت عشق مصطفیٰ کا امانت دار دامن زیست کو تار تار رکھتا ہے مگر ہزاروں تعمیریں انھیں گدڑیوں کے خستہ دھاگوں سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اس بحر سلسبیل و کوثر کا غوطہ خور کبھی اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ یہ دولت لازوال ہاتھ سے جائے بلکہ خواہش ہوتی ہے کہ لذت درد میں مست و بیخود رہیں۔ جذب و عشق کی ہزار سالہ بیخودی اس ایک آرزو پر قربان اللہ اللہ جل رہے ہیں۔ بھن رہے ہیں۔ تڑپ رہے ہیں بلک رہے ہیں۔ کسی کے ہجر میں کسی کی یاد میں کسی کے تصور میں۔ مگر سوزش کا علاج درد کی دوا تپش کا مداوا سامنے آتا ہے تو اس کا ناز اٹھانا بھی گوارا نہیں۔ کیونکہ وہی سوز و تپش تو عشق کا سرمایہ اور محبت کا انعام ہے۔ لیجئے امام احمد رضا کا وہ قول حافظ ملت کی زبان سے ملاحظہ فرمایئے اور تصور کیجئے کہ ایک درویش خرقہ پوش شب تار میں اشکوں کے دیپ جلائے گریہ و زاری کے ساز میں کہہ رہا ہے۔

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا ناز دوا اٹھائے کیوں

کبھی بہت سارے اور صاف لہجے میں یوں بھی کہتے سنا گیا۔

دکھا دے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولا تری رحمت برستی ہے

محبت رسول کے رشتۂ محکم کو بنیاد بنا کر رحمت کونین کے در سے طلب کرم کا سبق عمر بھر دیتے رہے اور خود بھی اسی پر کاربند تھے۔

مانگنے والے نے جس خلوص و گشتگی کے جذبہ سے مانگا۔ عطا فرمانے والے رحمت کونین نے اسی کے مطابق بخشش و کرم اور جود و نوال کا برتاؤ فرمایا۔ بلا لیا۔ اپنے دیار میں اپنے حرم میں۔ روانگی کے ایام میں زبان سے یہ شعر بھی سنا گیا۔

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے

حضرت مولانا محمد حنیف الاعظمی اور الحاج بیگن آسیابی کی روایت کے مطابق آپ نے اس دیار مقدس میں قدم رکھا تو زیادہ تر خاموشی کی کیفیت دیکھی گئی۔ رات کا بیشتر آخری حصہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ خلیفہ اعلیٰ حضرت کی معیت میں کسی نامعلوم جگہ گزرتا۔ سرزمین حرم اور مدینہ طیبہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں کبھی جوتا پہن کر نہیں چلے ہمیشہ ننگے پاؤں چلتے۔ میں نے کنکریلی زمین کی وجہ سے تکلیف کا اندیشہ ظاہر کیا تو رو کر فرمایا — عزیزم ممکن نہیں ہے ورنہ۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

حرم میں ایک روز بیکل صاحب سے متوجہ تھے اس وقت کہا۔ بیکل صاحب آپ نے درست فرمایا۔

یہ کعبہ ہے یہاں دیوانگی تو عین ایماں ہے
اگر طیبہ میں دامن ہوش کا چھوٹا تو سب چھوٹا

مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہوئے اب عشق و عرفان کی معراج کا وقت قریب تھا اعلیٰ حضرت کی زبان میں گویا ہوئے۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

مدینہ طیبہ کے دلکش اور جانفزا نورانی مناظر تصور کے کینوس پر ابھرنے لگے صحاح ستہ کے اوراق پر چالیس سال تک جن پر نور وادیوں بیابانوں اور کہساروں کا تذکرہ پڑھتے پڑھاتے رہے جن راہوں میں اونٹوں کی لمبی لمبی قطاروں میں صدیق اور فاروق، عثمان و حیدر، صہیب و عمار بلال و یاسر کی جلو میں ایک ماہ تاباں کا سفر پڑھتے پڑھاتے آئے تھے جن ریگزاروں کی مقدس جھاڑیوں کے عشق آشنا کانٹوں نے دامن مصطفیٰ کا بوسہ لیا تھا اور اس کے بعد انہیں جھاڑیوں میں ابن عمر نے اپنی چادر راز خود الجھا کر عشق رسول کی چنگاریوں کو کرید ا تھا۔ انہیں برکت و عظمت سطوت و مرتبت والی راہ سے چلتے ہوئے تصور نے قبا کا سماں کھینچا تو کہہ اٹھے۔

اجالی رات ہوگی اور میدان قبا ہوگا
زبان شوق پر یا مصطفیٰ یا مصطفیٰ ہوگا

اور جب خلد بداماں سرزمین مدینہ طیبہ پہنچے تو نہ پوچھئے۔ زبان گنگ، آنکھیں جاری اور چہرہ کا رنگ متغیر لگتا ہے۔ سارے جذبات نے آنکھوں کی شکل اختیار کرلی حسرت و یاس کے سارے فسانے اشک و آہ میں ڈھل گئے۔ گویا

سوچا تو بہت کچھ تھا پر کچھ بھی نہ کام آیا
ہم نطق ہی کھو بیٹھے جب وقت کلام آیا

جناب بیکل صاحب کے بیان کے بموجب حرم مدینہ میں جب تک قیام رہا کھانا بہت ہی قلیل تناول فرماتے میں نے اس پوری مدت میں رفع حاجت کے لئے جاتے نہیں دیکھا کہ کب جاتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں اکثر ایسا ہوتا کہ رات کے آخر لمحات میں جگاتے اور فرماتے۔ اٹھئے نصیب بیدار ہے اور آپ سو رہے ہیں۔؟

مزار انور کے پاس پاسبان اور لوگوں کو تو قریب جانے سے منع کرتے مگر حضرت جب بھی گئے کبھی کسی نے نہیں روکا۔ بلکہ نہایت احترام کا برتاؤ کرتے رہے۔

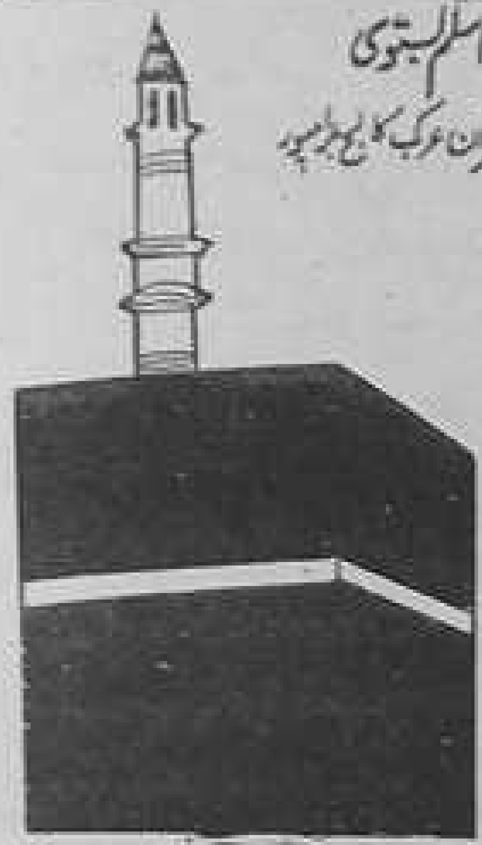
مواجہہ شریف میں حضرت جس طرح مؤدب اور فدیانہ

(باقی صفحہ ۳۰۳ پر)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مرتبہ مولانا اسلم البستوی
انوار القرآن عرب کالج بلرامپور



حافظ ملت کا سفر حج

دنیا کے تمام متمدن ممالک نے دوسری عالمگیر جنگ کی تباہی و بربادی کے اسباب میں جاسوسی کی اہمیت کے پیش نظر ایک بین الاقوامی قانون وضع کر کے باتفاق آرا منظور کر دیا کہ کسی ملک کا باشندہ بغیر ویزا یا پاسپورٹ بالتصدیق تصویر کے دوسرے ملک کی سرحد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ شاید امن عالم کے برقرار رکھنے کے لئے یہ ایک ضروری اور مستحسن اقدام ہو لیکن اس سے ارکان اسلام بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس لئے کہ جہاں یہ قانون بین الممالک سفر کے لئے ناگزیر ہو گیا وہیں سفر حج کی شرط "من استطاع الیہ سبیلا" سے مزاحم ہو گیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ سفر حج کو اس قانون سے مستثنی کر دیا جاتا اور اگر مستثنی نہیں کیا گیا تھا تو عالم اسلام کے تمام مفتیان کرام، علماء و دانشوران اسلام اس کے خلاف احتجاج کر کے رائے عامہ ہموار کرتے اس طرح اپنی اپنی مملکتوں کو اقوام متحدہ تک اس مسئلے کو پہنچانے کے لئے مجبور کرتے تاکہ اس کا کوئی مثبت حل نکل آتا۔

لیکن افسوس کہ ایسا نہ کر کے بعض اہل علم سفر حج کے لئے فوٹو کا جواز تلاش کرنے لگے جب کہ تصویر کشی کی ممانعت احادیث متواتر المعانی سے ثابت ہے۔ اور اس پر تشدد وعید کے ساتھ جو وعیدیں آئی ہیں، وہ اسے حرمت قطعی تک پہنچانے کے لئے کافی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کا ایک طبقہ سفر حج کے لئے بھی تصویر کشی کے جواز کا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

قائل نہیں ہے۔ اور علماء کے اسی طبقہ سے عالم اسلام کی جلیل القدر شخصیت حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ بانی الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارکپور کا بھی تعلق ہے۔ اسی لئے اُن کے سامنے جب بھی ان کے اپنے حج کرنے سے متعلق بات پیش ہوئی تو انھوں نے مروجہ تصویر کشی کو اپنے سفر حج سے متعلق رخنہ قرار دیا۔ اور ساتھ ہی اس رکن کی ادائگی اور بارگاہ رسالت کی حاضری کی لگن ان کے دل میں اس درجہ تھی کہ ایسے موقعوں پر ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ میں سفر حج اور حاضری بارگاہ رسالت کے لئے بیقرار ہوں۔ تصویر کھنچوانے کو ناجائز سمجھتا ہوں۔ اگر بغیر تصویر کے مجھے اجازت مل گئی تو میں ضرور جاؤں گا۔ اور میری یہ دیرینہ آرزو ہے۔ اور مجھے پوری امید ہے کہ یہ میری آرزو ضرور پوری ہوگی اگرچہ بادی النظر میں اس طرح میرا جانا امر محال معلوم ہوتا ہے لیکن اُن کا بلوانا تو محال نہیں!

ع — ہمیں محال ہے لیکن انھیں محال نہیں

اگر میری آرزو اور لگن سچی ہے تو ایک نہ ایک دن مدینے والے سرکار میرے لئے کوئی سبیل پیدا کر کے مجھے ضرور بلوالیں گے بالآخر ہوا بھی ایسا ہی ایک دیوانۂ رسول کی دیوانگی ایک عاشق صادق کی بیقراری رنگ لاکر رہی مدینے والے سرکار نے کرم فرمائی کی۔ بلاوا آہی گیا۔ اس عاشق رسول (علیہ السلام) نے کوئی اشارہ ہی پاکر اپنے مرید خاص حسان الہند حضرت بیکل اتساہی کو حکم دیا کہ میرے لئے بغیر فوٹو کے حج کی درخواست دی جائے بیکل صاحب کا بیان ہے کہ حکم پاتے ہی میں نے یہ درخواست بڑھائی۔ اور میں نے اس کو چیف پاسپورٹ افسر مسٹر وراثت حسین قدوائی اور صرف ایک دفتر تک بڑھایا تھا اور دوسرے تمام دفاتر تک یہ خود بخود بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ اپنی آخری منزل تک پہنچ گئی۔ اور بین الاقوامی قانون مجھے منہ دیکھتا رہ گیا آگے بیکل صاحب کہتے ہیں ویزا و پاسپورٹ کے دفاتر سے لے کر سفارت خانوں کے دفاتر تک، حکام اسفل سے لیکر حکام اعلیٰ تک وزیر اعظم ہند اندرا گاندھی سے لے کر فرمانروائے سعودی عربیہ شاہ فیصل تک، ایک حکومت سے لیکر دوسری مملکت تک کی یہ جلوہ مہربانیاں بے سبب نہ تھیں بلکہ

ع — کوئی معشوق تھا اس پردۂ زنگاری میں

لیکن یہ کام اتنی آسانی سے نہیں ہوگیا جتنا مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ بے شمار دشوار گزار مراحل سے گزرنا ہوا ہے۔ اور اس موقع پر یہ مرحلے بھی مصلحت سے خالی نہیں رہے اس لئے کہ نام مسلم ایک مکتبۂ فکر جو اپنی ذہنی، لسانی اور قلمی آوارگی کی بدولت "اختیار مصطفیٰ" کو ہر محاذ پر چیلنج کرتا رہتا ہے یہاں خاموش نہ رہ سکا بلکہ "اختیار مصطفیٰ" کے اس معمولی سے عملی پہلو کے خلاف عملی اقدام کی ہر امکانی کوشش کر ڈالی تاکہ اس کی خانہ ساز "توحید پرستی" کا بھرم باقی رہ جائے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یہ اور بات ہے کہ ان کے اس موضوعہ عقیدے
کا شیش محل "اختیار مصطفیٰ" کی ایک ہلکی سی ٹھوکر سے
پاش پاش ہو گیا۔ غالباً سرکار مدینہ کو اس معمولی سے
واقعے کے ذریعہ اپنی سلطنت (جو دونوں جہاں کی ہے)
میں مختار کل ہونے کا عملی ثبوت بھی پیش فرمانا مقصود تھا
کاش! اس مکتبۂ فکر کے لوگ اس واقعے سے عبرت
حاصل کرتے ہوئے اپنے مخصوص عقیدے سے تائب ہو کر
ختم اللہ علی قلوبھم کی صفوں سے الگ رہتے۔ لیکن
وہ ایسا نہ کر کے فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا"
کا مصداق بن گئے۔ البتہ اہل ایمان اس واقعے سے
فما زادھم الا ایمانا وتسلیما کے مژدۂ جانفزا سے
سرفراز ہوئے۔ اس واقعے کی تفصیل کا اندازہ خود صاحب
واقعہ (حافظ ملت) کے درج ذیل بیان سے لگائیں۔

انسانی تمناؤں، آرزوؤں کی دنیا بڑی وسیع
وعریض ہے۔ مختلف الخیال لوگوں کی مختلف
الانواع آرزوئیں ہوتی ہیں کسی کا مطمح
نظر دین ہے کسی کا دنیا کسی کے دل
میں آل واولاد کی خواہش پرورش پاتی ہے
تو کوئی مال ودولت چاہتا ہے۔ کوئی جاہ و
حشمت کا طالب ہے تو کوئی عزت وعظمت
کا جویاں، اور ہر ایک اپنے مقصود ومطلوب
کے حصول میں کوشاں وسرگرداں ہے۔
مگر ایک مسلمان کے نزدیک سب سے بڑی
قلبی آرزو بارگاہ خداوندی وبارگاہ
رسالت کی حاضری ہے ایک مرد مومن
کا یہی جذبۂ ایمانی بھی ہونا چاہیے۔ اور یہی
جذبۂ ایمانی مجھے بھی بے چین کر رہا تھا۔
حاضری حرمین طیبین کا والہانہ جذبہ بیتاب
کر رہا تھا۔ اور مدت دراز سے یہی دعا کرتا
رہتا تھا۔ ؎

دکھا دے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تری رحمت برستی ہے

اور کبھی اس طرح دعا کرتا تھا ؎

وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم
خاک در رسول کا سرمہ لگائیں ہم

مگر بظاہر میری حاضری سخت مشکل اور انتہائی
دشوار تھی۔ کیونکہ جب آزادی تھی تو میں اس
قابل نہ تھا اور جب سے استطاعت
ہوئی تو فوٹو لازم کر دیا گیا۔ اس قانونی پابندی
سے سخت مجبوری تھی۔ اگرچہ علماء کرام و
مفتیان اسلام نے فریضۂ حج کی ادائیگی
کے لئے فوٹو کے جواز کا فتویٰ دیدیا تھا
لیکن میری سمجھ میں مسئلہ نہیں آیا تھا۔
اس لئے میں بلا فوٹو کے حاضری کا طالب
تھا۔ بارگاہ رسالت میں میری یہی درخواست
تھی کہ حضور والا اپنے اس غلام کو بلا فوٹو

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے حاضریٔ بارگاہِ عالی کا شرف بخشیں۔

سالہا سال مختلف ذرائع سے اس مقصد کے حصول میں کوشش بھی کی۔ مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ بڑی پریشانی نہایت مایوسی تھی کہ میرے مخدوم زادے حضرت مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب خلف الرشید حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمہ ایک سال قبل حاضرِ بارگاہِ رسالت ہوئے۔ ان کے ذریعے میں نے سرکار کی بارگاہ میں درخواست بھیجی۔ موصوف نے پورے الحاح کے ساتھ درخواست پیش کی یقیناً بارگاہِ رسالت میں یہ درخواست قبول ہو گئی تبھی تو سرکار نے مجھے بغیر فوٹو بلا لیا

عشق کی بات تھی جو گئی ہو گئی
ورنہ میں اور حبیبِ خدا کا وطن

میری بلا فوٹو حج کی درخواست جو بیکل صاحب نے دی تھی۔ اس کو حکومتِ ہند نے اس تعلیق کے ساتھ منظور کیا کہ اس درخواست پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بشرطیکہ حکومتِ سعودی عربیہ اسے منظور کرلے اور حکومتِ سعودی عربیہ نے یہ درخواست منظور کر کے حکومتِ ہند کو بھیجی۔ اور حکومتِ ہند نے بیکل صاحب کو۔ یہ سرکار کا کرم ہی تھا اور بس۔

مجھے اپنے اس مقصد کی تکمیل میں کس قدر دشواریاں پیش آئیں کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بیان کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

بیکل صاحب نے میرے اس خصوص میں کوشش کی تو حالات سے مجھے مطلع کرتے رہے میں نے اس کو صیغۂ راز میں رکھا میں خوب سمجھتا تھا کہ اگر یہ راز فاش ہوا تو مخالفین نیش زنی کریں گے۔ اور پوری طاقت کے ساتھ رخنہ اندازی کر کے مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے میں نے کسی سے ذکر تک نہیں کیا۔ مگر عجیب اتفاق ہوا کہ بیکل صاحب کا خط دار العلوم اشرفیہ کے دفتر میں آ گیا۔ دفتر میں خط کا آنا تھا گویا آل انڈیا ریڈیو پر اعلان ہو گیا۔ ہر جگہ خبر پہونچ گئی سب کو معلوم ہو گیا۔ اب کیا تھا مخالفین تیار ہو گئے۔ طاقتوں ریشہ دوانیوں اور منظم سازشوں سے میری مخالفت شروع کر دی۔ مبارکپور سے دہلی اور بمبئی تک کی ساری طاقتیں، پوری قوتیں خرچ کر دیں۔ خاص مبارکپور

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کا واقعہ ہے کہ مظفر پورہ صوفی میں ایک قاضی صاحب اپنے دو ہم خیال ساتھیوں کے ساتھ میرے بلا فوٹو حج کا تذکرہ آپس میں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ قاضی صاحب موصوف اپنے ساتھیوں سے کہہ رہے تھے۔ میں دیکھوں وہ بلا فوٹو کیسے جاتے ہیں۔ مولوی محمد حنیف ساکن محلہ کرہ شہبازگیر ان کے پیچھے جا رہے تھے۔ انہوں نے سنا اور مجھ سے بیان کیا کہ قاضی صاحب مذکور کی چونکہ حج کمیٹی اور مغل لائن میں رسائی ہے انہیں ناز تھا کہ وہ وہاں مخالفت میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جبھی تو کہا ———— دیکھیں وہ بلا فوٹو کیسے جاتے ہیں۔

میرے بلا فوٹو سفر حجاز کی اطلاع پورے ہندوستان کے طول و عرض میں تھی۔ ہندوستان کے باشندے ہندو، سکھ، عیسائی یہودی وغیرہ کثیر التعداد مذاہب کے ہیں سیاسی حیثیت سے کانگریسی، جن سنگھی، مہا سبھائی وغیرہ کافی پارٹیوں کے لوگ ہیں۔ مگر نہ کسی ہندو نے میری مخالفت کی نہ کسی عیسائی نے نہ کسی یہودی نے اسی طرح کسی سیاسی جماعت یا پارٹی نے میری مخالفت نہ کی۔ بلکہ غیر مسلموں نے نہ تائید بھی کی۔ ہاں میرے حج بیت اللہ کو بغیر فوٹو جانے کی مخالفت کی تو ایک نام نہاد مکتبۂ فکر کے مولویوں نے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے اور اسلام کے سب سے بڑے دشمن اسی مکتبۂ فکر کے لوگ ہیں جنہوں نے اخیر دم تک پوری قوت سے مجھے روکنا چاہا۔ اور اس نشہ میں ایسے مدہوش ہوئے کہ مسئلہ شرعیہ کی نوعیت بھی بھول گئے۔

ادائے فریضۂ حج کے لئے علمائے کرام نے فوٹو کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اس کی وجہ تو صرف یہی ہے کہ حج فرض ہے اور اہم فرض ہے۔ فوٹو اگرچہ حرام ہے لیکن قانونی مجبوری ہے کہ بغیر فوٹو کے حج ادا نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا اس مجبوری کی بنا پر ادائے حج فرض کیلئے فوٹو جائز ہے۔ لیکن جو شخص اس قانون سے مستثنیٰ کیا جا رہا ہے۔ دونوں حکومتیں بغیر فوٹو کے اجازت دے رہی ہیں وہ تو مجبور نہیں ہے۔ اس کے لئے فوٹو قطعاً بے ضرورت ہے حرام ہے اس پر یہ فتویٰ کہاں لاگو ہے۔ مگر اس مکتبۂ فکر کے مولوی لوگ اس کو بھی فوٹو کھنچوانے پر مجبور کرتے ہیں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور اس سے بلا ضرورت ارتکاب حرام کرواتے ہیں ان کی یہ کوشش مسئلہ شرعیہ کے تحت حرام ہے۔

لیکن اُن کو حرام و حلال سے کیا بحث بُغضٌ الشیئ یُعمی ویُصِم کی بنا پر وہ برابر مخالفت کرتے ہی رہے۔ مجھے جب مخالفین کی کوششوں کی رپورٹ ملتی تھی اور اپنے لوگ مایوس ہوتے تھے تو میں یہی کہتا تھا کہ مدینے والے سرکار مالک و مختار ہیں وہ جس طرح چاہیں بلائیں کوئی روک نہیں سکتا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ ساری قوتیں تمام طاقتیں میدان مخالفت میں ناکام ہوئیں۔ سرکار نے بلایا میں حاضر ہوگیا۔ بلا فوٹو بلایا۔ بلا فوٹو حاضر ہوگیا۔

جب حکومت ہند حکومت حجاز نے میرا اپیشل کیس بلا فوٹو منظور کر لیا اور کاغذات مرتب ہو کر میرے پاس آگئے تو میں نے برادر عزیز مولوی حکیم عبد الغفور صاحب کی درخواست کے ساتھ اپنی درخواست مغل لین روانہ کی۔ مغل لین نے ہماری دونوں درخواستوں کو نامنظور کر کے کینسل کر دیا اور مجھے واپس بھیجدیا۔

یہ خیال ہوا کہ جس طرح دوسرے حجاج کی درخواستیں نامنظور ہو کر واپس ہوئی ہیں ویسے ہی ہمارے درخواست بھی نامنظور ہوئی ہوگی۔ سیٹوں کا انتظام نہ ہو سکا ہوگا۔ اس لئے درخواست کینسل کر دی گئی۔

اس پر بیکل صاحب نے دہلی سے کوشش کی۔ تو حکومت ہند نے اپنی محفوظ سیٹوں میں سے منظوری جہاز کی دو سیٹیں ہمیں دیدیں۔ اس منظوری کے ساتھ ہم نے پھر مغل لین کو دوبارہ درخواست بھیجیں بھائی صاحب کی درخواست فوٹو کے ساتھ تھی۔ میری درخواست بلا فوٹو تھی۔

اس مرتبہ مغل لین نے میری درخواست پھر کینسل کر کے واپس کر دی اور اس پر لکھ دیا کہ "آپ فوٹو بھیجئے تب درخواست منظور ہوگی اور مطلوبہ سیٹ مل سکے گی۔"

مغل لین کا یہ جواب مخالفین کی بھرپور کوشش کا نتیجہ تھا (قاضی صاحب مبارکپوری تو پہلے ہی کہہ چکے تھے میں دیکھوں وہ بلا فوٹو کیسے جاتے ہیں) میں نے مغل لین کو اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ البتہ بیکل اتساہی صاحب کو لکھ دیا کہ مغل لین نے فوٹو طلب کیا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جب اس کے جواب میں بیکل صاحب
نے مجھے کہا کہ میں ابھی جا رہا ہوں قونصل
جنرل سے فیصلہ کن گفتگو کروں گا۔

بیکل صاحب ابھی ہو گئے اور قونصل جنرل کے
کارکنوں سے مطالبہ کیا کہ جب حکومت
ہند نے بلا فوٹو درخواست منظور کی
ہے تو آپ کو فوٹو طلب کرنے کا کیا
حق ہے۔ یا آپ کس قانون سے
فوٹو مانگتے ہیں، آپ نے درخواست
کینسل کر کے کیوں واپس کر دی آپ
کو صرف جہاز کی سیٹوں کا اختیار ہے اور
وہ بھی اپنی سیٹوں کا۔ حکومت ہند نے
جب کہ مخصوص سیٹیں دی ہیں تو آپ روکنے
والے کون ہوتے ہیں۔ بالآخر قونصل جنرل کا دفتر
مجبور ہوا اور فوراً میرا پاسپورٹ مکمل
کر کے بیکل صاحب کو دے دیا بیکل صاحب
نے بذریعہ رجسٹری میرے نام روانہ کر دیا
وصول ہو گیا بات ختم ہو گئی اطمینان
ہو گیا۔

اعلان کے بموجب جہاز کی روانگی سے ایک ہفتہ قبل ہم
لوگ ممبئی ہو گئے بیکل صاحب میرا پاسپورٹ بلا فوٹو لے کر
حکومت سعودیہ کے سفیر کے پاس ویزا کے لئے پہنچے اس
نے پاسپورٹ دیکھا کہ بلا فوٹو ہے بلا فوٹو منظوری کے بعد
جس سے سفیر نے ویزا دینے سے انکار نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ
آپ کل آئیے میں ویزا دے دوں گا دوسرے روز
ہو گئے تو جب دوسرے روز پہنچے تو پھر
روز ٹالتا رہا اسی طرح ٹالتا رہا یہاں تک کہ جہاز کی روانگی
میں چند گھنٹے باقی رہ گئے تو ویزا دینے سے انکار کر
دیا کہ میں بلا فوٹو کے ویزا نہیں دوں گا یہ پوری دنیا میں
ہی ایک شخص ہیں جو فوٹو کو حرام کہتے ہیں سارے
دنیا فوٹو کے ساتھ حج کے لئے آ رہی ہے حج کے
لئے فوٹو جائز ہے۔ بیکل صاحب نے جواب دیا
حکومت ہند و حکومت سعودیہ نے بلا فوٹو اجازت کیسے
منظور کیا ہے یہ کاغذات موجود ہیں۔ سفیر نے کہا
میں کاغذات نہیں دیکھتا۔ مجھے اوپر سے آرڈر
نہیں ہے جب تک اوپر سے آرڈر نہیں ہوگا میں
ویزا نہیں دوں گا۔ یعنی سفیر حکومت سعودیہ کا پہنچ
کا آرڈر دہلی ہے اسی کا ممبئی میں نائب ہے اس کا
آرڈر مانگتا ہے اب صرف جہاز کی روانگی میں چار
گھنٹے باقی رہ گئے ہیں آخر بیکل صاحب حجاج کرام جب
بحری سوار ہو چکے ہیں میرے لئے یہ رکاوٹ ہے کہ بغیر
بلا فوٹو نہیں جا سکتا اور میں فوٹو کھنچوا نہیں سکتا
یہ انتہائی مایوسی کا وقت تھا کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آ
رہی تھی اپنے لوگ بے حد پریشان تھے نہایت بے بسی
تھی اور کسی کی جرأت تو نہیں ہو سکی مگر حاجی حبیب اللہ
صاحب کلکتہ والے جو ممبئی میری ملاقات کو آئے تھے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

انھوں نے مجھ سے دیے بیچے ہیں کہا کہ حضور اب تو فوٹو کھنچوا لینا چاہیئے بڑی مجبوری ہے میں نے اُن کو کوئی جواب نہیں دیا اپنے رب کو یاد کیا اور اُس کے حبیب اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں عرض کیا:

یارسول اللہ انظر حالنا ⁘ یا حبیب اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر ھم مغرق ⁘ خذ یدی سہل لنا اشکالنا

سرکار کرم مختار کل کا وہ کرم ہوا کہ چند ہی منٹ میں وہ عقدہ لاینحل حل ہوگیا کہ سفیر حجاز نے بلا فوٹو ہی ویزا دیدی۔ ایک گھنٹہ کے اندر ہی بیگل صاحب ویزا لے کر میری قیام گاہ پر آ گئے اس وقت بیگل صاحب کی عجیب کیفیت تھی اس قدر متاثر تھے کہ جس کی تعبیر سے الفاظ قاصر ہیں۔ اُس وقت حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی نیاز کی گئی والہانہ جذبات عقیدت سے قیام وصلوٰۃ وسلام بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا اس عقدہ کشائی کی ظاہری صورت یہ ہوئی کہ جب سفیر حجاز نے آخری انکاری جواب دیدیا تو عین اُسی موقع پر مان سنگھ صاحب! جو محکمہ پاسپورٹ کے بڑے افسر تھے پہنچ گئے۔ موصوف بیگل صاحب کے ملاقاتی ہیں انھوں نے دریافت کیا حالات بتائے مان سنگھ صاحب نے کاغذات دیکھے اور سفیر سے کہا کہ دونوں حکومتوں نے بلا فوٹو منظور کر لیا ہے آپ ویزا دیجئے۔ سفیر نے وہی جواب دیا کہ مجھے اوپر سے آرڈر نہیں ہے

جب تک اوپر سے آرڈر نہیں ملے گا میں ویزا نہیں دوں گا یہ سُن کر مان سنگھ صاحب فون پر پہنچے پانچ منٹ میں بمبئی سے دہلی فون مل گیا۔ اور عجیب اتفاق جن سے گفتگو کرنا تھی وہ اس وقت فون پر موجود تھے مان سنگھ صاحب نے بتایا کہ شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کو آپ کی حکومت نے بلا فوٹو اجازت دی ہے کاغذات موجود ہیں مگر آپ کا نائب ویزا نہیں دیتا تو دہلی والے سفیر نے بمبئی والے سفیر کو فون کیا کہ ویزا دے اس پر بھی اس بمبئی والے سفیر نے دہلی والے سفیر کو اپنا خیال بتانے کے لئے پندرہ بیس منٹ گفتگو کی کہ بلا فوٹو ویزا دینے میں بین الاقوامی قانون کی مخالفت ہے لہٰذا بلا فوٹو اجازت نہیں دینا چاہیئے ساری دنیا کے علماء ومشائخ عوام وخواص سب فوٹو کے ساتھ حج کر رہے ہیں حج کے لئے فوٹو جائز ہے ان سے بھی فوٹو لیا جائے۔ ایک شخص کو فوٹو سے مستثنیٰ کرنے میں حکومت کی سبکی ہے تب دہلی والے سفیر نے بمبئی والے سفیر کو ڈانٹا اور کہا کہ حکومت کی سبکی اجازت دینے میں نہیں ہے بلکہ حکومت کی سبکی اس میں ہے کہ پہلے حکومت بلا فوٹو منظور کر چکی ہے اور اب اپنی منظوری کو رد کرے لہٰذا ویزا دو۔ تب اس بمبئی والے سفیر نے ویزا دی فللّٰہ الحمد والمنۃ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ المصطفیٰ!

یہ امر ضرور قابل غور ہے کہ بمبئی والے سفیر نے پہلے دن بلا فوٹو ویزا دینے سے انکار نہیں کیا نہ دوسرے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دن تو تیسرے دن نہ ہو تھے دن بگڑ جاتے ملتے آخر وقت تک لے گیا جب انکار کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ سفر کی ذاتی رائے نہیں تھی ورنہ پہلے ہی روز جو فوٹو طلب کرتے بلا فوٹو ویزا دینے سے انکار کرتے پہلے سے ویزا کا وعدہ کرتے چلے آئے اور عین وقت روانگی انکار کر دیا۔

یہ تمام کارروائی مخالفین کی سازش اور اسکیم کے تحت تھی معلوم نہیں کن اثرات سے سفر حجاز کھوایا اور تیار کیا تھا سوچا یہ تھا کہ عین وقت پر کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکے گی مجبوراً لوٹ کر گھر بیٹھنا ہی پڑے گا یا سفر ملتوی کریں گے کیونکہ اس کے بعد کوئی جہاز بھی نہیں ہے مگر ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ مختار دو عالم مالک کونین حضور پر نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بلا فوٹو بلائیں تو کوئی طاقت روک نہیں سکتی چنانچہ یہی ہوا سرکار نے مجھے بلا فوٹو بلایا میں حاضر ہو گیا اللہ عز وجل اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مجھ پر وہ احسان عظیم ہے کہ پوری عمر اسی کا شکر ادا کروں تو لاکھ ہزارواں حصہ بھی ممکن نہیں فللہ الحمد والمنۃ والصلوٰۃ علی حبیبہ المصطفیٰ

میرے اس سفر حجاز میں سرکار کی بندہ نوازی کا کیا اندازہ کیا جائے میں نے جو درخواست کی منظور فرمائی جو مانگا وہ عطا فرمایا۔ میں نے بلا فوٹو حاضری طلب کی عطا فرمائی۔ آخر جہاز مظفری طلب کیا وہی دیا۔ اس میں میری مصلحت یہ تھی کہ تعلیمی سال ہے اور شوال اور ذی القعدہ کا کچھ وقت مل جائے تو دار العلوم اشرفیہ کا تعلیمی نظام درست کر دوں کام چھوڑ دوں تاکہ میرے جانے کے بعد کام حسب سابق جاری رہے چنانچہ حسن و خوبی تعلیم جاری ہوئی اور اسی نہج پر جاری رہی واپسی میں بھی وہی مظفری جہاز عطا فرمایا۔ حج کے بعد میں نے مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت نہیں کی بلکہ عرض کیا کہ سرکار جلد مدینہ طیبہ بلا لیجئے تو جلد ہی بلا لیا اور گیارہ روز حاضری کا شرف بخشا بارہویں دن واپس کر دیا ۱۵ اپریل شام کو جدہ پہنچے اور ۲۰ اپریل صبح کو بمبئی کے لئے مظفری جہاز پر سوار ہو گئے صرف ایک ماہ حرمین طیبین کی حاضری رہی ۲۰ مارچ بذریعہ مظفری جہاز حج سے دو روز قبل جدہ پہنچے اور ۲۰ اپریل کو اسی مظفری جہاز سے واپس ہو گئے۔ آمد و رفت کا پورا سفر مبارکپور سے جانا اور واپس مبارکپور آنا آغوش رحمت ہی میں رہا کسی جگہ کسی مقام پر کوئی تکلیف نہیں ہوئی نہ ریل میں نہ جہاز میں نہ اس کے بعد۔ آمد و رفت کا پورا سفر معلوم ہی نہ ہوا ہر جگہ نہایت ہی راحت و آرام سے رکھا شاہی مہمان کی حیثیت عطا فرمائی یہ سب سرکار کی بندہ نوازی ہے جس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

مبارکپور سے روانگی مبارکپور سے روانگی کا جب وقت آیا تو آپ سب سے پہلے دار العلوم اشرفیہ تشریف لے گئے وہاں کے مدرسین و طلباء سے خطاب کر کے درج ذیل ہدایات دیں۔

۱۔ آپ حضرات پوری توجہ اور ذوق و شوق

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے ساتھ تعلیم و تعلم میں مصروف رہیں اپنے
فرائض منصبی کا پورا پورا خیال رکھیں کوئی
شکایت نہ ہونے پائے طلباء پورے طور پر
تحصیل علم میں منہمک رہیں اساتذہ و اراکین
کا احترام کریں ان کے احکام کی پوری پابندی
کریں۔ مدرسین پابندی اوقات کے ساتھ
محنت سے تعلیمی فرائض انجام دیں طلباء
پر شفقت کریں ان کی تربیت کا خاص
لحاظ رکھیں۔ میری عدم موجودگی میں ان
پر اور زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے
اس کا بھی خیال کریں۔ در آخر میں دار العلوم
اشرفیہ کے استحکام و بقا کی دعا کرتے ہوئے
فرمایا، مولائے کریم! اس دینی درسگاہ
کو استحکام بخشے اس کی حفاظت فرمائے
عروج و ترقی عطا فرمائے۔ آمین! بجاہ
حبیبہ سید المرسلین۔“

اس کے بعد یہ عاشق رسول عازم حرمین طیبین جب
مبارکپور سے روانہ ہوتا ہے تو مبارکپور اور قرب و
جوار کے مسلمانوں کی پوری آبادی پروانوں کی طرح ایک شمع
کے گرد اکٹھا ہو جاتی ہے۔ عجیب کیف و مستی کا عالم ہے
ایک دیوانے کے لئے ہزاروں دیوانے ہو رہے ہیں، رخصت
کرنے والوں کا ایک عظیم اجتماع تھا جو مبارکپور کی تاریخ میں
اپنی مثال آپ تھا انسانوں کا یہ جم غفیر اپنے عظیم رہنما کو دنیا
کے سب سے عظیم سفر کے لئے رخصت کر رہا تھا فرط مسرت
سے آنکھیں اشکبار ہو رہی تھیں دل بے قابو ہو رہے تھے
اہل عقیدت دست بوسیوں کے لئے بیتاب ہو ہو کر ایک
دوسرے پر گرے پڑ رہے تھے جانے والے کی حفاظت
کے لئے چند جوشیلے نوجوانوں نے حلقہ بنا رکھا تھا جو آہستہ
آہستہ تنگ ہو کر ٹوٹ گیا سیل عقیدت کسی بند کا
پابند نہیں ہوتا۔ مجمع قابو سے باہر ہو گیا۔ مجبوراً حافظ ملت
کو ایک کھلی کار پر سوار کرنا پڑا لیکن اہل عقیدت کے
مصافحوں کا وزن ہی کار کو بیکار کرنے کے لئے کافی
تھا۔ کار کا ایک تختہ ٹوٹ گیا مگر مصافحوں کا سلسلہ نہیں
ٹوٹا عقیدت مندوں اور نیاز مندوں کے اس بڑھتے
ہوئے سیلاب کے درمیان جب آبادی سے باہر تشریف
لائے تو پورے مجمع سے مندرجہ ذیل خطاب فرمایا۔

”اما بعد! عزیزان گرامی! اللہ عز و جل
اور اس کے حبیب جناب محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کے
لئے جا رہا ہوں حکومت ہند حکومت حجاز نے
میرا اسپیشل کیس بلا فوٹو جانا منظور
کر لیا ہے۔

یہ میرے رب کا احسان عظیم ہے کہ
مجھے قباحت شرعیہ سے بچا لیا اور بلا فوٹو
حج و زیارت کی اجازت دے دی فللہ الحمد
والمنۃ والصلوۃ والسلام علی حبیبہ المصطفیٰ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عزیزانِ گرامی یہ وہ منزل ہے جس میں
صرف جانا ہے اور جانے ہی کے لئے جانا
ہے یہ وہ سفر ہے جس میں واپسی کا ارادہ
نہیں کیا جاتا مجھ سے بہت سے لوگوں
نے دریافت کیا کہ آپ کب تک واپس آئیں
گے میں نے جواب یہی دیا کہ زندگی کے ہر
سفر سے پہلے ہی سے میں واپسی کا وقت
متعین کرتا تھا اگر اس سفر میں بھی واپسی کا
متعین کروں تو ساری زندگی کے دوسرے
سفر اور سفرِ حجاز میں کیا فرق ہوگا بس مجھے
جانا ہے اور صرف جانا ہے آگے اللہ
اور اس کے حبیب مختار ہیں وہ جو چاہیں
کریں مجھے صرف جانا ہے اور صاف ہو
کر جانا ہے میں ایک گنہگار انسان ہوں
مبارکپور کے طویل دورانِ قیام میں ہو
سکتا ہے کہ کسی کو مجھ سے کوئی تکلیف و
اذیت پہنچی ہو میں اس کی معافی چاہتا ہوں
تو معاف کر دیں میں اپنی طرف سے معاف
کر چکا ہوں حاجی محمد عمر صاحب نے بھی صفائی کر
لی اب میرے اور ان کے درمیان کوئی
خلش باقی نہیں حاجی صاحب کے لئے
دعائے خیر کرتا ہوں خداوند کریم ان کو صحت
سے تندرست کر دے آمین)

برادرانِ اسلام! میری زندگی کا اہم
مقصد دارالعلوم اشرفیہ ہے میں نے
اس کو اپنا مقصدِ زندگی قرار دیا ہے
۴۰ سالہ زندگی کا بڑا قیمتی وقت اس
کی خدمت میں صرف کیا ہے آپ حضرات
کی مخلصانہ خدمات اور بے مثال تعاون
سے یہ دارالعلوم اس منزل پر پہنچا
کہ اپنی خصوصیات میں امتیازی شان
رکھتا ہے پورے ہندوستان پر اس
کی خدمات کا سکہ ہے ملک کے طول و
عرض سے خراجِ تحسین وصول کر رہا ہے
یہ عجیب وقت کا ثمر ہے بڑی وزنی
اور شاندار درسگاہ ہے اب یہ خادم
جا رہا ہے آپ کے اشرفیہ کو آپ کے سپرد
کرتا ہے آپ اس کو اپنا مقصدِ زندگی
قرار دیں اور اپنی زریں خدمات سے ہمیشہ
اس کی آبیاری کرتے رہیں پورا خیال
رکھیں کہ اشرفیہ کے کسی شعبہ میں تنزل و
انحطاط نہ ہونے پائے بلکہ آپ کی خدمات
سے یہ آگے بڑھتا رہے ترقی کرتا رہے
خداوند کریم آپ حضرات کو جزائے خیر دے
شاد و آباد رکھے آمین !"

ان دعائیہ کلمات پر خطاب عام ختم ہوا مجلس آگے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بڑھنے لگا نعرۂ تکبیر و رسالت کے فلک شگاف نعروں سے گونجنے
لگی جلوس بڑھتا ہی رہا یہاں تک کہ شھیاؤں اسٹیشن آگیا
مجمع اپنی کثرت کی وجہ سے اسٹیشن کے پلیٹ فارم میں نہیں
سما سکا اس لئے مجمع کا یہ سلسلہ پلیٹ فارم کے باہر بھی
دور تک پھیل گیا تھا اس پر شکوہ مجمع کو دیکھ کر ایک
غیر مسلم مسافر نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے مبارکپور بہت بڑا
شہر ہے اُسے کیا معلوم کہ مبارکپور کوئی بڑا شہر
نہیں ہے وہاں کے مسلمانوں کے جذبات بہت بڑے
ہیں۔ مرجع عقیدت سے اپنی وابستگی کے جذبات
میں سیلاب بن کر امڈ آتے ہیں۔

کچھ دیر کے بعد ٹرین آئی اس انبوہ کثیر میں ٹرین
پر سوار ہونا سخت مشکل تھا بدقت تمام مجمع کو ہٹا کر آپ
کو ٹرین پر سوار کرایا گیا پھر بھی ملنے والے مصافحہ کرتے ہی
رہے اور ٹرین چل پڑی ٹرین کی تیز رفتاری کے ساتھ
مصافحے کی رفتار بھی تیز ہوگئی

یہاں سے ٹرین پر آپ کے ہمراہ مولینا علی احمد صاحب
انچارج دفتر دار العلوم اشرفیہ حضرت مولانا محمد کاظم علی صاحب
مولانا محمد نعمان صاحب وغیرہم حضرات سوار ہو گئے ٹرین
محمد آباد پہونچی یہاں کے اسٹیشن پر بھی استقبال کرنے والوں
کا کافی مجمع تھا یہاں بھی مسلمانان محمد آباد ظفر آباد وغیرہ
نے استقبال کے سلسلے میں اپنی بھرپور عقیدت و محبت
کا پورا پورا ثبوت دیا۔ ٹرین وہاں سے روانہ ہو کر مئو پہونچی
مئو کے اسٹیشن پر بھی مئو اور اطراف کے لوگوں کا اجتماع تھا

پلیٹ فارم پر نماز مغرب ادا کی گئی امامت کا شرف حضرت
ہی نے انجام دیا پیچھے مقتدیوں کی کثیر جماعت تھی [illegible]
ٹرین کو اب [illegible] بلرام پور [illegible]
اسٹیشن پر ٹھیک [illegible] بجے ٹرین سے اُتر کر یہاں بھی
پہلے اُترتے ہی پلیٹ فارم تکبیر و رسالت اور نعرۂ غوثیہ کے
نعروں سے گونج اٹھا مبارکپور کی طرح یہاں بھی عقیدت مند
اور شیدائیوں نے [illegible] ایک کثیر مجمع تھا [illegible]
بیگ [illegible] کی قیادت میں استقبال کے لئے [illegible]
بلرام پور [illegible] اسٹیشن ماسٹر نے بڑھ کر آپ کا استقبال
کرتے ہوئے آپ کو پھولوں کا ہار پہنایا۔ یہاں بھی آپ نے
مجمع سے خطاب فرمایا۔ حضرت [illegible] جناب حکیم
عبد المجید صاحب وکیل مظفر حسین صاحب و دیگر حضرات
کی دینی و ملی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے سب کے لئے دعائے
خیر فرمائی۔ اب یہاں سے مجمع آپ کو گھوڑے سے آراستہ
ایک کھلی ہوئی کار پر لے کر استقبالیہ نعرے لگاتے ہوئے پیدل
چل پڑا دو میل کی مسافت آدھے گھنٹے میں طے کرتے ہوئے
آپ مجمع کے ساتھ بلرام پور کے خاص شہر میں داخل ہوئے
میں شہر کی طرف سے آپ کے استقبال کے لئے دوکانداروں
نے جگہ جگہ گیٹ بنا رکھے تھے قادری گیٹ رضوی گیٹ
امجدی گیٹ عزیزی گیٹ تمام گیٹوں سے گذرتے
ہوئے شہر بلرام پور اور ضلع گونڈا کی سب سے عظیم دینی درسگاہ
جامعہ عربیہ انوار القرآن میں تشریف لے گئے یہاں [illegible]
فرمایا۔ رات کو آپ کے اعزاز میں اہل بلرام پور نے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ایک عظیم الشان جلسہ کیا اس اجلاس کو سب سے پہلے جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی نے خطاب کیا، اس کے بعد حج کے موضوع پر آپ نے نہایت ہی موثر تقریر فرمائی جلسہ صلوۃ وسلام پر اختتام پذیر ہوا (اس جلسے اور استقبال میں راقم الحروف بھی موجود تھا) صبح کے وقت آپ کو رخصت کرنے کے لئے پھر ایک عظیم الشان مجمع پاپیادہ استقبالیہ نعرے لگاتا ہوا اسٹیشن پہنچا آپ ٹرین پر سوار ہوئے یہاں سے آپ کے ہمراہ مولانا غلام محمد صاحب عزیزی بھوجپور تک گئے راستے میں لکھنؤ اسٹیشن پر حضرت مولانا قاری محب الدین صاحب شیخ التجوید مدرسہ تجوید الفرقان لکھنؤ اور آپ کے صاحبزادے جناب مولانا قاری احمد ضیا صاحب ازہری اور ان کے رفقاء نے استقبال کیا قاری صاحب موصوف آپ کو اپنے گھر لے گئے تواضع کی پھر واپس اسٹیشن آکر سیالدہ ایکسپریس پر سوار ہوئے ۵ بجے مرادآباد پہونچے مرادآباد اسٹیشن پر بھی آپ کے برادر خورد حضرت حافظ عبدالرشید صاحب کی قیادت میں بہت سے لوگ استقبال کرنے کے لئے موجود تھے یہاں سے آپ اپنے مکان بھوجپور تشریف لائے یہاں بھی آپ کا استقبال کیا گیا مکان پر آپ نے تین دن قیام فرمایا چوتھے دن حضرت بیکل اتساہی بھوجپور پہونچے اسی دن حضرت کے برادر زادہ جناب محمد قاسم نعیمی کا عقیقہ تھا شب میں میلاد شریف ہوا جس میں حضرت بیکل اتساہی اور آپ کے نسبتی صاحبزادے حضرت ممتاز راشف بھوجپوری نے نعتیہ کلام پیش کیا اور حضرت مولانا غلام آسی صاحب و جناب مولانا محمد رفیق صاحب نے تقریریں کیں اور آخر میں حضرت بیکل اتساہی نے شاندار اور بلیغ خطاب فرمایا مزید بیکل صاحب نے آپ کے سفر حج سے متعلق ایک بہترین منقبت پیش کی جو کافی پسند کیا گیا مطلع درج ذیل ہے۔

مدینہ جانے کا عزم سفر مبارک ہو
طواف کعبہ جبیں رگڑنا مبارک ہو

یہ جلسہ بھی صلوۃ وسلام پر اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے دن صبح نو بجے کی ٹرین سے بھوجپور سے بھی روانگی ہوئی یہاں بھی بوقت رخصت شاندار مجمع تھا بھوجپور کے مسلمانوں نے بھی کافی جذبات عقیدت ومحبت کا مظاہرہ کیا اسٹیشن کا پلیٹ فارم بھرا ہوا تھا ٹرین چلنے پر بھی لوگ دوڑ دوڑ کر مصافحہ کر رہے تھے، یہاں سے مرادآباد جنکشن پہونچے جہاں قائد اہلسنت رئیس العلما حضرت مولانا محمد نذیر الاکرم صاحب (مرادآبادی) ان کے والد بزرگوار جناب حاجی ظہور احمد صاحب، ماسٹر عبدالغفور صاحب، مولانا محمد رفیق صاحب، محمد الیاس صاحب مرادآبادی، محمد شفیع صاحب، طالب چندوسی، ماسٹر ظہور الاسلام صاحب امروہوی وغیرہم حضرات پر مشتمل ایک اچھا خاصا مجمع استقبال کے لئے موجود تھا یہاں سے آپ اپنے برادر عزیز جناب مولوی حکیم عبدالغفور صاحب (عازم حرمین) حضرت بیکل اتساہی جناب حافظ ممتاز واصف

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

و جناب حافظ عبدالرشید صاحب وغیرہم حضرات کے ساتھ شاندار استقبال کیا۔ گلہائے عقیدت کے گرانقدر ہار پیش کئے اور شب میں قیام کے لئے اپنے مکان لے گئے اور صبح کو فرنٹیر میل سے بمبئی کے لئے روانہ ہوئے راستے میں کوٹہ (راجستھان) کے احباب اہل سنت نے بھی شاندار استقبال کیا بے پناہ عقیدت و محبت کے جذبات کا اظہار کیا گل ہائے عقیدت اور نفیس ناشتے سے تواضع بھی کی۔

دوسری صبح کو ٹرین ۱۰ بجے عروس البلاد بمبئی پہنچی یہاں اسٹیشن پر آپ کے شیدائیوں کا ہاتھوں میں پھولوں کے ہار لئے اس قدر ہجوم تھا جس کا کچھ اندازہ اس طرح لگا لیجے کہ آپ کی گلپوشی کی گئی تو آپ کا سر تک چھپ گیا ضرورتاً اتارا گیا تو دوبارہ وسہ بارہ پھر وہی صورتیں پیش آئیں مسلمانان بمبئی نے نہایت ہی پرجوش مسرت کا اظہار کیا اگرچہ یہاں آپ کے استقبال کے لئے بمبئی کے علاوہ جمشید پور، ہوڑہ، کلکتہ، گیا، مبارکپور گونڈہ، بلرام پور وغیرہ کے حضرات سفر کر کے پہلے سے موجود ہوئے تھے۔ خود آپ کے خلیفہ حافظ محمد حنیف صاحب بلرامپوری جو کئی روز پہلے بمبئی پہونچ چکے تھے اس استقبال میں موجود تھے۔ اور بمبئی کی اہم ترین ہستیوں میں جناب سیٹھ سعید احمد عرف سعید بھائی، سیٹھ عبدالمجید سیٹھ مشتاق حسین وغیرہ حضرات خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

پلیٹ فارم سے باہر آپ کے استقبال کے لئے قطار در قطار کاریں کھڑی تھیں ان میں سب سے آگے سیٹھ سعید بھائی کے فرزند ارجمند کی امپالا پھولوں سے سجی ہوئی آپ کا انتظار کر رہی تھی اور تفصیل کاریں کے افراد سے بھی، وہ قدم رنجہ کرنے کا منتظر تھے، کار مالکان میں سے ہر ایک کی آرزو تھی کہ حضرت ہمارے یہاں قیام کریں۔ مگر چونکہ حضرت بیکل اتساہی نے پہلے ہی بذریعہ ٹیلی گرام سیٹھ سعید احمد و سیٹھ عبدالمجید صاحب کو حضرت کے قیام سے متعلق مطلع کر دیا تھا اس لئے حسب وعدہ حضرت نے انہی حضرات کے یہاں قیام کیا اور یہاں قیام کے لئے سیٹھ صاحبان نے نئے سرے سے آراستہ اپنا ایک فلیٹ ہی مخصوص کر دیا تھا اور یہ ضروری بھی تھا اس لئے کہ مریدین، متوسلین اور نیازمندوں کا روزانہ کثیر تعداد میں آنا جانا، ملنا ملانا رہتا تھا۔ حاصل کلام سیٹھ صاحبان نے حضرت کی مہمان نوازی کا شرف ہر حیثیت سے حاصل کیا۔

بمبئی قیام کے دوران جگہ جگہ آپ کے اعزاز میں جلسے ہوتے رہے جن میں مصطفےٰ بازار کے اعزازی جلسے کو خصوصی حیثیت حاصل ہے اس جلسے کا اہتمام جناب سیٹھ شمس الحق علیمی و سیٹھ غلام مصطفےٰ رضوی و دیگر ساکنان مصطفےٰ بازار نے نہایت شاندار طریقے سے کیا تھا اس اجلاس میں عینی شاہدین کا بیان ہے کہ تقریباً دس ہزار کا مجمع رہا ہوگا۔ اور مقررین میں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

آپ کے علاوہ جن علماء اور شعراء نے شرکت کی ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب رئیس اڑیسہ۔

۲۔ پیر طریقت حضرت مولانا طفیل شاہ صاحب۔

۳۔ فاضل جلیل حضرت مولانا محمد خلیل صاحب شافعی جامع مسجد ابراہیم خلیفہ۔

۴۔ حضرت مولانا محمد یحیٰ صاحب گیاوی۔

۵۔ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب اعظمی۔

۶۔ حضرت مولانا حکیم عبدالغفور صاحب بھوجپوری۔

۷۔ حضرت حافظ عبدالرشید صاحب بھوجپوری۔

۸۔ حضرت حافظ محمد حنیف صاحب مرادپوری۔

۹۔ حسان الہند حضرت بیکل اتساہی۔

۱۰۔ شاعر اسلام حضرت ممتاز واصف بھوجپوری وغیرہم

اس طرح کے اجلاسی جلسوں اور نشستوں میں بیکل کا قیام و اختتام پذیر ہوا جس دن کہ جہاز سے روانہ ہونا تھا اس کی صبح ہی حضرت بیکل اتساہی سفیر جہاز کے پاس ویزا لینے کے لئے گئے سفیر پہلے تو ویزا دینے میں لیت ولعل کرنے لگا اور جب دن کے ۱۰ بج گئے اور جہاز کی روانگی میں صرف چند گھنٹے باقی رہ گئے تو اس نے حسب سازش یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ "میں بلا فوٹو کے ویزا نہیں دوں گا" اس پر بیکل صاحب نے ہر چند سمجھانے کی کوشش کی کہ ہمیں ویزا دینے کا کوئی حق نہیں ہے لیکن وہ ایک نہ مانا اس کی ہٹ دھرمی دیکھ کر جب تک اوپر سے آرڈر نہیں ہوگا میں ویزا نہیں دوں گا بیکل صاحب کا بیان ہے کہ میں بڑی مایوسی کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حالات بیان کئے اس پر حضرت کے چہرے پر میں نے ایک خاص رنگ دیکھا ارشاد فرمایا بیکل صاحب ایک بار پھر جائیے اور سفیر کو مخاطب کرکے فرمایا:

"آپ حضرات براہ کرم باہر تشریف لے جائیں میں تھوڑی دیر تکیہ پا جاتا ہوں اندر سے کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے اور فرمایا اس وقت تک کوئی دروازہ نہ کھولے جب تک بیکل صاحب ویزا لے کر واپس نہ آجائیں۔"

بیکل صاحب آگے کہتے ہیں حضرت کے حکم سے میں گھر کی رہائش میں جب جانے کی ہمت تو نہیں کرتا لیکن حضرت کا حکم واجب التعمیل تھا لہٰذا پھر چلا گیا لیکن اس بار کچھ اسباب و سائل ایسے پیدا ہو گئے کہ جن کا بیان ذکر آچکا ہے کہ میں ناکام واپس آنے کے بجائے اپنے ساتھ ویزا لیکر کامیاب و کامران واپس ہوا تو میں نے حضرت کے کمرے کا دروازہ بدستور بند پایا میں نے دروازے پر دستک دے کر باہر ہی سے چند باتیں بھی میں نے عرض کیا "حضور دروازہ کھولیں ویزا مل گیا" ——— اندر سے گریہ کے بیچ میں آواز آئی "الحمدللہ!" دروازہ کھلا حضرت پسینے میں شرابور اور داڑھی آنسوؤں سے تر تھی اس کے بعد کے واقعات خود صاحب واقعہ کے الفاظ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں ملاحظہ کریں۔

معاملین کا یہ آخری مرحلہ بڑا کٹھن تھا مگر سرکار مدینہ کے بے پایاں کرم کا یہ صلہ ہے بارش میں ماہر جرح اور گرد و غبار خس و خاشاک کی طرح بہ جاتے ہیں یہاں بھی سرکار کا خاص کرم ہو گیا بیکل صاحب جس وقت ویزے کر کامیاب واپس ہوئے ہیں اسی وقت حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کی گئی۔

احباب خوشی و مسرت سے شاداں فرحاں تھے خوشی میں بڑے بڑے قیمتی اور وزنی پارسل کئے گئے اس سلسلہ میں جناب سیٹھ سید احمد صاحب و جناب سیٹھ عبد المجید صاحب ساکنان بمبئی و جناب سیٹھ الحاج حفیظ اللہ صاحب، ساکن کلکتہ و جناب ماسٹر ریاض احمد صاحب اعظمی حال مقیم بمبئی و جناب مولانا خلیل صاحب خطیب جامع مسجد ابراہیم شریف و جناب مولانا افضل ہدیٰ صاحب گیاوی و جناب مولانا حسین صاحب بہاری و جناب الحاج سیٹھ حیات محمد صاحب خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جناب حافظ ممتاز حسین صاحب واصف نے منقبت اور کامیاب نعت بخشی کی حضرت بیکل صاحب نے بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا بڑا ہی پر کیف و پر لطف سماں تھا احباب کے ہجوم میں مسرت و شادمانی کے ساتھ ہم قیام گاہ سے روانہ ہوئے جہاز کے بندرگاہ پر پہونچے قدرے انتظار کے بعد آفس میں داخل ہوئے پاسپورٹ کی جانچ کے بعد جہاز پر سوار ہو گئے ۵ ½ بجے نماز عصر ادا کی وہ عجیب منظر تھا ہم جہاز کی چھت سے رخصت کرنے والے احباب کو دیکھ رہے تھے وہ حضرات اشاروں سے سلام پیش کر رہے تھے اور الوداع و خدا حافظ کہہ رہے تھے یوں تو سبھی احباب اپنی محبت میں اشکبار تھے لیکن خصوصیت کے ساتھ برادر عزیز حافظ عبد الرشید صاحب اور حافظ ممتاز حسین صاحب واصف کا عجیب حال تھا یہ دونوں نہایت ہی زیادہ اشکبار تھے واصف صاحب ٹکٹکی باندھے دیکھتے ہی رہے آنکھوں سے آنسوؤں کا مسلسل جاری تھا۔ ½ بجے دن تک یہی منظر رہا بعدہ ملاقات نظارہ بھی ختم ہو گئی وہ حضرات تشریف لے گئے ہم لوگ اپنی سیٹوں پر آگئے اپنی جماعت سے نماز مغرب ادا کی اُس کے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بعد کھانا کھایا عشاء کا وقت ہو گیا نماز عشاء اپنے درجہ میں باجماعت ادا کی اُس کے بعد امیر الحج صاحب مع اپنے دو ساتھیوں کے تشریف لائے اور فرمایا کہ جماعت ایک ہونا چاہیئے امامت آپ کے سپرد ہے فجر سے نماز آپ پڑھائیں میں نے منظور کر لیا اوپر کے درجہ میں وسیع جگہ جماعت قائم ہوئی نماز فجر ۵ ½ پر میں نے پڑھائی مگر ایک عجیب لطیفہ ہوا وہ یہ کہ میں فجر میں وقت سے پہلے ہی پہنچا دیکھا کہ ایک تبلیغی مولوی مصلے پر بیٹھا ہے معلوم نہیں رات سے آکر مصلے پر قابض ہو گیا تھا میں نے اُس سے کچھ نہیں کہا۔ صف میں بیٹھ گیا اذان ہوئی سنت پڑھی جب تکبیر کا وقت ہوا تو نمازیوں نے اُس مولوی سے کہا آپ پیچھے آ جائیے نماز حافظ صاحب پڑھائیں گے تو پیچھے دیکھتا ہے مگر اٹھتا نہیں پھر کہا گیا آپ مصلے چھوڑئیے پیچھے آئیے نماز حافظ صاحب پڑھائیں گے تب اٹھ کر پیچھے آیا میں نے نماز پڑھائی کثیر جماعت ہوتی تھی دو مکبر تکبیر کہتے تھے ساحل جدہ تک میں پانچوں وقت نماز پڑھاتا رہا۔

ہم لوگ جہاز میں نہایت آرام و سکون اور اطمینان کے ساتھ ہیں آج ۲۰ ذی القعدہ ۹ مارچ کو ۲ بجے صبح ہمارا جہاز ساحل بمبئی سے روانہ ہوا تقریباً دس بجے ایک عجیب اعلان ہوا کہ تبلیغی جماعت کے استاد گم ہو گئے راہ بھول گئے ہیں وہ امیر الحج صاحب کے دفتر میں موجود ہیں کو امیر جماعت لیجائیں۔

بعد نماز ظہر حضرت مجاہد ملت مولینا حبیب الرحمن صاحب سے ملاقات ہوئی امامت میرے سپرد ہونے پر حضرت موصوف بہت خوش ہوئے اسی خوشی میں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کیلئے سنترہ اور انگور نذر کیا گیا۔

۱۰ مارچ بروز چہارشنبہ ۱۰ ½ بجے دن میں حیدرآباد وغیرہ کے متعدد معززین حضرات تشریف لائے مجھ سے مسائل دریافت کئے اور عقلی روشنی میں سمجھانے کی فرمائش کی بفضلہ تعالٰی تفہیم کی گئی بہت خوش ہوئے اظہار مسرت و عقیدت کے بعد تشریف لے گئے نماز میں سترہ قائم کرنے پر ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ عقلی طور پر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ستر و بے فائدہ معلوم ہوتا ہے
اس لئے کہ سترہ قائم کرنے کے بعد بھی
نمازی گذرنے والے کو ایسا ہی دیکھتا
ہے جیسے بغیر سترہ کے لہذا سترہ بیکار
بے فائدہ ہے۔ میں نے جواب دیا کہ سترہ
نمازی کے لئے حد نماز ہے سترہ سے
جب حد بندی ہو گئی تو حد نماز اور خارج
نماز میں فرق ہو گیا اب اگر سترہ کے
باہر گذرنے والا نمازی کو نظر آئے تو اس
کا دوسرا حکم ہے اس کی مثال یوں سمجھو کہ
غیر محرم نے عورت پر نظر کی ایک تو اپنے
قصد و ارادہ سے غیر محرم عورت پر نظر ڈالنا
ہے یہ حرام ہے دوسرے بلا قصد و ارادہ
نظر پڑ جانا ہے یہ جائز ہے کوئی حرج نہیں
نمازی نے سترہ قائم کرکے حد بندی کر
دی کہ وہ گذرنے والے کو دیکھنا نہیں
چاہتا یوں دکھ جائے تو اور بات ہے
اس جواب کو سب نے پسند کیا اور خوش
ہو کر واپس ہوئے۔

۸ مارچ میری قیام گاہ پر عشاء کی نماز
کے بعد میلاد شریف ہوا نعت خوانی و
صلوٰۃ سلام کا طویل سلسلہ جاری رہا احباب
کے اصرار پر میں نے صلوٰۃ و سلام کی خصوصیت
و افادیت پر مختصر تقریر کی جلسہ کامیاب
رہا ۹ مارچ بعد نماز فجر بڑی شان و شوکت
کے ساتھ صلوٰۃ و سلام کا سلسلہ بحالت
قیام دیر تک رہا نہایت موثر و رقت
آمیز پر کیف نذرانۂ عقیدت تھا حاضرین
بھی متاثر تھے ۹ مارچ ۱۰ بجے دن میں
کئی شخص آئے اور یہ کہا کہ یہیں مسافر خانہ
میں تبلیغی جماعت نے اپنی کارگزاری سے
حجاج پر اثر ڈالا ہے لہذا اس کے ازالہ
کے لئے یہاں کسی سنی علماء کی تقریر ہونی
چاہئے میں نے اس کی تائید کی۔ حضرت
مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب
نے عشاء بعد تقریری پروگرام طے فرمالیا
اسی روز بعد نماز عشاء فرسٹ کلاس
کے ہال میں اجلاس منعقد ہوا حضرت
مجاہد ملت دامت برکاتہم نے بڑی پر مغز
اور موثر تقریر فرمائی اس کے بعد مجھے حکم
دیا میں نے بھی مختصر بیان کیا مجمع کافی محظوظ
ہوا قیام و صلوٰۃ و سلام پر ۱۱ بجے جلسہ
ختم ہوا بعد مغرب سپرنٹنڈنٹ جہاز جناب
عبد المجید خاں صاحب کشمیری تشریف
لائے کھانا فرسٹ کلاس کا بھیجنے کے
لئے اصرار کیا ادھر ۱۰ مارچ صبح سے جاری

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کر دیا موصوف بڑے ہی خلیق اور خوش مزاج اور تجربہ کار شخص ہیں حجاج کرام کا بہت زیادہ خیال رکھتے ہیں ہر طرح حجاج کرام کو آرام پہونچانے کی پوری کوشش کرتے ہیں

۱۰ر مارچ بعد نماز فجر پوری جماعت نے بارگاہ رسالت میں نہایت جوش وخروش کے ساتھ بحالت قیام صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا ابھی ناشتہ سے فارغ ہوئے تھے کہ رام پور کے ایک صاحب تشریف لائے اور نیچے کی منزل میں امامت کی درخواست کی برادر عزیز مولوی عبد الغفور صاحب نے منظور فرمائی آج ظہر سے اس درجہ میں امامت کی اور ساحل جدہ تک برابر نماز پڑھاتے رہے بروز جمعہ بعد نماز ظہر بڑے جوش وخروش کے ساتھ بحالت قیام بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام پیش کیا گیا ۱۱ر مارچ شنبہ بعد نماز فجر پورے جوش وخروش سے بحالت قیام بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام پیش کیا گیا بعد نماز ظہر احرام کے احکام میں نے بیان کئے بعد نماز عشاء فرسٹ کلاس کے ہال میں میلاد شریف ہوا۔ حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم نے بڑی موثر تقریر فرمائی قیام وصلوٰۃ وسلام پر جلسہ ختم ہوا ۱۲ر مارچ بعد نماز عصر میں نے بھی احرام کے احکام بیان کئے ممنوعات احرام بیان کرتے ہوئے عظمت وقبولیت کا عجیب وغریب انکشاف ہوا۔

ممنوعات احرام بالقصد ہوں یا بلا قصد بے عذر ہوں یا بعذر دانستہ ہوں یا نادانستہ ہوتے ہیں ہو جاتے ہیں ان کا جرم ہو جاتا ہو یا نہ جاتا ہو ہر حال کفارہ دینا ہے جیسے مرد کو بحالت احرام سر ڈھکنا منع ہے اگر پورے ۱۲ گھنٹے سر ڈھکا تو دم لازم آئیگا اس سے کم پر صدقہ بمقدار صدقۂ فطر عام ازیں کہ سر عذر سے ڈھکے یا بلا عذر قصداً ڈھکے یا سہواً سوتے میں ہو یا غفلت ہی میں ڈھک جائے ہر حال اس جرم کو کفارہ دینا ہے اس حکم سے ثابت ہے کہ محرم کی اس عاشقانہ دھج کی محبوبیت اور بارگاہ الٰہی میں اس کی عظمت کس بلندی پر ہے کہ احرام کی اس خصوصی دھج کو ہر حال باقی رکھنا ہے یہاں کوئی عذر عذر ہی نہیں کسی طرح بھی اس کے خلاف گنجائش نہیں یہ ہیئت محبوب حقیقی کو کس درجہ پیاری اور محبوب ہے کہ اس کو ہر حال باقی رکھنا ہے یہاں کوئی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عذر عذر ہی نہیں کسی طرح بھی اس کے
خلاف گنجائش نہیں بہ حیثیت معبود حقیقی
کو کسی درجہ پیاری اور محبوب ہے کہ
اس کو بہر حال باقی رکھتا ہے اس میں
ذرا بھی فرق نہ آئے ۱۳ر مارچ بعد نماز فجر
نہایت پُر جوش طریقہ پر بحالت قیام صلوٰۃ
وسلام پیش کیا گیا پورے جہاز کی فضا
گونج رہی تھی ۹ بجے دن میں جہاز عدن
پہنچا محب مکرم جناب حاجی محمد خلیل صاحب
مبارکپوری مع احباب عدن سے جہاز میں
ملاقات کے لئے ہونچے کافی فروٹ لائے
دیر تک محبانہ گفتگو رہی اس کے بعد
چلے گئے ۱ بجے محب محترم جناب عبد الغفور
صاحب عدن سے تشریف لائے مجھے عدن
لے جانے کے لئے بہت اصرار کیا۔ مگر وقت
کی قلت کی وجہ سے ان کی خواہش پوری
نہ ہو سکی موصوف نے محبانہ جذبۂ عقیدت
سے پانچ دینار نذر پیش کی ان کے اصرار
سے قبول ہی کرنا پڑا۔ میرے عدن نہ پہنچنے پر
بہت ہی اظہار افسوس کیا ۲ بجے واپس
ہو گئے مولائے کریم ان کو جزائے خیر دے
آمین! حجاج کرام میری قیام گاہ پر آتے
رہے مسائل دریافت کرتے رہے بفضلہ

تعالیٰ تسکین بخش تفہیم کی گئی جو آئے خوش
ہو کر گئے بڑی خوشی و مسرت کا اظہار کرتے
تھے کہتے تھے کہ ہمیں بڑی سہولت ہے جس
مسئلہ کی ضرورت پڑتی ہے بآسانی معلوم
ہو جاتا ہے خوب سمجھ میں آتا ہے ۱۴ر مارچ
کو بعد نماز فجر بڑے جوش و خروش سے
بحالت قیام صلوٰۃ وسلام عرض کیا گیا [illegible]
حجاج حیدرآبادی جو عربی النسل تھے وہ
عربی میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے خوب
پڑھتے تھے دوسرے حضرات اردو میں
پڑھتے تھے کہ اعلیحضرت قبلہ علیہ الرحمۃ
کا یہ سلام پڑھا جاتا تھا۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

بہت ہی موثر ہوتا تھا سامعین بھی جھوم جھوم
کر پڑھتے تھے فرط مسرت سے مگن رہتے
تھے آواز سنیت سے جہاز کی پوری فضا گونجتی
تھی بار بار میلاد شریف ہوتا تھا صلوٰۃ وسلام
وقیام میں بڑا مجمع شریک رہتا تھا غیروں
کی آواز ہی نہ تھی جہاز میں تبلیغی معلوم
ہی نہ ہوتے تھے حالانکہ ان کی پوری جماعت
تھی جیسا کہ ۸ر مارچ کے اعلان سے
ثابت ہے ان کی خاموشی کی وجہ یہی تھی
کہ فضا سنیت نے ان کو مرعوب کر دیا تھا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مدرسین کے اس اعلان کا اثر تھا کہ تبلیغی
جماعت کے استاد گم ہو گئے ہیں راہ بھول
گئے ہیں ظاہر ہے کہ جب استاد ہی راہ بھول
گئے تو شاگرد کا کیا ٹھکانہ ۔ ۹ مارچ بعد نماز
عصر احرام و طواف کے احکام بیان کئے
بہت سے حجاج نے احرام و طواف و حج
کے مختلف مسائل دریافت کئے جوابات
سے مسرور ہوئے بڑی خوشی کا اظہار
فرمایا شب میں بعد نماز عشاء محترم جناب
امیر الحج صاحب معہ احباب تشریف لائے
بڑی محبت سے گفتگو رہی گرانقدر الفاظ میں اظہار
مسرت فرمایا ان کے ساتھ ان کی بیگم صاحبہ
بھی تھیں محترمہ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھنے
کی درخواست کی میں نے ان کے لئے حرف
دعا کردی خوش ہو کر تشریف لے گئے قبل
مغرب ہوا تیز ہونے کی وجہ سے جہاز میں
حرکت محسوس ہونے لگی یہی کیفیت رات
بھر رہی مگر کوئی خاص پریشانی نہیں ہوئی
۱۰ مارچ صبح پانچ بجے سے احرام کی تیاری
کے لئے میٹھا پانی عام کردیا جو دن کے
۲ بجے تک برابر جاری رہا ۲ بجے تک
یلملم پہنچنے کی اطلاع ہوئی آج بھی
بعد نماز ظہر نہایت جوش و خروش سے

صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا گیا بعد نماز
ظہر احرام باندھا بعد نماز عصر جناب پیرزادہ
عبدالمجید خان صاحب کشمیری نے مختصر
ہدایات کے بعد اپنے ایمانی جذبات کی روشنی
میں بڑی جامع تقریر فرمائی جو محبت رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مبنی تھی جانثاران
کو محبت رسول کی دعوت دی جزاہ اللہ
تعالیٰ خیر الجزاء ۔ ۱۰ مارچ عصر کے
وقت جہاز جدہ بندرگاہ پہ پہنچا اترنے
میں تاخیر ہوئی نماز مغرب جہاز ہی پر ادا
کی بعد نماز جہاز سے اتر کے بس کے
ذریعہ کسٹم میں پہنچے عشاء کے وقت
سامان کی تلاشی میں تھے کہ جناب [illegible]
و جناب مولوی محمد حنیف صاحب [illegible] سے ملاقات
ہوئی یہ حضرات معلم جناب السید الشیخ جمال اللیل [illegible]
لینے کیلئے تشریف لائے تھے معلم صاحب کار سے
اپنے دفتر لے گئے وہاں نماز عشاء ادا کی
کچھ دیر آرام کیا معلم صاحب اپنی کار سے
مکہ مکرمہ لائے نماز فجر حرم شریف میں اپنی
جماعت سے ادا کی بعد نماز عمرہ کیا بے پناہ
ہجوم تھا مگر بفضلہ تعالیٰ بحسن و خوبی
ارکان ادا ہوئے مکہ مکرمہ میں قیام گاہ جناب
معلم صاحب ہی کے مکان پر ہے حرم شریف

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے قریب ہی نہایت وسیع کمرہ ہے قالین کا فرش ہے ہر چہار جانب نشستت کے لئے گدے لگے ہیں برقی روشنی اور پنکھا اور ضروریات کے تمام سامان مہیا ہیں علماء کرام و احباب اہلسنت ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے ۸؍ مارچ بعد نماز عصر حضرت مولینا سید اظہار اشرف صاحب کچھوچھوی تشریف لائے ان کی ملاقات سے بڑی مسرت ہوئی دیر تک تشریف فرما رہے اور اپنا خواب جو مدینہ طیبہ میں دیکھا تھا بیان فرمایا کہ حافظ صاحب سے مدینہ طیبہ میں ملاقات ہوئی اس کی تعبیر میری حاضری ہے حضرت موصوف قبل رمضان آئے تھے اس وقت سے آپ کا قیام مدینہ طیبہ ہی رہا بہت کافی وقت ملا دیں یہ خواب ہوا تھا بعد مغرب حضرت مولانا مصلح الدین صاحب حیدرآبادی تشریف لائے ان کے ہمراہ کراچی سیلون وغیرہ کے احباب تھے بڑی پُر لطف بحث رہی جس میں مولانا قاری مصلح الدین صاحب کی قرأت اور حضرت بلبل کی نعت سے سرفرازی حاصل ہوئی عشاء کے وقت وہ حضرات تشریف لے گئے ۱۰؍ مارچ شنبہ ۹ بجے رات کو ناشتہ کے بعد طواف قدوم کے لئے حرم شریف حاضر ہوئے اس وقت شاہ فیصل کی خاص حاضری تھی وہ کعبہ معظمہ کے اندر تھے مطاف خالی تھا پولیس کا انتظام تھا مجمع بے پناہ تھا شاہ فیصل کی فراغت کے بعد مطاف پر مجمع ٹھیک پروانہ بن کر ٹوٹ پڑا مجمع اپنی مثال تھا حرم شریف باوجود اپنی قدیم و جدید وسعتوں کے جائے تنگ ست مردم بسیار کا صحیح مصداق تھا مجمع میں ترکی مصری حبشی یمنی حجاج ہی کی بڑی اکثریت تھی ہر شخص کا معلوم ہوتا تھا ہم نحیف وضعیف کمزوروں کا کہاں گذر چونکہ وہ حضرات اپنی توانائی کافی جسامت و قد و قامت کے باوجود اپنی پوری قوت و طاقت کا مظاہرہ کر رہے تھے معلوم ہوتا تھا کہ انسانوں کی شکل میں طوفانی سیلاب ہے ہم جیسے خس و خاشاک بہے ہوئے ہیں لیکن ایسے ماحول میں رب جلیل نے وہ کرم فرمایا کہ ہم نے سلامتی کے ساتھ طواف کر لیا اس کے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بعد سعی کے لئے مسعیٰ پہونچے منا بہ ظفر
ہوئے باوجود اپنی قدیم وجدید وسعتوں
کے بعد مسعیٰ لبریز تھا وہاں بھی انسانی
سیلاب نظر آرہا تھا وہاں بھی مولائے
کریم نے توفیق دی ہم نے بخیریت سعی
کری طواف وسعی میں تقریباً ۳ گھنٹے صرف
ہو گئے میرے ساتھ مولوی عبدالغفور
صاحب بیکل صاحب حاجی محمد خلیل صاحب
تھے ایک بار حاجی محمد خلیل صاحب بچھڑ
گئے دوسری مرتبہ مولوی عبدالغفور صاحب
بچھڑ گئے کافی تلاش کے بعد بھی نہ مل سکے
بہت دیر کے بعد قیامگاہ پر پہونچے
اس ہنگامی ہجوم میں ۳ گھنٹے ہم لوگ
خوب کچلے گئے اور کافی دوڑ دھوپ
رہی لیکن مولائے کریم کا فضل عظیم کہ
اس کا کوئی اثر طبیعت پر نہ معلوم ہوا
ذرا تکان بھی محسوس نہ ہوئی اس کے بعد
ہم لوگ قیام گاہ تک ننگے پیر آئے
دوپہر کا وقت تھا زمین آگ بنی ہوئی
تھی مگر پیروں میں کوئی اثر نہ ہوا ایسی
صورت کہیں دوسری جگہ پیش آتی تو
پیروں میں ضرور آبلے پڑ جاتے اور ہم
لوگ اتنی دوڑ دھوپ میں اس درجہ

کچلے جانے کے بعد ضرور بیمار پڑ جاتے
یہ صرف دربار الٰہی کی برکت ہے کہ نہ تکان
معلوم ہوئی نہ طبیعت میں گرانی محسوس
ہوئی قیام گاہ پہنچنے کے بعد ہم یاروں کو
ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہم نے کچھ بھی نہیں
کیا یہیں بیٹھے رہے ۔ فللہ الحمد المنہ

۱۹ مارچ یکشنبہ: ناشتہ کے بعد
منیٰ پیدل روانہ ہوئے حالانکہ سرکاری
بس کا کرایہ ہم لوگ دے چکے تھے قبل
ظہر منیٰ پہونچے کھانا کھانے کے بعد نماز ظہر
ادا کی معلم صاحب نے حجاج کرام کے قیام
کا معقول انتظام کیا تھا عمدہ کھانا خیمے کافی
تعداد میں نصب تھے استنجا وغیرہ کا پورا
انتظام تھا ساری ضروریات بآسانی پوری
ہوتی رہیں بعد نماز عشاء احباب اہل سنت
کا کافی اجتماع ہوا جس میں شاعر اسلام
حسان الہند حضرت بیکل نے نعتیہ کلام
پیش کیا اور مولانا محمد حنیف صاحب
مبارکپوری نے ارکان حج بیان کئے بڑی
پرمغز مدلل مؤثر تقریر فرمائی میں نے بھی
مختصر بیان کیا مولوی سالم صاحب نے
مسئلہ دریافت کیا اگر عرفات میں حنبلی
امام مقیم ہو وہ قصر کرے تو حنفی کو اس

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کی اقتدا جائز ہے یا نہیں اس کے جواز
کی دلیل یہ بیان کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم حجۃ الوداع میں قصر کیا تھا اور
صحابہ مقیم تھے انھوں نے بھی قصر کیا
تھا لہٰذا اس حدیث سے ثابت ہوا
کہ عرفات میں بہر حال قصر ہے مقیم
ہو یا مسافر خصوصیت عرفات قصر ہی
ہے میں نے جواب دیا کہ اوّل تو یہ صحیح
نہیں کہ مقیم صحابہ نے قصر کیا تھا اور اگر
اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے
یہ لازم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کو قصر کا حکم دیا تھا یہ ان کا خود فعل
ہے جو خلفاء راشدین اور حضرت صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عمل کے خلاف ہے
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
اتمام کرتی تھیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ
عنہ مکہ شریف اور منیٰ اور عرفات میں اتمام
کرتے تھے چار رکعت فرض پڑھتے تھے ان
کا یہ عمل اس پر دلیل ہے کہ عرفات میں مقیم
کے لئے اتمام ہے لہٰذا چار رکعت کی نماز
چار رکعت ہی میں پڑھنا ہے لہٰذا اگر مقیم
قصر کرے گا تو مسلک حنفی پر اس کی نماز
نہیں ہوگی۔ لہٰذا اقتدا صحیح نہیں اس کے بعد

مولوی سالم نے کہا کہ حرم شریف میں اس
مسئلہ پر بہت زور دیا گیا ہے اور حدیث
مذکور سے ثابت کیا گیا ہے اس سے
میں نے منیٰ کے احکام بیان کرتے ہوئے
یہ بھی بیان کیا کہ حدیث پر حضرت امام اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی عمل کرتے ہیں رمی
جمار قربانی حلق میں حنیفہ کے نزدیک ترتیب
واجب ہے حالانکہ بے ترتیبی کے سوال
پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
لاحرج فرمایا ہے جس سے ظاہر ہے کہ
ان افعال میں ترتیب واجب نہیں اور
خلاف ترتیب عمل پر دم لازم نہیں لیکن
حنیفہ کا مسلک ہے کہ دم لازم ہے وجہ
یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے مَنْ قَدَّمَ
وَاَخَّرَ فِیْ نُسُکِہٖ فَلْیُہْرِقْ دَمًا۔ اس حدیث
کی روشنی میں لاحرج کے معنی یہ ہیں کہ حج
میں کوئی حرج نہیں مگر دم لازم ہے دم
دیا جائے تو حج بدستور صحیح ہے حنیفہ
کا دونوں حدیثوں پر عمل ہے لیکن اگر دم
لازم نہ کیا جائے تو حضرت عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل
نہ ہوگا اس کے بعد صلوٰۃ و سلام پر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جلسہ ختم ہوا۔ ۹ ذی الحجہ پنجشنبہ کو بعد
نماز فجر جائے پناہ کر عرفات کو بس کے ذریعہ
روانہ ہوئے عرفات میں بھی معلم سید احمد
شیخ جمال الیل صاحب نے قیام کا معقول
انتظام کیا تھا۔ عمدہ وتیسر کے خیمے نصب
تھے عرفات پہونچ کر ہم لوگ ذکر الٰہی
درود شریف تلاوت قرآن مجید میں
مصروف ہو گئے اذان کے بعد اپنے
خیمے کے سامنے جماعت کی میں نے ظہر کی
نماز پڑھائی بعد نماز وقوف میں مصروف
ہو گئے عصر تک ذکر و دعا درود شریف
لبیک میں برابر مصروف رہے۔ عصر کی
نماز کے بعد معلم عرفات جناب مولانا
اسمٰعیل جانی صاحب نے پڑھائی دعا
کے ختم پر بڑی پر خلوص دعا کی سارے
مجمع پر گریہ طاری تھا۔ بعد صلوٰۃ و سلام
وقیام پر ختم کیا گیا۔ بعد غروب
مزدلفہ میں نماز مغرب و عشاء با جماعت
ادا کی ذکر الٰہی میں مصروف رہے
فجر کی نماز با جماعت اول وقت پڑھ کر
وقوف کیا اور بذریعہ بس منی روانہ
ہوئے ہزاروں بسوں کا دوران ٹرکوں
سے وادی مزدلفہ بھری ہوئی تھی بس کی
رفتار کا یہ عالم تھا کہ بس کی حرکت
اور سکون میں ۱۹۰ فی صدی کا بھی تناسب
نہ تھا کہ ۹۰ درجہ سکون کے بعد ایک
درجہ بھی حرکت کر سکے۔ تین گھنٹہ بس
میں بیٹھنے کے بعد عاجز ہو کر ہم لوگ
پیدل ہی چل پڑے تو تقریباً ۸ بجے منی پہنچ
گئے لیکن وہ بس شام تک بھی نہ پہونچ سکی
رات کے دس بجے پہونچی بیچاروں کی حالت
چند گھنٹوں میں کے جو لوگ بس میں بیٹھے
رہ گئے تھے ان کا بہت ہی برا حال ہو گیا
بچارے سخت بخار میں مبتلا ہو گئے بعض
بے ہوش ہو گئے عورتیں اور بچے زار
زار روتے تھے ان کی مصیبت دیکھی نہ
جاتی تھی ہم لوگ منی قیام گاہ پہونچ کر
رمی جمار کے لئے روانہ ہوئے اور واپس
خیمے رمی سے فارغ ہو گئے بعد نماز ظہر
نحر ہو چکے بکرے خرید کر قربانی اپنے
ہاتھ سے کی۔

افسوس کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی اپنے
ہاتھ سے لکھی ہوئی روداد سفر ڈائری کے چند اوراق
میں یہیں تک آکر ختم ہو جاتی ہے۔ آگے ڈائری پر
حضرت ہی کا ایک تحریری نوٹ اس طرح ہے
نوٹ! مزید واقعات، مدینہ طیبہ کی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حاضری کے بعد لکھا ہے۔

اس روداد سفر کا یہ آخری نوٹ بار بار میرے ذہن کے پردے پر سوالیہ نشان بن کر ابھرتا رہا کہ ایسا کیوں ہوا۔؟ بمبئی سے لے کر مکہ مکرمہ تک کے حالات تو حضرت نے باضابطہ تاریخ وار اپنی ڈائری میں نوٹ فرمائے لیکن اس کے بعد مدینہ طیبہ کی حاضری میں یہ التزام کیوں نہ رکھا۔؟

اس کا جواب بھی بفضلہ تعالیٰ نوٹ کے اس جملے "مدینہ طیبہ کی حاضری کے بعد لکھا ہے"۔ سے مجھے مل گیا اور وہ اس طرح کہ اک عاشق رسول جو دیار ہند میں مدینے کی آرزو لئے غیر شرعی قانون کی قید میں پڑا ہوا بے قرار ہو کر نہ جانے کب سے یہ آرزو کرتا رہا کہ

سہ دکھادے یاالٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تری رحمت برستی ہے

آخر سرکار مدینہ کو اپنے اس دیوانے پر ترس آ ہی گیا، دونوں جہان کے مالک و مختار نے اپنے اختیار بالا سے اُسے غیر شرعی قانون کی قید و بند سے آزاد کر کے پروانۂ حاضری دے دیا تو اب اُس دیوانے کو اپنے اُسی محبوب کے دیار میں، دیوانہ وار عشق و محبت سے سرشار، سر کے بل حاضر ہونا ہے تو بھلا دیار حبیب کی اس حاضری کا کوئی لمحہ تحریر واقعات یا دیگر کاموں کی نذر کہاں کر سکتا ہے۔ یہاں تو اب ہر پہر، ہر لمحہ، ہر ساعت، ہر آن بلا شرکت غیرے وصال یار ہی کی نذر ہو سکتی ہے

سہ عشق اغیار شرکت کا قائل نہیں
یا محمد کا بن یار مانے کا ہی

اور پھر ایسا عاشق اپنے محبوب کی بارگاہ میں پہونچ کر اپنے محبوب کے ماسوا کسی طرف دھیان ہی کب دے سکتا ہے اسی لئے تو وہاں جانے سے قبل ہی ڈائری میں نوٹ لگا دیا جاتا ہے کہ۔

"مزید واقعات مدینہ طیبہ کی حاضری کے بعد"

یقیناً یہ حافظ ملت علیہ الرحمہ کے سچے عاشق رسول ہونے اور آداب عشق رسالت سے پوری واقفیت رکھنے کا بیّن ثبوت ہے۔

خیر یہ تو وقت حاضری کی بات تھی لیکن وہاں کی واپسی کے بعد جب نوٹ بعد کے واقعات معرض تحریر میں آنے تھے لیکن مجھے اس ڈائری میں نہیں ملے اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں

ایک تو یہ کہ حضرت وہاں سے واپسی کے بعد الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی کے تعمیری کاموں میں اس قدر مصروف و مشغول رہے کہ ان اہم ترین واقعات کو زینت تحریر بنانے کے لئے فرصت و سکون کے جو اوقات درکار تھے وہ میسر نہ آ سکے اور حضرت واصل بحق ہو گئے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہ ڈائری مجھے حسان الہند حضرت بیکل اتساہی کے یہاں سے ملی جو غالباً حج کی واپسی کے بعد ہی بیکل صاحب کے سپرد ہو گئی تھی اس لئے ہو سکتا ہے کہ حضرت نے دوسری کاپی پر تحریر فرمایا ہو جو مجھے متعلقین سے رابطہ قائم کرنے کے باوجود نہ مل سکی (اس لئے کہ ان کے علم میں حضرت کی اس طرح کی کوئی کاپی ابھی تک نہیں مل سکی ہے)

دراں حالیکہ اس کی جستجو میں، میں نے مجھوپور سے لے کر مبارکپور تک کے سفر کئے لیکن کامیاب نہ ہو سکا اس کے بعد کے واقعات کے لئے میں نے حضرت کے شریک سفر حضرت بیکل اتساہی سے رابطہ قائم کیا موصوف نے کچھ بتایا (اور کچھ یاد کر کے قسطوں میں بتانے کا وعدہ فرمایا ہے) اور کچھ مخدوم محترم جامع معقول و منقول محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ اعظمی و حضرت مولانا نصیر الدین صاحب بلاموی نے حضرت کے روایت کردہ واقعات بتائے جو درج ذیل ہیں

بروایت محدث کبیر

دوران قیام مکہ ایک اہل علم آپ کے پاس آئے اور فرمایا کہ میں نے حدیث پاک کی کئی کتابوں میں یہ حدیث تلاش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نفس نفیس ہمارا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔ مشکوٰۃ سے لے کر بڑی سے بڑی کتابوں کو دیکھ ڈالا مگر دستیاب نہیں ہوئی۔

آپ نے فوراً ارشاد فرمایا کہ ملاحظہ کر لیجئے مطالع المسرات شریف میں یہ حدیث پاک اس طرح مذکور ہے۔

"صحابہ کرام نے عرض کیا" ارأیت صلوٰۃ المصلین علیک ممن غاب عنک ومن یأتی بعدک ما حالھما عندک فقال اسمع صلوٰۃ اھل محبتی واعرفھم وتعرض علیّ صلوٰۃ غیرھم عرضاً

بروایت مولانا نصیر الدین

مدینہ طیبہ جب حاضر ہوئے تو مسجد نبوی میں باب جبریل کے قریب بڑی مشکل سے کچھ گرد پاک ہاتھ آئی تو انہیں حضرت نے اپنی آنکھوں میں لگایا اور اس کی توجیہ یہ بیان فرمائی کہ یہ دن نصیب ہونے سے پہلے میں دعا میں یہ شعر بھی پڑھا کرتا تھا۔

وہ دن خدا کرے کہ مدینے کو جائیں ہم
خاک در رسول کا سرمہ لگائیں ہم

لہٰذا مدینہ طیبہ پہنچ کر میں نے اپنی یہ آرزو تو پوری ہی کر لی اور اس کی تصدیق بھی ہو گئی کہ میرا مذکورہ بالا شعر دعا میں پڑھنا محض شاعری نہ تھا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تحریک جامعہ کے لئے بارگاہ رسالت سے دعا کی تو اس کا فوری اثر یہ ظاہر ہوا کہ مدینہ طیبہ سے بے طلب چندہ مل گیا۔ حضرت اس واقعہ کو کبھی نہایت مسرت سے جھوم جھوم کر اور کبھی آنکھوں میں مسرت کے آنسو لے کر یوں بیان فرماتے تھے کہ الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) کی یہ بارگاہ رسالت میں مقبولیت کی دلیل ہے گویا سرکار نے مدینہ طیبہ سے جامعہ اشرفیہ کے لئے سب سے پہلا چندہ دلوا دیا۔ تو اب یہ تعمیر ہو کر رہے گا اس کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی ہے۔ اس لئے کہ اب یہ میرے مدینے والے سرکار کی مرضی ہے اور ان کا کرم اس کی تعمیر ترقی اور بقا کا ضامن ہے۔ ؎

ہزاروں برق گریں لاکھ آندھیاں آئیں
وہ پھول کھل کے رہے گا جو کھلنے والا ہے

بروایت حضرت بیکل اتساہی

مکہ مکرمہ میں ہندوستانی سفارت خانے کی دعوت پر حضرت تشریف لے گئے ان کی معیت میں میں بھی تھا۔ مجلس استقبالیہ میں میں نے ایک نعت شریف پڑھی اور ہندوستانی سفیر نے مدعوین کو استقبالیہ پیش کرتے ہوئے کہا۔ حضرات! آج ہمارا سر فخر سے

بلند ہے اس لئے کہ آج ہمارے ملک کو جو مذہبی برتری حاصل ہوئی ہے وہ اس حیثیت سے شاید دنیا کے کسی ملک کو نہیں حاصل ہے۔ اس لئے کہ اس مذہب بیزاری کے دور میں جب کہ تصویر کھنچوانا ایک فیشن بن چکا ہے، ایک ایسا خدا ترس اور دیندار بزرگ بھی موجود ہے جس نے پاسپورٹ کو اس احتیاط کے ساتھ ملحوظ خاطر رکھا کہ حج کے لئے بھی تصویر نہیں کھنچوائی اور جس کے لئے بین الاقوامی ضابطوں کو بھی ڈھیلا ہونا پڑا۔ وہ ہیں حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب جو آپ کے درمیان ہیں اور خوش قسمتی سے ہمارے ہی ملک کے باشندہ۔

میں ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں تنہا حاضر ہوا۔ روضۂ مبارک کی جالی شریف کو بوسہ دینا چاہتا تھا کہ ایک نجدی کانسٹیبل نے جھڑک کر مجھے الگ کر دیا۔ مجھے بڑا قلق ہوا اور میں کھڑے کھڑے آبدیدہ ہو کر سرکار کی بارگاہ میں یہ شعر پیش کیا اور چلا آیا۔ ؎

کس طرح! اے مقدس سے ملوں میں آنکھیں
جھڑکیاں دیتے ہیں نجدی تری جالی کے قریب

دوبارہ حضرت کے ساتھ حاضر ہوا حضرت ننگے پاؤں تھے اور میں بھی ننگے پاؤں تھا۔ واضح رہے کہ حضرت سرزمین مدینہ منورہ پر ننگے پاؤں حاضر ہوا کرتے تھے اور جب تک یہاں قیام رہا جوتے نہیں پہنے) پھر وہی کانسٹیبل ملا اور ہم لوگوں کو ننگے پاؤں دیکھ کر عرض کیا۔ میں نے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت سے عرض [illegible] ہوئی تو حضرت نے
فرمایا [illegible] تھا۔ میں نے کوشش کی کہ یہاں
پہنچ جاؤں [illegible] تھی۔ [illegible]
[illegible] شعر پڑھا جاتا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] کرتے تھے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] فرمایا کہ

حضرت آپ بہت [illegible] ہیں۔

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] ہیں۔

جہاں تک [illegible] حالات معلوم ہو سکے
[illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] کر دیا جائے گا۔ [illegible]

امانت عظمیٰ

حضرت [illegible] کا نام گرامی بچپن ہی سے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
حضرت کی تشریف آوری [illegible]
میں تشریف آوری [illegible]
ہو سکا [illegible]
کر کے رہ گیا۔

پھر [illegible]
موقع [illegible] حاضری [illegible]
سنی علمائے کرام کے علاوہ حضور [illegible]
ہو گئے [illegible] خدا کے فضل و کرم سے حضرت [illegible] ملاقات ہوئی [illegible]
[illegible] ذہن میں محفوظ ہے [illegible]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا سید رکن الدین اصدق
ادارہ شرعیہ ۔ پٹنہ

چند باتیں

طلباء جب فارغ التحصیل ہو کر مکان جاتے یا کہیں دینی خدمت پر مامور ہو جاتے تو حضرت کے پاس رخصت ہونے کے لئے جاتے تھے حضرت انھیں اپنے قریب بٹھاتے اور دیر تک کامیابی کا رمز سمجھاتے، عملی زندگی سنوارنے کی تنبیہ کرتے، اور یہ فرماتے کہ دیکھو، انسان کے عروج و زوال میں خود اپنا دخل ہوتا ہے ——— گویا ڈاکٹر اقبال کے اس شعر کی روح انسانی دماغ میں ڈال دینے کی کوشش کرتے۔

تو اپنی سرنوشت خود اپنے قلم سے لکھ
خالی رکھی ہے حق نے تری خامۂ جبیں

۱۱ر شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ کی صبح کو جب میں اپنے آقائے نعمت حضور حافظ ملت کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میرا دل رو رہا تھا اور آنکھیں مبارک پور کا علمی ماحول چھوڑنے پر شرمسار تھیں۔ حضرت نے مجھے بلا کر قریب بٹھایا اور اچھوتے انداز میں فرمایا ——— سید صاحب! رات کی دستار بندی کے بعد سے آپ کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہو گیا ہے۔ اور اب آپ گھر سے باہر ایک دوسری ہی نگاہ سے دیکھے جائیں گے ——— مگر ماشاء اللہ جو خوبیاں ہونی چاہئیں، وہ ہیں۔ مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، البتہ بحیثیت استاذ صرف ایک بات کہنی ہے اور یہ کتاب میں پڑھ کر نہیں، چالیس سالہ تجربات کی روشنی میں کہہ رہا ہوں کہ اگر آدمی کے اندر دو چیزیں پیدا ہو جائیں تو انسان کیا، قدموں کے نیچے کی کنکریاں اس کا احترام کریں گی ——— ایک اخلاق اور دوسرا استقلال۔"

اس وقت تو سر جھکا کر میں نے حضرت کا ارشاد صرف سن لیا تھا مگر آج سوچتا ہوں تو طبیعت مچل اٹھتی ہے کہ حضرت نے کس انوکھے پن سے منزل کی طرف میری رہبری کی تھی ——— جن لوگوں نے حضرت کو قریب سے دیکھا ہے انھیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ خود حضرت کی ذات ان دونوں خوبیوں کی کیسی جامع تھی اخلاق کا تو یہ حال تھا کہ ہر شخص بجائے خود یہ سمجھتا تھا کہ حضرت کی سب سے زیادہ نوازش مجھی پر ہے اور استقلال کا کیا پوچھنا، جوانی بیتی، بڑھاپا گذرا اور اب مبارکپور کی دھرتی پر عزیزی مقبرے کا گنبد پکار رہا ہے

؎ مجھے دیکھو میں بیٹھا ہوں مجسم داستاں ہو کر

مارچ [illegible]ء کی اٹھائیس اور انتیس تاریخ یاد رہے گی جب کہ میرے زیر اہتمام مدرسہ شرعیہ حماد پور رفیع گنج شریف لائے تھے۔

دون ایکسپریس سے اترنے کے بعد جب حضرت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کو مبارکپور کے ایک پختہ مکان میں لاکر ٹھہرایا گیا (نوٹ) زمین کی اچھی خاصی بھیڑ جمع ہو گئی تھی اس وقت مدرسہ عزیزیہ کے سکریٹری صاحب اور چند دوسرے احباب نے میری خدمات کی تفصیل حضرت کو سنائی تو حضرت نے خوش ہو کر دعائیہ کلمات سے نوازتے ہوئے فرمایا ——

اسی آنیوالے ماہ مئی کی ابتدائی تاریخوں میں مبارکپور کی سرزمین پر کل ہند تعلیمی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس کی وجہ سے میری مصروفیات انتہا کو پہونچی ہوئی ہیں اور میں نے اسی وقت دعوتوں کی منظوری بند کر دی ہے مگر سید صاحب میرے اتنے چہیتے شاگرد ہیں کہ میں ان کی دعوت پر نا۔۔ نہ کہہ سکا اور حاضر ہو گیا۔

جب میں خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے مجھے قریب بلا کر بٹھایا اور بڑی ہی ملاطفت سے فرمایا ——

سید صاحب! روئے زمین پر کوئی ایسی جگہ نہیں مل سکتی جہاں آدمی کے مزاج و طبیعت کے خلاف باتیں نہ ہوں۔ کیا مبارکپور میں میری مرضی کے خلاف باتیں نہیں ہوتیں؟ —— مگر دین کے خادموں کو ہمیشہ صبر و ضبط سے کام لینا چاہیے۔

سبحان اللہ! کتنا پیارا انداز ہے حضرت کی تلقین و نصیحت کا —— شاید حضرت نے یہ اس لئے فرمایا کہ مبارکپور میں یہ جگہ چھوڑ رہا ہوں۔ استاذ کی زندگی شاگردوں کو چراغ راہ گزر کا کام دیتی ہے۔

۱۹۶۶ء میں میری فراغت ہوئی اور سال رواں ۱۹۷۷ء ہے ان گیارہ سالوں کی طویل مدت میں جن جن مقامات سے بھی میرا گذر ہوا تجربات نے یہ بتلایا کہ جو کچھ حافظ ملت نے فرمایا تھا اس کی صداقت کا ہر موڑ ممکن ہے اور اس فرمان کی تصدیق کہ کیا مبارکپور میں میری مرضی کے خلاف باتیں نہیں ہوتیں مبارکپور کی گلیوں کے سنگریزے بھی کریں گے۔

جس نے اپنی جوانی قربان کر کے اس مبارکپور کو گروار عمل سنوارا ہو اور جس نے بڑھاپے میں رگوں کا خون جلا کر مبارکپور میں علم کا اچھی تعمیر کیا ہو اس کے پاک و مسعود ارادوں پر جو جو رکیک حملے کئے گئے ہیں اسے دنیا ہرگز نہیں بھول سکتی۔

حافظ ملت نے مخالف طوفانوں کا رخ پھیر دینے کی کون سی ترکیب فرمائی —— وہی اور یقیناً وہی ترکیب جس کی تعلیم مجھے اس طرح پر دی —— مگر دین کے خادموں کو ہمیشہ صبر و ضبط سے کام لینا چاہیے۔

اس لئے کہ وہ سنت نبوی کے مظہر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے الصبر ردائی،، صبر میرا لباس ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی حیادار اپنا لباس کبھی اتارا نہیں کرتا۔

یکم جمادی الاخری ۱۳۹۶ھ دوشنبہ کا دن گذار کر شب میں تقریباً ۱۱ بجکر ۵ منٹ پر جبکہ حافظ ملت کی آنکھیں ہمیشہ کیلئے سو رہی تھیں —— مخالفت کا طوفان سو چکا تھا اور مخالف کی آنکھیں رو رہی تھیں اُس وقت حضور حافظ ملت کے کردار کی خاموش زبان کہہ رہی تھی ہے

[illegible] اے دوستو طوفان ہواؤں کے رخ بدلتے ہیں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا ابوالہدیٰ نورانی، بیت الانوار گیا۔ خطیب باری مسجد آزاد نگر جمشید پور

حافظ ملت اپنے مکتوبات کے آئینے میں

کسی کے احساسات وجذبات اور خیالات کو معلوم کرنے کے لئے اس کے مکتوبات بہترین ذریعہ ثابت ہوتے ہیں مکتوبات اکثر برجستہ اور قلم برداشتہ لکھے جاتے ہیں وہ تصنعات وتکلفات سے خالی ہوتے ہیں اس لئے ان سے صاحب مکتوب کی شخصیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور کے ادارہ تحریر کا میں ممنون ہوں کہ اس نے حافظ ملت نمبر کے لئے مجھے "حافظ ملت اپنے مکتوبات کے آئینے میں" کا عنوان دیا ہے اسے میں اپنے لئے سعادتوں کا سرچشمہ اور فلاح وکامرانی کا ضامن تصور کرتا ہوں۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضور حافظ علیہ الرحمۃ کی گرامی مرتبت شخصیت اور ان کی حیات طیبہ کے مختلف گوشوں کو اجاگر کرنے کے لئے ان کے مکتوبات کا سہارا لینا ضروری ہوگا خط وکتابت کا دارومدار تعلقات پر ہوتا ہے حافظ ملت ایک معمار قوم اور پاسبان سنیت کی حیثیت رکھتے تھے ان کے روابط کسی خاص خاندان یا علاقے کے پابند نہ تھے کسی ادارہ کے لئے مدرسین کی ضرورت ہوئی تو انھیں لکھا گیا کسی مسجد کی خطابت کے لئے خطیب چاہئے تو انھیں آواز دی گئی جلسوں کے لئے واعظ کی حاجت ہوئی تو ان سے درخواست کی گئی مذہبی اداروں میں بحران پیدا ہوا تو عقدہ کشائی کے لئے وہ نظر آئے اس طرح وہ پوری جماعت کے لئے مرجع اور مرکز عقیدت تھے ان کے خط وکتابت کا دائرہ ملک گیر نہیں بلکہ عالمگیر تھا۔ اور یہ کہنا سو فی صد درست ہے کہ حضور حافظ ملت کے تمام خطوط کو اگر یکجا کر لیا جائے تو ایک دفتر بن جائے اور اس کی روشنی میں حافظ ملت کی ایک عظیم الشان سوانح حیات عالم وجود میں آ جائے لیکن تمام مکتوبات کی یکجائی کسی فرد واحد کے لئے امر مشکل ہے البتہ ملک اور بیرون ملک کے اصحاب قلم اگر اس مہم کی طرف متوجہ ہو جائیں تو یہ مہتم بالشان کام پایۂ تکمیل کو پہونچ جائے

یوں تو حافظ ملت کا رابطہ کم وبیش پوری دنیائے سنیت سے تھا لیکن صوبہ بہار کی مشہور خانقاہ "بیت الانوار گیا" سے ان کے تعلقات انتہائی قدیم اور گہرے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بقول حافظ ملت ۱۳۵۵ھ میں سلسلۂ تبلیغ اعلیٰ
میرے جد کریم حضرت مولانا شاہ نور الہدیٰ صاحب قادری
علیہ الرحمہ کی دعوت پر وہ پہلی بار گیا تشریف لائے اور
اس کے بعد "بیت الانوار" سے ان کے کافی گہرے
روابط قائم ہو گئے جس کے نتیجہ میں آمد و رفت کے ساتھ
ہی حافظ ملت اور اصحاب بیت الانوار کے درمیان خط
و کتابت کا ایک مستحکم سلسلہ قائم رہا۔

حافظ ملت کے جتنے مکتوبات مجھے دستیاب
ہو سکے ہیں ان میں چند میرے والد ماجد حضرت مولانا
شاہ سراج الہدیٰ صاحب قادری سجادہ نشین بیت الانوار
گیا کے نام ہیں اور چند راقم الحروف کے نام۔ ظاہر ہے
کہ ہر مکتوب منظر عام پر لانے کے لائق نہیں ہوتا اس
لئے ان میں جو نجی یا مخصوص تھے انہیں چھوڑ کر باقی مکتوبات
کو میں نے موضوع سخن بنایا ہے۔ ان کے علاوہ اس
مکتوب کا اقتباس جسے حافظ ملت نے میرے جد
کریم کے وصال کے بعد حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے
نام تحریر فرمایا تھا "اتباع سنت" نقل ہے۔

یہ صحیح ہے کہ ان مکتوبات میں حافظ ملت نے
جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ کم و بیش بیت الانوار کے تعلق سے
فرمایا ہے لیکن ان مکتوبات کے آئینے میں ہم حضور حافظ
ملت علیہ الرحمہ کی ہمہ گیر دینی اخلاقی اور سماجی خدمات کا
جائزہ لے سکتے ہیں۔

اتباع سنت: بیماروں کی عیادت کرنا اور مصیبت
زدوں کی تعزیت کرنا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
کی سنت کریمہ ہے فرمان رسالت ہے کہ ایک مسلمان کا
دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب وہ مریض ہو جائے تو
اس کی مزاج پرسی کرے اور جو مسلمان اپنے بھائی کی مصیبت
پر اس کی غمخواری کریگا پروردگار عالم بروز حشر اسے
حلۂ کرامت عطا فرمائے گا۔ اس سنت رسول کی پیروی
میں حضور حافظ ملت نے عوام و خواص پر ایک گہرا نقش
چھوڑا ہے۔ مختلف لوگوں کی عیادت اور تعزیت کے
سلسلے میں بنام مولانا شاہ سراج الہدیٰ صاحب چند
مکتوبات کے تراشے ملاحظہ فرمائیں۔

> مرحوم مغفور ہ غفر لنا المولیٰ الغفور الرحیم
> کے انتقال سے سخت صدمہ ہوا مشیت ایزدی
> و قضاء الٰہی میں چارہ نہیں لله ما اعطی و
> ما اخذ و کل شیئ عندہ باجل مسمی
> فلتصبر ولتحتسب خداوند کریم مرحومہ
> کو اپنے جوار رحمت اور آغوش کرم میں جگہ
> دے جنت الفردوس میں بہترین مقام
> عطا فرمائے آپ کو صبر جمیل اور اجر جزیل
> مرحمت فرمائے برخوردار معین الہدیٰ سلمہ
> کو صبر دے بجائے آغوش مادری کے
> آغوش رحم و کرم میں پرورش فرمائے

محب مکرم جناب چھوٹے صاحب کی علالت سے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بہت افسوس ہوا مگر خیر دہ صحت بھی ساتھ
ہی تھا جس سے اطمینان ہوا خداوند کریم کی
یہ صحت دوامی صحت قرار دے اور یہ صحت و
سلامتی آپ سب حضرات کو اپنی حمایت حفاظت
میں پناہ گزیں فرمائے آمین

حضرت بڑے صاحب زید مجدہم کی تکلیف
دورہ کی شدت معلوم ہو کر صدمہ ہوا ان کی
علالت سے بے حد افسوس ہے خداوند کریم
شفائے عاجل و کامل عطا فرمائے اپنا خاص
فضل فرمائے جلد صحت دے اور اطمینان
بخشے آمین ثم آمین۔

آج آپ کا خط ملا اور اسی کے ساتھ حضرت بڑے
صاحب علیہ الرحمہ کے انتقال کا تار ملا سخت صدمہ
حضرت موصوف کے انتقال سے بہت صدمہ ہوا
مولائے نعیم و غافر اپنے جوار کرم میں مغفور و
مقبول فرمائے جنت الفردوس میں بلند مقام
عطا فرمائے آپ صبر فرمائیں جملہ متعلقین کو صبر
کی تلقین فرمائیں۔

حافظ ملت کے اس مکتوب کا اقتباس حاضر ہے
جب میرے جد کریم حضرت مولانا شاہ نور الہدی صاحب
علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد حضرت صدر الشریعہ کو لکھا

حضرت شاہ نور الہدی صاحب قدس سرہ العزیز
جو ولی کامل و بزرگ شیخ وقت عصر
راہی ملک بقا ہوئے موصوف کی وفات حسرت
افسوس ہے دل کو صدمہ فرقت ہے

اتباع سنت حضور حافظ ملت کی زندگی کا سب سے
نمایاں وصف ہے اور وہ صرف عبادات اور فرضیت تک ہی
محدود نہیں بلکہ انہوں نے ہر کام میں اسے ملحوظ رکھا وہ ایک
ایسے متبع سنت ہیں کہ جس کی نظیر دور حاضر میں مشکل سے
نظر آتی ہے اور کیوں نہ ہو کہ

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اخلاق کریمانہ | ۱۳۸۲ھ کی بات ہے میرے والد ماجد
علامہ ارشد القادری صاحب ایک ساتھ سفر حج کو تشریف لے
گئے حرمین طیبین کی واپسی کے بعد ان دونوں حضرات نے
یہ طے کیا کہ مبارکپور چلکر حافظ ملت کا دیدار حاصل کریں حافظ ملت
کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو انہوں نے میرے والد ماجد کے نام جو
کچھ تحریر فرمایا وہ حافظ ملت کے کریمانہ اخلاق کا آئینہ دار ہے

یہ تو آپ کا کرم ہے اور علامہ ارشد القادری
صاحب کی بے پایاں محبت ہے کہ یہاں تشریف لا
کر ملاقات کے فرمائی ہے لیکن میری غیرت
محبت مجھے حاضری پر مجبور کرتی ہے کہ حج
و زیارت کے بعد میں خود حاضر ہو کر ملاقات
کروں۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دور طالب علمی کے ابتدائی ایام میں میرے اخراجات کے بارے میں میرے والد کو یوں تحریر فرمایا۔

"برخوردار معین الہدیٰ سے آپ مطمئن رہیں انشاء المولیٰ تعالیٰ ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی جو ضرورت ہو اور جس قدر ضرورت ہو میں دے سکتا ہوں مگر میرے علم میں آئے کہ واقعی ضرورت ہے ابھی بچے ہیں بے ضرورت بیجا ان کے لئے مضر ہے صرف یہی وجہ ہے اسی لئے میں بقدر ضرورت دیتا ہوں۔"

"جو ضرورت ہو اور جس قدر ضرورت ہو میں دے سکتا ہوں" ان جملوں سے واضح ہوتا ہے کہ حضور حافظ ملت جود وسخا کے پیکر تھے اور یقیناً وہ اخلاق حسنہ کی ایسی تصویر تھے جسے دیکھ کر کہا جا سکتا ہے۔

شارح جاں فشاری جس نے ایثار و محبت پر

تواضع ان کی تواضع کا یہ عالم ہے کہ "محب محترم" کا وہ لقب جسے لوگ اپنے دوستوں اور ہم عمر ساتھیوں کے لئے استعمال کیا کرتے ہیں حافظ ملت اسے اپنے شاگردوں کو یہاں تک کہ اپنے عزیزوں کو لکھا کرتے تھے مولانا شاہ سراج الہدیٰ صاحب اور راقم الحروف کے نام جتنے مکتوبات ہیں ان میں اکثر "محب محترم" تحریر فرمایا ہے ان کے علاوہ سیکڑوں اور ہزاروں مکتوبات جو دوسروں کے نام ہیں اس کے شاہد عدل ہیں مولانا شاہ سراج الہدیٰ صاحب کے نام چند مکتوبات کے تراشے ملاحظہ فرمائیں جن میں حافظ ملت کی شان تواضع پوری طرح نظر آئے گی۔ اور تی ورد بھی۔

"آپ سے گذارش ہے کہ اس طرف توجہ فرمائیں اور اپنے ملفوظ میں احباب و متعلقین کی امداد کی طرف مناسب طریقہ سے توجہ دلائیں اگرچہ یہ تکلیف دہی آپ کے شایان شان نہیں اسی لئے اب تک عرض نہیں کیا تھا۔"

"تعمیل حکم میں کسی نقصان کی پرواہ کرتے ہوئے شریک ہونے کا قصد ہے۔"

"سراج العلوم کے اجلاس کی دعوت بسر و چشم منظور ہے"

"دعاؤں کا طالب ہوں"

اپنے شاگردوں کے مقابلہ میں "گذارش" "عرض" "تعمیل حکم" "آپ کے شایان شان نہیں" اور "بسر و چشم منظور" کے الفاظ لکھنا اور وہ طلبہ جو ان کی درسگاہ میں زانوئے ادب تہ کرنے والے ہیں اپنے کو ان کا "خادم" کہنا جنہیں لوگ اپنا دعاگو کہیں انہیں کا اپنے کو "دعاؤں کا طالب" کہنا بلاشبہ یہ حافظ ملت کی تواضع و خاکساری ہے ان کا یہ کردار آج بھی دنیا کو یہ پیغام دے رہا ہے

کہ ہر بشر کو ہے لازم کرے خاکساری

خیر خواہی حافظ ملت قوم و ملت کے ایک ایسے محسن ہیں کہ جو مدتوں کے بعد کہیں پیدا ہوتے ہیں دوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی کرنا ان کی عادت ثانیہ تھی۔ راقم الحروف کے نام ایک مکتوب کا تراشا ملاحظہ فرمائیں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

"میں آپ کا مخلص بہی خواہ ہوں آپ کو بہتر سے بہتر اور قابل سے قابل تر دیکھنا چاہتا ہوں"

"میرا مقصد یہ ہے کہ کسی علاقہ زیادہ سے زیادہ اور قابل سے قابل تیار ہوں جو دین متین کی نمایاں اور قدریں خدمات انجام دیں اس کے لیے میری تمام تر سعی اور کوشش ہوتی ہے۔"

دیکھئے لفظ لفظ سے بہی خواہی کا اظہار ہو رہا ہے کیا اب بھی یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ حافظ ملت کے قلب و جگر میں ملت اور افراد ملت کی خیر خواہی کا جذبہ انتہائی درجہ کی طرح موجود تھا ان کے اسی جذبۂ جنوں انگیز کو دیکھ کر کبھی کسی نے کہا تھا ع

یاد آئے گی تجھے میری وفا میرے بعد

نوازش و عنایت مجھے اس کا اعتراف ہے کہ میں ان کا ایک ادنیٰ شاگرد ہوں حافظ ملت کے قابل فخر تلامذہ کے سامنے میری حقیقت ہی کیا ہے من آنم کہ من دانم لیکن ہاں اس خوش بختی پر نازاں بھی ہوں کہ مجھ بے مایہ پر حافظ ملت کی جو خاص نوازش رہی ہے وہ کم ہی لوگوں کو حاصل ہے یقین نہ ہو تو مکتوبات حافظ ملت کے ان اقتباسات کو پڑھ ڈالئے جو میرے والد اور میرے نام ہیں

"عزیزی مولوی حافظ مبین الہدیٰ و مولوی نصیر الدین سلمہما آداب و سلام عرض کرتے ہیں میرے پاس ان کی ہدایۃ النحو ہے بفضلہ تعالیٰ دونوں اپنی جماعت میں ممتاز ہیں آپ کی دعاؤں کے ہر حال محتاج ہیں دعا فرمائیں مولیٰ تعالیٰ ان کو علم نافع عطا فرمائے عالم دین خادم دین بنائے آمین۔"

میرے نام ایک مکتوب کا اقتباس حاضر ہے۔

"آپ سے تو بڑی خصوصیت ہے آپ حضرت سراج الفقہاء دامت برکاتہم کے چشم و چراغ ہیں استاذ علیہ کے نونہال ہیں بلکہ آپ ہی کی وجہ سے ہم نے ابتدائی کتابیں پڑھائیں اور کافی محنت کی .... میں آپ کا مخلص بہی خواہ ہوں آپ کو بہتر سے بہتر اور قابل سے قابل تر دیکھنا چاہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں مولیٰ تعالیٰ آپ کو اپنے جد کریم کی طرح با برکت علم و فضل میں وسعت عطا فرمائے عالم دین خادم دین اور استاذ علیہ کا نور عین چراغ خاندان اور اپنے وقت کا آفتاب بنائے۔"

مجھ کو اپنا چشم و چراغ فرمانا، میری غلطیوں پر میری گوشمالی کرنا، مجھے میری جماعت میں امتیازی حیثیت کا حامل بنانا اور ہمیشہ اپنی مخصوص دعاؤں سے نوازتے رہنا یہ حضور حافظ ملت کا کرم بے پایاں نہیں تو اور کیا ہے؟ قرآن مجید سننے کے معاملے میں مجھ پر ان کی یہ عنایت کچھ کم نہیں ہے کہ اپنی مصروفیتوں کے باوجود تقریباً ایک سال تک روزانہ بعد نماز عصر اپنی مسجد میں میرا حفظ قرآن سنتے اور اس کی اصلاح فرماتے۔

اور مجھ خاکسار پر ان کا یہ کرم بالائے کرم تو دیکھئے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کریمان منشعب نحومیر ہدایۃ النحو شرح مأۃ عامل وغیرہ
عربی گرامر کی وہ ابتدائی کتابیں ہیں جن کا پڑھانا امام علوم
پر حاوی درجے کے مدرسین اپنے لئے کسر شان سمجھتے ہیں لیکن
حافظ ملت نے اپنی مرضی سے محض میری خاطر ان ابتدائی
کتابوں کو اپنے ذمے لیا جب کہ وہ اس عظیم ادارہ کے
شیخ الحدیث ہیں اور جن کے ماتحت درجنوں مدرسین ہیں
یقیناً یہ ان کی ایسی خاص نوازش ہے جس پر میں جتنا
بھی فخر کروں کم ہے۔ حافظ ملت کی ان نوازشات کو دیکھ
کر میں ہمیشہ یہی کہتا رہوں گا ع

اک ذرۂ حقیر پہ یہ بارشِ کرم

شاگرد نوازی اپنے شاگردوں کی دینی خدمات کو
سراہنا، ان کے کارناموں پر ان کی حوصلہ افزائی کرنا انہیں
اپنی دعاؤں سے نوازنا اور ان کی قابلیتوں کا برملا اعتراف
کرنا حافظ ملت کی ایسی دلنواز ادائیں ہیں جن کا جواب نہیں
میرے والد ماجد کے نام مکتوبات حافظ ملت کے تراشے ملاحظہ
فرمائیں جن میں آپ نے اپنے چند شاگردوں سے متعلق اپنے
خیالات کا اظہار فرمایا ہے

مولانا شاہ سراج الہدیٰ صاحب کے متعلق تحریر فرمایا۔

"مسند ارشاد کے آپ مسند نشین ہیں مولیٰ
قدیر ہمیشہ شاد و آباد رکھے۔"

"آپ کی دینی خدمات سے بے حد مسرت ہے
خصوصاً اس وقت جلسوں کے بند کرنے میں جو
نمایاں کام کیا ہے وہ ضرور قابل تحسین ولائق
ستائش ہے۔ جو شریعت ہی شاندار مضمون
نہایت بلند پایہ اور زور دار ہے مولیٰ تعالیٰ
زور قلم زیادت فرماوے۔"

"مولائے کریم آپ کے فیوض و برکات عالمگیر
فرمائے۔ دینی علاقوں کے لئے قابل مدرسین
فراہم ہو جائیں عزائم و مقاصد میں پوری پوری
کامیابی ہو بہ سہولت سامان و اسباب مہیا ہو"

"عزیزی جمیل ہدیٰ بفضلہ تعالیٰ صالح ہیں
علم و فضل کے ساتھ زیور عمل سے آراستہ
اور خلیق ہیں ایسے نوجوان فی زمانہ نایاب
نہیں تو کمیاب ضرور ہیں"

"چراغ لے کر ڈھونڈئیے جب بھی شاید ان جیسا مشفق
اور شاگرد نواز استاد آپ نہ پائیں گے حافظ ملت کی شاگرد
نوازی کے بارے میں یہ کہنا عین حقیقت کی ترجمانی ہے کہ

جس پہ نگاہ ڈال دی کندن بنا دیا

آپ کی نظر میں دنیا جانتی ہے کہ حافظ ملت اپنی مردم
شناسی میں جواب نہیں رکھتے ان کی دوربین نگاہ جو دیکھا
کون کیسا ہے اور کیا ہے اسے معلوم کرنے کے لئے مندرجہ
ذیل اقتباسات کا مطالعہ ضروری ہے سب سے پہلے اس
مکتوب کا تراشہ حاضر ہے جسے حافظ ملت نے حضرت صدر
الشریعہ کے نام میرے جد کریم علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد
میرے والد ماجد کے بارے میں تحریر فرمایا۔

مولانا شاہ سراج الہدیٰ صاحب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

"مولوی سراج الہدیٰ کی تعلیم کی تکمیل خطرہ میں آگئی ورنہ بڑے کام کے ہوتے اس وقت ورنہ طالب علمی میں بہت سے کام ایسے انجام دے چکے ہیں جو فارغ التحصیل ہو کر نہ کر سکیں۔"

علامہ ارشد القادری صاحب

"علامہ ارشد القادری دورِ حاضر میں اپنی آپ ہی نظیر ہیں علمی قابلیت کے ساتھ تدبر منتظمی، مزاج میں پختگی ایثار و اخلاص اور دین پروری میں ان کو وافر حصہ ملا ہے۔"

اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ کے مصداق حافظ ملت نے اپنی بالغ النظری سے جس کے بارے جو فرما دیا اس کے لئے وہ ایک شہادت کی حیثیت رکھتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ ع

تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

بیت الانوار سے گہرے تعلقات

بیت الانوار گیا صوبہ بہار کی ایک مشہور خانقاہ ہے جس کے مورث اعلیٰ میرے جد کریم حضرت مولانا شاہ نور الہدیٰ صاحب علیہ الرحمہ ہیں جو عارف باللہ حضرت مولانا سید شاہ عین الہدیٰ صاحب لکھنوی علیہ الرحمہ کا کرگا جی شریف کلکتہ کے شاگرد و جانشین ہیں۔ بیت الانوار سے حافظ ملت کے تعلقات انتہائی دیرینہ اور گہرے تھے وہ بیت الانوار کو قدر کی نظر سے دیکھتے تھے۔ انھیں بیت الانوار سے محبت تھی

اشرفیہ۔ ایثار و قربانی کی تاریخ: اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اشرفیہ حافظ ملت کا دوسرا نام ہے اس کی ترقی و بقا حافظ ملت کی رہون منت ہے انھیں کی جانفشانیوں اور قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ اشرفیہ جامعہ کی شکل میں آج موجود ہے۔ ایثار و قربانی اور محنت و مشقت کی جن منزلوں سے انھیں گذرنا پڑا ہے مکتوبات کے ان اقتباسات میں ملاحظہ فرمائیں جو مولانا سراج الہدیٰ صاحب کے نام ہیں۔

"میری غیر حاضری میں مدرسہ نہایت ہی پستی میں ہو چکا مکتب کی صورت اختیار کر چکا تھا امسال پھر مجھ کو مجبور کیا گیا، اب حاضر ہوا مدرسہ کی ترقی اور بقا کے لئے از سر نو جدوجہد کر رہا ہوں بڑی مصروفیت اور عرق ریزی، امید ہے کہ مدرسہ پہلے سے بھی زیادہ عروج پر پہنچے۔"

"میری حالت یہ ہے کہ جس قدر زیادہ کمزور ہوتا جاتا ہوں کام بڑھتا جاتا ہے ذمہ داریاں زیادہ ہوتی جاتی ہیں دار العلوم اشرفیہ کو مقصد زندگی قرار دے لیا ہے اسی میں منہمک اور سرگرداں رہتا ہوں۔"

"میرا نظریہ چونکہ مدرسہ ہے اس لئے بڑی سے بڑی پر مسرت موقعوں پر بھی باہر نہ جا سکا۔"

"امسال دار العلوم اشرفیہ کا کام اتنا بڑھ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

گیا ہے کہ تعلیمات اکابر کی اشاعت ہو، وقت کم ہے
کام بہت زیادہ ہے اس لئے حاضری سے
قاصر ہوں۔"

"وظیفہ ادا کیا جاتا ہے چند روز کے
دوران میں واپسی ہوئی پھر بھی احباب کو
ناراض کر کے چلا آیا اور شدید دینی ضروریات
تھیں جن کے پیش نظر قیام ضروری تھا لیکن
مدارس کی ذمہ داری اہم تر ہے اس لئے
الاہم فالاہم پر عمل کیا۔"

الغرض یہ تھا عروج و ارتقاء اور اس کی عالمگیر
شہرت آج زبانِ حال سے یہ کہہ رہی ہے کہ ع
شامل کسی کا خونِ تمنا ضرور ہے

منشاء مقصد اور نظریہ | حافظ ملت کی تحریک اور
ان کا مشن معلوم کرنے کے لئے مکتوبات کے تراشے ملاحظہ
کیجئے جو مولانا شاہ سراج الہدیٰ صاحب کے نام ہیں

"میرا منشاء صرف خدمتِ دین ہے"

"میرا نظریہ ...... مدرسہ ہے"

"راقم الحروف کے نام مکتوبات کے اقتباسات
حاضر ہیں:

"میرا مقصد یہ ہے کہ سنی علماء زیادہ سے زیادہ
اور قابل سے قابل طلباء ہوں جو دین متین کی
نمایاں اور زریں خدمات انجام دیں اسی کے
لئے میری تمام زندگی اور کوشش ہوتی ہے۔"

ملت کا درد و غم جماعت کا حال زار | حافظ ملت کا
اسم با مسمیٰ تھے ملت کے ایک عظیم محسن ہونے کی وجہ
سے اہل سنت و جماعت کا درد و غم ان کے سینے میں موجود
تھا اور وہ جماعت کی زبوں حالی پر بے چین و بے قرار ہو جایا
کرتے تھے اس سلسلہ میں مکتوبات حافظ ملت کے ان اقتباسات
کا مطالعہ کیجئے۔

"دینی خدمات کا خلوص جلد ہم سے رخصت
ہو گیا اور بد نصیب دشمناں ہو گیا ۲۰، ۲۵
پر کافی تعداد میں مل جاتے ہیں۔ مسلمان
کیسے گذر کرتے ہیں خداوند کریم ہم کو توفیق
خیر بخشے جوہر اخلاق عطا فرمائے۔"

"فی زمانہ اخلاص و ایثار ختم ہو گیا دیانت داری
بھی ختم ہو رہی ہے ہماری تمام خصوصیات
ہم سے رخصت ہو گئیں مولیٰ تعالیٰ رحم
فرمائے۔"

"افسوس ہے کہ لوگوں میں اخلاص و
استقلال نہیں کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں
وعدہ کا بھی خیال نہیں کرتے۔"

"عجیب قحط الرجال ہے کام کے آدمی دستیاب
ہی نہیں ہوتے سنیوں میں کام طلبی زر پرستی
کا مرض بھی ہے۔"

"عجیب قحط الرجال ہے کام کے آدمی دستیاب
ہی نہیں ہوتے جن کو کام کا سمجھا جاتا ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

وہ بھی بحمدہٗ تعالیٰ درست ثابت ہو رہے ہیں۔

اقوالِ زرین حضرت والد کے نام حافظ ملت کے ان مکتوبات کے اقتباسات جو ان کے ارشادات پر مشتمل ہیں ذیل میں ہم نقل کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

"مشیت ایزدی و قضائے الٰہی میں چارہ نہیں"

"مشیت ایزدی میں صبر ہی شان بندگی ہے۔"

"حقیقت یہی ہے کہ دنیا بے حقیقت اور بے ثبات ہے ہم سب کے لئے یہ وقت آنا ضروری ہے بیشک اجل کو لبیک کہنا لابدی ہے۔"

"جب اطباء و ڈاکٹر جواب دے چکیں تو علاج ختم کر دینا چاہئے اور رضائے مطلق سے ہو جانا چاہئے وہ حی و قیوم اور قادر مطلق ہے زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ کرنا اسی کے اختیار میں ہے۔"

"بلاشبہ ایسی تعلیم جس میں تربیت نہ ہو آزادی و خود سری ہی کی فضا ہو بے سود ہی نہیں بلکہ نتیجۃً مضر ہے۔"

"آدمی اپنے استاد سے استفادہ کا محتاج رہتا ہے جس طرح مرید اپنے پیر کا۔"

راقم الحروف، کے نام ایک مکتوب کا اقتباس یہ ہے

"ندامت اور احساسِ غلط روی بڑی چیز ہے۔"

دعا کا اثر مورخہ ۳۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ کا تحریر کردہ حافظ ملت کے ایک مکتوب کا آخری حصہ پیش نظر ہے جو میرے والد ماجد مولانا شاہ سراج الہدیٰ صاحب کے نام ہے۔

"برخوردار مولوی مبین الہدیٰ سلمہٗ کو دعا و پیار"

ناظرین پر واضح ہو کہ راقم الحروف کی تاریخ پیدائش ۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ ہے۔ ابھی میری عمر کے ڈیڑھ سال ہی ہوئے ہیں کہ حافظ ملت نے میرے نام کے ساتھ "مولوی" تحریر فرمایا ہے ان کی زبان و قلم کی برکت سے میں اس قابل ہو گیا کہ آج مجھے مولوی کہا جا رہا ہے یقیناً یہ حافظ ملت کی ایک کرامت ہے ایسے ہی موقع کے لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ترکا زباں سے جو بھی وہ بات ہو کے رہی

انمول موتی

● آدمی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے جو شخص بیکار ہے وہ مُردوں سے بدتر ہے۔ (حافظ ملت)

● کام کے آدمی بنو کام ہی آدمی کو معزز بناتا ہے۔ (حافظ ملت)

● میں نے کبھی مخالف کو کبھی مخالفت کا جواب نہیں دیا بلکہ اپنے کام کی رفتار اور تیز کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کام مکمل ہوا۔ اور میرے مخالفین کام کی وجہ سے میرے موافق بن گئے۔ (منجانب ڈاکٹر محمد قاسم خاں مرادان)

---

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا محمد غریب حسن قادری جامعہ فاروقیہ بنارس

حافظ ملت کا یقین

انسان جد و جہد کے میدان میں جب پہلی دفعہ قدم رکھتا ہے تو بسا اوقات اسے ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑتا ہے لیکن اگر اپنی کوششوں پر جما رہتا ہے تو پھر کامیابیاں اس کا قدم چومتی ہیں اور یہ پوری دنیا کا دستور ہے کہ انسان کسی بھی کام کے لئے بے فائدہ جد و جہد نہیں کرتا ہر کام ہر تعمیر اور ہر کوشش کے پیچھے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوا کرتا ہے۔ ایک مالی کو اپنے گلشن سے ایک باغبان کو اپنے باغ سے اور ایک کاشتکار کو اپنی زراعت سے جو امیدیں وابستہ ہوتی ہیں وہ یہی کہ آگے چل کر اس کے ثمرات سے وہ متمتع ہوگا۔ مگر سوئے اتفاق سے ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ ایک مزدور نے اپنی محنت و مشقت اور اپنے خون و پسینے کی آمیزش سے زمین ہموار کی بیج ڈالا جب پودے کچھ بڑھے اور نسیم سحری نے ان پودوں کو گدگدانا شروع کیا تو مزدور کا دل بلیوں اچھلنے لگا اب اور لگن سے اس نے کھیتوں کو سینچنا شروع کیا دھوپ کی شدت اور زمین کی نرمی و گداز آمیزش نے ان پودوں کو بار آور کر دیا قریب تھا کہ اب مزدور اسے کاٹ کر کسی محفوظ مقام پر منتقل کرے کہ کالی کالی گھٹائیں اٹھیں ابر و باد کے مخلوط حملوں نے آن کی آن میں پوری فصل تہ و بالا کر دی ایسی صورت میں آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ اس محنت کش مزدور پر کیا گزرے گی۔

قسمت کی بدنصیبی کہاں ٹوٹی ہے کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا!

پھر بھی وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتا بلکہ وقت آنے پر وہ پھر پہلے ہی کی طرح جفاکشی اختیار کرتا ہے اور وہ اپنے سابقہ تمام نقصان کو بھول جاتا ہے آخر ایسا کیوں ہوتا ہے صرف اس لئے کہ اس نے خالق کائنات سے اپنی امیدوں کو منقطع نہیں کیا تھا بلکہ شکست نے اس کے اعتماد کو اور نکھار دیا تھا معلوم ہوا کہ عزم و مقاصد کی راہ میں جب قدم اٹھایا جاتا ہے تو ناگزیر ہے کہ صورت حال بدل جائے عارضی طور پر خطرات پیدا ہو جائیں لیکن اگر راہ حق میں استقامت دکھائی جائے تو جو نقصان ہو چکا ہے اس سے کہیں زیادہ اسے فائدہ حاصل ہوگا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْن

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان نقصان اٹھاتا ہے لو

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بلکہ ہر اس کو سلوجیات ظاہری میں نہیں ملتا مگر مستقبل میں ملتا ہے حق تو یہ ہے کہ جس کا دل جتنا ہی خود اعتماد ہو گا اور جس کے دل میں جتنی ہی زیادہ ایمانی آثار نمایاں ہوں گی اتنا ہی اس کا اثر بھی اس کے قول و فعل اور حرکات و سکنات سے ظاہر ہو گا۔ جس کو یقین و اعتماد حاصل ہوتا ہے وہ ہر حرکت و سکون کے بعد مطمئن رہتا ہے چنانچہ اہل دنیا و ہوس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کلا لو تعلمون علم الیقین الخ "ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے۔

مندرجہ ذیل مضمون سے واضح ہو گا کہ حضور حافظ ملت کے اندر سب سے زیادہ جو وصف نمایاں طور پر نظر آتا ہے وہ ان کا اعتماد و یقین ہے جس کا مقصد کسی جانب بھی قدم بڑھانا اور کے کا نام نہیں لیا بلکہ قدم آگے ہی چلے گئے۔ ان کو معلوم تھا کہ اسی اعتماد پر قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ مرتب ہوتی ہے یہی اعتماد تھا جس نے بڑے سے بڑے ظالم و جابر کے سامنے بھی حق پرستوں کو سرنگوں نہیں ہونے دیا اور حق کے متوالوں نے بلا خوف لومۃ لائم نتائج سے مستغنی ہو کر اپنی آواز باطل کے ایوانوں تک پہنچایا اس سلسلے میں تاریخ اسلام میں واقعہ بلال و خبیب قلوب میں جرأت و ہمت اور اعتماد و یقین کی روح پھونکنے کو کافی ہیں۔

انہیں خطوط پر حضور حافظ ملت کی زندگی کا مشاہدہ کیجئے علم و عمل کا ایک مجسم پیکر جس کی پوری زندگی احیائے دین اور خدمت خلق میں گزری قدم قدم پر امتحان و آزمائش سے دوچار ہونا پڑا مگر آپ کو اللہ کی رحمت اور اپنی ذات پر اس قدر اعتماد تھا کہ بڑی سے بڑی دشواریوں کو بھی خندہ پیشانی سے انگیز کر لیا خالق و مالک کی ذات پر آپ کو کامل اعتماد تھا حضرت اس عنوان پر مستقل تقریر کیا کرتے تھے آپ قرآن حکیم کی اس آیت کو بار بار پیش کرتے وھو معکم اینما کنتم وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو آپ فرماتے کہ ایک دنیا دار افسر اگر کسی غریب سے کہہ دے کہ گھبراؤ نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں تو بہادر کر دیگا لگے باوجود بھی وہ اپنے آپ کو محفوظ تصور کرے گا لہٰذا جس کے ساتھ اللہ ہو اسے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے ایک مرتبہ موضع سکٹھی (متصل مبارکپور) میں کسی صاحب کے یہاں میلاد شریف میں حضرت تشریف لے گئے رات کافی گذر چکی تھی واپسی پر گھر والوں نے سوچا کہ حضرت کو نیا گاؤں تک پہنچا دیں جب گاؤں کے باہر تک آئے تو فرمایا آپ حضرات گھر واپس تشریف لے جائیں میں باطمینان چلا جاؤں گا مجھے کوئی خوف نہیں ہے اللہ ہر وقت ہمارے ساتھ ہے اس کا فرمان ہے وھو معکم الخ۔ ایک موقع پر فرمایا عبدالعزیز کسی سے نہیں ڈرتا ڈرتا ہے تو صرف اللہ و رسول سے میں حق بات کہنے میں دار ہو کر تختہ دار جو کہیں پرواہ نہیں کرتا ہے

کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اس جلے میں جھانک کر دیکھا جائے تو ایک نڈر اور مردِ حق کی تصویر سامنے آتی ہے نیز اس اعتماد و یقین نے تاریخ اسلام کے اس صفحہ کو کھول کر رکھ دیا جب کہ پیغمبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یارِ غار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت فرما رہے تھے صدیق اکبر کی گھبراہٹ اور بے قراری جب بڑھنے لگی تو سرکار نے فرمایا ابوبکر ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے قرآن نے اس واقعہ کو یوں محفوظ کر لیا ہے اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللہ معنا پ۱۰ ع۱۲ "جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

ایک مرتبہ اسی آیت کریمہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا "پرانے مدرسے میں جو اب میری قیام گاہ ہے اس کے اندر جنات کا بسیرا تھا کوئی بھی ایک دو ماہ سے زیادہ اس مکان میں نہیں رہ پاتا تھا شروع شروع میں جب میں اس میں رہنے لگا تو میرے سامنے بھی ایسی صورتیں پیش آئیں ایک روز مغرب کی نماز پڑھ کر آنگن میں چارپائی پر بیٹھا تھا کہ اچانک ایک لمبا تڑنگا آدمی درخت کی شکل میں ظاہر ہوا اور بڑھنے لگا میں نے جب دیکھا تو بلند آواز سے کہا لاحول ولا قوۃ الخ اتنا کہنا تھا کہ وہ دھواں بن کر غائب ہو گیا پھر کبھی ایسی صورت نہیں پیش آئی تقریر کرتے کرتے جب جوش میں آتے تو فرماتے عبدالعزیز کمزور ضرور ہے لیکن اپنی ذات پر اب بھی اتنا اعتماد کرتا ہے کہ اگر پچاس آدمیوں کے بیچ میں تنہا پڑ جائے تو بھی مقابلہ کر سکتا ہے کیوں کہ یہ کچھ فن بھی جانتا ہے کیا اس قول نے مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے اس قول کو تازہ نہیں کر دیا۔ "میں میدان حرب میں بہترین جنگجو ہوں اور خانۂ خدا میں بہترین عبادت گزار ہوں" حافظ ملت جس قدر نماز کے پابند تھے اور خاص کر جماعت کے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے حضرت علامہ ارشد القادری صاحب فرماتے تھے کلکتہ کی جانب کئی بار سفر میں جبکہ ہم لوگوں کو بیٹھنے کی جگہ بعض دفعہ نہیں ملتی ہم لوگ کھڑے ہو کر سفر کر رہے تھے لیکن اس عالم میں بھی حافظ ملت نے اپنے لئے جگہ بنائی اور چلتی ہوئی ٹرین میں پنجوقتہ نمازی تو اور بات ہے نماز تہجد ادا کرتے ہوئے دیکھے گیا

نماز کے بارے میں آپ اکثر تاکید کرتے اور فرماتے "بندۂ مومن کو سب سے زیادہ اپنے خالق کی قربت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ وہ سجدے کی حالت میں ہوتا ہے اسی قربت کے یقین نے انھیں سفر و حضر ہر مقام پر نماز کا پابند رکھا تھا ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا حضرت میں نماز پڑھتا ہوں مگر خشوع و خضوع حاصل نہیں ہوتا بلکہ بعض دفعہ پڑھتے پڑھتے اکتاہٹ محسوس ہونے لگتی ہے اس کے لئے کون سی تدبیر اختیار کروں فرمایا "جی ہاں بندۂ مومن کے لئے نماز سے زیادہ اہم چیز اور کیا ہے جب بندہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نماز پڑھے تو اپنے قلب و جگر کو ہر چہار جانب سے موڑ لے اور یہ سوچا کرے جیسے پر کھڑا ہو کر میں احکم الحاکمین کی بارگاہ میں کھڑا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں اگر دل میں یہ بات نہ آئے تو اس یقین کے ساتھ پڑھے کہ میرا اللہ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ آپ اس طرح پڑھ کر تو دیکھیں چنانچہ انھوں نے ایسے ہی نماز پڑھنی شروع کی پھر چند دنوں کے بعد خط لکھا کہ حضرت کے فرمان پر اس نے عمل کیا واقعی حضرت نے جو تدبیر بتائی تھی وہ کارگر ہوئی اب نماز میں طبیعت لگ گئی ہے۔

حج کے لئے پاسپورٹ بغیر فوٹو کی منظوری آئی تو اس دور میں بہرحال یہ ایک نئی بات تھی کسی کا ذہن اسے قبول کرنے کو تیار نہیں تھا ایک صاحب نے کہا سورج بجائے پورب کے پچھم سے طلوع ہو یہ تو مانا جا سکتا ہے مگر بغیر فوٹو کے حج کی منظوری آ جائے یہ نہیں سمجھ میں آتا حضرت نے سنا تو جلال آ گیا فرمایا ہاں سورج پچھم سے طلوع ہو جائے تو کیا تعجب خیز بات ہے میرے آقا نے مقام صہبا میں ایسا کر کے دکھا دیا ہے۔

اس موقع پر مجھے حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر یاد آ گیا ہے انھوں نے صحابی رسول حضرت سفینہ کے واقعہ سے متاثر ہو کر کہا ہے ؎

ومن تکن برسول اللہ نصرتہ
ان تلقہ الاسد فی آجامہا تجم

مذہب حق کا یقین: مذہب و مسلک کے سلسلے میں آپ کو اپنے مذہب اہلسنت وجماعت کی حقانیت پر اس قدر اعتماد کامل تھا کہ اس موضوع پر آپ کی تقریر و گفتگو سننے کے بعد ہر سنی پر اپنے مذہب و اعتقاد کی حقانیت کا یقین چمکنے لگتا تھا اور اہل باطل مبہوت ہو کر رہ جاتے تھے۔ کتاب حدیقۂ مظاہر حق پر تقریظ لکھتے ہوئے ایک جگہ ارشاد فرمایا اہل اسلام اس کتاب کو بغور پڑھیں انشاء اللہ مذہب حق اہلسنت وجماعت کی حقانیت واضح سے واضح تر ہو جائے گی وہابی نجدی عقیدہ و مذہب کا بطلان اظہر من الشمس ہو جائے گا۔ آپ اکثر فرماتے تھے ہماری ساری کائنات کا محور صرف ہماری حقانیت ہے ورنہ ہمارے پاس نہ تو عمل ہے نہ دوسرے مذاہب والوں کی طرح پروپگنڈہ ہے اپنی حقانیت ہی کی وجہ سے ہر میدان میں ہم کامیاب ہوتے ہیں ؎

نہ طاقت ہے نہ تقویٰ ہے نہ زہد و تقرب ہے
ہمارا ناز جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ پر ہے

اس ضمن میں اکثر یہ حدیث پیش کرتے ستفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا واحدۃ "میری امت تہتر ملتوں میں تقسیم ہو جائے گی جس میں صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا بقیہ سب جہنمی ہوں گے"

آپ پورے رعب و جلال اور یقین و اعتماد کے ساتھ فرماتے بیشک وہ ایک فرقہ ہی اہلسنت وجماعت ہے بلکہ تاکید در تاکید فرماتے یہی جماعت اہل حق ہے حق ہے بقیہ جتنی بھی جماعتیں ہیں وہ سب کی سب جہنمی اور مستحق عذاب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ناز ہیں سے

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ

الغرض حافظ ملت کے اندر یہی وہ اعتماد و یقین کی دولت تھی جس کی وجہ سے ہر میدان میں وہ کامیاب رہے اور ہر عظیم سے عظیم مہم کو انھوں نے سر کر لیا مبارک پور کا وہ علمی چمن زار جو آج الجامعۃ الاشرفیہ کی شکل میں دنیا کے مسلمانوں کو دعوت نظارہ دے رہا ہے ان کے یقین و اعتماد کی برکت ہے انھیں یقین تھا کہ اگر میں نے دین مصطفےٰ کی سربلندی کے لئے قدم بڑھایا تو میری پر خلوص آواز پر ضرور ہندوستان کا صحت مند طبقہ لبیک کہے گا۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

مختصر اگر کسی کی ذات اعتماد و یقین، فکر و شعور، علم و آگہی، قوت عمل، خلوص و لگن اور ایثار و قربانی کی آئینہ دار نظر آتی ہے تو وہ حضور حافظ ملت کی ذات گرامی ہے۔ ایسی شخصیتوں میں ہم بلاشبہ حافظ ملت کا نام نامی لے سکتے ہیں جن لوگوں نے زندگی میں مخالفت کے بعد وصال ان کو بھی کہنا پڑا۔ "بہت بڑی دولت ہمارے ہاتھ سے نکل گئی" حضرت مولانا اعظمی صاحب نے بڑی قیمتی بات کہی۔ "آدمی کی زبان نہ اقرار کرے مگر دل ضرور گواہ ہوتا ہے" قربان جائیے اس حافظ ملت پر جس نے اپنے عیش و آرام، صحت، اوقات اور اپنی جان تک کو ملت کی تعمیر کے لئے قربان کر دیا۔

فما کان قیس هلکه هلک واحد
ولکنه بنیان قوم تهدما

مولانا لقمان بنارسی

عیسوی

رئیس المحدثین تاج المحققین معلم کامل امجد
۱۹۷۶

کامل الاولیاء دشیخ برحق
۱۳۹۶

عالم فضیلت مآب کبیر العلماء جاہ امجدی
۱۹۷۶

جلالت العلم محدث فخیم ادیم
۱۹۷۶ء

حلیم حافظ ملت علیہ الرحمہ
۱۹۷۶ء

مالک معزز الجامعۃ الاشرفیہ
۱۳۹۶ھ

ادخلہ بجنۃ النعیم
۱۳۹۶ھ

باحیات غزالی وقت
۱۹۷۶

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

الحاج عبدالقدوس قریشی   وارانسی

حافظ ملت دیارِ حرم میں

ہم خاک اُڑائینگے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

حافظ ملت ان مقدس گھروں کی زیارت سے بھی سرفراز ہوئے جسے کعبہ کہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب خانہ کعبہ کی تعمیر سے فراغت پائی تو اللہ رب الکریم کی بارگاہ میں شکریہ ادا کیا۔ دعا فرمائی ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اے ابراہیم تم لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا یارب العالمین میری آواز تمام انسانوں تک کیسے پہونچے گی۔ حکم رب العالمین ہوا کہ اعلان کرو۔ آواز کا پہونچانا میرے ذمہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کا اعلان فرمایا جسکو آسمان زمین کے درمیان ہر چیز نے سُنا جن سعادت مند روحوں نے اس کے جواب میں "لبیک" کہا۔ یعنی میں حاضر ہوں چاہے وہ عالم ارواح میں تھیں یا پیدا ہو چکی تھیں وہی روحیں اپنے وعدہ کو پورا کرتی ہیں وہ مرکز بندگی کی طرف دوڑتی ہیں اور وہ ضرور حج و زیارت سے مشرف ہوتی ہیں۔

حج بارگاہ رب العزت کی حاضری اور حضوری ہے۔ رب کریم کے عالی دربار کی ضیافت اور مہانداری کا ہے۔ مالک الملک ذوالجلال والاکرام کے اعزاز و اکرام سے سرفرازی ہے۔ جہاں جلال خداوندی اور جمال خداوندی کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے اور ہر لمحہ انوار و تجلیات کا زیادہ سے زیادہ نزول و ورود ہوتا ہے۔ ہر پرستار حق اور عاشق جمال خداوندی بیت شاد کام و بامراد ہوتا ہے۔ گنہگاروں اور خطاکاروں کو رحیم و کریم کے دربار عالی سے پروانۂ معافی عطا ہوتا ہے اور ہر آنے والے کو رضائے الٰہی کی سند بخشی جاتی ہے۔

سفر حج کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ ایک گناہ معاف کرتا ہے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے۔ حجر اسود کا بوسہ لینے سے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں اس کا بوسہ لینا اس کا استلام کرنا گویا اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کرنا ہے طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہے۔ صفا مروہ کی سعی کرنے کا ثواب ۔ ، غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ حرم کی ہر ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے رمی جمار کی ایک ایک کنکری کے بدلے ایک گناہ کبیرہ معاف ہوتا ہے۔ حج سے عمر میں برکت اور مال میں زیادتی ہوتی ہے سفر حج میں جتنی تکلیف ہوگی اور جتنا صرف زیادہ ہوگا اتنا ہی اُن سب کا ثواب ملے گا۔ حج میں موت آجانے سے قیامت تک ہر سال ایک حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالے حاجی کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ ایسا پاک وصاف لوٹتا ہے جیسا کہ اُس کی ماں نے اُسے معصوم جنا ہے جس کی سفارش کرتا ہے اللہ تعالے اُس کے گناہ معاف کرتا ہے۔ پس پیرو مرشد عالی مرتبت عالی وقار، مقبول بارگاہ حضرت حافظ ملّت علیہ الرحمہ اس سعادت عظمیٰ سے کیونکر نہ فیضیاب ہوتے اور وہ رب اپنی شان کریمی ورحیمی کے صدقہ اپنے محبوب بندہ کو کیسے اس سے الگ رکھتا۔ ۱۳۸۶ھ ۱۹۶۷ء کا سال جو کرامات وبرکت والا بےمثال کہا جاتا ہے حضور حافظ ملّت علیہ الرحمہ نے سفر حج کی تیاری فرمائی اور حج بیت اللہ وزیارت روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف وشادماں ہوئے۔ اس موقع پر سب سے اہم اور خصوصیت کی بات یہ تھی کہ آپ نے حج فارم بغیر فوٹو کے داخل فرمایا جبکہ حکومت کی جانب سے سخت پابندی ہے بلا فوٹو کے حج فارم قبول نہیں کیا جاتا۔ اس سے مستثنیٰ کرانے کے لئے حکومت اور حج کمیٹی بمبئی کو بار بار لکھا گیا اور کوشش کی گئی لیکن کامیابی نہیں حاصل ہوئی جب ان لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ یہ کوئی معمولی شخصیت نہیں ہے یہ صرف ایک بوریا نشین نہیں ہے بلکہ تاجدار اہلسنت۔ علم ومعرفت کا روشن آفتاب۔ استاذ العلماء مبارکپور والوں کی آنکھوں کا نور دل کا سرور ہے اور جامعۃ الاشرفیہ کا معمار اکبر ہے توان لوگوں کے اوپر گہرا اثر پڑا۔ حافظ ملّت کا تقدس۔ اُن کی بزرگی اور ہر دلعزیزی نے اثر دکھلایا یہاں کے افسران نے حکام بالا سے منظوری حاصل کرکے حج پاسپورٹ جاری کر دیا اور ہر ممکن سہولت کا وعدہ کیا۔ لہذا مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ء کو بمبئی سے بذریعہ جہاز بسم اللہ مجریھا ومرسٰھا ان ربی لغفور رحیم فرماتے ہوئے سفر حج کا آغاز کیا۔ دوران حج ہر شخص آپکا احترام کرتا تھا۔ راستہ بھر تقریر۔ وعظ بیان اور حدیثیں سُناتے گئے۔ لوگوں کے استفسارات کا جواب دیتے اور انہیں مطمئن کرتے رہے۔ علماء مشائخ بھی آپ کی بیحد تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ ہندوستانی سفارت خانہ (برائے جدہ) آپ کی ہر موقع پر دعوت دیتے تھے آپ اس میں شرکت فرماتے اور تقریریں کرتے جہاز کے عملہ نے ہر طرح کی سہولت بہم پہونچائی اور ساتھ اعزاز واکرام کے رکھا یہ ایک ادنی کرامت تھی حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کی سفر حج کا مقصد اللہ رب العزت کی فرماں برداری اور حکم خداوندی کی بجا آوری ہے اس لئے یہاں کے شعائر ومناسک کے ساتھ ہر ہر قدم پر ہر ہر بات پر فرمانبرداری اور حکم بجا آوری کا جذبہ نمایاں ہونا ضروری ہے ورنہ بندگی نہ ہوگی اور شعائر ومناسک کی ادائیگی ادھوری ہوگی حرم محترم کے اندر اللہ نے تمہارے لئے بہت سی دین کی نشانیاں منجملہ مقام ابراہیم رکھی ہیں صفا ومروہ کے علاوہ بہت سے مقدس وبابرکت مقامات موجود ہیں جنکا ہم سے قلبی تعلق ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عزیز رکھا ہے اور شرف بخشا ہے۔ لہٰذا یہاں کے مقامات مقدسہ ہر مومن کی نظر میں غایت درجہ محبوب و محترم ہیں اور باعث ثواب اور قابل تعظیم ہیں۔ حضرت ہاجرہ نے صفا و مروہ کے درمیان سات چکر پانی کی تلاش میں لگائے یہ فعل بے اضطراری و درد اللہ تعالےٰ کو اسقدر پسند آئی کہ یہ شعائر حج قرار پایا حجاج کرام دوران حج اس کی سعی کرتے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ ہر حاجی اس کو انجام دیتا رہے گا۔ صفا مروہ کا فاصلہ قریب ۴۹۶ گز ہے سات چکر میں ۲ میل ہوتا ہے

مقام ابراہیم:۔ تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام جس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کا کام انجام دیتے تھے یہ بھی کھلی ہوئی نشانیوں میں سے ایک ہے ۱۳۸۶ھ کے پیشتر یہ کمرہ میں مقفل تھا زائرین کی آنکھوں سے اوجھل تھا۔ اب یہ ایک شیشے کے قبہ میں موجود ہے۔ تقریباً ۱۴ انچ مربع اور ۸ انچ موٹا ہے۔

زمزم کا کنواں:۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی یادگار ہے اس کنویں کی گہرائی ۶۰ گز ہے اور منہ کی چوڑائی ۴ گز ہے۔ تقریباً ۲ گز پر پانی کی سطح ہے اس مقام پر پیچھے ایک لوہے کی جالی لگی ہوئی ہے۔ تاکہ بھیڑ بھاڑ میں کوئی کنویں میں گر جائے تو فوراً نکالا جا سکے۔ الکٹرک کے ذریعہ نلوں سے پانی باہر بھیجا جاتا ہے۔ کنویں کا پھاٹک مشرقی سمت ہے زمزم زمزم کے پانی کے بہت سے اوصاف ہیں یہ مرض کے لئے شفا ہے۔

حجر اسود:۔ یہ پتھر کہنے کو ایک معمولی پتھر ہے جس میں بہت کچھ غیبی طاقت ہے۔ یہ ایک یادگاری پتھر ہے مشتاقان زیارت کے لئے اس تخیل کے ساتھ کہ تمام دنیا بدل گئی شہر مکہ کا ذرہ ذرہ بدل گیا کعبہ کی ایک ایک اینٹ بدل گئی مگر یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم خلیل اللہ سے لیکر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک کے مقدس ہاتھ یا لب مبارک بالیقین پڑے ہیں اور پھر تمام خلفائے راشدین صحابہ کرام، ائمہ عظام اکابر اسلام اور حکمائے عظام کے ہاتھوں نے مس کیا ہے اور آج ہمارے گنہگار لب یا ہاتھ بھی اس کو مس کرتے ہیں یہ دلوں کو سرور اور آنکھوں میں تاثیر و کیفیت کی لہر پیدا کرتا ہے جسکو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بار بار چوما ہے۔

میزاب رحمت:۔ خانہ کعبہ کی چھت سے پانی لانے کے لئے ایک پرنالہ ہے جو جانب شمال ہے اسکو میزاب رحمت کہتے ہیں۔ میزاب رحمت بالکل روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اے حاجیو حج تو کرلیا ہے لیکن اس حج کو قبول کرانے کے لئے محبوب رب العالمین شفیع المذنبین کی بارگاہ عالی میں چلے جاؤ۔ دیکھو وہ سامنے سبز گنبد میں آرام فرما ہیں۔ لہٰذا ہمارے سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم الحاج حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ مضطر و بیقرار دیوانہ وار حبیب خدا تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ کے دربار مقدسہ میں لبصد شوق زیارت ایک عالم بیقراری بیخودی و وارفتگی میں پہونچے یہاں پہونچکر انسان آغوش رحمت میں آجاتا ہے۔ یہاں پر ہر شخص عشق نبی اور محبت رسول کے اتحاد سمندر میں کھو جاتا ہے اس کو اپنی خبر نہیں رہتی۔ پر وہ سب کچھ پالیتا ہے۔ دین دنیا کی ساری

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نعمتیں اور سعادتیں نصیب ہوتی ہیں اس نوازش۔ الطاف و کرم کا اندازہ کون لگا سکتا ہے اسکو تو صرف ایک سچا عاشق رسول اور خدا پرست مومن ہی محسوس کر سکتا ہے۔

الحاج حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا گیارہ دنوں تک مدینہ منورہ میں قیام رہا اس مختصر عرصہ میں تمام رموز ظاہری و باطنی اور مشاہدات سے مستفیض ہوتے رہے۔ روضہ اقدس کی زیارت سے بہرہ اندوز ہونا ہر مومن کے لئے یہ وہ سعادت ہے جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی سعادت نہیں اور یہ وہ نعمت ہے جس سے بڑھکر دنیا میں کوئی نعمت عظمیٰ نہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ آنکھیں جو منبع نور ہدایت سے منور ہوں۔ روضہ اقدس کی زیارت اور قبر اطہر کی زیارت جو تمام سعادتوں اور نعمتوں کا اصل مرکز اور منبع ہے اسی آفتاب رسالت و نبوت کے واسطے سے ہر نور کی شعاع نمودار ہوتی ہے اور اسی مرکز رشد و ہدایت سے ہر سعادت و نعمت تقسیم ہوتی ہے۔ قبر اطہر و انور کی زیارت کرنا انھیں خیر و برکات انوار و فیضان پر مشتمل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں حاصل تھے آپ اپنے ہر آنے والے کا ہر طرح اعزاز و اکرام کرتے ہیں، شرف قرب اور جواب وسلام سے سرفراز فرماتے ہیں اور گوناگوں الطاف و اکرام اور انعامات سے نوازتے ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قبر اطہر و انور کعبہ محترم سے اعلیٰ و افضل ہے۔ دوسرے یہ کہ مسجد نبوی کی زیارت کرنا اسکی ہر عبادت میں اجر و ثواب کی زیادتی ہے۔ مسجد نبوی میں چالیس نمازیں اس طرح سے پڑھنا کہ اس میں سے کوئی نماز بھی اس مسجد سے قضا نہ ہو یعنی فوت نہ ہو تو اس کے لئے آگ سے براءۃ لکھی جاتی ہے۔ عذاب سے براءۃ لکھی جاتی ہے اور وہ شخص نفاق سے بری ہوتا ہے۔ تیسرے مسجد قبا کی زیارت کرنا اس میں دو رکعت نماز پڑھنا اجر و ثواب میں ایک عمرہ کے برابر ہے۔ چوتھے اہل بقیع کی زیارت کرنا یہاں پر وہ گنجینۂ ایمانی اور دفینۂ اسلامی ہے جہاں پر ہزاروں ایمان کے علمبردار اور اسلام کے شہسوار آرام فرما ہیں جنکی زیارت سراسر سعادت و کرامت ہے۔

مسجد نبوی و روضہ اطہر و انور کی کوئی کیا تعریف کرے زبان قاصر ہے کہاں سے الفاظ لائے جو بیاں کر سکے جہاں پر ہر وقت فرشتوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے، ستر ہزار فرشتے قبر اطہر و انور کو گھیر کر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ اس مقام پر ہر لمحہ انوار و فیضان کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ در و دیوار سے رحمت ٹپکتی ہے۔ یہاں کا ذرہ ذرہ عشق و محبت میں مخمور و سرشار ہے۔ یہاں کی فضا نورانی و مشکبار ہے اسی فضا میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عرصہ تک سانس لی ہے آپ کو یہ مرغوب و مطلوب تھی اور بے حد مسرور کرتی تھی۔

مسجد نبوی کا مینارہ:۔ اس کو مینارۃ الرئیسہ کہا جاتا ہے یہ وہ مینارہ ہے جو حضور اکرم کی آرام گاہ کے جنوب مشرق میں گنبد خضرا کے متصل ہے اور تمام تصویروں میں گنبد کے ساتھ ساتھ دکھلائی پڑتا ہے۔ اشرف قاتبائی نے اس مینارہ کی تعمیر تین بار کرائی تھی اس کی لمبائی ۱۲۰ ہاتھ تھی۔ اہل مدینہ اس کو

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مدینہ منورہ کے شعائر کے طور پر احترام کرتے تھے اس کی تعمیر ١٢٢٨ھ میں ہوئی تھی۔

گنبد خضرا:۔ سلطان محمود بن عبدالحمید ثانی نے ۱۲۳۳ھ میں از سر نو تعمیر کرایا اور اس پر سبز گہرا رنگ چڑھایا جس کی وجہ سے اس کا نام قبہ خضرا یعنی سبز گنبد پڑ گیا یہ اسی کی یادگار ہے اسی نے رنگا تھا۔

روضۂ جنت:۔ جو حصہ مسجد نبوی کا حضور کے مزار مبارک اور منبر تک واقع ہے وہ روضۂ جنت (شریف کے نام سے موسوم ہے۔ مزار اقدس سے لیکر منبر تک کا فاصلہ ۲۰ میٹر ہے اور اس کی چوڑائی شمالاً جنوباً ۱۵ میٹر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے مکان اور منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (یہاں پہلے کھجور تھے اس لئے اس کو روضہ کہا جاتا ہے اور اس وقت یہ مسجد کا جز ہے) حدود روضہ میں ۲۰ ستون ہیں۔ جس طرح جنت کے باغ میں اللہ تعالیٰ کی ہر وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اس جگہ عبادت جنت کے باغ کا ذریعہ ہے۔

صفہ:۔ کچھ غریب صحابہ حضور کے مکان کی پشت کی طرف چبوترے پر بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے تھے اور نمازیں پڑھتے تھے یہ چبوترہ آج بھی مسجد نبوی میں موجود ہے۔ اسکی لمبائی تقریباً ۴۰ فٹ اور چوڑائی ۴۰ فٹ ہے اور زمین سے ۱½ فٹ بلند ہے۔

محراب النبی:۔ یہ محراب سلطان قاتبائی کی قائم کی ہوئی ہے ایک عمدہ سنگ مرمر کا تقریباً ۹ فٹ اونچا بغیر جوڑ کے پتھر کی سل سے بنا ہوا ہے سر محراب قرآن شریف کی آیۃ کندہ ہے "ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الخ"۔

منبر شریف:۔ سلطان مراد خاں عثمانی کا بھیجا ہوا تحفہ ہے اور ٹھیک اسی جگہ رکھا ہوا ہے جہاں پر اصلی منبر نبوی تھا یہ پورا سنگ مرمر ہے اس میں بارہ یا چودہ زینے ہیں موجودہ منبر ساتواں یا آٹھواں منبر ہے اس کی تعمیر ١٢٢٩ھ ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ مسجد نبوی کے اندر بہت سے مقدس و بابرکت مقامات موجود ہیں بعض بعض ستونوں میں خاص صفت پوشیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کل مسلمانوں کو ان کی حقیقی ایمان افروز بہاریں حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تاجدار اہلسنت الحاج حافظ ملت علیہ الرحمۃ فریضۂ حج و زیارت سے سرفراز ہو کر مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۶۷ء کو تمام فیوض ظاہری و باطنی سے مالا مال ہو کر اور دامن کو گوہر مقصود سے بھر کر وطن عزیز واپس ہوئے۔ یہ ممتاز شخصیت، نیک سیرت مرشد کامل کا سایہ ہم سب پر زیادہ عرصہ تک سایہ فگن نہ رہا اور کشتی کو بیچ منجدھار تیز و تند تھپیڑوں کی لپیٹ میں چھوڑ کر ہم لوگوں سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور غریق رحمت کرے آمین۔

دعا ہے کہ اللہ رب العالمین شارح عزیز کو تا قائم و دائم رکھے یہ سدا پھولیں اور پھلیں اور ترقی کے بام عروج پر پہونچائے اور الجامعۃ الاشرفیہ کی شمع علم کو کبھی مدھم نہ ہونے پائے اسی سے سارے عالم کو علم و معرفت کی روشنی ملے سربراہ اعلیحضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب کی عمر، علم اور درجات میں ترقی ہو اور اللہ انھیں شرف

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عبدالحکیم عزیزی بنارس

حافظ ملت کی صفات

اپنے مرشد برحق حافظ ملت علیہ الرحمہ والرضوان کے بارے میں میری کیا مجال کہ کچھ لکھ سکوں مگر چونکہ مجھے حضرت سے بے پناہ عقیدت اور محبت ہے لہذا چند سطریں اپنے احساسات قلم بند کر رہا ہوں۔

حافظ ملت کیا تھے۔ ان کے اخلاص واخلاق کا کیا عالم تھا۔ خدمت دین کا کتنا والہانہ جذبہ رکھتے تھے۔ جن لوگوں نے آپ کی زندگی کا مطالعہ قریب سے کیا ہے وہ تو خوب اندازہ لگا سکتے ہی تھا لیکن آج جو شخص الجامعۃ الاشرفیہ کا معائنہ کرے گا وہ خوب سمجھ سکتا ہے کہ واقعی حضرت نے قلیل مدت میں دین کا کتنا عظیم کام کیا ہے اور کس قدر دینی جذبہ و خلوص رکھتے تھے۔

درس و تدریس خدمت خلق نیز الجامعۃ الاشرفیہ کے منصوبوں کی تکمیل کے لئے ملک کے گوشے گوشے اور دور دراز اور بعض مشکل ترین مقامات کا سفر بھی حضرت پورے جذبہ کے ساتھ فرماتے تھے، اور جب دین کے لئے نکلتے تو ایک جوان کی طرح تاب و توانائی کے مالک ہوتے یہی وہ بڑی خصوصیت تھی جس کی وجہ سے قلیل مدت میں بھی حضرت نے بہت بڑا اور الیا کام انجام دے دیا کہ ایک مدت کے بعد بھی اس کا تصور مشکل نظر آتا ہے۔

آپ کی دوسری بڑی خصوصیت آپ کا عزم و استقلال اور جہد مسلسل ہے آپ نے ہمیشہ نامساعد حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور مشکلات و مصائب کے پہاڑ سے بھی ٹکرانے کا عزم اپنا شیوہ بنایا۔

آپ حضرت صدر الشریعہ علامہ حکیم امجد علی اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت خلیفہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے شاگرد خاص اور خلیفہ تھے، اور آپ کے بچے پیروکار بھی، ایک بار فرمایا۔

میں نے حضرت صدر الشریعہ
علیہ الرحمہ سے سب کچھ حاصل
کیا یہاں تک کہ کھانا پینا
اور چلنا بھی میں نے حضرت
سے سیکھا۔

مزید ارشاد فرمایا۔

میں بہت گرم چائے اسی لئے
پیتا ہوں کہ حضرت صدر الشریعہ
رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت گرم چائے
پیتے تھے۔

غور کیجئے کس قدر اتباع اور پیروی کا جذبہ ہے حافظ ملت کے تلامذہ کی ایک لمبی قطار ہے جن میں علمی تبلیغی اور تدریسی صلاحیتیں کوٹ کوٹ کر بھری ہیں۔ اسی لئے آج کل آپ کے تلامذہ بہت سے علمی دینی اور اشاعتی نیز تصنیفی و تالیفی کام انجام دے رہے ہیں۔

حافظ ملت اگرچہ آج ہمارے درمیان نہیں مگر ان کے فیضان کا دریا برابر رواں ہے۔

آپ کا روحانی فیض و تصرف ہی ہے کہ عزیز ملت مولانا عبد الحفیظ صاحب (فرزند حافظ ملت) نے تھوڑی سی مدت میں اپنے کو بالکل حافظ ملت کے رنگ میں ڈھال لیا۔

انداز سے رہتے اور سکوت و خموشی نیز انابت و خود سپردگی کا جو حال ہوتا وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا تھا، وہاں رہنے کے محدود ایام مکمل ہوئے اور واپسی ہوئی۔

مدینے کی زمیں بھی کیا حسیں معلوم ہوتی ہے
زمیں کی گود میں خلد بریں معلوم ہوتی ہے

سفر حج سے مبارکپور واپس تشریف لانے کے وقت ہی کی طرح ہزاروں شیدائیوں نے استقبال اور حصول فیض کیا، اپنے شرف حاضری پر فخر فرمایا کرتے۔

ان کے دریائے کرم میں موج اٹھتی ہے ضرور
مانگنے والا کوئی دل سے پکارے تو سہی

کوثر و زمزم کے ساقی نے حافظ ملت کو مئے عشق عرفاں سے اس طرح سیراب کر دیا کہ اس کی مستی و سرور تادم آخر قائم رہا ہم دیکھتے ہیں کہ آقائے مدنی کا میکدۂ ناز جس طرح آمادہ کرم ہے۔ حافظ ملت کا اخلاص اور عشق رسول میں ان کی وارفتگی بھی پورے عروج پر ہے۔ اسی خود سپردگی میں وہ تاثیر و تاثر اور اچھوتا پن ہے۔ جسے فراوانی عشق کے سوا کوئی اور نام نہیں دیا جا سکتا۔

تیرے میکدے میں کمی ہے کیا جو کمی ہے ذوق طلب میں ہے
جو ہوں پینے والے تو آج بھی وہی بادہ ہے وہی جام ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تحریر: حاجی محمد حسین مبارک پوری
تلخیص: حضرت مولانا محمد اسرائیل آختر مصباحی، رودرپوری

حافظ ملت میری نگاہ میں

ہو گئی دل کو تری یاد سے اک نسبت خاص
اب تو شاید ہی میسر کبھی تنہائی ہو

آپ سوچتے ہوں گے آخر اتنی عظیم شخصیت کے بارے میں یہ خاکسار کیا کچھ پائے گا۔ سچ ہے میں ایک کم خواندہ بلکہ ناخواندہ انسان ہوں جسے حساب کتاب کی معمولی شد بد کے سوا کاغذ قلم اور مضمون نگاری سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ مگر قادر سے وہ احساس جو ایک مرد درویش کی غلامی کے صدقے مجھ جیسے بے مایہ انسان کے اندر پیدا ہوا۔ اور اس بلند ذات اور اونچی شخصیت کے متعلق اس کی جدائی سے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی جس نے مجھے ان کے بارے میں کچھ لکھنے پر مجبور کر دیا۔ کئی بار کاغذ اور قلم ہاتھ میں لے کر بیٹھا اور آنکھوں کا سوتا پھوٹ پڑا۔ بجائے اس کے کہ کچھ لکھتا، دل کے زخموں کو مطالعہ کر کے اٹھ گیا۔ حضرت کے وصال کے بعد بہت ایسے مواقع آئے جب خلوت و جلوت میں ان کا سراپا تصور کے آئینہ میں ابھرا اور میں نامعلوم احساس سے بلک پڑا۔

ع دل میں اک درد اٹھا آنکھ میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے مجھے کیا جانے کیا یاد آیا

کیا میں یتیم ہو گیا۔ یتیم تو کئی سال پہلے ہو چکا تھا۔ مگر حافظ ملت کی شفقت پدرانہ محبت نے مجھے یتیمی کا احساس نہ ہونے دیا ان کی محبت اور پیار میرے ساتھ میرے بڑے بھائی جناب حاجی غلام حسین کے ساتھ ہی نہیں گھر کے ایک ایک فرد کے ساتھ بالکل گھریلو اور مشفقانہ تھا۔ حضرت نے ہمیشہ اپنی خصوصی توجہات سے نوازا۔ میں یہ کیسے کہہ سکتا ہوں کہ صرف میں ہی وہ خوش نصیب ہوں جسے حضور حافظ ملت کا سب سے زیادہ پیار ملا۔ ان کا اخلاق اور ان کی مروت تو اپنے پڑوسیوں میں سے ہر ایک کے لئے عام تھی۔ اور ہر شخص انھیں اپنے گھر کے افراد میں سب سے اہم فرد سمجھتا تھا۔ وہ اکیلے تھے۔ مگر ہزاروں انھیں اپنوں میں کا ایک سمجھتے تھے۔ اور لوگوں کے ساتھ ان کے ظاہری و باطنی تعلقات نہایت مخلصانہ اور ہمدردانہ تھے جس کی تفصیل ہر پڑوسی خود بتا سکتا ہے۔ مگر مجھے ان کی ذات سے جتنا کرم جتنی مہربانی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور جتنی محبت ملی وہ ناقابلِ بیان ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے دلی تاثرات ترتیب وار پیش کروں۔

میرا بچپن حضور حافظ ملت جب مبارکپور تشریف لائے تو وہ میرے بچپن کا زمانہ تھا جب ہوش سنبھالا تو حضرت کو جانا پہچانا۔ ابتدائی دور میں کھیلتے کودتے بچوں کے جھنڈ میں میں بھی ہوتا۔ اتنا یاد ہے کہ حضرت کا گذر جب ہم لوگوں کے پاس سے ہوتا تو ہم لوگ اپنا کھیل تماشا چھوڑ چھاڑ کر ایک طرف کھڑے ہو جاتے اور سب کی زبان سے نکلتا مولانا آیا۔ السلام علیکم حضرت ہم لوگوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر شفقت فرماتے۔ بچپن میں حضرت کو سلام کرنا اور ایک طرف کھڑے ہو جانا اپنے ساتھی بچوں کو دیکھا دیکھی تھا۔ یا اور کسی لاشعوری طور پر یہ کام ہم سے سرزد ہوتا تھا۔ مگر جب ہوش کی آنکھیں کھلیں تو دیکھا کہ حضرت جس راہ سے گذرتے ہیں لوگ راستہ دینے کے لئے خود کنارے ہو جاتے ہیں۔ نوجوان اگر ننگے سر ہیں تو کہیں چھپنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت کے آنے پر مبارکپور کے مسلم غیر مسلم سب کا یہ طریقہ دیکھا کہ اگر بیٹھے ہوتے تو کھڑے ہو جاتے۔ حضرت کے روبرو جانے کی جلدی کسی کو ہمت نہ ہوتی۔ اگر ان کے پاس کوئی کام ہوتا تو لوگ آپس میں کہتے فلاں شخص کو بھیجو وہ نمازی اور پرہیزگار ہے۔ حضرت کا مزاج بہت نرم تھا سخت مزاجی نہ تھی مگر ایسا نہیں کہ چند ملاقاتوں کے بعد اور لوگوں کی طرح حضرت سے کوئی بے تکلف ہو جائے بلکہ حضرت کا ادب واحترام اور ان کے وقار کا از ابتدا تا انتہا ایک ہی حال رہتا۔

اہل محلہ اور پڑوسیوں سے برتاؤ حضرت اپنے پڑوسیوں محلہ والوں اور اپنی مسجد کے مصلیوں کا گھر کے افراد کی طرح خیال فرماتے۔ ان کے دکھ درد، خوشی اور غم میں برابر شریک رہتے۔ کسی کے بارے میں خبر مل جاتی کہ بیمار ہے تو نماز کے بعد عیادت کے لئے تشریف لیجاتے آپ جاتے تو ساتھ ساتھ مصلیان مسجد بھی جاتے کیفیت پوچھتے دعا کرتے اور مفید علاج کے سلسلہ میں مشورہ بھی دیتے تھے۔ یہ اخلاق صرف محلہ والوں اور پڑوسیوں کیلئے مخصوص نہ تھا بلکہ آپ ہر اس شخص کی عیادت کو تشریف لے جاتے جس سے مدرسے یا کسی اور طرح سے آپ کا رابطہ ہوتا۔

محلہ کی حفاظت کا خیال تعلیمی کانفرنس کے موقع پر مبارکپور کے لوگوں میں بے پناہ جوش و خروش پایا جارہا تھا ہر چھوٹا بڑا بس یونیورسٹی کی تعمیر کے نشے میں چور تھا۔ کانفرنس کی تیاری کا سلسلہ یوں تو مہینوں پہلے سے شروع ہو چکا تھا مگر جب وقت قریب آتا گیا تو پھر مصروفیت اور بڑھتی گئی۔ ایک روز حضرت کی مجلس میں بات آئی کہ کانفرنس کے ایام میں جب کہ پوری آبادی کے لوگ یونیورسٹی کے میدان میں ہوں گے قصبہ کی حفاظت اور نگرانی کے لئے کوئی انتظام کرنا ضروری ہے۔ حضرت نے بھی اس کی تائید کی مگر کانفرنس کی گوناگوں مصروفیتوں نے اس پر عمل کرنے کی مہلت نہ دی اب وہ وقت آیا کہ کانفرنس سے پہلے والی رات میں تقریباً بارہ بجے ایک شخص حضرت کے مکان کی طرف سے میرے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

گھر کی طرف آیا۔ یہاں بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا اتنے وقت مولانا آپ ادھر کہاں جا رہے تھے۔ ہم لوگوں نے کہا ادھر تو نہیں آئے، اس نے کہا اسی طرف تو آئے ہیں بہر حال کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ کچھ دیر بعد پھر ایک شخص نے حضرت کو لوٹتے ہوئے دیکھا گویا حفاظت کے لئے حضرت اپنے محلہ کا حصار فرما رہے تھے۔

شب و روز کی مصروفیات حضرت اپنے محلہ کی مسجد میں پابندی وقت کے ساتھ باجماعت نماز پڑھتے تھے۔ وقت کی پابندی کرنے میں میں نے ان جیسا انسان نہیں دیکھا ٹھیک وقت پر نہ صرف مسجد پہونچنا ان کی عادت تھی بلکہ ہر کام اپنے وقت ہی پر کرتے تھے۔ بچپن میں ہم لوگوں نے دیکھا کہ صبح وقت سے پہلے مدرسہ پہونچ جاتے تھے تعلیم کے پورے وقت میں اپنی ذمہ داری کو حسن و خوبی سے ادا کرتے تھے چھٹی کے بعد قیامگاہ پر لوٹتے تھے۔ کھانا کھا کر تھوڑی دیر قیلولہ ضرور کرتے تھے، قیلولہ کا وقت ہمیشہ یکساں رہتا چاہے ایک وقت کا مدرسہ ہو یا دونوں وقت کا۔ ظہر کے مقررہ وقت پر بہر حال اٹھ جاتے اور باجماعت نماز ادا کرنے کے بعد اگر دوسرے وقت کا مدرسہ ہوتا تو مدرسے چلے جاتے ورنہ کتابوں کے مطالعہ یا خارج وقت میں کسی کتاب کا درس دیتے یا حاجتمندوں کے لئے تعویذ وغیرہ میں وقت صرف کرتے شروع زمانہ میں عصر کی نماز کے بعد تفریح کے لئے آبادی سے باہر تشریف لیجاتے تھے۔ علی نگر کے قبرستان سے گزرتے ہوئے اکثر سڑک پر کھڑے ہو کر قبروں پر فاتحہ اور ایصال ثواب کرتے ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا کہ کسی ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھیں اور وہیں سے لوٹ آئیں، بلکہ فاتحہ پڑھنے میں بھی اکثر عام مسلمانوں کی خیر خواہی مدنظر ہوتی (باوجودیکہ اسی قبرستان میں آپ کی پہلی اہلیہ کا مزار ہے جن سے حضرت بہت زیادہ محبت فرماتے تھے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ اب میں دوسری شادی نہ کروں گا۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ میری وہ عورت ولیہ تھیں نہایت نیک صالح اور پابند تہجد تھیں) حضور حافظ ملت اپنے ابتدائی دور میں عصر بعد تفریح کے عادی ضرور تھے مگر یہ تفریح کا وقت بھی صرف ہوا خوری میں صرف نہ ہوتا تھا بلکہ عالم یہ ہوتا تھا کہ طلباء کی جماعت آپ کے ہمراہ ہوتی۔ طلباء اس تفریح کے اوقات میں بھی آپ سے علمی سوالات کرتے جاتے تھے اور حضرت ان سوالات کے جوابات دیتے جاتے تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد کھانا کھاتے اور کھانا کھا کر اپنے آنگن ہی میں کچھ دیر چہل قدمی فرماتے۔ عشاء سے قبل اور کبھی عشاء کے بعد طلبہ خدمت کے لئے حاضر ہوتے اور سر میں تیل کی مالش کرتے یہ وقت بھی ضائع نہ ہوتا بلکہ لبا اوقات کسی نہ کسی علمی موضوع پر ہی گفتگو رہتی طلباء اگر خود ہیبت یا احترام کے خیال سے خاموش رہتے تو حضرت خود ہی کوئی مفید عنوان چھیڑ دیتے اور افادہ فرماتے رہتے۔

اگر کسی کی عیادت کے لئے جانا ہوتا تو اس کے لئے اکثر عصر بعد ہی کا وقت ہوتا عشاء کی نماز کے بعد کتابوں کا مطالعہ کرتے نصف رات تک باہر نکل نکل کر اپنے مدرسے میں مقیم

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

طلبہ کی دیکھ بھال کرتے رہتے کہ وہ مطالعہ میں معروف ہیں یا نہیں
عموماً گیارہ بجے سو جاتے اور تہجد کے لئے آخر شب میں اٹھتے
تہجد پڑھنے کے بعد بھی کچھ دیر سونا معمول تھا۔ رات میں چاہے
کتنا بھی بیدار رہے ہوں۔ فجر کبھی قضا ہوتے نہ دیکھی گئی۔
اسی طرح دینی کاموں سے سفر کرتے اور سفر سے
لوٹتے تو معمول کے مطابق جس کام کا وقت ہوتا اس کو
پورا کرتے۔ یہ عام طور پر ہوتا کہ چھٹی کے بعد کہیں جلسہ میں
شرکت کے لئے گئے، عشاء کے وقت یا کچھ بعد میں پہونچے
تقریر کی اور تقریر کے بعد اگر کوئی ایسی سواری ہے جس سے
چل کر صبح مدرسہ کے وقت تک مبارکپور پہونچنا ممکن ہو تو
اسے کبھی نہ چھوڑتے اور اگر نہیں تو صبح فجر کی نماز کے بعد
فوراً ہی روانہ ہو جاتے۔ صبح کے وقت اپنی روانگی کی خبر رات
ہی کو دیدیتے کہ فجر کے بعد مجھے فوراً جانا ہے۔ جلسہ والے
رات میں زیادہ دیر تک جاگنے کے باعث اگر صبح کو نہ اٹھ
پاتے پھر بھی آپ اپنے پروگرام میں تبدیلی نہ کرتے، رات
پھر جلسہ اور سفر کے بعد تعلیم کے وقت جب مدرسہ پہونچ جاتے
فوراً درس شروع کر دیتے۔

انداز تربیت | جہاں تک ہمارا خیال ہے حضور حافظ ملت
جیسی تربیت دینے والا ابھی اس دور میں شاید ہی کوئی ملے
مسجد میں تشریف لاتے اور کسی کو وضو یا نماز وغیرہ کے ارکان
یا کسی اور چیز کی اصلاح کرنی ہوتی تو ایسا نہیں ہوتا کہ فوراً
سرزنش لہجہ میں اسے ٹوک دیں کہ وہ شرمندہ ہو جائے اور
بجائے اصلاح ہونے کے وہ متنفر ہو جائے۔ بلکہ میں نے
دیکھا کہ جب کوئی ایسا موقع آتا تو حضرت ظہر بعد یا مغرب کی نماز
سے پہلے مصلے پر بیٹھے بیٹھے نہایت نرم انداز میں سمجھاتے بات
کسی ایک کی ہوتی مگر اسے عام بنا کر پیش کرتے تاکہ جس کی
غلطی ہے وہ اصلاح بھی کرلے اور دوسروں کے نزدیک
شرمندہ بھی نہ ہو۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی باتیں لوگوں کے دل
میں اثر انداز ہوتی تھیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ چونکہ دل سے
مسلمانوں کی اصلاح اور ان کی بھلائی کے خواہشمند تھے اس
لئے جو بات زبان سے نکالتے تھے یا جو کام کرتے تھے یا جو
نصیحت و موعظت فرماتے تھے وہ ان کے دل کی آواز ہوتی
اور اس میں شک نہیں کہ دل کی آواز کبھی برباد نہیں ہوتی۔

؎ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

زندگی میں یکسانیت | یہ عجیب بات ہے کہ میں نے جب سے
ہوش سنبھالا اور شعور کی آنکھیں کھولیں۔ حضرت کی زندگی میں
کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل نہیں دیکھا جو انداز زندگی شروع
میں دیکھا تھا۔ آخر دم تک اسی پر قائم و دائم پایا۔ نشست و برخاست
اٹھنا بیٹھنا، چلنا، پھرنا، ملنا جلنا تمام چیزوں کا وہی رنگ تھا
جو مبارکپور میں قدم رکھتے وقت تھا۔ شروع سے جس
شخص سے جو برتاؤ رکھا اسے آخری سانس تک نبھایا۔ تعلقات
میں کسی طرح کی تبدیلی نہ آنے دی۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ
کی یہ وہ خصوصیت تھی جس کو اپنے تو اپنے بیگانوں نے
بھی تعجب سے بیان کیا۔

حیوانوں پر شفقت | محلہ کا بچہ بچہ اس بات پر ناز کرتا ہے کہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہم حافظ ملت کے پڑوسی ہیں بڑے جوان اس بات کو فخریہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضور حافظ ملت کی اس طرح خدمت کی یوں ہمیں اُن سے قربت تھی۔ اور حضرت ہمارے ساتھ اس طرح شفقت کیا کرتے تھے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ محلہ کے کتے بھی حضرت کو خوب پہچانتے تھے۔ جہاں محلہ میں داخل ہوئے دم ہلاتے ہوئے پیچھے پیچھے چل پڑتے جب کبھی مدرسہ کی میٹنگ میں شرکت کے لئے دار العلوم جانا پڑتا تو میں حضرت کے ہمراہ ہوتا رات کو بارہ ایک یا دو بجے واپسی ہوتی تو اکثر ایسا ہوتا کہ ایک یا دو کتے حضرت کے ساتھ ساتھ چلنے لگتے۔ اور اپنے انداز میں کلیلیں کرتے ہوئے کبھی آگے جاتے پھر دوڑ کر آتے کبھی پیچھے چلنے لگتے بعض اجنبی جنھیں کتوں کی یہ عادتیں معلوم نہ تھیں انہیں بھگاتے مگر حضرت انھیں روک دیتے کہ ایسا نہ کرو

حضرت کا معمول تھا کہ کھانا کھانے کے بعد کتے کے لئے روٹی کا ٹکڑا ضرور دیتے۔ یہی حال گھر میں بسی ہوئی چڑیوں کا تھا۔ روٹی باریک باریک کرکے یا اُن کے چگنے کے لائق دانے حضرت ضرور رکھتے۔ ان کے لئے مٹی کے ایک برتن میں پانی آنگن کے وسط میں رکھا رہتا۔ دیکھا گیا ہے کہ گھر میں داخل ہوتے تو چڑیاں شور مچانے لگتیں اور حضرت انھیں دانہ دینے کے لئے پکارتے تو سب کی سب اتر پڑتیں اور دانہ چگنے لگتیں بعض بچے کبھی کسی کام سے اگر حضرت کے آنگن میں آتے اور اپنی فطرت سے مجبور ہو کر چڑیوں کا پیچھا کرتے تو حضرت انھیں منع فرماتے۔ اگر کسی لمبے سفر میں جانا ہوتا تو حضرت اسی لحاظ سے چڑیوں کے دانے کا انتظام فرما کر جایا کرتے تھے۔

کتے کا زہر بے اثر ایک بار حضرت کو ایک کتے نے کاٹ کھایا۔ میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ حضرت علاج کے لئے کیا ہوگا کتے نے پنڈلی میں تین دانت لگائے تھے خون جاری تھا۔ حضرت نے کوئی جواب نہ دیا خاموش رہے میں نے پھر پوچھا حضرت علاج کے لئے کیا ہوگا۔ پھر جواب نہ ملا تو مجھے تشویش ہوئی اس لئے کہ میری عادت تھی کہ جب کوئی بات پوچھتا اور تسلی بخش جواب نہ ملتا تو میرا اصرار بڑھ جاتا۔ اور حضرت کی عنایات نے اتنا زیادہ جری کردیا تھا کہ بار بار پوچھتا رہتا تھا تیسری بار پوچھنے پر فرمایا۔ محمد حسین! مجھے کتے کا زہر اثر نہیں کرے گا۔ آپ جانتے ہیں کہ اسپرٹ کی وجہ سے انجکشن میں لگواتا نہیں۔ اللہ شفا دے گا۔ زخم رفتہ رفتہ ٹھیک ہوگیا۔ چار ماہ بعد حضرت نے ایک جلسہ میں فرمایا کہ کتا زہریلا تھا مگر اللہ کے فضل سے کچھ نہ ہوا۔

پینے کا تعویذ حضرت بذات خود کوئی جھاڑ پھونک کرنے والے ملاجی نہ تھے۔ مگر حضرت کے تعویذ میں وہ اثر انگیزی تھی کہ ہزاروں لوگوں کو فائدہ پہونچا۔ تعویذ لینے والوں کے لئے دیتے تو کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ جب موقع دیکھا در آئے یا بلا موقع بھی مسلط ہوگئے۔ حضرت درس و تدریس اور دیگر مشاغل سے خالی ہوتے تو اکثر تعویذ لکھتے رہتے۔ اور بہت سے نقوش کے علاوہ حضرت پینے کے لئے ایک مخصوص تعویذ تحریر فرماتے تھے۔ جو ہر قسم کی اندرونی خرابیوں کے لئے عموماً، اور سحر جادو فساد قلب وغیرہ میں بے حد مجرب ہے، اس تعویذ کی مقبولیت اور پذیرائی کا یہ عالم کہ حضرت حافظ ملت کے بہت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سے تلامذہ ہر ماہ درجنوں تعویذ منگوایا کرتے تھے اور حاجتمندوں کو تقسیم کیا کرتے تھے۔ یہ تعویذ زعفران سے لکھا جاتا تھا جو ہر ماہ کا ایک خرچ تھا مگر حضرت نے کبھی بھی کسی تعویذ پر کسی سے کوئی معاوضہ نہ لیا۔ دیہاتوں میں ہی نہیں شہروں میں بھی یہ رواج ہے کہ نکاح پڑھانے والے قاضی کو کچھ روپے بطور نذرانہ دیئے جاتے ہیں۔ بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ میں نے خود حضرت کو دیکھا کہ اس موقع پر روپے پیش کئے گئے اور حضرت نے انکار کر دیا اور اگر اس وقت کوئی طالب علم موجود ہوتا تو وہ رقم اسے دلوا دیتے یا مدرسہ کے نام بھجوا دیا کرتے۔ اخیر سالوں میں یہ حال تھا کہ ایک ایک ہفتہ میں کئی کئی سو تعویذ لکھنے پڑتے۔ حضرت اکثر جمعہ کی نماز کے بعد اپنی بیٹھک میں تشریف لاتے اور لوگوں کو تعویذ تقسیم کیا کرتے تھے۔ آخری دنوں میں جب مصروفیت بہت زیادہ بڑھ گئی اس وقت بھی یہ معمول جاری تھا۔ البتہ جب علالت زیادہ ہوئی اور معذور ہوئے تو جناب مولانا نصیر الدین صاحب مصباحی مدرس الجامعۃ الاشرفیہ کو یہ کام سونپا۔ الحمد للہ کہ حضرت کی خاص توجہ کے نتیجہ میں مولانا موصوف کے ہاتھ سے لکھے ہوئے تعویذات بھی حضرت ہی کی طرح مجرب و مفید ہیں۔ مولانا کے بارے میں حضرت نے فرمایا "یہ میری آخری یادگار ہیں"۔

اندازِ ہدایت سگریٹ وغیرہ کو حضرت ناپسند فرماتے تھے لیکن کسی قریبی تعلق سے متعلق حضرت پر جب یہ بات کھل جاتی تو فرماتے۔ لوگ پیسے میں آگ لگاتے ہیں اور اس کے دھوئیں سے لطف لیتے ہیں میاں ماں باپ پیسے اس لئے نہیں دیتے کہ فضول کاموں میں خرچ کیا جائے

جامع مسجد راجہ مبارک شاہ کا واقعہ جناب حاجی محمد عمر صاحب مرحوم مدرسہ اشرفیہ کے بے لوث خادم تھے حضرت جس وقت مبارکپور تشریف لائے حاجی صاحب کو دینی کاموں میں ذمہ دارانہ دلچسپی لیتے ہوئے دیکھا۔ جامع مسجد مبارک شاہ بھی پہلے مختصر ہی تھی اور بوسیدہ بھی ہو گئی تھی آبادی کی وسعت کے لحاظ سے مسجد کا وسیع ہونا بھی ضروری تھا۔ بہرحال کام میں ہاتھ لگ گیا اور پرانی مسجد شہید کر کے نئی بنیادیں بھری گئیں اور خوب اونچی کرسی پر مسجد کا کام شروع ہوا۔ مبارکپور کے مسلمانوں نے بڑی دلچسپی اور لگن کے ساتھ اس تعمیر میں بھی حصہ لیا۔ حضرت حافظ ملت اس کام کے بھی رہنما اور سربراہ تھے۔ حضرت نے جامع کے لئے پوری توجہ اور محنت سے چندہ کی فراہمی کی۔ مبارکپور میں کافی جوش و خروش تھا غربت کے باوجود مسلمان اپنی مذہبی حمیت کا پورا پورا ثبوت دے رہے تھے۔ مردوں نے اپنی کمائی اور عورتوں نے اپنے جسم کے زیورات وغیرہ سے امداد کی۔ تعمیر جس بلند پیمانہ پر شروع ہوئی اس کا ہیکل سامنے ہے اتنی بلند و بالا عمارت کی دیواریں اور ستون مکمل ہوئے اور چھت پڑنے کے بعد حاجی محمد عمر صاحب دوڑتے ہوئے حضرت کے پاس آئے وہ نہایت درجہ حیرانی اور پریشانی کے عالم میں تھے۔ اور کہا حافظ صاحب جامع مسجد کی چھت نیچے آرہی ہے اب کیا ہوگا۔ حاجی صاحب یہ کہتے کہتے رو پڑے حضرت فوراً اٹھے اور حاجی صاحب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے ساتھ گھر سے باہر نکلے۔ وضو کیا اور اپنے پڑوسی خان محمد صاحب کو ہمراہ لیا۔ جامع مسجد ہو چکر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے لکڑی کی چند بلیاں لگا دیں۔ الحمد للہ کہ چھت نہ صرف برابر اور درست ہو گئی۔ بلکہ آج اگر دیکھئے تو یہ پتہ بھی نہ لگ سکے گا کہ کس حصہ کی چھت جھک رہی تھی۔

سُنّت کا اہتمام میں نے اکثر غور کیا کہ حضرت اپنے ہر عمل میں سنت کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے اور اکثر وبیشتر مسنون طریقہ پر کام کرنے کے پابند تھے۔ ایک بار حضرت کے دائیں پاؤں میں زخم ہو گیا۔ جس پہ دوا لگائی تھی۔ ایک صاحب دوا لے کر پہونچے اور کہا حضرت دوا حاضر ہے۔ جاڑے کا زمانہ تھا حضرت موزہ پہنے ہوئے تھے۔ حضرت نے پہلے بائیں پاؤں کا موزہ اتارا۔ وہ صاحب بول پڑے حضرت زخم تو داہنے پاؤں میں ہے آپ نے فرمایا بائیں پاؤں کا پہلے اتارنا سنت ہے۔ وضو کرنے کے لئے بیٹھنا ہوتا تو قبلہ رُخ بیٹھتے۔ حضرت کا پاجامہ کبھی اتنا لمبا نہ دیکھا گیا کہ ٹخنہ چھپ جائے اور نہ ہی غیر ضروری طور پر اونچا کہ پنڈلی کھل جائے۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ کی وضع اور لباس کا انداز دیکھ کر شرعی وضع سمجھ میں آجاتی تھی۔

غیر معمولی قوت ارادی اس وقت پہلے کے لحاظ سے زیادہ صحت مند نظر آتے۔ ایسے دور میں نہ کسی بیماری اور کمزوری کا اظہار ہوتا تھا اور نہ ہی کسی تھکن کا احساس کانفرنس کے چندہ کا زمانہ بھی ایسا ہی تھا کہ رات کو آدھی رات کبھی اس سے بھی زیادہ دیر تک معروفیت رہتی صبح سے شام تک حسب معمول مصروف رہتے مگر کبھی ماتھے پر کثرت کار سے تھکن نہیں دیکھی گئی۔ ہماری یہ حیرت یہاں اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب آخری ایام میں حضرت کی علالت اور مہلک مرض کی تشخیص سامنے آتی ہے۔ اللہ اکبر مرض کا اتنا غلبہ اور حضرت ہیں کہ پورے عزم وحوصلہ کے ساتھ اپنے کام کی ادائیگی میں منہمک ہیں۔ بلکہ نت نئی مصروفیات پیدا کرتے ہیں۔ ایسے عنوانات کو جنم دیتے ہیں جن کی تکمیل کے لئے ایک نہیں دسیوں انسانوں کی مکمل زندگیاں درکار ہیں۔ اس پر پہونچ کر کوئی عاقل بلا تامل فیصلہ کرتا ہے کہ "بلا شک" "حافظ ملت غیر معمولی قوت ارادی اور عزم مستحکم کے پیکر تھے۔"

آخری سفر ۱ مئی ۱۹۷۶ء کی آخری رات تھی۔ پونے بارہ کا عمل گھر پہ کام کی معروفیت تھی جس میں میں بھی مشغول تھا۔ فرصت ملی تو چند ثانیہ کے لئے تکیہ سے ٹیک لگا کے لیٹ گیا۔ ابھی آنکھ لگ رہی تھی کہ ایک جھٹکے سے نیند غائب ہو گئی۔ . . . . کان میں آواز آئی حاجی صاحب! حاجی صاحب جلدی چلئے حضرت کی حالت بہت خراب ہے میں نے کہا کیا بات ہے؟ کسی نے کہا کوئی باہر سے بلا رہا ہے فوراً باہر نکلا تیزی سے بڑھا کسی نے کہا جلدی جائیے حضرت کے مکان میں داخل ہوا تو حضرت کی چارپائی کے گرد کئی آدمی کھڑے تھے ہٹاتے بچاتے نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ حضرت چارپائی پر لیٹے ہیں۔ سب حاضرین سکتے کے عالم میں کھڑے ہیں کوئی کچھ بول نہیں رہا ہے۔ میں فوراً حضرت کی نبض پر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہاتھ سے گیا۔ تو نبض نہیں ملی میرے منہ سے بے ساختہ
ایک ہوک نکلی لوگ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کیا کیفیت
ہے میں نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت اس
دنیا سے تشریف لے گئے۔ اتنا سننا تھا کہ تمام لوگ بے قابو
ہوگئے اللہ اکبر

؎ زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

سب بیخودی کے عالم میں تھے کسی کو دوسروں کی تو کیا خبر
اپنی سدھ بدھ نہ تھی۔ ہماری زندگی میں مبارکپور کی سرزمین پر
یہ سب سے عظیم سانحہ تھا جس پر کثرت سے آنسو بہائے
گئے اور اظہار غم کیا گیا

؎ اڑی بادِ صبا پھول کا رنگ و شباب
اپنے گلشن میں کبھی رنگ خزاں ایسا نہ تھا

رات کو یہ خبر اسی وقت بجلی کی طرح چاروں طرف
پھیل گئی۔ اتفاق کی بات اس وقت بھائی عبدالحفیظ صاحب
گھوسی کے ڈاکٹر صاحب کے پاس طبی مشورہ کے تحت گئے
ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ رات کو دس بجے اپنے کمرے
سے باہر نکل کر پوچھ رہے تھے کہ مولوی عبدالحفیظ کہاں ہیں
مولانا نصیر الدین صاحب نے جواب دیا۔ حضرت ہی نے انہیں
شام کو گھوسی بھیجا ہے۔ کل وہاں سے بستی کی طرف جانے
کا پروگرام ہے۔ یہ جواب سنکر حضرت نے فرمایا تھا۔ اس کا
مطلب یہ ہے کہ میں ان کا انتظار نہ کروں ۔۔۔ ؟ یہ فرماتے
ہوئے کمرہ میں جا کر دروازہ بند کر دیا اور اس کے دو گھنٹہ
بعد حضرت کی رحلت کا سانحہ ہوا۔ موٹر سائیکل سے ایک
شخص فوراً گھوسی گیا مولانا عبدالحفیظ بھائی کو ساتھ لایا۔
اسی وقت ایک آدمی بنارس پہونچا اور تمام اہم مقامات
پر ٹیلی گرام کے ذریعہ اطلاع کر دی گئی۔ دوسرے روز ریڈیو
سے بھی اعلان کر دیا گیا اسی طرح جمشید پور اور مرادآباد وغیرہ
تک کے لوگوں کو جنازہ میں شرکت کا موقع مل گیا۔

صبح سے شام تک حضرت کی امانت گاہ کے پاس ہی
جنگلے کے اندر چارپائی پہ جنازہ رکھا رہا اور صبح سے لے کر
شام تک لاکھ سے زائد آدمیوں نے اس عظیم رہنما کی زیارت
کی ان میں ہر فرقہ اور مذاہب کے لوگ تھے۔ بھیڑ اتنی زیادہ تھی
کہ بانس باندھ کر ایک طرف سے آنے اور دوسری طرف سے
جانے کے لئے راستہ بنا دیا گیا تھا۔ بعد نماز فجر جس جگہ وصال ہوا
تھا اسی جگہ تختہ پر غسل دیا گیا۔ وصیت کے مطابق حضرت مولینا
ضیاء المصطفےٰ صاحب مولانا غلام محمد صاحب اور مولانا عبدالحفیظ
صاحب نے غسل دیا۔ جناب حاجی سلامت اللہ صاحب پانی دیتے
رہے غسل کے بعد مولانا محمد شفیع صاحب جناب بسمل صاحب
ڈاکٹر عبدالمجید صاحب اور راقم الحروف نے مل کر حضرت
کو کفن پہنایا۔ حضرت کا جنازہ بتیس گھنٹہ رکھا رہا اس کے
باوجود معلوم ہوتا تھا کہ پورے جسم میں خون رواں ہے
نہ کہیں زردی نہ سفیدی۔ اس روز میں نے ایک ولی کی
شان کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ وصال کے بعد
ایک خاص قسم کی چمک چہرہ پر ظاہر تھی جسے صرف میری
ہی آنکھوں نے نہیں بلکہ ہر دیکھنے والی آنکھ نے
واضح طور پر محسوس کیا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جنازہ کا جلوس گور پہنانے کے بعد جب جنازہ اٹھایا گیا اس وقت سے کا منظر عجیب ہو گیا۔ باوجودیکہ ہم لوگ بالکل قریب تھے مگر اس سعادت سے محروم رہے اور ہزار کوشش چارپائی کے پائے تک ہاتھ نہ پہنچا۔ البتہ دھکا کھا کر جنازہ کے پیچھے ضرور پہنچ گئے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ حکیم صاحب اور مولانا محمد شفیع صاحب بھی کاندھا دینے کی کوشش میں جنازے کے اندر پہنچ گئے ہیں۔ باہر اتنا ہجوم کہ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی چند منٹ تمام گاؤں کے سامنے جیون سے جنازہ نکلا۔ باہر آئے اور دارالعلوم اشرفیہ کی عمارت باغ فردوس میں لے جایا گیا چند منٹ اندر گلی میں رکھ کر جا گیا۔ اور ایوان الاشرفیہ کی طرف روانہ ہوا آبادی سے باہر نکلتے ہی جلوس ہو گیا چار کھڑے سے جو پوری سڑک تک تقریباً ایک ہی میل تک انسانوں کا ایک سمندر ہے جو امڈ رہا ہے انسانی کاندھوں پر کالی چادر میں ملبوس ایک عاشق خدا اور دیوانہ رسول وصال محبوب کے لئے چلا جا رہا ہے اللہ اللہ ایسا دولھا ہے کہ جو خوشی خوشی ہم سب کی بارات میں شرکت کے لئے جوق در جوق ہزارہا ہزار دیہاتی ہندوستان کے دور دراز شہروں سے پہنچے ہیں انجمنوں کے لاؤڈ اسپیکر سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں پیارا ماحول اور کل فضا ایک عجیب کیفیت میں ڈوبی ہوئی ہے۔

علماء مشائخ صوفیاء سجادگان اور طلبہ نیز عامۃ المسلمین سب بڑے چھوٹے اور بچے دیوانہ وار ٹوٹے پڑتے ہیں۔

ایک گھنٹہ بعد جنازہ دارالعلوم اشرفیہ کے دروازہ پر چند منٹ رکھا گیا۔ پھر اٹھا تو مسجد کے عربی حصہ میں رکھا گیا۔ اور شہزادہ حافظ ملت عزیز ملت حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب قبلہ نے نماز جنازہ پڑھائی حضرت کے دونوں بھائی حکیم عبدالغفور صاحب، حافظ عبدالرشید صاحب اور مولانا عبدالحفیظ صاحب نیز حضرت مولانا سید مجتبیٰ اشرف صاحب کچھوچھہ شریف حضرت مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب و مولانا محمد شفیع صاحب نے قبر میں جنازہ اتارا اس طرح علم و فضل، طہارت و پاکیزگی، اخلاص و کرم ایثار و قربانی کے اس عظیم پیکر کو دفن کر دیا گیا۔

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

احمد علی ایم اے
زندگی میں زندہ سے بڑھ کر حضرت عبدالعزیز
بڑھ گئی بعد فنا کے اور جس سامعہ
احمد برقی نے یہ تاریخ ہجری میں لکھی
جامعہ کی گود میں سو یا وہ شیخ جامعہ
۱۳۹۶

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کارنامے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا قمر الزماں اعظمی سکریٹری
(دی ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ)

حافظِ ناموسِ ملت

استاذ العلماء جلالۃ العلم حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ ملت اسلامیہ کے ایک عظیم معمار تھے جنھوں نے کم و بیش نصف صدی تک اسلامیان ہند کو باطل کے مسلسل حملوں سے بچائے رکھا اور وصال سے قبل ملت کے گرد ایک ایسا حصار قائم فرما گئے جو رہتی دنیا تک ناقابل شکست رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

حوادث، انقلابات، تغیرات، عالم کی ناگزیر قدریں ہیں جو عالم اور اہل عالم کو ہمیشہ درپیش آئیں گی۔ ملک ٹوٹتے اور متحد ہوتے رہیں گے، قومیں ابھرتی اور مٹتی رہیں گی، تہذیبیں بلند و پست ہوتی رہیں گی صفحۂ زمین پر سیاسی، معاشی اور ثقافتی اعتبار سے نئے نئے جغرافیائی نقشے ابھرتے رہیں گے مگر دلوں کی دنیا میں حضور حافظ ملت کی ذات نے جو نقوش ثبت فرمائے ہیں وہ ناقابل شکست و ریخت ہیں انسان کی روحانی زندگی کے گرد جو حصار قائم فرما گئے ہیں وہ ہمیشہ باقی رہے گا، روحانیت کے اس پیکر محسوس نے روح کی زندگی کے لئے جو لافانی اقدامات کئے ہیں وہ قیامت تک صالح اور سعید روحوں کے لئے وجہ تسکین اور حاصل نشاط رہیں گے۔

حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ایسے دور میں پیدا ہوئے تھے جب کہ دنیا کا سب سے عظیم مذہب سب سے مظلوم مذہب تھا، اور دنیا کی سب سے عظیم قوم مسلسل شکستوں اور پیہم ہزیمتوں سے عاجز آکر حالات کے رحم و کرم پر تھی، مسلمانوں کے سیاسی زوال نے نہ صرف یہ کہ اس قوم سے قوت عمل چھین لی تھی بلکہ مذہب اسلام نے اسے جو احساس برتری بخشا تھا وہ احساس کمتری میں تبدیل ہو گیا تھا، جو لوگ اسلام کی عظمتوں سے آشنا تھے وہ صرف نوحہ کناں اور مرثیہ خواں تھے۔ اور حالات کے مد و جزر کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کو مایوسیوں کے علاوہ کامیابی کی کوئی کرن دکھائی نہیں دے رہی تھی، ورنہ حالات برصغیر میں کچھ مصلحین اٹھے مگر چونکہ وہ لوگ خود فریب خوردہ حالات تھے اس لئے بجائے اسلام کی طرف دعوت دینے کے نوعیت کی طرف دعوت دینے لگے، اور انھوں نے مستقبل کی کامیابی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے امکانات صرف اس بات میں پائے کہ پوری قوم مغرب کی ذہنی، فکری، اور ثقافتی غلامی اختیار کرے اور اس سلسلے میں انھوں نے بے پناہ محنت کی اور پورے اخلاص کے ساتھ محنت کی لیکن ان کوششوں کے نتیجے میں جو لوگ سامنے آئے وہ پوری طرح سے شاطران مغرب کی بساط لہو ولعب کے مہرہ کی حیثیت رکھتے تھے اس لیے اُن کی جد وجہد اور سعی پیہم کا محور بر صغیر میں مغربی اقدار حیات کا تحفظ اور پوری قوم مسلم کو اسلام سے دور کرکے مغرب کی چوکھٹ پر سجدہ ریزی کے لئے تیار کرنا تھا۔ انھوں نے درس گاہیں قائم کیں مگر ان درس گاہوں سے انکا اسلامیہ کا تحفظ کرنے والوں کے بجائے ایسے لوگ فارغ التحصیل ہوئے جن کے دل ودماغ پر مذہب کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی تھی اور سطوت اسلام کے سامنے سر خمیدہ ہونے کے بجائے اسلام سے بغاوت پر آمادہ ہو چکے تھے، یہاں تک کہ ان میں سے بعض تو اس قدر جری ثابت ہوئے کہ انھوں نے اسلام کو فرسودہ نظریات وعقائد کا مذہب قرار دیا اُن کے نزدیک نجات یا تو تقلید مغرب میں تھی یا کارل مارکس کے معاشی نظریات میں یہی وجہ ہے کہ ایسی درس گاہوں کے مسلم طلبہ دو حصوں میں بٹ گئے کچھ ابراہام لنکن کی جمہوریت کے علمبردار تھے اور کچھ کارل مارکس کی اشتراکیت کے لیکن ایک سو سال کی تدریسی اور تعلیمی زندگی میں وہ درس گاہیں ایسے چند افراد بھی پیدا نہ کر سکیں جو اسلامی نظام زندگی پر پورا یقین رکھتے ہوں اور جو اس ذہن وفکر کے ساتھ دنیا کی قیادت کے لئے آگے بڑھیں کہ انسانیت کی فلاح وبقا اور پوری دنیا کے جملہ مسائل کا حل صرف اور صرف اسلام میں ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا۔؟ خالص اسلامی درسگاہوں سے ایسے لوگ کیوں پیدا ہونے لگے جن کے نظریات معتقدات اسلامیہ سے متصادم تھے اور جو مذہب کی آغوش میں پل کر بھی مذہب کے باغی اور ملحدانہ نظریات وخیالات کے حامل تھے بظاہر یہ سوال بہت اہم ہے لیکن اگر ہم ان درس گاہوں کے بانیوں اور قائدوں کی زندگیوں کا مطالعہ کریں اور اُن کی تصنیفات کو بہ نظر عمیق پڑھیں تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ دراصل قیادت غیر صالح تھی اور مرکزی قائدین ہی اسلام کے بارے میں ریب وتذبذب کے شکار تھے اور مغربی افکار ونظریات کے مقابلے میں ان کا انداز معذرت خواہانہ تھا، وہ ایسے اسلام کو پیش کرنا چاہتے تھے جو مغرب کے نزدیک قابل قبول ہو خواہ اس سلسلے میں انھیں روح مذہب ہی کو کیوں نہ قتل کرنا پڑے چنانچہ ایک بہت بڑی درس گاہ کے بانی جب مغربی ممالک کے سفر سے واپس آئے تو اپنے ساتھ مستشرقین یورپ کے اعتراضات کا ایک انبار لائے اور بجائے اس کے کہ وہ ان کا جواب اسلام کے اصولوں کی روشنی میں دیتے انھوں نے نفس اسلام ہی کو بدل دینے کی کوشش کی، قرآن عظیم کی وہ تمام آیات شریفہ جو معجزات یا خوارق عادات واقعات کو سمیٹے ہوئے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں اُن کی مادی توجیہ کرائی۔ فرشتوں کو نفس ناطقہ
کی ترقی یافتہ شکل قرار دیا۔ ابلیس اور جنّی کو
قوائے انسانی کی خبیث ترین شکل اور واردات ذہنی سے
تعبیر کیا جیسے کسی شاعر کے ذہن میں یکایک خوبصورت
شعر پیدا ہو جاتا ہے ایسے ہی نبی کے ذہن
میں بھی آیات قرآنیہ کا نزول ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ
اور اسرائیلیوں کا مفہوم انھوں نے یہ کہا کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر پہاڑ پر چلے گئے اور
وہاں انھوں نے بارہ چشمے جاری پائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے احیاء موتیٰ کے بارے میں یہ رائے دی کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام مردہ دلوں کو زندگی دیتے تھے اور ابرص شفاء
مبروصوں کے بارے میں یہ ذہن دینے کی کوشش کی گئی
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان مبروصوں کو دوبارہ انسانی
سوسائٹی میں جگہ دی جنہیں انسانوں نے نفرت کی بنا پر اپنی
آبادیوں سے باہر نکال دیا تھا۔ شق صدر کی تشریح
خروج صدر سے کی اور اس طرح سے تفسیر الحدیث
بالقرآن کا دستور دنیا کے سامنے پیش کیا۔ معجزہ شق القمر
کی روایتوں کو ضعیف قرار دے کر تاریخی اعتبار سے ناقابل
اعتماد بنا کر پیش کیا۔ معراج جسمانی کو خواب محض بنا کر پیش
کرنے پر پورا زور قلم صرف کرتے ہوئے سیکڑوں صفحات
سیاہ کر ڈالے۔ جنت و دوزخ کو غیر موجود قرار دیا۔
اس سلسلے میں قرآن و حدیث کی جملہ تشریحات کو تاویلات
کے بعد وجود پذیر ہونے والی جنت و دوزخ کا امکانی فکر

قرار دیا وغیرہ وغیرہ

یہ تو تھے نمونہ از خروارے ہے ورنہ اگر آپ بچشم
تو صرف باب معجزات و خارق عادات ہی میں نہیں بلکہ زندگی
کے ہر اس شعبے میں انھوں نے ترمیم کرنے کی کوشش کی
جو مغربی تہذیب سے مختلف تھا جسے مغرب کی مادی عقل قبول
کرنے سے انکار کر رہی تھی۔ وہ طلبہ جو ان تحریروں کو
پڑھ رہے تھے وہ اس کے نفسیاتی حملوں سے خود کو نہ
بچا سکے انھوں نے یہ تاثر لیا کہ یہ اسلام کے ایک بیچارہ
کا انداز تحریر ہے جو مغرب کے مادہ پرستوں کے سامنے
اس قدر بے بس ہے کہ نہ صرف اسلام کے چودہ سو سالہ
انداز فکر اور معتقدات کی نفی کر رہا ہے بلکہ معذرت بھی پیش کر
رہا ہے کہ اسلام تم سے علیحدہ کسی مستقل حیثیت کا مالک نہیں
یہ تو مسلمانوں کے مفسرین، مجتہدین، ائمہ اور ارباب شریعت
کی (معاذ اللہ) کوتاہ نظری ہے کہ انھوں نے اسلام کو ایک
منفرد نظام زندگی اور علیحدہ نظام حیات اور کامل ترین
دستور العمل بنا کر پیش کیا ورنہ ہمارا اپنا کوئی تشخص نہیں
موجودہ تہذیب مغرب تو دراصل اسلام ہی کی ترقی یافتہ
شکل ہے۔ مذہب سے ناآشنا ذہنوں نے سوچا کہ جب
تہذیب مغرب اسلام کی ترقی یافتہ شکل ہے تو ترقی یافتہ کو
چھوڑ کر پسماندہ کو کیوں قبول کیا جائے ان درسگاہوں
کے طلبہ کا ایک اور گروہ جو اپنے مخصوص رجحان فکر اور
میلان طبع کی بنا پر مغرب کا ہمنوا نہ ہو سکا وہ اشتراکیت کی
آغوش میں چلا گیا۔ جو مغربی دنیا کی آنکھوں میں آنکھیں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ڈال کر ایک نیا اقتصادی اور معاشرتی نظام پیش کر رہی تھی جو مغرب کے سامنے معذرت خواہ نہیں تھی ایسی صورت میں اسی فکر اسلامی کا علمبردار کون ہوتا جن کا اپنا کوئی مستقل وجود ہی نہیں اور جو کچھ تھا وہ مغرب کے رحم و کرم پر تھا۔

چنانچہ کم و بیش ایک صدی تک ان درسگاہوں سے علمبردار مادہ پرست اور اشتراکی جنم لیتے رہے اور مسلم سرمائے سے قائم کردہ درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرتے رہے اور اپنی تحریروں تقریروں سے کارل مارکس لینن اور سٹالن کے نظریات کی اشاعت کرتے رہے یہاں تک کہ پورا اردو ادب جو عربی و فارسی کے بعد اسلامی نظریات کا سب سے زیادہ امین تھا اشتراکی فکر کا علمبردار ہو گیا اور بعض اعتبار سے اب بھی ہے۔ ایک طرف مسلم درسگاہوں کا یہ عالم تھا دوسری طرف مسلم تحریکوں کا جائزہ لیں تو یہاں بھی مایوسی کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آتا بعض تحریکیں مغرب کی تحریکوں کا چربہ تھیں جو روح اسلامی سے یکسر خالی تھیں دوسرے لفظوں میں جسم مغرب کو ڈھانکنے کے لئے اسلامی لباس پہنانے کی کوشش کی گئی تھی ان تحریکوں کے قائدین قرآن و حدیث کو اسلاف کی نگاہوں سے پڑھنے کے بجائے مغرب کی عینک سے پڑھنے کے عادی تھے اور اسی طرح سے مسلمانان عالم کو لاشعوری طور پر اغیار کے آستانوں پر جھکانے کی کوشش کر رہے تھے۔

بعض مذہبی تحریکیں مذہب کو جس انداز سے پیش کر رہی تھیں اس سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ مذہب صرف چند مخصوص اعمال کے مجموعے کا نام ہے۔ مذہب کسی اجتماعی معاشرے کا ابدی نظام نہیں انہوں نے اپنے رفقاء کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ مذہب محض ایک مخصوص قسم کی عبادت کا نام ہے۔ اور اسی سے ہم دنیا کے تمام سیاسی تمدنی معاشرتی معرکے سر کریں گے انہوں نے شعوری یا لاشعوری طور پر صرف یہی کوشش نہیں کی کہ مسلمانوں کو جدوجہد اور حرکت و عمل سے روکا جائے بلکہ ایسا ماحول تیار کیا جائے کہ مسلمانوں کو دنیا کی تدبیروں کا علم ہی نہ ہو سکے اور مذہب کو یہاں سے ضرب لگائی جا رہی ہے اس کے مطالعہ کا موقع ہی نہ مل سکے ماضی میں کم از کم اتنا تو ہوتا تھا کہ علماء کرام تاجداروں سے تعلقات رکھتے تھے اور ان کی غلطیوں کی نشان دہی کرتے رہتے تھے انہیں مفید مشورے دیتے تھے ان کے اندر خوف خدا پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے اور احتساب یوم الدین کو موثر کر کے قوم کو آگے بڑھانے کی تلقین کرتے تھے مگر اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ مسلم معاشرہ اور زمانے کا معاشرہ کہاں کہاں غلطیاں کر رہے ہیں معاشرہ کس طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے اور کون سے محرکات ہیں جن کی وجہ سے غیر یا نئے فلسفے کے دل و دماغ سے مذہب کی گرفت ڈھیلی پڑ رہی ہے ان خامیوں کا جائزہ لینا ہی تمام مذہب سمجھنے والوں کے لئے دشوار ہو گیا ہے۔

حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب قوم کی قیادت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی تو ان کے ارد گرد

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

وہی ماحول تھا جس کا تذکرہ میں مندرجہ بالا سطور میں کر چکا ہوں اُن کا حساس دل قوم کی اس حالت پر خون کے آنسو روتا رہا اور اُن کی سیکڑوں راتیں قوم کی اس حالت پر گریہ کناں گذریں شب کی جاودانیوں میں وہ اپنے سوز دروں کے پیش نظر قوم مسلم کی صلاح و فلاح کے لئے دعائیں کرتے اور جب سپیدۂ سحری نمودار ہوتا تو ایک آہ سحرگاہی کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوتے تاکہ قوم وملت کی تعمیر کر سکیں ان کی مومنانہ بصیرت نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ قوم وملت کو سب سے زیادہ نقصان تعلیم وتربیت کی راہ سے پہنچایا جارہا ہے اب باطل کے حملوں کا انداز بدل گیا ہے پہلے باطل شمشیر بکف آتا تھا اس لئے اس کے مقابلے میں شمشیر بکف مجاہدین کی ضرورت تھی مگر اب زیور فکر و فن سے آراستہ ہوکر نظریات اسلامی کی سرحدوں پر تاخت وتاراج کے لئے بڑھ رہا ہے، اب ضرورت ہے ایسے بیدار مغز اور پختہ کار علماء اور مصلحین کی جو اسلام کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کر سکیں اور باہر سے ہونے والے ہر حملے کا جواب دے سکیں خواہ وہ حملہ سوشلزم اور کمیونزم کی جانب سے ہو خواہ الحاد و بیدینی کی طرف سے خواہ مادہ پرستوں کی جانب سے ہو خواہ مغرب زدہ انسانوں کی جانب سے داخلی محاذ ہو یا خارجی محاذ ہو ہر محاذ پر باطل کا مقابلہ کر سکیں،

یہی وجہ تھی کہ آپ نے مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کو پورے عالم اسلام کی ایک مثالی درسگاہ بنانے کے لئے اپنی زندگی وقف فرمادی آپ نے مدرسہ کی تعلیم وترقی کی راہ میں بے پناہ مشقتیں برداشت کیں تعمیر ملت کی راہ میں اہل حق کو ہر دور میں مشکلات ومصائب کی جن منزلوں سے گذرنا پڑتا ہے حضور حافظ ملت ان تمام منازل سے گذرے آپ نے ہر طرح کی قربانیاں دیں قوم کو نیری راہ پر لگانے کے لئے زبان وقلم کی توانائیاں صرف کیں اُن کے اندر عشق رسول کی شمع روشن کرنے کے لئے جسمانی مشقتیں جھیلیں باطل کے مقابلے میں صبر واستقلال، ثبات ووقار عطا فرمانے کے لئے اپنے وجود مقدس کو ہر طرح سے ہر محاذ پر سب سے آگے رکھا قوم کے اندر باطل قوتوں کے خلاف مدافعانہ جذبات بیدار کرنے کے لئے مصائب وآلام کے مقابلے میں سینہ سپر رہے، مغرب قوم کو ایثار وقربانی پر مائل کرنے کے لئے فاقہ کشی کی زحمتیں برداشت کیں اساتذہ کے اندر دنیاوی مطالبات سے بلند ہوکر دین کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے خود زندگی کے جملہ معاشی مطالبات سے دستبردار رہے، طلباء کے اندر زہد واتقا پیدا کرنے کے لئے آپ اپنی فطرت سلیمہ کے مطابق ہمیشہ پابند شریعت وسنت مصطفےٰ رہے لوگ آداب وشریعت کتابوں میں پڑھ کر جانتے ہیں مگر حضور حافظ ملت کی حیات مقدس شریعت مطہرہ کی ایک روشن کتاب تھی جسے دیکھ کر لوگ قانون زندگی اور دستور حیات سیکھتے تھے۔ ایسے ماحول میں جہاں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جنھیں تلاش کی حاجت نہیں آپ ہمیشہ بلند عزیمت رہے انکے طلبا
اور انکے خوشہ چیں انکی عزیمتوں سے استفادہ کرکے مستقبل میں ایک منظم
تدریجی دعوت و تربیت مرتب کریں جو ایثار اخلاص، للہیت، زہد و اتقاء اور
اولو العزمی کا مظاہرہ ثبات و استقلال سے بھرپور ہو ایسے سرفروشان ملت
اسلامیہ کی تعلیم و تربیت کیلئے ایک ایسے قصبے کا انتخاب پایا جو ابھی تک ہر طرح
کی غیر دینی آلائشوں سے پاک تھا جہاں کے لوگ غریب تھے اور سرمایہ سے زیادہ
خون جگر پیش کر سکتے تھے۔ جامعہ اشرفیہ کے ارتقاء کی تاریخ شاہد ہے کہ غربا
مبارکپور نے حضور حافظ ملت کی قیادت میں اپنا مال و زر بھی پیش
کیا اور خون جگر بھی اور دیکھتے ہی دیکھتے مدرسہ اشرفیہ دارالعلوم اشرفیہ
کی صورت میں درس نظامیہ کی سب سے عظیم اور سب سے معیاری درسگاہ بن
گیا اور یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ آپنے مبارکپور کو بغداد و قرطبہ، طلیطلہ
قاہرہ، شیراز، اصفہان، سمرقند و بخارا اور دہلی کی قدیم درسگاہوں
کے ہمدوش کر دیا ممکن ہے کوئی شخص ملت کے بارے میں شبہہ
کرے مگر کیفیت کا یہ عالم ہے کہ ہندوستان کے ۱۰ کروڑ مسلمانوں میں
سے کم از کم پانچ کروڑ مسلمانوں کی دینی ضروریات کا واحد کفیل
الجامعۃ الاشرفیہ ہے حضور حافظ ملت کی آغوش تربیت میں پل کر
پروان چڑھنے والے طلبہ نے زندگی کے جس میدان میں قدم رکھا کامیابی
نے ان کے قدم چومے دارالعلوم اشرفیہ کے علماء نے ملت کو حقیقی
اسلام کی طرف دعوت دی۔ ان کے خطبات اور تقریریں ایک طرف
رسول کے نظام رحمت کی طرف دعوت کا آئینہ دار ہوتیں تو دوسری
طرف ان تمام حریف قوتوں کا دندان شکن جواب بھی ہوتی ہیں
جو صدیوں سے مسلمانوں کی بیخ کنی میں معروف ہیں، وہ اگر ایک
طرف اسلام کا نظام عبادت و طاعت پیش کرتے ہیں تو دوسری طرف
اسلام کا ثقافتی اور مدنی نظام ایک طرف انکی تقریروں اور تحریروں
سے اسلام کے معاشی نظام کے حقائق سامنے آتے ہیں تو دوسری طرف
اسلام کا اخلاقی اور روحانی نظام۔ اگر ایک طرف حیات اسلامیہ
عصر جدید کی زندہ حقیقت بنا کر نمودار ہوتی ہے۔ تو دوسری طرف وہ اسلام
کے ماضی کو اسطرح پیش کرتے ہیں کہ وہ صرف مرثیہ نہ بن جائے بلکہ مستقبل
کی راہوں میں امیدوں کے چراغ روشن کرے، ان کا عقیدہ اسلام
کی مخالف طاقتوں سے بے خبر نہیں ہے اگر ایک طرف قرون اولیٰ کے معتزلہ
اور خوارج کی خبر لیتے ہیں تو دوسری طرف عصر جدید کے مستشرقین
یورپ کی تحریریں ان کی زد میں ہیں عصر جدید کے ملحدین مرتدین
مادیین نے بار بار برملا اعتراف کیا ہے کہ علماء اشرفیہ کی موجودگی میں ہمارا
خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ یہ سب حضور حافظ ملت کے طریقۂ تعلیم و
تربیت کا اثر ہے جنھوں نے بے شمار ناقابل التفات افراد کو اس قابل بنا
دیا کہ وہ آج مرجع عوام و خواص ہیں خدائے قدیر و جبار نے اس محسن
ملت کو اسقدر جوہر شناس نگاہ بخشی تھی کہ وہ مٹی میں ملے ہوئے ناتراشیدہ
پتھروں کے اندر پوشیدہ جواہر کو پہچان لیتے تھے وہ انھیں زمین سے
اٹھا کر اس تربیت گاہ میں لے جاتے جہاں سے نکلنے والے ہمیشہ ارباب
علم و فضل سے خراج تحسین وصول کرتے رہیں گے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے طریقۂ تعلیم و تربیت
پر ایک مستقل تصنیف ہونی چاہیئے۔ مختصر سا رسالہ اس تفصیل کا متحمل
نہیں ہو سکتا لیکن انکی تعلیم و تربیت کے چند بنیادی عناصر ضبط تحریر
میں لا رہا ہوں جنکی تائید ان کے تمام طلبہ کریں گے ان شاء اللہ

آجکل یونیورسٹیوں اور کالجوں میں یہ طریقۂ تدریس رائج ہے
کہ استاذ متعلقہ موضوع پر تیار ہو کر آتا ہے اور اپنی تحریر کی مدد

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سے ایک کمرہ دیتا ہے جسے طلبہ ذہن میں محفوظ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور قید تحریر میں لاتے ہیں یہ اس لئے ہوتا ہے کہ طلبہ کتابی نہ بنیں اور زندگی بھر لکیر ہی نہ پیٹتے رہیں بلکہ وہ درسی کتابوں سے ہٹ کر بھی مطالعہ کی عادت ڈالیں اور وہ موضوع کے پابند رہیں کتابوں کے نہیں اسلئے کہ کتب درسیہ رہنمائے منزل علم ہیں منزل نہیں حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہمیشہ لفظ بلفظ ترجمہ سے احتراز فرمایا بلکہ کتاب اور بحث کو سامنے رکھکر ایک ایسی تقریر فرماتے تھے جو موضوع کی تمام جزئیات اور کتاب کی عبارت کو حاوی ہوتی تھی اور طلبہ کے ذہنوں میں علم کا ایک خزانہ منتقل کر دیتی تھی ان کے اس طریقہ تدریس نے طلبہ کو مطالعہ کا پابند بنا دیا تھا اور بہت کم طلبہ ان کی مجلس درس میں بغیر مطالعہ کے شریک ہوتے تھے حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے تھے جو اپنے مطالعہ کی روشنی میں ان سے سوالات کرتے تھے حضرت کی پوری تدریسی زندگی میں ایک بھی ایسی مثال نہیں دی جا سکتی کہ آپ نے سوال کو نظر انداز فرما دیا ہو یا سائل طالب علم پر برہمی کا اظہار فرمایا ہو اس کے برعکس جب کوئی طالب علم سوال کرتا تھا تو آپ کے چہرے پر بے پایاں مسرت کے آثار صاف نمایاں ہوتے تھے اور ایسے جملے ارشاد فرماتے جس سے بے زبان طالب علم کو زبان مل جائے اور اس کی خوابیدہ ذہنی صلاحیتیں بیدار ہو جائیں کبھی کبھی ارشاد فرمایا کرتے تھے "سوالات ذہن بیدار کی علامت ہیں"

اس کے برعکس میں نے ہندوستان کی ایک مشہور درسگاہ میں جب ترمذی شریف کے درس کے موقع پر پے درپے دو سوال کر ڈالے تو مجھے یہ کہکر محروم جواب رکھا گیا کہ اس طرح ہم نصاب مکمل نہ کر سکیں گے اس وقت حضور حافظ ملت کی یاد اس شدت سے آئی تھی کہ آنسو چھلک پڑتے تھے حضور حافظ ملت کی تدریس کی یہی خصوصیت تھی جس کی وجہ سے ان کا ہر شاگرد خود اعتماد مند باوقار اور پر اعتماد ہوتا تھا اور کسی بھی مسئلے میں شک و شبہ کا شکار نہیں ہوتا اور غالباً اس کا یہی اعتماد اسکو بڑے سے بڑے میدان علم میں تنہا اترنے پر آمادہ کرتا ہے۔

حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمیشہ طلبہ کو اس بات کا درس دیا کہ حق بات ضرور کہو خواہ اس کے لئے کتنے ہی ابتلاء و آزمائش کے مرحلوں سے گذرنا پڑے افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر۔ آپ نے ہمیشہ طالبان علم نبوت کے جائز موقف کی حمایت کی اور مصلحتوں کے سامنے سرنگوں ہونے کے بجائے ان کی علمی انا اور جذبہ حق گوئی کو مجروح ہونے سے بچایا۔ آخر عمر کی زندگی میں بارہا ایسے مقامات آئے جب طلبہ نے ایسی حق بات برملا کہدی جس سے بعض حضرات کے پندار کو ٹھیس پہنچی تھی بعض مصلحت اندیشوں نے طلبہ کے اقدامات کو نقصان دہ قرار دیا مگر حضور حافظ ملت نے ہمیشہ مسرت کا اظہار فرمایا اس لئے کہ ان کی مدبرانہ فراست یہ پسند نہیں فرماتی تھی کہ جن طلبہ کے کاندھوں پر مستقبل قریب میں ملت کی قیادت و امامت کا بوجھ پڑنے والا ہے ان کو مصلحتوں کا پابند بنا دیا جائے
ہندوستان میں مسلمانوں کے سیاسی زوال کے بعد مذہبی حالات سب سے زیادہ خراب ہو گئے پہلے مدارس عربیہ سلاطین اسلام کی مراعات کے زیر سایہ چلتے تھے مگر جب شاہ ہی نہ رہے تو مراعات شاہانہ کہاں سے آتے چنانچہ اب تک یہ حال ہے کہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

زیادہ تر مدارس صدقہ، زکوٰۃ، اور دیگر قوم خیر کے سہارے چلتے ہیں اس لئے کہ اس دور میں مدارس عربیہ کی بقا کا اور کوئی ذریعہ نہیں مگر اس کا ایک نقصان یہ ہوا کہ قوم کے تعاون سے چلائے جانے والے اداروں میں ایسے قائدین نا پید ہوتے جا رہے ہیں جو قوم کے افراد کو ان کی غلطیوں پر برملا ٹوک سکتے یہ احساس کمتری اسی غلط انداز تربیت کا نتیجہ تھا جو عام درس گاہوں میں پایا جاتا ہے۔

مگر حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طلبہ کے اندر احساس برتری پیدا فرمایا قوم کے اندر مہمانان رسول کی حیثیت سے انکا تعارف کرایا اور عوام سے مطالبہ فرمایا کہ وہ طلبہ کا احترام کریں چنانچہ مبارکپور کے عوام نے طلبہ کو اس قدر احترام کی نگاہ سے دیکھا کہ اسکی مثال کہیں سے نہ مل سکے گی۔ ہندوستان کی تمام درسگاہوں میں اساتذہ اور طلبہ کے درمیان خادم و مخدوم کا رشتہ ہوتا ہے لیکن الجامعۃ الاشرفیہ کے مخدوم گرامی وقار نے اپنے طلبہ کو اپنے بچوں سے زیادہ عزیز تصور فرمایا، اور طلبہ کو اتنی محبت عطا فرمائی کہ وہ اپنے حقیقی والدین کی محبت اُن کی عنایتوں پر قربان کر دیں، اپنے ہی شاگردوں کو مولانا کہکر یاد فرمایا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آج بھی اشرفیہ کے جملہ اساتذہ اپنے طلبہ کو اسی طرح یاد کرتے ہیں جسطرح حضور حافظ ملت یاد فرمایا کرتے تھے، ظاہر ہے کہ یہ ساری عنایتیں صرف اس لئے تھیں کہ مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بے بضاعتی کو محسوس کر کے احساس کمتری کا شکار نہ ہو جائیں بلکہ وہ جس راہ کے مسافر ہیں اُس راہ کی عظمت کے پیش نظر خود کو خیرات کی حیثیت سے پیش کرنے کے لئے تیار ہوں اور ان کے اندر قائدانہ صلاحیتیں بیدار ہوں وہ اتنے باوقار بن سکیں کہ وقت کی ہر جابر و ظالم قوت کو للکار سکیں۔

الجامعۃ الاشرفیہ کے ابتدائی ایام میں حضور حافظ ملت کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اگر میں یہ کہوں تو قطعاً مبالغہ نہ ہوگا کہ ان مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کسی دوسرے کے بس کی بات نہیں تھی یہ انھیں کی ہمت تھی کہ مشکل سے مشکل وقت میں بھی ان کی جبین استقلال پر شکن نمودار نہ ہوئی بلکہ مشکلات میں انھوں نے اپنی رفتار عمل مزید تیز کر دی اشرفیہ نے ابھی ترقی کی راہوں میں پیشقدمی کی ہی تھی کہ تقسیم ہند اور قیام پاکستان کا مرحلہ پیش آیا یہ ایک ایسا طوفان تھا کہ ہندوستان کی بڑی بڑی درسگاہیں اس سیلاب عظیم کی نذر ہوگئیں اُس کا لازمی اثر اشرفیہ پر بھی پڑا لیکن حضور حافظ ملت کے صبر و استقلال نے حالات کا رُخ بدل دیا، لوگ ترک وطن کرنے لگے مبارکپور اور اطراف و جوانب کے مسلمان بھی ملک کے اندر اپنی توانائیوں کے استعمال کو اسراف بیجا تصور کرنے لگے مستقبل کے بارے میں مایوسیوں کی ایک ایسی فضا پیدا ہو گئی جو کسی بھی جرأتمندانہ اقدام کے لئے نامناسب تھی حضور حافظ ملت کی دوربینانہ بصیرت یہ دیکھ رہی تھی کہ پاکستان یا دنیا کا کوئی بھی ملک ہندوستان کے ۸ کروڑ مسلمانوں کا کفیل نہیں ہو سکے گا، اور انجام کار مسلمان اپنے وطن سے دور ہو کر ہزاروں ذلتوں اور رسوائیوں کا شکار ہوگا چنانچہ آپ نے مسلمانان مبارکپور و اطراف و جوانب کو سمجھایا کہ ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست، الارض لله

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے مقدس ضابطے کے پیش نظر ہمارا وطن ہندوستان یہی ہے جس کو بچانے اور سنوارنے میں ہم نے ایک ہزار سال کی جملہ صلاحیتیں خرچ کی ہیں جس ملک کو ہم نے تہذیب وتمدن سے آشنا کیا ہے جہاں کے رہنے والوں کو ہم نے شعورِ حیات عطا کیا ہے۔ اور زندگی کی اعلیٰ ترین قدروں سے نوازا ہے جس کے چپہ چپہ پر ہماری ہزار سالہ عظمتوں کے نشانات ثبت ہیں جس کی زمین ہمارے اولیاء علماء صلحاء شہداء کے عظیم کارناموں کی امین ہے جس میں خواجہ ہند سے لیکر اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تک آسودہ ہیں کیا اُن کے آستانوں کی کشش ہم کو دنیا کے ہر حصے میں بیقرار نہ رکھے گی۔ آپ کی ان مساعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تیار قافلے رک گئے۔ بندھے ہوئے بستر کھول دیئے گئے اور لوگوں نے نئے عزم و حوصلہ کے ساتھ زندگی کی راہوں میں پیش قدمی کی قوم نے الجامعۃ الاشرفیہ کو اپنی آرزوں کا حاصل بنالیا اور اپنی تمام توانائیاں جامعہ کی ترقی و ارتقاء کی راہ میں خرچ کرنے لگی اس طرح سے حضور حافظ ملت نے پوری قوم کو مائل بہ عمل کر دیا اور ملت کا ہر فرد مصروف جہاد ہو گیا۔ اس تاریخ ساز شخصیت اور انقلاب انگیز ذات نے اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعین کردہ خطوط عمل کے مطابق ایک علمی اور اصلاحی معاشرہ تشکیل فرمایا اور ایک ایسی قوم منظر عام پر آئی جو حسن عقیدت کے ساتھ ساتھ حسن استدلال کی دولت سے بھی مالامال تھی کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ سیدنا اعلیحضرت سے قبل امت مسلمہ ایک ایسے دور سے بھی گذر چکی تھی کہ اس کے پاس روایات کو باقی رکھنے کیلئے صرف حسن عقیدت کا سہارا رہ گیا تھا اور دلائل و براہین قدماء کی کتابوں میں پوشیدہ ہو گئے تھے جن کو پڑھنے والے دن بدن ناپید ہوتے جا رہے تھے اعلیحضرت نے اسلاف کی کتب سے دلائل و براہین تلاش فرمائے اور انھیں کم و بیش ایک ہزار کتابوں میں محفوظ فرما دیا تاکہ مرور ایام کی دست وبرد سے محفوظ ہو جائیں مگر حضور حافظ ملت نے ان دلائل وبراہین سے آراستہ ایک ایسی قوم تشکیل فرما دی جو ہر دور میں امت مسلمہ کی بنیادی نظریات کو اصولوں کی روشنی عطا کرتی رہے گی۔ تلاش بسیار کے بعد بھی ہندوستان کی ایک ہزار سالہ تاریخ دعوت میں کوئی فرد کامل نہیں ملتا جس نے اپنی زندگی میں ایک درسگاہ قائم کی ہو اور اُسکی حیات ہی میں اس درسگاہ کے طلبہ اور فارغ التحصیل علماء نے غیر منقسم ہندوستان کے طول و عرض میں ہزاروں درسگاہیں قائم کر دی ہوں اور اپنی درسگاہ کا بانی اپنے مولائے حقیقی کے حضور اس وقت پہنچا ہو جب کہ ملک کا گوشہ گوشہ اس کی تعلیمات کا امین اور اس کے دینی نظریات کا علمبردار ہو قسام ازل نے یہ شرف صرف حضور حافظ ملت کے مقدر میں رکھا تھا کہ آپ نے اپنی حیات ہی میں الجامعۃ الاشرفیہ کے ہزاروں طلباء کو مسند تدریس پر فائز ملاحظہ فرما لیا اور جب آپ اپنے خدائے حقیقی سے ملے تو آپ کی ذات اقدس کے چراغ سے ملک کے طول وعرض میں ہی نہیں بلکہ بیرون ملک میں ان سے ہزاروں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

چراغ روشن ہو چکے تھے اور آج بھی باطل کی طوفانی آندھیوں میں آپ کا اخلاص عمل فانوس بن کر ان کی حفاظت کر رہا ہے، دنیا کی بے شمار درسگاہیں ایسی ہیں جہاں تعلیم پر زور دیا جاتا ہے مگر تربیت پر نہیں اور آج کی جدید دنیا نے تو تربیت کو تعلیم سے قطعاً الگ کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طلبہ کی تہذیبی اور اخلاقی حالت کا جائزہ نہیں لیا جاتا اور نہ ہی انکے کردار کا احتساب کیا جاتا ہے مگر حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعلیم کے ساتھ طلباء کی اخلاقی، روحانی اور فکری تربیت پر بھی اپنی توجہات مرکوز رکھیں اور طلبہ کے ذہن سے ایک لمحہ کے لئے بھی یہ اوجھل نہ ہونے دیا کہ ان کی تعلیم کا مقصد کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزار موانع کے باوجود ان کے طلبہ علم دین کی خدمت ضرور کرتے ہیں اور جہاں کہیں بھی ہیں اپنے مقصد حیات کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں الجامعۃ الاشرفیہ کے طلبا کے سامنے چونکہ حضور حافظ ملت کی بے نقاب زندگی ہوتی ہے اس لئے وہ کوشش کرتے ہیں کہ ان کے طرز حیات کو اپنائیں اور اس کی سیکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ جن لوگوں نے حضرت کے طرز حیات کو اپنایا وہ اقلیم دل کے تاجدار بن گئے۔ اس کے برعکس ہندوستان کی دوسری درسگاہوں کے طلبہ ایک ایک شہر میں ہزاروں کی تعداد میں ہیں مگر گمنامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان کی تعلیمی صلاحیتیں شکم کی قربان گاہ پر چڑھ گئی ہیں حضور حافظ ملت اپنے طلبہ کے لئے ایک استاد ہی نہیں تھے بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر انکی راہ نمائی اور ہر طرح کی امداد فرمایا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ فراغت کے بعد میدان عمل کا انتخاب بھی حضور استاذ العلماء ہی فرمایا کرتے تھے اور میدان عمل کے نشیب و فراز اور راہ کی دشواریوں میں ان کا کرم ہمیشہ شریک حال رہا کرتا تھا یہی وجہ ہے کہ اشرفیہ سے جدا ہونے کے بعد بھی ان کے طلبہ ان کی شخصیت کو مرکز تعلق تصور کرتے تھے اور ان کے قدموں سے وابستگی میں اپنی نجات تصور کرتے تھے، انکی بے پناہ عنایتوں کا ہی نتیجہ ہے کہ اشرفیہ کا ادنیٰ سے ادنیٰ طالب علم یہ سمجھتا ہے کہ حضور حافظ ملت کا کرم سب سے زیادہ اُسی کے شریک حال ہے۔ انھوں نے اپنے لطف عمیم سے وابستگان دامان علم کو اسقدر قریب کر لیا تھا کہ طلبا ان سے اپنی جملہ حوائج دینی و دنیوی کا تذکرہ کرتے ہوئے جھجک نہیں محسوس کرتے تھے،

استاذ العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سفر حج کے لئے تیار تھے میں بلرامپور ان کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا بوقت رخصت میں نے دعا کی درخواست کی اور خدا جانے کیوں اس وقت مالی پریشانیوں کا خیال آگیا حضور نے دعا فرمائی اور اس کے بعد سے لیکر آج تک میں کبھی مالی پریشانیوں میں مبتلا نہیں ہوا۔ حضور حافظ ملت اثنائے درس اور اثناء خطاب مغربی تہذیب پر اس انداز سے تنقید فرمایا کرتے کہ وہ اپنی چمک دمک کے باوجود بے حقیقت اور بے وزن معلوم ہوتی تھی مغرب کی مادی زندگی اور اس کی کثافتوں کے مقابلے میں اسلام کی روحانی زندگی اور اس کی برکتوں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سمجھ کر کچھ اس قدر حکیمانہ انداز سے فرمایا کرتے تھے کہ
اقبال کا یہ شعر شرح محسوس بن کر سامنے آجاتا تھا۔ ع

رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک و خیال بلند و ذوق لطیف

طلبہ کی ناشائستہ حرکت اور نامناسب اقدام پر تنبیہ
اس انداز سے فرماتے کہ آپ کی تنبیہ کے الفاظ ہی طلباء کی
اصلاح کے لئے کافی ہوتے تھے۔ میں بعض اعزہ کے مشورے
سے الجامعۃ الاشرفیہ میں متوسطات تک تعلیم حاصل کرنے
کے بعد ندوۃ العلماء چلا گیا اپنے اس اقدام پر میں اسقدر
شرمندہ اور منفعل تھا کہ کئی بار ارادے کے باوجود حضور
استاذ العلماء کی خدمت میں حاضری کی جرأت نہ کر سکا تا آنکہ ندوے
کی طالب علمی کے زمانہ میں استاذ العلماء لکھنؤ کے ایک اجلاس
میں شرکت کرنے کے لئے تشریف لائے فرنگی محل میں قیام
تھا حضور نے احسان عظیم فرمایا اور مولانا غلام محمد صاحب بحری
صدر المدرسین مدرسہ تعلیم القرآن بلرامپور گونڈہ کو ندوہ بھیجا کہ وہ
مجھے خدمت اقدس میں حاضر کریں میں سخت شرمندہ تھا لرزاں
و ترساں خدمت اقدس میں حاضر ہوا راستہ بھر سوچتا رہا کہ
آج خیر نہیں ہے حضور سخت ناراض ہوں گے مگر قربان جائیے
سلام عرض کرنے کے بعد دست بوس ہوا تو ارشاد فرمایا۔
الحکمۃ ضالۃ المومن۔ میں تمہارے ندوہ آنے پر ناراض
نہیں ہوں بس میری یہ خواہش ہے کہ خدائے قدیر تم کو خادم
سنیت بنائے۔ خدا جانے ان لفظوں میں کیا تاثیر تھی کہ میری
آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے اور دیر تک یہ
کیفیت رہی تا آنکہ حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی
پر تاثیر دعاؤں سے تسکین عطا فرمائی۔

جامعہ اشرفیہ سے ندوۃ العلماء میں داخل ہونے کے بعد
میرا انداز فکر بدل گیا تھا اور میں نے طے کر لیا تھا کہ عالمیت
کے بعد لکھنؤ یونیورسٹی میں داخلہ لوں گا اور گریجویشن
کے بعد کسی آفس وغیرہ میں ملازمت کروں گا مگر حضور کی
نگاہ کرم نے مجھے ایک بار پھر مقصد حیات سمجھا دیا اور
اب جب ان کی بارگاہ سے واپس ہوا تو یہ طے کر چکا تھا
کہ میری زندگی کا ہر لمحہ خدمت دین کیلئے وقف ہوگا۔ ندوے
سے فراغت کے بعد بھی حضور نے فراموش نہیں فرمایا بلکہ
اشرفیہ میں طلب فرما کر بخاری شریف کا امتحان دلوایا اور
سند فراغت و دستار سے نوازا یہ ان کا کرم تھا کہ انھوں
نے ایک ذرہ راہ کو اس قدر عزت بخشی۔ میں اس خوش فہمی
میں قطعاً مبتلا نہیں ہوں کہ یہ ان کی عنایت صرف مجھ تک ہی
تھی بلکہ میرا یہ خیال حقیقت پر مبنی ہے کہ ان کے خوان علم
کا ہر ریزہ خوار اسی طرح کے واقعات اپنی زندگی میں
چھپائے بیٹھا ہے۔

اپنے طلبہ کے بارے میں حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی تھی کہ طلبہ حصول تعلیم کے ساتھ تبلیغ
و اشاعت دین کے نشیب و فراز کو بھی سمجھیں اور زمانہ طالب علمی
ہی میں ان کے اندر حالات سے مقابلہ کرنے کی استعداد
پیدا ہو جائے۔ چنانچہ آپ طلباء کی مختلف جماعتوں کو ہمیشہ
مصروف عمل رکھتے تھے اور جمعرات و جمعہ کو اشرفیہ کے قرب و

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جو اردو میں طلبہ کے تبلیغی دورے بھیجتے تھے یہی وجہ ہے کہ اکثر جو
سے فراغت پانے والے طلبہ میدان عمل میں خود کو اجنبی
محسوس نہیں کرتے بلکہ جہاں بھی جاتے ہیں ان کو کام کرنے
کا ایک ماحول مل جاتا ہے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی
ذات کے گرد مصنوعی خودداری کا ایک حصار قائم کر
لیتے ہیں اور اس سے باہر نکلتے ہیں ایک جھجک محسوس
کرتے ہیں اسی طرح پوری زندگی گذار لیتے ہیں مگر نہ
ان سے قوم کو فائدہ پہنچتا ہے اور نہ خود ان کی ذات کو
حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حکیمانہ انداز سے ایسے
لوگوں کا علاج کیا کرتے تھے کہ ان کی انا بھی مجروح نہیں
ہوتی تھی اور وہ مائل بہ عمل بھی ہو جاتے تھے۔

میں نے جامعہ اسلامیہ روناہی فیض آباد سے حضور
کی خدمت میں صورت پیش کیا کہ حضور جامعہ مالی انحطاط کا شکار
ہے اور میں خود اپنے اندر یہ ہمت نہیں پاتا کہ قوم کے سامنے
دست سوال دراز کروں حضور حافظ ملت نے جو جواب عطا
فرمایا تھا وہ مجھ جیسے بے شمار افراد کی ہدایت کے لئے کافی ہے
ارشاد فرمایا۔

تمام جھنڈیاں فدایان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے
ہیں خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مواقع پر صحابہ
سے سرمایہ طلب فرمایا ہے قوم سے قوم ہی کے لئے طلب کرنا
نہ عزت نفس کے خلاف ہے اور نہ ہی وجہ شرم ہے ہاں اپنی ذات
کے لئے قوم کے سامنے دست سوال دراز کرنا یقیناً باعث ننگ و
عار ہے خدا اس مجاہد ملت دین متین کو محفوظ رکھے آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین

آپ کی چالیس سالہ جد و جہد نے دار العلوم اشرفیہ
ہندوستان کا ایک شاندار دار العلوم بنا دیا تھا اور اس راہ میں
آپ اپنی عملی زندگی کے بہترین ایام صرف کر چکے تھے۔ انسان عام
پیری میں نہ صرف یہ کہ قویٰ میں اضمحلال محسوس کرتا ہے بلکہ
تعمیری کاموں کے سلسلے میں وہ ذوق و شوق باقی نہیں رہتا
لیکن حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے
نہیں تھے جو اس دنیا میں کسی کامیابی کو منزل تصور کر لیتے
ہیں بلکہ "ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں" کے مصداق آپ نے
دنیا کی مادی درسگاہوں کا مشاہدہ کیا مادی افرا تفری اور ان کی ظاہری
دلفریبی اور خوشحالی آپ کے سامنے تھی آپ نے دیکھا کہ آج
باطل کس قدر آراستہ اور پیراستہ ہو کر لوگوں کے سامنے آ رہا ہے
الحاد دہریت کمیونزم اور سوشلزم کو پھیلانے کیلئے اہل دنیا نے کتنی
بڑی بڑی یونیورسٹیاں قائم کی ہیں آج باطل کی اشاعت کے لئے دنیا
کی تمام زبانوں کو استعمال کیا جا رہا ہے لیکن حق دار العلوموں اور
مسجد کی چہار دیواریوں میں محدود ہے پوری دنیا میں مسلمانوں کی
کوئی ایسی درسگاہ نہیں ہے جس میں ابتدا سے انتہا تک مذہب
پڑھایا جاتا ہے اور تعلیم کے ہر شعبے پر مذہب کی گہری چھاپ ہو
جہاں معاشیات کا درس رزاق حقیقی کا نام لیکر دیا جاتا ہو اور
جہاں سائنس کے جملہ شعبوں طبعیات، فلکیات، عبقریات وغیرہ
کی تعلیم شارع حقیقی اور خلاق عالم کی عظمت تخلیق کے لازمی تصور
کے ساتھ دی جاتی ہو، جہاں طب کا بنیادی اصول یہ بتایا جاتا ہو
کہ نسخۂ بیمار کا عنوان ہو الشافی ہو جہاں تسخیر کائنات کی تعلیم
سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے عقیدے کے ساتھ دیجاتی ہے جہاں مشاہدہ کائنات کے
ساتھ ساتھ ہر ذرہ زمین پر یہ حقیقت جلوہ گر ہو رہی ہوں
وفی کل شیٔ لہ آیۃ ۔ تدل علی انہ واحد۔

بلکہ اس کے برعکس اسلام علوم جدیدہ سے اسقدر دور ہو گیا
ہے کہ علوم جدیدہ کی سربراہی دنیا کی ملحد قومیں کر رہی ہیں
جس کے نتیجہ میں علم جدید کے ساتھ ساتھ جاہلیت جدیدہ
یعنی الحاد پھیلتا جا رہا ہے اور ذہنوں سے مذہب کی گرفت
ڈھیلی پڑتی جا رہی ہے

آپ نے محسوس فرمایا کہ اگر قوم مسلم نے صرف درس نظامیہ کی
تعلیم پر اکتفا کر لیا تو عصر جدید کی ابھرتی ہوئی طاغوتی قوتوں کا مقابلہ
نہ کر سکیگی جب مقابلہ اسکے بغیر بھی ناممکن ہے اسلئے قدیم علوم اور علوم
جدیدہ کو شامل کر کے ایک نیا نصاب تعلیم مرتب کیا جائے جو مرحلہ وار ثانوی
اور تخصیص پر مشتمل ہو جس میں ابتداء سے لیکر ریسرچ و تحقیق تک تعلیم دی جائے
تاکہ اطراف عالم ملت اسلامیہ دنیا کے علوم جدیدہ اور افکار جدیدہ سے
استفادہ بھی کر سکیں اور انہیں مسلمان بھی بنا سکیں اسی لئے آپ نے
دار العلوم اشرفیہ کو الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) میں تبدیل کرنے کا فیصلہ
کر لیا چنانچہ آپ کے زیر اہتمام دار العلوم اشرفیہ کی جانب سے یونیورسٹی
کی مجوزہ زمین پر ایک آل انڈیا دینی تعلیمی کانفرنس منعقد ہوئی اور
۵ رمئی ۱۹۷۲ء کو منعقد ہونیوالے مشاورتی اجلاس میں ہندوستان کے
مسلم اہل فکر اشرفیہ کے دامن میں سمٹ آئے اور مندرجہ ذیل مسائل زیر بحث
لائے گئے۔

(۱) مقتضیات وقت کے مطابق ایک جامع اور جدید نصاب تعلیم کی تدوین
(۲) موجودہ معاشرہ کی اخلاقی تبلیغی اصلاحی اجتماعی اور علمی ضرورتوں کو سامنے
رکھ کر مدارس عربیہ کے طلبہ کی مذہبی عملی اور علمی تربیت کے لئے ایک
جامع نظام کی ترتیب۔ (۳) عربی مدارس کے درمیان تعلیمی ہمواری کی غرض سے
(۴) دینی مدارس کے نظام عمل میں تبدیلی کے لئے مدارس کے نمائندوں
پر مشتمل ایک مجلس شوریٰ کی تشکیل (۵) تعلقات بین المدارس کے
لئے اخلاقی اور ادارتی ضابطوں کی تشکیل۔

کل ہند دینی تعلیمی کانفرنس کے موقع پر حضور مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی
نے اپنے نورانی ہاتھوں سے الجامعۃ الاشرفیہ کا سنگ بنیاد رکھا اور حضور
حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ۳ سال کی قلیل مدت میں وسیع خطہ زمین
پر پھیلے ہوئے مجوزہ تعمیر علم کی دو عظیم عمارتیں درسگاہ اور دار الاقامہ
کو مکمل فرما دیا عوام اور صرف عوام کے تعاون سے تعمیر ہونیوالی دینی
درسگاہوں میں یہ پہلی درسگاہ ہے جسکی تعمیر اس قدر مختصر مدت میں اتنی پر
شکوہ اور پر عظمت ہے دار العلوم اشرفیہ جامع مسجد راجہ مبارک شاہ،
الجامعۃ الاشرفیہ اشرفیہ مارکیٹ ان تمام عمارتوں کے مجموعے پر نظر ڈالی
جائے تو یہ بھی حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم کارنامہ ہے کہ
تنہا آپکی قیادت میں مبارکپور کے غریب مسلمانوں نے اتنی عظیم الشان عمارتیں
تعمیر کر ڈالیں کیا ان پر شکوہ عمارتوں کے ہر ذرے سے حضور حافظ ملت رحمۃ
اللہ علیہ کی سعی پیہم اور ان کا جہد مسلسل نمایاں نہیں ہے۔

سلام ہو اس حافظ ناموس ملت پر جس نے دین کے تحفظ کے لئے
اس قدر پائیدار مستحکم قلعے تعمیر فرمائے جو رہتی دنیا تک اسکی عظمت
کے گواہ رہیں گے۔

حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اشرفیہ کو دار العلوم اشرفیہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بنایا اور دارالعلوم اشرفیہ کو جامعہ اشرفیہ کے عظیم منصوبے میں تبدیل فرما کر اپنے محبوب و محبوب حقیقی سے جا ملے اب برِّ اعظم ایشیا افریقہ اور یورپ میں پھیلے ہوئے ان کے بیشمار طلبہ اور وابستگان دامن کی ذمہ داری ہے کہ ان کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنائیں حضور حافظ ملت کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنیکا اس سے زیادہ بہتر طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ ذات گرامی جس نے مقصد کی راہ میں اپنی ذات کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ وہ آج بھی اشرفیہ میں آرام فرما ہے اور اسکی روح اقدس ابناء اشرفیہ سے تعمیر اور مسلسل تعمیر کا ایصال ثواب چاہتی ہے آئیے ہم عہد کریں کہ ہم ان کی بارگاہ میں جب بھی حاضر ہوں گے تو ہمارے ہاتھوں میں خود ہمارے اس عمل کی دستاویز ہوگی جو ہمارے فریضے جامعہ اشرفیہ کی تعمیر و ترقی میں حصہ لینے کے سلسلے میں دی ہوگی کیا ابناء اشرفیہ کی نگاہوں سے یہ حقیقت اوجھل ہے کہ جب حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم اشرفیہ کو عربی یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کا فیصلہ فرما لیا تھا تو ان کا اضطراب کس قدر بڑھ گیا تھا اور منزل کی جستجو نے آپ کو کسقدر سیماب صفت بنا دیا تھا جس کو دیکھ کر زبان پر آتا تھا۔

عطا ہوئی ہے تجھے روز و شب کی بیتابی ؂ خبر نہیں کہ تو خاکی ہے یا کہ سیمابی

آپ نے قوم کے سامنے جب عربی یونیورسٹی کا تخیل پیش فرمایا تو قوم نے آپ کی آواز پر لبیک کہا لیکن جو قوم آج تک دارالعلوم اشرفیہ کا بار گراں اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے تھی وہ اپنا سب کچھ پیش کر کے بھی جامعہ اشرفیہ کے تخیل کو شرمندۂ تعبیر نہیں کر سکتی تھی اس لئے حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے پوری دنیائے سنیت کو آواز دی وہ ایام ناقابل فراموش ہیں جب حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ یونیورسٹی کی تعمیر کے سلسلے میں ملک کا دورہ کر رہے تھے ان کا جسم اقدس ضعیف تھا مگر انکی سعی پیہم اور جہد مسلسل نے اہل قافلہ کو یقین دلایا تھا کہ وہ منزل عمل کے سب سے صحت مند قافلہ سالار ہیں حضرت بیکل اتساہی حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اور خادم کو کچھ دن ان کے ساتھ رہنے کی سعادت نصیب ہوئی ہم دن میں تھک کر چور ہو جاتے مگر حضور حافظ ملت دن بھر روزہ رکھکر دورہ فرماتے اور شب میں تراویح اور تہجد میں دس پارے تلاوت فرماتے تھے آپ اسوقت ھم باللیل رھبان و بالنہار فرسان کی زندہ مثال بن گئے تھے۔

جب کبھی میں تاریخ اسلام کے ان فرزندوں کے واقعات پڑھتا تھا جنھوں نے اپنی زندگی میں انتہائی دشوار گزار راستے طے کئے اور منزلوں پر منزلیں طے کرتے رہے مگر تھکن ان کے قریب نہ پھٹکنے پاتی تھی جبل الطارق کی کوہ پیمائی کے بعد وادئ سندھ کے عبور کرنے کے بعد عراق کے صحراؤں سے گزر کر ایران میں داخلہ کے بعد قافلۂ حجاز نے اپنے سالار قافلہ سے ایک ایک لمحے کے آرام کی بھی مہلت نہیں مانگی تھی وہ لوگ صحرائے عرب سے نکلے اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے ایک بہت بڑے حصے پر قابض ہو گئے وہ مسلسل معرکوں میں شامل ہوتے مگر بازو شل نہیں ہوتے تو حیرت ہوتی تھی مگر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی جانگسل مشقتوں کو دیکھکر حیرت دور ہو گئی اور یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ مقصد کی عظمت اور منزل کا وقار انسان کو بے پناہ توانائیوں سے نوازتا ہے۔

میں کہاں رکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے ؂ مجھکو جانا ہے بہت آگے حد پرواز سے

میں نے بارہا دیکھا کہ جب ان سے آرام کی درخواست کی گئی اور انھوں نے غلاموں کے احساسات کا خیال فرماتے ہوئے قبول فرمایا تو

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اضطراب بڑھ گیا اور گزرتے ہوئے لمحوں کو عمل کی گرفت میں لینے کیلئے
بے قرار ہو گئے اور اس وقت تک سکون نہ پایا جب تک مصروف عمل نہ ہو
گئے انکو دین کیلئے تکلیف اٹھانے ہی میں حقیقی راحت ملتی تھی ایک دن میں
نے عرض کیا حضور تھوڑا سا آرام فرمالیں ارشاد فرمایا۔

"زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام"

میں خاموش ہو گیا مگر حضور استاذ العلماء کی حیات اقدس اس بات کی
شاہد عدل ہے کہ انھوں نے زندگی میں کبھی آرام نہیں فرمایا حتیٰ کہ
جس روز وہ اپنے مولائے حقیقی سے ملنے والے تھے انھوں نے اپنے
لخت جگر حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب کو درس حدیث دیا گویا
وراثت علم اپنے شہزادے کی طرف منتقل کر رہے تھے اُن کا یہ
عمل زبان حال سے پکار رہا تھا کہ مال جمع کرنے والے انتقال کے
وقت اپنے بچوں کو مال دیا کرتے ہیں مگر میں نے زندگی بھر قرآن و
سنت کی خدمت کی ہے اس لئے اپنے دلبند کو وہی بخش رہا ہوں

آپ کے جد امجد مرحوم نے آپ کا نام حضور سیدنا عبد العزیز محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر اسی لئے رکھا تھا کہ آپ علم حدیث
کی خدمت اسی طرح کریں گے جس طرح محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
کی تھی چنانچہ آپ نے زندگی بھر خدمت حدیث کی اور وصال کے
بعد اپنے شہزادے کے ہاتھوں میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری
دے کر یہ واضح فرما گئے کہ ہماری حیات بھی اس لئے تھی اور تمہاری
زندگی بھی اسی مقصد عظیم کے لئے ہونی چاہیے۔

اشرفیہ کے سلسلے میں ان کے بڑھتے ہوئے اضطراب کو
دیکھ کر ان کے خدام عرض کرتے حضور آپ زیادہ پریشان نہ ہوں
خدائے وحدہٗ قدوس آپ کی پُرخلوص سعی کو رائیگاں نہ فرمائیگا
اور الجامعۃ الاشرفیہ کی تخیل ایک حقیقت بن کر منصۂ شہود پر ضرور
جلوہ گر ہو گا تو ارشاد فرماتے۔

"تمہارا کیا خیال ہے ایسے انسان کے بارے میں
جو اپنے اردگرد کاموں کا انبار دیکھ رہا ہے اور یہ بھی
دیکھ رہا ہے کہ سورج بس غروب ہی ہونے والا ہے
کیا وہ کاموں کی کثرت اور وقت کی قلت دیکھ کر مضطرب
نہ ہو گا اور کیا اس کا اضطراب بجا نہ کہلائے گا۔"

ایسا نہیں کہ ان کا یہ اضطراب دینی حالات کی پیداوار تھا بلکہ زمانہ
طالب علمی میں جب آپ بعض گھریلو مصروفیات کی وجہ سے تعلیم سے کچھ دنوں
علیحدہ رہے حالانکہ اس وقت بھی آپ خدمت دین کر رہے تھے لیکن
علم کے اس مقام پر فائز نہ ہو سکے تھے جس کا آپ نے قصد فرمایا تھا
ایک روز آپ نے اپنی والدہ محترمہ سے کہا۔ اماں آپ تو کہا کرتی تھیں
کہ میں بڑا ہو کر عالم بنوں گا مگر میں تو نہیں بنا۔

کیا یہ بات حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعے
سے ملتی جلتی نہیں ہے کہ جب انھوں نے ضروری تعلیم حاصل کرنے کے بعد
گھر کی ذمہ داریاں سنبھال لیں تو انھیں ہر چیز زبان حال سے یہ کہتی ہوئی
نظر آتی تھی۔ ما لهذا خلقت ولا بهذا أمرت۔

چنانچہ اس اشارہ غیبی کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے بغداد کا قصد فرمایا تھا۔ یہاں اُن غوث الاعظم حضور استاذ العلماء
رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے اضطراب روحانی کا اپنی والدہ محترمہ سے
تذکرہ فرمایا اور قدرت نے ایسے حالات پیدا فرما دیے کہ آپ نے مزید
حصول تعلیم کے لئے پہلے بعض دیگر اساتذہ اور پھر حضرت صدر الشریعہ
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضری دی ملت کا درد

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور فکر قوم کا جذبہ قدرت نے آپکی فطرت میں پوشیدہ فرما دیا تھا جو عمر کے ہر حصے میں آپکی ذات اقدس سے نمایاں رہا، چونکہ آپ کو ایک ایسی امت کی قیادت کرنا تھی جس کو قرآن علیم نے خیرات کے لقب سے نوازا ہے اس لئے آپ نے وہ تمام منازل حل طے فرمائیں جو اس منصب کا بنیادی مطالبہ تھیں آپ خیرات کو خیرات ہی کی حیثیت سے دیکھا جاتے تھے اور جب بھی کسی انسان کو مبتلائے غفلت دیکھتے تو بہت زیادہ کرب محسوس فرماتے اور ارشاد فرماتے۔ اسے کیا کرنے کے لئے پیدا کیا گیا تھا اور کیا کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ زندگی میں رخصتوں کے بجائے عزیمتوں پر عمل فرمایا کرتے تھے۔ شدید بیماری میں نقاہت ہے لیکن رمضان شریف کے روزے اور جملہ اوراد و وظائف تندرستوں کی طرح ادا کر رہے ہیں۔

خادموں نے عرض کی حضور ایسی حالت میں شریعت نے رخصت دی ہے جواب عطا ہوا مگر جو ثواب رمضان میں ملتا ہے رمضان کے بعد کہاں نماز سے اسقدر محبت فرماتے تھے کہ سفر و حضر میں ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے سراپا اشتیاق و انتظار رہتے تھے میں نے بار ہا ان کے ساتھ سفر کی سعادت حاصل کی ہے نماز کا چھوڑنا تو درکنار کبھی سنن و نوافل کو بھی چھوڑتے ہوئے نہیں دیکھا ٹرین میں سفر فرما رہے ہیں یا بس میں یا کسی اور سواری سے نماز کا وقت آتے ہی منجانب اللہ کچھ ایسی صورت پیدا ہوتی تھی کہ آپ نماز بخوبی ادا فرما لیتے تھے اہل عقیدت اللہ کی مرضی ہوئی تو اس تحقیق کو حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کا نام دیں گے مگر میں عرض کروں گا کہ یہ تو اللہ کا وعدہ ہے

اَلَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔

آنکھوں کے آپریشن کے بعد جب کہ ڈاکٹر حرکت کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے حضور حافظ ملت جملہ نمازیں قیام و رکوع و سجود کے ساتھ ادا فرماتے رہے بڑا پیر کے دوران قیام آپ پر کئی روز استغراق کی کیفیت طاری رہی مگر اوقات نماز میں آپ عالم صحو میں آجاتے اور نماز ادا فرماتے پھر وہی کیفیت ہو جاتی۔

عابدوں سے یہ شغف بھی اوائل عمری سے تھا حضرت سید العلماء مولانا سید آل مصطفےٰ رحمۃ اللہ علیہ نے سنی جمعیۃ العلماء کے آفس میں علماء کبار کی موجودگی میں ارشاد فرمایا میں نے زمانۂ طالب علمی میں اجمیر مقدس کے قیام کے دوران حافظ ملت سے زیادہ کسی کو عابد و زاہد نہیں پایا میں تو اسوقت اور اسوقت کی حالت میں کوئی فرق نہیں پاتا یہی احتیاطیں اور عزیمتوں پر عمل اسوقت بھی تھا جو آج ہے ہم لوگ ساتھی ہونے کی حیثیت سے بے تکلف ضرور تھے مگر بے تکلفی میں بھی حد ادب قائم تھی ہم لوگوں کا دل گواہی دیتا تھا کہ حافظ ملت ولی ہیں۔

عبادت کی کیفیت وہ تھی جس کا میں نے اوپر تذکرہ کیا اور اخلاق کریمانہ کا یہ عالم تھا کہ مجھے پوری زندگی کوئی ایسا انسان نہ ملا جسے حضور حافظ ملت میں کوئی خلاف شرع بات نظر آئی ہو آپ سے شدید اختلاف رکھنے والے بھی اچھے اخلاق کے معترف تھے ان کا سلسلۂ تلمذ تین واسطوں سے حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تک پہنچتا ہے۔

	پیدائش	وصال
حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ	۱۳۱۲	۱۳۹۶

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۹۶	۱۳۶۷
حضرت علامہ ہدایت اللہ خاں رامپوری	۱۲۵۴	۱۳۱۹
شہید حریت علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۱۲	۱۲۷۸
حضور سیدنا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۱۱۵۹	۱۲۳۹ھ

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر محدث مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ تک ہر ایک ذات اپنے اپنے عصر تدریس وتبلیغ میں یکتائے روزگار تھے مگر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے اساتذہ گرامی کی عظیم استعداد کا خلاصہ اور حاصل تھے پروردگار عالم نے انکی ذات کو شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث اور اتباع سنت علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے جذبۂ جہاد و اعلاء کلمۃ الحق علامہ ہدایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے انداز تدریس وتفہیم اور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ وایثار کا مظہر اتم بنایا تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ حضور صدر الشریعہ کے واسطے سے سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق رسول ان کی رگ و پے میں سمایا ہوا تھا۔ بلکہ وہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور درد ملت کی مجسم تصویر تھے۔

ممکن ہے حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نہ کرنیوالے لوگ میری اس تحریر کو حسن عقیدت پر محمول کریں مگر وہ لوگ جنھوں نے حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کی صبح وشام دیکھی ہے اور انکے فیض صحبت سے مستفید ہوئے ہیں وہ یقیناً میری تائید کریں گے۔ حالانکہ اگر میں اپنے آقائے نعمت کے حضور میں حسن عقیدت کی نذر پیش کروں تو یہ مجھے حق ہے کیونکہ میرے شعور دین کو انھیں کی بارگاہ میں جلا ملی اور میرے پاس جو کچھ ہے یہ انھیں کی نظر کرم کا صدقہ ہے خدائے پاک ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ بجاہ

جمود شکن

قدرت نے آپ کو علم و فضل، صبر و ضبط، تدبر و دانشمندی اور عزم و استقلال جتنا وافر حصہ عطا فرمایا تھا وہ آج کے دور میں شاید دو چار ہستیوں ہی کو حاصل ہے یہ اپنی جگہ پر ایک مسلم حقیقت ہے کہ ہمارے اندر اخلاص و دردمندی کی کسک اور عہد جدید کی تعمیر کی بنا د انھیں کے ہاتھوں کی ڈالی ہوئی ہے

تخریب و انتشار پسندی اور جمود و تعطل جیسے ہلاک رجحانات سے ہٹ کر آپ نے اپنا ایک الگ اور تعمیری راستہ اپنایا۔ اپنے لئے ایک نئی زمین کا انتخاب کیا۔ وہ کام کے آدمی تھے اور صرف کام ہی کو پسند کرتے تھے خود اکثر فرمایا کرتے وہ زندگی ہی کیا جو کسی کام کی نہ ہو اور جس میں حرکت و انقلاب نہ ہو کسی ایک منزل تک پہونچ کر رک جانا اور اسے اپنے تگ و دو کی معراج سمجھ لینا آپ نے سیکھا ہی نہ تھا وہ راستے کی مشکلات اور چند در چند مسائل میں الجھنے کے بجائے وقت کم اور کام زیادہ کے قائل تھے جس طرح درسگاہ میں بیٹھ کر علم و حکمت کے موتی لٹاتے اسی طرح اپنے واعظ و ارشاد سے خلق خدا کو سیراب کرتے اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے ہمیشہ دست بدعا رہتے

(مفکر ملت)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

القادری

حافظ ملت ایک محب وطن

صفحۂ تاریخ پر ایسے بہت سے لوگ ابھرے جنہوں نے اپنے اپنے مسائل کے اعتقاد پر تعمیر انسانیت کا کام انجام دینے کی کوشش کی مگر ان میں ایسے چند ہی ہیں جو اپنی غیر معمولی شخصیت کی بنیاد پر کسی نئے دور کے مؤسس ثابت ہوئے۔ کیونکہ اس کار عظیم کے لئے ناقابل تسخیر قوت ارادی، مستحکم کردار اور سینے میں پُر سوز دل ہونا لازمی ہے۔ ان صفات کی حامل ذاتیں ہی قیادت و امامت اور ملت کی معماری کر سکتی ہیں۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پُر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

وہ خود کسی دور کی پیداوار نہیں ہوتے بلکہ اُن سے ایک عہد جنم لیتا ہے۔ کوئی ضروری نہیں کہ ماحول کی مساعدت ان کا ساتھ دے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو تاریخ میں ڈھونڈ نکالنا مشکل ہے جو کسی اصلاحی و تعمیری مشن میں مخالفتوں سے دوچار ہوئے بغیر رہ سکا ہو بلکہ تمام مصلحین دُوسین اہم کو ہمیشہ ماحول کی تنگ نظری اور تقلید جامد سے ٹکرانا پڑا ہے۔ ایسے ہی موقع پر شخصیتوں کی حکیمانہ روِش کلیمانہ رنگ اختیار کر لیتی ہے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا تعلق جس عہد سے ہے اور آپ نے جس ماحول میں اپنے اصلاحی و تعمیری کارناموں کا آغاز کیا وہ دور ہندوستانی مسلمانوں کے لئے نہایت آزمائش کا دور تھا۔

۱۳۵۱ھ میں دارالعلوم منظر اسلام سے فراغت کے بعد مبارک پور کا مذہبی اکھاڑہ آپ کی صلاحیتوں کی پہلی جولانگاہ بنا۔ انگریزوں کے خلاف ملک کے تمام باشندے صف بستہ ہو کر اپنے وطن کو آزاد کرانے کے لئے کوشاں تھے۔ ملک کا بچہ بچہ ہندو مسلم اور سکھ کا لحاظ کئے بغیر سات سمندر پار کے دشمن سے اپنا وطن خالی کرانا چاہتا تھا۔ ایک صدی تک غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہندوستانی جمیعت کو غیرت کی آنچ نے ابھار دیا تھا۔ ہندوستان اب وہ ہندوستان

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سر ہو گیا تھا، جسے لوگ کسی زمانہ میں سونے کی چڑیا کہتے تھے اس کی ساری دولت اور سارا قیمتی اثاثہ کھینچ کر برٹش دارالسلطنت لندن پہونچ چکا تھا اب تو خالی ملک کی خاک تھی پہ بتوں کے پتھر تھے، دریاؤں کا پانی تھا اور غریب و مفلوک تھی یہی آبادی کے مفلوک الحال افراد تھے۔ آزادی کی جنگ میں حصہ لینے کے لئے ماؤں نے بیٹوں کے سر سے کفن باندھا شیر ان میں اتار دیا، بہنوں نے بھائیوں کے تھے درست کئے اور فتح کی دعاؤں سے رخصت کیا اور یہ نعرہ بلا تفریق مذہب و قوم ہندوستان کے ہر نوجوان کے دل کی آواز بن گیا صرف والدۂ محمد علی کی نہیں بلکہ ہر شخص نے اسے مادر وطن کی دعوت سمجھا۔

بولی اماں محمد علی کی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو
حشر میں حشر برپا کروں گی
پیش حق لیکے تجھ کو چلوں گی
اس حکومت پہ دعوی کرونگی
جان بیٹا خلافت پہ دیدو

قید و بند، دار و گیر جبس و جلا وطنی قتل و خونریزی صلیب و داران تمام مراحل سے گزر کر ۱۹۴۷ء کا سورج چمکا جس نے ایک صدی بعد ہندوستان پر آزادی کی کرنیں ڈالیں علماء نے اس موقع پہ قوم کی قیادت کی اور مجاہدانہ کردار کا مظاہرہ کیا۔ . . . . اور دیش کا دشمن اپنے وطن لوٹ گیا۔ مگر اسی کے ساتھ جاتے جاتے ایک ایسی بڑی فرود چھوڑ گیا جس نے ہندوستان کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ تقسیم ہند دیاک کی ہوا اتنی گرم ہوئی کہ سیکڑوں ہزاروں سال سے ایک وطن میں امن وچین سے زندگی گزارنے والے ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے خون بہایا گیا۔ چھوٹی بڑی اور بھائی چارگی کے سارے ضابطے بالائے طاق رکھ دیئے گئے اور عصبیت کی ایک ایسی آندھی چلی جس نے انسانی صفات مروت اور رواداری کی کتاب کے سارے اوراق منتشر کر دیئے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ اس وقت جوان تھے۔ ان کا علم جوان تھا ان کا شعور جوان تھا اور ایسا جوان جس کی عقل و نگاہ پہ شریعت اسلامیہ کی عینک تھی جو اس پراگندہ ماحول کو دیکھ کر کس طرح خاموش بیٹھا رہ جاتا۔ ہندوستان جہاں کی ہزار سالہ تاریخ میں مسلمانوں نے اس کے چپے چپے اور گوشے گوشے پر اپنے تہذیبی اور تمدنی اثرات مرتسم کئے تھے۔ وہ ساری زرکشن تحریریں مٹائی جارہی تھیں۔ وہ ہندوستان جس میں خواجہ اجمیری و محبوب الہی نے انسانیت کا درس دیا تھا خسرو خان خاناں میر تقی میر کے نغمات جس کی پروائیوں میں رچے بسے تھے، دہلی کے خانوادۂ ولی اللہی اور لکھنؤ کے علمائے فرنگی محل خیرآباد کے گہوارۂ علم و شعور بریلی کے امام احمد رضا نے جس دھرتی پہ بیٹھ کر پوری دنیائے اسلام کے مسائل کا حل تحریر کیا تھا جس جگہ تاج اور قطب مینار ہی نہیں ہمارے تہذیبی ارتقا کی ہزاروں نشانیاں موجود تھیں اس وطن کو چھوڑ کر الگ تھلگ گوشۂ تنہائی اختیار کرلیا جائے جس کا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ ہی روز بعد ہماری ساری علامتیں ہماری ساری نشانیاں بلکہ برصغیر ہند پر اسلامی عروج و ارتقاء کی تاریخ کے سارے ذخیرے گنگ و جمن کی لہروں میں گم ہو جائیں گی۔

اس بات سے قطع نظر کہ نظریۂ پاکستان اور وطن چھوڑ کر پاکستان کی طرف کوچ کرنے کے بارے میں اس دور کے علماء نے کیا احکام صادر کئے تھے۔ حافظ ملت نے قوم کی کھلی بربادی اپنی آنکھوں سے دیکھی اور خون کے آنسو روئے اس لئے کہ ان کے سامنے آبادیاں ویران ہو رہی تھیں، تنے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کی طرح بجھ گئے جا رہے تھے۔ مسلمان زندگی سے مایوس ہو رہے تھے۔ خود اس پریشانی کے احوال کو یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"مسلمانوں پر جو مصیبتیں ٹوٹ رہی ہیں وہ ظاہر ہیں اور شاید دنیا کے تمام آلام کے پہاڑ ٹوٹ سب جاتے ہیں جانی و مالی اور عزت کے نقصانات سب برداشت ہیں۔ ہر شخص بجائے خود خطرہ محسوس کرتا ہے، تردد و تفکر اضطراب و بے چینی کے عالم میں حیرانی و پریشانی سے گرفتار ہے اور اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے مگر نجات نہیں ملتی۔

(ارشاد القرآن ص۱)

ہندوستان چھوڑنے اور پاکستان بسانے کا نشہ ایسا آفت تھا جس نے ملک کی ہزاروں آبادیوں کو اُجاڑ دیا لاکھوں گھر برباد ہو گئے۔ جانے والوں پر کیا گزری وہ انہیں کو معلوم مگر جو لوگ بچ رہے وہ بھی اپنے پیشروؤں کی تقلید میں تیاریاں کر رہے تھے تذبذب کا شکار تھے بہت کچھ جا چکے ہیں اور کچھ تیار بیٹھے ہیں

حافظ ملت نے اس موقع پر نہایت حکمت عملی سے کام لیا۔ اور منتشر و متوحش اذہان کو ترک وطن سے منع فرمایا۔ اور اُن کے لرزیدہ قدموں کو ملک کے اندر روکا اپنے دین قویم پر اخلاص و دیانت داری سے عمل پیرا ہونے کی ہدایت کی۔ اپنا ملک اپنا وطن چھوڑ کر دوسری آبادی دوسرے خطے میں بلا وجہ جانا نہ عقل کے لحاظ سے مناسب ہے نہ شعور کے لحاظ سے بلکہ مسلمان کے لئے تو روئے زمین کی پوری بساط بچھا دی گئی ہے جس جگہ چاہے رہے جدھر چاہے جائے اس کی شان یہ ہے کہ

ع ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

جب تک اپنے وطن میں رہ کر اسلام اور شریعت اسلامیہ پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے ترک وطن کی کوئی حاجت نہیں۔ ہاں جب دین پر عمل کرنا دشوار ہو جائے شریعت کے قوانین کے نفاذ پر پابندیاں عائد ہو جائیں فرائض کی ادائیگی دشوار ہو جائے اس وقت ضرورت دینیہ کے لئے ترک وطن کرنا ضروری ہے۔ لکھتے ہیں۔

"مسلمانو! تمہارے دنیا میں آنے کی غرض اور تمہارا مقصود اصلی اللہ عزوجل کی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عبادت ہے تمہارا رب فرماتا ہے
وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
یعنی میں نے جن وانس کو
صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا
ہے لہذا مسلمانو جب تک تم اپنے وطن
میں اپنے رب کی عبادت میں آزاد
ہو تمہارا مقصود حاصل ہے ایسی
صورت میں ہرگز کہیں جانے کی
ضرورت نہیں۔ اور خدانخواستہ تم
اپنے رب کی عبادت سے روک
دیئے جاؤ اور اس مقصود کے حاصل
کرنے سے مجبور کردیئے جاؤ تو ایسی
صورت میں بشرط استطاعت ترک
وطن ضروری ہے۔ اور مخصوص یاد
انہیں کے لئے ضروری ہے جو خود کی
خدا کے لئے ضروری ہے اس میں
کسی خطۂ زمین کی تخصیص
نہیں جہاں بھی امن کے ساتھ
اپنے رب کو یاد کرسکو وہاں جاکر اپنے
رب کی عبادت کرو۔ اگرچہ جنگل اور
پہاڑ ہی کیوں نہ ہو کیونکہ

ط رند جو ظرف اٹھائے وہی ساغر بن جائے
جس جگہ بیٹھ کے پی لے وہی میخانہ بنے
(ارشاد القرآن ص ۲۴)

اس دور کے حالات سے واقفیت رکھنے والے خوب
جانتے ہوں گے کہ مسلمانوں میں وطن چھوڑنے اور پاکستان
آباد کرنے کے جذبات کا کیا حال تھا اور اس ماحول میں نہایت
جرأت مندی اور حوصلے کے ساتھ عام رجحان کے خلاف
آواز اٹھانا کس دل گردے کا کام تھا۔ مسلمانوں کی آبادی
ہونے کے لحاظ سے نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں مسلمانوں
کے شکست و ریخت اور رحلت کے شور سے مبارکپور
کو متاثر ہونا چاہیئے تھا اور مبارکپور متاثر بھی تھا مگر حضور حافظ
ملت اور آپ کے ہمنوا علماء نے اس اثر کو اپنی تقریروں اور
تحریروں سے زائل کردیا۔ حافظ ملت قبلہ کے استاذ گرامی
حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے خود مبارکپور تشریف لاکر
رحلت پاکستان کے خلاف زبردست تقریر فرمائی (مبارکپور
ماضی اور حال میں ہے)

آپ نے محلہ پورہ صوفی میں شیخ
محمد امین صاحب کے دروازہ پر مسلمانان
مبارکپور کے سامنے ترک وطن کے
خلاف زبردست تقریر فرمائی اور کہا کہ
ہمیں اسی ملک میں رہنا ہے اور
اسی عزم و حوصلہ کے ساتھ کہ ہمارے
اسلامی شعائر کے تمام گوشے حسب سابق
قائم و دائم رہیں گے اور مستقبل میں
دین حنیف اور اس کے ارکان
پر کسی بھی حملہ کا مقابلہ ہمیں ہی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

وہ کرتا ہے ہندوستان ہمارا وطن ہے اس کے اندر ہونے والے ہر بدعنوانی کو ہمیں خود اپنی کمزوری تصور کرنا ہوگا۔ وطن کا سچا شیدائی وہ ہے جو اس کے ہر غلط اقدام کو اپنی غلطی سمجھ کر اصلاح کی کوشش کرے تاکہ غیر ممالک کی نگاہ میں ملک و وطن کا وقار مجروح نہ ہو۔

(اشرفیہ کا ماضی اور حال ص ۲)

حافظ ملت حضرت صدر الشریعہ کی آغوش تربیت کے پروردہ تھے انہیں پوری طرح احساس تھا کہ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں بچے ہوئے غریب و نادار مسلمانوں کی کشتی شکستہ پتوار کے ساتھ طوفانی موجوں کا زیادہ دیر تک مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ساحل مقصود تک پہونچنا تو درکنار کچھ دور کا سفر بھی ناممکن دکھائی دے رہا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہندوستان میں بچے ہوئے مسلمانوں کو اسلامی شعور و افکار سے بے بہرہ نہ ہونے دیا جائے بلکہ وہ اسلامی علوم اور اپنے مذہبی معاملات میں اس قدر آموختہ اور خود کفیل ہوں کہ ان سے ان کا ایمانی اور ملی تشخص نہ چھینا جا سکے جس کے لئے نہ صرف یہ کہ پامردی سے اسی ملک میں رہنا ضروری ہے۔ بلکہ رہ کر تعمیر علم و تہذیب کے ادارے انجمنیں مدارس اور بزمیں بنانا نہایت ضروری ہے چنانچہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی اسی تقریر میں فرمایا۔

اصلاح قوم و ملت کے لئے ضروری ہے کہ سنجیدہ، ماحول شناس مصلح اور مفکر زیادہ سے زیادہ پیدا کئے جائیں تاکہ ملک و وطن، قوم و ملت کی سچی خدمت اور معاشرہ کی اصلاح کا فریضہ انجام پا سکے (صفحہ ۲۲)

اس قسم کے افراد پیدا کرنے کے لئے کن کارخانوں کی حاجت ہے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے صاف لفظوں میں اس کی نشاندہی کردی فرماتے ہیں

ان کے ہونے کی راہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ اصلاح جماعت کے کارخانے دارالعلوم اور مدارس سے زیادہ سے زیادہ قائم کئے جائیں۔ (ص ۲۲)

اس حکمت عملی اور بروقت اقدام نے صرف مبارکپور اور ضلع اعظم گڑھ ہی نہیں بلکہ یوپی اور بہار کے بہت سے خطے جہاں ان علمائے کرام کی تقریریں ہوئیں (اور حضور حافظ ملت کا رسالہ ارشاد القرآن تقسیم کیا گیا لوگ بے وطن ہونے سے بچ گئے اور ہندوستان میں زندگی گزارنے کے لئے اس مثبت نظریہ پر کاربند ہوگئے۔

حافظ ملت نے مسلمانوں کے جانی اور مالی نقصانات کی علت قرآنی اصول ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر " یعنی بھلائیاں خدا کی جانب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہے ہیں اور پریشانیاں تمہاری بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں اور بہت سی کو اللہ معاف کر دیتا ہے۔ کہ قوت ان کی خدا سے غفلت اور دین سے بے راہ روی بتائی۔ سوالیہ انداز میں خود ہی اس داستان الم کا حال پیش کرتے ہیں اور خود جواب دیتے ہیں

"ایک زمین پر مسلمان نہایت
سکون و اطمینان سے با عزت
زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک آسمان
کے نیچے حمایت الٰہی کے سایہ میں
امن و آشتی صحت و سلامتی کے
گہوارہ میں مطمئن تھے تائید الٰہی
شامل حال تھی نصرت الٰہی
پشت پناہی کرتی تھی مگر آج
مسلمان بیکس ہے بے بس ہے
غم و اندوہ کا مجسمہ ہے خوف و ہراس
کا شکار ہے زندگی وبال جان
ہے کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی
اس بلائے عظیم سے کسی طرح
نجات نہیں ملتی کیا زمین
بدل گئی آسمان بدل گیا ہو
ہو گیا آخر مسلمانوں پر اس بلائے
عظیم کے مسلط ہونے کا سبب کیا ہے؟

(ارشاد القرآن ص۱)

خود ہی آگے چل کر جواب دیتے ہیں جس میں مسلمانوں کی بداعمالیوں اور برائیوں اور شریعت سے غفلت کا صراحتاً ذکر کیا ہے۔ اور لب لباب کے طور پر یہ اشعار تحریر کرتے ہیں۔

غلط روی سے منازل کا بعد بڑھتا ہے
مسافرو! روش کارواں بدل ڈالو
جگا جگا کے تمہیں تھک گئے ہیں ہنگامے
نشاط و لذت خواب گراں بدل ڈالو
سفینہ جا کے کنارہ سے لگ تو سکتا ہے
ہوا کے رخ پہ چلو بادباں بدل ڈالو

(ارشاد القرآن ص۲)

ہوا کا رخ اس وقت تک چاہے جو کچھ رہا ہو مگر صبر و توکل اور خوف و رجاء کے اسلامی اور ایسی قرآنی ارشاد کے بعد قوم نے اپنی توجہ کا رخ بدل دیا۔ اور ہر طرف سے یکسو ہو کر دارالعلوم اشرفیہ اور اسی قسم کے دوسرے اداروں کی طرف متوجہ ہوئی۔ عالم رستاخیز نے جب لاکھوں انسانوں کو بے گھر اور بے در بنا دیا دینی مدارس اور اسلامی درسگاہوں کی خبر گیری کون کرتا۔ مگر واہ رے حافظ ملت جیسا مرد مجاہد سارے ہنگاموں سے بے فکر اور بے نیاز ہو کر آپ اپنی فطری دلچسپی اور لگن سے بدستور نوجوانان ملت کو علم دین و شریعت سے لیس کرنے میں منہمک رہے چنانچہ حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب مدظلہ اپنے معائنہ ۱۹۵۰ء میں لکھتے ہیں۔

"مجھے دیکھ کر حیرت ہوئی کہ مدرسہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مصباح العلوم مبارکپور بحمدہ تعالیٰ اسی
زمانہ میں سے بجھ سے جب تقسیم ہند پاک
نے دینی مدارس کے جالنے پر
بڑی بنادی تھی سے شاہراہ ترقی
پر گامزن ہے جس کا میں نے کچھ
رخ سے پہلے مجھ سے معائنہ کیا تھا۔ اب
جب سے بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ
الاعلیٰ جل جلالہ وعلاوعلیہ التحیۃ والثناء
پہلے سے ہر اعتبار سے بلند و بالا
پایا۔ (اشرفیہ کا مختصر رسالہ ص ۲۳)

آپ پوچھ سکتے ہیں کہ ملکی سیاست کی تیز و تند ہوا میں
ان مختصر کاموں سے حافظ ملت کی کیا خدمت ظاہر ہوتی ہے
حافظ ملت کی زندگی کے جس رُخ کو پیش کیا گیا ہے اور تقسیم
ملک کے وقت ان کی ملکی اور وطنی محبت کا جو اندازہ سامنے آتا ہے
اور ہندوستانی مسلمانوں کو اپنے وطن میں صبر و توکل کے ساتھ
رہنے کی جو تلقین ثابت ہے اس سے اتنی عظیم شخصیت
کا سراغ کہاں لگتا ہے تو اس کے لئے آپ کو ان کی پچیس
سالہ جانفشانیوں کا جائزہ لینا ہوگا اور الجامعۃ الاشرفیہ عربک
یونیورسٹی کے مجوزہ خاکہ کا مکمل تجزیہ کرنا پڑے گا اور ان کی
زہرہ گداز جانکاہیوں کو دیکھنا ہوگا تو اندازہ ہوگا کہ گزشتہ
کے ہنگامہ میں ایک عظیم حلقۂ مسلمین کی امامت اور ان کی
حفاظت وصیانت کے لئے مجاہدانہ انداز میں میدان عمل
میں کودنے والا اور بحران اندرونی اور بیرونی ہنگاموں
سے ٹکراتا رہا جو اس کے عظیم مقصد الجامعۃ الاشرفیہ عربک یونیورسٹی
کی راہ میں حائل ہو لیں ہیں یونیورسٹی کا خاکہ مرتب ہونے سے
آسودۂ خاک ہونے تک بے شمار ایسے مراحل آئے ان کی مجاہدانہ
ذہنیت نے حکیمانہ رنگ اختیار کیا، اور سچ تو یہ ہے کہ تعمیر
ملت کے اس عظیم کام میں حافظ ملت کی جرأت و ہمت
اگر یہ روپ نہ اختیار کرتی تو مجہولی قیادت اور من مانی جو خود غرضی
کی ملت فروشی الجھیں اس عظیم ادارہ کو بھی خیالات و پروپگنڈا
سے آگے بڑھ کر کبھی منصۂ شہود پر نہ آنے دیتیں۔ مگر قربان
جائیے اس بوڑھے مجاہد کی ہمت مردانہ پر جس نے ماحول کی
مخالفت کی پرواہ کئے بغیر اپنا سفینہ موجوں کے حوالے کر
دیا اور دنیا نے دیکھا کہ

موجیں سمٹ کے رہ گئیں کشتی کے آس پاس

از
حضرت
مولانا
مفتی شریف الحق صاحب
رضی اللہ الملیک عنہ دائماً ابداً
۱۳۹۶ھ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا محمد عاصم اعظمی ایم۔ اے گورکھپور یونیورسٹی

جونپور سے مبارکپور تک

شہاب الدین غوری نے شمالی ہند کی فتح کے بعد ہندوستان کا دارالسلطنت شہر دہلی کو بنایا تو بلادِ اسلامیہ کے قافلے پنجاب و ملتان کے علاقوں سے گذرتے ہوئے دہلی اور نواحِ دہلی میں آباد ہونے لگے۔ باہر سے آنے والوں میں علماء و مشائخ اور اہلِ کمال حضرات کی تعداد بھی یکگونہ تھی جس کے سبب جلد ہی دہلی اور نواحِ دہلی علم و فضل اور تبلیغ و اشاعت کا مرکز بن گیا۔ ان علمائے کرام و مشائخ عظام نے مذہب اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے اپنے دائرہ کار کو اسی علاقہ تک محدود نہیں رکھا بلکہ وہ ہند کے حول و عرض میں پھیل گئے اور اشاعتِ اسلام میں مشغول ہو گئے۔ ان برگزیدہ شخصیتوں کا قافلہ مشرق کی جانب بھی آ۔

اسلامی حکومت نے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اسلامی نو آبادیاں قائم کیں ملکی و سیاسی مصلحتوں کے پیشِ نظر شہر اور قصبات آباد ہوئے اور وہ علماء و مشائخ کے گہوارے بن گئے۔

ملوک خلجی اور تغلق (سنہ ۱۲۹۰ء تا سنہ [illegible]ء) سلاطین کے عہد میں بہت سے شہر اور قصبات آباد ہوئے جن میں رنگ پور سنہ [illegible]ھ، اُرچ سنہ [illegible]ھ، دولت آباد سنہ [illegible]ھ، شہاب آباد سنہ [illegible]ھ، ظفرآباد سنہ [illegible]ھ، فیروز پور اپنی علمی صنعتی اور سیاسی اہمیتوں کے لحاظ سے ممتاز رہے۔ جنھیں خاص اسلامی تہذیب و تمدن کا نمونہ بنانے کی کوشش کی گئی۔

ان سلاطین نے اپنے مذہبی جذبات کے سبب ان علاقوں میں تبلیغ دین کے لئے مدرسے خانقاہیں اور مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اور وہاں کے علماء و فضلاء کو بڑی بڑی جاگیریں عطا کیں جس کے باعث یہ شہر علم و فضل کے مرکز

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پہنچنے لگے۔

انہیں نوآباد شہروں میں شہر جونپور بھی ہے۔

شیراز ہند جونپور تغلق خاندان کے تیسرے فرمانروا سلطان فیروز شاہ تغلق (۷۵۲ھ/۱۳۵۱ء تا ۷۸۹ھ/۱۳۸۸ء) ہوئے اپنی تخت نشینی کے بیسویں سال ۷۷۲ھ میں اپنے چچازاد بھائی سلطان فخر الدین جونا خاں کے نام پر شہر جونا پور کی بنیاد رکھی جو کثرت استعمال کی وجہ سے جونپور ہو گیا۔ فیروز شاہ نے اس شہر کو اپنے مشرقی حصہ ولایت کا مرکز ہی نہیں بلکہ اسے دیار مشرق کا عظیم تر علمی و دینی مرکز بھی بنایا جایا۔ جس نیک جذبہ کے تحت اس کی بنیاد رکھی گئی تھی آنے والے سلاطین نے اسے ہمیشہ ترقی دی جس کے نتیجہ میں اس شہر کو شیراز ہند کہا جانے لگا۔

فیروز شاہ تغلق ۷۵۲ھ/۱۳۵۱ء تا ۷۸۹ھ/۱۳۸۸ء فیروز شاہ کا دور حکومت ہندوستانی سلاطین کی تاریخ جہانبانی میں آسودگی، خوشحالی، اور امن و امان کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ فیروز شاہ محمد بن تغلق کے برخلاف انتہائی سنجیدہ، نرم مزاج اور رحمدل انسان تھا جس کی حکومت کا بنیادی مقصد انسانی فلاح و بہبود تھا۔ ڈاکٹر ایشوری پرشاد نے لکھا ہے۔

"اس کی بنیادی باتوں میں انسانیت کے اچھے پہلو زیادہ نمایاں کئے گئے یعنی اس کی سیاست میں نرمی لطف و کرم رحمدلی غالب رہی بحوالہ عہد وسطیٰ کی ایک جھلک ص ۲۶۳۔ فیروز شاہ کی تعلیم و تربیت اس کے دادا سلطان غیاث الدین تغلق غازی ملک کے زیر سایہ ہوئی تھی جس کے باعث غازی ملک کے پاکیزہ اخلاق اور علمی ذوق کا بھرپور اثر اس کی شخصیت پر پڑا تھا اس کے اندر مذہبی جذبات اور علمی مذاق کی فراوانی تھی وہ علماء و مشائخ سے بیحد عقیدت و محبت رکھتا تھا جیسا کہ وہ خود فتوحات فیروز شاہی میں لکھتا ہے"

"بعنایت حق تواضع فقراء و مساکین و استمالت قلوب ایشان در دل باکمن یافت تا ہر جا کہ فقیرے و گوشہ نشینے یافتم برائے ملاقات او قدم زدیم و بدعاء استمداد نمودیم تا فضیلت نعم الامیر بباب الفقیر (علی باب الفقیر) اکتساب کردہ شود۔ فیروز شاہی ص ۱۶"

اس نے اپنے عہد کے علماء و مشائخ پر کرم و مہربانی کی ایسی بارش کی کہ وہ عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے لگے۔ ضیاء الدین برنی نے تاریخ فیروز شاہی میں لکھا ہے

"بیشترے از طوائف مذکور کفش درست نداشتند از مراحم سلطانی فیروز شاہی جامہ ہائے لطیف می پوشند و بر اسپان چیدہ سوار می شوند و بیشتر در علوم دینی و تعلیم احکام شرع مشغول می باشند۔

(تاریخ فیروز شاہی برنی ص ۵۵۹)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اسی دور کے مشاہیر علماء و مشائخ میں حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمہ، شیخ صدر الدین نبیرہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی علیہما الرحمہ کافی مشہور رہیں۔ فیروز خود بھی عالم تھا، اُسے علوم دینیہ سے کافی شغف تھا بالخصوص اسے فقہ سے کافی دلچسپی تھی۔

"اکثر کتب نفیسہ از بدایت بہ آنہا باستماع رسیدہ (سیرت فیروز شاہی صـ۱۵)

اس نے فقہ کی تدریس میں بھی گہری دلچسپی لی فتاوی فیروز شاہی اس کے اشارہ وایما پر ترتیب دی گئی۔

مذہبی علوم سے ذاتی شغف ہی کے سبب جب اُس نے ۷۷۲ھ میں سیاسی مصالح کے پیش نظر شہر جونپور آباد کیا تو اپنے ولی عہد فتح خاں کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور اُسے ملک پورب کی زمام اقتدار سونپی تو مولانا علاء الدین دہلوی کو چار سو طالبان علم کے ساتھ بڑی عزت و احترام کے ساتھ جونپور روانہ کیا اور انھیں ملک مشرق کا علمی تاجدار بنایا۔

ایک طرف تو فتح خاں نے جونپور کو سیاسی مرکز بنایا تو دوسری طرف مولانا نے اپنے علمی کارناموں سے اس علاقہ کو علمی مرکز بنا دیا۔ جو صدہا سال تک علماء و مشائخ اور طالبان علم کا مرجع رہا جس کی علمی شہرت حدود ہند سے نکل کر تمام ممالک اسلامیہ میں پھیلی۔

فیروز شاہی دور میں مولانا علاء الدین دہلوی کی علمی سرگرمیوں کے سبب جو علمی عروج جونپور کو حاصل ہوا اس کا اندازہ صاحب "تذکرۃ العلماء" کی تحریر سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

"در اندک ایام از یمن قدوم مولانا بلدے دیار مدارس در شہر جونپور و حوالے آن از مدرسان و طالبان علم آراستہ شد (صـ۱)

سلاطین شرقیہ

آخری تغلق فرمانروا سلطان محمود تغلق نے اپنے وزیر اعظم خواجہ جہاں کو سلطان الشرق کا خطاب عطا کر کے ۷۹۶ھ میں مشرقی ہند کی علمداری سونپ کر جونپور بھیجا۔ خواجہ جہاں انتہائی ہوشیار، مدبر اور باحوصلہ امیر تھا اس نے دلی کی مرکزی سلطنت کی زبوں حالی کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ سمجھ رہا تھا کہ تغلق خاندان کی حکومت کا چراغ جلد ہی گل ہونے والا ہے اس لئے اس نے جونپور پہونچتے ہی اپنی فوجی طاقت کو مضبوط بنانا شروع کیا آخر وہ دن آ ہی گیا جب خواجہ جہاں نے سلطان الشرق کے نام سے تخت جونپور پر بیٹھ کر اپنی خود مختار سلطنت کا اعلان کر دیا۔ قنوج ترہت بہار۔ اودھ کے تمام علاقوں پر قبضہ جما کر کے حکومت کی سرحدیں دُور دُور تک پھیلا دیں۔ اسی زمانہ میں امیر تیمور لنگ نے ۱۳۹۸ء میں ہندوستان کی جانب رُخ کیا اور طوفانی حملوں سے پنجاب ملتان کے علاقوں کو تباہ کرتا ہوا دہلی پہونچا تغلق حکومت تقریباً دم توڑ چکی تھی۔ تیمور نے اپنی سفاکیت کا بھرپور مظاہرہ کیا دلی کو بُری طرح تاخت و تاراج کر کے لوٹا۔ تیمور کی تباہ کاریوں کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تقریباً نصف صدی تک

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اس کے مظہر ذات قائم رہے۔

دہلی کی مرکزی حکومت کی ابتری سے خواجہ جہاں نے بھرپور فائدہ اٹھایا تھا اس نے حملۂ تیمور کے بعد بے خوف و خطر حکومت کے استحکام میں اپنی توجہ صرف کر کے جونپور کی سلطنت کو وسیع عظیم اور مضبوط بنا دیا تھا جو ہندوستان کی ساری خود مختار حکومتوں میں امتیازی شان کی مالک تھی۔

خواجہ جہاں کے بعد اس کے جانشین شرقی سلاطین نے یکے بعد دیگرے کروفر و تزک و احتشام کے ساتھ فرمانروائی کی ان سلاطین کے عزائم اور حوصلے اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ انھوں نے کئی بار دہلی کو فتح کرنے کی کوشش کی سلطان الشرق جہاں کی سیاست اور نظم سلطنت کا مرد میدان تھا وہیں علم و فضل کا دلدادہ بھی تھا چنانچہ وہ ملک العلما حضرت مولانا اشرف الدین دہلوی علیہ الرحمہ متوفی ۸۰۸ھ کو بھی دہلی سے اپنے ہمراہ جونپور لایا تھا اور ان کے لئے خانقاہ و مدرسہ، مسجد تعمیر کرائی جہاں وہ برسہا برس تک درس و تدریس کے کاموں میں مشغول رہے اور اس شہر کی علمی رونق میں اضافہ کرتے رہے۔ خواجہ جہاں کے بعد شرقی سلاطین میں حسب ذیل بادشاہ گذرے ہیں

۱۔ سلطان مبارک شاہ شرقی ۸۰۲ھ تا ۸۰۴ھ

۲۔ سلطان ابراہیم شاہ شرقی ۸۰۴ھ تا ۸۴۴ھ / ۱۴۴۰ء

۳۔ سلطان محمود شاہ شرقی ۸۴۴ھ / ۱۴۴۰ء تا ۸۶۲ھ / ۱۴۵۷ء

۴۔ سلطان حسین شاہ شرقی ۸۶۲ھ / ۱۴۵۷ء تا ۸۸۱ھ / ۱۴۷۶ء

سلطان ابراہیم شرقی | سلطان مبارک شاہ شرقی کی وفات کے بعد امراء جونپور نے ابراہیم شرقی کو تخت حکومت پر بٹھایا اس بادشاہ کو چالیس سال کا طویل عرصہ حکومت کے لئے میسر آیا اس نے خواجہ جہاں کی قائم کردہ حکومت کو خوب خوب فروغ دیا اور اس حکومت کو استحکام امن و امان اور خوشحالی کی دولت سے نوازا۔ چونکہ دہلی پر تیموری حملے کے بعد سید خاندان کی حکومت قائم ہوئی جو ہر اعتبار سے ہندوستان کی سب سے ناکام اور بے اثر حکومت تھی دلی کی مرکزی حکومت کی شکستہ حالی سے ابراہیم شرقی کو اپنی حکومت کے فروغ دینے میں کافی مدد ملی اور مرکزی حکومت کی کمزوری کے باعث وہ بے خوف و خطر حکومت کرتا رہا اس بلند حوصلہ بادشاہ نے کئی بار فتح دہلی کا عزم بھی کیا اور ایک بار دہلی کا محاصرہ بھی کر لیا لیکن اسے فتح نہ کر سکا۔

تیموری حملے کے بعد دہلی کے علماء و مشائخ نے پورب کا رخ کیا اور ان میں سے اکثر نے جونپور کی شرقی حکومت کے سایۂ کرم میں سکونت اختیار کر لی تھی سلطان ابراہیم شاہ شرقی کی علما نوازی اور علم دوستی نے بڑی خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا جس کے سبب نہ صرف دہلی بلکہ پنجاب، ملتان، سندھ، نیز دیگر بلاد اسلامیہ کے علماء و فقہاء، مشائخ و صوفیا جونپور تشریف لائے اور اپنے روحانی و علمی فیوض سے نوازا۔

طبقات اکبری کے مصنف نے لکھا ہے۔

"علماء و بزرگانے کہ از آشوب جہانے
پریشان خاطر بودند بجونپور کہ در آن
ایام دار الامان بود رسیدہ آوردند و آن ملک
دار السلطنت ہے از فر قدوم علماء دار العلم

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

گردید ۸۲۹ھ

تاریخ فرشتہ میں ہے۔

"ابراہیم شاہ بادشاہے بود حنفی با عقل و دانش
و تدبیر داشت و سے فضلائے ممالک ہندوستان
و دانشوران ایران و توران کہ از
آشوب جہان پریشان خاطر
بودند با امان جونپور آمدہ در عہد
امن و امان غنودند و از خوان
احسان او نوالہا برداشتند بنام نامی
او چندین کتب و رسائل پرداختند
امرا و وزرا و صاحب عقل و سیاست
و شجاعت در دولت خانہ او جمع شدہ
شکوہ درگاہ سلاطین ایران بگرفتہ
گردید (تاریخ فرشتہ جلد ۲ ص ۳۰۵)

فاضل مورخین کے ان بیانات کی روشنی میں ابراہیم شرقی کے عہد کا جونپور اپنی پوری رعنائیوں کے ساتھ نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ شیراز ہند کی علمی حیثیت اور وقار اسی بادشاہ کی علم دوستی اور علماء نوازی کی مرہون منت تھی۔

ابراہیم شاہ شرقی کے بعد چند اور سلاطین ہوئے لیکن انھوں نے اپنی نااہلی اور غرور و نخوت کے باعث شرقی سلطنت کو زوال سے ہم آغوش کر دیا لیکن اس زوال پذیر دور میں بھی جونپور کی علمی فضا بدستور قائم رہی۔

اس پورے دور میں علماء و مشائخ کی عظیم جماعت سرزمین جونپور میں آباد ہوئی اور ان کی علمی درسگاہوں سے لاکھوں تشنگان علم و فضل نے آسودگی پائی اس دور کے علماء و مشائخ کی تعداد شمار سے باہر ہے ذیل میں چند علماء و مشائخ کے اسمائے گرامی دیئے جاتے ہیں جنھوں نے اپنے علمی کارناموں سے ہمہ گیر شہرت و مقبولیت حاصل کی۔

مولانا شرف الدین لاہوری

مولانا قاضی شہاب الدین دولت آبادی المتوفی سنہ ۸۴۰ھ

نور الدین بن ابی محمد بن مخدوم سید اسد الدین المتوفی سنہ ۸۲۹ھ

قطب الدین ابو الغیب المتوفی سنہ ۸۶۹ھ

قاضی نصیر الدین سنہ ۸۶۰ھ

ملا شیخ عبد الملک عادل فاروقی سنہ ۹۰۷ھ

ملا علاء الدین عطا شاہ ابو الفتح جونپوری سنہ ۸۵۶ھ

شیخ محمد عیسیٰ۔ قاضی سماء الدین سنہ ۹۰۳ھ

لودھی سلاطین جونپور کا آخری سلطان حسین شاہ شرقی نسبتاً نااہل مغرور تھا جس نے کئی بار فتح دہلی کا عزم کیا لیکن سلطان بہلول لودھی نے اسے ہر بار شکستیں دیں بالآخر ۸۸۲ھ ۱۴۷۷ء میں سلطان الشرق کی قائم کردہ سلطنت جونپور کا خاتمہ ہو گیا اور یہ حکومت جو ۷۹۶ھ میں دہلی کی مرکزی حکومت سے الگ ہوئی تھی ۸۸۲ھ میں دوبارہ شامل ہو گئی اس طرح شیراز ہند کی علمی فضا شرقی سلاطین کی سرپرستی سے محروم ہو گئی لیکن اس دیار علمی کی خوش بختی تھی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کرائے شرقیوں جیسے ہی علم نواز بادشاہ ملے۔

بہلول لودھی نے دلی کی نام نہاد سید حکومت کا خاتمہ ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء میں کرکے دہلی میں شاندار اور مضبوط حکومت قائم کی پروفیسر ایس رما سوامی نے اس کے عہد حکومت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"بہلول نے دہلی کی عظمت اور اسلام کی شوکت کچھ عرصہ تک پھر قائم کردی (بحوالہ عہد وسطیٰ کی جھلک ص۲۸۹)

بہلول لودھی نیک دل، انصاف پسند اور دیندار حکمراں گزرا ہے تاریخ داؤدی کا مصنف لکھتا ہے۔

"حلم و کرم جبلی در سر داشت بظاہر آراستہ بہ شریعت و بہ متابعت آں کمال تقید داشت در کل احوال سلوک بر مسالک شریعت نمودے وبخلاف شریعت ہرگز بکار دست نہ زدے (داؤدی ص۱۰)

تاریخ فرشتہ میں ہے

"در حضر و سفر علماء و مشائخ صحبت داشتے واکثر اوقات باایشاں بسر بردے

(جلد ا ص۱۷۹)

ان اقتباسات سے بہلول لودھی کی علم دوستی اور دینداری کا اندازہ ہوتا ہے۔

علم دوستی اور علماء و مشائخ سے گہری عقیدت ہی کا نتیجہ تھا کہ جب اس نے شرقی سلطنت کا خاتمہ کیا تو وہاں کی علمی مجلسوں کو درہم برہم نہ ہونے دیا بلکہ شرقی سلاطین کی طرح اس کی سرپرستی کی اور یہ علمی مرکز اپنی سابقہ روایات پر قائم رہا۔

سکندر لودھی بہلول لودھی کے بعد اس کا بیٹا سکندر لودھی (۸۹۴ھ ۱۴۸۹ء تا ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء) سریر آرائے سلطنت ہوا سکندر لودی خود بھی عالم فاضل اور علم و علماء کا زبردست قدرداں گزرا ہے اس نے تیمور کے ہاتھوں دہلی کی درہم برہم ہونے والی مجلس علمی کو دوبارہ سجایا اس کے عہد حکومت میں ممالک اسلامیہ کے بہت سے باکمال علماء و فضلاء دہلی میں آکر آباد ہوئے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں۔

"بسیارے از اکابر علماء از اطراف واکناف عالم از عرب و عجم در زمان تشریف آوردہ در دیار توطن فرمودند

(اخبار الاخیار شیخ محمد دہلوی ص۲۳)

اس کے علمی شغف کا یہ عالم تھا کہ رات کو ستر عالم اس کی خواب گاہ میں بیٹھ جاتے اور وہ ان سے مسائل دریافت کرتا رہتا تھا۔ اس نے پوری سختی سے اسلامی قوانین کو اپنے عہد حکومت میں نافذ کرنے کی کوشش کی نظم سلطنت میں شریعت محمدیہ کا مکمل لحاظ رکھا اور اسلامی نظم مساوات کو برتنے کی کوشش کی۔

پروفیسر اشیر بادی سرلیا ستوا (آگرہ یونیورسٹی) نے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

لکھا ہے۔

"سلطان سکندر لودھی سلطنت کے ضبط و نظم میں صرف سخت ہی نہ تھا بلکہ اسلامی معیار کے مطابق سب کے ساتھ مساویانہ طور پر عدل و انصاف کو راہ دیا"

(بحوالہ عہد وسطیٰ کی جھلک ص ۳۸۹)

شیخ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

"بالتحقیق محامد زمان سلطنت آن سلطان سعادت نشان از حد تحریر و تقریر خارج است"

(اخبار الاخیار بحوالہ سلاطین دہلی)

سکندر لودھی کی توجہ خاص نے دہلی کی تباہ شدہ علمی مجلسوں کو از سر نو رونق بخشی اور جونپور مرکز فضل و کمال کو بھی نوازا اس کے زمانہ میں اس دیار علم و فضل کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔ لودھی سلطنت کا خاتمہ ابراہیم لودھی کے زمانہ میں شہنشاہ بابر کے ہاتھوں ہوا۔

لودھی سلاطین نے نہ صرف دہلی کو گہوارۂ علم بنایا بلکہ اپنی علم دوستی اور علما نوازی کے باعث شیراز ہند جونپور کی رونق کو باقی رکھا شرقی بساط سلطنت کے اٹھنے کے باوجود وہاں کی درسگاہیں حسب سابق طالبان علم کا مرجع رہیں اور اس کی شہرت کا ڈنکا ساری دنیائے علم و ادب میں بجتا رہا اور اس کے علاوہ مدارس دوسروں کے لئے نمونہ بن گئے۔ چنانچہ جب نصیر الدین ہمایوں سنہ ۹۴۰ھ سنہ ۱۵۳۰ء میں اپنی حکومت کھو کر بے سر و سامانی کے عالم میں شاہ ایران طہماسپ سے فوجی امداد حاصل کرنے کے لئے ایران پہونچا تو شاہ ایران نے پہلی ہی ملاقات میں شیراز ہند کا ذکر چھیڑا۔

"شہنشاہ ایران طہماسپ از سلطان الہند ہمایوں در نخستین ملاقات از فضلائے جونپور برسید و بادراک کثرت وافر علمائے در آن دیار بر ویرانی شیراز متحیر گردیدہ ہمان روز کارپرداز سلطنت جہت تاسیس مدارس شیراز و تعظیم و توقیر علمائے آن شہر فرمان داد" (تذکرۃ العلماء ص ۲)

لودھی سلاطین کے عہد حکومت میں مشاہیر علمائے جونپور جنہوں نے اپنے کارناموں سے دنیا کے علم و فن میں جونپور کی عظمت بڑھائی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں

مولانا الہ داد جونپوری۔

مولانا حسین بن طاہر جونپوری متوفی سنہ ۹۰۹ھ

مولانا بہاء الدین عمر جونپوری متوفی سنہ ۹۱۱ھ

شیخ نصیر الدین بن قلندر سمرقندی جونپوری متوفی سنہ ۹۱۵ھ

مولانا عبد اللہ بن مولانا الہ داد جونپوری۔

سلاطین مغلیہ ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے موسس اول شہنشاہ بابر نے آخری لودھی سلطان ابراہیم لودھی کو

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پانی پت کے میدان میں شکست دے کر ۱۵۲۶ء میں لودھی سلطنت کا خاتمہ کر کے دہلی اور شمالی ہند کے مختلف حصوں پر مغل سلطنت قائم کر لی تھی۔

ظہیر الدین بابر نہ صرف ایک عدیم المثال عظیم المرتبت فاتح اولوالعزم بادشاہ تھا بلکہ ارباب بصیرت نے اس کو ایک بلند پایہ اہل قلم اور قابل قدر شاعر تسلیم کیا ہے۔

(بزم تیموریہ ص)

شہنشاہ بابر کو موت نے اتنی فرصت نہ دی کہ وہ ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کو پائیداری عطا کرتا اور علم و فضل کی شمعیں روشن کرتا۔

بابر کی موت کے بعد اس کا سب سے بڑا بیٹا نصیر الدین ہمایوں مغلیہ سلطنت کے تاج و تخت کا مالک بنا لیکن ابتدائے عہد میں اس کی چند سیاسی غلطیوں نے اس کی حکومت کی بنیادوں کو متزلزل کر دیا گجرات اور بہار کے حاکموں اور بھائیوں کی مسلسل شورشوں نے بالآخر اس کی حکومت کا خاتمہ کر ڈالا اور شیر شاہ سوری نے ہمایوں کو ہندوستان سے باہر نکال کر دوبارہ افغان سلطنت قائم کر لی۔ شیر شاہ زبردست بہادر بے مثال سیاست داں اور بے مثال منتظم ہونے کے ساتھ ساتھ عالم دین تھا اُس نے جونپور کی فضائے علم و فضل میں تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ عادل رعایا پرور نرم دل اور نیک سیرت بادشاہ تھا اُس نے ملکی اصلاحات کے ساتھ ساتھ علوم دینیہ کے فروغ کے لئے بھی کام کئے۔

ہمایوں میں بابر ہی کی طرح حوصلہ مندی اور شجاعت کے جوہر تھے چنانچہ اس نے ۱۵۵۵ء میں شاہ ایران کی مدد سے دہلی کو فتح کر لیا اور دوبارہ مغل سلطنت قائم کی۔ ہمایوں کو بھی موت نے اتنا موقعہ نہ دیا کہ وہ نئی حکومت کو مستحکم بنائے یا علم و فضل کی بزم آرائی کر سکے۔

ہمایوں جس طرح مجاہدانہ اولوالعزمی بہادری اور شجاعت کا پیکر تھا اسی طرح وہ علم و ادب کا دلدادہ و شیدائی اور علماء و فضلاء کا قدر داں تھا۔

"در صحبت آں مقتدائے جہانے ہمہ
وقت فضلاء علماء و اکابر بودند بہ اذان الصبح
شب تا الصبح بصحبت می گذشت"

(طبقات اکبری بحوالہ بزم تیموریہ ص)

ہمایوں کے بعد اکبر مغلیہ سلطنت کے تاج و تخت کا مالک بنا وہ خود تو جاہل تھا مگر علم و ادب کا قدرداں ضرور تھا اگر اس کے اعتقادات ضلالت و گمراہی سے محفوظ رہتے تو یقیناً اسلامی علوم و فنون کو اس کے دور میں کافی ترقی ہوتی اس کے جانشین جہانگیر نے بھی کوئی خاص توجہ نہ دی۔

شاہجہاں مغل سلاطین میں شاہ جہاں اپنی عظمت و رفعت کے اعتبار سے کسی طرح اپنے ماسبق سلاطین دہلی سے کم نہ تھا وہ پابند شرع دیندار عادل تھا وہ خود بھی عالم اور علم نواز تھا اس نے اکبر کے عہد کی بہت سے بدعات اور مشرکانہ رسومات سلطنت کو ختم کیا اور قوانین حکومت کو اسلامی شریعت کے قریب لانے کی کوشش کی۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اس کا دل دینی جذبات سے معمور تھا وہ اپنے
حدودِ سلطنت میں اسلام کی سربلندی اور عظمت دیکھنا چاہتا
تھا۔ دلی، آگرہ، اجمیر، لاہور اور دیگر بلادِ ہند میں اس
کی بنوائی ہوئی شاندار مسجدیں اس کا واضح ثبوت ہیں
شاہجہاں کی حکومت کے بارے میں مآثر الکرام کے
مصنف نے لکھا ہے۔

"شاہجہان بادشاہ ہندرا از سر نو پر تو چراغ شریعت
منورے انگیختے ساختہ (ص ۲۳۲)

شاہجہاں کے جذبہ ایمان اور بیکراں علمی شغف کا لازمی
تقاضا تھا کہ وہ علم و علماء کی سرپرستی کرتا چنانچہ اس نے شیراز ہند
جونپور کے مرکز علمی کو فروغ دینے کے لئے خصوصی توجہ دی اور
اسے ہند کے اس علاقہ پر بڑا ناز تھا وہ فخریہ کہا کرتا تھا

"پورب شیراز ماست"

اورنگ زیب عالمگیر

شاہجہاں کے بعد شہنشاہ اورنگ
زیب عالمگیر علیہ الرحمہ ۱۰۶۸ھ میں مغلیہ سلطنت کے تخت
پر رونق افروز ہوئے اور انھوں نے بجائے سابق سلاطین مغلیہ کے
غیر اسلامی انداز حکومت کو بدل کر اسلامی رنگ میں ڈھالا
وہ زبردست عالم۔ بے مثال عابد و زاہد بے نظیر جرأت
و شجاعت اور بیکراں تدبیر جہانبانی سے متصف تھے۔ نظام
حکومت کے علاوہ سارے اوقات یاد الٰہی اور کتب علمی کے
مطالعہ میں گذرتے تھے زمانہ شاہزادگی ہی سے اُن کا طبعی
رجحان زہد و اتقا اور علم و فضل کی طرف تھا وہ اپنی حکومت
کو شریعت کے مطابق چلانا چاہتے تھے علوم اسلامی سے
تعلق کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انھوں نے
اپنے عہد کے مشہور اور جید علماء کو جمع کر کے فقہ حنفی کی مشہور
زمانہ کتاب فتاویٰ عالمگیری کو مرتب کرایا۔

جونپور کا علمی ماحول حضرت عالمگیر علیہ الرحمہ کی توجہ
خاص سے شرقی سلاطین کے عہد سے آگے بڑھ گیا تھا۔
تذکرۃ العلماء کے مصنف نے ایک جگہ لکھا ہے۔

"عالمگیر بادشاہ خود عالم باعملے و عاملے
باعلم بود و قدر دانئ علمائے بیشے از بیشے
نمود و از عہد شاہزادگی منظور داشتے
تا جونپور از مغلے سلاطینے شرقیہ از کثرت
فضلاء و مشائخ و انبوہ و ہجوم طلبہ علوم و کتابت
نمونۂ رونقے پذیر باشد

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"القصہ در عہد آنحضرت نمونۂ گلزار ارم
شدہ و تمام شہر و قصبات و نواحی آن
مدرسہائے قدیم تاسیس یافتند و بے خانقاہ
مدرسہ تعمیر جدید شدند (تذکرۃ العلماء ص ۱۶)

مذکورہ بالا اقتباس سے عہد عالمگیری میں جونپور کی
شان و شوکت علمی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے عالمگیر کے بعد تقریباً
سو سال تک مغل سلطنت قائم رہی لیکن اس کے تقریباً
سارے حکمران نااہل کمزور اور تعیش پسند ہوئے جس کے
سبب مغلیہ حکومت کا روشن چراغ جس کی روشنی پورے
برصغیر ہند پر پھیلی ہوئی تھی صرف لال قلعہ کی فانوس تک محدود

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہو کر رہ گئی بالآخر اسے بھی انگریزی سامراج کے ایک معمولی سے جھونکے نے گل کر دیا۔

مغل سلاطین کے پورے عہد حکومت میں جونپور کو علمی مرکزیت حاصل رہی۔ شاہجہاں اور اورنگ زیب کی خصوصی توجہ نے اس کی شمع علم کی لو تیز سے تیز تر کر دی تھی اس پورے دور میں جو علماء جونپور مسند تدریس کی زینت بنے یا جن کے قلم نے گرانقدر مصنفات چھوڑیں ان کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ اس جگہ ان میں چند اکابر علماء و فضلا کے اسمائے گرامی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

مولانا شمس نور جونپوری ۱۰۲۸ھ

استاذ الملک علامہ افضل جونپوری ۱۰۶۲ھ

شیخ مصطفےٰ جونپوری

مولانا ابوالخیر جونپوری

دیوان محمد رشید جونپوری ۱۰۸۳ھ

ملا محمود جونپوری ۱۰۶۲ھ

مفتی محمد صادق بن مفتی ابوالبقا جونپوری

مولانا احمد بن ابوسعید (ملا جیون)

قاضی حبیب اللہ جونپوری ۱۱۰۵ھ

مولانا شکر اللہ جنیدی جونپوری ۱۱۲۵ھ

قاضی عبدالصمد جونپوری

قاضی محمد حسین جونپوری ۱۱۴۴ھ

مفتی مبارک بن مفتی ابوالبقا جونپوری ۱۰۹۶ھ

مختصر جائزہ ۸۶۲ھ سے لیکر ۱۱۵۰ھ تک شہر جونپور نے مختلف حکمراں و سلاطین کے دور دیکھے اس دوران جونپور کی بساط سلطنت بار بار انقلاب روزگار کے ہاتھ پلٹتی رہی تغلق شرقی۔ لودھی۔ اور مغل خاندانوں کے بادشاہوں کے ہاتھ میں علاقہ آتا جاتا رہا سیاسی و ملکی اعتبار سے ہمیشہ ہی رد و بدل ہوتے رہے حکمرانوں کے ہاتھوں سے اقتدار کی باگ دوڑ چھنتی رہی ان کے محلات ویران ہوتے رہے ان کی بزم عیش و طرب درہم برہم ہوتی رہی مگر جونپور کی بزم علم ہمیشہ بارونق رہی اس کا علمی وقار ہر دور میں قائم رہا یہاں کے علماء و فضلا ملک کی ساری سرد و گرم سیاست، خونریز انقلابات اور دہشت انگیز فضا و ماحول سے بے پروا ہو کر اپنے علمی مشاغل میں منہمک رہے۔ یہ چمن زار علم بیل و نہار کی صدہا گردشوں اور بدلتے ہوئے موسموں میں بھی سدا بہار رہا اس کے گل و غنچے دست گلچیں سے بے خوف رہ کر مہکتے اور مسکراتے رہے یہاں کی شمع علم حوادث کے تیز و تند جھونکوں میں بھی پوری تابانی کے ساتھ روشن رہی اور اپنے انوار و تجلیات سے برصغیر ہند کو روشن و منور کرتی رہی۔

جس مرکز علمی کی بنیاد مولانا بہاء الدین دہلوی کے ہاتھوں پڑی جسے مولانا شرف الدین لاہوری نے اپنی مساعی جمیلہ سے پروان چڑھایا جسے شرقی سلاطین کی نوازشوں نے عروج بخشا اس کو لودھی سلاطین کی ہمدردیاں بھی حاصل رہیں اور مغل سلاطین نے اس کی ترقی اور عروج کو اپنا مقصد قرار دے کر نہ صرف جونپور ہی بلکہ نواح جونپور کو بھی عظیم تر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

علمی مرکز بنا رہا اور شہر شہر قریہ قریہ مدارس کی کثرت اور اہل علم کی فراوانی ہوگئی۔

ملک و بیرون ملک سے طالبان علم کے قافلے اس علاقہ میں آتے اور اپنے دامن کو علم کی دولت لازوال سے بھر کر جاتے۔

یہ شہر اسلامی علوم و فنون کا بے مثال مرکز اور علماء فضلاء کا مستقر تھا جس کی علمی فضا اور یہاں کے علماء پر ہندوستان بجا طور پر فخر و ناز کر سکتا تھا اس خاک سے پیدا ہونے والے علماء فخر روزگار ہوتے تھے اس مطلع علم و فضل پر چمکنے والے ستارے اپنے اندر وہ جاذبیت اور کشش رکھتے تھے جو قدردان علم و فضل کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔

جونپور کا علمی انحطاط سلطان اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے بعد سلطنت مغلیہ کو کوئی ایسا لائق اور عظیم بادشاہ نہ مل سکا جو عالمگیر کی عظیم الشان حکومت کو سنبھال سکتا مغل سلاطین کی عیش پسندی اور نااہلی کے باعث ملک میں انتشار و افتراق کا ماحول بنا دونوں فتنوں کی فضا عام ہوگئی سلطنت دہلی کے ایک ایک صوبے مرکز سے آزاد ہونے لگے مرکزی حکومت کی کمزوری سے اندرونی اور بیرونی باغیوں کے حملہ آوروں کے حوصلے بڑھ گئے اور انھوں نے قتل و خونریزی لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر دیا۔ دارالسلطنت دہلی پر ہر وقت خطرات کے بادل منڈلاتے رہتے تھے اعیان سلطنت کی باہمی رسہ کشی نے دلّی سلطنت کے وقار کو اور بھی مجروح کر دیا۔

محمد شاہ رنگیلے کے زمانہ میں نادر شاہ نے دلی کو لوٹ کر اس کی ساری عظمت خاک میں ملا دی نادر شاہ درانی کی قتل و غارت گری کے چشم دید واقعات اہل قلم رائے آنند رام مخلص اس طرح لکھتے ہیں۔

"صبحدم کہ عبارت از یازدہم ذی الحجہ
است موقف جلال شاہجہاں حکم قتل عام
شد قیامت قائم گردید در یک آن بسے
واحد کار جہاں تمام شد سراسر آراستہ
از بازار چاندنی چوک و کٹرہ بازار برگرد
پیش مسجد جامع از بسکہ آتش کشیدند
بخاک سیاہ برابر گشتہ بسکہ
قتل و غارت عام کہ یکقلم بہ تیغ گشتند
چہ گویم کہ چہ قیامت گذشتہ ......
بہر کس از قتل و غارت بر باد
رفتہ غرض تا وقت مہم گذشتہ
تا روزگار طولے کوچہ ہائے شہر کہ از کوچہ
باغ ہائے گل بہ ... زدہ مردہ زار
بود غضب رفتہ آتش کشیدہ برابر
خاک سیاہ گردید (وقائع آنند رام)
بحوالہ دلی کا دبستان شاعری ص ۵"

نادر شاہی حملہ نے مغلیہ سلطنت کو بالکل بے اثر اور بے وقار بنا دیا تھا سلاطین دہلی کے لئے اپنا اقتدار بچانا سخت مشکل ہو۔ با تحادہ اہل علم و کمال کی طرف کیا متوجہ ہوتے شہر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دہلی کے لئے فتنوں کا دروازہ کھل چکا تھا جس کے باعث علماء ومشائخ شعراء و ادباء دلی چھوڑ رہے تھے کچھ ہی دنوں میں دلی کا نقشہ بدل گیا تھا۔

اردو کے بلند پایہ شاعر میر تقی میر نے ذکر میر میں دلی کی ویرانی کا منظر ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

عبرت گرفتم و چوں بیشتر رفتم بیرانے
ترشدم مکانہا دانشناختم ودیارے بنا
فتم از عمارتے آثار ندیدم از ساکنان
خبر نشنیدم از ہر کہ سخنے کردم گفتند
کہ اینجا نیست و از ہر کہ نشانے جستم گفتند
کہ پیدا نیست. خانہا نشستہ و دیوار ہا شکستہ
خانقاہ بے صوفی خرابات بے مستے
خراب بود ازیں دست تا بدان دستے
(بحوالہ دلی کا دبستان شاعری ص۱۱)

دہلی کے انہیں پر آشوب حالات میں اودھ کے نوابوں نے عروج حاصل کیا تھا اور اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا اور باقاعدہ مشرقی علاقوں پر ان کی عظیم سلطنت قائم ہو گئی تھی۔ جونپور بھی اسی اودھی سلطنت کے حدود میں داخل تھا۔ یہ حکمراں مسلکاً شیعہ تھے اور مذہب تشیع کی اشاعت وتبلیغ ان کا بنیادی مقصد تھا چنانچہ آزاد بلگرامی نے لکھا ہے۔

"تا آنکہ برہان الملک سعادت علی
خان نیشاپوری در آغاز جلوس
محمد شاہ حاکم صوبہ اودھ شد.......
وظائف وسیور غالات خانوادہ ہائے
قدیم وجدید یکقلم ضبط شد۔ وکار شرفا د
بجائے پریشانی کشید واضطراب و
اضطرار معاش مردم آنجا از کسب علم
باز داشتہ و در پئے سپہ گری انداخت
ورواج تحصیل وتدریس بآں
درجہ نماند و مدارس از عہد قدیم معمور
علم وفضل بود یکقلم خراب افتاد
انجمن ہائے ارباب کمال بیشتر
برہم خورد (ماثر الکلام ج ۱ ص ۲۲۲)

نوابان اودھ کی اس کوتاہ بینی اور تنگ نظری سے سارے علاقہ شرقی بالخصوص جونپور کے علمی مرکز کو شدید صدمہ پہونچا۔ وہ مجلس علم وفضل جس کی رونق زمانے کے عظیم سے عظیم انقلابات میں بھی کم نہ ہوئی۔ حالات کے سموم جھونکوں سے جس کا شاداب چمن کبھی متاثر نہ ہو سکا وہ شیراز ہند جس کا عروج ان ناساعد حالات میں بھی ہوتا رہا؟ سلاطین مغلیہ کے زوال اور نوابان اودھ کے عروج کے زمانہ میں ماضی کی روایات کو برقرار نہ رکھ سکا نوابان اودھ کی کوتاہ اندیشی سنیت دشمنی کے ہاتھوں یہ چمن ویران ہو گیا۔ اس کی بارونق مجلس درہم برہم ہو گئیں۔ وہ مطلع علم وفضل جس سے ہزارہا علم وفضل کے شمس وقمر طلوع ہوئے جن کی نورانی شعاعوں نے پورے ملک کو پر نور بنا دیا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تھا اس پر گھرے بادل چھا گئے تھے۔

نوابی اودھ کے سو سال ہی میں اس مرکز علمی کو ایسا انحطاط و زوال آیا کہ جس پر تاریخ علم و کمال ہمیشہ آنسو بہاتی رہے گی

علماء مشائخ کی جائدادیں چھن چکی تھیں اور وہ معاشی بدحالیوں کا شکار ہو چکے تھے معاشی بدحالیوں نے ان کو مسند تدریس سے ہٹا کر فکر معاش میں سرگرداں کر رکھا تھا۔ جب علماء و مشائخ کا کوئی پرسان حال نہ تھا تو طلبہ اور کاسبان علم کا کون پرسان حال ہوتا۔ ایسے پرآشوب ماحول میں وہی سخت جان مدارس اور خانقاہیں اپنا فیض جاری رکھ سکیں جو حکمرانوں اور اُمراء کی نوازشات سے بے نیاز تھیں اور انہیں چند درسگاہوں سے شیراز ہند کی سابقہ (?) علمی یادگار باقی رہی۔

۱۸۵۷ء میں جب دہلی کی نام نہاد مغل سلطنت اور اودھ کی واجد شاہی حکومت کا خاتمہ سفید فام انگریزوں کے ہاتھوں ہو گیا اور پورے ہند پر انگریز سامراجیت مسلط ہو گئی یہ وہ زمانہ تھا جب مغربی قوم کی بالادستی اور اقتدار کے رعب و داب نے ہندوستانیوں کے دل و دماغ کو مرعوب کر لیا تھا۔ اور ہندوستان کا باشعور طبقہ اپنی آبائی تہذیب ثقافت اور علم و فن کو عہد پارینہ کی پیداوار سمجھ کر اُسے ٹھکرا رہا تھا۔ اسے انفرادی و اجتماعی فلاح و نجات کا راستہ محض مغربی علوم و فنون اور تہذیب و تمدن اور سماج و معاشرت میں نظر آ رہا تھا۔

جب ہندوستان کے مسلم طبقہ نے اپنے موروثی علوم و فنون کی جانب سے روگردانی کا آغاز کر رکھا تھا اور انگریزی حکومت کو اسلامی علوم و فنون اور تہذیب و معاشرت سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی کہ وہ ماضی کی ویران درسگاہوں کو آباد کرتی علوم و فنون کے منتشر اوراق کی شیرازہ بندی کرتی۔

تاہم جونپور کی سرزمین جہاں صدیوں تک علم و فضل کا چرچا رہا اور جسے نوابان اودھ نے تباہ و برباد کیا انگریزی سامراجیت کے عہد آخر میں بھی وہاں ناسازگاری زمانہ کے باوجود کسی نہ کسی حد تک ماضی کی روایات کا دھندلا سا نقش باقی۔

اسی دور آخر میں مدرسہ حنفیہ اپنی علمی سرگرمیوں کی وجہ سے مشرقی ہند کے کاسبان علم کا ماویٰ و ملجا بنا رہا جس کی مسند تدریس پر استاذ العلماء حضرت علامہ ہدایت اللہ خاں رامپوری المتوفی ۱۳۲۶ھ تلمیذ رشید حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ نے رونق افروز ہو کر شیراز ہند کی دیرینہ عظمتوں کی یاد تازہ کی اور آپ نے اپنے حلقۂ درس سے ایسے باکمال علماء پیدا کئے جن کے فضل و کمال کے اثرات نہ صرف برصغیر ہند تک محدود رہیں بلکہ دیگر ممالک میں بھی پہونچے۔ انھیں بلند پایہ تلامذہ میں صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی علیہ الرحمہ۔ علامہ سید محمد سلیمان اشرف سابق صدر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی استاذ العلماء مولینا سید برکات احمد ٹونکی مولینا عبد السلام نیازی (?) دہلوی مولینا شیر علی سابق صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد فقیہ العصر مولینا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یار محمد بندیالوی، مولوی محمد ابراہیم بلیاوی صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند۔ مولانا عبدالاول جونپوری، مولوی عنایت حسین خاں جونپوری مولانا محمد اسمٰعیل جونپوری، مولانا منصب علی جونپوری، منور حسین جونپوری وغیرہ وغیرہ (ص ۳۴۳ امام ہندوستان از شاہد شیروانی مکتبہ قادریہ لاہور)

مبارکپور | جس زمانہ میں جونپور کی علمی فضا خاندان شرقیہ اور لودھی سلاطین کی سرپرستی میں اپنی منزل ارتقاء کی طرف بڑھ رہی تھی جونپور کے گردونواح میں اسلامی بستیاں آباد ہو رہی تھیں انھیں نوآباد بستیوں میں مبارک بھی ہے بنیاد حضرت راجہ مبارک شاہ علیہ الرحمہ نے رکھی اور اپنے روحانی فیوض وبرکات سے اس سرزمین کو نوازا اور اس قصبہ کے لوگوں میں علوم ومعارف دینداری وتقویٰ کا جذبہ پیدا کیا جس کے اثرات آج بھی روشن ہیں۔ یہاں کے باشندوں میں مذہبی جوش اخلاق وکردار کی بلندی آج بھی نمایاں ہے اس قصبہ کی بنیاد دور ہمایونی میں ۹۲۵ھ میں رکھی گئی تھی اور اسی زمانہ سے اس قصبہ کا گہرا تعلق شیراز ہند جونپور سے رہا یہی وجہ ہے کہ یہ قصبہ کسی دور میں بھی اہل علم وفضل اشخاص سے خالی نہیں رہا

زمانہ آغاز ہی سے اس قصبہ کی وہ فضا تیار ہو رہی تھی جس میں جونپور اور دیگر مراکز علمی کے انحطاط وزوال کے بعد عظیم تر مرکز علمی پروان چڑھنے والا تھا۔

مبدأ فیاض نے یہاں کے باشندوں کی دینی جذبہ اور عشق وارادت کی فراوانی سے نوازا تھا۔ تاکہ جب دیار مشرق کے چمن زار علم وفن خزاں سے دوچار ہو جائیں تو یہ قابل قدر دینی دلی جذبہ رکھنے والے ایثار وقربانی کے پیکر اپنے خون جگر سے ایک نئے گلستان علم وفضل کی آبیاری کریں اور اپنی بے مثال قربانیوں سے اس چمن زار علم کو ایسی تروتازگی عطا کریں جس کے غنچہ وگل کی خوشبو پرور مہک سے سارا خطہ ہند معطر ہو جائے

مدرسہ مصباح العلوم | انگریزی سامراجیت کے دور آخر میں مبارکپور کے زندہ دل باحوصلہ اور دیندار مسلمانوں نے علوم اسلامیہ کی تعلیم کے لئے مدرسہ مصباح العلوم قائم کیا جس کی مسند تدریس پر حضرت مولانا محمد صدیق گھوسوی علیہ الرحمہ برسہا برس تک تشنگان علم کو سیراب کرتے رہے۔ مولانا موصوف کے انتقال کے بعد یہ مدرسہ حالات کی زبوں حالی کی نذر ہو گیا۔ اور ایک معمولی مکتب کی شکل میں باقی رہ گیا لیکن جب غفلت کی فضا ختم ہوئی

حضور حافظ ملت کی آمد | قوم بیدار ہوئی تو اس نے اپنے ادارہ کو فروغ دینے کا عزم مصمم کر لیا اور اہل مبارکپور کے جذبہ صادق اور خلوص بیکراں کو دیکھتے ہوئے حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی تلمیذ رشید علامہ ہدایت اللہ خاں شیراز ہند جونپور نے اپنے تلمیذ رشید حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کو مبارکپور کے لئے منتخب فرمایا۔ چنانچہ حضور حافظ ملت ۲۹ شوال ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء کو مبارک ومسعود قدم نے سرزمین مبارکپور کو سرفراز فرمایا۔ آپ کی عظیم شخصیت وکردار کے فیضان

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سے مبارکپور رکو دیا ہے علم و فضل میں عظیم رتبہ والا حضور حافظ ملت کی آمد نے مدرسہ مصباح العلوم کی فضا کو ابتدائی منزل ہی میں وہ وقار عطا کر دیا کہ آسمان علم و فضل کے افق تک اور جوق مبارکپور پہنچنے لگے۔

اس شمع علم پر پروانے اس طرح ٹوٹ پڑے تھے گویا سارے دنیا کی کشش اندھیری رات میں کسی ویرانے میں شمع روشن ہو جائے۔ (اشرفیہ کا ماضی و حال)

دارالعلوم اشرفیہ حضور حافظ ملت کی پرخلوص دینی و علمی سرگرمیوں نے وہ فضا پیدا کر دی کہ اہل مبارکپور نے مدرسہ مصباح العلوم کو عظیم الشان دارالعلوم بنانے کا فیصلہ کر لیا اور ۱۳۵۳ھ میں پیر طریقت حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے مقدس ہاتھوں سے باغ فردوس کی بنیاد رکھی گئی اس موقع پر اہل مبارکپور نے دین اور علم دین کے لئے اپنی فیاضی، ایثار قربانی کا جو مظاہرہ کیا وہ تاریخ کی ناقابل فراموش حقیقت ہے۔ اہل مبارکپور نے ایک طرف تو دور دراز سے آنے والے مہمانان رسول کی ضیافت کی (صلی اللہ علیہ وسلم) تو دوسری جانب اپنے مالی تعاون سے تعلیم گاہ اسلامی کا عظیم محل بھی تعمیر کرایا۔ حضور حافظ ملت کی سعی مسلسل اور علمائے اشرفیہ کی جہد پیہم نے دارالعلوم اشرفیہ کا وہ علمی معیار قائم کر لیا کہ اس کی شہرت پورے برصغیر ہند میں پھیل گئی۔ اشرفیہ کے تعلیمی معیار اور ترقی کے سلسلہ میں عالیجناب شبیر احمد غوری ایم اے ایل ایل بی سابق رجسٹرار عربی و فارسی مدارس اتر پردیش نے معائنہ کے بعد جو رپورٹ تحریر فرمائی وہ قابل ذکر ہے موصوف لکھتے ہیں ...... مدرسہ صوبجات متحدہ کے چند ان گنے چنے مدارس میں سے ہے جہاں علوم عربیہ و دینیہ کی تعلیم کما حقہ دی جاتی ہے اس وقت جب کہ ملک میں دینی تعلیم روز بروز روبہ تنزل ہوتی جا رہی ہے اور دیگر مدارس میں طلبہ کی تعداد یوماً فیوماً کم ہوتی جا رہی ہے اس مدرسہ میں طلبا کی علمی سرگرمی کا نتیجہ معمول جاری ہیں (روداد ۱۳۵۹ھ)

دارالعلوم سے جامعہ تک حضور حافظ ملت نے دارالعلوم اشرفیہ ہی کو منزل آخر نہیں سمجھا بلکہ آپ اسلامیان ہند کی دینی و علمی ضرورتوں کا صحیح اندازہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ ایک ایسی عظیم دینی درسگاہ کی ضرورت ہے جہاں طلبہ کو علوم اسلامیہ کی مکمل جامع تعلیم کے ساتھ ساتھ عہد حاضر کے بدلتے ہوئے ماحول میں اسلامی علوم و فنون کی حفاظت اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اور مسائل کو حل کرنے کے لئے جدید فنون سے بھی آراستہ کیا جائے

حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اس عظیم منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا پختہ ارادہ کر لیا جو ایک عظیم جماعت کا کام تھا لیکن حافظ ملت کی بے مثال شخصیت تنہا اس میدان میں اتر پڑی اس تحریک کی راہ میں رکاوٹیں بھی پیش آئیں سنگین حالات بھی پیدا ہوئے مگر اخلاص و ایثار کا پیکر حالات کی سنگینی اور ناسازگاری روزگار سے کبھی ہراساں نہ ہوا۔ سخت مشکلات میں بھی اپنی دھن اور لگن میں آگے بڑھتا رہا ملک کی رائے عامہ نے اس عظیم تحریک پر پرجوش صدا [illegible]

(باقی صفحہ ۳۸۹ پر ملاحظہ ہو)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت زندہ باد

جناب سالک گورکھپوری

زندہ باد اے رہبرِ راہِ طریقت زندہ باد
زندہ باد اے مشعلِ رشد و ہدایت زندہ باد

زندہ باد اے صاحبِ صد جاہ و حشمت زندہ باد
زندہ باد اے حاملِ قرآن و سنت زندہ باد

زندہ باد اے مظہرِ حق و صداقت زندہ باد
زندہ باد اے رہنمائے علم و حکمت زندہ باد

تیرے علم و فضل کی ممنون ہے انسانیت
اے سریر آرائے بزمِ آدمیت زندہ باد

گونجتی ہے تیرے نغموں سے فضائے کائنات
زندہ باد اے بلبلِ باغِ رسالت زندہ باد

اہلِ علم و فضل کہتے ہیں تجھے شیخ الحدیث
اے اتالیقِ احادیثِ نبوت زندہ باد

عالمِ دینِ متیں بھی حافظِ قرآں بھی تو
رازدار و محرمِ اسرارِ فطرت زندہ باد

مصلحِ انسانیت بھی رہبرِ کامل بھی تو
اے ضیائے مشعلِ بزمِ ہدایت زندہ باد

گلستانِ دو جہاں ہے تیرا ممنونِ کرم
اے گل و گلزارِ دیں کے رنگ و نکہت زندہ باد

شمعِ ایماں سے ہر اک دل کو منور کر دیا
اے فروغِ بارگاہِ اہلِ سنت زندہ باد

حافظا! اے مونسِ ملت پاسبانِ دینِ حق
اے خدی خوانِ وقارِ دین و ملت زندہ باد

میری جانب بھی خدارا اک نگاہِ لطفِ خاص
اے سراپا رحمت و سرتاجِ حکمت زندہ باد

بخش دی بیعت کی دولت سالکِ بے مایہ کو
زندہ باد اے محترم پیرِ طریقت زندہ باد

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بہ عبد القادری

تعلیمی کانفرنس

حافظ ملت کے اخلاص و عزیمت کی عظیم جلوہ گاہ

۲۰/۲۱/۲۲ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ ۵/۶/۷ مئی ۱۹۷۲ء کو الجامعۃ الاشرفیہ (عربک یونیورسٹی) کے مجوزہ خطۂ زمین پر تعلیمی کانفرنس ہوئی حضور حافظ ملت کی روحانی عظمتوں کے معترف ان تاریخی اجلاس اور بامقصد کونشن کو ہندوستان کا اہل علم سنی طبقہ کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ اس خلد منظر کانفرنس کا ایک خاکہ جو ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ کی ڈائری میں محفوظ تھا نذر قارئین ہے۔ یقیناً آپ کو بھی اعتراف کرنا ہوگا کہ حافظ ملت جیسی شخصیت کے لئے اس مصرعہ کا جواز باقی ہے

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

محب محترم ذوالمجد والکرم زیدت معالیکم

دعوات وافرہ متکاثرہ متزائدہ وسلام مسنون محبت تام۔

معلوم ہوا آپ کے جذبات صادقہ قابل تحسین ہیں۔ اس سے بے اندازہ مسرت ہوئی کہ آپ اسی وقت اپنا کام چھوڑ کر کانفرنس کے کام کے لئے مبارکپور آنا چاہتے ہیں۔ یہ اشرفیہ سے پوری وفاداری کا ثبوت ہے بلاشبہ آپ اشرفیہ کے سعادت مند فرزند ہیں۔ مولا تعالیٰ نعم دعا فر

حافظ ملت ... فقیر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

آپ کی عمر میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے دین پاک کی نمایاں و شاندار خدمات کی توفیق رفیق بخشے ہمیشہ بصحت وسلامتی شاد و آباد رکھے آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

کانفرنس کا پہلا کام اس کے مصارف کی فراہمی تھی۔ خرچ کا اندازہ پچیس ہزار ہے (یہ ابتدائی اندازہ ہے ورنہ ۳۳ ہزار رہا) یہ مصارف صرف مبارکپور ہی سے پورا کرنے کے عزم پر چندہ شروع کیا بفضلہ تعالیٰ قوم بیدار ہوگئی پچیس ہزار کی وصولی پر ختم کر دیا الحمد للہ۔ چندہ کی وصولی ایک تاریخی ہے الفاظ اس کیف کے حامل نہیں مسلمانانِ مبارکپور میں یہ جوش اور جذبہ ہے کہ پانچ مسلمانوں نے پانچ تعلیمی کمروں کی تعمیر کا بھی اعلان کر دیا امید ہے کہ پانچ اور تیار ہو جائیں گے۔ ہر کمرے کا اسٹمٹ کم از کم (ESTIMATE) پانچ ہزار روپیہ ہے۔ یہ غربائے اُمت تن من دھن کی بازی لگا رہے ہیں۔ یہ آپ کی خوشی کے لئے لکھ دیا ہے) اخبارات میں مضامین جا رہے ہیں اشتہارات بھی طبع ہو رہے ہیں آپ کانفرنس سے ایک ہفتہ پیشتر آ جائیں تاکہ آپ کے مدرسہ کا زیادہ نقصان نہ ہو۔ خصوصی احباب کو دعوت دیں کہ وہ کانفرنس میں شرکت کریں۔ اراکین سید العلوم کی خدمت میں سلام مسنون۔ فقط عبدالعزیز عفی عنہ

حضرت حافظ ملت کا یہ مکتوب مجھے ۱۰ مارچ کو موصول ہوا جذبۂ شوق کی آگ اور بھڑک اٹھی۔ یوں تو احباب کے خطوط سے مبارکپور اور کانفرنس کے حالات برابر موصول ہوتے رہتے تھے اور میں ہیرا پنج میں رہ کر بھی ذہنی طور پر خود کو مبارکپور میں پاتا تھا حضرت کے اس مکتوب نے مجھے سراپا اشتیاق بنا دیا۔

سُننے والوں کو مبارک داستانِ کوہِ طور

دیدۂ دل کاش ہم خود وہ تماشا دیکھتے

۳۰ رمئی کی سہانی شام تھی جب میں محمد آباد سے مبارکپور کے لئے بس پر بیٹھا۔ پوسٹ آفس کی عمارت کے پیچھے سورج روپوش ہو رہا تھا شعاعیں اپنا دامن سمیٹ رہی تھیں۔ اور ملگجی اندھیرا دھیرے دھیرے اپنا شامیانہ دراز کر رہا تھا بس ایک تو لیٹ تھی ہی دوسرے کنڈیکٹر اور ڈرائیور جانے کہاں غائب تھے۔ ایک ایک منٹ مجھے یگ کے لگ رہا تھا اور شاید پہلی بار مجھے ڈرائیور و کنڈیکٹر پر اتنا غصہ آیا تھا۔ اس لئے کہ میں مبارکپور جا رہا تھا جہاں کے در و دیوار ایک مردِ خدا کی آواز پر جی اٹھے ہیں۔ جہاں کے ذرہ ذرہ سے آج بیداری کے نغمے اُبل رہے ہیں۔ جہاں کے بسنے والوں نے اپنا مستقبل ایک جفاکش مجاہد کے ہاتھوں میں دے ڈالا ہے جس کا شعور آگہی دیکھنے کے لئے میں مہینوں پیشتر آمادۂ سفر تھا۔ لیجئے خدا خدا کر کے بس چل پڑی مگر رفتار بہت کم ہے اس سے تیز تو میں دوڑ سکتا ہوں اندر سے آواز آئی خدا خدا کر کے آدھے سے زیادہ راستہ طے ہو چکا۔ شام کے دھندلکے میں میں مبارکپور کی آبادی کو گھور گھور کر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر آبادی کے باہر سڑک کے بائیں جانب سیکڑوں آدمی پھاوڑے سنبھالے ہوئے زمین کھودنے میں مصروف ہیں یا مظہر العجائب۔ اتنے سارے مزدور اور اس وقت زمین کھود رہے ہیں یہ کیا ماجرا ہے۔ بس کے ایک مسافر نے مجھے تعجب سے باہر جھانکتے ہوئے دیکھ کر فرمایا یہ عربی یونیورسٹی کی زمین ہے جہاں تعلیمی کانفرنس ہونے والی ہے۔ اور یہ زمین کھودنے والے مزدور نہیں ہیں یہ مبارکپور کے مسلمان ہیں جو دن بھر اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور رات کو کانفرنس کے لئے زمین برابر کرنے کے واسطے پھاوڑے سنبھال لیتے ہیں دن میں اپنے شکم کی روزی کا بندوبست کرتے ہیں اور سورج ڈوبتے ہی قلب و روح کی غذا حاصل کرنے کے لئے میدان عمل میں کود پڑتے ہیں۔

فراوانِ محبت را نمی باشد گراں را ہے
بہ بیشش سہل زرگرد و رہ شیشۂ عمر تیشہ

میں نے قریب سے دیکھا تو انسانوں کا ایک جم غفیر ہے جو اسلامی علم و تمدن کا ایک شہر بسانے کے لئے زمین ہموار کر رہا ہے۔ ایک جذبہ ہے جو ہر ایک کی حرکتوں سے پھوٹا پڑ رہا ہے ایک امنگ اور حوصلہ ہے جو پیمانۂ عمل میں چھلک رہا ہے۔

اب میں مبارکپور پہونچ چکا تھا۔ وہاں کے کوچہ و بازار میری نگاہوں کے سامنے تھے۔ وہاں کی آباد سڑکیں جن پر اسلامی کرنوں کی تابانی صاف نمایاں تھی حضور حافظ ملت کے والد گرامی کے بقول مبارکپور میں مجھے اسلام نظر آرہا تھا۔

کہیں آباد ہوگا کوئی پیمانہ کسی دل کا
یہ وہ مے ہے جو ہر شیشہ میں چھلکائی نہیں جاتی

سب سے پہلے غیر ارادی طور پر میں اشرفیہ کی عمارت قدیمہ کی جانب چل پڑا جو دور طالب علمی میں میرا مسکن تھا۔

سامنے وہ کی جانی پہچانی خام عمارت کھڑی ہے۔ اور میں قدم بہ قدم بڑھ رہا ہوں ایسا لگتا ہے کہ تین سال کا زمانہ سمٹ کر ایک نقطہ میں منجمد ہوگیا ہے اور وہ سیاہ نقطہ میری نگاہوں سے اوجھل ہوا جاتا ہے۔ چند سال پرانی یادوں میں ——— Golden period of the life ذہن بہا جا رہا ہے

وہ مجلسیں، وہ خوش فعلیاں اور طالب علمی کے زمانہ کا وہ آزاد ماحول (ذلقہم خوشی) جس میں، نہ غم ماضی نہ فکر فردا۔ اپنے احباب کی مجلسیں دوستوں کی نشستیں بیک وقت ان تمام کے دریچے ذہن و دماغ پر کھل گئے۔ پہلا قدم دروازہ کے اندر پڑا السلام علیکم کا اسلامی تحفہ پیش ہوا۔ اور چاروں طرف سے مسکراتے چہرے اور چمکتی آنکھیں خلوص و وفا کا ساون برسا گئیں۔ سید شمیم گوہر الہ آبادی نے مصافحہ کیا تو ہاتھ چھوڑتے ہی نہیں کہ دوسرے حضرات سے بھی مصافحہ ہو۔ دماغ کی رگوں میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کا وہ مفہوم تیرنے لگا کہ مصافحہ کرنے والے سے ہاتھ خود نہ کھینچ یہاں تک کہ وہ چھوڑ دے۔ اخلاص انسانی کے تقاضوں کو پیش کرتی ہوئی اس حدیث پاک کا صحیح مقام اب میری سمجھ میں آچکا تھا اور میں دل ہی دل میں کسی شاعر کے اس شعر کا ورد کر رہا تھا۔

بے سبب ترک تعلق میں بھی رسوائی ہے
الجھے دامن کو چھڑاتے نہیں جھٹکا دے کر

محب محترم سید اصغر امام، رضوان گیاوی اور دیگر تمام بہی خواہوں سے ملاقات کرنے کے بعد ایسا لگا جیسے مجھے کوئی دولت لازوال مل گئی ہو۔ بچھڑے ہوئے دوستوں کا ملنا بھی واقعی خدا کی ایک ایسی بے بہا نعمت ہے جس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔

میں ایک بار پھر اپنی کھوئی ہوئی جنت میں پہونچ گیا تھا جس سے جدا ہو کر اس کے دلکش سحر و شام کا تصور جزو زندگانی بن چکا تھا۔ جس باغ فردوس سے جدا ہوتے وقت ہم نے اپنی درد بھری آواز دنیا والوں کو یوں سنائی تھی۔

ہم بھلا سکتے نہیں تیری محبت تیرا پیار، یہ علم کا ساغر لبوں تک تیرا لایا بارہا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

شوخئ بیجا سے اپنا روٹھنا بے اختیار ٭ باوجود اسکے بھی تو نے ہمکو رکھا ہمکنار

آج فرقت کے سوا بھی درد کیا کیا دے چلے

مادر علمی ترے لطف و مروت کی قسم ٭ یاد کرکے ماتا تیری بہت روئینگے ہم

کہہ رہے ہیں یہ ترے فرزند سب با چشم نم ٭ بھول مت جانا اگرچہ دور ہوجائینگے ہم

زخم سینوں پر کلیجوں پر لئے جائے چلے

اب ایکبار پھر میں اس خیال سے بے نیاز تھا کہ مجھے کوئی طاقت اس بہارستان علم و دانش سے جدا کردیگی، غموں کے سائے چھنٹ چکے تھے یاسیت کی سموم ہوائیں کہیں روپوش ہوچکی تھیں۔ اب تو میں تھا اور باغ فردوس کا دامن سدا بہار جس نے برصغیر ہند میں ہر چہار جانب اپنے گلدستے بکھیر رکھے ہیں جن گلدستوں کی مشک بیزیاں شامۂ ایمانی کو تر و تازہ کر رہی ہیں بے محابا لبوں پر دل کا ارمان ابل پڑا اور میں بول ہی پڑا اے مادر علمی

میں تجھ سے دور ہو کے زمانہ سے دور تھا
مجبور تھا شکست تمنا سے چور تھا
جس حال میں بھی تھا ترا شیدا ضرور تھا
کچھ طول انتظار ہے تو ہو نہ بدگماں

جیسے کوئی دودھ پیتا بچہ آغوش مادر میں ہمکتا ہوا پہنچ جائے اور ماتا کی شیرینی کو پہچان کر اپنی فطری لگاوٹ سے سب کچھ کہہ ڈالے اور سارا ماحول دیدۂ حیراں بنا رہے۔ بالکل اسی طرح میں بھی اس ماحول سے کچھ کہہ رہا تھا اور قریب بیٹھے ہوئے احباب میری زبان کے بول پر کان دھرے ہوئے تھے مگر واردات دل سے قطعی نا آشنا۔ اے اشرفیہ اے قندیل رہنمائی جس نے منزل نا آشنا کو قافلۂ کارواں بنا دیا جس نے تہی مائگان تہذیب کو زندگی کا شعور عطا کردیا۔ اے وہ معلم جس کے دامن سے لپٹ کر گم کردہ راہ رہبر کامل بن گئے اے وہ کریم جس کی عطا سے بھکاری داتا بن گئے تیری آغوش وہ ہے جس نے ماتا کی جگہ اپنے خلوص کے دیپ جلا دیئے تیرا گہوارہ وہ ہے جس نے ہمیں باپ کا پیار بھلانے پر آمادہ کردیا۔

اس گلستان زار میں ہو بہو بکھر خوشی سے بےخود ہو رہا تھا محب مخلص نعیم اعجازی نے شانہ پر ہاتھ رکھدیا اور گویا میں خواب سے بیدار ہو پڑا۔ چند ثانیہ بعد ہم لوگ مبارکپور کے اس محلہ کی جانب بڑھ رہے تھے جدھر سے نعت خوانی کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ محبت بھرا انداز۔ لازوال نغمے ــــ!

مبارک پور کے چندہ کا تو بیان ہی کیا۔ بقول علامہ ارشد القادری ساری دنیا پر چندہ گویا مسلط کیا جاتا ہے اور اہل مبارکپور خود چندہ پر مسلط ہوتے ہیں (اپنے جذبۂ ایمانی کے طفیل) کانفرنس کے موقع پر تو یہ جوش و خروش کچھ اور ہی رنگ اختیار کرچکا تھا جس کی داستان جستہ جستہ مجھے بہرائچ میں بھی پہونچتی رہتی تھی۔ آج خوش نصیبی سے آنکھوں کے سامنے وہ کیف آور منظر آنے کو تھا۔ چندہ تو اب شاید بند ہوچکا ہے۔ میں نے حضرت حافظ ملت کے مکتوب کا حوالہ دیتے ہوئے پوچھا!

اراکین کمیٹی نے اپنی جانب سے تو ضرور چندہ بند کردیا ہے مگر لوگوں کے جوش و خروش کو کیا کیجئے کہ خود چندہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ بعض بعض گھروں سے تو کئی کئی بار چندہ کرنے کی درخواستیں آئی ہیں۔ میرے سوال کا جواب دیتے ہوئے محترم نعیم اعجازی نے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

متعدد دل افروز واقعات سنا ڈالے جن کی مثال قرونِ اولیٰ کی داستانوں میں تو ضرور ملتی ہے مگر آج کا زمانہ ایسے شواہد سے خالی ہے۔

کانفرنس کا چندہ شروع کرتے وقت الجامعۃ الاشرفیہ کے بانی حضور حافظ ملت نے ایک سو ایک روپے عطا فرمائے یوں آغاز ہوا۔ اور مسلمانانِ مبارکپور اپنی گاڑھی کمائی راہ حق میں نثار کرتے رہے نوادہ کے ایک سرفروش نے ڈیڑھ ہزار کی خطیر رقم دی۔ اور دوسرے روز اسی محلہ کے باقی حضرات کے پاس لوگ چندہ کے لئے گئے تو اس جانباز نے پھر اپنے گھر بلایا۔ اور سیکڑوں روپے پھر حاضر کئے۔ حضرت حافظ ملت کے روکنے کے باوجود کہ آپ بس کریں۔ خدا جزائے خیر دے۔ یہ آپ کی استعداد سے باہر ہو رہا ہے مگر اس دیوانہ دین نے اپنی فدائیت جاری رکھی اور آخر میں ایک کپڑے کی بندھی ہوئی پوٹلی جو دیکھنے میں وزنی معلوم ہو رہی تھی لاکر حافظ ملت کے قدموں میں ڈال دی۔ اور بولا۔ حضور! میری زندگی کا وہ قیمتی سرمایہ ہے جسے میں نے ہمیشہ اپنے سینے سے لگا رکھا۔ واقعہ یوں ہے کہ مجھے بچپن سے پرانے سکّے اور اشرفیاں جمع کرنے کا شوق تھا اور اب جبکہ جسم کے بال سفید ہو چلے ہیں اور یہ شوق بھی پایۂ تکمیل کو پہونچ چکا ہے۔ میں الجامعۃ الاشرفیہ کے لئے اپنی یہ عزیز متاع آپ کے قدموں میں ڈالتا ہوں۔ قبول فرمائیں۔

سرفروشی کا یہ جذبہ واقعی رقت انگیز تھا جس نے اسلامی فدائیت کی تاریخ پھر سے زندہ کردی تھی۔ اشرفیہ کے ناظم اعلیٰ قاری محمد یحییٰ صاحب، بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب، دیگر تمام بزرگوں کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ حضور حافظ ملت کی تو ہچکی بندھی ہوئی تھی حافظ ملت نے ...

واللہ عجیب جذبات ہیں۔

اُن کے قدموں پہ دل وجاں کو فدا کر دیتا
ایک سجدہ تو محبت کا ادا کر دیتا

کانفرنس کے موقع کا چندہ اپنے دامن میں اس قسم کے سیکڑوں واقعات سمیٹے ہوئے ہے جس کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔

اب ہم لوگ چندہ گاہ تک پہونچ چکے تھے۔ پیر طریقت حضرت حافظ ملت مفتی اشرفیہ بھی پاس ہی تشریف فرما تھے نعت خوانوں کی ایک جماعت اس وقت ایک مدحیہ قصیدہ پڑھ رہی تھی۔

چاند سورج کی جب تک روانی رہے
میرے حافظ تری زندگانی رہے

صاحب خانہ دونوں ہاتھوں سے دولت لٹا رہے تھے کبھی مٹھی بھر بھر کر نوٹوں کی بارش کرتے اور کبھی عورتوں کی طرف سے سہرے کے دھاگوں میں گندھے ہوئے روپئے پیش ہوتے۔ نعرۂ تکبیر و رسالت کی گونج برابر سنائی دیتی اور یہ دلفریب منظر دیکھنے کے لئے لوگ بڑے ذوق وشوق سے جمع تھے تقریباً بارہ بجے تک ایک ہی گھر چندہ ہوتا رہا۔ اور دل والے تھی نے خدا کی راہ میں ہزاروں روپئے بہادئیے۔

رات مدرسہ قدیم میں گزاری اور صبح ہی یونیورسٹی کی زمین دیکھنے پہنچا تو معلوم ہوا کہ علامہ ارشد القادری بھی تشریف لا چکے ہیں اور کانفرنس کی تیاری اور زور پکڑ چکی ہے سامنے ۱۰ ایکڑ زمین کا منظر تھا (CRE آلمرہ ۱۰) جسے لمبی لمبی لکڑی کی بلیوں کے ذریعہ احاطہ کردیا گیا تھا مغربی حصہ میں شمال سے متصلاً ایک چبوترہ سا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نظر آیا جو دور سڑک سے واقعی ایک پیچ در پیچ معلوم ہوتا تھا۔ رنگ بدل کر رکھا تو بیسوں آدمی اُسے مٹی سے لیپ رہے ہیں یہ جامعہ اشرفیہ کا اسٹیج ہے جانے ہیں ایک لاکھ سے زائد اشخاص بیٹھ سکیں گے۔ اسٹیج بنانے کی ذمہ داری محلہ نوادہ کے مسلمانوں نے لے رکھی تھی۔ آگے بڑھا تو ناظم اعلیٰ صاحب خود ہاتھ میں پھاوڑہ سنبھالے دوسرے سیکڑوں آمادۂ کار نوجوانوں کو ہدایت دے رہے ہیں۔ میری رگوں میں خون کی گردش تیز ہو گئی اور یہ سوال بھی ذہن میں کھانے لگا کہ علامہ ارشد القادری اور ناظم اعلیٰ جیسے جلیل القدر حضرات کیسے اپنے جامہ و تن کو مٹی سے آلودہ کر رہے ہیں اور یہ ارشد القادری تو کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہے۔ فوراً میں نے بھی بڑھ کر پھاوڑہ سنبھالا اور جوش محبت میں دو چار ضربیں لگائی ہیں۔ مگر وہاں لگانے والی سخت مٹی جس پر پھاوڑہ پڑے تو ٹھنک کر دور ہٹ جائے۔ علامہ ارشد کی نظر مجھ پر پڑی تو مجھے دوسرا کام سونپ دیا اور میں دوپہر تک بہت سے احباب کے ساتھ سرکاری روڈ سے اسٹیج کی سمت کھڑنجی کی دیوار تعمیر کرتا رہا (Establase) چونکہ میں نے جامعہ عازیہ سے ایک ہفتہ کی رخصت اسی لئے لی تھی کہ مبارکپور پہونچ کر ان کاموں میں ہاتھ بٹاؤں اس کا احساس کر کے میں اور تندہی کے ساتھ مصروف رہا دوپہر کا کھانا کھا کر مجھے اعظم گڑھ جانا تھا جہاں محترم مولوی ساحل اعظمی صاحب چند روز پیشتر دلی سے واپس ہوئے تھے اور ان کے والد گرامی کی طبیعت خراب تھی ان حضرات کی مزاج پرسی بھی میرا فرض تھا۔ دوسرے روز اپنے استاذ گرامی برق اعظمی سے ملاقات کر کے لوٹا تو عصر کی نماز ہو چکی تھی۔ فجر کی نماز حضور حافظ ملت کی اقتداء میں ادا کی۔ جب

سورج کی نقشیں شعاعیں بلند میناروں کی طرح خط مشرق سے رونما ہو رہی تھیں۔ تو میں آقائے نعمت حافظ ملت کی دہلیز کو اپنی عقیدت کی پلکوں سے جھاڑو دے رہا تھا۔ پیچھے میں سید ب عقیدت کی روحانی آنکھوں میں فدائیت کی چمک دمک لئے ہوئے میں نے جو کشت پیری کا قدم کانپ اٹھا اور پورے جسم میں ایک لرزہ سا محسوس ہوا آج جب کہ صرف مبارکپور ہی نہیں پورے ملک (Country) میں الجامعۃ الاشرفیہ تعلیمی کانفرنس اور حافظ ملت کو وہ مختلف نظریات (Theories) کی صورت دے دی گئی ہے۔ ایک طبقہ (one sect) وہ ہے جس کے سامنے اس بوڑھے مجاہد کی چالیس سالہ زندگی کھلی ہوئی کتاب کی طرح رکھی ہوئی ہے جس کا ہر باب کامل اور مکمل ہے۔ یہ طبقہ طویل تجربہ کی بنیاد پر الجامعۃ الاشرفیہ کے لئے اپنے تن من اور دھن کی بازی لگانے پر آمادہ ہے۔ یہ طبقہ جانتا ہے کہ جس کردار کے غازی نے شدید مخالفتوں (opposition) کے دور میں جب کہ مبارکپور کی آبادی پہ نام نہاد مسلم جماعت اہل دیوبند کا تسلط تھا مخالفین کا تن تنہا مقابلہ کیا اور عظمت رسول کا پرچم سربلند کر دیا جس کا انجام یہ ہوا کہ چالیس روز کے متواتر مناظرہ کے بعد مبارکپور کے شیعہ مسلمان وارد عظیم فہیم احمد نے خود مجمع عام میں کھڑے ہو کر صاف لفظوں میں فیصلہ سنا دیا کہ میں نے مناظرہ کے پورے مناظرے دیکھے اور فریقین کی بحث سنی اور آج اس حقیقت کا اظہار کرتا ہوں کہ فتح حافظ صاحب کی ہے۔ کہاں تو یہ پوری آبادی وہابیت کے دھارے پہ جا لگی تھی کہیں ایکا ایکی ایسا رخ بدلا کہ معدودے چند مختوم القلوب کے علاوہ ہر سینہ ناموس رسالت کی عظمتوں سے لبریز ہو چکا تھا۔ اور شقاوتوں کا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

وہ سب ماحول جو مخالفوں کی گھن گرج سے گونج رہا تھا اب بیاباں بن چکا تھا۔ سچ ہی کہا گیا ہے۔

وہی زمانہ کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے عمر جاوداں پیدا

پینتیس سال پہلے کا وہ مبارکپور دیکھنے والے اب بوڑھے ہو چکے تھے۔ ان بوڑھوں نے اپنی نسلوں کو صدر الشریعہ کے اس روحانی فرزند کے پُروقار ماضی کی داستانیں سُنائی تھیں۔ اس وقت کے بچے اب جوانی کی سرحدیں عبور کر رہے تھے۔ ان کی آنکھوں نے دیکھ رکھا تھا کہ جس کی کوششوں نے ایک مکتب کو عظیم الشان دار العلوم کا روپ دیا ہے آج وہ اسی دار العلوم کو عالم اسلام کی مایہ ناز یونیورسٹی بنانا چاہتا ہے۔ اگر اس کے نقشہائے قدم دیکھ کر ساتھ ساتھ ہم بھی ہو لئے تو یقیناً یہ ہمارے مستقبل کی تابناکی کا ثبوت ہوگا۔

دوسرا گروہ (The second) وہ ہے جس کی پشت پناہی بہ حیثیت دشمن عناصر کا ہاتھ رہا ہے اور حافظ ملت کی مقبولیت اور شہرت جو صرف ان کے خلوص عمل کا ثمرہ تھی شپرہ چشمی سے دیکھا ہے۔ حافظ ملت کا ہر قدم ان کی بغض و حسد بھری آنکھوں میں خار مغیلاں بن کر کھٹکتا رہا۔ کہیں یہ پروپیگنڈہ کہ اشرفیہ اب عزیزیہ بن جائے گا۔ کہیں یہ ہوائی کہ قانون کی رو سے مجوزہ یونیورسٹی حافظ صاحب کی ملکیت بن جائے گی۔ ایک طرف اس قسم کی مخالفانہ ہوائیں ماحول کو گرماتی رہیں۔ دوسری طرف مخلص دینداروں میں عربی یونیورسٹی کی تحریک زور پکڑتی گئی۔ مخالفت کے نشہ میں اپنے بازوؤں نے جواب دے دیا تو ان لوگوں کے دروازے بھی کھٹکھٹائے گئے۔ جن کے متعلق کبھی لا تنجی السوء هم ولا ناکلوهم کا عکس زبانوں پر جاری ہو گیا تھا۔

ذہن و فکر کو متوازن سطح پر لا کر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ بغض و حسد ایسی لعنتیں ہیں جو نفاق اور بغاوت، دشمنی اور عداوت، مخالفت و معاندت وغیرہ شکلوں میں آگئی ہیں۔ اور جنگل کی کانٹے دار جھاڑیوں کے مانند پورے سماج میں پھیل جاتی ہیں۔ مخالفت بڑھتی ہے تو سطحی ذہنوں سے حق و ناحق کے راستے گڈمڈ ہو جاتے ہیں دشمنی اور عداوت ترقی کرتی ہے تو شخصی نقصان سے بلند ہو کر معاشرتی دیواروں میں شگاف پڑ جاتا ہے نفاق کو فروغ ملتا ہے تو دینوں کا نور بجھ جاتا ہے۔ بغاوت جنم لیتی ہے تو علمی رشتہ کو کمزور کر دیتی ہے۔ الامان والحفیظ۔

اپنے تصور میں نہ جانے کتنے نقوش لئے ہوئے ہیں ایک کچے مکان کا دروازہ عبور کر رہا تھا یہ کیا مکان! حافظ ملت کی روحانی بلندی کی داستان بھی یہیں سے شروع ہوتی ہے سیکڑوں سال پرانی یہ دو منزلہ عمارت (Double Storied) جس کی دیواریں کچی اینٹوں سے بنی ہوئی ہیں اور کھپریل کی چھت ہے۔ شمالی رُخ کا دروازہ ہے۔ اندر جا کر جنوب میں دو چھوٹے کمرے اور بیچ کے علاوہ ہر سہ جانب مختصر دالان جو لکڑی کے کھمبوں پہ قائم ہے جنوبی طرف دالان میں پچھم طرف ایک چارپائی ہے اور اس سے قریباً متصل ہی ایک تخت پڑا ہے جو بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام دیتا ہے۔ اس کے آگے بڑھئے تو ایک کچا چولھا جس سے کبھی لکڑیاں جلا کر وضو کے واسطے پانی گرم کر لیا جاتا ہے اور کبھی چائے بنائی جاتی ہے مختصر آنگن میں ایک طرف غسل خانہ ہے مشہور ہے کہ حضرت حافظ ملت کی تشریف آوری سے قبل اس مکان

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں کوئی شخص ایک رات نہیں گزار سکتا تھا۔ مبارکپور کے بڑے بوڑھوں کے بقول یہ مکان ایک درجن سرکش جنوں کا مرکز تھا کسی زمانہ میں اس مکان کا مالک ہندو سوداگر تھا جس نے انھیں اسباب سے تنگ آکر اونے پونے بیچ دیا۔ اس کے بعد جس نے بھی اس میں رہنے کا قصد کیا رات کو صحیح سالم مکان میں سویا مگر صبح کو کسی گلی کوچے میں آکر گرا پایا گیا۔ بدروحوں، جنوں، بھوتوں کی ساری داستان اسی روز سے سرد پڑ گئی جس روز حضرت حافظ ملت نے اس میں قدم رکھا۔ یہ وہی مکان ہے آنگن میں میرا پہلا قدم پڑا اور سامنے تخت پر ایک نورانی شبیہ نظر آئی نظریں جھکی ہوئی۔ اور ہاتھ میں قلم متحرک۔

معبود کی درگاہ میں کٹتی ہوئی راتیں
مخلوق کی خدمت میں گزرتے ہوئے ایام
کردار کے غازی کو ہے دن رات برابر
نخچیر ہیں فتراک میں اسکے سحر و شام

میرے سلام کی آواز سنی تو نظر اٹھائی اور چہرہ مروت سے کھل اٹھا۔ میں نے بڑی تیزی سے بڑھ کر ان پیروں کو چوم لینا چاہا جن کی برکتوں نے مبارکپور کا مقدر بدل دیا اتنی دیر میں آپ کھڑے ہو گئے تھے میں نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا اور میری آنکھیں ان ہاتھوں کی تسکین بخش ٹھنڈک محسوس کر رہی تھیں پھر حضرت نے کمال شفقت سے مصافحہ فرمایا۔ اور دعائیں دیں

اس بندۂ حقیر پہ یہ بارش کرم
منہ دیکھتا ہوں رحمت عاجز نواز کا

پدرانہ عنایات کی حلاوت بھیگے ہوئے الفاظ میری خیریت پوچھ کرتے رہے اور میں لذت تخاطب کی موجوں میں بہا جا رہا تھا۔ باہر کے تمام ہنگامے میرے پیچھے رہ گئے تھے اب میں ایسے ماحول میں پہنچ چکا تھا جہاں بلا کا سکوت تھا۔ بے پناہ طمانیت تھی سیکڑوں بار کا دیکھا سادہ چہرہ آج مجھے کچھ مبہم سا لگ رہا تھا۔ ٹکٹکی باندھے میں دیکھتا ہی رہا۔ بے پناہ ٹھہراؤ بڑی آسانی سے پڑھا جا سکتا تھا یا خدا کیا یہ وہی ذات ہے جس نے اشارہ ابرو سے ماحول کے غلط دھارے کو صحیح رخ دے دیا جس نے قوم کے دکھ درد کو شربت سہل کی طرح پی لیا جس نے سنگلاخ ذہنوں کو موم کی طرح نرم کر دیا۔ دماغ کی رگیں چٹک رہی تھیں۔ اور میں منجدھار میں پھنسے ہوئے کسی بے سہارا انسان کی طرح ساحل پر پہونچنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ جس ہیجانی وقت میں میں حضور حافظ ملت سے نیاز حاصل کرنے گیا تھا۔ اس کا تقاضہ تو یہ تھا کہ پیشانی پر شکن۔ چہرہ غمزدہ۔ آنکھیں متفکر دماغ الجھا ہوا محسوس ہوتا مگر یہاں تو نہ کسی قسم کا تفکر ہے نہ غم اور پریشانی۔ اطراف و جوانب کی ساری دنیا ایک کشمکش کا شکار ہے مگر آپ کے رخسار پر طمانیت کی ایسی جھلک نظر آ رہی تھی جیسے قدرت کی خاموش زبان نے ان کے کانوں کو فقد فاز فوزاً عظیما کی خوشخبری سنا دی ہو

موج دریا سے یہ کہتا ہے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

سامنے خطوط کا ایک پشتارہ لگا ہوا ہے۔ قلم اب بھی حرکت کر رہا ہے ساتھ ہی مجھ سے پیش آمدہ مسائل پر گفتگو بھی کرتے جا رہے ہیں۔ میرے اپنے حلقۂ واقفیت میں اشرفیہ یونیورسٹی سے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سے متعلق کیا رجحانات پنپ رہے ہیں۔ اس سوال کا جواب میں نے وضاحت سے دیا۔ تو آپ سنبھل کر بیٹھ گئے۔ اور میری طرف تحسین آمیز انداز میں نظر اٹھائی۔ دوران گفتگو میرے اس مکتوب کا بھی تذکرہ ہوا جو طلب علم ہو میں نے ڈاکٹر بشیر مصباحی کے توسط ایک ماہنامہ کی بابت بھیجا تھا۔ میں نے اپنے اس مکتوب میں اتنے عظیم ادارہ کے لئے ایک ماہنامہ کی ضرورتوں پہ زور دیا تھا۔ آپ نے جواب دیا کہ رسالہ جاری ہوگا اور ضرور جاری ہوگا۔ مگر اس غیر مستقل انداز میں نہیں۔ جس طرح سنیوں کے اور رسالے چار دن کی چاندنی دکھا کر روپوش ہو جاتے ہیں۔ رسالہ کا اجرا ایک مستقل کام مجھ کر ہوگا۔ اور فی الوقت تو اسے موقوف ہی سمجھنا چاہیئے۔ تاوقتیکہ الجامعۃ الاشرفیہ کا تعمیری کام منتہائے منزل تک نہ پہونچ جائے۔ واٹا تو سات بج چکے تھے۔

دو منٹ شام تک کانفرنس ہال میں رہا۔ جب سورج مغرب میں جھک رہا تھا تو میں مدرسہ قدیمہ کے باہر اپنے ہاتھ پاؤں سے گرد صاف کر رہا تھا۔ اتنے میں حضرت حافظ ملت اپنے دروازہ سے نکلے معلوم ہو رہا تھا کہیں دور کا ارادہ ہے۔ ساتھ میں مولانا اسلم بستوی مولانا غلام محمد عزیزی بھی تھے۔ نظریں جھکائے گذر گئے۔ کچھ دیر بعد میں بنارس جانے کے لئے اسٹیشن پہونچا تو وہاں آپ بھی ٹرین کا انتظار کر رہے تھے۔ گھوسی جلسہ میں جا رہا ہوں میرے سوال پر فرمایا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ بھی جائیں گے۔ اب بھی مخاطب میں ہی تھا۔ میں نے معذرت خواہی کی۔ نہیں حضرت میں گھوسی نہیں چل رہا ہوں میں تو بنارس جا رہا ہوں افسوس کہ حضرت کی معیت میں اپنے وطن کے اس جلسہ میں شرکت نہ ہو سکی۔ ٹرین مئو پہونچی تو سورج کی آدھی ٹکیہ زمین میں دھنس چکی تھی۔ میری ٹرین میں ابھی ڈیڑھ گھنٹہ باقی تھا۔ میں حضرت کو ٹیکسی اسٹینڈ تک پہونچانے کے لئے اسٹیشن کے دادر (Bridge) سے ہو کر گزرنے کے بجائے لائنیں پھاند رہا تھا۔ ٹرین کی لائنوں کا سلسلہ ختم ہوا۔ اور سامنے کی سطح زمین لائن سے کافی اونچی تھی۔ حق رہنمائی ادا کرتے ہوئے میں کود کر اوپر پہونچ گیا۔ مگر اس وقت مجھے یہ خیال نہ رہا کہ میں تو ابھی نوعمر ہوں میرے لئے یہ کود پھاند دشوار نہیں مگر ایک ۷۰ سالہ ضعیف کیسے چڑھ سکتا ہے۔ حافظ ملت نے کمال پھرتی سے دایاں پاؤں اوپر رکھا اور کچھ زور بائیں پاؤں پر کچھ چھڑی پہ دیکر جھٹکے سے اوپر پہونچ جانا چاہا مگر توازن قائم نہ رہ سکا اور اگر اوپر اٹھتے ہوئے بائیں پاؤں کے ساتھ ہی دایاں پاؤں بھی تیزی سے پیچھے نہ کر لیتے تو مجھے ٹیکسی اسٹینڈ پہونچانے کے بجائے ہاسپٹل (Hospital) لے جانا پڑتا۔ یہ اتنی پھرتی سے ہوا کہ میں آگے بڑھ کر سہارا بھی نہ دے سکا۔ اور آپ سنبھلنے کے بعد ہاتھ کے سہارے اوپر چڑھ گئے۔ الحمد للہ۔ آپ نے نہایت متین لہجہ میں فرمایا اور مجھے اقبال کا قول یاد آ گیا۔

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا

بہت دنوں پیشتر مولانا شمس الحق صاحب استاذ فارسی سے سنا تھا۔

راہ طویل و ہموار ⁖ بہتر ز رہ نزد و دشوار

اور آج یہ مقولہ اس شدت سے یاد آ رہا تھا کہ نہ پوچھئے۔ گھوسی جانے کے لئے حضرت کو ایک ٹیکسی پر سوار کیا۔ اور خود واپس ہو رہا تھا کہ اتنے میں اتفاقاً راہ میں حافظ ملت کا ایک بد اندیش ہاتھ میں بڑا سا بیگ لٹکائے آتا نظر آیا۔ دور ہی سے صورت جانی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پہچانی معلوم ہوئی۔ قریب آنے پر میں مخاطب ہوا تو پوچھا کہاں سے؟ میں نے جواب دیا حضرت کو گھوسی جانے کے لئے ٹیکسی پر بٹھانے گیا تھا۔ اس نے کمال طنز سے گھڑی دیکھتے ہوئے ــــــ اجی اب تو مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔؟؟ میں نے مزید سوال وجواب میں وقت ضائع کئے بغیر اپنی راہ لی۔ ٹرین بنارس سٹی پہونچی تو گھڑی کی دونوں سوئیاں بارہ کے مرکز پر گلے مل رہی تھیں۔ میں نے سوچا اب اس وقت نہ تو کسی مسافر خانہ کا دروازہ کھلا ہوگا نہ کسی ہوٹل کا اور ظاہر بات ہے کہ ایسے وقت برادر محترم مولانا عبدالمبین نعمانی کے دولتکدہ پہ جانا بھی غیر مناسب ہے۔ بلا وجہ ان لوگوں کی نیند خراب ہوگی۔ خواہ مخواہ ایک رکشہ پر بیٹھ گیا رکشہ والے نے منزل پوچھی تو بیساختہ منہ سے چھتن پورہ نکل گیا۔ مولانا کے مکان کے پاس پہنچا تو قریب ہی کے کسی مکان میں صلاۃ وسلام کا آخری دور تھا۔ فوراً ہی شیرینی لے کر لوگ منتشر ہونے لگے۔ اس بھیڑ میں مجھے برادر گرامی مولانا محمد احمد بھیروی شیخ الحدیث فیض العلوم جمشید پور اور مولانا نعمانی کی شکلیں پہچاننے میں دشواری نہ ہوئی۔ میں نے تو راہ میں یہ منصوبہ باندھا تھا کہ مولانا کے مکان کے عقب کی عالمگیری مسجد میں رات گزاروں گا۔ فجر میں ملاقات لازمی ہے۔ لیکن واہ رے مقدر ملاقات ہو گئی وہ بھی دو دو دوستوں سے

اے داغ کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

اگرچہ اس وقت آدھی رات گئے بھی میں شکم سیر نہ تھا مگر نہ پوچھیے دو مخلص کرم فرماؤں کی ملاقات نے اس قدر مسرور کیا کہ ہر غم غلط ہو گیا سفر کی تھکن کافور ہو گئی مولانا بھیروی بھی تعلیمی کانفرنس میں شرکت کے لئے چند احباب کے ساتھ جمشید پور سے تشریف لا رہے تھے۔

صبح طباعت کے سلسلہ میں مولوی ذکی اللہ صاحب کے گھر حاضر ہوا جو عالم کے ساتھ ساتھ فن کتابت بھی جانتے ہیں تو دیکھا کہ آپ سنگ گاگر کی تختیوں پر الجامعۃ الاشرفیہ کے کمروں کی تعمیری ذمہ داریاں لینے والوں کے اسماء کی کتابت کر رہے ہیں۔ شام کو پانچ بجے پریس کے کام سے فارغ ہو کر میں سیدھے بس اسٹینڈ پہونچنے کی ضد کر رہا تھا اور مولانا نعمانی اس پر مصر تھے کہ صبح میرے ساتھ چلو۔ مگر نہ پوچھئے۔ مبارکپور سے یہ مختصر سی جدائی مجھے جتنی شاق گذرتی تھی اس کا اندازہ مجھے ہی ہے۔ میں نے زبردستی مولانا سے اجازت لی اور لگزری بس (Luxury Bus) پکڑی اور دگنا کرایہ دیکر اعظم گڈھ پہونچا میں ابھی اپنی بس سے اترنے بھی نہ پایا تھا کہ مبارکپور جانے والی آخری بس رینگ گئی ٹیکسیاں جانے پر آمادہ نہیں مجبوراً ٹرین اسٹیشن پہونچا اور ساڑھے دس بجے سٹھیاؤں اسٹیشن پر اترا تو سخت اندھیرے کے باوجود مجھے صاف معلوم ہو گیا کہ یہاں سے مبارکپور کے لئے سواری کا کوئی انتظام نہیں سر پر پوسٹر کا وزنی بنڈل (Heavy Bundle) رکھا اور خدا کا نام لے کر پانچ کلومیٹر پیدل بھی بھگتنے کی ہمت کر کے روانہ ہوا موڑ کے قریب پہونچا تو دیکھا کہ تقریباً چالیس آدمی گیٹ بنانے میں مصروف نظر آئے۔ میں نے انہیں دیکھا تو ہمت بندھ گئی۔ اشتہار کا بنڈل رکھا اور تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ رہا۔ اتنے میں تین پہیوں والی ایک پرائیوٹ لاری (Privat Lorry) نے سوئے مبارکپور کا رخ کر رہی تھی جس نے مجھے مبارکپور کی سرحد میں داخل کر دیا یہاں سے بنڈل سر پہ لادے ہوئے میں عبدالستار بھائی کے دولتکدہ پہ پہونچا (جو دور طالب علمی میں میرے میزبان تھے) تو بوڑھی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ماں نے شفقت سے بھرپور لہجوں سے میرا غم ہلکا کیا، کھانے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد مدرسہ میں پہونچا تو سید فاروق میاں بارہ بجے تک ابھی تک رہے تھے۔ نہایت حیرت سے ان کی چارپائی پر لیٹ گیا اور انھیں اپنے سونے کے لئے دوسرا انتظام کرنا پڑا تھوڑی دیر بعد آنکھ کھلی تو فجر کا وقت سر پر کھڑا تھا۔

---

۱۰ مئی ٹھیک ساڑھے سات بجے میں کانفرنس کے میدان میں کھڑا اپنے لئے کام تجویز کر رہا تھا کہ ایک جماعتی کار پر تعلیمی کانفرنس کا سبز پرچم لہراتا نظر آیا ساتھ ہی اعلان کی آواز بھی سنائی دی۔ پہچاننے میں دشواری نہ ہوئی کہ یہ آواز محترم نعیم اعجازی کی ہے۔ چند ثانیہ بعد وہی کار میرے سامنے کھڑی تھی۔ اور میں محو گفتگو تھا اعلان کے لئے بیٹھے ہوئے لوگوں نے مجھ سے کانفرنس کے مناسب چند اشعار کہنے کو کہا۔ میں نے قلم سنبھال لیا اور شعر لکھ کر ان لوگوں کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ ذرا ایکبار میرے سامنے پڑھ کر سنا تو بھئے نہیں بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ ایک بار آپ خود پڑھ کر سنائیں۔ کئی آوازیں ابھریں۔

اے مبارکپور اے رشک شعور علم وفن
دیکھتا ہے چشم حیرت سے تجھے چرخ کہن
فضل رب سے آج بیداری تری جوبن پہ ہے
رب ارنی کا تقاضہ پھر ترے ہونٹوں پہ ہے

چند منٹ بعد کار وہاں سے رینگی تو میرا وجود بھی اس میں مقید تھا۔ اعظم گڑھ، لوڈھن پور، بلسکاری، کچھوچھہ، شاہ گنج وغیرہ ہوتے ہوئے ہم لوگ ٹانڈہ پہونچے تو تین بج چکے تھے۔ ٹانڈہ میں اعلان مکمل ہو گیا۔ اب ہم لوگ مدرسہ منظر حق کی طرف بڑھ رہے تھے کہ کار ڈرائیور کی ادھیڑ بن میں کچھ گڑبڑ ہوئی۔ تھوڑی دیر میں خبر مل گئی کہ کوئی پرزہ ٹوٹ گیا۔ نیشنل (...) نے انجن کا اندرونی ڈھانچہ کھول کر رکھ دیا پرزہ حاصل کرنے کے لئے ڈرائیور کو شاہ گنج جانا پڑا۔ رات منظر حق میں کاٹی اگرچہ شیخ الحدیث مولانا عبد المصطفےٰ صاحب اعظمی اور اکثر اساتذہ ایک روز قبل ہی کانفرنس میں شرکت کے لئے مدرسہ چھوڑ چکے تھے۔ بہرحال مولانا قدرت اللہ صاحب اور برادر مکرم مولانا انوار احمد صاحب نہایت خلوص سے پیش آئے۔ لیکن یہ رات میرے لئے بہت تلخ گزری کیونکہ شام تک مبارکپور پہونچ کر رات نو بجے تک مجھے گھوسی ملک پورہ کے جلسہ میں شریک ہونا بیحد ضروری تھا۔ جہاں کی سیرت کمیٹی نے سید العلماء کے ساتھ مجھے بھی مدعو کیا تھا۔ جوں جوں رات کالی ہوتی جاتی تھی میری بیقراریوں میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ صرف اس وجہ سے کہ اولاً تو کئی سال سے اس جلسہ میں شریک نہیں ہوا اور آج جبکہ وطن سے اتنے قریب تھا گھوسی اس قرب سے دور تھا لیکن وائے رے اتفاق اب کوئی ذریعہ نہیں تھا جس سے میں گھوسی پہونچ سکتا۔ کاش لوگ میری مجبوریوں کو سمجھ پاتے۔

---

۱۱ مئی فجر کے موذن نے اذان دی تو میں ٹانڈہ میں تھا۔ کار بننے کے انتظار میں دن کے بارہ بج گئے اور بظاہر شام تک بن جانے کی بھی کوئی امید نظر نہیں آتی آج مدرسہ منظر حق ٹانڈہ کے بقیہ مدرسین اور کثیر تعداد میں طلبہ بھی کانفرنس کے لئے روانہ ہو رہے تھے۔ میں بھی چل پڑا۔ اور سوچا شاہ گنج پہونچ کر کیوں نہ باہر سے آنے والے علماء کے لئے کچھ سہولت بہم پہونچائی جائے۔ دوسرے شاہ گنج پہونچا تو کانفرنس کے لئے آنے والے مہمانوں کا ایک سیلاب نظر آیا۔ حضرت مولانا سید انور شاہ بھاگلپوری مجھے جانے پہچانے نظر آئے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

لیکن چند ایسی بزرگ اور نورانی صورتیں بھی دکھائی پڑیں جو میرے لئے اجنبی ضرور تھیں مگر چہرے کا نکھار اور عمامہ بتا رہا تھا کہ شخصیتیں اونچی ہیں۔ میں نے بڑھ کر ان کے قلی کے ہاتھوں سے سامان تھام لیا اور اعظم گڑھ کی طرف جانے والی ٹرین پر پہونچا دیا۔ آپ اتنی تکلیف کیوں کر رہے ہیں۔ لوگوں نے پوچھنا شروع کیا۔ میں کانفرنس کی مجلس استقبالیہ کا ممبر ہوں۔ اور والنٹیر کی حیثیت سے آپ حضرات کے استقبال (welcome) کے لئے آیا ہوں۔ ٹرین مبارکپور کے اسٹیشن پر پہونچی تو وہاں سیکڑوں والنٹیرس (Volunteers) اپنے اپنے بیج (Badge) کے ساتھ علماء کا استقبال کرنے کے لئے نظر آئے۔ مجھے اس وقت اپنے والنٹیر ہونے پر خود رشک ہونے لگا۔

علمائے کرام کے لئے کیمپوں کا انتظام تھا۔ مبارکپور کے لئے چلے تو شاہراہوں سے مبارکپور تک انسانی سیلاب کا سماں تھا جدھر نظر ڈالئے سڑکوں پر مسلمان بھرے پڑے ہیں آج کانفرنس کا پہلا اجلاس ہے۔ راہ میں سیکڑوں آشنا نظر آئے لیکن میں نے اپنے لباس پر نظر ڈالی تو شرم کے باعث کسی سے آنکھیں چار کرنے کی ہمت نہ ہوئی علماء کو ان کی قیام گاہوں تک پہونچا کر میں سیدھا حمام پہونچا۔ اتنے میں ایک خبر صاعقہ اثر بنکر سامنے سے ٹکرائی کہ مخالفین کی شدید ترین کوشش کے نتیجہ میں کانفرنس کے لئے حکومت کی جانب سے اسٹے آرڈر (Stay Order) نافذ ہو گیا ہے۔ اپنے کانوں پر خود یقین نہیں آیا۔ دماغ ماؤف ہو گیا غم و غصہ کا ملا جلا ایسا اثر ذہن پر مرتب ہوا کہ تھکے ہارے ہونے کے باوجود کانفرنس دشمن عناصر کی معاندانہ قوتوں کو کچل دینے کے حوصلے جوان ہو گئے۔

افواہ بہر حال افواہ ہے۔ بوکھلاہٹ میں میں نے کئی ذمہ داروں سے پوچھ ڈالا خبر غلط تھی۔ اب کہیں جان میں جان آئی۔ غسل کے بعد کھانا کھایا اور سیدھے کانفرنس ہال کی طرف دوڑ پڑا۔ جلد پہونچ جانے کو راستہ نہیں مل پا رہا ہے محب دلنواز مولانا نصیر الدین صاحب بلاموی اور مولانا سید رکن الدین صاحب اصدق بڑھوی کی ہمراہی میں کانفرنس ہال میں پہنچ گئے راستہ میں ہر طرف والنٹیرس (Volunteers) اپنی اپنی ڈیوٹی (Duty) پر مستعد تھے۔ مبارکپور کی جانب سے آتے ہوئے سب سے پہلے جو گیٹ پڑا وہ عورتوں کے لئے تھا دوسرے سب سے بڑے گیٹ میں داخل ہوئے تو داہنے ہاتھ پر ایک لائن سے کتب خانے آراستہ تھے جس کے آخر میں دفتر استقبالیہ اور اس کے بالکل سامنے بائیں جانب دفتر معلومات قائم کیا گیا تھا۔ دفتر معلومات کا بھی اپنا ایک لاؤڈ اسپیکر (Loud Speaker) تھا والنٹیرس اور دیگر ممبران استقبالیہ کو وقتاً فوقتاً ہدایتیں دینے اور ضروری اعلانات کے لئے تھا یہاں سے اسٹیج کی دوری اتنی تھی کہ اس مائک (Mike) کی آواز سے مجمع پر کسی قسم کا ٹکراؤ نہیں تھا۔ کانفرنس ایریا (Conference Area) کے اندر دوسرا کوئی بھی لاؤڈ اسپیکر اور ریڈیو (Radio) بجانے پر پابندی تھی۔ سامنے جلسہ گاہ کا صدر گیٹ (Gate) ہے جسے ماہر فن کاروں نے ایک منقش عمارت کی صورت دیدی ہے اس گیٹ (Gate) کے دائیں جانب باب امجدی اور بائیں جانب باب اشرفی (Doorway) نام کے دو چھوٹے گیٹ ہیں۔ شمال میں باب امجدی ہے اور آگے بڑھنے کی اجازت نہیں کیونکہ ادھر خواتین کی جلسہ گاہ ہے۔ اب جنوب کی طرف رخ کیجئے تو باب اشرفی کے بالکل سامنے مشرق میں کانفرنس

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کو ملتا ہے جس کے انچارج ڈاکٹر عبد المجید صاحب براہموری
ہیں۔ مغرب کے بازو میں انتظامیہ کے دوسرے دفاتر ہیں۔ پیچھے
اب یہاں سے مارکیٹ پلیس (Market Place) شروع
ہو جاتی ہے، تقریباً ایک طرف سے پان کی دوکانیں لگی ہیں اور بائیں
طرف دوسرے اسٹال (Stalls) کھانے کے ہوٹل وغیرہ ہر طرح
اشیا بھی فراہم ہو سکتی ہیں۔ بازار کے اس ماحول سے نکلئے تو وہی
حوالہ آپ کو اس یونیورسٹی کی زمین کے آخری حصے پر ہو جائیگا
جہاں پانی کی فراہمی کے لئے ٹیوب ویل (Tubewell) ہے
اور اسی کے پاس پولیس کیمپ (Police camp) وغیرہ ہیں
اب ہم پھر آپ کو باب اشرفی تک لائیں گے آپ اس سے
جلسہ گاہ میں داخل ہوں تو دائیں طرف کانفرنس کا صدر دفتر دیکھ
گراؤنڈ پر (Grounds) اور بائیں طرف وسیع گیلری کی
دیوار ہے جو باب اشرفی سے لیکر کانفرنس کے اخیر جنوبی کنارے
تک ہے اور پھر وہاں سے مڑ کر شمال میں اسٹیج تک پہونچ گئی ہے
آپ باب اشرفی سے داخل ہو گئے تو کافی آگے بڑھ کر ایک مختصر روڈ
پھر ٹیوب ویل تک آپ کی رہنمائی کریگا۔ اس کے بعد کا دوسرا گیٹ
باب المسجد ہے۔ اس پورے شہرستان بہار پر ایک سرسری نظر ڈال
کر جوں ہی ہم لوگ دفتر استقبالیہ میں ہو پہنچے۔ تو علامہ ارشد القادری
نے [illegible] کانفرنس کی پہلی تقریر تمہیں کرنی ہے۔ بہت جلد اسٹیج
پر پہنچ جاؤ، کانفرنس کے تمغوں (Badges) کا ڈبہ سنبھالے ہوئے
ہم لوگ اسٹیج پر پہونچے تو بیشمار علماء تشریف فرما تھے، اسٹیج کیا
تھا علم و فضل کے تاجداروں کی جلوہ گاہ، وہ صدف جس کی آغوش
میں ہندوستانی علمی تاج کے تمام چمکدار نگینے اکٹھا تھے، وہ وہ ہستیاں

جن میں سے بہتوں کے متعلق یہ کہنا بالکل حق ہوگا۔

بہ تماشائے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

اسٹیج کی چھت اور سفید جالیوں کے اوپر وسط میں سبز گنبد
کا دلفریب منظر ایک بار دیکھنے کے بعد تصور سے اوجھل ہونے کا نام
نہیں لیتا۔ ساڑھے نو بجے اجلاس کی کارروائی شروع ہو گئی علماء و
مشائخ کا نورانی مجمع دیکھنے کے لئے فرزندان اسلام نہ جانے کس
کس دور دراز مقام سے جوق در جوق پہونچے ہوئے تھے۔ مجمع ہے
کہ سمندر کی موجوں کی طرح ہچکولے لے رہا ہے۔ علامہ ارشد القادری
نے مائک سنبھالا تو ایسا معلوم ہوا پورے مجمع کی سانسوں کا کنٹرول
ان کی مٹھی میں ہے۔

یہ ہے دامن یہ ہے گریباں آؤ کوئی کام کریں
موسم کا منہ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

محمد زبیری پروفیسر علم سیاسیات شبلی نیشنل کالج کے بقول
ایسا منظر میں نے اپنی پوری عمر میں سارے ہندوستان میں نہیں دیکھا
تلاوت قرآن پاک کے بعد نعت خوانی کے لئے یکے بعد دیگرے
ترنم فیضی عنبر بہرائچی واصف مرادآبادی وغیرہ تشریف لائے
تقریروں کے سلسلے میں میری مختصر تقریر کے بعد فاضل نوجوان مولانا
قمر الزماں صاحب اعظمی نے عربی یونیورسٹی کے ماله وما علیہ پر ایک
بھرپور بیان دیا۔ آپ نے اپنی پرمغز تقریر میں عربی یونیورسٹی کی ضرورت
پر روشنی ڈالی خصوصاً علمی حلقہ نے آپ کے خیالات پر گہری مسرت
کا اظہار کیا۔ تیسری اور آخری تقریر کانفرنس کے صدر حضرت
سید العلماء مولانا آل مصطفےٰ صاحب برکاتی کی تھی۔ آپ نے عربی

افسوس حضرت کا موصوف ۱۹۷۴ء کو بمبئی میں وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یونیورسٹی اور اس کے مقاصد (University and its Reason) سے گفتگو کی، اور پرزور انداز میں دو گھنٹہ تک اپنے بیان سے سامعین کے دلوں کو گرماتے رہے۔ آپ نے یونیورسٹی کے لئے بڑھتے ہوئے قدموں کو جہاں استقامت اور مضبوطی کی تدبیریں بتائیں، وہیں اپنے جامعی نظام کو اس عظیم کام کے لئے بطور مستحسن آواز بھی دی۔ آپ نے یہ احساس دلایا کہ یہ ذمہ داری جو بانیٔ جامعہ حضور حافظ ملت نے اٹھائی ہے سنیت کے ایک ایک فرد کی ہے۔ آپ کی پرزور مختصر تقریر سے لاکھوں دلوں کو قرار نصیب ہو گیا ایک جملہ نے تو اس وقت پوری کانفرنس کا دل و دماغ جھنجوڑ لیا۔ آپ نے فرمایا اے مبارکپور کے سرفروش مجاہدو! آلِ مصطفےٰ تمہارے ساتھ ہے اور جب آلِ مصطفےٰ ساتھ ہے تو کیا وجہ ہے کہ جنابِ مصطفےٰ تمہارے ساتھ نہ ہوں۔ نعرۂ تکبیر و رسالت سے پوری فضا گونج اٹھی ہر شخص جوش مسرت میں اپنی جگہ سیماب دل بنا ہوا تھا جب رات ڈھل گئی اور خنک ہوا کے جھونکے ہر سو چھانے لگے تو گنبد خضری کے رو برو سبز پرچم کے نیچے مصطفےٰ کے دیوانے ان کی بارگاہ میں صلاۃ و سلام کا نذرانہ پیش کر رہے تھے۔

اسٹیج سے نیچے علمائے کرام کے لئے کاریں منتظر تھیں میں نیچے اترا تو رفیق مخلص مولوی علی احمد نعیمی صاحب کی صورت نظر آئی۔ مصافحہ جو کیا تو ہاتھ پکڑے ہوئے سیدھے امجدی بک اسٹال (Book Stall) کی چھولداری میں لے چلے گئے۔ چند اور محبین سے ملاقات نصیب ہوئی، باتوں کا طلسم ٹوٹا تو معلوم ہوا کہ تین بج رہے ہیں ناہموار زمین پر معمولی سا بستر ہم لوگوں کے ذوق کی داد دے رہا تھا تکیہ تو موجود نہ تھا سر نے چادر کا سفر سنبھالا

مگر زندگی کی آتی ہے جس میں جوانی کی کسمساہٹ لئے ہوئے صبح ہی سے تھکائے ہوئے اس شہر کے بہت سے معروفات سامنے تھیں

مجلس کا عظیم یہ ان ہی میں علمائے کرام کی مجلس شوریٰ کی مجلس میں پاس شدہ تجاویز و موضوعات پر غور کرنا تھا۔

(۱) تقاضائے وقت کے مطابق ایک جامع اور جدید نصاب تعلیم کی تدوین پر غور۔

۲۔ بین المدارس تعلقات کیلئے اخلاقی اور ادارتی ضابطوں کی تشکیل پر غور۔

۳۔ موجودہ معاشرہ کی اخلاقی اصلاحی تبلیغی اجتماعی اور علمی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر عربی مدارس کے طلبہ کی ذہنی علمی اور عملی تربیت کے لئے ایک جامع نظام کی ترتیب پر غور۔

۴۔ سنی عربی مدارس کے درمیان تعلیمی معیار کی حد بندی پر غور۔

۵۔ دینی مدارس کے نظام عمل میں مناسب تبدیلیوں کے لئے سنی مدارس کے نمائندگان پر مشتمل ایک مجلس شوریٰ کی تشکیل پر غور۔

آج ہی بعد نماز عصر تقریب سنگ بنیاد (Foundation) کا بھی پروگرام تھا جس کے لئے یہ ٹی دیا بنائی گئی تھی اور علمائے اسلام کے نورانی قافلے مبارکپور کی سرزمین پر اتر رہے تھے میرے دیکھتے آج بے حد مسرور تھا مبارکپور کے مسلمان تو جیسے عید حیات منا رہے ہوں یوں تو کانفرنس کی تیاری کے لئے چار روز پہلے ہی سے تمام کاروبار معطل ہو چکے تھے اور بچہ بچہ اپنے کار لاالقہ میں مصروف تھا مگر آج کا دن ان کی تکمیل آرزو کا دن تھا میں ساتھیوں کے ہمراہ مجلس شوریٰ میں شریک ہونے کے لئے ہال کمرے کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں مفتی [illegible] کا حکم آن پہنچا، کہ مخالف عناصر نے مبارکپور کے باہر شہروں قصبوں اور نواحی جگہوں میں یہ پروپیگنڈہ کر رکھا ہے کہ حکومت نے سنگ بنیاد

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دور تک پھیلا ہے۔ جس کے اندر ملک بھر سے اطراف و جوانب کے مسلمان جو جماعت در جماعت جوق در جوق سے ہزاروں کی تعداد میں شریک کانفرنس ہو جاتے تھے دور تک پھیل گئے ہیں۔ بہت جلد ضمنی اور تنگ ثابت ہوا۔ اس افواہ کی تردید کرتی ہے۔ کچھ مقامات کے لیے مولانا غلام محمد صاحب ... کا صدر مدرسین انوار القرآن ... کو ... اور اطراف ضلع کے لیے مولانا محمد قاسم ... اور راقم الحروف کو روانہ کیا۔ چونکہ سنگ بنیاد کا روح پرور منظر دیکھنے کے لیے ہر نگاہیں بھی منتظر تھیں اس لیے ہم لوگ پہنچ گئے تھے۔ اس غرض سے سبکدوش ہو چکے تھے۔ سنگ بنیاد کے مقام پر ٹھیک سات بجے ہزاروں لوگوں کی بھیڑ جمع تھی۔ عصر کی نماز کے بعد کانفرنس کے اسٹیج سے حضرت سید العلماء نے سنگ بنیاد کا اعلان فرمایا۔ اور ملت مسلمہ کی جلیل القدر ہستیاں شہزادہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند کی قیادت میں اسٹیج سے روانہ ہو رہی ہیں۔ ذوق و شوق سے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہونے لگی ہیں۔ مجمع کے بیچ سے علمائے کرام کے لیے راستہ بنانے والے والنٹیرس اور پولیس مصروف ہیں کا منظر دیدنی ہے۔

الجامعۃ الاشرفیہ کی بنیاد میں کائنات ہستی کا نظام شمسی و قمر لگا ہے۔ تاجدار اہلسنت حضرت مفتی اعظم ہند حضرت سید العلماء حضرت برہان الملت حضرت مجاہد ملت رئیس الاتقیاء۔ پیر طریقت حضرت مولانا عبدالحق صاحب حضرت خواجہ نظام الدین ... محبوب الاصفیاء مولانا غلام آسی صاحب بقیۃ السلف حضرت مولانا سید شاہ فخرالدین اشرف عرف بابو میاں سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ معلی اور ان تمام کی نگاہوں کا مرکز بنکر حضور حافظ ملت بھی جلوہ گر ہیں۔ ایک عجب سماں اور عجیب عالم ہے۔ اشرفیہ کی نیو میں ظاہر و باطن کے متعدد ستارے موجود ہیں۔ ہزاروں علماء و مشائخ کی بھیڑ میں یہ مایہ ناز شخصیتیں ستارہ تجلی بنی ہوئی ہیں۔ گرد و پیش تکبیر کی بازگشت سے گونج رہا ہے حضور مفتی اعظم ہند نے بنیاد کی پہلی اینٹ اپنے دست مبارک میں سنبھالی اور ہزاروں نگاہیں اٹھائے بیت success of Ahle sunnat (اہلسنت) کے اس عظیم قلعہ کی تعمیر کا مبارک نظارہ دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑیں۔ شہزادہ اعلیٰ حضرت نے اپنی اینٹ رکھی اور جونہی کا ایک طوفان مسلمانوں کے سینے سے امڈ پڑا اور ایک کمزور و نحیف نوجوان نے تو ایسی باوقار اور تلاطم خیز آواز سے نعرہائے تکبیر و رسالت کی تکرار کی کہ سارا مجمع اسکی پرزور لہروں میں کھو گیا۔ پھر حضور حافظ ملت اور تمام علمائے اعلام کے خشت بنیاد رکھ لینے کے بعد حضور مفتی اعظم کے نورانی ہاتھ دعا کے لیے اٹھ گئے۔ حضور سید العلماء نے کلمات دعا بلند فرمائے اور ہزاروں دلوں کی التجا بارگاہ ربوبیت میں پھیل گئی۔ پیکر فقر حضور مجاہد ملت حضور حافظ ملت کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی بندھی ہوئی تھی۔ اور ادھر بے تاب محبوب الاصفیاء مولانا غلام آسی نے بڑھ کر سنبھالا۔ زمین پر مقربان محبوب دعاؤں میں مصروف ہیں ہر جانب دلوں کی دھڑکن سے اللّٰھم آمین کی صدا پھوٹ رہی ہے۔ ہر ایک فرد پر عجیب سی کیفیت طاری ہے جسے حیطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ یقین ہے کہ مالک بے نیاز کی بارگاہ میں پھیلے ہوئے ان مقدس ہاتھوں کی تائید وادئ قدس کے مکینوں نے بھی ضرور کی ہوگی۔ اس لیے کہ ان کے پیش نظر نہ جاہ و حشم ہے نہ مال و دولت ان کا مطمح نظر تمنائے تخت فریدوں ہے نہ تاج دارا و سکندر ان کا تو تمام تر مقصد دین حنیف کا فروغ ہے۔ فداہ وفداہ۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہم تو چاہتے ہیں کہ دُنیا میں ترا نام رہے
کیسے ممکن ہو کہ ساقی نہ رہے جام رہے

عاجز و نادار بندے معبود بے نیاز کی رحمتوں کی بھیک مانگ رہے تھے اور بیشمار اشکبار آنکھوں نے اُدعونی اَستجب لکم پر بھروسہ کر کے نہ جانے کیا کیا مانگا۔

تیرے کرم کو صدا دے رہے ہیں اہل جنوں
انھیں خبر ہے کہ تو عالم الغیوب بھی ہے

کتنی آنکھوں میں التجاؤ تمنا کے موتی جھلمل جھلمل کر گئے جن میں مقبولیت کی جھلک تھی

سرشک قوم مسلم میں ہے نیساں کا اثر پیدا
خلیل اللہ کے دریا میں ہونگے پھر گہر پیدا!

دعا ختم ہوئی اور میدان کانفرنس سے گزر کر لوگ باب المسجد میں داخل ہو گئے جب رات کے نو بجے پورا پنڈال انسانی سروں سے آباد ہو گیا تو جلسۂ عام کی کاروائی شروع ہوئی۔ علماء و شعراء سے سجے ہوئے پر رونق اسٹیج پر ابتدائی پروگراموں کے بعد واصف صاحب بھوجپوری اور جناب بیکل اُتساہی نے اپنا نغمہ چھیڑا بیکل صاحب یوں تو کئی روز پیشتر مبارکپور پہونچ چکے تھے۔ مگر اپنی گوناگوں مصروفیات کے باعث پہلے روز کے عوامی اجلاس میں شریک نہ ہو سکے تھے آج کے اجلاس میں خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی کی تقریر ہوئی اور اس کے بعد ناظم اشرفیہ رئیس التجوید حضرت مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب نے اشرفیہ کی چھیل سالہ رپورٹ پیش کی اشرفیہ جو آج ایک یونیورسٹی کا روپ اختیار کر رہا ہے کسی زمانہ میں ایک مکتب سے زیادہ نہ تھا مگر صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب مصنف بہار شریعت کی روحانی توانائیوں نے اسے بام عروج پر پہونچا دیا۔ انھوں نے اپنا ایک ایسے مجمع البحرین شاگرد کو بھیجا جس کی کارگزاریوں پر نظر پڑتے ہی ہر صداقت پسند کہنے پر مجبور ہوتا ہے

آفریں صد آفریں اس مرد حق آگاہ کو
دے دیا جس نے عروج کو دخت گاہ کو
ایک خوابیدہ زمیں کو جس نے گلشن کر دیا۔
ڈال کر چشم کرم مٹی کو کندن کر دیا

وہ ننھا سا پودا جسے کبھی نسیم صبح کی نرم خرامی بھی متحرک کر دیا کرتی تھی آج ایسا تناور درخت بن چکا تھا جسے دیکھ کر آندھیوں کا بھی زہرہ آب ہو جائے۔ سچ ہے وہ کردار کا غازی چونکہ ابھی ہمارے سامنے ہے اس لئے ہم اس کی عظمتوں کو نہیں سمجھ رہے ہیں۔ ایک وہ بھی زمانہ آنیوالا ہے جب کہ وقت کا مورخ اپنے قلم سے اس فقیر صفت تاجدار کی عظمتیں صفات ذہن پر اجاگر کرے گا۔ دُنیا سے شخصیتیں روپوش ہو جاتی ہیں۔ مگر ان کے انمٹ کارنامے انھیں حیات جاوداں بخشتے ہیں خاک کا پتلا زیر زمین دفن ہو جاتا ہے مگر روح کی توانائی دلوں اور ذہنوں کو اپنا آشیانہ بناتی ہے بقول Man comes in the world not for eat bed for do some.

۸ مئی کی صبح بڑی خوشگوار تھی۔ آنکھ کھلتے ہی مفتی مالوہ مولانا رضوان الرحمان صاحب کی زیارت ہوئی۔ اور طالب علمی کے بچھڑے رفیق مولینا عبدالرحیم فیض آبادی کے ہمراہ ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر اشرفیہ کے ہال کمرے میں پہونچا تو فاضلین اشرفیہ جمع تھے اور حضرت حافظ ملت بھی رونق افروز تھے۔ آج فضلائے اشرفیہ کی آخری اور فیصلہ کن میٹنگ تھی۔ نعت مصطفےٰ سے بزم کا آغاز ہوا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سب سے پہلے واصف محمد جیوری نے اپنا کلام سنایا اور لوگ جیکل صاحب کی طرف متوجہ ہوئے تو جیکل صاحب نے کمال نوازش سے میرا نام پیش کر دیا اب سے پہلے مولانا اعجاز خان اعجاز بستوی نے وضاحت کی کہ آج ہم لوگ جس مقصد کے لئے جمع ہوئے ہیں وہ غیر واضح نہیں ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم تمام ابنائے قدیم کس طرح اپنے مادر علمی کی بہبود و ترقی میں شریک ہو سکتے ہیں اس کی نوعیت اور طریقے سے متعلق اپنی اپنی رائے پیش کیجئے۔ علامہ ارشد القادری نے کہا اے فرزندان اشرفیہ اپنی اولاد سے زیادہ کسی کو غیر سے وفاداری کی امید نہیں ہوتی۔ خدا کا فضل ہے کہ یہاں کے فضلاء آج ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں اور اپنے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آج جبکہ ہم تمام کے روحانی باپ نے اپنے فرزندوں کی وفاداری کا امتحان لینے کے لئے پکارا ہے، ہمیں یہ بتا دینا لازم ہے کہ ہم ان لوگوں میں ہیں جو ہر دور حضور حافظ ملت کے پسینے کی جگہ اپنا خون بہا دینا قابل فخر سمجھتے ہیں۔ بعدہ حضرت حافظ ملت نے اپنے لائق فرزندوں کی وفاداری پر گہری مسرت کا اظہار فرمایا اور آنسوؤں کی جھڑی میں وہ کلمات فرمائے جو ابنائے اشرفیہ اور برادران اہلسنت کے لئے آب حیات سے کم نہیں۔

مجھے آپ حضرات کی وفاداری پر کامل اعتماد ہے اس لئے کہ مجھے خدا کی ذات اور اس کی مدد پر بھروسہ ہے اور مجھ جیسے ضعیفوں کی تالیف قلب کے لئے اس کا ارشاد آپ حضرات سے پوشیدہ نہیں لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔ اشرفیہ یونیورسٹی میری زندگی کی آخری تمنا ہے۔ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ مجھے اس سے صرف دلچسپی ہے۔ نہیں بلکہ مجھے محبت ہے اور یہ محبت اب جنون میں تبدیل ہو گئی ہے۔ آپ حضرات ہی اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے کل پرزے ہیں نہ صرف یہ کہ ہمیں یونیورسٹی کی عمارت تعمیر کرنا ہے بلکہ اسے چلانا ہمارا مقصد ہے۔ یونیورسٹی بنانا ہاتھی خریدنے کے مماثل ہے مجھے خدا کی ذات پر پورا پورا یقین ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہماری محنتیں رائیگاں نہیں فرمائے گا بہر حال کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔ اس کے لئے ہمیں عزم محکم اور عمل پیہم کی متواتر ضرورت ہے۔

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

نتیجہ کار ابنائے قدیم کی ایک کل ہند انجمن کی تشکیل عمل میں آئی جس نے یہ طے کیا کہ جب تک یونیورسٹی کی عمارت پایۂ تکمیل کو نہیں پہونچ جاتی ہے۔ ہر معلم و مدرس اپنی ایک ماہ کی تنخواہ اور ہر ماہ ایک روپیہ کے حساب بارہ روپیے سالانہ جمع کرے اور جو لوگ تجارت یا زراعت وغیرہ پیشے کرتے ہیں وہ بھی اسی اوسط سے جامعہ کی اعانت فرمائیں اور اپنے حلقۂ اثر سے حتی المقدور رقم فراہم کریں اس کمیٹی کے صدر (Patron) علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی اور سکریٹری مولانا محمد شفیع صاحب شیخ الادب جامعہ منتخب ہوگئے اس میٹنگ میں مولانا خلیل احمد صاحب نیپالی نے ایک گرانقدر رائے پیش کی کہ ابنائے قدیم ایک ہوسٹل (Hostel) کی ذمہ داری خود لیں اس کے جملہ لوازمات وہ خود فراہم کریں اس تجویز کی اہمیت اور وسائل زیر غور ہیں۔

رات آئی تو پھر وہی رنگ و نور کی محفل آراستہ ہوئی نامبین رسول کا اجتماع ہوا اور سبز پرچم کے مصطفیٰ کے دیوانوں کا ٹھاٹھیں مارتا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سنا دہر پا ہونے لگا۔ آج کانفرنس کا آخری اجلاس تھا۔ مبارکپور کی سرزمین پر تعلیمی کانفرنس کا یہ نظارہ دیکھنے کے لئے مسلم و غیر قوموں نے بھی نہایت دلچسپی سے شرکت کی تھی۔ پریس رپورٹروں (Press reporters) اور اخباری نمائندوں کے پاس اعلیٰ حکام کے لئے کرسیوں کا انتظام تھا۔ آج کا اجلاس پوری رات چلتا رہا اور مجمع بدستور اپنی جگہ جما رہا۔ بعض راتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے لئے بہت سے دنوں کی قربانی دینی پڑتی ہے یہ رات واقعی انہیں میں سے ایک تھی۔ علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ مولانا عبد المصطفےٰ صاحب اعظمی وغیرہ علمائے عظام کے بعد سب سے آخر میں حضرت صدر العلماء کی تقریر ہوئی آپ کی آخری تقریر کے بعد صلوٰۃ و سلام کا آخری بند ختم ہو رہا تھا ادھر سے فجر کے موذن نے الصلوٰۃ خیر من النوم کی صدا لگائی مگر الحمد للہ یہاں ہزاروں بندگان خدا اپنی نیند کالی کملی والے کی زلف شبگوں کی نذر کئے ہوئے تھے بعد نماز ملک کے گوشہ گوشہ سے آئے ہوئے معزز مہمان اپنے اپنے وطن کا عزم کر رہے تھے تو ان کے سینوں میں جذبات عمل کی بے پناہ موجیں امنڈ رہی تھیں اور لوح تصور پر ایک عظیم الشان عربی یونیورسٹی مدتوں تک پھیلے ہوئے اسلامی علم و تمدن کے شہر کی صورت میں موجود تھی۔

فراوانیٔ شوق ایک بوڑھے مجاہد کے حضور یوں خراج عقیدت کے پھول نچھاور کر رہی تھی۔

اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں

مبارکپور

بدر القادری

اے مبارکپور اے رنگ شعور علم و فن
دیکھتا ہے چشم حیرت سے تجھے چرخ کہن
تو نشان آگہی، تو مخزن اسرار ہے
تیرے ہر ذرہ میں شور موج گوہر بار ہے
کس قدر شامل ہے تیری خاک میں بالیدگی
تیرے دم سے مل رہی ہے زندگی کو زندگی
حشر تک ابھرا رہے گا تیری عظمت کا علم
مل گئی مٹی میں شان قیصر و دارا و جم
ایک عالم جو ترے در کے نمک خواروں میں ہے
تو مسیحا ہے زمانہ تیرے بیماروں میں ہے
شکل سیماب آج بیداری تیری جوبن پہ ہے
رب ارنی کا تقاضہ سا تری چتون پہ ہے
مرحبا صد مرحبا، اس مرد حق آگاہ کو
دیدیا جس نے عروج کوہ مشت کاہ کو
ایک شوریدہ زمیں کو اس نے گلشن کر دیا
ڈال کر چشم کرم مٹی کو کندن کر دیا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

(صفحہ ۳۶۸ سے آگے)

بلندی، اور وہ مبارک ومقدس ساعت آہی گئی جب سرزمین مبارکپور پر سہ روزہ دینی تعلیمی کانفرنس کا انعقاد ہوا ملک کے بیشتر علماء اکابر نے اپنے مبارک وجود سے مبارکپور کو رونق بخشی۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ ۶ مئی ۱۹۷۲ء کا دن ہندوستان کی علمی تاریخ میں ناقابل فراموش ہے اسی دن الجامعۃ الاشرفیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا اس دلکش اور ایمان افروز ساعت کا آنکھوں دیکھا حال ہفت روزہ اخبار بمبئی ۱۲ مئی ۱۹۷۲ء نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے

"جب علماء کا کارواں اس سرزمین
پر پہونچا جہاں سنگ بنیاد رکھا جانے والا
تھا تو پوری فضا عشق و ایمان اور
کیف و مستی کی برسات میں بھیگی
ہوئی تھی جذبات مسرت سے چھلکتے ہوئے
آنکھوں کے پیمانے سامنے تھے درود وسلام
کے نذرانے رہ رہ کر نعرۂ تکبیر و رسالت کی
تکرار پوری فضا پر عشق و محبت اور
شوق و تمنا کا پھیلا ہوا جادو اسی ماحول
میں حضور مفتی اعظم ہند کا اس
یونیورسٹی کے لئے پہلی اینٹ رکھنا
ایک ایسا نورانی منظر تھا جس کی
لذت روح تو محسوس کر سکتی ہے
مگر الفاظ و معانی کی دنیا تعبیر سے
قاصر ہے۔"

جس وارفتگی اور جذبہ عشق و اخلاص کے ساتھ الجامعۃ الاشرفیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا مسلمانان ہند بالخصوص مسلمانان مبارکپور نے جس جذبہ ایثار و قربانی کے ساتھ اسے پایہ تکمیل تک پہونچانے کے لئے قربانیاں پیش کیں۔ وہ اپنی آپ مثال ہے

اشرفیہ کا علمی کارنامہ بے مثال رہنمائے ملت نے اپنی تحریک کو چند ہی سالوں کے اندر ملک گیر پیمانے پر عام کر دیا اشرفیہ کے علمی وقار اور حافظ ملت کی علمی جدوجہد نے پوری قوم کو الجامعۃ الاشرفیہ کی طرف متوجہ کر دیا جامعہ کا وہ تخیل جسے حافظ ملت نے پیش کیا تھا اس کی علمی شکل چند سالوں کے اندر دنیائے علم وفضل کے سامنے آگئی۔ آج جب کہ حضور حافظ ملت ہم میں نہیں ہیں ان کی تحریک تیز گامی کے ساتھ ارباب اشرفیہ کی مساعی جمیلہ سے آگے بڑھ رہی ہے اور آج الجامعۃ الاشرفیہ علمی دنیا میں بے مثال دینی مرکز بن گیا ہے ملک کے گوشہ گوشہ سے کاسہ بان علم اس گہوارۂ علمی میں تعلیم و تربیت کے لئے آتے ہیں اور ملک وملت کے مشاہیر علماء و فضلاء کے فیوض علمی سے مالا مال ہوتے ہیں۔ دیار شرق میں جونپور کے مرکز علمی کے بعد مبارکپور نے اسی عہد علمی کی یاد تازہ کر دی ہے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے مبارکپور میں اپنی علمی سرگرمیوں کے آغاز ہی میں ملک وقوم کے تقاضوں کے مطابق اپنی آغوش تعلیم و تربیت سے وابستہ ہونے والوں کو ڈھالنا شروع کر دیا تھا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ میں طلبہ کی جوہر شناسی کا وہ عظیم فطری ملکہ تھا جس سے وہ طلبہ کے رجحان طبع کا صحیح اندازہ فرما لیا کرتے تھے۔ اور اسی اندازے سے ان کی تعلیم و تربیت فرمایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دارالعلوم اشرفیہ سے دستار فضیلت لے کر نکلنے والوں میں کوئی اپنے وقت کا زبردست فقیہہ و محدث بنا تو کوئی علوم اسلامیہ کا ماہر بنا کسی نے اپنی شعلہ بیانیوں سے ملک میں دھوم مچا دی تو کوئی سنجیدہ صحافی اور صاحب قلم کوئی جامع معقولات بنا تو کسی نے شعر و ادب کا پاکیزہ ذوق پایا۔ کوئی صالح سیاسی شعور لے کر ابھرا اور اہلسنت وجماعت کی قیادت کے فرائض انجام دیئے کسی نے اپنی فکر و بصیرت سے جدید تعلیم یافتہ ذہنوں کے سامنے اسلامی نظام حیات پیش کیا۔

آج ملک کا شاید ہی کوئی ایسا ادارہ ہو جو فارغین اشرفیہ سے خالی ہو اور ہندوستان ہی کیا۔ پاکستان۔ افریقہ۔ انگلستان اور دوسرے ممالک بعیدہ میں بھی فرزندان اشرفیہ خدمات دین انجام دے رہے ہیں۔ جس طرح شیراز ہند کے دور ترقی میں علمائے جونپور کی شہرت ہندوستان گیر پیمانے پر تھی آج ملک کے چپہ چپہ میں علمائے اشرفیہ کی شہرت و عزت اور عظمت و وقار کا وہی عالم ہے۔

جونپور کا علمی عروج و ارتقا ارباب اقتدار امراء و سلاطین کی داد و دہش کا رہین منت تھا وہ چمنستان فضل و کمال شاہان وقت کی بارش کرم سے شاداب تھا بزم علم و فن کی رونق شاہی عظمت سے قائم تھی۔ چنانچہ جب امراء و سلاطین کا عہد حکومت رو بہ زوال ہوا تو اس مرکز علمی کو بھی انحطاط سے دوچار ہونا پڑا اور تاریخ علمی کا زبردست المیہ ہے کہ جب ہندوستان میں مسلمان حکمرانوں کی بساط سیاست و حکومت الٹی تو شیراز جونپور کی درسگاہیں اور خانقاہیں بھی ویران ہوگئیں اور وہ چمن نذر خزاں ہوگیا لیکن مبارکپور کا مرکز علمی کسی شخص اقتدار یا حکومت کے زیر سایہ وجود میں نہیں آیا ہے اس کے عروج و ارتقا میں امراء و سلاطین کی کرم گستری کا ہاتھ نہیں بلکہ اس مرکز علمی کی بنیاد ایک باکمال پیر طریقت کے ہاتھوں رکھی گئی اور جسے دین متین کے زبردست عالم باعمل نے اپنی جہد مسلسل اور سعی پیہم سے پروان چڑھایا جسکی بنیادوں کو مبارکپور کے غریب افلاس زدہ مگر باہمت بلند حوصلہ مسلمانوں نے اپنے خون جگر سے استحکام بخشا اور جسے ملک ہند کے دردمند اولوالعزم مسلمانوں نے اپنے جذبہ ایثار و قربانی سے نوازا اس لئے یہ مرکز علمی ہندوستان کے انقلاب سیاست سے انشاءاللہ کبھی متاثر نہ ہوگا۔ اور خدا نے چاہا تو مبارکپور کا یہ علمی مرکز گردش لیل ونہار اور تغیرات زمانہ سے بے نیاز ہو کر اپنی منزل ترقی کی طرف بڑھتا رہیگا۔ اسکا فیضان عام ہوتا رہیگا اس کے فضلا علم و فضل کی مجلس کو سنوارتے رہیں گے اور تشنگان علوم اسلامیہ کی سیرابی کا مقدس فریضہ انجام دیگر کشور ہند کے چپہ چپہ اسلام وسنیت کا پرچم بلند کرتے رہیں گے۔ انشاءالمولیٰ تعالیٰ۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ایڈووکیٹ مظفر حسین صدیقی صاحب ایم اے ایل ایل بی

تحریک حافظ ملت عدالت کی نظر میں

ہندوستان میں پیغام اسلام لانے اور پھیلانے کا ذریعہ صوفیاء کرام و اولیاء عظام بنے اور خدا کے یہ برگزیدہ بندے ہندوستان میں اس وقت تشریف لائے جب یہاں ہندو راجگان اپنی مخصوص تہذیب وتمدن کے ساتھ حکومت کر رہے تھے یہاں کے باشندے امن و مساوات اور تہذیب انسانی کے ضروری تقاضوں سے قطعاً نابلد تھے ہندو راجگان اور ان کے مذہبی تسلط کے پیش نظر یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ اسلام کی روشنی یہاں تک پھیل سکتی ہے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ان صوفیاء کرام و اولیاء عظام کے روحانی تصرفات اور باطنی کمالات کے ذریعے ایک انقلاب عظیم برپا ہو گیا۔ یہاں کی صدیوں سے دبی پسی اور کراہتی ہوئی تہذیب انسانی جاگ اٹھی اور کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک ہندوستان بھر میں اسلام کا بول بالا ہو گیا یہاں تک کہ نظام سلطنت بھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گیا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کا فروغ جتنا ان دلق پوش صوفیاء کرام سے ہوا اتنا سلاطین اسلام سے باوجود ان کے اپنے شاہانہ کروفر اور جاہ وجلال کے نہ ہو سکا۔ صوفیائے کرام کی تعلیم وہی رہی جو پیغمبر اسلام کی تھی لیکن ان کے طریقہ تعلیم کا اپنا طرز تھا جو اس وقت کے ہندوستان کے لئے موزوں تھا۔

ہندوستان کے حالات بدلے ۱۸۵۷ء کی پہلی جنگ آزادی کے بعد مسلم سلاطین کی حکومت اس ملک سے یکسر ختم ہو گئی —— ہمیں فخر ہے کہ پہلی جنگ آزادی میں اس ملک کے بسنے والے مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس کے نتیجے میں انگریزوں نے ہندوستان کو خیرباد کہا۔

جب انگریزوں کی حکومت ختم ہوئی اور ہمارا ملک آزاد ہوا تو بدقسمتی سے یہ آزادی ملک کی سالمیت کو برقرار نہ رکھ سکی اور ملک تقسیم ہو کر ہندوستان و پاکستان کے نام سے دو ٹکڑوں میں بٹ گیا تو تعلیم یافتہ طبقے کے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مسلمان پاکستان کے حصے میں آگئے اور متوسط طبقے
کے مسلمان پاکستان ہجرت کرنے لگے (ایسے نازک وقت
میں حافظ ملت نے اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے مسلمانوں
کو پاکستان ہجرت کرنے سے روکا اور اسی ملک کے
ساتھ اپنا مستقبل وابستہ کرنے کی ترغیب دی اس
سلسلے میں ان کی "ارشاد القرآن" نامی کتاب کافی کارآمد
ثابت ہوئی جس کو پڑھ پڑھ کر مسلمانوں نے ہجرت کا ارادہ
ترک کر دیا)

تقسیم ملک کے بعد ملک کے معاشی، سماجی اور سیاسی
حالات یکسر بدل چکے تھے۔ اور آزادی اپنی عمر کے بیس سال
پورے کر لینے کے بعد کڑیل جوان ہو چکی تھی اس وقت
اس کے تیور کچھ اور ہو چکے تھے جس سے صاف ظاہر
ہونے لگا تھا کہ اس بدلے ہوئے حالات میں مسلم دانشگاہوں
اداروں اور مدارس سے متوقع امیدیں اب پوری
نہیں ہو سکتیں۔ سب سے پہلے اس کا احساس جس
شخص نے کیا وہ ایک مسلم رہنما، دیندار بزرگ، صوفی
منش، دینی درسگاہ کا معلم تھا یعنی حافظ ملت حضرت
مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث مرادآبادی شیخ الحدیث
دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ جنھوں نے مسلم
نوجوانوں کے رجحان تعلیم اور دینی و دنیاوی درسگاہوں کا
طائرانہ جائزہ لیا تو غالباً کسی خوش آئند خیال سے ان کی
بوڑھی نگاہوں میں چمک آگئی یقیناً اس دیندار بزرگ
اور دینی تعلیم کے معلم و مبلغ نے ایک ایسی درسگاہ
کی ضرورت محسوس کی جو ہندوستان کی آنے والی
نسل کو دینی تعلیم سے بہرہ مند کرنے کے ساتھ ساتھ
ان کی اقتصادی ضرورت بھی پوری کر سکے۔ یعنی وہ ہندوستانی
مسلم نوجوان کو ایک طرف تو عالم دین و مکمل مسلمان
بنا سکے دوسری طرف آزاد ہندوستان کی تمناؤں کو
پورا کرنے والا ایک اچھا طبیب، ایک اچھا صنعت
کار و دستکار اور ایک اچھا انجینئر بھی بنا سکے یقیناً
یہ ان کے ذہن میں ایک نئی اچھی اسکیم تھی جسے بروئے
کار لانے کے لئے تاخیر کی کوئی گنجائش نہیں تھی لیکن
ایک اچھے موجد اور معالج کی طرح اس کے مثبت
و منفی اثرات کو پہلے جانچنا ضروری تھا اسی لئے انھوں
نے اس نئے نظریے کا تجربہ سب سے پہلے اپنے
صاحبزادے جناب مولانا عبد الحفیظ صاحب پر اس طرح
کیا کہ انھیں عالم دین بنانے کے ساتھ ساتھ گریجویشن
کی ڈگری بھی دلائی اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں
داخل کر کے انجینئرنگ کا پانچ سالہ کورس بھی مکمل
کرایا اور اس کے بعد دیکھا کہ حضرت مولانا عبد الحفیظ
صاحب، ایک طرف تو ایک اچھے انجینئر اور سائنس
کے گریجویٹ ہیں تو دوسری طرف فاضل درس
نظامیہ ہو کر ایک متبحر عالم اور ان کے صحیح جانشین
ثابت ہو رہے ہیں۔ اس تجربہ کے کامیاب ہونے
کے بعد آپ نے اپنی اسکیم کے مطابق ایک ایسی
عظیم عربی یونیورسٹی بنانے کا نعرہ دیا جو مسلم نوجوانوں کو

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عالم دین بنانے کے ساتھ ساتھ ان کی اقتصادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے انھیں علوم جدیدہ کا ماہر بھی بنائے، تاکہ وہ اپنے معاشی مسائل سے مطمئن ہوتے ہوئے دنیا کی ہر مشہور زبان میں بطلاقت اور ہر ملک میں تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دے سکیں۔

اس غرض کے ساتھ ہی انھوں نے عربی یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے ایک وسیع وعریض زمین حاصل کر لی جس پر مجوزہ یونیورسٹی کے سنگ بنیاد رکھنے کی تاریخ کا اعلان فرمادیا۔ اس کے لئے نئی سوسائٹی بھی رجسٹرڈ کرالی گئی لیکن اس وقت اس اسکیم کی افادیت کچھ لوگوں کی سمجھ میں نہ آسکی شاید انہوں نے کچھ دوسرا ہی محسوس کر لیا تبھی تو ایک طرف سنگ بنیاد کا جلسہ ہونے والا ہے جس کو کامیاب بنانے کے لئے ملک کے طول وعرض سے بڑے بڑے علماء ودانشور تشریف لانے والے ہیں۔ تو دوسری طرف لوگ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے لگے تاکہ اس جلسہ اور تعمیر کے کام کو حکم امتناعی کے ذریعہ روک دیا جائے۔ مقدمہ چلا فریقین کے بیانات لئے گئے، عدالت نے فیصلہ دیا اور عدالت نے حضرت کی اس اسکیم کو کیا سمجھا اُسے عدالت کے فیصلہ کی روشنی میں دیکھنا ضروری ہے۔ منصف اعظم گڑھ نے مدعیان کی درخواست پر حکم امتناعی جاری کرتے ہوئے تعمیر یونیورسٹی کو روک دینے کا حکم دیا، لیکن جلسہ کرنے اور سنگ بنیاد رکھنے کی اجازت دیدی۔ منصف مذکور کے اس فیصلے کے خلاف جناب محمد ابراہیم صاحب نے ادارہ کی طرف سے ڈسٹرکٹ جج اعظم گڑھ کے اجلاس میں اپیل دائر کی اس مقدمے کی سماعت جسٹس مرزا مرتضیٰ حسین صاحب نے فرمائی آپ نے مقدمات کے قانونی نکات پر بحث فرمانے کے بعد اپنے حکم میں تحریر فرمایا کہ

"وہ فریقین کے وکلا کی بحث سننے کے بعد اس نتیجے پر پہونچے ہیں کہ ایک چھوٹا سا مدرسہ جو پہلے راجہ مبارک کی مسجد مبارک پور میں لگا کرتا تھا (بعد میں ترقی کر کے دارالعلوم اشرفیہ کی شکل میں اچھی خاصی عمارت میں ہو گیا) اب اگر وہ مولانا حافظ عبدالعزیز (صاحب) کی کاوشوں سے ایک بڑی عربی یونیورسٹی کی شکل لے لیتا ہے تو اس سے ملک میں اپنی قسم کا ایک واحد مثالی ادارہ قائم ہو جائے گا جس سے پوری قوم مستفیض ہوگی، مولانا حافظ عبدالعزیز (صاحب) کی کاوشوں سے کافی زمین یونیورسٹی کی عمارت تعمیر کرنے کے لئے حاصل کر لی گئی ہے اور مذہبی جذبہ رکھنے والے لوگوں نے معتد بہ رقم عمارت کی تعمیر کے لئے دی ہے"

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور ساتھ ہی ساتھ کرنے تعمیر کرنے کا وعدہ
بھی کیا ہے ۔
عربی یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے جو سوسائٹی
رجسٹرڈ کرائی گئی ہے اس نے یونیورسٹی
کے انتظام کے اختیارات مولانا حافظ
عبدالعزیز کو دیدئے ہیں اور اس
طرح سے جو کچھ بھی وہ کر رہے ہیں وہ
قانون کے دائرے ہی میں ہے اُن کے
ذریعے جو کام کیا جارہا ہے وہ ایک
چھوٹے سے مدرسے کو ایک یونیورسٹی
کی حیثیت دینے کے لئے ہے جس سے
مدرسے کی جائداد اور حیثیت بڑھ رہی
ہے، وہ نہ تو مدرسے کی جائداد کو نقصان
پہنچا رہے ہیں اور نہ تو اس کو فروخت
کر رہے ہیں اس طرح وہ کوئی ایسا کام
نہیں کر رہے ہیں جسے حکم امتناعی کے
ذریعے روکا جا سکے، اگر یونیورسٹی بنائی
جاتی ہے تو اس سے قوم کو فائدہ ہی
ہوگا نقصان نہیں۔!
مولانا عبدالعزیز اور انکے دیگر شرکاء کار
کو پوری قوم میٹنگ کرکے مجلس منتظمہ سے
ہٹا سکتی ہے لیکن ان کے ذریعہ جو
ایک بڑا کام ہو رہا ہے جس سے ایک
یونیورسٹی عالم وجود میں آرہی ہے اُسے
حکم امتناعی جاری کرکے روکا نہیں جاسکتا
دلہٰذا مدعیان کا یہ دعویٰ محض ایک بڑے
کام میں رکاوٹ ڈالنے کے مترادف ہے
اور عدالتوں کو کسی اچھے اور بڑے کام میں
حکم امتناعی جاری کرکے اس کام میں رکاوٹ
ڈالنے کے لئے اپنے اختیارات کا استعمال
نہیں کرنا چاہئے۔ مقدمے کے سارے
حالات پر پوری طرح غور کرنے کے بعد
میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ منصف اعظم گڑھ
کے حکم امتناعی جاری کرنیکا فیصلہ منصفانہ نہیں
ہے، اس لئے میں اپیل کرتے ہوئے منصف
کے فیصلے کو کالعدم قرار دیتا ہوں۔"
مذکورہ بالا فیصلہ دینوالے فاضل جج جناب مرزا مرتضیٰ حسین
صاحب ہیں جو اس وقت الہ آباد ہائیکورٹ کے جج ہیں آپ نے حضور
حافظ ملت کی روح تحریک کو پہچان کراپنے مذکورہ بالا فیصلے کی
وجہ سے قوم کو ایک بہت بڑے نقصان سے بچا لیا نیز اس
فیصلے کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا نہایت آسان ہوجاتا ہے
کہ حافظ ملت کی یہ تحریک کوئی مخصوص و محدود مفاد کی تحریک
نہیں ہے بلکہ یہ تحریک پوری قوم و ملت کے مفاد کے لئے
ایک ہمہ گیر تحریک ہے جسکی تکمیل کی ذمہ داری آج پوری قوم
مسلم پر لازم ہے۔ خدا کرے قوم اس طرف جلد متوجہ ہوکر حضور
حافظ ملت کے ایک عظیم خواب کی تعبیر پوری کرے تاکہ ملت
اسلامیہ ہند کی آنیوالی نسل اپنے مستقبل کو خوشحال و تابناک بنا سکے۔ آمین۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا یٰسین اختر مصباحی
الجامعۃ الاسلامیہ مبارک پور

حافظ ملت
ایک انقلاب آفریں شخصیت

عظیم شخصیتوں کی تعمیر میں بہت سے اسباب رو بہ عمل ہوا کرتے ہیں خاندان کی علمی روایتوں کا بھی فیض ہوتا ہے اور کبھی دولت و ثروت کی بھی کرشمہ سازیاں ہوتی ہیں وسیع تعلقات کا بھی اثر ہوتا ہے اور کبھی حالات کی سازگاری بھی ترقی درجات کا سبب بنتی ہے بسا اوقات تملق و چاپلوسی اور ضمیر فروشی کر کے بھی انسان اقتدار و اختیار کی کرسیوں پر بیٹھ کر عارضی شہرت و ناموری کی تاریخ مرتب کر لیتا ہے اور جابرانہ طاقت و ثروت کا نشہ بڑھ کر کے دوسروں کا حق غصب کر کے بھی انسان اپنے آپ کو ایک بڑا انسان سمجھتا ہے۔ صفحات تاریخ میں ایسی بے شمار شخصیتیں محفوظ ہیں کہ اپنے دور اقبال میں ان کے فضل و کمال، عزت و عظمت، قوت و شجاعت، شہرت و ناموری کے ترانے گائے گئے۔ اور بہت سے رحمتی افراد ان کی مدح و ستائش میں رطب اللسان بھی رہے

لیکن بڑی عظیم ہے وہ شخصیت اور بڑا صاحب فضل و کمال ہے وہ انسان جو اپنے دل و دماغ، اپنی محنت و لگن، اپنی قوت بازو سے علم و فضل کی شاخوں پہ آشیانہ بناتے، اپنے علم و ہنر کا فیض پہنچائے اور خود اعتمادی و خود اعتقادی کے ساتھ اپنی تاریخ کی دھرتی پر ایک عہد آفریں انقلاب برپا کرے۔ اپنے گوناگوں کارناموں سے شہر در شہر اپنے خیر و برکت کی تقسیم کرے۔ اور اپنی زبان و قلم، کردار و عمل اور اپنے ناقابل شکست عزم و حوصلہ، تدبر و ذہانت اور قوت ارادی کی بے پناہ طاقت کے ساتھ میدان میں اترے۔ اور اس شان سے کہ اپنے دور کی تاریخ میں ایسا پر شکوہ اور بلند و بالا قصر عظیم تعمیر کر دیتا ہے۔ جس کے سر فلک مینارو کی روشنی شرق و غرب تک پھیل جائے۔

ظلمتیں منہ چھپانے لگیں اور اس کے نور ہدایت سے جادۂ حق کے طالبین شعبۂ ہمت سفر اور اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہو جائیں

۔ حافظ ملت قدس سرہ العزیز بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

حافظ ملت نمبر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ایک غریب دیندار خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں جن کے پاس
نہ کوئی بڑی جائداد اور ثروت و امارت نہ تھی کہ وہ خوشحالی
کی زندگی بسر کرتے۔ عیش و عشرت کے سامان کرتے اور
دولت کے لمحات گذارتے۔ یہی وجہ ہے کہ حفظ قرآن اور
معمولی ابتدائی تعلیم کے بعد آپ کو اپنی تعلیم کا سفر بھی
بند کر دینا پڑا۔ اور کھیتی باڑی میں ہاتھ بٹانے کے لئے
لگ گئے اور مشغول ہو گئے رہیں لیکن جذبہ آپ کی تعلیمی
زندگی کے سفر کے سارے ذرائع محدود و مسدود ہو کر رہ
گئے تھے۔

دنیوی دولت تو نہ تھی لیکن کاتب قدرت نے زہد
استغنا اور دینداری و خودداری کی اتنی عظیم دولت
آپ کو ورثہ میں دیدی تھی کہ اب پھر کسی چیز کی کوئی
ضرورت تھی اور نہ کوئی حاجت

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روح قرآنی
خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی
یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سلطانی

مسبب الاسباب نے کچھ ایسی راہیں پیدا کر دیں کہ
آپ کو ایک ایسے عظیم عالم دین اور محدث و فقیہ کی بارگاہ
تک پہونچا دیا جس کے اساتذہ میں وہ شخصیتیں جلیل القدر
اور بے نظیر و بے مثال تھیں جن میں سے ایک یگانۂ علوم
و فنون بالخصوص علوم عقلیہ میں اپنے وقت کا نقیب المثال
صاحب فضل و کمال تھا جس کی ذات و عبقریت کے آغوش

ابھر ابھر کر آج بھی دنیا کی نگاہوں کو خیرہ کر رہے ہیں
اور اس کی زندگی میں تو عرب و عجم کے افاضل و
اکابر علم و دین نے دل کی زبان سے مجدد مأۃ حاضرہ
اور امام اہل سنت کے لقب سے پکارا اور اس کے
تبحر علمی کے ہزار دل و جان سے قائل ہوئے۔

دوسرا۔ علوم عقلیہ میں حکیم جامع علامہ فضل حق
خیرآبادی کی یادگار تھا اور جس کے دم قدم سے ان
علوم کی رونق تھی۔ اور اس کے اٹھتے ہی اس شعبۂ علم کی
بساط الٹ گئی۔ اور مرور زمانہ نے ان کو اب ایک
تاریخ پارینہ بنا کر اس کے سینے میں محفوظ کر دیا۔

وہ شخصیت جو ایسے دو چشموں اور حیات افروز
سرچشموں سے سیراب تھیں اسے خلیفۂ حضور صدر الشریعہ
مولانا امجد علی اعظمی خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل
بریلوی اور تلمیذ علامہ ہدایت اللہ خان رامپوری کہا جاتا ہے۔

علوم معقولات و منقولات کے ایسے متبحر عالم اور
شہید مذکور فقیر کے سامنے نو سال تک سلطان الہند
خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ کی راجدھانی میں جانشین ملت نے
اپنی تعلیم و تربیت کے ایام گزارے۔ اکتساب فیض کیا۔

اپنے بیٹے کو شریعت و طریقت کا حامل و امین بنایا۔ اور
فروغ دین کا جذبہ بیکراں لے کر حضرت سلطان الہند کے
دار السلطنت سے اپنے مرشد و مشفق اور شہرۂ آفاق مشفق
کے پروانۂ تقرری پر مبارکپور جیسے گمنام قصبہ سے دین و
مذہب اور اصلاح قوم و ملت کی خدمت پر مامور ہوئے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور علم کی روشنی سے دلوں کی دنیا جگمگانے کا کام سپرد ہوا
مبارکپور پہنچتے ہی آپ کو "تعمیر" اور "دفاع" دو مشکل
ترین محاذوں پر بیک وقت داد و آزمانے پڑے۔ تقریباً
ساڑھے چار ماہ کی شدید آویزش اور عدیم النظیر
مقابلہ کے بعد فتح و کامرانی نے آپ کے قدم چومے اور دشمن
نے اپنی ہزیمت و پسپائی کا اعتراف کرتے ہوئے میدان سے
کسی طرح جان بچائی۔ اور راہ فرار اختیار کیا۔

تعمیر کی طرف آپ کے قدم بڑھے تو بصفت سیل رواں
ہو گئے اور ایسی آبادکاری کی اور اپنے خون جگر سے سینچا
کہ دیکھتے ہی دیکھتے علم و معرفت کا ایک سرسبز و شاداب "باغ
فردوس" لہلہا اٹھا۔

آپ کی زندگی کی ایک شاہکار خصوصیت یہ بھی ہے
کہ مبارکپور کی درسگاہ علم و فن سے ایسے طلبہ کی ایک خاص
نہج پر تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دی جو علم و دین کے متعدد شعبوں
میں اپنی صلاحیت کا استعمال کر کے کچھ مثالی خدمات انجام دے
سکیں۔ آپ کے اندر جوہر شناسی کی خاص خوبی تھی۔ طلبہ کی
ذہانت و زیرکی، محنت اور کد و کاوش، سلامت فطرت، رجحان
طبع، بلند خیالی، میدان عمل کی تعیین ان سب چیزوں کو حافظ
ملت قدس سرہٗ کی دوربین نگاہیں۔ ایک ہی نظر میں
تاڑ لیتیں۔ اور ان کے حال و مستقبل کے میدان کار کی نشاندہی
اور تربیت کا خاص ڈھنگ ان کے ساتھ اپنایا جاتا اور
ہر طرح کی شفقتیں، حوصلہ افزائیاں اور رہنمائیاں ان کے
ساتھ ہوتیں اس طرح آپ نے کثیر تعداد میں باصلاحیت
افراد پیدا کئے۔ جب کہ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ
سیرت کی تربیت، کردار کی نشو و نما اور شخصیات کی تشکیل
و تعمیر ایک نہایت کٹھن اور اہم کام ہے۔ لیکن

میں ظلمت شب میں لیکے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو
شرر فشاں ہوگی آہ میری نفس میرا شعلہ بار ہوگا

آپ نے اپنے تلامذہ میں ایسی روح پیدا کی، اور
انہیں ایسی استعداد بخشی کہ وہ متعدد میدانوں میں نمایاں حیثیت
سے خدمت علم و دین انجام دے سکیں۔ تفسیر و حدیث
کے ماہر علماء بھی آپ کے دانش کدہ سے پیدا ہوئے۔ جو مسند
تدریس کی آبرو اور وقار ہیں۔ اور فقہ و افتاء کے ممتاز
افراد بھی آپ کی درسگاہ علم و فضل سے اٹھے۔ اور انہوں
نے جدید و قدیم مسائل کا حل شریعت اسلامیہ کی روشنی میں
قوم و ملت کو بتایا۔ اور مسائل و احکام میں ہر طرح ان کی رہنمائی
کی۔ منطق و فلسفہ جو اگرچہ آج اپنی زندگی کے دن گذار رہے
ہیں۔ دن بدن ان سے بے رغبتی کی وجہ سے ادبار و انحطاط کے
شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ لیکن صدیوں سے ان کی مسلسل
حکمرانی اور آج سے پہلے ان کی افادیت، ایک مسلم حقیقت تھی
ان کے ذریعہ علمائے اسلام نے بڑی ٹھوس اور مستحکم خدمتیں
انجام دی ہیں۔ اور درس نظامی کی جان انہیں ہی سمجھا جاتا رہا
ہے، اس لئے حافظ ملت کے بہت سے تلامذہ اس میدان
میں بھی نمایاں اور ممتاز درسگاہوں کی زینت ہیں اور انہیں
کے دم سے ان کی بہار قائم ہے۔

آپ کے تلامذہ میں مشہور روزگار خطباء و مقررین

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پیدا ہوئے اور ان کی خداداد خطیبانہ صلاحیتوں سے برِّ صغیر پاک کے بیشمار علاقے مستفیض ہوئے اور بیرونِ ملک بھی انھوں نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ آج ہندوستان کے جلسہ ہائے سیرت میں بھی ہر جگہ نمایاں اور مشہور و ممتاز نظر آتے ہیں جن کی تقریروں میں آبشاروں کا ترنم طوفانی امواج کا تلاطم اور شیروں کی گھن گرج بھی شامل ہوتی ہے۔

بہت سے تلامذہ اور آپ کے در سے فیض یافتہ اشخاص ایسے بھی ہیں جو علم و عمل زہد و تقویٰ میں حافظ ملت کی تصویر نظر آتے ہیں۔ ان کے ارشاد و ہدایت سے دلوں کی دنیا آباد ہو رہی ہے قریہ قریہ ان کی روحانی تربیت کا سلسلہ عام ہوتا جا رہا ہے۔ تصفیۂ قلوب اور تزکیۂ نفس کا کام حکمت و موعظت اور جذب دروں کے ساتھ جاری ہے۔

آپ کے اندر قوت اخلاق کی بے پناہ کشش تھی اور ہر عالم و عامی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ تمام سہولتیں ہوتے ہوئے بھی انکسار نفس کا یہ عالم تھا کہ چائے خود اپنے ہاتھ سے بنایا کرتے تھے۔ بوقت ضرورت کپڑے بھی سل لیا کرتے تھے۔ اور اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں بڑی فرحت و مسرت محسوس کیا کرتے تھے۔

طلبہ اور بچوں سے شفقت و محبت کا برتاؤ عام تھا۔ بے جا خشونت و سختی اور رعب و داب سے کوسوں دور رہتے۔ علما و مشائخ کرام کے ساتھ توقیر و احترام سے پیش آتے۔ اور ان کی عادۃً لائق مدح و ستائش کرتے کسی عالم یا شیخ و مرشد کی عام یا مخصوص مجالس میں کبھی غیبت نہیں کرتے۔ اپنوں اور غیروں کے بجا اعتراضات سن کر اپنی زبان کو محفوظ رکھتے۔ اپنے قلب و نظر کی طہارت و نظافت پر کوئی غبار نہ آنے دیتے۔ اور زبان حال سے یہ فرماتے

ہر کہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد
ہر کہ مارا یار نبود ایزد او را یار باد
ہر کہ خارے افگند در راہ ما از دشمنی
ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد

مخالفوں کے ہجوم یلغار میں بھی صبر و شکیب اور ضبط و تحمل کا کبھی دامن نہ چھوڑا اور اپنے کسی عمل سے بھی ناشکیبائی کا اظہار نہ کیا۔ مشکل رکاوٹوں کے درپیش آنے پر بھی ایفائے عہد کرنا اپنا فرض اولین تصور کرتے۔ اور عہد و پیماں کو غفلت و کوتاہی کی نذر نہ ہونے دیتے۔ زہد و استغنا ان کی گفتگو لباس اور عادات و اطوار سے عیاں تھے ان کی خدا آشنائی امرا اور حکام سے بھی انھیں مستغنی رکھتی

اپنے خالق کو نہ پہچانے تو محتاج ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم

موٹا جھوٹا کھاتے اور پہنتے۔ تکلف و تصنع اور ظاہری شان و شوکت، رکھ رکھاؤ اور خود نمائی کا کبھی تصور بھی نہ آنے دیا اس کے باوجود اس سادگی پر ہزاروں رعنائیاں قربان تھیں۔ اور دل بے ساختہ کھنچ آتے تھے جو بات کہتے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دل سے بچتے اور اس کا اثر یہ ہوتا کہ انہیں آنکھوں سے لگایا جاتا اور دلوں میں جگہ دی جاتی۔

اپنے عالمانہ وقار پر حرف نہ آنے دیتے۔ سفر و حضر میں شلوار شیروانی عمامہ اور عصا کا برابر استعمال فرماتے اختلاف موسم کا ان چیزوں کے استعمال پر کوئی اثر نہ پڑتا تھا۔ ظاہری وضع سے علمی تبحر کا اندازہ نہ ہوتا مگر گفتگو فرماتے تو ایسا محسوس ہوتا گویا ایک سمندر ہے جو موجزن ہو گیا۔ اسی طرح اپنی خودداری پر بھی آنچ نہ آنے دیتے اور عزت علم و فضل کا پاس و لحاظ رکھتے تلاوت قرآن کا اہتمام سفر و حضر میں ہمیشہ رکھتے۔ اور اس سے ایک لمحہ بھی تغافل نہ برتتے۔

فطرت کا سرود ازلی اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفت سورۂ رحمٰن

مجلس کی گفتگو بڑی شگفتہ اور بعض اوقات ظریفانہ مگر سنجیدہ و باوقار ہوتی۔ آپ کے حکیمانہ نکتے مصباحی علماء میں کافی مشہور ہیں۔ کلموا الناس علی قدر عقولھم کے مطابق ہی حاضرین سے خطاب فرماتے۔ چلتے تو ہمیشہ نگاہیں نیچی رکھتے۔ نوآموز مدرسین و مقررین کی حوصلہ افزائی بالخصوص نوجوان علماء کے لئے حوصلہ افزا کلمات اور دعاؤں سے نوازتے ہیں آپ اپنے تمام معاصرین میں منفرد اور بے مثال نظر آتے ہیں۔

یہی وہ اخلاق فاضلہ ہیں جن سے آپ علماء مشائخ طلبہ مریدین معتقدین اور عامۃ المسلمین میں مقبول اور عزیز و محترم ہوگئے۔

دوست ہو یا دشمن آپ سے ملتا۔ وہ آپ کے اخلاق کا گرویدہ ہو کر اٹھتا اپنی وسعت ظرفی وسیع چشمی کشادہ دلی و خندہ پیشانی کمال ادب، احترام شفقت و محبت خیر خواہی، ہمدردی، خلوص بھرو محبت عجز و انکسار صبر و ضبط، پابندی اوقات کے ساتھ آپ نے ایک باوقار اور باوقار زندگی گذاری۔ نگاہ میں بلندی، سخن میں دلنوازی اور قلب میں گرمی و حرارت تھی تعمیر جامعہ کے وقت اس کی لو تیز تر ہوگئی جس میں آپ کا پورا وجود تپ کر کندن بن گیا

خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی، اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل، اسکے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب، اسکی نگاہ دلنواز

مقصدیت آپ کی زندگی کے تمام گوشوں پر ایک اہم ترین عنصر کی طرح نمایاں اور غالب تھی۔ جماعتی حس کی ذکاوت بڑی تیز تھی۔ ایک ہمہ گیر تعمیری انقلاب ابتدا ہی سے ان کا مطمح نظر رہا ہے ارباب علم و تحقیق اس امر پر متفق ہیں کہ جب جمود کے سائے دراز ہو جاتے ہیں، تو حرکت و عمل کے جذبات بھی جنم لینے لگتے ہیں۔ تباہی حد سے گذرنے لگتی ہے، تو ترقی کے اسباب بھی فراہم ہو جاتے ہیں۔ زوال و انحطاط کا رنگ غالب ہونے لگتا ہے تو تجدید و احیاء کی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

صورتیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

موجودہ صدی کے آخری دور میں دوسری شخصیتوں کی صف میں آپ کی حیثیت، آپ کے اثرات، اور آپ کے کارناموں کو کوئی انصاف پسند مورخ ہرگز نظرانداز نہیں کرسکتا۔ آپ کی رفتار و گفتار، حرکات و سکنات، وعظ و تقریر، تدریس و تحریر، اور ہدایت کے دیگر تمام ذرائع میں انفرادی شان تھی۔ یہ تمام چیزیں اس بات کا پیغام دیتی ہیں کہ آدمی کو کام کا آدمی بننا چاہیے اور کام کا آدمی اسی وقت بن سکتا ہے جب کہ مقصد ہمیشہ اس کے پیش نظر رہے اور اس سے ایک لمحہ بھی غافل نہ ہو۔

آپ کے ذہن میں ابتدا ہی سے جولانیت تھی، اور محدود و رائج اصول سے ہٹ کر عالمانہ و فاضلانہ ہی نہیں بلکہ ناقدانہ فکر و نظر اور وسعت قلب کے ساتھ عمل کے میدان میں مجاہدانہ قدم رکھنے کا حوصلہ بھی تھا انھوں نے تبلیغ علم و دین کے طاقتور ذرائع و وسائل استعمال کئے۔ اور فروغ مذہب و ملت کے لئے موثر ترین اسباب کو اپنانے کی حوصلہ افزائی بھی کی۔

تدریس کے دوران متعلقہ اسباق کے افہام و تفہیم کے علاوہ ذہن سازی کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے۔ عام مدرسین کی طرح صرف درس دینے پر اکتفا نہ کرتے۔

اہل دانش عام ہیں کمیاب ہیں اہل نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ
شیخ مکتب کے طریقوں سے کشاد دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ

ابتدا ہی سے خصوصی سانچے میں ڈھل کر مستقبل کے قائد و ناخدائے ملک و ملت بننے کا بیقرار جذبہ پیدا کر دیتے۔ ان کی تقریر و تدریس کا عام مزاج اور پیغام یہ ہوتا۔

ہویدا آج اپنے زخم پنہاں کرکے چھوڑوں گا
لہو رو رو کے محفل کو گلستاں کرکے چھوڑوں گا
جلانا ہے مجھے ہر شمع دل کو سوز پنہاں سے
تری تاریک راتوں میں اجالا کرکے چھوڑوں گا

بہت سے مواقع پر آپ کا درس درد و کرب اور قلب کے پنہاں اضطراب و بے چینی کا آئینہ دار ہوتا اور اس سے سوز دل کی بو آتی جس سے قلب براہ راست متاثر ہوتا۔ انداز فکر میں تبدیلی پیدا ہوتی خفتہ صلاحیتیں بیدار ہوتیں۔ ذوق و شوق کو مہمیز لگتی۔ احساسات و خیالات میں تلاطم برپا ہوتا۔ اور یہی تلاطم آگے چل کر ہنگامۂ محشر کا روپ دھار لیتا۔

وعظ و تقریر کا انداز خالص ناصحانہ و عالمانہ ہوتا آج کل عام رواج ہوگیا ہے کہ جلسے گیارہ بجے سے شروع ہوکر دو تین بجے ختم ہوتے ہیں جس کی وجہ سے فجر کی نماز اکثر خطرے میں پڑ جاتی ہے ایسے آپ سخت ناپسند فرماتے اور بحمدہ تعالیٰ جہاں بھی جاتے خود سے اٹھتے باجماعت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فجر کی نماز ادا فرماتے۔ صبح خیزی ان کی عادت تھی۔ ذکر و فکر اور نالۂ شبینہ ان کی فطرت ثانیہ تھی سہ

کیا عجب میری نوا ہائے سحر گاہی سے
زندہ ہو جائے وہ آتش کہ تری خاک میں ہے

آپ کی تقریر مسجع و مقفیٰ عبارتوں ——— اور پیشہ ور مقررین کے قصے کہانیوں، الجھے دار باتوں اور بے سروپا نکتوں سے یکسر خالی ہوتی۔ سیدھے سادے انداز میں ترغیب و تشویق اور ترہیب و تخویف فرماتے۔ پُر حکمت باتیں اور عالمانہ نکات ہوتے۔ نہ غیر متعلق باتیں ہوتیں نہ وقت گذاری کے حیلے نام و نمود تحسین و آفرین کے جذبے سے خالی ہو کر پوری تقریر قرآن و حدیث و اقوال سلف صالحین کی روشنی میں ہوتی۔ اخلاص و دردمندی کا اظہار ایک ایک جملے سے ہوتا۔ جس کا اثر یہ ہوتا کہ بہت سی زندگیوں کے دھارے بدل جاتے۔ دلوں کا عالم زیر و زبر ہونے لگتا۔ اور ان کے کردار و عمل میں انقلاب عظیم رونما ہو جاتا۔

آپ کے ارادتمندوں کا ایک وسیع حلقہ ہے۔ ایک مرشد کی حیثیت سے آپ نے اذہان و قلوب کی تطہیر، اخلاق کی درستگی، اعمال و افعال کی اصلاح، اسلامی شعائر و آداب کی حفاظت و پاسبانی، جذبۂ خدمت خلق، پابندی صوم و صلوٰۃ کی جو روح اپنے حلقۂ ارادت میں پھونکی اور انھیں اسلام و ایمان کے لئے جینے کا جو جذبہ پیدا کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

ایک کامل شیخ کی طرح آپ نے ان کی رہنمائی کی۔ متصوفۂ زمانہ کی طرح سامان کشش کا اہتمام نہ کیا۔ نہ ان کے ظاہری رنگ و روغن اپنی تقدس مآبی کی داستان سرائی خود ساختہ فضائل و مناقب اور طرح طرح کی ان کی عیاریوں و مکاریوں سے سخت متنفر و نالاں تھے آپ کے پاس نہ تو کوئی ظاہری وجاہت تھی اور نہ بے جا شان و شوکت نہ زہد و پارسائی کا اظہار و اعلان۔ صرف بے پناہ خدا ترسی، سادگی، بے نفسی عبادت و ریاضت اور علم و حکمت کی دولت آپ کے پاس تھی۔ اور بس۔ لیکن خدا جانے آپ کی زبان میں کیا اثر اور چہرے پہ کیسی سنجیدگی اور کتنا وقار برستا تھا۔ نظروں میں کتنی حیا تھی۔ اور فطرت میں کتنی سلامتی تھی کہ جو سامنے آتا اس کا دل آپ کی طرف مائل ہوتا اور کھنچنے لگتا۔ جاہل مرشدوں کی طرح مناہی و منکرات کے ارتکاب اور بے راہ روی سے دور رہ کر ارشاد و ہدایات اور تبلیغ دین کرتے۔ حرص و طمع کا شائبہ تک نہ تھا اور نہ جی حضوری اور قدم بوسی کی خواہش۔ سلف صالحین کے نقش قدم پر چل کر مشیت الٰہی کے ساتھ اصلاح اعمال و تطہیر قلوب کا فریضہ انجام دیا۔

انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو
شمع محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق
مثل خورشید سحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ و آزادہ معانی میں دقیق
اس کا انداز نظر اپنے زمانے سے جدا
اس کے احوال سے محرم نہیں پیران طریق

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت کی پوری زندگی متحرک و فعال تھی وہ وقت کے تقاضوں کو بھی نظر میں رکھتے کشمکش حیات سے فرار اور آرام طلبی و عیش کوشی تو انھوں نے جانا ہی نہ تھا۔ نگاہوں میں آفاقی انداز اور دل میں آفاق گیری کے حوصلے تھے۔ وہ منزل کو بھی جادۂ منزل سمجھتے تھے۔ گردش روزگار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کیا کرتے۔ اور ضروریات زمانہ پر بھی ان کی نظر ہوتی اور ان کی فکر و عمل کا کارواں متحرک زندگی کے دوش بدوش چلتا ؎

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں پیہم دواں ہر دم جواں ہے زندگی

حافظ ملت جمود و تعطل کا بت توڑ کر جدت افکار اور حدت کردار پیدا کرنے کے خوگر تھے۔ مدارس اسلامیہ جن پر ایک مدت سے یہ الزام ہے کہ

کس کو معلوم ہے ہنگامۂ فردا کا مقام
مسجد و مکتب و میخانہ ہیں مدت سے خموش

چونکہ آپ ایک مصلح امت و مفکر ملت تھے۔ آپ کا قلب مضطر قوم مسلم پر چھائے ہوئے ادبار و انحطاط کے غم میں غلطاں و پیچاں تھا۔ اور یہ حقیقت پسندانہ فریاد آپ کو بار بار آواز دے رہی تھی کہ ؎

وارد کوئی سوچ ان کی پریشاں نظری کا
مدرسے جو تھا ہیں صفت نوجوانوں کی تربیت گاہ

ہے جس سے فکر و نظر کو پختگی اور جلا ملتی ہے جس کے ادبار و انحطاط کے اثر سے پوری قوم متاثر ہوتی ہے۔ ایک ایک فرد پر اس کا اثر پڑتا ہے اسی لئے فروغ دین اور اصلاح امت کے لئے تعلیمی شعبہ سے حافظ ملت نے انقلاب انگیز اقدامات کئے۔ اور وقت کی ضروریات اور اس کے مسائل کی عقدہ کشائی کے لئے اپنے ذہن و فکر کی بہترین صلاحیتیں صرف کیں انھوں نے جامع اور ہمہ گیر منصوبہ کے تحت الجامعۃ الاشرفیہ کی بنیاد ڈالی اور منزل کی طرف لگاتار پیش قدمی اور مقصد کے ساتھ والہانہ عشق کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہوں تو اس وقت حافظ ملت کی بیقرار زندگی کا تماشہ دیکھئے۔ زیر تعمیر یونیورسٹی کی تکمیل کا جذبۂ شوق ان کی ساری ہستی پر سایۂ رحمت کی طرح چھا گیا ہے۔ ہر طرف سے یکسو ہو کر اب صرف ایک مقصد ان کے پیش نظر ہے۔ ایک ہی غم ہے جس نے انھیں سارے غموں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اور وہ ہے دین کے مستقبل کا غم۔ کامیابیوں کی سب سے بڑی ضمانت ان کا وہ یقین محکم ہے جو مشکلات کی بے پناہ مزاحمتوں کے باوجود آج تک گھائل نہیں ہو سکا۔ (رپٹ الجامعۃ الاشرفیہ ۹۳ھ مطبوعہ مبارکپور)

موجودہ نصاب تعلیم میں حذف و اضافہ کر کے اسے مزید مفید و موثر بنانے کے لئے علماء و دانشوروں پر مشتمل ایک بورڈ کی تشکیل کی۔ "زیر تعمیر یونیورسٹی کے ذریعہ ہم ایک ایسا جامع اور قابل قبول نظام تعلیم بروئے کار لائیں گے جو ہمارے طلبہ میں منقولات و معقولات کی ٹھوس قابلیت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور دینی فکر و بصیرت کے ساتھ ساتھ نئے دور کے مسائل پر بھی قابو پانے کی صلاحیت پیدا کرے اور الحاد و مادیت کے مقابلے میں اسلام کی صحیح نمائندگی کرنے کا حوصلہ عطا کر سکے۔" (ص۳ الجامعۃ الاشرفیہ سنہ [illegible])

تجھ کو خبر نہیں ہے کیا بزم کہن بدل گئی
اب نہ خدا کے واسطے ان کو نئے مجاز دے

عرصۂ دراز تک بیشتر ممالک پر فرنگی تسلط و استبداد رہنے کی وجہ سے بہت سی اقوام کی تہذیب و معاشرت اور زبان پر زبردست اثر پڑا، مفتوح ہونے کی وجہ سے ان کے رگ و ریشے میں غلامی کا خون دوڑا، اور وہ ذہنی و فکری اعتبار سے احساس کمتری میں مبتلا ہو کر رہ گئے۔ ملک و بیرون ملک بعض دانشوروں نے انگریزی زبان و تہذیب اپنانے میں ہی ترقی کا راز پایا، اور اس پر خود بھی گامزن ہوئے اور قوم کو بھی اسی طرف کھینچا۔

اس دور میں چونکہ انگریزی تعلیم کا نتیجہ الحاد و گمراہی کی شکل میں برآمد ہوتا تھا کہ اپنے ذہن و دماغ کی مرعوبیت و فکری جمود سے اس کے سامنے وہ سپر انداز ہو جاتے۔ ان کی اپنی ہر چیز میں کمتری اور غیروں کی ہر چیز میں برتری کے جلوے نظر آنے لگے اس لئے علماء نے انگریزی کی زبردست مخالفت کی۔ اور اس میں وہ بہت حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ لیکن آج جب کہ اس کے عروج و کمال کا دائرہ سمٹتے سمٹتے سات سمندر پار جا چکا ہے اور اس کے نقصانات پہلے کی طرح باقی نہیں رہ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ علوم و فنون کے بیشتر خزانے آج انگریزی زبان میں موجود ہیں، اور اب بھی اُسے بین الاقوامی زبان ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اور فکر و شعور کی پختگی کے ساتھ اسے حاصل کر کے زیادہ سے زیادہ خدمت دین کے مواقع فراہم ہو سکتے ہیں۔ اس لئے علماء کرام نے آج اور بہت سے حضرات نے اس سے پہلے بھی اس کی افادیت کو تسلیم کر کے اس کی تعلیم کی طرف لوگوں کو ترغیب دلائی۔

حافظ ملت قدس سرہٗ نے بھی نصاب تعلیم میں انگریزی کو لازم قرار دیا اور اپنے دور ہی میں اس کی تعلیم کے انتظامات بھی مکمل فرمائے۔ اور بہت سے تقریری و تحریری بیانات میں اس امر کو واضح فرمایا کہ الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر کا مقصد یہ ہے کہ عربی، فارسی، اردو، انگریزی، ہندی ان پانچ زبانوں میں یہاں کے فضلاء ماہر و عالم بن کر نکلیں اور جہاں بھی رہیں اسلام و سنیت کی خدمات پوری جامعیت و کمال کے ساتھ انجام دیں۔

اسی طرح یہ سوال بھی اپنی جگہ بڑا اہم اور اس قابل ہے کہ اس کی جانب خاطر خواہ توجہ کی جائے۔ وہ یہ کہ ہندی جو اپنے ہم وطنوں کی زبان ہے اس میں اسلامی علوم و فنون تو ایک طرف تبلیغ اسلام سے متعلق بھی کتب و مقالات نہیں پائے جاتے ہیں۔ کروڑوں افراد جنھیں جادۂ حق پر چلنے کی دعوت دی جا سکتی ہے۔ ان سے اس طرح اغماض سمجھ میں آنے والی بات نہیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ساتھ ہی یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ کئی ایک صوبوں میں خود مسلمان بھی ہندی لکھتے بولتے ہیں۔ ان کی رہنمائی اور احکام و مسائل سے واقفیت کے لئے بھی اس زبان میں مناسب مواد ہونا ضروری ہے۔ حافظ ملت نے اس جانب اپنی توجہ مبذول فرمائی۔ اگرچہ تاہنوز کوئی عملی پیش رفت نہ ہو سکی تاہم اس کی بوجوہ اور آئندہ اہمیت کے پیش نظر اپنے منصوبہ میں اسے بھی ایک مخصوص جگہ دینے کا اعلان فرمایا۔ اس جانب ہندوستان کے دوسرے مسلم اداروں اور دانش گاہوں کو جلد تر خصوصی توجہ دے کر مؤثر و مفید اقدامات کرنے چاہئیں۔

قلم کی طاقت ایک مسلم حقیقت ہے بالخصوص اس دور جدید کے ذرائع نشر و اشاعت میں اسے سب سے ہمہ گیر طاقتور، موثر، دور رس اور دیرپا مانا گیا ہے۔ اور دنیا کی متمدن قومیں اس کے ذریعہ ذہنوں پر قبضہ جما کر اپنی تہذیب و معاشرت، اپنی زبان، اور اپنے نظریات و خیالات کو دوسروں پر مسلط کرتی جا رہی ہیں۔ اپنے علوم و فنون قومی روایات، ملکی مزاج لسانی خصوصیات مشاہیر کے کارناموں کو اپنی اور دوسری عالمگیر زبانوں میں منتقل کر کے انقلابات کے منصوبے تیار کئے جاتے ہیں۔ اپنے مشن کو فروغ دیا جاتا ہے۔ اور یونیورسٹیوں کالجوں، اداروں، درسگاہوں، دانش کدوں نیز مختلف شعبہائے حیات کے ممتاز لوگوں کے ذہن و دماغ کو شعوری و غیر شعوری طریقوں سے متاثر کرنے کی تدبیریں اختیار کی جاتی ہیں۔

حافظ ملت نے اس ضرورت کو شدت سے محسوس کیا کہ ہماری جماعت کی توجہ تقریباً نصف صدی سے اس میدان کی طرف سے بالکل ہٹ چکی ہے۔ قلم کا سرچشمہ خشک ہو چکا ہے۔ دوسرے کاموں کی طرف اتنا انہماک بڑھ چکا ہے کہ اغیار اس شعبے میں اپنی محنتوں، کوششوں اور مسلسل جانفشانیوں سے اردو و دیگر صوبائی زبانوں کے علاوہ عربی زبان کے ذریعہ روز بروز سیلاب کی طرح بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور کوئی ایسی چٹان حائل نہیں ہوتی جو اس کا دھارا پلٹ کر اسلام و ایمان کی برکتوں سے بزم گیتی کو متمتع و فیضیاب کرے۔ پیاسی ہوئی انسانیت کو سیراب کرے اور علم و فن کے اجالے میں اقوام عالم کی قیادت کر سکے

مخصوص مسلکی حیثیت سے بھی دیکھا جائے تو امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ جن کی حیات کا ورق ورق روشن و تابناک ہے جو بیک وقت مفسر و محدث بھی تھے اور متکلم و فقیہ بھی، مفکر و فلسفی بھی تھے ادیب و شاعر بھی۔ اور دینی و مذہبی مصلح و رہنما بھی۔ جنہوں نے تصنیف و تالیف کے لئے اپنی پوری حیات وقف کر دی اور ماضی قریب میں ان جیسا عظیم مصنف پیدا نہیں ہوا لیکن ہزاروں جلسوں کانفرنسوں اور مناظروں کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی کے ایک ایک گوشۂ جمیل کا ذکر اور

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سیر حاصل بحث تو ایک طرف۔ نصف صدی سے زائد کا طویل عرصہ گذر جانے کے بعد بھی تادم تحریر کوئی ایسی سوانحی کتاب بھی دنیا کے سامنے نہ پیش کی جا سکی۔ جو کسی حد تک بھی جامع اور ان کی شایان شان ہو۔ افسوس ہے اپنی اس جامد اور غیر متحرک زندگی پر۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

لیکن ارباب ہمت مایوس و دلشکستہ نہیں ہوتے۔ وہ فکر فردا ہی کیا کرتے ہیں۔

کار امروز بفردا مگذار اے آگہی
آج ہی چاہیے اندیشۂ فردا دل میں

حافظ ملت کے سامنے جب بھی اس موضوع پر گفتگو ہوئی وہ اپنے درد و کرب کا اظہار فرماتے اور ساتھ ہی ساتھ حوصلہ افزائی بھی کرتے۔ اور رہنمائی بھی فرماتے راقم سطور نے بارہا اس طرح کے ضروری اور اہم موضوعات پر حضرت سے رہنمائی حاصل کی۔

ایک موقع پر جب کہ اس طرح کی تفصیلی گفتگو ہو رہی تھی تو حضرت نے بڑے جلال کے ساتھ ارشاد فرمایا "میرے نزدیک ان سب کا جواب الجامعۃ الاشرفیہ ہے ان شاء اللہ کام ہوگا۔ اور اسی سے سب کچھ ہوگا۔"

معیاری ادبی و علمی اور فنی و تحقیقی کتب و مقالات کی تصنیف و تدوین اور بذریعۂ تحریر اصلاح اعمال و عقائد کے لیے حافظ ملت نے الجامعۃ الاشرفیہ کا شعبۂ نشریات قائم فرمایا۔ دو ایک کتابیں اس کی طرف سے شائع بھی ہو چکی ہیں۔ صحافتی معیار کے مطابق ایک ماہنامہ بھی بنام "اشرفیہ" بڑی آب و تاب کے ساتھ تقریباً دو سال سے شائع ہو رہا ہے۔ اور مفید خدمات انجام دے رہا ہے ان شاء اللہ آنے والے ایام حافظ ملت کی اس تحریک اور ان کے عزائم کی تکمیل کے اسباب کسی نہ کسی راہ سے فراہم کر دیں گے۔ اور آج جسے ایک خواب پریشاں سے زیادہ حیثیت نہیں دی جا سکتی کل وہ ایک زندہ حقیقت کا روپ دھار لے گا۔

میان شاخساراں صحبت مرغ چمن کب تک
ترے بازو میں ہے پرواز شاہین قہستانی
بیا تا گل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرح دیگر اندازیم

حافظ ملت نے اپنے تلامذہ کے اندر ایسی بے قرار روح پھونک دی ہے کہ وہ بیرون ملک بھی وقت کے خارجی اور داخلی تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر اپنے دائرہ عمل کو وسیع تر کریں۔ اس ضمن میں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ جس کے روح رواں حافظ ملت کے تلامذہ ہی ہیں۔ اور قلب یورپ سے ان کی اذان اور تکبیر مسلسل کی صدائیں فرنگی در و دیوار سے ٹکرا کر انہیں خواب غفلت سے بیدار کر رہی ہیں اس ادارہ کو جن اغراض و مقاصد کے ساتھ مربوط کیا گیا وہ یہ ہیں

(الف) عالمی سطح پر ایک اسلامی تبلیغی نظام کا قیام

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

(ب) مسلم معاشرے میں دینی زندگی کی ترویج

(ج) مسلمانانِ عالم کے درمیان رابطۂ اخوتِ اسلامی کا آہنگ

(د) اسلامی تبلیغ کی قائدانہ صلاحیت پیدا کرنے کے لئے ایک تحقیقاتی حربی مرکز کا قیام (زبان عربی، انگریزی، فرینچ)

(ہ) گمراہ کن انکار و تحریکات سے نسلِ اسلامی کا تحفظ۔

(ص ۵ سکریٹری رپورٹ پیش کردہ ۱۸ اپریل ۱۹۸۳ء زیرِ ورلڈ اسلامک مشن ۲۹/۲۰، ساؤتھ فیلڈ اسکوائر بریڈ فورڈ ڈوٹ پارک شائر (انگلینڈ)

ارباب ادارہ کا سینہ عزم و حوصلہ سے پُر اور ان کا ایک ایک لفظ ان کے ارمان کی منہ بولتی تصویر ہے انہیں خدا کی ذات سے یقین ہے کہ "ایک نہ ایک دن چند افراد کا یہ دستہ ایک عظیم قافلے میں تبدیل ہو جائے گا اسلام کے عالمگیر فروغ کے جذبہ میں ہم جہاں تک پہونچے ہیں اب وہاں سے ہماری واپسی ناممکن ہے۔ اب یا تو ہمارا سفینہ حجاز کے ساحل سے ٹکرا کر چور چور ہو جائے گا یا پھر ہم سمندروں کا سینہ چیرتے ہوئے زمین کے کناروں تک اپنے آقا کی رحمتوں کا پرچم لہرائیں گے۔

(ص ۱۳ سکریٹری رپورٹ)

اے کاش ان کی اسلامی فیروز مندیوں کی تنویر کرۂ ارض پہ پھیل جائے۔ اور ایک ایک متنفس اسی عشق و یقین کے ساتھ نغمۂ تسبیح و زمزمہ خواں ہو جائے کہ روحِ انسانیت جھوم اُٹھے۔ اور مسلمانوں کا خورشیدِ اقبال ایک بار پھر افقِ عالم پہ منور و ضوفشاں ہو جائے

سرشکِ چشمِ مسلم میں ہے نیساں کا اثر پیدا
خلیل اللہ کے دریا میں ہونگے پھر گہر پیدا
کتابِ ملتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

عربی، ربِ کائنات کی منتخب زبان جس میں صحیفۂ آسمانی قرآن مجید کا نزول ہوا ہے رسولِ خدا و سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہونے کا فخر حاصل ہے جو صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی بھی زبان ہے۔ اور جو دم واپسیں کے بعد قبر اور حشر و نشر سے لے کر ابد الآباد تک " باغ فردوس" کی بھی زبان ہے۔

مدارس اسلامیہ جو اس کے بچے وارث و جانشین ہیں ان کی ابتدا و انتہا اسی زبان سے ہے۔ اور اسلامی و عربی سرمایہ کی تحصیل میں پوری کی پوری عمریں صرف کر دی جاتی ہیں۔ لیکن یہ ایک حیرت ناک اور افسوسناک حقیقت ہے کہ اتنا سب کچھ کر لینے کے بعد بھی عربی لکھنے اور بولنے پر قدرت نہیں ہو پاتی یہ ہندوستان کا نادر و نایاب اور تاریخی تجربہ ہے کہ کسی دوسری زبان کے ساتھ دنیا کے کسی گوشہ میں شاید ہی اس حیثیت سے اتنا ظلم ہوا ہو۔ اس عدم قدرت میں " قدیم عربی اور جدید عربی کی کوئی تخصیص نہیں" یہ بالکل امر واقع ہے کہ آج ہماری درسگاہوں سے جو طلبہ فارغ ہو کر نکل رہے ہیں وہ عربی کے فاضل ہونے کے باوجود عربی زبان نہ لکھنے پر قدرت رکھتے ہیں نہ بولنے پر۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یہاں ذریعۂ تعلیم اردو ہے اسی سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ مجوزہ عربی یونیورسٹی میں، جو ذریعۂ تعلیم عربی ہوگی۔ اور اس کے ساتھ جدید اصطلاحات عربی سے بھی طلباء اپنے طلبہ کو روشناس کرائیں گے، جن کو وحدت دین و علم کے ساتھ علماء عرب کے کردار اور ان کی اقدار سے وہ واقف و تعلیم کا انتظام کرنا چاہیں گے اور کوشش و سعی ہو۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے مطابق (شدہ)

الحمد للہ عربی ادب میں عربی زبان کو ذریعۂ تعلیم کے طور پر رائج کیا جا چکا ہے۔

حافظ ملت کی دور رس نگاہیں ان سب ضروریات کو دیکھ رہی تھیں، انھوں نے اس کے لئے باقاعدہ کوششیں کیں کہ مدرسہ عربی میں اس معیار کو طلبہ تک رواں کیا جائے انھوں نے مفید ترین اقدامات بھی کئے۔ اور عربی ادب کی تعلیم کے لئے چند منتخب طلبہ کو آمادہ کر کے اس کی تکمیل کا انتظام فرمایا جو بفضلہ تعالیٰ پوری جانفشانی کے ساتھ اپنے کام کا آغاز کر چکے ہیں۔

اس کام کے لئے حافظ ملت نے چند طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ ازہر مصر بھیجنے کا بھی قصد فرمایا تھا۔ افسوس کہ آپ کی زندگی میں یہ کام بھی نہ ہو سکا، راقم سطور سے حضرت حافظ ملت نے خود متعدد بار ارشاد فرمایا کہ آپ نہایت محنت و جانفشانی سے اپنے فرائض انجام دیجئے اور کوشش کیجئے کہ طلبہ کا عربی ذوق زیادہ سے زیادہ بیدار ہو۔ الحمد للہ بفضلہ تعالیٰ اشرفیہ کی زبان آئندہ سالوں میں خالص عربی ہوگی اور اسے ہی ذریعۂ تعلیم بنایا جائے گا۔ مختلف علوم و فنون میں سے کسی خاص فن میں تحقیق و تخصص کے درجات قائم کر کے امتیازی و انفرادی قابلیت کے افراد پیدا کرنا ہمارا سب سے اہم مقصد ہے۔ تاکہ مختلف علوم و فنون میں محققانہ بصیرت رکھنے والے اساتذہ ہماری درسی کتابوں کو حل کر سکیں جن کا سلسلہ اب ختم ہوتا جا رہا ہے اسی طرح ہم عربی ادب کے ساتھ انگریزی اور سنسکرت دونوں زبانوں میں مہارت رکھنے والے علماء پیدا کریں گے، تاکہ اصطلاحات کا ذخیرہ تحریر و تقریر دونوں اور زبانوں میں منتقل کر سکیں (صفحہ ۱۲ الجامعۃ الاشرفیہ ۱۹۷۲ء)

حافظ ملت نے جس طرح اپنے اخلاق و کردار کے تابندہ نقوش چھوڑے ہیں اسی طرح ان کے ہمہ گیر اور آفاقی ذہن و فکر کی جولانیاں اور اس کے اثرات بھی بڑے وسیع گہرے اور متعدد الجہات ہیں۔ ان کی پوری زندگی حرکت و انقلاب کی ایک کھلی ہوئی کتاب ہے جس کا ورق ورق عزم و حوصلہ جہد مسلسل یقین و اذعان اور جذبات کا پیغام دے رہا ہے۔ انھوں نے اپنے تصلب فی الدین اور جرأت مردِ مومن کی اعلیٰ مثالیں بھی چھوڑی ہیں جو ہمارے لئے مشعل راہ ہیں اور وقت کے تقاضوں کی جانب تکمیل کی راہیں بھی ہموار کی ہیں، وہ گفتار و کردار میں اللہ کی برہان اور ہماری ملی تاریخ کی قیمتی امانت ہیں، ان کی حیات کے سارے گوشے اپنے اندر ایک مثالی اور تاریخی شان رکھتے ہیں۔ ان کی کشتی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حیات یاس و نا امیدی کا سینہ چیرتی اور تلاطم و امواج سے بچتی ہوئی ساحل مقصود تک پہنچی۔ ان کی زندگی سراپا ایک پیغام تھی۔ ارباب بصیرت کے لئے، اور انھوں نے اپنی بے قرار زندگی کا لمحہ لمحہ ذہن و فکر کی تعمیر میں صرف کر دیا۔ اور ہزاروں افراد کو اپنی مثالی زندگی کا آئینہ دار بنا دیا۔ آپ نہ یہ کہ خود فکر و عمل کے طائر بلند پرواز تھے اور بہت سے میدانوں میں نئی روشیں اور نئے انداز و اسالیب پیدا کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے بلکہ شوق جستجو کا اضطراب مسلسل اپنے تلامذہ میں بھی چھوڑے گئے۔

ضمیر لالہ میں روشن چراغ آرزو کر دے
چمن کے ذرے ذرے کو شہید جستجو کر دے

ان کا یقین و اعتماد اتنا راسخ اور مستحکم تھا کہ مزاحمتوں کے شدید ہجوم میں بھی متزلزل نہ ہوتا۔ اور منزل کی طرف لگاتار پیش قدمی کی راہ میں مشکل ترین رکاوٹوں سے بھی ان کی پیشانی پر بل نہ آتا۔ یہی وہ خصوصیت تھی جس نے ہر منزل اور ہر موڑ پر انھیں کامیاب و کامران رکھا۔ سنگلاخ زمینوں اور پُر خار وادیوں سے بھی ان کی شوق منزل رسی کی تکمیل کی راہیں نکل ہی آئیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جو اثر تو پیدا اسکا ہو جاتا ہے ؎

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا

اللہ کی برہان

اقبال

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

ہمسایۂ جبریل امیں بندۂ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشان

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

قدرت کے مقاصد کے عیار اسکے ارادے
دنیا میں بھی میزان قیامت میں بھی میزان

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

فطرت کا سرود ازلی اسکے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفت سورۂ رحمٰن

بنتے ہیں مری کارگہ فکر میں انجم
لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

خورشید علم وفن

محمد حبیب المبین نعمانی مصباحی
المجمع الاسلامی مبارکپور

چودھویں صدی ہجری کے اواخر میں ہندوستان کے بہر علم وفضل پر جن عظیم شخصیتوں نے مہر وماہ بن کر اپنی روشنی بکھیری ان میں استاذ العلماء جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی ثم مبارکپوری علیہ الرحمۃ والرضوان کا نام نامی ہندوستان کی علمی تاریخ میں ایک عظیم باب کا عنوان اور آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔

حافظ ملت کی نہایت سادہ اور سراپا دین میں ڈوبی ہوئی ذات گرامی ایک ایسا ابر کرم تھی جس کی فیض بخشیوں نے صرف سرزمین مبارکپور ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں کشت زار علم کو سیراب کر کے سرسبز وشاداب بنا دیا۔ مبارکپور میں علم کا ایک ایسا دریا جاری فرمایا جس کی مبارک نہریں اس ملک کے بیشتر تشنگان علم کی پیاس بجھا رہی ہیں اور جس کا دائرہ اب صرف ہندوستان ہی تک محدود نہیں رہا بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی اس کا فیضان علم عام ہوتا جا رہا ہے۔

حافظ ملت کی شخصیت ایک مرکزی شخصیت تھی آپ نے اپنے مشن کا اصل نشانہ ایسی چیزوں کو بنایا جو مرکزی اور اصولی حیثیت کی حامل ہیں۔ آپ صرف نہریں بنانے نہ تھے، بلکہ دریا و سمندر کو بھی اپنے کمند عمل کا نخچیر بنانا مقصد حیات تصور فرماتے تھے تاکہ سیرابی وشادابی کا سلسلہ عام سے عام تر ہو سکے۔ ——— جذبہ دینی سے سرشار ہو کر اکثر فرمایا کرتے

"مسجد بنانا ثواب، سرائے بنانا ثواب، یتیم خانہ بنانا بھی یقیناً ثواب، مگر مدرسہ سب سے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ کیوں کہ اگر علماء نہ پیدا ہوں گے تو ان سب کو کون آباد کرے گا اور کون حفاظت کرے گا۔ میں نے مدرسہ کو بہت سوچ سمجھ کر اختیار کیا ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ اگر علماء دین نہ ہوں تو لوگوں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سکا جینا مشکل ہو جائے۔ اور انسانوں کی اور حیوانوں کی زندگی میں کچھ فرق نہ رہے۔ یہی احکام دین کے شناسا ہوتے ہیں اور وقتاً فوقتاً لوگوں کو احکام خدا و رسول بتاتے ہیں، اور اسلام کی روشنی میں زندگی گزارنے کی راہوں پر لگاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت نے اپنے کو تصنیف و تالیف میں پورے طریقے سے نہیں مشغول کرلیا اس لئے کہ تصنیف و تالیف کی اہمیت سے حضرت خوب واقف تھے مگر اس کے لوازم کو مہیا کرنا افراد کو تیار کرنا اور نشر و اشاعت کے دیگر ساز و سامان کو جمع کرنا ایک ایسا ضروری امر تھا جس کے بغیر یہ کام حسن و خوبی انجام پذیر نہ ہو پاتا۔ اسی لئے حضرت نے ایک عظیم ہمہ جہتی ادارے کی تعمیر کو سب پر مقدم رکھا۔

آخری ایام میں جب حضرت بیمار تھے بعض لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت اب کچھ روز مکمل آرام فرمالیں۔ اور تبلیغی دورے کو بند کردیں۔ اگر صحت رہی تو پھر یونیورسٹی کا کام ہو جائے گا اس شدید علالت اور نقاہت کے عالم میں اس جد و جہد کا اثر جسم پر اچھا نہ پڑے گا۔

حضرت کی دور بین نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ وقت کم ہے اور کام زیادہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم تو آرام کرنے لگیں اور حیات مستعار کا سلسلہ ٹوٹ جائے، لہذا اس مرض پر لوگوں سے فرمایا۔

میاں اونچ نیچ ہوش و حواس والے کو سمجھایا جاتا ہے اور میں تو الجامعۃ الاشرفیہ کے لئے عقل و ہوش کی دنیا سے نکل کر جنون کی سرحد میں داخل ہو چکا ہوں اس لئے مجھے میرے حال پر چھوڑ دو

اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا۔

بلا وجہ آپ لوگ مجھے کام سے روکتے ہیں اور کہیں جانے نہیں دیتے۔ بیمار اپنی حالت خود سب سے بہتر جانتا ہے جب میں خود اپنے کو صحت یاب پا رہا ہوں تو آپ لوگ کیوں بیمار بیمار کی رٹ لگا رہے ہیں۔

واللہ کتنی تڑپ ہے اور کس قدر سوز ہے ان الفاظ میں جو کسی نوجوان مرد مجاہد کے منہ سے نہیں نکلے ہیں بلکہ ایک اسّی سالہ بوڑھے کے احساسات ہیں جسے وہ بستر علالت سے پیش کر رہا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حافظ ملت کے سینے میں ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود اور علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت کا کیسا جذبۂ صادق پنہاں تھا۔

ایک دینی ادارے سے حافظ ملت علیہ الرحمہ کو کیا تعلق تھا اور اس کے عروج و ارتقا کے کس قدر خواہشمند تھے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ فرمایا۔

"میں اشرفیہ کے لئے اپنی جان کھپا سکتا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہوں، مگر اس کی پستی آخر دم تک برداشت نہیں کر سکتا۔ ——— میں نے اشرفیہ کو اپنا پسینہ نہیں خون پلایا ہے۔"

اور یہ حقیقت بھی ہے اس لئے کہ حضرت کی خدمات اور جدوجہد کا سلسلہ جیسے جیسے دراز ہوتا جاتا تھا صحت برابر اس سے متاثر ہوتی جاتی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت "گلشن اشرفیہ" کو برابر اپنے خون سے سینچ رہے ہیں۔ حضرت کو دیکھنے والے اس کے شاہد ہیں کہ یونیورسٹی کی تعمیر سے پہلے حضرت کی صحت بہت اچھی تھی مگر جیسے جیسے تعمیری کام آگے بڑھتا گیا اور حضرت نے اپنی مساعی جمیلہ کو تیز فرمایا تیزی کے ساتھ صحت گھٹتی گئی۔ اور آخر عمر میں جس علالت و نقاہت کا سامنا کرنا پڑا دیکھنے والے ہی بخوبی واقف ہیں۔ اگرچہ اس شدید علالت و نقاہت کے بعد بھی حضرت نے اپنی جدوجہد کا سلسلہ ٹوٹنے نہیں دیا۔ آخر کار ایک نہایت دشوار گذار تبلیغی دورے ہی نے اس قدر متاثر کیا کہ جانبر نہ ہو سکے۔

آج کے اس دور انحطاط میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ دین کے نام پر ادارہ بناتے ہیں اور پھر اس سے اپنی سستی شہرت، دنیاوی منفعت اور کنبہ پروری وغیرہ جیسے گھٹیا مقاصد کو پیش نظر اپنی کوششوں کا گھوڑا آگے بڑھاتے ہیں ——— مگر حافظ ملت علیہ الرحمہ کے اخلاص کا کیا کہنا کہ کبھی بھی آپ نے اس قسم کے معمولی اور دنیاوی مقاصد کو اپنے کام کی بنیاد نہیں بنایا، ایک مرتبہ فرمایا۔

"میں نے کبھی اضافہ تنخواہ کی درخواست نہیں دی، جو ملا لے لیا۔ اور اب تو کئی سال سے بلا تنخواہ ہی کام کر رہا ہوں۔ پھر بھی اللہ کا فضل ہے کہ مجھ میں کوئی فرق نہیں آیا اور سارا کام بدستور چل رہا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ خدا کا وعدہ ہے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ۔ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔"

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے بلکہ آج کل کا عام ماحول ہے کہ کام کرنے کے بعد ستائش و صلہ اور شہرت کی فکر ہو جایا کرتی ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ آدمی اپنا نام اجاگر کرنا چاہتا ہے۔ مگر حافظ ملت علیہ الرحمہ نے کبھی اشارے کنائے میں بھی اس کی خواہش نہیں کی آپ اکثر فرمایا کرتے۔

"آدمی کو کام کرنا چاہئے، شہرت اور ناموری کی فکر میں نہیں پڑنا چاہئے کام کرو خود ہی اس کے صدقہ میں نام اور شہرت حاصل ہو جائے گی۔ اور جو شہرت کی فکر میں پڑتا ہے وہ اصل میں کام نہیں کرتا نام کرتا ہے۔"

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اسی طرح آدمی کو منصب اور عہدے کی خواہش نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ کام کرتے رہنا چاہیے منصب اور عہدے خود ہی اس کا قدم چومیں گے۔"

حضرت کے ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عام طور سے دینی اداروں کے مدرسین منتظمین وملازمین اور اونچے عہدہ والوں کے درمیان جو اختلافات رونما ہوتے ہیں اس کی وجہ یہی تعلقات کی ناہمواری اور بے جا تفوق ہے عام طور سے جو مدرسے کا صدر یا ناظم ہوتا ہے وہ مدرسین کو نرا ملازم ونوکر سمجھتا ہے نتیجتاً خلوص نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی اور پھر انجام کیا ہوتا ہے یہ مدارس کے واقف کار حضرات خوب جانتے ہیں۔ دیگر مدارس والوں کو حضرت کے ان ارشادات سے سبق لینا چاہیے تاکہ انھیں بھی اشرفیہ کی سی ترقی وعروج نصیب ہو۔

بعض حضرات اگر کوئی مدرسہ یا ادارہ قائم کرتے ہیں تو خود اپنے ہی نام پر اس کا نام رکھتے ہیں۔ تاکہ ان کا نام مستقل طور سے ادارہ سے وابستہ ہو جائے۔ مگر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ اس قسم کا کوئی تصور بھی نہیں رکھتے تھے یہاں تک کہ بعض معتقدین اگر حضرت کی طرف نسبت کرتے ہوئے مدرسہ عزیزیہ یا دارالعلوم عزیزیہ وغیرہ قسم کے نام رکھتے اور حضرت کو اطلاع ہوتی تو ناراض ہوتے اور فرماتے۔

کام کرنا چاہیے نام کی کیا ضرورت، اور اگر نسبت ہی کی ضرورت تھی تو حضور غوث پاک کی طرف منسوب کرکے مدرسہ غوثیہ یا پھر اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کر کے مدرسہ رضویہ رکھنا چاہیے۔

غرض کہ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کی پوری زندگی از اول تا آخر کام ہی کام سے عبارت تھی اور جس پہلو سے بھی دین کا کام کیا جاتا حضرت اس سے بے پناہ خوش ہوتے اور کام کرنے والے کو خوب خوب نوازتے تقریر، تدریس اور تحریر تینوں طریقۂ تبلیغ پر حضرت نے خود بھی ساری عمر عمل کیا اور اور دوسروں کو اسکی طرف متوجہ کیا بلکہ ہر کام کے لئے الگ الگ مستقل جماعت پیدا فرمائی۔ اسی لئے آپ کے تلامذہ میں تقریر وخطابت کے بادشاہ بھی ملیں گے اور مسند تدریس کے رمز شناس بھی اور تحریر وتصنیف تو گویا آپ کے تلامذہ کا خاص حصہ ہے۔ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں تقریر وتحریر کا تذکرہ آیا تو ارشاد فرمایا اور کیا خوب فرمایا۔

"تقریر سب سے آسان کام ہے، اس سے مشکل تدریس اور سب سے مشکل تصنیف"

اسی لئے حضرت کی خدمت میں جب کوئی نئی کتاب پیش کی جاتی تو اتنا خوش ہوتے کہ کسی دوسری چیز سے اتنی خوشی نہیں ہوتی

ذوق تصنیف وتالیف: حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ نے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جہاں اپنے استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے بہت کچھ سیکھا اور پڑھا وہیں ذوق تصنیف و تالیف بھی پایا۔ تدریسی و تبلیغی سرگرمیوں اور دیگر اہم مصروفیات کی وجہ سے اگرچہ آپ کو کتابیں لکھنے کا زیادہ موقع نہ مل سکا مگر پھر بھی معارف حدیث، المصباح الجدید، ارشاد القرآن (الارشاد) اور دیگر مضامین (جو وقتاً فوقتاً رسائل میں چھپتے رہے) سے آپ کے ذوق تصنیف اور حسن تالیف کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کے نزدیک تصنیف و تالیف اور تحریری کاموں کی جو اہمیت تھی اس سے بھی اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آخر عمر میں اس بات پر سخت افسوس اور قلق کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بڑے افسوس کے ساتھ فرمایا۔

"مجھے لوگوں نے کسی کام کا نہ رکھا غیر اہم اور غیر ضروری کاموں میں الجھوا لیا الجھا دیا کہ مجھ سے کام خاطر خواہ نہ ہو سکا۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔ حالانکہ اوائل عمر میں میرا قلم نہایت برق رفتار تھا اور اب نہ وہ قوت و دماغ ہے اور نہ ہی فرصت اس لئے اب میرا مطمح نظر اور میری زندگی کا مقصد صرف اور صرف الجامعۃ الاشرفیہ کی تکمیل ہے۔"

آپ کی تحریری برق رفتاری، احساس ذمہ داری، ایجاز نگاری اور استقلال و استقامت کا تذکرہ کرتے ہوئے خطیب مشرق تحریر فرماتے ہیں۔

"سمندر کو کوزے میں بھرنے کی کہاوت سنتے تھے لیکن "معارف حدیث" اس کی جیتی جاگتی زندہ مثال ہے۔ حدیث کے ترجمہ کے ساتھ اس پر عالمانہ و عارفانہ نکتہ آفرینی یہ صرف استاذ العلماء جیسی بلند شخصیت کا کام ہے۔

ادارہ پاسبان اس کرم و احسان کو کبھی بھول نہ سکے گا کہ جب سے حضرت نے اس عنوان کو شرف قبول سے نوازا کوئی بھی شمارہ اس عنوان سے خالی نہ رہ سکا۔ جوانوں نے کاندھے کا جوا اتار دیا لیکن بہتر برس کا ضعیف و ناتواں بزرگ وہ عزم و استقلال کا کوہ گراں ثابت ہوا (کلمات عقیدت از معارف حدیث ص۲ مطبوعہ مکتبہ پاسبان الٰہ آباد)

حسن کتابت و طباعت: کتابت و طباعت سے متعلق بھی حضرت کا ذوق نہایت بلند اور مقتضائے وقت کے مطابق تھا۔ جب کسی کتاب کی طباعت کا پروگرام بنتے تو اس بات کی تاکید فرماتے کہ کتابت و طباعت اور کاغذ عمدہ سے عمدہ ہونا چاہئے اور ساتھ ہی قیمت کم رکھنے کی تاکید فرماتے۔ اس سلسلے میں ایک مرتبہ فرمایا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میرا ہمیشہ یہ خیال رہا کہ کتابوں کی قیمتیں کم ہوں کیونکہ مذہبی کتابوں کے پڑھنے والے بالعموم غریب لوگ ہوتے ہیں۔ اسی لئے جب میں نے فتاوی رضویہ چھپوائی تو اس کی قیمت لاگت سے زیادہ نہیں رکھی، ہمارا مقصد صرف اشاعت ہے نہ کہ تجارت،

حافظ ملت نے اگرچہ ذاتی طور سے کوئی بڑا تصنیفی کارنامہ نہیں چھوڑا جس کی وجہ میں پہلے بتا چکا ہوں، مگر اپنے تلامذہ کے اندر آپ نے تصنیف وتالیف اور اشاعتی کاموں کی ایک ایسی اسپرٹ اور ذوق پیدا کر دیا تھا کہ جس کی مثال کم از کم اس دور میں ملنی مشکل ہے، یہی وجہ ہے کہ ملک وبیرون ملک اس وقت جس طرح علماء کی سب سے بڑی تعداد حافظ ملت کے تلامذہ کی ہے۔ ادباء ومصنفین اور اہل قلم بھی سب سے زیادہ حافظ ملت کے تلامذہ ہی میں پائے جاتے ہیں۔ اب ہم ذیل میں تلامذہ حافظ ملت کی تصنیفی خدمات کا ایک مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں جس سے اس میدان میں بھی حافظ ملت کے تلامذہ ممتاز نظر آتے ہیں۔

نام کتاب	تصنیف وترتیب	ناشر
سوانح اعلیٰ حضرت	مولانا بدر الدین احمد رضوی گورکھپوری	مکتبہ نوریہ براؤں شریف بستی
جواہر المنطق	〃 〃	مکتبہ لطیفیہ
تلخیص الاعراب	〃 〃	〃 〃
فیض الادب حصہ اول	مولانا بدر الدین احمد رضوی گورکھپوری	مکتبہ لطیفیہ ابراہیم پور [illegible]
تعمیر ادب اول تا پنجم	〃 〃	مکتبہ امجدیہ [illegible]
تعمیر قواعد اول دوم	〃 〃	〃 〃
نورانی گلدستہ	〃 〃	〃 〃
عروس الادب	〃 〃	〃 〃
اشک رواں	علامہ مفتی شریف الحق امجدی	مکتبہ [illegible]
التحقیقات	〃 〃	مکتبۃ الحبیب الہ آباد
اسلام اور چاند کا سفر	〃 〃	مکتب الحق رضوی [illegible]
اشرف السیر	〃 〃	〃 〃
حاشیہ النزہۃ القاریہ [illegible]	〃 〃	انجمن اہلسنت [illegible]
ابر المقال	〃 〃	〃 〃
فتاوی امجدیہ [illegible]	〃 (زیر طبع)	دائرۃ المعارف امجدیہ گھوسی
تبلیغی جماعت	علامہ ارشد القادری بلیاوی	مکتبہ جام نور جمشید پور
جماعت اسلامی	〃	〃 〃
زلزلہ	〃	〃 〃
نقش وفا	〃	〃 〃
ترغیب	〃	〃 〃
ایک تاریخی مرقع	〃	جامعہ عربیہ ناگپور
بریلوی	〃	حق اکیڈمی مبارکپور
منکرین رسالت کے گڑھ	〃	〃
محمد رسول اللہ قرآن میں	〃	〃
سرکار کا جسم بے سایہ	〃	مکتبہ عزیزیہ [illegible]
لسان الفردوس	〃	مکتبہ جام نور جمشید پور

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

علم غیب	علامہ ارشد القادری	مکتبہ جام نور جمشید پور
زلف زنجیر	״	لالہ زار پبلیکیشنز، گجرات
تعزیرات قلم	״	مکتبہ جام نور جمشید پور
الجامعۃ الاشرفیہ (اردو)	״	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور
الشاہد	علامہ مفتی عبد المنان اعظمی	مکتبہ لطیفیہ براؤن شریف بستی
اسلام کا جوہر تارکن	״	انجمن اہلسنت و اشرفی دار المطالعہ مبارکپور
ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	״	حق اکیڈمی مبارکپور
نور	״	حق اکیڈمی، رانچی بہار
انوکھی لڑائی	״	حق اکیڈمی مبارکپور
نجدی تحریک	״	״ ״
ترجمہ مختار الاحادیث	״	(زیر طبع) ״
ازالۂ ادہام	״	دار التصنیف ״
دعاؤں کی کتاب	مولانا عبد الجبار اعظمی	حق اکیڈمی مبارکپور
نماز کی کتاب	״	״
شجرۂ رضویہ	״	(زیر طبع)
رہبر عالم	״	״
صدیق اکبر	״	״
فاروق اعظم	״	״
״	״	״
مکمل نماز شریعت	مولانا صابر القادری نسیم بستوی	مکتبہ کلیمی کانپور
مجدد اسلام	״	مکتبہ امجدی بچھڑواں گونڈہ
تاریخی کہانیاں	״	نوری بکڈپو کانپور
نورانی حکایات	״	مکتبۃ الحبیب الٰہ آباد

تجلیات نماز	مولانا صابر القادری نسیم بستوی	مکتبۃ الحبیب الٰہ آباد
پیغام حسین	״	״
ہدایۃ الاسلام ۴ حصے	״	نوری بکڈپو کانپور
پیام اردو	״	״ ״
گلزار شریعت (مکمل نماز)	״	ایم رفیق بکڈپو ״
تمہارے اسلاف اور تم (منظوم)	״	مکتبہ لطیفیہ براؤن شریف
تفسیر پارہ عم	مولانا قاری محمد عثمان اعظمی	ادارہ تبلیغ و اصلاح گھوسی اعظم گڑھ
مصباح التجوید	״	مکتبہ لطیفیہ جامعہ رضویہ ناگپور
انکشاف حقیقت	״	معارف پریس اعظم گڑھ
تنقیدی جائزہ	״	اعجاز بکڈپو، جوڑہ
سیرۃ النبی (منظوم)	״	کانپور
تحقیق نیاز و فاتحہ	״	״
شان بندگی	״	انجمن البیان، گھوسی اعظم گڑھ
پالن گجراتی پر ایک نظر	״	بزم احباب اہلسنت کلکتہ
مسئلہ حاضر و ناظر	مولینا سید محمد مدنی اختر مصباحی	محدث اعظم اکیڈمی کچھوچھہ فیض آباد
اسلام کا نظریہ عبادت	״	״
اسلام کا تصور الٰہ	״	״ ״
دین اور اقامت دین	״	المیزان ״ ״
خضر التحقیق البارع	״	محدث اعظم اکیڈمی کچھوچھہ
خطبات برطانیہ	״	علی پبلیکیشنز بھیونڈی
تفہیم الحدیث	״	المیزان کچھوچھہ و بمبئی
تحذیر الناس کا تحقیقی جائزہ	״	المیزان ختم نبوت نمبر بمبئی
اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ	״	״ امام احمد رضا نمبر ״

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فرائض دعوت و تبلیغ	مولانا سید [illegible] اختر مصباحی	دار التصنیف مبارکپور	مدار الحق حصہ اول و دوم	مولانا آغا [illegible] رضا المصطفیٰ اعظمی	مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی
چراغ ابو المعالی	مولانا غلام آسی پیریری	بزم ابو العلائی ناگپور	مجموعہ وظائف	〃	〃
سلطان الاذکار	مولانا سید شاہ [illegible] اعظمی	حق اکیڈمی [illegible] بہار	تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ	〃	〃
چراغ راہ	〃	〃	رسول عربی کی سیادت مطلقہ	مولانا سید محمد ہاشمی میاں کچھوچھوی	ماہنامہ المیزان بمبئی
انوار حسین (تعلیمی کتابچہ)	〃	〃	لطائف دیوبند		سلطانپور
لمحات سید	〃	〃	دیوبند بدل گیا	〃	〃
تذکرہ اللہ والوں کا	〃	〃	آؤ متحد ہو جائیں	〃	رائل بک ڈپو کچھوچھہ
الاسوۃ الحسنہ	مولانا محمد شفیع اعظمی	شعبہ نشریات اشرفیہ مبارکپور	شعیب مسلم کشمکش	〃	سلطانپور
میلاد پاک صاحب لولاک	مولانا حکیم غلام مصطفیٰ کوثر امجدی	قادری کتب خانہ مبارکپور	تدوین القرآن	مولانا محمد احمد مصباحی بھیروی	المجمع الاسلامی مبارکپور
اللہ کے محبوب رسول اقدس کے رنگ	〃	امجدی بکڈپو [illegible]	نور الایمان (اردو)	مولانا افتخار احمد قادری	〃 〃
فضائل رمضان	〃	〃	الفضل الموہبی [illegible]	〃	مرکزی مجلس رضا لاہور
فرمان رسول	مولانا خلیل اشرف اعظمی	ادارہ تبلیغ قرآن و سنت بہادر پور [illegible]	فضائل القرآن	〃	المجمع الاسلامی مبارکپور
مراسم ولایت	مولانا سبحان اللہ مبارکی	جامع مسجد [illegible]	امام احمد رضا ارباب علم [illegible]	مولانا یٰسین اختر مصباحی	〃 〃
تنویر الصدق	مولانا سخاوت علی [illegible]	مکتبہ [illegible] شریف	دانشوروں کی نظر میں		
تحفۂ [illegible]	مولانا محمد [illegible]	مکتبہ [illegible] الہ آباد	امام احمد رضا اور رد [illegible]	〃 〃	〃 〃
رویت ہلال	〃	مدرسہ [illegible] نظامیہ [illegible]	بدعات و منکرات		
تبلیغی جماعت کیا ہے	مولانا سید مظہر ربانی	ربانی بکڈپو [illegible]	اعجاز القرآن	〃 〃	〃 〃
تجلیات ربانی	〃 〃	مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف	الجامعۃ الاشرفیہ تعارف	〃 〃	〃 〃
خطبات [illegible]	مولانا حکیم محمد [illegible]	انجمن نوجوانان اہلسنت [illegible]	ارشادات اعلیٰ حضرت	مولانا عبد المبین نعمانی	〃 〃
شان مسلمان	〃	〃	المصنفات الرضویہ	〃	〃 〃
العذاب الشدید	مولانا محمد محبوب اشرفی	قادری کتب خانہ مبارکپور	اشرفیہ کا ماضی و حال	مولانا بدر القادری	شعبہ نشریات اشرفیہ
بیان حقیقت	مولانا مفتی عبید الرحمٰن	تنظیم اہلسنت بنارس	اشک خون	〃	بزم احباب [illegible]
جواہر الحدیث	〃	دار العلوم محمدیہ [illegible] بمبئی	تذکرہ غازی	〃	المجمع الاسلامی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تذکرۃ النسوان	مولانا محمد احمد مصباحی مبارکپوری	نوری بکڈپو کانپور
تذکرۂ رضا	"	حق اکیڈمی مبارکپور
تذکرۂ مخدوم	"	" رانچی
کواکب رضا	"	" (زیر طبع)
حافظ ملت	"	" مبارکپور
مقالات سعید	"	" "
علماء دیوبند اور تکفیر	"	" "
داستان قبول اسلام	"	استقامت کانپور
رانچی میں یوم رضا	"	حق اکیڈمی رانچی
نمود سحر	ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر	بزم ادب اکبرہ مبارکپور
خطبات جہانگیر	مولانا جہانگیر خان فتح پوری	مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف
تحائف اصدقیہ	مولانا سید رکن الدین اصدق	خانقاہ اصدقیہ پیربیگہ پٹنہ
اسلام اور شادی	مولانا وارث جمال بستوی	مکتبہ غوثیہ بڑھیا بستی
محمود غزنوی تاریخ کے آئینے میں	"	"
امام شعر و ادب	"	حق اکیڈمی مبارکپور
ارتعاش (شعری مجموعہ)	مولانا سید شمیم گوہر الٰہ آبادی	انجمن تہذیب نو الٰہ آباد
اسلام میں نکاح کی اہمیت	"	"
رقص تحریر	"	"
بوباس (شعری مجموعہ)	"	" زیر طبع
اسلام اور فیملی پلاننگ	مولانا اسلم بستوی	جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرامپور
اوراق گل	"	"
دعوت عام در بارۂ میلاد و قیام	مولانا سلیم اختر رضوی	مدرسہ اصلاح المسلمین پورنیہ
عروس شہادت	مولانا سید محمد حسینی حیدرآبادی	دار العلوم امجدیہ ناگپور
پیکر عدل (سوانح فاروق اعظم)	مولانا محمد احمد اشرفی	اشرفیہ احسن المدارس کانپور
ثبوت فاتحہ	مولینا لطیف الرحمٰن	مکتبہ نورانی بیر شیوہ ریوان
سنی روشنی (سندھی)	مولانا محمد علی فاروقی اشرفی	مسلم یتیم خانہ آبپور اسماعیلیہ
خدا کے آخری رسول (سندھی)	"	"
اولیاء جھنیس گوٹھ	"	(زیر طبع)

اخبارات و رسائل: ذیل میں تلامذہ حافظ ملت کی صحافتی خدمات کا ایک مختصر جائزہ ملاحظہ ہو:

۱۔ ماہنامہ اسلام	بنارس	مولانا قاری محمد عثمان اعظمی	مدیر اعلیٰ
۲۔ پندرہ روزہ جام کوثر	کلکتہ	علامہ ارشد القادری	"
۳۔ ماہنامہ جام نور	"	"	"
۴۔ فیض الرسول	براؤں شریف	مولانا صابر القادری نسیم بستوی	سابق مدیر اعلیٰ
"	"	مولانا محمد احمد مصباحی	حال "
۵۔ ماہنامہ المیزان	بمبئی	مولانا سید محمد جیلانی محامد	"
۶۔ " نمائندہ	الٰہ آباد	" سید شمیم گوہر الٰہ آبادی	"
۷۔ " اشرفیہ	مبارکپور	" بدر القادری	"
۸۔ " اعلیٰحضرت	بریلی شریف	" مولانا نسیم بستوی	مدیر
۹۔ پندرہ روزہ شان ملت	پٹنہ	" قاری محمد عثمان	مدیر اعلیٰ
۱۰۔ ماہنامہ الدعوۃ الاسلامیۃ	انگلینڈ	" قمر الزماں اعظمی	"
۱۱۔ پندرہ روزہ ریاض عقیدت	کونچ جالون	" اسلم بستوی	"
۱۲۔ ہفت روزہ تاجدار	بمبئی	" "	معاون مدیر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

۱۴۔ سالنامہ المصباح مبارکپور مولانا سید اعزاز احمد [illegible] مدیر

حافظ ملت کے تلامذہ کے شائع کئے ہوئے اہم نمبر

۱۔ خورشید رسالت نمبر (جام نور) باہتمام علامہ ارشد القادری

۲۔ شہید کربلا نمبر ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

۳۔ امام احمد رضا نمبر (المیزان) ۔۔ مولانا سید جیلانی محامد مصباحی و مولانا محمد احمد مصباحی

۴۔ ختم نبوت ۔۔ ۔۔ مولانا سید جیلانی محامد مصباحی

۵۔ تعلیمی کنونشن نمبر ۔۔ ۔۔ ۔۔

۶۔ شیخ العلماء نمبر (فیض الرسول) ۔۔ مولانا محمد احمد مصباحی

۷۔ اسلام نمبر ۔۔ مولانا سید جیلانی محامد و مولانا محمد خلیل مبارکپوری

۸۔ عرس حافظ ملت نمبر (اشرفیہ) ۱۹۷۶ء ۔۔ مولانا بدر القادری

۹۔ حافظ ملت نمبر ۔۔ ۔۔

مندرجہ بالا فہرستوں سے اس کا تو بخوبی اندازہ لگ گیا ہوگا کہ حافظ ملت کے تلامذہ نے تحریر و تصنیف اور نشر و اشاعت کے سلسلے میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور اس خصوص میں انھوں نے کار ہائے نمایاں انجام دیے ہیں، انھیں تلامذہ نے قوم کو ہر لحاظ اور موضوع پر تصانیف کا ایک طویل سلسلہ فراہم کیا اور اہم موضوعات پر بیش قیمت نمبرات سے بھی نوازا۔ اب ادارتی سطح پر ان کی تصنیفی و اشاعتی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو۔

سنی دار الاشاعت مبارکپور:۔ اس اشاعتی ادارے کی بنیاد ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء میں رکھی گئی جس کے محرک اوّل روح رواں حافظ ملت کے تلمیذ رشید حضرت علامہ عبد الرؤف صاحب قبلہ بلیاوی (م ۱۳۹۱ھ) علیہ الرحمۃ تھے اس ادارے کا اولین مقصد غیر مطبوعہ تصانیف امام احمد رضا خصوصاً فتاویٰ رضویہ کی طباعت و اشاعت تھا اس ادارہ کا مکمل تعارف اسی نمبر کے مقالہ "حافظ ملت اور اشرفیہ" میں بالتفصیل موجود ہے۔

انجمن اہلسنت مبارکپور:۔ یہ مبارکپور کے خوش عقیدہ مسلمانوں اور طلبۂ جامعہ اشرفیہ کی مشترک اور فعال انجمن ہے جس کے بانی اوّل یا محرک حضرت استاذ القراء مولانا قاری محمد عثمان صاحب اعظمی قبلہ دامت برکاتہم ہیں ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۵ء میں اس کی بنیاد پڑی جس کے تحت ایک عظیم لائبریری بنام اشرفی دار المطالعہ قائم ہے اور سال میں ایک بار ربیع الاوّل شریف کے موقع پر نہایت شاندار اس کا جلسہ منعقد ہوتا ہے اور جلوس نکالا جاتا ہے جس میں اہل مبارکپور پورے جذبہ و جوش کے ساتھ شریک ہوتے ہیں، اس کے علاوہ کچھ عوامی فلاحی کام بھی وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں۔

اس عظیم ادارے کے مقاصد میں اشاعتی کام بھی تھا مگر آج سے دس سال پہلے کے مبارکپور میں اس کا تصور تو کیا جا سکتا تھا مگر اس کو عملی جامہ پہنانا کتنا دشوار تھا، اس کو اس وقت کے مبارکپور کو دیکھنے والے ہی خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ غالباً اسی وجہ سے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اس کا خاطر خواہ کام ماضی میں نہ ہو سکا، ہاں تقریباً دس بارہ سال پہلے اس کی طرف سے شائع شدہ ایک مختصر کتاب "اسلام کا چوتھا رکن" از علامہ مفتی عبد المنان صاحب اعظمی کا پتہ چلتا ہے، مگر الحمد للہ کہ اب اس کے اشاعتی پروگرام کا سلسلہ بھی آگے بڑھ چکا ہے جس کے محرک مولانا سید اختر امام صاحب قادری ولیعہد آستانہ قادریہ مجہر شریف اورنگ آباد (بہار) ہیں موصوف کئی سال ہوئے فارغ ہو کر تشریف لے جا چکے ہیں۔ آپ نے طلبہ کے اندر اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے نادر و نایاب رسائل کے لئے تحریک اشاعت کی، نتیجتاً کئی رسائل ان کی موجودگی میں شائع ہوئے اور اب بھی اس کا سلسلہ جاری ہے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ اس کی اشاعت کا سارا بار طلبہ نے خود اپنے ذمہ ہی لیا کسی اور سے کسی طرح کا چندہ وغیرہ نہیں کیا، ذیل میں ۱۳۹۶ھ تا ۱۳۹۸ھ کے اندر شائع شدہ کتابوں کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

(۱) الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام
(۲) بدر الانوار فی آداب الآثار
(۳) منبہ المنیۃ بوصول الحبیب الی العرش والرؤیۃ
(۴) صلات الصفا فی نور المصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
(۵) صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین
(۶) خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال
(۷) سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلاۃ العید
(۸) اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد
(۹) التنویر والایضاح فی احکام بعض الاسماء
(۱۰) تمہید ایمان بآیات قرآن
(۱۱) ابر المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال

طلبہ کی طرف سے ان رسائل کی اشاعت کا اثر دیگر مدارس اہلسنت کے طلبہ پر بھی پڑا چنانچہ اس کی تقلید کرتے ہوئے، طلبہ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف طلبہ جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس اور طلبہ دار العلوم فیض الرسول براؤن شریف بستی نے بھی متعدد رسائل اعلیحضرت شائع کئے۔

۱۳۹۶ھ میں انجمن کی طرف سے طلبہ اشرفیہ کا ایک سالانہ میگزین بھی شائع ہوا جس کے مدیر مولانا سید اختر امام صاحب قادری اور نگراں محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری و مولانا یٰسین اختر مصباحی تھے۔

دار التصنیف والتالیف مبارکپور: غالباً ۱۳۶۵ھ میں اس ادارے کی بنا ڈالی گئی جس کے بانی و روح رواں مولانا سید محمد جیلانی محامد کچھوچھوی مولانا محمد خلیل صاحب مبارکپوری مولوی عبد العزیز صاحب مبارکپوری اور مولانا محمد احمد مصباحی وغیرہ تھے۔ شروع میں چند سال بڑی دھوم دھام سے چلا متعدد کتابیں لکھی اور شائع کی گئیں۔ اشاعتی تعاون کے لئے ایک سالانہ اسکیم بھی پیش کی گئی مگر پھر چند سال سے اب تک اس کا کوئی کام منظر عام پر نہیں آیا۔ چند شائع شدہ کتابوں کے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نام یہ ہیں

۱۔ اسلام نمبر۔ مرتبہ مولانا سید جیلانی میاں (مولانا) محمد خلیل

۲۔ حیات غوث العالم پر ایک نظر۔ مرتبہ سید محمد حسن مثنیٰ انور (ایم اے علیگ) کچھوچھوی

۳۔ فریضۂ دعوت و تبلیغ مصنفہ مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب

۴۔ ازالۃ الاوہام از علامہ مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی

۵۔ تجلیات مدینہ (مجموعۂ نعت)

(۶) شیخ اکبر اور اقبال، از سید حسن مثنیٰ انور

محدث اعظم اکیڈمی کچھوچھہ فیض آباد:۔ اس کے بانی و محرک حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اور آپ کے برادر بزرگ حضرت سید شاہ حسن مثنیٰ انور ایم اے علیگ وغیرہ ہیں جنہوں نے علماء اہلسنت خصوصاً حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمۃ (۱۳۸۱ھ) کی علمی کارناموں کو شائع کرنے کے مقصد سے قائم کیا اور نہایت ہی حسن و خوبی کے ساتھ اس کام کو آگے بڑھایا، اس اکیڈمی سے نکلی ہوئی چند اہم کتابیں یہ ہیں۔

۱۔ مسئلۂ حاضر و ناظر از علامہ سید محمد مدنی میاں اختر مصباحی کچھوچھوی۔

۲۔ التحقیق البارع فی حقوق الشارع از حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ۔

۳۔ اسلام کا تصور الٰہ اور مودودی، از حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب۔

۴۔ اسلام کا تصور عبادت

۵۔ حیات غوث العالم از حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ۔

مدنی پبلیکیشنز، بھیونڈی:۔ اس کو ابھی چند سال ہوئے حضرت شیخ الاسلام علامہ سید محمد میاں صاحب قبلہ کچھوچھوی کے ایماء پر حضرت مولانا سید محمد جیلانی محامد مصباحی نے قائم کیا ہے، جس کے عظیم مقاصد کا اندازہ اس کے اس اعلان سے لگتا ہے۔

- کیا آپ کو کوئی کتاب چھپوانی ہے
- کیا آپ کو کسی کتاب کا ترجمہ کرانا ہے۔
- کیا آپ کو کسی عالم کی کتاب کی ضرورت ہے۔
- کیا آپ کوئی کتاب زیادہ تعداد میں خرید کر خرچ ہوں میں مفت تقسیم کرانا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ کو اپنے بکڈپو میں لائبریری کے لئے دینی لٹریچر چاہئے۔

(ان تمام امور کے لئے فوری رابطہ قائم کریں، منیجر مدنی پبلیکیشنز ماہنامہ المیزان بمبئی دسمبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۵)

مدنی پبلیکیشنز محض تجارتی نقطۂ نظر سے نہیں قائم کیا گیا ہے بلکہ ہند اور بیرون ہند صالح اور صحت مند لٹریچر کی اشاعت و فراہمی اس کا بنیادی حق ہے۔ دینی مدارس کے لئے دور جدید کے تقاضوں سے بھرپور ملی نصب العین کی روشنی میں تدریسی کتب کی طباعت اور عوامی سطح پر آسان زبان میں اچھی کتابوں کی اشاعت کا بلند مقصد لے کر مدنی پبلیکیشنز وجود میں آیا ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

(جیلانی مجاہد، ص ۳۴ المیزان اپریل مئی ۱۹۷۶ء)

حق اکیڈمی مبارکپور :۔ ۱۹۷۰ء رانچی بہار میں اس کا قیام عمل میں آیا بانی ہیں مولانا محمد احمد مصباحی اور اس ادارے کو نسبت حاصل ہے حضرت پیر طریقت مولانا شاہ عبدالحق صاحب اعظمی سے۔ ادارے کا مقصد ہے سُنّی لٹریچر تیار کرنا اور اس کو شائع کرنا۔ چند سال کے بعد اس کا ہیڈ آفس مبارکپور کو قرار دیا گیا اور اب بڑی شان سے اپنے مقصد کی طرف رواں دواں ہے چند سال کی قلیل مدت میں اب تک یہ ادارہ تیس سے زیادہ چھوٹی بڑی کتابیں شائع کر چکا ہے، مطبوعات گزشتہ فہرست میں سب ملاحظہ فرمائیں۔

شعبہ نشریات الجامعۃ الاشرفیہ :۔ یہ اصل میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا اشاعتی شعبہ ہے جس کے روح رواں ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مولانا بدر القادری صاحب ہیں۔ جن کی ادارت میں تین سال سے مستقل پوری پابندی کے ساتھ ماہنامہ اشرفیہ نکل رہا ہے۔ جس نے سنی رسائل میں اپنا ایک معیار قائم کر دیا ہے۔ اور بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ سُنّی دنیا میں اس طرز کا علمی رسالہ دوسرا نہیں ماہنامہ کے علاوہ اس شعبہ سے شائع شدہ کتابوں کی فہرست پیچھے گزری۔

دم پبلیکیشنز بریڈفورڈ انگلینڈ :۔ یہ ورلڈ اسلامک مشن لندن کا ایک تصنیفی و اشاعتی ادارہ ہے، جس کے تحت وقتاً فوقتاً صالح اسلامی لٹریچر کی اشاعت و تبلیغ کا کام ہوتا ہے۔ اس کی طرف سے ایک ماہنامہ الدعوۃ الاسلامیۃ بھی شائع ہو کر مقبول عالم اسلام ہو چکا ہے۔ فی الحال اس کے روح رواں حضرت علامہ قمر الزماں صاحب اعظمی ہیں خدا ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور تا دیر انھیں خدمت اسلام و سنیت کی توفیق سے نوازے۔ آمین

دائرۃ المعارف الامجدیہ :۔ صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہٗ (م ۱۳۶۷ھ) سے منسوب اس ادارے کا قیام ۱۳۹۵ھ میں بمقام گھوسی اعظم گڑھ عمل میں آیا۔ اس کی تحریک میں مندرجہ ذیل حضرات کا نام سر فہرست ہے۔ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفٰے صاحب قادری ابن صدر الشریعہ، مولانا عبد المنان صاحب کلیمی مصباحی مدرس شمس العلوم گھوسی، مولوی علاء المصطفٰے صاحب قادری نبیرۂ صدر الشریعہ، حضرت مولانا عبد الشکور صاحب اعظمی، مولوی محمود اختر صاحب قادری نواسۂ صدر الشریعہ وغیرہ

اس ادارے کے عزائم بہت بلند ہیں اور کام بھی اسی کے مطابق شروع کر دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی سوانح پر مشتمل ایک مختصر سا کتابچہ شائع کیا، اور اب فتاوی امجدیہ جلد اول کی اشاعت کا کام ہو رہا ہے کتاب ترتیب کے مراحل سے گزر کر کتابت کی منزل میں ہے۔ ترتیب کا سہرا حضرت مولانا کلیمی صاحب کے سر اور تحقیق و تحشیہ کا کام حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی کا مرہون منت ہے، یہ اور اس کے علاوہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے دیگر علمی شہ پاروں مثلاً حاشیہ طحاوی شریف وغیرہ کی طباعت واشاعت کا پروگرام ہے۔

المجدد احمد رضا اکیڈمی کراچی: چند ہی سال ہوئے اس اکیڈمی کو بھی قائم ہوئے عظیم و بلند عزائم کے ساتھ چند عظیم کارنامے بھی اب تک منظر عام پر آ چکے ہیں۔ جن میں سب سے عظیم کارنامہ یہ ہے کہ اس کے زیر اہتمام اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا ترجمہ قرآن اتنے بڑے سائز پر طبع کیا گیا ہے جس کی نظیر پورے پاکستان میں ہی کیا ہندوستان میں بھی ملنی مشکل ہے۔ جلی حروف میں واضح ترجمہ و تفسیر آفسٹ کی طباعت اور سائز بخاری شریف سے بھی دو انچ بڑا جس سے واقعی طور پر قرآن کی عظمت جھلکتی ہے۔ اس کے مہتمم حضرت مولانا قاری رضاء المصطفیٰ صاحب اعظمی مصباحی خطیب نیومیمن مسجد کراچی ہیں۔

اور دوسرا عظیم کارنامہ یہ ہے کہ بہت جلد اکیڈمی اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کے ترجمہ قرآن کو انگریزی زبان میں طبع کرا رہی ہے اطلاع کے مطابق ایک ماہ کے اندر یہ قرآن طبع ہو کر منظر عام پر آ جائے گا جس کے ساتھ اردو ترجمہ بھی ہوگا۔ دیگر مطبوعات یہ ہیں۔

۱۔ الدولۃ المکیۃ، اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ

۲۔ امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں۔ از مولانا یٰسین اختر مصباحی۔ استاد جامعہ اشرفیہ مبارکپور

۳۔ پنجسورہ مرتبہ مولانا قاری رضاء المصطفیٰ صاحب

۴۔ قلم دان رسالت مرتبہ شمیم الدین

۵۔ دعائے نماز رونیہ شریف مرتبہ مولانا قاری رضاء المصطفیٰ صاحب اعظمی

۶۔ مجموعہ وظائف مرتبہ مولانا قاری رضاء المصطفیٰ صاحب اعظمی

اکیڈمی کے دوسرے افراد میں تلمیذ حافظ ملت مولانا مفتی ظفر علی صاحب نعمانی اور حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ازہری شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ کراچی وغیرہ ہیں۔

المجمع الاسلامی (اسلامی اکیڈمی) قلم کی طاقت موجودہ دور میں سب سے اہم اور دور رس ہے بڑے سے بڑے جدید جنگی آلات میں صرف مضرت و ہلاکت ہی کا پہلو شامل ہے اور اس سے جسم و جان کا ضیاع ہوتا ہے۔ لیکن قلم جہاں اپنی آتش بار کا سے بڑے بڑے ملکوں کی تباہی کا سبب بن سکتا ہے وہیں اپنی انقلابی تحریروں کی وساطت از دل و دماغ میں جرات و عمل کیساتھ "افکار و خیالات میں حیات تازہ پیدا کر سکتا ہے۔ اور اقوام و ملل کو گمراہی و پسماندگی سے ترقی علم و فضل کے اعلیٰ مناصب پر بھی فائز کر سکتا ہے۔ انھیں حقائق سے آنکھیں ملانے اور نوک قلم سے ایک عہد آفریں انقلاب برپا کرنے کے لئے المجمع الاسلامی کو وجود بخشا گیا۔ عربی و اردو کے ساتھ انگریزی و دیگر مشہور زبانوں میں جدید و قدیم علمی و دینی موضوعات پر فاضلانہ اور جدید اسلوب نگارش کے ذریعہ تحقیقی کام کا ایک جامع منصوبہ اس کے پیش نظر ہے۔

تحقیقی خدمات اور اعتدال و سنجیدگی کے ساتھ متصادم افکار و نظریات پر نقد و نظر کے ساتھ داخلی محاذ پر مسلم معاشرہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کی اصلاح اور وسیع پیمانہ پر قلم کے ذریعہ تبلیغ اسلام کے جذبات بھی اس کے ارکان کے سینوں میں موجزن ہیں اس کے متحرک و فعال اور حساس و باشعور ارکان حافظ ملت کے فیض یاب اور تربیت یافتہ ہیں جو بذات خود عربی اور اردو میں کئی کتابیں ترتیب دے چکے ہیں۔

اکیڈمی کے ارکان اربعہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا افتخار احمد قادری مصباحی استاذ ادب عربی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور۔

۲۔ مولانا یٰسین اختر مصباحی " " الاشرفیہ مبارکپور۔

۳۔ مولانا محمد احمد بھیروی اعظمی مصباحی مدرس دار العلوم ندائے حق جلالپور فیض آباد

۴۔ مولانا محمد عبد المبین نعمانی مصباحی (فاضل اشرفیہ)

اس ادارے نے تقریباً ایک سال کی قلیل مدت میں مندرجہ ذیل کتابیں لکھ کر شائع کیں

۱۔ ترجمہ "نور الایمان" از مولانا افتخار احمد قادری (مطبوعہ مبارکپور و ساہیوال پاکستان)

۲۔ امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں از مولینا یٰسین اختر مصباحی (مبارکپور و کراچی)

۳۔ الفضل الموہبی للامام احمد رضا عربی ترجمہ از مولینا افتخار احمد قادری (مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور پاکستان

۴۔ ارشادات اعلیٰحضرت مرتبہ عبد المبین نعمانی مصباحی

اس اکیڈمی کا ایک عظیم تاریخی کام بہت جلد اس کے اہتمام سے منظر عام پر آرہا ہے وہ یہ کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کا عربی حاشیۂ شامی جد الممتار علی رد المحتار تصحیح اصل مخطوطہ اعلیٰ حضرت سے مطابقت، مقدمہ اور تعارف کے بعد پریس کے حوالے کیا جا چکا ہے اعلیٰ حضرت کی سوانح، فقہی بصیرت اور علامہ ابن عابدین شامی کے حالات بھی شامل کتاب ہیں جو عربی میں ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہوگا۔ فی الحال جلد اول طبع ہو رہی ہے جس کے صرف حواشی کے صفحات ۸۰۰ سو سے متجاوز ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اس حاشیہ کے طبع ہونے کے بعد ہی اہل علم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے صحیح مقام و مرتبہ سے واقف ہو سکیں گے چند وہ کتابیں جو بہت جلد منظر عام پر آرہی ہیں یہ ہیں۔

امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات	مولینا یٰسین اختر مصباحی
فضائل القرآن	٭ افتخار احمد قادری
تدوین القرآن	٭ محمد احمد بھیروی
التشیعات الرضویہ	٭ عبد المبین نعمانی مصباحی
معمولات رضویہ	

٭ ٭

میں اس مضمون کو حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کے ایک ایسے مکتوب گرامی پر ختم کر رہا ہوں جسے حضرت نے مرکزی مجلس رضا نوری مسجد لاہور کے صدر حکیم اہلسنت مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب مدظلہ العالی کے نام تحریر فرمایا ہے اور مجلس کی شائع شدہ کتابوں پر تحسین و آفریں اور حوصلہ افزائی کے کلمات سے نوازا ہے اور بے پناہ مسرت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کا اظہار کیا ہے۔

۸ رجون ۱۹۷۵ء

مکرم ومحترم حامی دین متین جناب مولانا
حکیم محمد یوسفی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ، مزاج شریف!

آپ کی رسلہ کتب، اعلیحضرت کی نعتیہ شاعری، اعلیحضرت کی شاعری پر ایک نظر، امام احمد رضا علماء حجاز کی نظر میں، محاسن کنزالایمان، موصول ہوئیں جن کے مطالعہ سے بے انتہا مسرت ہوئی آپ کے ادارہ مرکزی مجلس رضا نے دین متین، مذہب اہلسنت کی بڑی زریں خدمت کی، اس خصوص میں آپ کا ادارہ بلاشبہہ منفرد ہے۔ قابل قدر ولائق تحسین ہے۔ مولائے قدیر اس ادارہ کو ترقی دے، بام عروج پر پہنچائے۔ دین متین کی بیشمار خدمات انجام دلائے۔ آمین وبہ نستعین

جملہ اراکین ادارہ کی خدمت میں سلام مسنون ومبارکباد

عبدالعزیز عفی عنہ
خادم، دارالعلوم اشرفیہ، مبارکپور
اعظم گڑھ، یوپی

آئینہ سلف صالحین

ذاکر مصطفیٰ ایم اے ایل ایل بی ایڈیٹر نظام سلطنت مرادآباد

پیکر دین وملت، شاہکار علم وعمل، حافظ ملت حضرت مولانا الحاج حافظ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث مرادآبادی قدس سرہ العزیز بانی الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) مبارکپور ضلع اعظم گڑھ اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ جس طرح یاد الٰہی میں اتباع رسول پاک میں سنت ودین میں گذارا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے آپ کو اگر اس دور کا مجاہد اعظم کہا جائے تو غلط نہ ہوگا میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ خدمت دین کا یہ سچا جذبہ کہ نہ اپنی صحت وتندرستی کی کوئی فکر ہو نہ آرام وراحت کی کوئی پرواہ۔ میں نے اپنے استاذ مولا حضرت صدرالافاضل استاذالعلماء قدس سرہ العزیز کے بعد صرف حضرت حافظ ملت قدس سرہ العزیز میں بدرجہ اتم دیکھا ہے۔

ضعیف العمری اور شدید علالت میں جب کہ عام طور پر لوگ چلنا پھرنا تو درکنار اٹھنے بیٹھنے کی بھی ہمت نہیں رکھتے۔ آپ نے آخر وقت تک پوری مستعدی کامل تندہی کے ساتھ دین کی خدمات انجام دیں۔ اور شدید بیماری۔ انتہائی کمزوری میں بھی آپ نے کبھی رمضان المبارک کا کوئی روزہ نہیں چھوڑا۔ نہ کوئی فرض نماز بیٹھ کر پڑھی۔

یہاں تک کہ عمر کی آخری نماز عشاء بھی آپ نے کھڑے ہوکر ہی ادا کی۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تلخیص: شمار اعظمی

حافظ ملت اور اشرفیہ

حافظ ملت کی تشریف آوری | ابتدا ہی سے مبارکپور

قصبہ کی مذہبی آبیاری میں سلطان المشائخ حضرت مولانا سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی میاں علیہ الرحمہ کچھوچھوی اور صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمہ (مصنف بہار شریعت) نے زبردست سعی فرمائی تھی۔ اشرفیہ مبارکپور کی پیش کش پر صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنے تلمیذ روحانی وعلمی حافظ ملت حضرت مولانا حافظ عبد العزیز صاحب مرادآبادی کو ۲۹ر شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۴ر جنوری ۱۹۳۴ء کو بھیجا تاکہ وہ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم میں صدر مدرس کی حیثیت سے رہ کر اس سرزمین پر دینی خدمات انجام دیں۔

اس وقت مدرسہ پرانی بستی میں تھا۔ باہری طلبہ بالکل نہ تھے۔ معیار تعلیم فارسی اور نحو میر پنج گنج تک تھا، مدرسہ کا سالانہ بجٹ کل ۵۷۲ روپے ۱۴ر آنے ۹ پائی تھا۔

حافظ ملت کی تشریف آوری ہوئی اور تشنگان علم ہر چہار جانب سے آنے لگے، اس شمع علم پر پروانے اس طرح ٹوٹ رہے تھے گویا ساون کی خاموش اندھیری رات میں کسی ویرانے میں شمع روشن ہو جائے۔

دیکھتے دیکھتے مدرسہ کی غیر آباد عمارت میں قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں گونجنے لگیں، طالبان شوق دور دراز مقامات سے مبارکپور آنے لگے۔ تھوڑے ہی روز میں مہاراشٹر گجرات بہار اور بنگال تک کے طلبہ حافظ ملت کے حلقۂ درس میں سمٹ آئے۔

شر پسند عناصر کو حافظ ملت کا علمی فروغ اور مدرسہ کی ترقی ایک چشم نہ بھائی چنانچہ انھوں نے جلسے اور تقریروں کے انداز میں تخریب کاری شروع کی جس کے نتیجہ میں ایک خاصا علمی بیکار چھڑ گیا۔ ان شر پسندوں نے مسلمانوں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے ایمان کی پونجی بچانے کے لیے حافظ ملت کو سوا چار ۴ ۱/۴ ماہ متواتر مقابلہ کرنا پڑا۔ اس مذہبی کشمکش میں آپ کا علمی جوہر چڑھتے سورج کی طرح اجاگر ہوگیا اور اہل مبارکپور نے جان لیا کہ رحمت الٰہی نے حافظ ملت کی شکل میں ہمیں بچا رہنما اور مخلص قائد عطا فرمایا ہے۔

اس مذہبی کشمکش میں جب کہ مبارک پور کا ایک ایک بچہ جوش و خروش کا پتلا بنا ہوا تھا۔ حافظ ملت نے ایک آزمودہ کار قائد کی طرح اس جوش و خروش کو تعمیر کی راہ پر لگا دیا۔

غربائے امت کے کارنامے | حافظ ملت کو مبارکپور میں تشریف لائے ابھی تقریباً ساڑھے گیارہ ماہ ہوئے تھے کہ شوال ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۵ء میں گولہ بازار میں ایک زمین مدرسہ کے لیے حاصل کرلی گئی اور مبارکپور میں نہایت زور و شور سے اس کی تعمیر کے لیے چندہ ہونے لگا۔ تعمیری دلچسپی اور احساس مندی کا ثبوت یہی کیا کم ہے کہ جس روز چندے کی تحریک شروع ہوئی سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ڈھائی ہزار روپے وصول ہوگئے۔ اور رفتہ رفتہ دس ہزار روپے کی وصولی ہوئی اس کے علاوہ خواتین اسلام نے اپنے جسم کے زیورات طلائی اور نقرئی مدرسہ کی تعمیر کے لیے نثار کردیئے۔ ایک اندازہ کے مطابق ۳۰ من چاندی اور ۲۰ تولہ سونا ملا۔ اس رقم کے صحیح وزن کا احساس اس وقت ہوگا جب موجودہ دور کی روپے کی کم قیمتی کو ذہن سے دور کر کے یہ سوچئے کہ یہ اس زمانہ کا چندہ ہے جب چندے میں آنے والی چاندی ۸ آنے تولہ کے حساب سے فروخت ہوتی تھی۔ اس وقت کے ہنرمند دستکار کی دن بھر کی مزدوری چار چھ آنے سے زیادہ نہ تھی۔

مبارکپور کے جاں نثار مسلمانوں نے مدرسہ کی اس پہلی تعمیری تحریک پر بڑی حوصلہ مندی کا ثبوت دیا۔ مدرسہ کی بنیاد حضرت اشرفی میاں اور صدر الشریعہ علیہما الرحمہ نے رکھی۔ اس موقع پر مبارکپور کے علاوہ گرد و نواح بالخصوص خیرآباد، ابراہیم پور، محمد آباد، اعظم گڑھ کے مسلمانوں نے بھی شرکت کی۔ مشہور شاعر نازاں مبارکپوری نے "باغ فردوس" تاریخی نام نکالا۔ استاذ زماں جناب فقیر اللہ صاحب اسعد سبحانی اور میاں صاحب عبد الکریم عاشق کی پُرجوش نظموں نے مبارک پور کے مذہبی انقلاب کی تاریخ میں بڑا اہم رول ادا کیا۔ مدرسہ کی پہلی منزل مکمل ہونے کے بعد تعلیمی سلسلہ یہیں شروع ہوگیا۔ اسی وقت سے غیر مقامی طلبہ کا قیام بھی یہیں رہنے لگا۔

طلبہ کی ضیافت | مبارک پور کے فدایان اسلام نے ظاہری وسائل کی فراہمی کے بغیر صرف خداوند قدوس کی نصرت کے اعتماد پر مہمانان رسول (طلبائے علوم اسلامیہ) کو دعوت تو دے دی تھی مگر مدرسہ ابھی اس منزل میں ہرگز نہ تھا کہ مطبخ وغیرہ کے اخراجات برداشت کرتا۔ غربائے امت نے نہایت خندہ پیشانی سے تمام باہری متعلمین کے کھانے کا انتظام اپنے اپنے گھروں میں کیا۔ وہ اس طرح کہ ایک ایک شخص ایک ایک طالب علم کو دونوں وقت کھانا کھلاتا تھا۔ چنانچہ اس کے متعلق تحریر ہے

"دار العلوم کی شہرت سن سن کر دور دراز مقامات سے طلبہ بکثرت آتے ہیں مگر سب کو ہم "دار العلوم" میں داخل نہیں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کر سکتے اس لئے کہ "دارالعلوم" کی جانب سے ان کے اکل
وشرب کا کوئی انتظام نہیں، اہل قصبہ خود اپنی ہمت سے طلبہ
کو کھلاتے ہیں جن کی ایک بڑی فہرست اسی روداد کے ساتھ
منسلک ہے (مختلف محلوں میں ۹۰ طلبہ کی مہمان نوازی
ہوئی جن میں سب سے فائق موضع سکٹھی رہا جہاں ۱۲ طلبہ
کے کھانے کا انتظام تھا) ملاحظہ فرمائیں۔ ان پر مزید کہاں تک
زور ڈالا جاسکتا ہے۔ اور دارالعلوم کی محدود آمدنی ہونے کی
وجہ سے آج تک اس میں مطبخ کا انتظام نہ ہوسکا (روداد
سنہ ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء تا ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء ص ۵-۶)

عرب کی مہمان نوازی دنیا میں ضرب المثل ہے چند
روزہ مہمان کے لئے اہتمام ضیافت تو ایک قریب الفہم فطرت
اور انسانی مواخات کے تقاضہ پر منطبق ہے مگر آٹھ آٹھ دس
دس سال تک خورد ونوش کا انتظام کرنا صرف خدمت دین
اور فروغ علم کے اشتیاق کی بنیاد پر ایک اہم کارنامہ ہے۔
جس کی مثال ملنی دشوار ہے۔ اور اس طویل زمانہ مہمان
نوازی میں نہایت احترام وتکریم کے برتاؤ سے پیش آنا
صرف مبارکپور کی خصوصیت ہے۔ یہ غربائے امت اپنے
خون اور پسینے کی حلال کمائی سے علوم دینیہ کے طلبہ کی خدمت
کرنے میں اپنی عزت سمجھتے ہیں۔

آپ کو سن کر حیرت ہوگی کہ مبارک پور کے نادار
اور غریب مسلمانوں نے دارالعلوم کا غذائی مسئلہ اپنی بے مثال
ہمت سے حل کر دیا ہے۔ تمام طلبہ کو دونوں وقت انتہائی
عزت واحترام کے ساتھ کھانا کھلاتے ہیں۔ بلکہ اگر ہم یہ عرض
کریں تو قطعی مبالغہ نہ ہوگا کہ یہاں غریب الدیار طلبہ مقامی
مسلمان خاندانوں کے اہم ممبر کی حیثیت رکھتے ہیں (روداد
سنہ ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء تا ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء ص ۳)

اور الحمد للہ جاگیر و مگر کی یہ بدعت حسنہ مبارکپور
کی سرزمین پر اپنی اسی روایتی شان سے قائم ہے۔ اس پر آشوب
زمانہ میں جب کہ غذائی بحران نے ملک کے معاشی نظام کی کمر
توڑ کر رکھ دی ہے۔ یہاں کے مسلمان اب بھی طلبہ کے لئے
بالکل گھر کے ایک فرد کی طرح خورد ونوش کا اہتمام کرتے ہیں

جس ذمہ داری کے ساتھ مبارک پور کی مسلم
برادری نے مدرسہ اشرفیہ کو دارالعلوم کا جامہ پہنایا تھا۔
دارالعلوم کی حاجتیں جتنی وسیع ہوتی گئیں حوصلہ مند لوگ
اپنی قربانیوں کی راہ اتنی ہی فراخ کرتے گئے۔

جس قدر ان کے رخ ناز کی تابانی بڑھی
عشق میں بھی جنوں خیزی کی ادا آتی گئی

دارالعلوم میں مطبخ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء میں قائم ہوا

کتابوں کا قحط معاملہ صرف غذائی پریشانی تک نہیں تھا۔ بلکہ
کھانے پینے رہنے سہنے کے علاوہ طلبہ کو اور بھی ضرورتیں
تھیں جنہیں کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔ جب
طلبہ زیادہ ہوئے تو ان کے لئے کتابیں بھی درکار ہوئیں
دارالعلوم کے ذمہ داروں نے اس سلسلہ میں بڑی تگ ودو
کی۔ مخیر حضرات نے اپنی طرف سے کتابیں خرید کر وقف کیں
پرانی رودادوں میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ ان حضرات کا نام
جس انداز میں تحریر ہے اس سے کتابوں کی شدید حاجت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور ان حضرات کی دلچسپی کا اندازہ ہوتا ہے۔ جناب حاجی محمد عمر صاحب کا نام سب سے پہلے کتابیں وقف کرنے والوں میں ملتا ہے جنھوں نے شرح جامی، ملا حسن، میر قطبی وغیرہ سیکڑوں روپئے کی کتابیں دیں (روداد ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء تا ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء ص ۱۲)

اور بھی کچھ لوگوں نے کوشش کرکے مدرسہ کے لئے کتابیں فراہم کیں اور سالانہ بجٹ میں اس کے لئے رقم منظور ہوئی مگر پھر بھی کتابیں بحیثیت پڑھنے والوں کے لحاظ سے کم ہی رہیں بالآخر اس کے لئے خاص طور سے اپیل شائع ہوئی۔

"اس سال ایک ہزار روپے کی کتابیں خریدے بغیر ہم کام نہیں چلا سکتے اگر ہم آپ کے سامنے تفصیل پیش کریں تو صورت ہو گی، مثال کے طور پر ہم کو بخاری شریف کے چار مکمل نسخے جن کی قیمت اس وقت ایک سو بیس روپے ہوتی ہے۔ طحاوی شریف کے آٹھ نسخے درکار ہیں جن کی قیمت فی نسخہ تیس روپے کے حساب سے کل دو سو چالیس ہوئی اسی طرح تفسیر مدارک التنزیل، تفسیر بیضاوی شریف اور ابوداؤد شریف ابن ماجہ شریف اور نسائی شریف کے بہت کثیر نسخے ہمارے دار العلوم کو مطلوب ہیں، طلبہ کی مقدار میں برابر اضافہ ہو رہا ہے اور کتابوں کی گرانی حد سے گزر چکی ہے۔ ایسی صورت میں اگر مخیر حضرات ہماری طرف اپنا دست کرم دراز کریں گے تو مدرسہ ہذا کو مجبوراً مقروض ہونا پڑے گا (روداد ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء تا ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء)

واللہ ذرا عزم اور حوصلہ کی صلابت تو دیکھئے! جیسے کوئی آشفتہ حال مسافر جو بہر حال منزل تک پہونچنا چاہے اس کیلئے جدوجہد کرتا ہے اسی طرح ذمہ داران اشرفیہ نے ہر قسم کی پریشانیاں اٹھائیں مگر اشرفیہ کے مشن کو ناکام نہ ہونے دیا۔

مثالی حوصلہ مندی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء تک دار العلوم کے سارے اخراجات کی کفالت صرف اہل مبارکپور کرتے رہے کسی باہری اشتراک و تعاون کا کوئی دخل نہ تھا۔ "باغ فردوس" کی قلعہ نما شاندار عمارت کا مکمل صرفہ اہل مبارکپور نے اپنی جیب سے پورا کیا۔ مگر جب طلبہ، مدرسین، اور دوسرے شعبوں میں ترقی ہوئی تو باہری اعانت ضروری ہو گئی۔

"اس خبر سے آپ کو مسرت ہوگی کہ دار العلوم ہذا کی عمارت جو کئی سال سے زیر تعمیر تھی، امسال بفضلہ تعالیٰ دو منزلہ نہایت عالیشان مع پلاسٹر مکمل ہو گئی جو کہ تعلیم اور دار الاقامہ دونوں کے لئے کافی ہے۔ فالحمد للہ جس کے کثیر مصارف کا بار محض قصبہ کے حوصلہ مند حضرات نے برداشت کیا۔ (روداد ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء تا ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء ص)

ہم کہاں رُکتے ہیں عرش و فرش کی آواز سے

اس تعمیر پر ساٹھ ہزار روپے خرچ ہوئے۔ عسرت و تنگدستی کے اندھیروں میں زندگی کا راستہ ڈھونڈنے والی قوم تنا کر لینے کے بعد بھی مطمئن نہیں، بلکہ زیادہ سے زیادہ ترقی کی دھن میں آگے بڑھتی گئی۔ اور قادر مطلق پروردگار نے ان غریبوں کی کمائی میں بیشمار برکتیں نازل فرمائیں۔ کہ ان کے دسترخوان کے نمک خوار ہندوستان کے طول و عرض میں دین و ملت کی خدمت کر رہے ہیں۔ مگر کیا یہ وہ لوگ تھے جو اتنے ہی پر قناعت کر کے بیٹھ رہتے؟ نہیں بلکہ

مری منزل تمنا ہے بلند آسماں سے بھی
کہ میرا مقصد عمل ہے حد امکاں سے آگے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

"مدارس میں یہاں کے فارغ التحصیل علماء نہایت شان کے ساتھ تدریس کی گرانمایہ خدمات انجام دے رہے ہیں روداد کے کسی صفحہ پر ان فارغ شدہ علماء کی فہرست ملاحظہ فرماکر اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم اپنے مقصد میں کس حد تک کامیاب ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ موجودہ نامساعد حالات میں دارالعلوم اشرفیہ نے جس تیز رفتاری کے ساتھ ارتقائی منزلیں طے کی ہیں وہ بجائے خود قابل اطمینان ہیں۔ لیکن اراکین کے بلند حوصلوں کے پیش نظر ابھی وہ منزل بہت دور ہے۔ جہاں پہونچکر تھوڑی دیر دم لیا جاسکے۔" (روداد ۱۳۶۲ھ تا ۱۳۶۳ھ ۱۹۵۳ء ۱۹۵۴ء ص ۳)

ایسا لگتا ہے کہ بلند حوصلہ ارباب حل و عقد آج سے ۱۵ سال پیشتر دارالعلوم کی ترقی پذیر صورت الجامعۃ الاشرفیہ (عربک یونیورسٹی) کی شکل میں دیکھ رہے تھے۔ اسی لئے تو ۱۶ مدرسین کا اسٹاف اور ۴۳۵ ۱۹ روپے ۹ آنے بجٹ ۱۸ فارغین کی تعداد بھی انھیں اطمینان نہ بخش سکی، رکاوٹوں اور آزمائشوں کے باوجود منزل تک پہونچنے کیلئے بیقرار ہی رہے وسائل جتنے ہی بڑھتے گئے" اشرفیہ تحریک" فروغ پذیر ہوتی گئی۔ مدرسین کی تعداد بڑھی امیدواروں کے داخلہ میں وسعت دی گئی۔ اور بالآخر ایک دن ایسا بھی آیا کہ "باغ فردوس" کی دو منزلہ وسیع عمارت بھی تنگ ہو گئی۔

"طلبہ کی تعداد زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ دارالعلوم کی وسیع اور مایۂ ناز عمارت بھی اب ناکافی ہے۔ مولیٰ تبارک تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں جلد کسی عالیشان عمارت کا انتظام فرمادے اور اس گلشن سنیت کو ہمیشہ آباد رکھے اور اس کی ایمانی و عملی عطر بیزیوں سے دنیا مہکتی رہے

(ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد)

(حالانکہ مولانا نذیر الاکرم صاحب مرادآبادی مرحوم کی ۱۹۶۰ء پختگی ۱۹۶۰ء میں پیدا نہیں ہوئی بلکہ اس کی پانچ سال پیشتر کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ بہت پہلے سے موجود تھی۔

"آپ کو یہ معلوم کر کے بیحد تعجب اور بے پایاں مسرت ہوگی کہ الحمد للہ یہ عمارت بھی اب مدرسہ کے لئے ناکافی ہے چنانچہ اس ضرورت کو محسوس کر کے قریب گولہ بازار میں ایک زمین خریدی گئی ہے اور ارادہ کیا گیا ہے کہ نیچے کا وہ حصہ جو دوکان کے لائق ہے اس کی دوکان بنوائی جائے اور جو حصہ اس کے علاوہ بچے اس کا دارالاقامہ بنا کر اس میں طلبہ کو رکھا جائے مگر افسوس اور ہزار افسوس چند بدطینت لوگوں نے اس زمین و مکان کو دارالعلوم کی ملکیت ہونا گوارہ نہ کیا اور محض از راہ شرارت اس زمین پر مقدمہ قائم کر دیا۔

(روداد ۱۳۶۴ھ ۱۹۴۵ء تا ص ۵)

<u>اشرفیہ مارکیٹ</u> الحمد للہ وہ متنازعہ زمین دس سال متواتر مقدمہ بازی کے بعد ۱۹۵۳ء میں دارالعلوم اشرفیہ کے قبضہ میں آچکی ہے۔ اور اس پر اشرفیہ مارکیٹ کی ایک منزل تیار ہے یہ عمارت سہ منزلہ ہوگی

زمانۂ ماقبل میں کوئی مستقل دارالاقامہ (ہاسٹل) نہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہونے کے باعث طلبہ دارالعلوم کے رہائشی کروں کے علاوہ قدیم مدرسہ کی خام عمارت اور مساجد کے حجروں اور امام باڑوں میں قیام کرتے تھے۔ اس تنگی اور قلت قیامگاہ کے باوجود اشرفیہ کی سرگرمیوں میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ آپ اسے مشیت ایزدی کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں کہ ۱۹۳۴ء میں ہم ہاسٹل کی مختصر عمارت کے لئے پوری تندہی کے ساتھ کوشاں تھے۔ اور اب عربک یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں ایک وسیع و عریض دارالاقامہ (ہوسٹل) ۶۰ کمروں پر مشتمل تیار ہے جس میں بیک وقت کم از کم ۸۰۰ سو طلبہ کے رہنے کا انتظام ہوگا۔ اور تعلیمی زندگی کی تمام ضرورتیں موجود ہوں گی۔ اور گرلز ہاسٹل کی دارالاقامہ کے لئے مجوزہ زمین اشرفیہ کی ایک مستقل اور سودمند جائداد بن جائے گی۔ فالحمد للہ علی احسانہ

مدرسۃ البنات جس طرح مردوں میں دینی شعور اور احساس بیدار کرکے صالح معاشرہ کی بنیاد رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح بچیوں کو بھی اپنے دین و مذہب اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنا لازم ہے۔ کیونکہ پاکیزہ اور صالح معاشرتی انقلاب برپا کرنے میں مردوں سے کہیں زیادہ اہم رول عورتیں انجام دے سکتی ہیں۔ عورت اپنے تمام روپ ماں، بہن، بیٹی، میں اصلاح کا بہترین ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اور ہوئی ہے جس کا ثبوت اسلامی تاریخ میں بیشمار ہے۔ ماں کی شکل میں حسنین کی پاکیزہ ماں بنت رسول حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو دیکھئے۔ بہن اور بیٹی کی شکل میں حضرت زینب بنت علی رضوان اللہ علیہا کو ملاحظہ فرمایئے۔

اقتدار اسلامی کے عروج کا زمانہ اس قسم کی شالوں سے بھرا پڑا ہے جس میں ہماری ماؤں اور بہنوں نے اپنی حکمت ایمانی سے کام لے کر بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں جو مردوں کے لئے قابل تقلید بن گئے۔ عورتیں اگر تعلیم یافتہ اور دینی شعور سے واقف ہوں تو خانگی زندگی کے تمام مفسدات از خود پاکیزگی میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ایسی ماؤں کی آغوش میں پرورش پانیوالے بچے مستقبل میں قوم کے قابل قدر فرزند ثابت ہوتے ہیں۔

اشرفیہ چونکہ اول ہی روز سے صالح معاشرتی انقلاب کا نقیب بن کر اٹھا اس لئے ضروری تھا کہ وسائل مہیا ہونے پر تعلیم نسواں کا بھی فوراً بندوبست کیا جائے۔ چنانچہ ۱۹۶۵ء میں اشرفیہ نے "مدرسۃ البنات" قائم کر دیا۔ مدرسۃ البنات مبارکپور گیر پیمانے پر اس فریضہ کو بخوبی انجام دے رہا ہے۔

خدا کرے۔ وہ دن بھی آئے کہ ہم الجامعہ کے تحت لڑکیوں کی اعلیٰ اسلامی تعلیم کا مرکز بھی قائم کر سکیں۔ آمین اس وقت تعلیمی امور کے لئے اس میں دو معلمات اور بچیوں کی نگرانی کے لئے ایک دائی کی خدمات حاصل ہیں۔ پونے دو سو طالبات زیر تعلیم ہیں۔

مولانا شمس الحق علیہ الرحمہ جب صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے حکم پر حضرت حافظ ملت الحاج مولانا الحافظ عبد العزیز صاحب مرادآبادی مبارکپور تشریف لائے اس وقت صدر مدرس جناب مولانا شمس الحق صاحب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

گجرالوی تھے۔ افسوس مولانا موصوف بھی ادارہ کو ایک عظیم صدمہ دے کر ۱۶ شعبان ۱۳۹۶ھ / ۱۲ ستمبر ۱۹۷۶ء صبح ½ بجے اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کی شخصیت اشرفیہ کے لئے نہایت تاریخی تھی جس نے دار العلوم کی خشت اول سے اب تک کی تاریخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ آپ نے تقریباً ۴۰ سال تدریس کی خدمت انجام دی اور مدرسہ کے متعدد ہنگاموں کے باوجود آپ کی ذات پر کوئی ناخوشگوار اثر نہ پڑا۔ فارسی میں وہ مہارت کہ مصباحی حلقہ میں شیخ سعدی کے نام سے مشہور۔ ابتدائی درجہ کے بچوں سے لے کر فوقانی مدرسین و علماء تک میں آپ کو یکساں مقبولیت اور قابل احترام حیثیت حاصل تھی۔ آپ موضع گجرا کے رہنے والے تھے جو مبارک پور بازار سے تقریباً ۲½ کلومیٹر دور ہے۔ آخر تک سائیکل کے ذریعہ مدرسہ تشریف لاتے رہے۔ مزاج میں بلا کی سادگی تھی۔ سچ یہ ہے کہ ان کی ملاقات سے دور قدیم کے بزرگوں کی سادگی کا تصور قوی ہو جاتا تھا۔ برجستگی اور حاضر جوابی میں اپنی مثال آپ تھے۔

آپ کی تعلیم ابتداً مدرسہ ناصر العلوم ملک پور گھوسی میں ہوئی۔ متوسطات کے بعد دار العلوم دیوبند چلے گئے تھے اور وہیں سے فارغ ہوئے۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔ اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

[illegible] حافظ ملت مبارک پور آ گئے اور اس وقت آپ کو مدرسہ کی طرف سے صرف ۱۵ روپئے مشاہرہ دیا جاتا تھا۔

آپ کے آتے ہی تدریسی کام زور و شور سے ہونے لگا۔ طلبہ کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ آپ تنہا (۱۶) کتابوں کا سبق پڑھاتے تھے جن میں سب سے بڑی کتاب شرح جامی تھی جس امید پر صدر الشریعہ نے مبارک پور کے لئے حافظ ملت کا انتخاب فرمایا تھا وہ امید صد فیصد پوری ہوئی۔ آپ نے تدریس کے علاوہ تقریر کے ذریعہ مبارک پور کے خفتہ ماحول میں بیداری پیدا کر دی۔ سچی لگن، سچی ہمدردی اور خلوص کے ساتھ آپ نے مسلم آبادی کو ان کے اصل مقاصد کی طرف رجوع کر دیا۔

اسی وقت حافظ ملت کے بدخواہوں کی ایک تحریک بھی منظر عام پر آ گئی۔ یہ وہ لوگ تھے جو دراصل حافظ ملت کے مخالف نہیں بلکہ دین حق کے سوداگر، ضمیر فروش، نام نہاد مسلمان تھے جنہیں آپ کی موجودگی میں یہاں اپنی من مانی مذہبیت کے لئے کوئی گنجائش نظر نہ آئی تو مخالفت پر اتر آئے۔ اور خاصا پیکار چھڑ گیا۔ مگر کب تک؟

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی

مخالف طبقہ اگرچہ اپنی پوری قوت سے مقابل ہوا۔ مگر حق و صداقت کا ایک علمبردار ہی ان تمام کا زہرہ آب کر دینے کے لئے کافی تھا۔ آواز حق کے مقابل جنہیں [illegible] کیا۔ نہ جانے کتنے رستم و سہراب اپنی اکڑفوں بھول گئے۔

تو ہے بیچارہ گدا میر ترا کیا مذکور
مل گئے خاک میں یاں صاحب افسر کتنے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مریض کے لئے دارو نسخہ دینے والا حکیم ہی اس کا سچا مخلص ہوتا ہے مگر نادان مریض اگر اسے اپنا دشمن کچھ بیٹھے تو اس میں بیچارے حکیم کا کیا قصور! ۔ حافظ ملت مبارکپور کی سرزمین پر جس آواز کے منادی بن کر تشریف لائے تھے وہ ایک تاریخ ساز مستقبل کی ضمانت تھی۔ مگر بدقسمتی کو کیا کہئے کہ اپنے سچے مخلص، ہمدرد اور بہی خواہ۔ کو بدخواہ، مدعی اور مطلب پرست سمجھنا ہم ہندوستانی مسلمانوں کی کمزوری بن چکی ہے۔ ہم صرف بلند دعوے اور اونچی ڈینگیں ہانکنے والوں کو سب سے بلند اور افضل مصلح اور ریفارمر تصور کرتے ہیں ——— بقول ڈاکٹر سید عابد حسین)

”بدقسمتی سے ہندوستانی مسلمانوں میں ان کی آشفتہ مزاجی نے یہ کمزوری پیدا کر دی ہے کہ ان کے لئے دوست اور دشمن مخلص اور مدعی خیر خواہ اور بدخواہ میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ وہ ہر بلند بانگ زعیم کی بات پر بے سوچے سمجھے کان دھرتے ہیں، ہر تیز رو قائد کے پیچھے آنکھ بند کر کے چلنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر ان سچے جان نثاروں کو نظر انداز کر دیتے ہیں، جو خاموشی سے ان کی خدمت میں اپنی جان کھپا دیتے ہیں اور اس کا ڈھنڈورا نہیں پیٹتے“ (مسلمان اور عصری مسائل ص)

بہرحال سوا چار ۴ ¼ ماہ کی شدید آویزش کے بعد اہل مبارکپور پر دن کے سورج کی طرح واضح ہو گیا کہ خداوند عالم نے حافظ ملت کی شکل میں ہمیں سچا قائد اور رہنما عطا فرمایا ہے بدخواہوں کی اس رخنہ اندازی نے حافظ ملت کی علمی اور قائدانہ لیاقت کو اور زیادہ اجاگر ہونے کا موقع دے دیا۔

مخالفین کے اسٹیج پر سناٹا چھا جانے کے بعد بھی عام مسلمانوں میں بیداری کی لہر موجود تھی آپ نے اس جوش و خروش کا اندازہ لگایا اور قبل اس کے کہ جذبات کا رخ کسی اور طرف مڑتا یا سرد پڑتا، آپ نے دارالعلوم کے لئے عمارت کا منصوبہ پیش کر دیا۔ آپ کی ایک آواز پر سارا مبارک پور سربکف ہو گیا، وہ ایک شوق طلب تھا جو اس وقت مبارکپور کے بچے بچے کے رگ و پے میں موجیں مار رہا تھا۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ خواہش جب شوق کی منزل میں داخل ہو جاتی ہے تو منزل مقصود کے حصول میں دیر نہیں لگتی

ہو اگر شوق طلب ڈھونڈنے والوں میں تو پھر
سینکڑوں منزلیں راہوں کے غباروں میں ہیں

کرنی | شیخ المشائخ حضرت مولانا سید علی حسین صاحب اشرفی میاں کچھوچھوی اور صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب (مصنف بہار شریعت) علیہما الرحمہ کے ہاتھوں سے جمعہ ۱۲ شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۳۵ء دار الاشرفیہ مصباح العلوم (باغ فردوس ۱۳۵۳) کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے کرنی سے زمین گارا بچھایا اور اینٹ چنی اس کے بعد فرمایا ”فقیر نے تو اپنی کرنی دکھا دی اب تم لوگ اپنی کرنی دکھاؤ“

غریب مسلمانوں کے جذبات کا بند ٹوٹ گیا۔ پھر تو مالی قربانی کا وہ منظر سامنے آیا جو اہل ایمان کی تاریخ میں ہمیشہ مینارۂ نور بنا رہے گا۔

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر بن جائیں
کہ بر فتراک صاحب دولتے بستم سر خود را

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دوسری کانفرنس مورخہ ۲۰ / ۲۱ / نومبر ۱۹۸۳ء کو ہونے والی کانفرنس بھی اسی سلسلۂ تعمیرات کی ایک کڑی تھی جس کی بنیاد دراصل ۱۹۸۲ء میں رکھی گئی تھی۔ درسگاہ کی دو منزلہ عمارت صرف ڈیڑھ دو سال میں منصۂ شہود پر آگئی۔ جامعہ اشرفیہ کی انتظامیہ اور شعبۂ تعمیرات کا یہ ایسا جاگتا کارنامہ ہے جسے پورے ملک نے بیک نگاہ محسوس کیا۔

اس موقع پر مجلس شوریٰ نے ادارہ کے بڑھتے ہوئے کام کے پیش نظر مختلف باقاعدہ بورڈ قائم کر دیئے تاکہ کام میں سہولت ہو۔

(۱) تعمیراتی بورڈ جس کا کام ادارہ سے متعلق تمام تعمیری امور کی انجام دہی ہے اس کے منصرم جناب عبد الغنی صاحب تھے

(ب) تین وسیع النظر، تجربہ کار اور جدید و قدیم علوم کے ماہر علماء کا بورڈ جو تمام اسلامی یونیورسٹیوں اور مذہبی اداروں کے نصاب ہائے تعلیم کی روشنی میں عربک یونیورسٹی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا مکمل نصاب تعلیم مدوّن کرے۔

اس کے علاوہ پانچ مذکورہ بالا صفات کے ماہر علماء کا بورڈ اس لئے تشکیل دیا گیا تاکہ "الجامعۃ الاشرفیہ" کا دستور اساسی مرتب ہو۔ نیز شعبۂ نشر و اشاعت کے قیام کی منظوری اسی موقع پر ہوئی۔

اسی کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا کہ "الجامعۃ الاشرفیہ" کی تعلیمی زبان عربی ہوگی عربی ادب کے علاوہ چار مستقل زبانیں اردو فارسی سنسکرت اور انگریزی کی تعلیم دی جائے گی تاکہ دوسرے طبقات مذاہب سے افہام و تفہیم آسان ہو اور اسلام کے پیغام حق کو مختلف زبانوں میں دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ تمام تدریسی شعبوں کے لئے ماہر اساتذہ کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں۔

درسگاہ عربی درسگاہ کی دو منزلہ عمارت جس میں ۲۰×۲۰ فٹ کے بیس کمرے ۳۰×۴۰ فٹ کے دو ہال کمرے ہیں۔ یہ تمام کمرے شمالاً جنوباً ہیں جن کے درمیان میں ہال کمرے ہیں۔ ہال کمرہ کے سامنے برآمدے کے بعد دونوں طرف دو کمرے ہیں۔ گیٹ میں داخل ہونے کے بعد پہلے دونوں کمروں کا سائز ۱۵×۲۰ ہے جن سے متصل ہی اوپر جانے کے لئے دونوں طرف ۱۰×۱۶ فٹ کے زینے ہیں۔ زینے سے ملے ہوئے دونوں کمرے ۲۳ ½ × ۱۶ فٹ کے ہیں۔

دار الحدیث کا گنبد، گیٹ اور اس سے متصل دونوں کمروں کی بالائی منزل پر ہوگا۔ گنبد کا سائز ۴۴×۴۴ فٹ ہوگا۔ اس عمارت میں اب صرف گنبد کی تعمیر باقی رہ گئی ہے۔

درسگاہ کی عمارت کے بعد ہم مستقبل میں بننے والی عمارتوں کا ایک مختصر خاکہ پیش کرتے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ ملک و ملت کی تعمیر کا یہ کارخانہ کتنی وسعت چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے کتنی قربانیاں درکار ہیں۔

دور ہے منزل مقصود مگر ہے تو بھی
راہ کٹ جائیگی تو عزم سفر پیدا کر

دار الاقامہ یہ دو منزلہ عمارتیں ہونگی جو ترتیب نقشہ کے مطابق درسگاہ سے ہٹ کر بنائی جائیں گی۔ ہوسٹل

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

(۱۰ تا ۱۵ بلاک) کی دو الگ الگ عمارتیں ہوں گی جو ایک دوسرے کے بالمقابل بنیں گی۔ ہر عمارت میں ۶۲ کمرے ہوں گے جن کا سائز ۲۰×۳۰ ہوگا۔ ان کے درمیان میں میدان ہوں گے۔ دارالاقامہ کی مجوزہ عمارتیں بالکل جدید طرز کی ہوں گی جن میں طالب علموں کے لئے ہر قسم کی سہولت ہوگی اور تعلیمی زندگی کے تمام لوازمات مہیا ہوں گے۔

مسجد کی عمارت جو اتنی طویل و عریض ہوگی کہ ہزاروں نمازی بیک وقت نماز ادا کرسکیں۔

دارالحفاظ کی عمارت جس میں کم از کم ایک سو طلبہ مختلف حلقوں میں متعدد اساتذہ کے زیر نگرانی تعلیم حاصل کرسکیں گے۔ مشق شبینہ کی جماعت کے لئے درمیان میں ایک بڑا ہال ہوگا۔

دارالتجوید کی عمارت جہاں مستقل طور پر قرأت عاصم بروایت حفص اور قرأت سبعہ کے درجات ماہرین فن کی نگرانی میں چلیں گے۔

دارالتصنیف والتالیف کی عمارت جس میں مصنفین مولفین، نیز مترجمین اسلامی نظریات کی متحمل کتابیں لکھیں گے جو وقت کے تقاضوں اور حالات حاضرہ کو پیش نظر رکھ کر مرتب ہوں گی۔

دارالافتاء کی عمارت جس کے ذریعہ وقت کی الجھی ہوئی شخصی، سماجی، معاشرتی، اور اجتماعی گتھیاں فقہ اسلامی کی روشنی میں حل کی جائیں گی۔

لائبریری کی عمارت جس میں دنیا کی ممتاز زبانوں میں جملہ علوم وفنون کی کتابوں کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہوگا۔ دارالتصنیف والتالیف، اور دارالافتاء کی عمارتیں لائبریری سے قریب ہوں گی۔

مکتبہ جامعہ کی عمارت جس کے ذریعہ ملک اور بیرون ملک کو صالح اسلامی لٹریچر برآمد کیا جاسکے گا۔

جامعہ طبیہ کی عمارت جہاں حکمت وطب کی مکمل تعلیم اور عملی تربیت گاہ کے جملہ لوازمات کے ساتھ درجات کھولے جائیں گے۔ ایک رہائشی ہسپتال بھی اس عمارت سے ملحق ہوگا۔

مہمان خانہ کی عمارت جو بالکل جدید طرز کی ہوگی۔ اس میں معزز مہمانوں کے لئے قیام کی سہولت ہوگی۔

پریس اور فن کتابت کی تربیت گاہ کی عمارت خطاطی اور پریس کے کام سیکھنے والوں کو یہاں ہر قسم کی سہولت ہوگی۔

الجامعۃ الاشرفیہ کے دفاتر کی عمارت جملہ شعبہ جات کو باقاعدگی سے جاری رکھنے کے لئے انتظامیہ کے ماتحت ان میں حساب کتاب کا مکمل انتظام ہوگا۔

ہائی اسکول کی عمارت جہاں جزوی تبدیلی کے ساتھ پرائمری سے میٹرک تک انگریزی نصاب کی تکمیل کرائی جائے گی

جامعہ کے لئے رہائشی عمارتیں یہ عمارتیں جامعہ سے متعلق اساتذہ اور ملازمین کے لئے ہوں گی۔

جامعہ سے متعلق مارکیٹ کی عمارتیں یہ کرائے پر چلنے والی دوکانیں ہوں گی۔ جو جامعہ کے لئے آمدنی کا اہم ذریعہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہوں گی۔

بیت الاطفال کی عمارت | یہ جامعہ کے مطبخ اور شعبۂ تعمیرات وغیرہ سے متعلق سامان کی حفاظت کے لئے ہوگی۔

"الجامعۃ الاشرفیہ کی مجوزہ عمارتوں کے لئے معتدبہ زمین حاصل کی جا چکی ہے۔ موجودہ حاصل شدہ قبضہ زمین پر ایک مختصر لیکن نہایت خوبصورت پُرفضا اور خوش نما ٹاؤن کی پلاننگ عمل میں آچکی ہے۔ جو متعدد شاہراہوں ذیلی سڑکوں، روشنی کے ستونوں، پانی کے نلوں، باغات چمنستان، پارک، تالاب، مارکیٹ اور جملہ لوازم تعمیرات پر مشتمل ہے۔"

پرانے ہیں یہ ستارے فلک بھی فرسودہ
جہاں وہ چاہئے مجھ کو کہ ہو ابھی نوخیز
حدیث بے خبراں ہے تو با زمانہ بساز
زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ ستیز

اعتراف | کسی بھی علمی درسگاہ کو فروغ دینے کے لئے صرف روپے پیسے ہی کافی نہیں ہوتے بلکہ اس کے علاوہ تعلیمی امور انجام دینے کے لئے ایسے لائق مدرسین اور مصلح کار بھی ضروری ہوتے ہیں جو انہماک اور توجہ کے ساتھ مقررہ نصاب تعلیم کے سانچے میں طلبہ کو پوری طرح ڈھال دیں اور ان کے اخلاق و اطوار کی اس طرح اصلاح کریں کہ قوم و ملت کے لئے مفید ہو سکیں۔ ہندوستان میں اسلامی مدارس اور دینی درسگاہوں کی کمی نہیں بعض اپنی جگہ کچھ تاریخی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔ جنھوں نے وقت کے نازک مرحلوں میں قوم و ملت کی اصلاح بھی کی ہے۔ دارالعلوم اشرفیہ ان درسگاہوں کے سرخیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس نے اپنے فرزندوں کے ذریعہ صالح معاشرہ کی ترتیب اور وفادار فرزندان وطن پیدا کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ اور علمی میدان میں بھی ہندوستان کے مسلمانوں سے اپنا لوہا منوا لیا۔ یہ اس کی اعلیٰ کارکردگی کا بیّن ثبوت ہے۔ یوں تو مدرسہ ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء سے کسی نہ کسی عالم کی سرکردگی میں برابر چلتا ہی رہا۔ مگر جب سے حافظ ملت نے اس کی صدر مدرسی قبول فرمائی وہی تاریخ عروج اشرفیہ کا زینہ ثابت ہوئی۔ جیسا کہ "جامعہ حنفیہ عثمانیہ" کے شیخ اپنے معائنہ ۱۳۵۹ھ میں فرماتے ہیں۔

"میں نے عرصہ ہوا اس مدرسہ کا معائنہ کیا تھا اس وقت اس کی ابتدائی حالت تھی۔ موجودہ صدر مدرس صاحب جب سے تشریف لائے مدرسے نے بہت ترقی کی ہے اور دارالعلوم کی صورت اختیار کرلی ہے جملہ اساتذہ اپنے فرائض کو نہایت محنت سے انجام دیتے ہیں۔" (مولانا محمد شریف صاحب)[1]

گویا ایک دور ختم ہوا

---

[1] مولانا محمد شریف صاحب معقولات و منقولات میں اعلیٰ قابلیت کے مالک تھے۔ الافاضۃ القدسیہ در معقولات جیسی کتاب کے مصنف تھے۔ آپ حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب رامپوری کے تلامذہ میں تھے۔ فن طب میں بھی کامل ملکہ رکھتے تھے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پوری کوشش سے جلد از جلد اپنی مراد پالینے کے لئے بیقرار تھا۔

اب میں ذیل میں کچھ مقتدر شخصیتوں کے معائنے پیش کروں گا جس سے حقیقت واقعہ کا علم ہوگا۔

"اراکین مدرسہ کو میں مبارکباد دیتا ہوں، انہوں نے نہایت کدوکاوش اور جانفشانی سے کام لیا اور اچھے سلیقے سے کام انجام دیا۔ ان کے حسن انتخاب کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ صدر مدرس ہی ایسا انچارج کر رکھا ہے جس نے مدرسہ کو باغ و بہار نہایت شاداب چمن گلزار کر دکھایا۔ یہ ساری برکات میرے گمان میں اسی وجود مسعود کی ہیں۔ یہ ساری بہار اسی کے دم سے ہے۔ اسی کے فیض قدم سے ہے یہ روشنی اسی کے جلوے کی ہے۔ اسی کے خلوص اسی کے اخلاق اسی کے انتخاب نے اچھے قابل مدرسین طلبہ کو جمع کر دیا۔ مولا تعالیٰ اسے اور مدرسہ کو نظر بد سے بچائے رکھے۔ آمین"

(مفتی اعظم ہند ۸ ربیع الآخر ۱۳۷۰ھ)

"آج مجھے دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم کے رجسٹر حاضری طلباء و مدرسین و رجسٹر حساب آمدنی و مصارف وغیرہ بالتفصیل باقاعدہ دکھلائے گئے۔ مدرسہ ہذا کا حسن انتظام نیز حضرات مدرسین کے جذبات اخلاص خصوصاً مکرمی حافظ مولانا عبد العزیز صاحب اشرفی کے ایثار مخلصانہ ہمدردی اور خداداد قابلیت اور طلبہ میں تحصیل علوم و فنون کا شوق ذوق تہذیب و اخلاق دیکھ کر جو مسرت ہوئی وہ تحریر سے باہر ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ اس مدرسہ کو ہمیشہ ہرا بھرا رکھے اور ایسے پھول کھلائے کہ اس کی مہک سے عالم مستفیض ہو۔ آمین۔"

(حضرت مولانا سید مختار اشرف صاحب کچھوچھہ مقدسہ)

نہایت جانفشانی اور دلجمعی سے کام کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ دار العلوم نے نہایت لمبی مسافت مختصر عرصہ میں طے کرلی جس کا اعتراف مذکورہ معائنوں سے ہوتا ہے۔ مدرسہ کی تاریخ میں ایسا وقت بھی آیا جو مالی اعتبار سے بڑا صبر آزما تھا، اخلاق پیشہ مدرسین نے اس وقت ہمت ہار دینے کے بجائے نہایت دلجمعی اور اطمینان کے ساتھ خدمات کی رفتار اور تیز کر دی، اور ان کے صبر و تحمل کی پیشانی پر ذرا بھی بل نہ آیا۔

کہیں روکے سے رکتی ہے تجلی نور ایماں کی
ہوا رکے تو کشتی تیز چلتی ہے مسلماں کی

اس وقت خود اراکین و ممبران ادارہ کی ہمتیں ڈانواڈول ہوگئی تھیں کہ اب مدرسہ کو اتنے وسیع پیمانہ پر چلانے کے بجائے مختصر کیا جائے، روداد میں اس کے متعلق تحریر ہے۔

"دار العلوم ہذا کی کوئی مستقل آمدنی نہیں، جو کچھ مسلم دوست حضرات سے بھیج جاتا ہے وہی سال بھر تک صرف ہوتا ہے اور پھر سفر کئے جاتے ہیں اور استدعا کرتے ہیں۔ مقامی اور بیرونی آمدنی کی صرف یہی ایک صورت ہے درمیان میں ایک ایسا بھی وقت آیا تھا کہ غیر مستقل آمدنی بھی بند ہوگئی تھی۔ تو اراکین اس

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تعلیم شعبان دارالعلوم کو کسی کی شکل میں منتقل کرنے
پر مجبور ہوئے تھے۔ اس وقت مدرسین کے ایثار
اور بے نفسی نے ہی دارالعلوم کو باقی رکھا ورنہ یہ
دارالعلوم کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔

ورود از ۱۳۶۰ھ تا ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۵ء تا ۱۹۴۶ء

بجا ہے۔ جلا کر خرمن دل عشق کو تابندگی دیدے
بلا خون جگر یہ آئینہ تاباں نہیں ہوتا

مخلصین اشرفیہ نے اس کے لئے اپنے متاع مقدور
کی قربانیاں دیں اور رب کائنات نے ان کی قربانیوں کو قبول
بھی فرمالیا پھر کیا تھا جو کلفتوں کی تاریک رات جھیل جائے
وہ مسرتوں کے روشن دن ضرور پائے گا۔ جو وحشت و فراق
کے درد میں تڑپے گا اسے قربت کی چاشنی ضرور میسر آئے
گی۔ اس لئے کہ ہر سختی کے بعد آسانی ہر مصیبت کے بعد آرام
قدرت کا اٹل قانون ہے۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ
يُسْرًا ه

جب اشرفیہ کا سفینہ غربت و افلاس کے طوفان سے
صحیح و سالم بچ نکلا تو قدرت نے اس کے لئے پر سکون اور
اطمینان بخش راہ عطا فرمائی جس پر چل کر اس نے علمی خدمات
میں ریکارڈ قائم کر دیا چنانچہ اس کا اعتراف حضرت علامہ شاہ
اجمل صاحب علیہ الرحمۃ ناظم اعلیٰ مدرسہ اجمل العلوم سنبھل مرادآباد
۲ رشعبان ۱۳۷۰ھ کے معائنہ میں فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آج ۲ رشعبان المعظم ۱۳۷۰ھ کو میں نے مدرسہ اشرفیہ
مصباح العلوم مبارکپور کے درجہ اعلیٰ اور دیگر درجات
کی چند مشہور اور مشکل کتابوں کا امتحان لیا۔
میری عادت کسی مدرسہ کی رعایت اور جانب داری کی
نہیں بلکہ طلبہ سے ان کی استعداد اور کتاب کی حیثیت
کے اعتبار سے سوالات کرنے اور ان کا جواب طلباء کی
قابلیت اور استعداد کا صحیح جائزہ لینے کی ہے تاکہ
اراکین مدرسہ کے سامنے صحیح صحیح تنقید پیش ہو سکے
اور دیانتداری سے انہیں طلبہ کی لیاقت مدرسین
کی محنت اور عرق ریزی کا واقعی اندازہ ہو سکے۔
یہ وہ بات ہے جس میں نہ میں کسی سے مرعوب
ہوں نہ کسی کی رعایت کرتا ہوں۔ اس دارالعلوم
کے طلبہ کا میں نے خوب جم کر امتحان لیا ہر ایک سے
سوال کر کے اس کی صحیح استعداد کا معیار قائم کیا اور
ہر حیثیت سے اس کی قابلیت کا جائزہ لیا۔ اور پھر
ہر ایک کو صحیح نمبر دیا۔ بحمدہ تعالیٰ طلبہ کو بہترین اور ذی استعداد
پایا۔ اور خصوصاً منطقی کو بے نظیر اور بے حد نہایت قابل
ٹھہرایا اور یہ کیوں نہ ہو اس کے مدرسین نہایت
جانکاہی اور عرق ریزی سے درس کی خدمت کو انجام
دیتے ہیں۔ خصوصاً صدر المدرسین بدر الملتین فاضل
جلیل، عالم نبیل، جامع معقول و منقول، حاوی فروع
و اصول حضرت مولانا مولوی حافظ عبدالعزیز صاحب دام
فیوضہ قابل صد تحسین ہیں۔ یہ ساری بہار انہیں کے
دم قدم کا صدقہ ہے۔ اور اس چمن مصطفوی کی بقا
انہیں کی ذات پر موقوف ہے۔"

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت العلام نے جن حقیقتوں کا اعتراف مذکورہ الفاظ میں کیا ہے، حضور محدث اعظم ہند مولانا سید محمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے اپنے معائنہ ۱۰ شعبان ۱۳۶۰ھ میں انہیں حقائق کی وضاحت فرمائی ہے۔

"آج ۱۰ شعبان مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کے درجہ اعلیٰ کے ان طلبہ کا امتحان لیا گیا جو تفسیر و حدیث کی آخری تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ صحیح عبارت خوانی اور صحیح ترجمہ اور صحیح مطلب بتانے میں طلبہ نے بہت خوش کیا اور ان مقامات کا سوال کیا گیا جس کو پہلے سے متعین نہیں کیا گیا تھا۔ کتاب سے باہر کی باتیں امتحان دینے والوں سے پوچھی گئیں، اور یہ نہ گھبرائے اور سوال کا جواب مدرسانہ انداز میں دیتے رہے اور اس تجربہ کی بنا پر جو ملک کے مدارس عربیہ کا رکھتا ہوں، اور جا بجا امتحان کی خدمت مجھ سے لی جاتی ہے۔ میں بغیر کسی مبالغہ کے کہتا ہوں کہ اس مدرسہ کے کم درجہ طلبہ علم کا درجہ دوسرے مدارس کے قابل فخر طلبہ سے بڑھا ہوا پایا۔ یہ مدرسین کرام کی انتھک کوششوں کا ساتھ مدرسہ کی پاک نیتوں کا ثمرہ ہے۔"

(فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء)

سُنّی دارالاشاعت: یہ شعبہ ۱۹۵۵ء میں مسلمانان ہند کے سامنے مفید علمی لٹریچر پیش کرنے کیلئے قائم ہوا تھا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے ہزاروں صفحات پر مشتمل تحقیقی و علمی شاہکار علمی دنیا کی نگاہوں سے اوجھل تھے اور اشاعت کا کوئی نظام نہ تھا۔ حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم سے فتاویٰ رضویہ کی اشاعت کے پروگرام کا استفسار ہی اس دارالاشاعت کی بنیاد کا محرک بن گیا۔

"مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب دام ظلہم الاقدس، دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور تشریف لائے۔ ان سے عرض کی گئی فتاویٰ رضویہ کی اشاعت کا کوئی انتظام ہوا؟ آپ نے فرمایا، تم لوگوں کے علاوہ کس سے اس کی توقع ہو سکتی ہے۔ اس کرامت آثار جملے نے دلوں میں ہمت اور عزم میں استواری پیدا کی۔ اور دارالعلوم اشرفیہ کی رہنمائی میں کام شروع ہوا اور سنی دارالاشاعت کی بنیاد رکھی گئی۔"

(فتاویٰ رضویہ ج سوم بقلم ناظم سنی دارالاشاعت)

حضرت مولانا حافظ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ: ایک غلط نہ ہوگا کہ فتاویٰ رضویہ کی اشاعت کے اس سلسلہ کو عملی جامہ پہنانے میں اشرفیہ کے نائب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ کی سعی بلیغ کا خاص دخل تھا جو اس دارالاشاعت کے ناظم اور مہتمم ہی نہیں روح رواں کہے جانے کے حقدار ہیں۔[1] ضروری ہے کہ اس موقع پر اس بے لوث خادم ملت کا

---

[1] کچھ دنوں بریلی شریف میں تعلیم دے کر مبارکپور آ گئے۔ اس وقت مفتی اعظم ہند نے فرمایا مولانا عبد الرؤف کا جانا ہمارے مدرسہ کی موت کے مترادف ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مختصر سا ذکر کیا جائے۔

آپ موضع بھوجپور، پوسٹ سکھپورہ، ضلع بلیا کے رہنے والے تھے آپ کے والد کا نام محمد اسلام تھا۔ ۱۹۱۲ء میں بلیا ہوئے۔ اشرفیہ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد حافظ ملت کے اصرار پر آپ نے یہیں تدریس کی خدمات قبول کرلیں۔ علوم مروجہ کی تمام صنفوں میں یکساں مہارت اور کمال رکھتے تھے۔ تفسیر و حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، منطق و فلسفہ اور صرف و نحو پر نہ صرف کامل عبور تھا بلکہ روحِ علم سے پورے طور پر آشنا تھے۔ اس کے علاوہ علم الحساب اور ہیئت میں تو استعداد و دستگاہ بھی کہ اپنے دور میں اس فن کے امام کہے جاسکتے ہیں۔ تفہیم ایسی کہ علم کلام اور فلسفہ کے دقیق سے دقیق مسائل کو بڑی آسانی سے ذہن نشین کرادیتے تھے۔ اندازِ تدریس ایسا دلآویز کہ وقت پورا ہونے کے بعد بھی طلبہ آپ کی شیریں گفتاری سے مستفید ہوتے رہتے۔ اندازِ زندگی نہایت سادہ اور بے تکلف تھا۔ کسی طرح کا تصنع اور رکھ رکھاؤ پاس سے بھی نہ گزرا تھا۔ چنانچہ مسندِ تدریس پر فائز ہونے کے بہت زمانہ بعد ایک روز مبارکپور کے کسی مخلص مسلمان نے راہ میں پوچھا۔ میاں مولوی صاحب آپ کب تک پڑھ کر فارغ ہوں گے۔؟ آپ نے خندہ پیشانی کے ساتھ جواب دیا۔ اب میں پڑھا رہا ہوں۔ ادارہ کے تمام مدرسین سا ہم اور لائخل علمی مسائل میں آپ سے رجوع کرتے تھے۔ فتاوے کی اہم گتھیاں سلجھا دینا آپ ہی کے ذہن رسا کا کام تھا۔ مگر میری نگاہیں شاہد ہیں کہ استاذ العلماء حضور حافظ ملت کے سامنے تشریف لے جاتے تو آداب و لحاظ کے وہی تمام طریقے عمل میں لاتے جو ایک سعادت مند شاگرد اپنے استاذ کے لئے اپناتا ہے۔

آپ کی پوری زندگی، یخ گمنامی میں گزری۔ تدریس کے فرائض کو اتنی ذمہ داری سے ادا کرتے کہ کسی اور دوسرے کام کی فرصت مشکل سے ملتی۔

نحیف و ناتواں دُبلا پتلا جسم مختصر قد مگر علم و آگہی کی دولت سے مالا مال، شروع سے اشرفیہ میں قدم رکھا تو زندگی کی آخری سانس تک یہیں رہے اہل علم طبقہ آپ کی فنی عبقریت سے خوب واقف ہے۔ اسی لئے دور دراز مقامات سے اونچی اونچی جگہیں کثیر مشاہرہ کے ساتھ پیش کی گئیں مگر آپ نے اس دانش گاہ مجد کو خیرباد کہنا گوارہ نہ کیا اگر کبھی حالات زمانہ اور معاشی شکستگی نے اس قسم کی باتیں سوچنے پر مجبور بھی کیا تو حضور حافظ ملت کی بے پناہ محبت اور خلوص زنجیر پا بن گئی۔

صد حیف کہ بروز جمعہ ۱۲ر شوال ۱۳۹۱ھ اس دار فانی سے عالم بقا کو سدھارے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی اچانک رحلت سے اشرفیہ مبارکپور ہی نہیں علم و ادراک کی انجمن میں جو مسند خالی ہوگئی ہے اس کا پُر ہونا نہایت دشوار ہے

فتاویٰ رضویہ کی مقبولیت | فتاویٰ رضویہ کی اشاعت کے مراحل نہایت دشوار گذار تھے جس کو آپ نے بلند ہمتی اور استقلال سے اپنے اوپر اٹھالیا تھا اور بڑی عرق ریزی کے بعد تیسری جلد صفر ۱۳۸۱ھ مطابق اگست ۱۹۶۱ء میں سرفراز قوی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پھر یہی لکھنؤ سے طبع ہوئی [illegible] سال کی یہ کتاب حیات اعلیٰ حضرت
اور طباعت کے ساتھ ۱۰۲۰ صفحات پر مشتمل منصۂ شہود پر آئی
پوری کتاب میں ۴۲۴ فتوے ہیں۔ جن میں ۱۵ رسائل بھی
شامل ہیں۔ تیسری جلد کا مسودہ مفتی اعظم کے پاس سے آیا تو
غیر مربوط اور غیر مرتب تھا جس کی تبویب حضرت مولانا حبیب الاسلام
صاحب نسیم اوروی اعظمی رضا گرد حضرت صدر الشریعہ علیہ
الرحمہ نے فرمائی۔ اس کے بعد پھر منظر عام تک آنے میں جن
مراحل کا سامنا کرنا پڑا ہے اسے حضرت نائب شیخ الحدیث
علیہ الرحمہ کے قلم سے ملاحظہ کیجئے۔

کچھ رسالے اور جوابات ناقص تھے جنہیں ہم نے اس
خیال سے نامکمل ہی شائع کیا کہ مالا یدرک
کلہ لا یترک کلہ۔ بعض اوراق کیڑوں نے بری طرح
چاٹ لیا تھا اس میں جہاں جہاں اور کتاب کی عبارت
سے تصحیح ممکن تھی کر دی گئی ہے۔ جہاں تک سیاق
و سباق سے عبارت بن سکتی تھی بنا دی گئی اور
جہاں مجبوری تھی بیاض چھوڑ دی گئی ہے ان سب
باتوں کی تفصیل ہم شریک عرض حال کرتے ہیں۔

صحیفہ کا اصل سے مقابلہ پھر صحیفہ سے کاپی
کی تصحیح حرف بحرف کی مطابقت میں پوری عرق
ریزی اور نہایت احتیاط سے کام لیا گیا ہے مزید
براں جہاں جہاں پوری کتاب میں عربی عبارتیں نقل
کی گئی ہیں ان کی تصحیح متعلقہ کتابوں سے حتی الامکان
کر دی گئی ہے۔ الغرض نقطہ نقطہ، خوش خط خوش شکل
صحت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد دوم [illegible]
الغرض جس کام کی ابتدا جولائی ۱۹۵۹ء میں ہوئی تھی
ٹھیک اس کے بعد حضرت مرحوم کی سعی بلیغ کے نتیجے میں مکمل
ہوا۔ اور تیسری جلد کن حالات میں منظر عام پر آئی اس کے بارے
میں بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں کی زبانی قلم سے آپ
سنیں۔

جس وقت کتاب شائع ہوئی ماحول انتہائی تاریک
حالات بے حد ناسازگار اور بہت کٹھن تھے خود شہر
کی جو حالت تھی ایسی تھی کہ ایسی ضخیم اور خاص علمی کتاب
نکل سکے گی۔ اس سے اس وقت ہم کو بھی دقت کے
مابین رکھا گیا تھا اور عام کاروباری اصول کے خلاف
کمیشن وغیرہ کا عقیدہ ختم کر دیا گیا لیکن ہم نے
رب کریم کا کتنا شکر ادا کریں شعبان ۱۳۸۶ھ
یعنی ڈیڑھ سال کی مدت میں ہمارے پاس اس کتاب
کے تقریباً ڈیڑھ سو نسخے رہ گئے جسے ہم نے اس
لئے روک دیا کہ جلد چہارم کے ساتھ بھی کچھ لوگ اس
کی فرمائش کر سکتے ہیں۔ یہ ایک عالم پذیرائی تھی۔
جو بڑاوان برکت کے ساتھ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی
علیہ الرحمہ کے اس شاہکار کی ہوئی۔ خود مہتمم دارالاشاعت
کو اس سلسلہ میں کتنا سراہا گیا اور ملک کے طول و
عرض میں ناشر فتاویٰ رضویہ کی حیثیت سے کتنا
وقار دیا گیا بیان سے باہر ہے۔ پھر ہم کو دیکھ کر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مزید اطمینان ہوا کہ ملک کے دوسرے حلقوں میں بھی اس کو مفید علمی کام تصور کیا گیا۔ اور اعلیٰ حضرت کے علم و فضل کا برملا اعتراف ایک مرتبہ پھر سطحِ عام پر آیا۔ چنانچہ معارف اعظم گڑھ رقمطراز ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم اپنے وقت کے زبردست عالم، مصنف اور فقیہ تھے۔ انھوں نے چھوٹے بڑے سینکڑوں فقہی مسائل سے متعلق رسالے لکھے ہیں۔ قرآن کا ایک سلیس ترجمہ بھی کیا ہے۔ ان علمی کارناموں کے ساتھ ساتھ ہزاروں فتووں کے جوابات بھی انھوں نے دیئے ہیں۔ ان کے بعض بعض فتوے کئی کئی صفحے کے ہیں۔

فقہ اور حدیث پر ان کی نگاہ بڑی وسیع ہے دو جلدیں اس سے پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ اب تیسری جلد سنی دارالاشاعت مبارک پور نے شائع کی ہے۔ اس جلد میں ۳۹۳ مسائل ہیں۔ ابھی اُن کے فتاوے کی ۹ جلدیں باقی ہیں۔ ان فتاووں میں بعض نئے پیدا شدہ مسائل کے متعلق بھی فتوے ہیں۔ جن کا جواب مولانا نے بڑی وسعت نظری سے دیا ہے۔ بہرحال مولانا کے مخصوص خیالات (مسئلہ تکفیر) سے قطع نظر ان کے فتاوے اس قابل ہیں کہ ان کا مطالعہ کیا جائے۔ ان سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔"

(معارف اعظم گڑھ فروری ۱۹۶۲ء)

ہفت روزہ شہاب لاہور لکھتا ہے۔

"مولانا غلام علی صاحب نائب مولانا مودودی صاحب مدظلہ العالی نے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی کتب مطالعہ فرمائیں۔ تو فرمایا حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے بارے میں اب تک ہم لوگ سخت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں۔ ان کی بعض تصانیف اور فتاوے کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے ان کے یہاں پائی وہ بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے اور عشق خدا اور رسول تو ان کی سطر سطر سے پھوٹا پڑتا ہے۔ مجھے تو ان سے سوائے مسئلہ تکفیر کے کسی مسئلہ میں کوئی خاص اختلاف نہیں۔ جو بھی اختلاف ہیں بہت معمولی ہیں۔ البتہ علمائے دیوبند کی تکفیر کے بارے میں انھوں نے تشدد برتا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ اس میں مخلص نظر آتے ہیں۔ تاہم ان کے نتیجے سے ہم متفق نہیں کہ ان عبارات کی کوئی قابل قبول تاویل نہیں۔ اگرچہ وہ اعتراضات قابل اعتراض ہیں۔ مگر ان کی نیت پر شبہ اور تکفیر پر اصرار زیادتی ہے"

(ہفت روزہ شہاب لاہور ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء)

گویا ہندو پاک کے تمام علمی حلقے فتاویٰ رضویہ کے ذریعہ اشرفیہ کی علمی خدمات سے روشناس ہو گئے۔ فتاویٰ رضویہ کی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت مولانا عبدالرؤف

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

صاحب علیہ الرحمہ نے جس عرق ریزی اور مشقت پر ثابت قدمی کا ثبوت دیا ہے۔ بلا مبالغہ عرض کیا جا سکتا ہے کہ اتنی محنت میں خود قابلِ قدر کتاب تصنیف فرما سکتے تھے۔

مگر دور سے شہرت و ناموری سے بیر جیسی کا جذبہ— یقیناً یہ دین پروری اور ایثار پسندی کا مثالی کردار ہے حضرت کی کوششوں سے فتاویٰ رضویہ جلد چہارم بھی جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ اگست ۱۹۸۶ء میں طبع ہو کر منظرِ عام پر آ گئی ہے جس میں کل چار سو بیالیس (۴۴۲) مسائل مع ۹ رسائل ہیں یہ جلد ۴۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ پانچویں جلد کا کام بھی بڑی سرعت سے انجام پا رہا ہے۔ اب یہ خدمت انجام حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب قبلہ کے ذمہ ہے جو علمی اعتبار سے درحقیقت حضرت [illegible] شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے سچے پرتو ہیں۔

اشرفی دار المطالعہ مبارکپور کی دینی تحریک میں جس طرح اشرفیہ کے ارکان و اساتذہ نے حصہ لیا۔ طلبہ نے بھی ہاتھ بٹایا۔ وہ کسی سے پیچھے نہ رہے اور یہ تو فطری اصول ہے کہ انسان اپنے ماحول کے حسن و قبح سے متاثر ہوتا ہے۔ گرد و پیش کا ماحول اگر پاکیزہ ہو تو انسان اس سے اخلاق و مروت اور تعمیر ذہنی کا سبق لیتا ہے۔ اور اگر ماحول غیر سنجیدہ بے اصول اور گندہ ہوتا ہے تو اس کا اثر لوگوں پر بدبختی، سفلگی اور چھچھورا پن وغیرہ شکلوں میں مرتب ہوتا ہے۔

کسی خوش نصیب کو اگر ایسا ماحول میسر آ جائے جس کی اساس ہی تعمیر فکر و اصلاح امت اور خدمت خلق پر رکھی گئی ہو تو ظاہر بات ہے وہ اپنی عادات و خصائل میں ممتاز ہوگا اور تعمیر ذہنی کے اعتبار سے اپنے اندر دین پروری کے تحت نئے جذبات پائے گا۔ طلبائے اشرفیہ ایک ایسے ہی ماحول کے پروردہ تھے۔

دار العلوم اشرفیہ کی تعمیر شروع ہونے کے بعد ۱۳۵۲ھ میں طلبہ نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے انجمن اہلسنت اشرفی دار المطالعہ کی بنیاد رکھی۔ جس کے بارے میں حضرت مولانا عبد المنان صاحب اعظمی مفتی اشرفیہ انجمن کی روداد شائع شدہ ۱۳۸۶ھ میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"آج سے تقریباً ۳۰ سال پہلے دار العلوم اشرفیہ کی نشاۃ ثانیہ کے ابتدائی دور میں جب کہ سارا کچھ [illegible] کے نئے جی سے سرشار تھا طلبہ کے پر جوش دستوں نے ایک تنظیم کی بنیاد ڈالی جس کا نام انجمن اہلسنت اشرفی دار المطالعہ رکھا۔ اس کے بانیوں میں اس وقت کے طلباء میں سرپرست مولانا قاری محمد عثمان صاحب، مولانا صوفی وجیہ الدین صاحب، مولانا حافظ عبد الرؤف صاحب (علیہ الرحمہ) مولانا ظفر علی صاحب، مولانا علی احمد صاحب وغیرہ تھے۔ انجمن کی سرگرمی اس وقت پنجشنبہ کو طالب علموں کے لئے مشقی جلسے اور لائبریری اشرفی دار المطالعہ تک محدود تھی ابھی ابتدائی دور ہی تھا کہ ربیع الاول شریف [illegible] خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار زندہ جانفزا لے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کر کہا مذکورہ بالا حضرت نے کسی دن یونہی باتوں
باتوں میں یہ رائے رکھی کہ اس سال بارہ ربیع الاول
شریف کے موقع پر جلوس عید میلاد النبی نکالا جائے
بس کیا تھا ایک اچھے خطاط قاری محمد عثمان صاحب
موجود تھے ہی ایک بڑے سے پٹھے پر جلی قلم سے
آیت مبارکہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ اور
ایک شعر

آؤ مل کر ہم منائیں جشن میلاد رسول
آج کے دن ملک عدم میں پیدا ہوئے

کچھ جھنڈے اور جھنڈیاں تیار ہوئیں اور ۱۲ ربیع الاول کی صبح کو آگے آگے مولوی علی احمد صاحب اور ان کے ساتھ ہی قاری محمد عثمان صاحب نعت خواں جماعت کے سربراہ اور چند خوش گلو طلباء مذکورہ بالا شعر پڑھتے ہوئے گھوم آئے۔ آئندہ سال سے اس جلوس میں قصبہ والوں کا اشتراک بھی بھرپور رہا اور گیارہ کی شام کو ایک جلسہ بھی ہونے لگا۔

اس انجمن کے ذرائع آمدنی میں فیس ممبری ماہانہ چندہ اور دارالمطالعہ کی بھی فیس تھی۔ لیکن یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس کا ذریعہ آمدنی مبارکپور کے سنی مسلمانوں کی دریا دلی تھی جو ضرب المثل ہے یہ تھی انجمن اہلسنت اشرفی دارالمطالعہ کی ابتداء جب سے اب تک زمانے نے کتنی کروٹیں بدلیں اس پر بھی عروج و زوال کے کئی دور آئے ایک دفعہ لائبریری ختم ہوگئی اور اس کی ساری کتابیں خورد برد ہوگئیں صرف "سیرۃ النبی اور مستشرقین" موجود رہی۔ اس کے بعد از سر نو لائبریری کی ترتیب ہوئی تو تب سے سال بسال روز افزوں ترقی پر ہے۔ دیگر پروگرام بھی بڑھتے اور گھٹتے رہے۔ لیکن جلوس و جلسہ عید میلاد النبی اپنی آب و تاب اور شان و شکوہ میں روز افزوں ہی رہا۔

(انجمن کی روداد مطبوعہ شائع شدہ [illegible]ھ)

مبارکپور کے جلوس عید میلاد النبی کی انفرادیت

ولادت سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی یوں تو تمام عالم اسلامی میں منائی جاتی ہے مسلم ممالک اپنے شاہانہ کروفر سے بارہویں شریف کا اہتمام کرتے رہیں اور اپنے محسن حقیقی کی یاد مناتے ہیں جس کی بعثت عالم انسانیت کے لئے رب کائنات کا سب سے بڑا احسان ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا "بیشک اللہ تعالٰی نے مسلمانوں پر احسان فرمایا جب ان کے پاس پیغمبر بھیجا۔"

ہندوستان میں اگرچہ کلمہ پڑھنے والے لاکھوں نہیں کروڑوں میں شمار ہوتے ہیں۔ مگر فکر و نظر کی بے اعتدالی نے انھیں خداوند قدوس کے سب سے عظیم احسان سے چشم پوشی پر آمادہ کر دیا ہے۔ پھر بھی ہزار کوششوں کے باوجود ایک طبقہ اپنے سینے سے اس مبارک دن کی عظمت کو محو نہ کر سکا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

آج بھی جب بارہویں ربیع الاوّل کا سورج طلوع ہوتا ہے تو بے شمار اہل ایمان محسن انسانیت کے حضور درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ مبارکپور کے مسلمان اس بارے میں ممتاز اور نمایاں ہیں۔ یہ مبارک تاریخ ان کے لئے عید سعید سے کم نہیں بچہ بچہ نئے لباس میں ملبوس نبی کے نام کا جھنڈا اپنے ہاتھوں میں لئے صبح کی پہلی کرن کے ساتھ گھر سے نکل پڑتا ہے اجالا ہوتے ہوتے۔ "باغ فردوس" کے چاروں طرف نبی کے متوالوں کا ہجوم اکٹھا ہو جاتا ہے دیکھئے ہر ہر محلہ کی انجمنیں اسلامیہ لال چوک۔ انجمن غوثیہ پرانی بستی انجمن علی نگر اپنے نعت خوانوں کے ساتھ اشرفی روڈ پر پہونچی ہوئی ہے۔ مغربی روڈ سے انجمن اظہار حسینی پورہ رانی انجمن اتحاد المسلمین پورہ صوفی، انجمن ناخمیہ پورہ صوفی، انجمن حیدر آباد اپنے ممبران کے ساتھ آرہی ہیں۔ شمال کی طرف سے انجمن رونق اسلام پورہ باغ۔ انجمن پرانی بستی چلی آرہی ہیں انسانوں کی بھیڑ ہے کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں دار العلوم اشرفیہ کے صدر گیٹ سے انجمن کا پرچم قیادت نکلا، اور تکبیر کی ضرب نے حاضرین کی رگوں میں خون کی گردش تیز کردی۔ جلوس روانہ ہوا۔ نظم خوانوں کے نعتیہ قصیدے پورے ماحول پر چھائے ہوئے ہیں۔ حاضرین متانت اور سنجیدگی کے ساتھ درود پاک کا ورد کرتے ہوئے قدم بقدم بڑھ رہے ہیں۔ اس جلوس میں ڈھول تاشے کی بے ہنگم بدعت کے بجائے اسلام کی روایتی سادگی کار فرما ہے۔ اسی سج دھج کے ساتھ جلوس مختلف سڑکوں اور راستوں سے ہوتا ہوا کئی شب و روز گزرنے کے بعد اختتام پذیر ہوتا ہے۔

اب قصبہ کی انجمنیں اپنا چندہ انجمن اہلسنت اشرفی دار المطالعہ کو دیتی ہیں۔ اس وقت بھی دینی نعت خوانی کا سماں اور مشتاقوں کا اژدہام اس کے بعد جلوس میں ملنے والے ظروف پنکھے اور دیگر سامان مجمع عام میں نیلام کئے جاتے ہیں مگر اس نیلام کا انداز اور جگہوں سے نرالا ہوتا ہے۔ ہر جگہ سامان کی قیمت کے لحاظ سے بولی بولتے ہیں اور یہاں حال یہ ہے کہ لکڑی کی تیلی اور دھاگے سے بنے ہوئے ایک ایک پنکھے پر تیس اور چالیس روپے کی بولی بولنا عام بات ہے۔

غور کیجئے تو ان کی زندگی کا ہر اقدام اشرفیہ کا فروغ اور اس کی ترقی کو پیش نظر رکھتا ہے۔

دار المطالعہ ہر علمی طبقہ میں چاہے وہ سیاسی ہو یا مذہبی لائبریری ایک اہم حیثیت رکھتی ہے جس سے استفادہ کرکے انسان فکری اور عملی صلاحیتیں پیدا کرتا ہے۔ مذہبی انقلاب کی تاریخ میں سیاسی، سماجی، معاشرتی، ثقافتی، اور تمدنی۔ تمام شعبوں کی معلومات ضروری ہوتی ہے۔ اسی نظریہ کے ماتحت اشرفی دار المطالعہ قائم کیا گیا۔ جس میں تفسیر، حدیث، سیرت، سوانح، تاریخ، سیاسیات، ادبیات، طب، دواوین، فلسفہ، منطق پر کتابوں کا ایک معتدبہ ذخیرہ ہے۔ یہ کتابیں، اردو، فارسی اور عربی، تینوں زبانوں میں ہیں اس کے علاوہ رسالے، جریدے، اخبارات بھی ملک اور بیرون ملک سے منگائے جاتے ہیں جن کے ذریعہ طلباء کو اسلامی اصول حیات کے ساتھ ساتھ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تقاضا پسند زمانے کے مزاج سے مناسب اور عصر حاضر سے ہم آہنگ ہونے کی تربیت دی جاتی ہے، تاکہ وہ مستقبل میں قدیم وجدید تمام گروہوں سے نپٹنے اور مصلحانہ قدم اٹھانے کے لائق بن سکیں۔ انجمن کے پاس کتابوں کا خاصہ ذخیرہ ہے۔

ان کے علاوہ روزنامہ اور ہفتہ وار اخبارات، ماہانہ رسالے اردو، فارسی، عربی، ہندی اور انگریزی میں ملک اور بیرون ملک سے آتے ہیں۔

مشقی جلسے: افہام وتفہیم کی تحریری اور تقریری صلاحیت کے بغیر علم ودانش کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔ انجمن اہلسنت کے زیر اہتمام ہر پنجشنبہ کو کئی کئی جماعتوں میں جلسے منعقد ہوتے ہیں جن میں طلبہ فن خطابت کی مشق کرتے ہیں۔ مقالے پڑھے جاتے ہیں۔ مذہبی عنوانات پر مباحثوں کی تمرین کرائی جاتی ہے اس طرح طلبہ کی ہر نہج سے خاصی تربیت ہو جاتی ہے، اور وہ دینی خدمت کے لئے پہلے ہی سے آزمودہ کار سپاہی بن جاتے ہیں۔

دو شعر

حافظ ملت مجاہد خرقہ پوشوں کے امام
کشور علم وادب کے خسرو عالی مقام
اُن کی پاکیزہ مزاجی کا نیا انداز تھا
خود ہی جو دورِ سلف کے عہد کی آواز تھا

[illegible]

قطعہ تاریخ وصال

بر رحلت حافظ ملت حضرت علامہ الحاج شاہ عبدالعزیز نوراللہ مرقدہ

گئے دہر سے شاہ عبدالعزیز
ہوا اُن کی رحلت پہ ہر دل ملول
وہ تھے حافظ ملت وفخر دیں
عیاں اُنکے دل میں تھا عشق رسول
وہ تھے پیکر علم و فضل وکمال
ضیا تھی اُنھیں نور حق کی حصول
تھے صدیق وفاروق وعثمان کے عاشق
فدا کار شانِ علی و بتول
نچھاور کریں کیوں نہ ہر آن اُن پر
ملائک بھی حسن عقیدت کے پھول
فروزاں رہے گی سدا اُن کی تربت
کرے رحمت حق کا اُن پر نزول
سن وصل اُن کا پکارا رائیلہم ۷۷
کہو اے فدا! "بحر فیض رسول"
۱۳۹۶

(مرسلہ: مرکزی مجلس رضا لاہور)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نعت رضا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی، میمن
مسجد کراچی

شفیق استاذ

والدین کا تعلق اولاد کے ساتھ جسمانی ہے اس لئے ان کی شفقت اولاد کے ساتھ فطری ہوتی ہے استاذ کا رشتہ اپنے تلامذہ کے ساتھ بھی روحانی ہوتا ہے اس لئے مخلص و مہربان استاذ اپنے تلامذہ کو علم و معرفت کی انتہائی بلندیوں پر فائز کرنے کے لئے اپنے خون جگر سے ان کی تربیت کرتے ہیں سیدی و استاذی حضرت حافظ ملت قدس سرہ العزیز اپنے تلامذہ کے لئے ابر کرم تھے۔ اجمیر شریف میں جب حضرت صدر الشریعہ ابو العلا حکیم امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زیر تعلیم تھے اس وقت انہوں نے مجھے گود کھلایا۔ جب مبارکپور جامعہ اشرفیہ میں صدر المدرسین ہو کر تشریف لائے تو میری عمر سات سال تھی میں درجہ حفظ میں داخل تھا مگر میری پرورش اور طعام کا حضرت سیدی حافظ ملت قدس سرہ نے اپنے پاس انتظام فرمایا تھا نادانی بچپن کی وجہ سے اکثر و بیشتر میں گھنٹوں الجھ رہتا تھا مگر جب تک مجھے تلاش کر کے گھر نہ بلا لیتے کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔ پھر جوانی میں [illegible] سے [illegible] تک حضرت کی خدمت میں رہا اس دوران بھی تعلیم و تربیت کا جو اہتمام فرمایا اس کا اندازہ حضرت استاذی کی [illegible] کو عطا فرمائے۔ پاکستان سے جب میں گھر پہنچتا تو مجھ سے ملنے کے لئے دوسرے ہی دن حضرت قادری منزل تشریف لاتے۔ بارہا میں نے عرض کی کہ حضور میں تو خود حاضر ہونے والا تھا۔ تو فرماتے مجھے خود آکر ملاقات کرنے سے مسرت حاصل ہوتی ہے۔ بسا اوقات حضرت چھوٹے چھوٹے جملوں میں نصیحت فرمایا کرتے تھے اور جب بھی عالمانہ انداز میں کوئی بات فرماتے تو طرز گویائی میں اس قدر تاثیر ہوتا جیسے کہ مخاطب کے دل پر آہستہ آہستہ نصیحت نقش فرما رہے ہوں یہی وجہ ہے کہ اکثر نصیحتیں اب بھی میرے دل پر نقش ہیں۔ حضرت کی اجازت سے [illegible] سے میں پیر داخل

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

گزشتہ مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں تدریس کے لئے گیا تو وہاں
تین سال کے بعد کچھ زیادہ تکان ہوئی تو دوسری جگہ جانے کے
جانے کا ارادہ ظاہر کیا فرمانے لگے ان شاء اللہ تعالیٰ یہیں پر
برکت ہوگی۔ پھر ایک سال کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضور
وہاں تنگی کچھ زیادہ ہے تو دو بیٹے کے لئے کہہ رہے ہیں
تو فرمایا۔ ایک در گیر محکم گیر اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ زندگی
بھر یہیں رہنے کا فیصلہ کر دیا۔ پھر اتفاق سے پاکستان
منتقل ہونا پڑا۔ یہاں بھی دو تین سال کے بعد بیرون ملک
کے لئے بہت ہی زیادہ تکان ہوئی تو ارادہ ہوا مگر مشورہ کی غرض
سے حضرت کے پاس گیا تو ایک در گیر محکم گیر آج تک کراچی میں ہوں
رہے ہیں اور آج پاکستان کی جدید مساجد میں سب
سے بڑی جامع مسجد جو میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی
کے نام سے مشہور ہے اس میں مجھ کو پچیس سال سے
یہ میری زندگی کی دوسری علامت ہے۔ یہ نصیحت حضرت
استاذی صدر الشریعہ حکیم محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے
تلامذہ کو کیا کرتے تھے چنانچہ میں حضرت مفتی صاحب
یہ واقعی اس سے انتہائی شدت و کرب کا وقت بھی آیا
مگر حضرت صاحب قبلہ نے وہاں سے جانے کی اجازت نہیں
دی اور فرمایا کہ ایک در گیر محکم گیر یہی وجہ ہے کہ اکثر
حضرت کے تلامذہ اس نصیحت پر کاربند ہیں۔

حضرت قبلہ کی ناسازی صحت کے بارے میں
مسلسل حضرات مختلف ذرائع سے آ رہی تھیں خیال تھا کہ
حضرت صحت یاب ہو جائیں گے کہ ایک ... ہو

مولانا ... حضور والا

ب ... الفضل ... الکرام حضرت
مولانا قاری رضاء المصطفیٰ صاحب زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خیریت!
جی ... سے ... علاج
کے لئے ... گیا تھا واپسی پر آپ کا محبت
نامہ موصول ہوا آپ کے آپریشن کی کامیابی
کے لئے دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ جلد از جلد
کامل صحت عطا فرمائے اور دعا ہے کہ
مولیٰ کریم شفاء کامل عاجل عطا فرمائے
اور ہمیشہ ہمیشہ صحت و سلامتی مع متعلقین
کے شاد و آباد رکھے آپ حضرات کی ...
باعث مسرت و شادمانی ہے مولیٰ تعالیٰ
مزید کرم فرمائے ... محترم جناب مفتی
... صاحب زید مجدہم کے ... کا
حال معلوم ہو کر بڑی خوشی ہوئی مولیٰ تعالیٰ
مزید برکتیں عطا فرمائے مفتی صاحب
کو مع متعلقین کے شاد و آباد رکھے حضرت
مولانا ازہری صاحب دامت برکاتہم و جناب
مولانا مصلح الدین صاحب کی خیریت معلوم
ہو کر خوشی ہوئی ... حضرت کی کامیابی
سرفرازی کی بلند اقبالی باعث صد مسرت
ہے خداوند قدوس مزید ترقی ... بخشے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بہت ضروری اور اہم بلکہ اہم الاہم گزارش
ہے کہ زمانہ دراز سے آپ کی ایک
امانت میرے پاس رکھی ہے اب میں اس
کی حفاظت سے عاجز ہوں ہم لوگ غریب
کی حالت میں دو بار چوری ہو گئی لیکن
ابھی تک وہ امانت محفوظ ہے آپ سے
گزارش ہے کہ آپ جلد از جلد تحریر فرمائیں
کہ وہ میں کس کو دیدوں اس کا ہرگز انتظار
نہ کریں کہ آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو
آپ تشریف لائیں خدا کرے یہ سلسلہ شروع
ہو اور آپ سے ملاقات نصیب ہو لیکن
امانت کے سلسلہ میں اس کا انتظار نہ کریں
جس کو فرمائیں دیدوں گا بالفرض آپ
نے خاموشی اختیار کی اور ایک مہینے تک
متعین نہ فرمایا تو آج کی تاریخ سے ایک
مہینہ بعد میں اس امانت کو آپ کی والدہ
ماجدہ و محترمہ نادری منزل گھوسی کو دیدوں گا
ان سے وصول کی تحریر بھی لے لوں گا

احباب کو سلام پہونچا دیجئے۔ والسلام

فقط عبد العزیز عفی عنہ

۲۰ اپریل ۱۹۷۶ء

قارئین خود اندازہ کر سکتے ہیں، بہرحال حضرت کے اس مکتوب کے بعد مجھے ظن غالب ہو گیا کہ سفر کی تیاری آخری مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ میں نے بار بار حضرت کے الفاظ کو پڑھا اور جس قدر زیادہ پڑھا یقین بڑھتا گیا کہ معلوم ہوتا ہے حضرت نے موت کے وقت کو بھانپ لیا ہے۔ چنانچہ ٹھیک اس تحریر کے چالیسویں دن یعنی ۳۱ مئی ۱۹۷۶ء کو حضرت حافظ ملت کا وصال ہو گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اپنے نیک بندوں کو سفر آخرت کی تیاری کا خصوصی موقع مرحمت فرماتا ہے تاکہ دنیا سے نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو کر ہلکے پھلکے آخرت کی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ حافظ ملت کے تلامذہ کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

از حضرت علامہ قتیل داناپوری

افضل محدث اکمل مفسر — عبد العزیز آں شیخ زمانہ
گفتا قتیل از سال وفاتش — آمد بہ جنت مقصود خانہ

۱۳۹۶

ولہ

حافظ ملت و پیر حرم — صاحب خوبی و مسند نشیں
گفت تاریخ وفاتش قتیل — جوہر فرد بہ خلد بریں

۱۳۹۶

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا محمد کاظم علی عزیزی شیخ الحدیث تدریس الاسلام بسڈیلہ

روحانیت اور مشاہدات

بات اُس وقت کی ہے جب مادر علمی دارالعلوم اشرفیہ کی منصب صدارت پر فائز ہو کر حضور حافظ ملت مبارکپور تشریف لائے افق مبارکپور پر علم و عرفان کی پُرکیف گھٹائیں چھانے لگیں اس موسم بہار کے فیضان سے علم و حکمت کے گل بوٹے کھلنے لگے، جہالت و غباوت کے اندھیرے علم و حکمت کی لمعان سے کافور ہونے لگے قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں فضاؤں میں نغمگی بکھیرنے لگیں اور چشمۂ علم و معرفت سے تشنگانِ علوم نبوت سیراب ہونے لگے اور حقائق و معارف کی جلوہ آرائیاں طالبان عشق و معرفت کو اپنے دامن میں لینے لگیں تو خوش نصیبی سے میں بھی اسی میخانۂ علم و حکمت سے کچھ پینے کے لئے بستی سے مبارکپور پہونچا تو اسی ماحول رنگ و نور میں کھو گیا اور بے قرار دل کا قرار بے چین طبیعت کا سکون فراہم کرنے لگا ساقیان علم و حکمت میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان بھی تھے تاہم اب کے ساغر علم و حکمت خواہ سفر ہو یا حضر ہر فرد ملت پر یکساں طور پر چھلکتے رہتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت بجانب بڑودہ کے جلسہ میں تشریف لے جانے والے تھے حضرت کی نگاہ انتخاب نے کفش برداری کے لئے عقیدت کیش ہی کو منتخب کیا چونکہ سالانہ امتحان بالکل قریب تھا اس بنا پر حضرت کی طلبا نوازی و ذہنیت کچھ کتب درسیہ ہمراہ لے چلنے کے لئے مصر ہوئی جس میں خاص طور سے منطق کی ایک معرکۃ الآراء کتاب حمد اللہ جو حضرت کے یہاں ہو رہی تھی بہرحال سفر کا آغاز مبارکپور سے ہوا بذریعہ ٹرین مئو پہونچے، مئو ٹرین پر سوار ہوئے مسافروں کی کثرت ہجوم سے کہیں جگہ نہ مل سکی بالآخر بینچ کے کنارے بکس رکھ کر اسی پر بستر چوڑا کر کے بچھا دیا بعدہ حضرت سے عرض کیا کہ حضور تشریف رکھیں حامل النعل اسی بکس سے متصل نیچے بیٹھ گیا میرے اصرار پیہم پر حضرت نے آرام فرمایا تھوڑی ہی دیر بعد حضرت کی آنکھ لگ گئی اور میں حمد اللہ کے مطالعہ میں مشغول ہو گیا دوران مطالعہ میں مغلقات کتاب حل کرتا جاتا مگر صورت حل پر نئے اشکال پیدا ہوتے رہتے اور اپنی کاوش کو لاحاصل سمجھتا اس عالم میں غیر ارادی طور پر میری گردن حضرت کی جانب مڑ جاتی ہے تبھی حضرت بیدار ہو کر ہوش میں آجاتے اور اپنی خداداد قوت باطنہ سے صورت حال سمجھ جاتے اور فوراً ارشاد ہوتا کیوں اشکال پیدا ہو رہا ہے؟ فلاں اشکال کا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

موقع یہ ہے اور فلاں اشکال کا حل یہ ہے۔

حمد اللہ جیسی کتاب پڑھنے پڑھانے والے حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ مطالعہ کے وقت ان پر کیا گزرتی ہے یہ بھی واضح رہے کہ عبارات کے نفس مطالب میں اشکال نہ تھا بلکہ مفاہیم عبارات میں میرے اپنے ذہنی اشکال تھے جو خود اپنے ذہن کی پیداوار تھے بلکہ اظہار حقیقت کے پیش نظر کہنا ناشکری ہوگی کہ یہ صلاحیت بھی حضرت کی عنایات کا رہین منت ہے اب ایسی شکل میں ذہن کے کھٹکوں سے واقف ہونا کتنی اہم بات ہے مزید برآں ذہنی اشکال کو دور کرنا یہ فیضان الٰہی نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے واقعتاً حضرت اپنی کنیت کے مطابق ابو الفیض تھے

اس سفر میں ہم مئو سے بھٹنی جنکشن پہونچے بھٹنی سے میل پکڑ کر ہم کو بستی آنا تھا اس زمانے میں تقریباً تین بجے یہ ٹرین بھٹنی سے چھوٹتی تھی یہاں بھی وہی حالت پیش آئی کثرت اژدحام کے باعث یہاں بھی ٹرین میں کھڑے ہونے کی جگہ نہ تھی بادل ناخواستہ کسی طرح ایک بوگی میں گئے خدا خدا کر کے دیوریا جنکشن پہونچے۔

لیلائے شب رخصت ہو رہی تھی سپیدہ سحر نمودار ہو رہا تھا نسیم سحر اٹھلاتے ہوئے چل رہی تھی ہجوم کی وہی سابقہ حالت تھی کہ اندر سے باہر اور باہر سے اندر آنے جانے کی کوئی صورت ہی نظر نہ آتی لیکن حضرت نے بغیر ماحول سے متاثر ہوئے فرمایا کہ فجر کا وقت ہو گیا ہے نماز کے لئے وضو کرنا چاہیے ایسے وقت میں جب کہ باہر نکلنا اور اندر آنا دشوار ہو عام طور پر دل پر جو گزرتی ہے ہر شخص محسوس کرتا ہے باہر نکلنا تو بڑی بات قضائے حاجت کے لئے بھی ہمت نہ کرے گا مگر حضرت ہیں کہ باہر نکلنے اور وضو فرمانے کے لئے بالکل تیار میرے دل نے بھی ایک بوجھ محسوس کیا مگر سوء ادبی کے خیال سے چپ رہا آپ تشریف لے گئے وضو فرمایا اور پلیٹ فارم پر خالق کائنات کی یاد میں مشغول ہو گئے ادھر ٹرین نے سیٹی دی اور چل پڑی ایسی حالت میں مجھ پر کیا گذری ان لمحوں کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنے سے قاصر ہوں انتہائی بے بسی پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھتا رہا اور دریائے حیرت میں پڑ کر روح فرسا موجوں کی چوٹ کھاتا رہا میری قوت فیصلہ نے بھی جواب دے دیا اگر زنجیر کھینچتا ہوں تو ارباب سفر ہوش و خرد سے بیگانہ تصور کریں گے یہ خیال آتے ہی زنجیر کی طرف بڑھتے ہوئے ہاتھ از خود رک گئے ادھر ٹرین سگنل پار کر گئی اور دو میل آگے بڑھ کر اپنی بھرپور رفتار میں آگئی شان قدرت کی غیبی روحانی طاقت نے یکبیک برق رفتار ٹرین میں بریک لگا دی گویا ایک قسم کا جمود طاری ہو گیا جو ٹس سے مس نہ ہو سکا ڈرائیور نے پوری قوت صرف کر دی ہر ممکن تراکیب استعمال کئے لیکن گاڑی نے آگے بڑھنے کا نام نہ لیا آخر میں مجبور ہو کر ٹرین واپس لانا پڑا اب ٹرین پلیٹ فارم پر واپس آگئی اور ٹھیک اسی جگہ ہماری بوگی لگی تھی جہاں پہلے تھی میں نے دیکھا کہ حضرت تشہد میں بیٹھے ہوئے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہیں ادھر ٹرین کے گارڈ مع ڈرائیور اور دیگر عملہ گاڑی کا معائنہ کر رہے ہیں لیکن نہ گاڑی میں کوئی خرابی نظر آئی نہ لائن میں جب حضرت نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بجز نیاز ادا کر کے نماز پوری کر لی تو اپنی مخصوص رفتار سے ٹرین میں تشریف لائے سارے مسافرین حیرت زدہ ہو گئے اور چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ ٹرین کیوں رکی سبھوں نے ٹرین رکنے کا سبب دریافت کر لیا اور بے ساختہ پکار اٹھے کہ قربان تیرے، اے بڑھو تو گدڑی میں اتنا قیمتی لعل چھپا ہوا تھا۔ غیر مسلم ہمسفروں نے یہ کہا کہ یہ تو بابا کی پوجا کا اثر ہے اور دیر تک مدح و ستائش کے پھول برساتے رہے۔ بلاشبہ یہ حضرت کی ایک کھلی اور واضح کرامت ہے جس پر میرا ذاتی مشاہدہ ہے میری نگاہوں نے اس قسم کے بے شمار واقعات بذات خود دیکھے ہیں جسے ان شاء اللہ مستقبل قریب میں زیب قرطاس کروں گا۔

ملت کا حافظ

حضرت مولانا سید محمد علی
میاں کچھوچھوی

جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ملت کی حفاظت میں گزرا

جس نے ملت کی حفاظت فرمائی۔

(۱) تقریر سے (۲) تحریر سے (۳) تدریس سے

(۴) مناظروں کے ذریعہ احقاق حق وابطال باطل سے۔

(۵) اپنی زندگی کو اسوۂ نبی میں ڈھال کر

(۶) اپنی درسگاہ علم وادب سے جلیل القدر علماء اساتذہ خطباء اصحاب قلم مناظرین، متکلمین، مفسرین محدثین اور اصحاب افتاء پر مشتمل ایک خدائی گروہ بنا کر۔ (۷) خانقاہوں میں بیٹھ کر

(۸) جامعہ اشرفیہ کیلئے زندگی وقف کر کے۔ (۹) اسٹیج پر رونق افروز ہو کر (۱۰) اپنی درسگاہ علم وادب میں پلنے والے کو اپنے فیض نگاہ سے اس منزل تک پہنچا کر وہ عالمی شہرت کے مالک ہو جائیں۔ المختصر ملت کے حافظ نے ملت کی حفاظت کی ہر اُن موثر ذرائع کو استعمال فرما کر جو ملت کی حفاظت کے لازمی وسائل تھے

حافظ ملت کیا تھے؟ ا۔ میرے استاذ اور میرے اکثر اساتذہ کے استاذ (۲) میرے جد کریم آئینہ غوث نما محبوب نورانی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی قدس سرہ العزیز کے عظیم المرتبت مرید و خلیفہ۔ (۳) صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کے چہیتے خلفاء اور رشید تلامذہ میں سے (۴) شریعت و طریقت کے سنگم (۵) علم بیکراں اور عمل بے پایاں کی جیتی جاگتی تصویر (۶) اپنے بزرگوں اپنے مشائخ اور اپنے اساتذہ کی کرامت (۷) اپنے نبی کا معجزہ (۹) اپنے خدا کی نشانی۔ میرا ذاتی ایمان و یقین ہوتا ہے کہ نہ خدا کی نشانی مٹ سکتی ہے اور نہ نبی کا معجزہ فنا ہو سکتا ہے اور نہ ہی بزرگوں کی کرامت کو زوال ہے۔ لہٰذا حافظ ملت زندہ تھے اور آج بھی زندہ ہیں۔

انمول موتی

- دولتمندی خدا کا بہت بڑا انعام ہے مگر دولت صحیح مصرف میں خرچ کرنے کی توفیق سب سے بڑا انعام ہے (حافظ ملت)
- جس سے اخلاق میں گراوٹ پیدا ہو اس صحبت کو جلد از جلد چھوڑ دینا چاہیے۔ (حافظ ملت)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

(مولانا نصیر الدین صاحب)
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ

حافظ ملت کے علمی اور روحانی کارنامے

ہر دور میں مذہبی قیادت کے افق پر ایک سے ایک آفتاب و ماہتاب طلوع ہوئے۔ عہد حاضر کے قائدین علم و اخلاق میں استاذ العلما حافظ ملت علیہ الرحمہ کی شان عجیب انفرادیت کی حامل نظر آتی ہے۔ وہ کشور علم کے ایسے تاجور تھے جن کی خداداد شوکتوں کے پرچم لہرا رہے تھے وہ بارگاہ رسالت کے ایسے عاشق جانباز تھے جنھوں نے ہوا کی زد پر چراغ محبت کو روشن رکھا یقین کی آنکھیں روشن کرنا ہوں تو واقعات ذیل پڑھیے۔

رفعت علم (ناگپور میں ایک تاریخی تقریر)

۱۹۶۱ء میں علوم دینیہ کی تدریس کی خاطر جب حافظ ملت کا ورود مسعود ناگپور میں ہوا تو تھوڑے ہی عرصہ میں پوری سرزمین ناگپور آپ کے انوار علم سے جگمگا اٹھی اور شش جہات میں دین و دانش کے جلوے بے نقاب ہو گئے انھیں دنوں کا ذکر ہے کہ شہر کے ایک کالج میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں شہر کے معززین، عمائدین، ایڈوکیٹ، بیرسٹر اور کالج کے پروفیسر بھی موجود تھے۔

وہ وقت بڑی آزمائش کا ہوتا ہے جب مختلف ماہرین فن کے سامنے اپنے فکری شہ پاروں کو پیش کرنا پڑتا ہے مگر حضور استاذ العلماء اتنے بلند پایہ عالم اور خطیب تھے کہ کسی موقعہ پر بھی کسی قسم کی مرعوبیت کے شکار نہیں ہوتے تھے۔

آپ نے آغاز خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

حضرات! جب امام انبیاء و سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے تو محفل عالم میں ان کا پہلا قدم انسانیت کی معراج کمال پر تھا اس لئے کہ عقل انسانی کے چار مراتب ہیں۔

۱۔ عقل ہیولانی۔
۲۔ عقل بالملکہ
۳۔ عقل بالفعل

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عقل مستفاد۔

جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس وقت اس کی عقل کو "عقل ہیولانی" کہتے ہیں عقل اس منزل میں علم و ادراک سے یک لخت خالی ہوتی ہے اور جب کچھ بڑا ہو کر شعور کی آنکھیں کھولتا ہے اور بدیہی اشیاء کا علم حاصل کر لیتا ہے تو اس وقت اس کی عقل کو "عقل بالملکہ" کہتے ہیں اس منزل میں عقل کے اندر اکتساب نظریات کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے اور جب انسان ایک طویل زمانہ تک تجربات و مشاہدات میں زندگی گزارتا ہے اور نظریات کا علم حاصل کر لیتا ہے تو اس وقت اس کی عقل کو "عقل بالفعل" کہتے ہیں اس منزل میں عقل کے خزانے میں بے شمار نظریات اکٹھے ہو جاتے ہیں اور جب انسان کے نزدیک بدیہیات اور نظریات واضح اور روشن ہو کر موجود رہتے ہیں تو اس وقت اس کی عقل کو "عقل مطلق" یا "عقل مستفاد" کہتے ہیں۔ جب انسان عقل کا یہ آخری درجہ حاصل کر لیتا ہے تو کامل ہوتا ہے اور حق اللہ و حق العبد کی صحیح معرفت کو پہنچتا ہے پھر اگر توفیق الٰہی شامل حال ہو تو ان حقوق کو حسن و خوبی ادا کرتا ہے

محمد محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم جب اس خاکدان عالم میں جلوہ افروز ہوتے ہی اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے اور بخشش امت کی دعائیں کرنے لگے اس وقت سر اقدس سجدہ میں تھا اور زبان مبارک پر رب ھب لی امتی رب ھب لی امتی کے پاکیزہ کلمات تھے سر مبارک سجدہ معبود میں رکھ کر یہ عرض کی

یا رب ھب لی امتی یا رب ھب لی امتی

اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونا ادائیگی حق اللہ کی روشن دلیل ہے اور بخشش امت کی درخواست پیش کرنا ادائیگی حق العبد کی ناقابل انکار حجت ہے اور حقوق کی ادائیگی اُن کے علم کے بغیر ممکن نہیں ہے لہٰذا ثابت ہو جاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحن عالم میں جلوہ افروز ہونے کے وقت ہی وہ تمام مراتب علی وجہ الکمال حاصل ہو چکے تھے جو انسانیت کے کمال کے لئے ضروری ہیں اسی لئے کہتا ہوں کہ حضور کا فرش گیتی پر پہلا قدم انسانیت کی معراج کمال پر تھا

مجمع پر مکمل سکوت طاری تھا کبھی کبھی دیوانگان عشق جھومنے لگتے تھے اور اہل دانش و بینش حیرت سے سرنگوں رہے تھے۔

اس جاندار تمہید کے بعد دو گھنٹے تک سحاب علم و فضل ٹوٹ ٹوٹ کر برستا رہا اور حاضرین باران عشق و عرفان میں شرابور ہوتے رہے جب لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے راستے بھر چرچا کرتے رہے کہ حضرت مولانا بڑے فلسفی معلوم ہوتے ہیں پھر نہ پوچھئے صبح کو پورے شہر میں تقریر کی دھوم مچی ہوئی تھی، ارباب علم و دانش کی زبان پر یہ تھا۔

ع کہاں چھپا تھا یہ گوہر ہمیں معلوم نہ تھا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ندرتِ استدلال اس کے بعد ناگپور شہر کے تعلب میں ایک عظیم الشان جلسۂ سیرت کا پروگرام ہوا جس میں بحیثیت مقرر کچھ پروفیسر اور جدید تعلیم یافتہ حضرات مدعو تھے چونکہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی پہلی تقریر سے پورا تعلیم یافتہ طبقہ بے حد متاثر تھا اس لئے حضرت کو بھی دعوت دی گئی تھی ایک وسیع میدان میں بہت ہی روح پرور اجتماع ہوا ایک فاضل مقرر نے دوران تقریر یہ کہہ دیا کہ جب نئی روشنی اور پرانے خیالات کے افراد مجتمع ہو گئے ہیں تو اظہار مافی الضمیر میں بڑی دشواری ہوتی ہے حضرت کی تقریر سب سے آخر میں رکھی گئی تھی پورا مجمع تقریر کے لئے گوش بر آواز انتظار تھا حضرت نے خطبہ کے بعد آیت کریمہ "قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین" تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میری تقریر کا عنوان "نئی روشنی اور پرانے خیالات" ہے یہ سنتے ہی سامعین چونک پڑے پھر ارشاد فرمایا اس زمانہ میں جسے پرانا خیال سمجھا جاتا ہے وہ درحقیقت نور ہی نور روشنی ہی روشنی ہے اور جسے نئی روشنی کہا جاتا ہے وہ در اصل تاریکی ہی تاریکی اندھیرا ہی اندھیرا بلکہ پرانا اندھیرا ہے اس لئے کہ کلام کی حیثیت متکلم سے قائم ہوتی ہے جس پر کلام الامام امام الکلام کا محاورہ شاہد عدل ہے اللہ تعالیٰ قدیم ہے ازلی ہے اس کی شان الآن کما کان ہے اس لئے اس کا کلام محکم نظام بھی قدیم ہے ازلی ہے اس پر مرور زمانہ کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ اس کی نورانیت کبھی بھی مدھم نہیں ہو سکتی وہ کبھی پرانا نہیں ہو سکتا ہے اس کی نورانیت کبھی بھی مدھم نہیں ہو سکتی وہ کبھی پرانا نہیں ہو سکتا ہے اس کی بھی شان الآن کما کان ہے۔

اس کے برخلاف مخلوقات میں کتنے ہی بڑے دانشور اور محقق زمانہ کا قول و نظریہ کیوں نہ ہو مرور زمانہ سے متاثر ہوتا ہے حوادثات کا شکار ہوتا ہے اور اس میں ترمیم و تنسیخ کی پوری صلاحیت ہوتی ہے وہ اپنے کو ضعیف پرانا ہونے سے بچا نہیں سکتی ہے کیونکہ اس کا قائل حادث ہے محدود نظر اور محدود عقل رکھتا ہے لہٰذا مذہب کے لافانی اور زندہ جاوید حقائق کو پرانا خیال کہنا کسی طرح بھی میزان عقل میں درست نہیں ہے اس مضمون کو شرح و بسط کے ساتھ دلائل و براہین سے مزین کر کے اس طرح علم و حکمت کے لعل و گوہر لٹائے کہ تمام دانشوران شہر انگشت بدنداں تھے۔

اب حضرت استاذ العلما کی جلالت شان اور شوکت علم کا پرچم پورے شہر پہ لہرا رہا تھا۔ علم و دانش کے بڑے بڑے کج کلاہوں نے ان کی خداداد عظمت کے سامنے اپنی کلاہ سروری رکھ دی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ ایک روز شہر کے عظیم دانشور بیرسٹر محمد شریف صاحب خدمت عالی میں تشریف لائے اور بکمال ادب عرض کیا۔ حضور مجھے تفسیر پڑھا دیں۔

واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ انجمن اسلامیہ گورکھپور میں ایک عظیم الشان جلسۂ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پروگرام تھا جس میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے علاوہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ حضرت مولانا عبد المصطفٰے صاحب اعظمی اور ملک کے دیگر متعدد علمائے کرام تشریف لائے تھے نماز جمعہ سے پہلے حضرت اعظمی صاحب نے جامع مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر تقریر فرمائی کچھ دنیا دار مولویوں نے پورے شہر میں آگ لگا دی کہ مسجد میں کرسی پر بیٹھنا خانۂ خدا کی گستاخی اور توہین کا موجب ہے علمائے اہلسنت نے اللہ کے گھر کی توہین کی ہے اراکین جمعہ اس خبر انگیزی سے بے حد تشویش میں مبتلا ہو گئے ایڈوکیٹ جناب اقبال احمد صاحب نے حضرات علمائے کرام کو صورتِ حال سے آگاہ کیا تمام مسند نشینوں نے متفقہ طور پر جوابی تقریر کی ذمہ داری حضرت کو سونپ دی یہیں سے یہ حقیقت بھی آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہو گئی کہ حضور حافظ ملت اقران و معاصرین میں بھی دقیق النظر متبحر عالم اور بلند پایہ خطیب متصور ہوتے تھے حضرت استاذ العلماء نے نہایت پُر وقار لہجہ میں ارشاد فرمایا مجھے اہل گورکھپور خصوصاً تعلیم یافتہ حضرات پر حیرت ہو رہی ہے کہ دین کا الف با بھی اور واضح مسئلہ بھی انہیں معلوم نہیں ہے۔

احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے خاص مسجد نبوی شریف میں منبر منور لگواتے اور مدّاحِ نبی سیدنا حسان رضی اللہ عنہ محضرِ صحابہ میں اُسی منبر پر رونق افروز ہو کر حضور کی تعریف و توصیف کرتے اور کفار کا رد بلیغ فرماتے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم زور مسرت سے ایدک اللہ بروح القدس کے الفاظ ہاں فرماتے ان کی تحسین فرماتے بس اسی قدر سے مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثنا کا ذکر جمیل سنانے کا جواز پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے۔ اور بحیثیت مفتی میری ذمہ داری ختم ہو جاتی لیکن تبرعاً اور احساناً مسلم شریف کی حدیث ذیل دربا خلاف اولیت (اس کے ہم معنی حدیث) پڑھی

قال ابو رفاعة انتهيت الى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يخطب قال فقلت يا رسول الله رجل غريب جاء يسأل عن دينه لا يدري ما دينه قال فاقبل علىّ رسول الله صلى الله عليه وسلم وترك خطبته حتى انتهى الىّ فاتى بكرسي حسبت قوائمه حديدا قال فقعد عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وجعل يعلمني مما علمه الله ثم اتى خطبته فاتم آخرها

(مسلم شریف جلد اوّل ص ۲۸۷)

روحانی تصرفات کہتے ہیں کہ حاجی خلیل احمد صاحب ساکن محلہ پورانی بستی مبارکپور کے شیعو سنی فساد میں ناحق ملوث کر دیے گئے تھے اعظم گڑھ جج سے مدت العمر قید کا فیصلہ بھی ہو چکا تھا اور وہ بنارس جیل میں قید و بند کی زندگی گذار رہے تھے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ قصبہ کے تمام مظلوم بالخصوص ان کی جدائی سے بیحد ملول خاطر رہتے تھے ہندوستان کی دھرتی سے مدینہ منورہ کی مقدس سر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

زمین پر آرزوؤں اور التجاؤں کے نہ معلوم کتنے دو نو دیکھ چکے کہ بہت دنوں تک جیل کی سختیاں جھیلنے کے بعد مظلوموں کا قافلہ ضمانت پر مبارکپور میں نازل ہوا تھا۔

جیل سے واپسی کے بعد حاجی خلیل احمد صاحب نے اپنے مرشد کے قدموں کی برکات حاصل کرنے کے لئے زبدۃ العرفا حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کو اپنے گھر قدم رنجہ فرمانے کی زحمت دی تھی نہ معلوم مرید صادق کی کون سی ادا اس عارف حق کو پسند آئی کہ زبان گوہر بار سے دامن مراد کو بھر دیا اب انشاء اللہ آپ حضرات دوبارہ جیل نہیں جائیں گے۔"

ابھی حضور حافظ ملت کے یہ دعائیہ کلمات پورے بھی نہ ہوئے تھے کہ بارگاہ رب العزت میں شرف قبول حاصل ہو گیا

انہیں دنوں موصوف حاجی صاحب نے ایک خواب دیکھا جو کرب و طرب کا مجموعہ مرکب تھا، دیکھتے کیا ہیں کہ ہم لوگ ایک کشتی میں سوار ہیں جس کا کوئی ناخدا نہیں دریا کی طغیانی شباب پر ہے اور کشتی ہر طرح سے موجوں کے نرغہ میں آگئی ہے موت سر پر کھڑی دیکھ کر ہم سبھی کے ہوش اڑ گئے تھے موت و زلیست کی یہ کشمکش جاری تھی کہ ناگاہ اتنے میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی صورت میں ایک بزرگ ہماری دستگیری کے لئے نمودار ہوئے اور انہوں نے ہماری کشتی کو ایک ساحل سے لگا دیا نگاہ اٹھی تو وہ ساحل سرکار سمنانی کے روضۂ اقدس کا زینہ تھا" حاجی صاحب اس یقین کے ساتھ بیدار ہوئے یہ لوگ اپیل میں بے داغ بری ہونے والے ہیں۔

کچھ دنوں کے بعد مبارکپور میں کیف و سرور کے عجیب جلوے بکھرے ہوئے تھے ہر طرف مسرت و خوشی کی لہر دوڑ گئی اہلسنت ایک دوسرے کو تہنیت اور مبارکباد پیش کر رہے تھے۔ اور ایک گدائے عشق کی دلسوز دعاؤں اور عالم بالا کو بھی پہنچنے والی آہوں کی برکتیں سر کی آنکھوں سے دیکھی جا رہی تھیں۔

حاجی خلیل احمد صاحب کے گھر چراغاں ہو رہا تھا ملاقاتیوں کا تانتا بندھا ہوا تھا اسی اثناء میں مرد حق آگاہ سرکار حافظ ملت علیہ الرحمہ تشریف لے آئے اور محفل کی رونق دوبالا ہو گئی سرکار نے فرط مسرت سے حاجی صاحب کو گلے لگا لیا اور ان کی وہ سرگذشت جو افکار روزگار کے ہاتھوں طاق نسیاں کے حوالہ ہو گئی تھی ان الفاظ سے زندہ کر دی "حاجی خلیل تمہاری کشتی ڈوب ہی چکی تھی لیکن رب کریم نے اسے اپنے فضل سے ترا دیا۔"

حاجی صاحب جذبات کے تلاطم سے بے قابو ہو کر قدموں سے لپٹ گئے اور عرض کرنے لگے حضور ہی کی عنایتوں سے ہماری کشتی حیات ساحل مراد سے ہمکنار ہوئی ہے۔

(۲) جناب قاری عبدالحکیم صاحب (دارالعلوم اشرفیہ کے سابق شیخ التجوید) بہت ہی نیک نفس اور پرہیزگار

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

شخص ہیں اخلاص و اخلاق کے مجسمہ ہیں بیان کرتے ہیں ایک بار عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے فیضان سے قلب کی بالیدگی نے نماز تہجد کے لئے بے قراری پیدا کر دی تھی اور وارفتگی شوق میں میرے قدم اپنے مرشد کامل کے کاشانۂ اقدس کی طرف بڑھ گئے کہ ان کی عبادت و ریاضت کا کیف اپنے بے جان سجدوں میں جذب کروں۔ تہجد کی رکعتوں کا تعین اور اجازت حاصل کروں۔

شام کا وقت تھا آبادی کا ہر متنفس اپنے آرام کی فکر کر رہا تھا مگر ایک وارفتہ جگر درویش کو اپنے آقا سے محو راز و نیاز ہونے کا موقع اب میسر آیا تھا قاری صاحب دبے قدم حجرہ شریف میں داخل ہو چکے تھے سلام نیاز کی آواز سن کر امام العرفا حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ عالم مشغولیت سے عالم توجہ میں آ گئے اور محبت و شفقت کے ساتھ قاری صاحب کو اپنے قریب بٹھایا معمول کے مطابق خیریت دریافت کی اور ارشاد فرمانے لگے "قاری صاحب! دل کا وہ آبگینہ بڑا قیمتی ہوتا ہے جو داغ عشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے منور ہو جاتا ہے بلاشبہ نماز تہجد سراغ عشق و محبت کا زینہ ہے رکعتوں کے تعین میں شہنشاہ قلوب صلے اللہ علیہ وسلم سے روایتیں متعدد ہیں مگر بزرگوں کے معمول سے آٹھ رکعت کو ترجیح حاصل ہے یہی میرا بھی معمول ہے" بغیر درخواست پیش کئے جواب سنکر قاری صاحب حیرت و استعجاب میں ڈوب گئے بارگاہ عزیزی سے جب باہر تشریف لائے تو تحیر و شادمانی کا امتزاج قابل دید تھا۔

تدریسی صلاحیت درس نظامیہ کی اہم اور مشکل کتابوں کو برجستہ پڑھانے پر حضور حافظ ملت کو پوری قدرت حاصل تھی۔ ایک بار قاضی مبارک کا درس ہو رہا تھا معمول کے مطابق درس ختم کر کے کتاب بند کرنی چاہی ایک ذکی طالب علم نے اپنے ہمدرس کو اشاروں میں کہا کہ حافظ ملت کا مطالعہ یہیں ختم ہو گیا حضرت نے کتاب کھولدی اور پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا طالب علم نے اپنے مطالعہ کے مطابق عبارت پڑھی حضرت نے اسی شان سے درس دیا اب طالب علم نے کتاب بند کرنی چاہی حضرت نے ارشاد فرمایا اور پڑھو مگر ان کا مطالعہ ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھے رہے حضرت نے ارشاد فرمایا عبدالعزیز کو قاضی پڑھانے کے لئے مطالعہ کی حاجت نہیں ہے بفضلہ تعالیٰ ایک نشست میں پوری کتاب پڑھا سکتا ہوں۔

حضور حافظ ملت ارشاد فرمایا کرتے دو فن ہیں جن سے آدمی قابل ہو جاتا ہے ایک منطق اور دوسرا اصول فقہ فنون میں حضور حافظ ملت کا پایہ علم کس قدر بلند تھا اس واقعہ سے معلوم کیا جا سکتا ہے درس نظامیہ کی فن منطق کی سب سے اہم اور مشکل کتاب قاضی مبارک کا درس ہو رہا تھا جماعت میں ذہین، ذکی اور محنتی طلبہ شریک تھے عبارت جس مقدار میں پڑھی گئی تھی حضرت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

استاذ العلما قبلہ نے ترجمہ اور تشریح کے بعد کتاب بند ہی کر رہے تھے ایک طالب علم دوسرے ہم درس کو اشارہ کیا کہ حضرت کا مطالعہ یہیں ختم ہو گیا ہے کہ حضرت درس کے وقت بھی نگاہیں نیچی ہی رکھتے تھے مگر متعلمین کی نقل و حرکت پر مطلع ہو جاتے تھے جیسے ہی اشارہ محسوس کیا کتاب کو بندی ارشاد فرمایا اور پڑھو ایک صفحہ عبارت پڑھی گئی حضور استاذ العلماء نے اپنی روایتی شان کے ساتھ سمجھایا۔

(بقیہ صفحہ ۱۴۵ کا) آپ کی بے لوث اور پُرخلوص خدمات ہی کا نتیجہ آپ کا وہ عظیم تجدیدی کارنامہ ہے جو ملک و ملت کی ایک مایۂ ناز یونیورسٹی کی شکل میں سب کے سامنے ہے۔ حقیقت میں ملت اسلامیہ پر یہ آپ کا احسان عظیم ہے۔ آپ کے دل کی تمنا یہی تھی کہ مولائے کریم اس تاریخی اور عظیم مشن کی تکمیل بھی خود آپ کے ہی مبارک ہاتھوں سے کرا دے۔ مگر اس بے نیاز کی مشیت اور اس کی مرضی میں کسی کا کوئی دخل نہیں آج ملت کی نگاہیں اپنے اس عظیم مجاہد کو ڈھونڈھ رہی ہیں۔ ساری قوم آپ کے لئے سوگوار اور آپ کی جدائی میں اشکبار ہے۔ آج اگرچہ وہ نگاہوں کے سامنے نہیں ہیں مگر ان کی روحانیت قوم پر اسی طرح سایہ گستر ہے اور ہمیشہ رہے گی وہ اپنے مشن کی تکمیل قوم کے ہاتھوں خود کرائیں گے۔ (نظم مولانا نذیر عالم نعیمی مرادآبادی۔ نظام سلطنت ۲ اپریل ۱۹۷۶ء)

ایک عظیم آدمی

حضرت مولانا انتخاب قدیر صاحب مرادآبادی

اسی نیلگوں آسمان کے تلے اور اسی زمین پر شب و روز کتنے افراد جنم لیتے ہیں اور کتنے موت کی آغوش میں آرام کرتے ہیں۔ یہ ایک قدیمی سلسلہ ہے جو چلا آرہا ہے۔ مگر بعض افراد اس دھرتی کے سینے پر ایسے بھی جنم لیتے ہیں جو مرنے کے بعد بھی نہیں مرتے بلکہ اپنے کردار و عمل کی بنیاد پر اپنے ممتاز کارناموں کی وجہ سے اپنے کو زندہ جاوید بنا لیتے ہیں۔

موجودہ صدی میں اس کی مثال سیدنا امام احمد رضا مجدد بریلوی، سیدنا صدر الافاضل مرادآبادی، سیدنا صدر الشریعہ اعظمی، سیدنا حکیم الامت مولانا نعیم الدین وغیرہم ہیں انہیں مر کر بھی نہ مرنے والی جماعت کی ایک کڑی سیدی و استاذی حضور حافظ ملت شاہ عبد العزیز صاحب محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا علم؟

آپ کے علم کا اندازہ اس سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ فراغت کے بعد سے آخری وقت تک آپ نے ہر علم و فن کی کتاب بے تکلف پڑھائی اور شیخ الحدیث کے منصب کو زینت بخشتے رہے اور انتہائی بیماری جسے مرض الموت کہا جائے اس میں بھی شہزادہ مرحوم کو علمی انوار سے نوازا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عالیجناب طپش صدیقی ایڈیٹر سلام مشرقی کانپور

بشارت

" ——— دہلی میں ایک بہت بڑے عالم (حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) گذرے ہیں میں انھیں کے نام پر اس کا نام رکھتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میرا یہ بچہ بلند پایہ عالم دین ہوگا ——— !" پاکیزہ تمناؤں، مقدس آرزوؤں اور مبارک ارمانوں کی نمائندگی اور ترجمانی کرتی ہوئی یہ بشارت کب کس نے اور کس کے بارے میں دی؟ پھر اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ بشارت درست ثابت ہوئی یا نہیں؟ تمنائیں پوری ہوئیں یا نہیں؟ آرزوؤں کو بروئے کار آنے کا موقع ملا یا نہیں؟ اور ارمان نکلے یا نہیں؟ سوالات جائز، نتیجہ معلوم کرنے کی خواہش بجا! لیکن ایک لمحہ کے لئے غور ذرا اس پر کیجئے کہ اگر بشارت اپنے تمام تر مقدس جذبات اور نیک خواہشات کے ساتھ درست اور پوری طرح ثابت ہوئی ہو تو اندازہ لگایئے کہ کس قدر خدا رسیدہ تھے وہ بزرگ، کتنی مبارک تھی وہ زبان اور کیسی قبولیت کا وقت تھا وہ جب اُن بزرگ کی زبان فیض ترجمان کو جنبش ہوئی اور مذکورہ بالا الفاظ نکل کر فضا میں نہیں بکھر گئے بلکہ ہماری ملی تاریخ کا ایک حصہ بن گئے۔

بچہ کا نام نامی اور بزرگ کا اسم گرامی جاننے کی تڑپ برحق مگر پہلے یہ تو جان لیا جائے کہ بشارت پوری ہوئی اور کس شان سے پوری ہوئی۔ صاحبزادے پلنے بڑھنے لگے، ماں کی آغوش محبت میں، باپ کے سایۂ عاطفت میں اور گھر گھرانے کے دینی اور علمی ماحول میں پہلا مکتب تو دیندار اور خدا ترس ماں کا سایۂ دامان

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کرم ہی تھا کون جانے کہ بشارت کی فیض رسانیاں شیر مادر ہی کی شکل میں رگ و پے میں اثر فرما ہونے لگی ہوں دنیا کی آنکھیں تو بس اسی حد تک ہی دیکھ سکیں کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے پاک و پاکیزہ الفاظ سے زبان کو شرف کرنے کا مرحلہ آیا تو جید حافظ قرآن پدر بزرگوار کو "مکتب کی کرامت" کے ساتھ اپنا "فیضان نظر" بھی "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" کو بشارت کی منزل کی طرف پیش رفت کرنے میں شامل کرنا پڑا۔ بہتر ہوگا کہ والدین کریمین کی دینداری و خدا ترسی اور گھر کے پاکیزہ ماحول کا حال خود ان شہزادے کی زبان قال سے سن لیا جائے فرماتے ہیں کہ:۔

"میرے والد ایک باخدا درویش تھے ان پر دین غالب تھا۔ والدہ بھی صوم و صلوٰۃ کی پابند اور تہجد گذار تھیں۔ والد صاحب کا نماز سے عشق کا یہ عالم تھا کہ نمازی مہمان کی تواضع خوب کرتے اور بے نمازی کو کھانا تو کھلا دیتے لیکن ٹھہراتے نہیں تھے۔

۵ سال کی عمر ہی سے مجھکو نماز پڑھنے کی تاکید اور کھیل، تماشوں، میلوں ٹھیلوں سے دور رہنے کی تلقین اور دیندار بنانے کی مساعی کی جانے لگی یہاں تک کہ جب میری عمر ۱۲ سال کی ہوئی تو میں اگرچہ پکا نمازی بن چکا تھا لیکن والد صاحب فجر کی نماز کو جاتے ہوئے حسب عادت مجھے جگاتے ضرور تھے اور اگر اتفاق سے کسی دن نیند کے غلبہ سے مغلوب ہو کر میں کروٹ بدل کر سو جاتا تو نماز سے واپس آکر مجھے آواز دیتے نہ ہاتھ پکڑ کر جگاتے بلکہ کان پکڑ کر سیدھا کھڑا کر دیتے۔

والد صاحب کی اس تربیت کا اثر میری پوری زندگی پر یوں مرتب ہوا اور نماز کا میں ایسا عادی ہوا کہ فجر کی نماز کے وقت بغیر کسی کے جگائے ہوئے خود اٹھ جاتا ہوں ماہ رمضان میں معمول ہے کہ فجر وقت سحری کھا کر سو جاتا ہوں اور وقت پر اٹھ کر فجر کی نماز باجماعت پڑھتا ہوں۔

والد صاحب ایک جید حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ایسے عاشق قرآن مجید تھے کہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہر وقت قرآن مجید ورد زبان رہتا۔ روزے سے شغف کا یہ عالم تھا کہ بفضلہ تعالیٰ سو سال کی عمر پائی، مگر عمر کے آخری حصہ میں پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود موسم گرما کا بھی روزہ قضا نہ فرمایا۔ یہی حال تقریباً میری والدہ کا بھی تھا۔

ہم غریب تھے مگر اس کے باوجود والدہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کا یہ طرفہ تھا کہ وہ پڑوسی کا اس قدر
خیال رکھتیں کہ اپنا کھانا اکثر ایک بیوہ
پڑوسن کو کھلا دیتیں اور خود یوں ہی وقت
گزار دیتی تھیں۔ یہ میرے رب کا احسان
عظیم ہے کہ ایسے والدین کی آغوش کرم
میں پرورش پائی۔"

بیشک، بیشک محترم اور لائق صد احترام شہزادے!
آپ پر آپ کے رب کا احسان عظیم ہے کہ ایسے والدین
کی آغوش کرم میں پرورش پائی اور ہم پر اسی رب کریم
کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے آپ کی ذات گرامی کی شکل
میں ہم کو اپنے فضل و نعمت سے سرفراز فرمایا کون ہے
جو ملت اہلسنت سے تعلق رکھتا ہو اور آپ کی ذات پر
ناز نہ فرمائے، کس میں یہ دم ہے کہ خود کو دین و آئین مصطفےٰ
علیہ التحیۃ والثنا کا خادم و خدمت گزار ظاہر کرے اور آپ
کی حیات طیبہ اور سیرت مطہرہ کو عقیدت کا خراج اور محبت
کا نذرانہ پیش کرنے میں بخل اور کوتاہی سے کام لے!
اجازت ہو تو یہ بھی عرض کرتے چلیں کہ رب کریم کا وہ احسان
عظیم جس پر آپ ممنون و متشکر ہیں، دراصل پوری ملت کے
لئے باعث امتنان و تشکر ہے!

یہ شہزادے ہیں کون؟ پھر ذہن میں تازہ کر لیجئے کہ
ایک بزرگ نے انھیں "بلند پایہ عالم دین" ہونے کی
بشارت دے رکھی ہے اور دیکھئے کہ بشارت کی منزل تک
پہونچانے والے راستے میں کیسے کیسے "منارہ ہائے نور"
اور کس کس پائے کے، شجر سایہ دار، مسافر نوازی کرتے
نظر آتے ہیں۔ والد ماجد حافظ قرآن اور عاشق کلام رحمان
ہی نہیں، غلام نور بھی، نام کے اثر سے پوری طرح مستفیض
اسم بامسمّٰی، پوت کے پاؤں پالنے ہی میں نظر آئے تو ناظرہ
ختم کرانے کے بعد حفظ کی طرف مائل کر دیا اور تھوڑے
ہی عرصہ بعد حافظ قرآن بنا کر پیش کیا۔ راستہ طے ہوتا
رہا، منزل قریب آتی رہی، تعلیم ہوتی رہی، تربیت جاری
رہی، مکتب کی کرامت قدم بہ قدم، فیضان نظر دستگیر
پھر اس تفصیل میں جانے کی ضرورت ہی کیا کہ راہ میں کون
کون سے سنگ میل آئے، کن کن نقوش قدم کو رہنما
بنایا، کیسے کیسے مراحل سے گزرے، حیرت کی آنکھوں سے
دیکھنے کی چیز اور تعجب کے کانوں سے سننے کی بات تو یہ ہے
کہ سفر کی تکمیل کا وقت آتا ہے تو نگاہوں کے سامنے آستانۂ
نورانی ہوتا ہے عطائے رسول، سلطان الہند، غریب نواز
حضرت خواجہ بزرگ کا ۔۔۔

سلام اے ہند کے راجہ معین الدین اجمیری
سلام اے حضرت خواجہ معین الدین اجمیری

اور سر پر دست شفقت و رحمت ہوتا ہے وقت
کے ایک عظیم المرتبت، جلیل القدر، صدر بزم شریعت
زیب مسند طریقت، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صاحب بہار شریعت
حضرت مولانا حکیم محمد امجد علی علیہ الرحمہ والرضوان کا ۔۔۔

اسے کہتے ہیں قسمت کی بلندی
کہ زیب سر ہے تاج ارجمندی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

گوہر مقصود اشاروں اور کنایوں میں گم ہو گیا ہو تو کھلے الفاظ میں یوں سمجھ لیا جائے کہ ان شہزادے کی تعلیم کے سلسلہ کی تکمیل حضرت صدر الشریعہ نے مدرسہ معینیہ اجمیر شریف میں کرائی، اور یوں منزل مراد سے ہم آغوشی کے قریب تک پہونچنے کا شرف حاصل ہوا۔

سفر جاری رہتا ہے، ظاہری علوم کے پہلے استاد والد ماجد حافظ غلام نور اور آخری حضرت صدر الشریعہ باطنی تعلیم کی راہ پر گامزن ہوئے تو رہنمائی کو جو ذات ستودہ صفات سامنے آئی اس کی شان و عظمت کا کیا کہنا، ماشاء اللہ، سبحان اللہ، وہ عظیم و جلیل ہستی کہ

جس کے رُخ پر نچھاور ہوں شمس و قمر

دیدہ ہوسکی محو ارباب اہل نظر

کون؟ ایک مرد خدا مست و خود آگاہ، درویش کامل، حضرت مخدوم الاولیاء، تاجدار سمناں حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر کے چمنستان کے گل سرسبد حضرت شیخ المشائخ مولانا سید علی حسین صاحب اشرفی میاں قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے

رہیں شمس و قمر ضو پاش انکی خوابگاہوں پر

خدا کی رحمتوں کے پھول برسیں ان کی راہوں پر

گرد و غبار سے پاک و صاف سینہ، علم و عرفان اور اسرار ظاہری و باطنی کے انوار کا گنجینہ تو پہلے ہی بن چکا تھا اب جو حضرت شیخ المشائخ کی پابوسی کا شرف حاصل ہوا تو سونے پر سہاگہ ہو گیا قلب مرشد کے فیوض سے مالا مال ہونے میں دیر نہیں کی تو مرشد کامل کو مرید کا مقام و مرتبہ معلوم کرنے میں تاخیر کیسے ہوتی، پیر و مرید دونوں "مرد مومن" جن کی نگاہوں سے تقدیریں بدل جایا کرتی ہیں، "زور بازو" کا اندازہ کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ حضرت شیخ نے خلافت و اجازت مرحمت فرمادی اور یوں سفر کا ایک اور مرحلہ تمام ہوا۔

بات ابھی ختم نہیں ہوئی سفر ابھی جاری ہے، وہی شہزادے جنہیں ایک بزرگ نے بشارت دی تھی کہ "انشاء اللہ تعالیٰ میرا یہ بچہ بلند پایہ عالم دین ہوگا" اب اپنے سفر حیات کی ۴۰ منزلیں گزار چکے ہیں مگر ہر منزل نئی منزل کے لئے سامان سفر مہیا کرتی ہے ہر بلندی ایک نئی بلندی کی جانب مائل پرواز ہونے کی دعوت دیتی ہے اور یہ شہزادے حفیظ جالندھری کے الفاظ میں یہ کہتے ہوئے آگے سے آگے اور نیچے سے اونچے بڑھتے ہوئے چڑھتے ہوئے چلے ہی جاتے ہیں کہ

المدد، المدد اے ہمت دشوار پسند

قلۂ کوہ ذرا اور بلند اور بلند

ہندوستان کے سب سے بڑے صوبہ اتر پردیش کے ضلع اعظم گڑھ میں ایک قصبہ ہے، نام کا مبارکپور۔ مگر اب نام کا نہیں رہا کام کا بھی ہو گیا ہے جانتے ہیں آپ کس کے دم قدم سے؟ انہیں شہزادۂ والا جاہ کے! ۲۰ سال کی عمر شریف میں اس سرزمین کو اپنے قدوم

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بیعت لزوم سے سرفراز فرمایا ہے تو اس نے پاؤں
پکڑ لئے، قدموں پر سر رکھ دیا، روئی، گڑگڑائی، آہ و
زاری کی اور انتہائی منت و سماجت کے ساتھ عرض
گذار ہوئی کہ جب آپ نے مجھے اپنے مبارک تلوؤں سے
آنکھیں ملنے کی سعادت بخشی ہے تو اب اس سے کبھی
محروم نہ کیجئے گا۔ خدارا اے بزرگ اس پرخلوص التجا
کو ٹھکرا نہ سکے، دین کے ہو رہے ہمیشہ کے ہو رہے
ایسے ہو رہے کہ اب دنیا کو غرض ہو تو ان کے آستانہ
کرم پر جائے، ان کی چوکھٹ سے فیوض و برکات کی
بھیک لائے وہ کہیں جانے کے نہیں۔

اب دیکھئے نا، ان علما و مشائخ کو حضرت مولینا مفتی
عبدالمنان صاحب اعظمی، مولانا سید مجتبیٰ اشرف کچھوچھوی
مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب کچھوچھوی، مولانا ارشد القادری
صاحب، مولانا مفتی شریف الحق صاحب امجدی، مولانا مظفر حسن
صاحب ظفر ادیبی، مولانا محمد محبوب صاحب اشرفی، مولانا سراج
الہدیٰ صاحب گیاوی، مولانا محمد شفیع صاحب اعظمی، مولانا قاری
محمد یحییٰ صاحب اعظمی، مولانا سید حامد اشرف صاحب
کچھوچھوی، مولانا غلام مصطفےٰ صاحب کوثر امجدی، مولانا قاری
محمد عثمان صاحب گھوسوی، مولینا محمد اعجاز خاں صاحب ادری
مولانا سخاوت علی صاحب بستوی، مولانا محمد بدر الدین گورکھپوری
مولانا سخاوت علی صاحب بستوی، مولانا محمد میاں کامل سہسرامی
مولانا محمد صابر القادری صاحب نسیم بستوی، مولانا محمد احمد
صاحب شاہدی غازی پوری، مولانا سید کلیم اشرف
صاحب مولانا سید مقصود اشرف صاحب، مولانا سید محبوب
اشرف مولانا سید اظہار اشرف علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب
قبلہ مولانا قمر الزماں صاحب اعظمی، مولانا غلام ربانی صاحب
فائق مولانا سید محمد ہاشمی میاں صاحب، مولانا وارث
جمال صاحب بدر القادری اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب
شرر مصباحی، سب کے سب اپنے اپنے مقام و مرتبہ پر
لائق و فائق صاحب علم و فضل مگر چلے آ رہے ہیں مؤدب
دست بستہ سر جھکائے بڑی عقیدت مندانہ حاضری کے
لئے کیوں نہ آئیں انہیں احساس ہے، وہ جانتے ہیں
کہ آج اگر وہ آسمان علم و فضل پر آفتاب و ماہتاب بن کر
چمک رہے ہیں تو کس کی بدولت، انہیں شہزادے کے
کرم سے، انہیں کے قدموں سے لپٹ کر، انہیں کی جوتیاں
سیدھی کر کے، انہیں کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے
انہیں کے دامن کرم کے سایہ میں آ کر انہیں کی درسگاہ میں
بیٹھ کر، وہ درسگاہ جو آج انہیں کے فیضان کرم و
کرامت سے الجامعۃ الاشرفیہ کے نام سے ایک عظیم عربی
یونیورسٹی کی شکل اختیار کر چکی ہے۔

یہ تو ان سیکڑوں افراد میں سے بعض چند کے نام گنائے
گئے ہیں جو برجستہ اور بے ساختہ زبان پر آ گئے ورنہ اس
ذات گرامی کی خاک پا سے تعلق رکھنے والے وہ تمام ذرے
جو آج ماہ تاباں اور خورشید درخشاں بن کر ایک دنیا کو
اپنے علم و عرفان سے دانش و حکمت سے منور و تابناک
بنا رہے ہیں اگر سب در پہ حاضری کو اپنی صف سے [illegible]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سعادت تصور کرتے ہیں اور تنہا انھیں پر موقوف نہیں وقت کی بڑی بڑی شخصیتوں میں کون ہے جو اس بارگاہ میں عقیدت کے پھول لے کر حاضر ہونا اپنے لئے باعث فخر و ناز نہ جانے، ذرا ٹھہر لیے، سنیے کوئی اپنے مخصوص لب و لہجہ میں گلفشانی کر رہا ہے۔

"جہاں تک قوم کے اندر نئی زندگی، نئی روح پیدا پیدا کرنے کا تعلق ہے وہ تو انھوں نے کر دکھا دیا، اب ہمارا کام یہ ہے کہ اس زندگی کو باقی رکھیں، ان کی یادگاروں کو پروان چڑھائیں، یہ حقیقت ہے کہ دنیائے سنیت کے جتنے قلعے انھوں نے تعمیر کئے شاید اتنے دینی قلعے کسی نے نہیں تعمیر کئے۔"

سنا آپ نے پہچانتے ہیں اس آواز کو، یہ تھا مجاہد ملت حضرت مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی کا نذرانۂ عقیدت اور سنئے۔

"ہندوستان میں سیکڑوں عالم ہیں مگر ان (شہزادے) سے ہمیں اس لئے عقیدت و محبت ہے کہ انھوں نے بھارت میں عظمت مصطفیٰ کا ایسا پرچم لہرایا ہے جو کسی کے بس کی بات نہیں۔"

یہ تھی حضرت قائد ملت مولانا سید شاہ اسرار الحق صاحب کی صدائے حق اب ذرا پھر اس بشارت کو یاد کر لیجئے جو ان شہزادے کی ولادت باسعادت کے وقت ایک بزرگ نے دی تھی اور جو اوپر مذکور ہو چکی ہے۔ بولیئے

ہوئی بشارت حرف بہ حرف پوری کہ نہیں؟ یہی شہزادے چار دانگ عالم میں دین و دانش کا ڈنکا بجانے خون کے پیاسے حریفوں اور جان کے خواہاں دشمنوں تک سے اپنے علم، فضل، اخلاق، محبت، تہذیب، شرافت اور تقویٰ و طہارت کا لوہا منوانے کے بعد حیات ظاہری کی ۷۰ ویں منزل پر ۱۳۹۶ھ میں آسودۂ خاک ہوئے تو دنیا بلک اٹھی، علم زار و قطار رو پڑا، درس گاہیں سوگوار ہو گئیں، طالبان علم نے یتیمی کا داغ محسوس کیا، ان کے ایک فدائی اور فدا کار غلام نے بیکل ہو کر حقیقت حال کا اظہار کیا ؎

جس کے دم سے تمہارے گھر میں چراغاں نہ رہا
شوکت غنچہ و گل، حسن گلستاں نہ رہا
نازِ تفسیر و فقہ، حافظِ قرآں نہ رہا
وہ محدثوں کا امیں مصلح دوراں نہ رہا
فکر و احساس کا اعزاز بہاراں نہ رہا
ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی ارماں نہ رہا

ایک فدائی نے آستاں بوسی کا شرف حاصل کر کے تربت اطہر پر "اوراق گل" نچھاور کرتے ہوئے کہا کہ ؎

افسانۂ الم کہ حدیث غم نہاں
اُن سے بچھڑ کے ہم پہ جو گذری ہے کل کہیں
یہ بارگاہِ حافظِ ملت کی نذر ہے
ہیں پیش کچھ ورق جنھیں "اوراقِ گل" کہیں

اور ان کی وفات حسرت آیات کی خبر وحشت اثر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جب مجھ دور افتادہ تک بھی یہ نوحہ زبان پر آ گیا کہ ؎

عالم دین و قاری قرآن
حافظ ملت رسول کریم!
چل دیئے آج سوئے خلد بریں
ہو گئے طالبان علم یتیم

یہ بتانا اب بھی رہ گیا ہے کہ یہ شہزادے تھے حضرت جلالۃ العلم، استاذ العلماء حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان عالموں کے عالم۔ فاضلوں کے فاضل حافظ قرآن و حافظ ملت ـــ اور ـــ وہ بزرگ تھے آپ کے جد امجد ملا عبد الرحیم صاحب جنھوں نے ۱۳۱۲ھ کے کسی دوشنبہ کے دن حضور حافظ ملت کی پیدائش کے وقت اس موقع پر یہ بشارت دی تھی جب ٹولہ، پڑوس کی بڑی بوڑھیوں نے یوم پیدائش (پیر) کی مناسبت سے اپنی دانست میں یہ خوشخبری دی تھی کہ "پیر" آیا ہے۔

بات اب بھی ختم نہیں ہوئی، بات ختم ہو بھی نہیں سکتی اس میں حلاوت اور شیرینی ہی ایسی ہے کہ جی چاہتا ہے کہتے ہی چلے جاؤ، سنتے ہی چلے جاؤ مگر کہنے کی بضاعت اور اظہار عقیدت کی صلاحیت بھی تو ہو ؎

زباں ز گفتہ فرو ماند و راز من باقی ست
بضاعت سخن آخر شد و سخن باقی ست

بس اب اس سے زیادہ عرض کرنے کی سکت نہیں ہے کہ ؎

آتی ہیں روز روز کہاں ایسی ہستیاں
بستی ہیں جن کے دم سے محبت کی بستیاں
دیتی ہیں جو دلوں کو دعاؤں کی مستیاں
کرتی ہیں عام دہر میں جو حق پرستیاں
ہوتی ہے ارجمند زمیں جن کے نور سے
ملتا ہے زندگی کو یقیں جن کے نور سے

قطعہ

بلوچۂ مشتاقان شوق دید سے
حسن روئے ناز کی فصل بہار
حافظ ملت کے فیض علم سے
آ گیا مرجھائے گلشن پر نکھار

منجانب: عبد الحکیم مصباحی

حافظ ملت نے فرمایا

- زندگی وہ ہے جو کسی دوسرے کے کام آ سکے
- آدمی کو ہمیشہ باوقار رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ وقار وضع اور رکھ رکھاؤ سے نہیں بلکہ مستحکم وقار عمدہ اخلاق سے قائم ہوتا ہے۔

منجانب: جعفر القادری البستوی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جناب ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحب صدر جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرام پور

چند مشاہدے

اتباع سُنّت

حضور حافظ ملت ایک ایسے انسان تھے کہ جن کو بہت سی انسانی خوبیوں کا جامع کہا جائے تو مناسب ہو گا۔ ان کا بڑوں سے ملنے کا نیاز مندانہ انداز، معاصرین سے مخلصانہ و برادرانہ برتاؤ بلکہ اعزا و اقرباء سے مشفقانہ سلوک اپنی مثال آپ تھا ـــــ ہر وہ شخص جو شرف نیاز حاصل کرتا یہی یقین و اطمینان لے جاتا کہ حضرت میرے بہت ہمدرد ہیں۔ حضرت کا ایک خاص شیوہ یہ تھا کہ ہر شخص کی خوبیوں کو نمایاں طور سے بیان فرماتے۔ اور عیوب کا کبھی ذکر کرنا تو درکنار سننا بھی گوارہ نہ فرماتے۔ اگر کبھی گفتگو میں کسی نے بے احتیاطی برتی اور کوئی غیر مناسب بات کہہ دی جو حضرت کو ناپسند ہوئی تو خاموشی کو ترجیح دیتے۔

یہ سب مکمل اسلامی طریقے اور شریعت مطہرہ کی پابندی ہی تھی اس لئے مجھے جب کبھی کسی طریقہ کی شرعی تلاش ہوتی تو میں یہی سوچ لیتا کہ حضرت تشریف لائیں گے اس سلسلے میں تو ان کا عمل دیکھ لوں گا اور وہی شرعی حکم ہو گا۔

آپ بیتی

اولاً مجھے حضرت کا نیاز مولانا غلام محمد صاحب عزیزی صدر المدرسین جامعہ عربیہ انوار القرآن اور خلیفہ حافظ محمد حنیف صاحب کے توسل سے ہوا۔ مصافحہ کرنے کے بعد ہاتھ پکڑ کر چارپائی پر بٹھالیا۔ مشکل سے منٹ ساتھ بٹھارہا اور دواخانہ کی ضرورت بتا کر رخصت لے لی۔

اس منٹ میں حضرت کی نظروں نے کیا اثر ڈالا اس کا اندازہ مشکل ہے۔ کہ اس کے بعد ہی سے میری دنیا بدلنے لگی۔ حضرت سے لگاؤ بڑھتا رہا۔ سبھی پرانے طور طریقے وضع قطع کو خیر باد کہہ دیا اور دین سے قربت بڑھنے لگی۔ چند مہینوں بعد جب حضرت انوار القرآن کے جلسہ میں تشریف لائے۔ تو مجھے اپنا بنالیا۔ اب تو غلام اور آقا کا رشتہ ہی مضبوط ہو گیا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اپنائیت

جب میں بیعت ہوا اس زمانے میں حضرت جامعہ عربیہ انوار القرآن کی بالائی منزل کے ایک کمرے میں قیام فرماتے تھے کچھ دنوں بعد ایک روز میرے ذہن میں بات آئی کہ کاش حضرت غریب خانہ پر قیام فرماتے مگر مجبوری یہ تھی کہ مکان اس لائق نہیں بنا تھا کہ دین و دنیا کے اس عظیم رہنما کو میں اس میں قیام فرمانے کی زحمت دیتا۔ آخر حضرت کا فیض اس طرف متوجہ ہوا۔ مکان تعمیر ہو گیا اور میری خواہش پوری ہو گئی۔ بیماری کے ایام میں حضرت کے چھوٹے صاحبزادے جناب عبدالقادر صاحب پہلی بار تشریف لائے۔ بوقت ملاقات فرمایا۔ آنے کی کیا ضرورت تھی میرا ایک گھر بھوجپور میں ہے اور دوسرا گھر بلرام پور میں ہے۔ میں بہت آرام سے ہوں۔

قوت برداشت

آنکھوں کے آپریشن کے وقت مریض کی آنکھ کے گرد کئی انجکشن لگائے جاتے ہیں جس سے مریض ہوش میں ہے تو تڑپ جاتا ہے۔ لیکن میں نے حضرت کی آنکھ کے آپریشن کے وقت دیکھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کے اس نازک عضو پر کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ درآں حالیکہ آپ نے بے ہوشی کا انجکشن نہیں لیا تھا۔ آپ مکمل ہوش و حواس کے ساتھ تھے اس وقت میں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت کو اپنے جسم کے ہر حصے پر مکمل قابو دے دیا گیا ہے تبھی تو کسی غیر مرئی طاقت کے سہارے شدت تکلیف پر بھی اف تک نہیں کرتے۔

التزام سنت

میں حضرت کی پاپوش دیکھتا تو سوچتا کہ حضرت کو بوٹ یا پمپ جوتا پہننا چاہیے اور حضرت ہلکے پتلے ناگرہ جوتے استعمال کرتے ہیں۔؟ لیکن جب اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کشیدہ نقش نعلین مبارک، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھا تو بات سمجھ میں آئی کہ یہاں بھی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع مقصود ہے۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا حال یہ تھا کہ میرے خیال سے شاید ہی کبھی کوئی سنت ترک ہوئی ہو۔ خواہ وہ گفتار، رفتار ہو۔ درس و تدریس ہو۔ سفر و حضر ہو۔ جلوت و خلوت ہو یا نشست و برخاست میں نے ہر جگہ پابند سنت پایا۔

معمولات

رات میں بستر پر پہنچا کر ہم لوگ جیوں ہی الگ ہوتے۔ رات کی عبادت کو بیٹھ جاتے۔ اور کبھی کوئی معمول ترک نہ ہوا۔ بطور نصیحت کئی بار فرمایا۔ عمل اتنا ہی کرو جتنا بلا ناغہ کر سکو۔ ایک بار ایک صاحب بیعت ہوئے انھوں نے عرض کیا حضور سنا ہے زیادہ درود شریف پڑھنے سے نقصان ہے۔ فرمایا نہیں۔ نقصان نہیں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہے۔ البتہ اتنا پڑھو جتنا روزانہ پڑھ سکتے ہو۔ انھوں نے عرض کیا میں ایک ہزار بار روزانہ پڑھتا ہوں۔ فرمایا اگر اس معمول کو تاحیات برقرار رکھ سکو تو سبحان اللہ

اہتمام عبادت

شدید بیماری کے دنوں میں نقاہت اتنی زیادہ تھی کہ ہم لوگ پریشان رہتے۔ مگر عین نماز کے وقت اٹھ کر بیٹھ جاتے۔ اور وضو کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ ہم لوگ پیچھے کھڑے رہتے تاکہ بوقت ضرورت سنبھالا جا سکے۔ لیکن رات کا عالم یہ ہوتا کہ ہم لوگوں کو بہ اصرار بھیجد یتے۔ جب مکمل سناٹا ہو جاتا۔ عبادت میں مصروف ہو جاتے۔ ایک روز دن کی حالت سے مجھے زیادہ پریشانی تھی ایک بجے رات میں حاضر ہوا چارپائی پر بیٹھے ضرب لگا رہے تھے میری زبان سے نکلا حضرت ۔۔۔ فرمایا آپ چلئے آرام کیجئے میں ٹھیک ہوں۔

مستجاب الدعوات

دربار خداوندی میں مقبولیت کا اندازہ کچھ اس سے بھی ہوتا ہے کہ حضرت کا اسم مبارک جن صفات کا حامل ہے اللہ نے اسی قدر نوازا۔ میری معلومات کے دائرہ میں کبھی بھی کوئی دعا غیر مقبول ثابت نہ ہوئی جس کسی کے لئے جس قدر دعا فرمائی وہ اسی سے زیادہ فیضیاب ہوا۔ مثال کے لئے جامعہ عربیہ انوار القرآن ہے جس کے خلاف بہت سے لوگوں نے بہت کچھ کر ڈالا۔ مگر انوار القرآن کی ترقی میں کبھی جمود طاری نہ ہوا۔ ایک بار جامعہ کے سالانہ جلسہ میں اسٹیج کی کرسی پر بیٹھتے ہی فرمایا۔ انوار القرآن میرا ادارہ ہے یوں تو سبھی سُنّی ادارے میرے ہیں۔ مگر انوار القرآن خاص طور سے میرا ادارہ ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ میری خاص دعائیں ہیں۔ اور یہ انہی سدا بہار دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ انوار القرآن کا ارتقائی عمل سدا بہار ہوتا جا رہا ہے۔

فضیلت علم

عمر بھر دیکھا کیا یہ خواب وہ جنت مکیں
ہند کو سب سے بڑا ہے مرکز تعلیم دیں
اس کے ہاتھوں سے ہوئی تھی ابتدا جس کام کی
اب ضرورت ہے اسی جوش و خروش عام کی
آؤ مل کر اس ادھورے کام کو پورا کریں
جانے والے کی فضیلت کا علم اونچا کریں

اختر بستوی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ نثار احمد صاحب مدرسہ ضیاء العلوم خیرآباد

مستقبل کے افق پر

میں اپنی زندگی میں پیش آنے والے کچھ واقعات تحریر کروں گا میری زندگی کی تمام تر کامیابیاں انہیں کی رہینِ منت ہیں۔ میں حضرت کی ان خصوصی دعاؤں سے مطمئن ہوں فرماتے کہ آپ جہاں رہیں گے ان شاء اللہ کامیاب رہیں گے میری نصیحتوں پر عمل پیرا رہیں اللہ کا فضل ہے کہ ان کی نصیحتوں پر اور ان کے نقوشِ قدم پر تھوڑا بہت چل کر آج میں اتنا ہی مطمئن ہوں جتنا کہ ان کی ظاہری زندگی میں مطمئن تھا۔ میں نے غالباً ۱۹۴۹ء میں اشرفیہ سے پرائمری درجات سے فارغ ہو کر حفظ کرنے کا ارادہ کیا مگر گھر کی معاشی زندگی اتنی مخدوش تھی کہ کوئی بھی علم حاصل کرنا میرے لئے دشوار تھا مگر شوق تھا محلہ کے ایک حافظ صاحب سے رات میں پڑھنا شروع کیا۔ دن میں کام کرتا رات میں پڑھتا اس طرح ۱۹۵۵ء کے کچھ مہینے تک پڑھا پھر بند کر دیا۔

میرے والد جناب عبد الرحیم صاحب مرحوم باہر رہتے تھے وہ مکان پر آئے انہیں معلوم ہوا کہ پڑھنا چھوڑ دیا ہے تو وہ سیدھے حافظ ملت کی بارگاہ میں لے کر پہنچے حضرت سے تعارف کرایا حضرت نے فرمایا ذرا ایک رکوع سناؤ سنایا تو فرمایا کہ اب تم کو مدرسہ میں داخل کیا جاتا ہے اب یہاں باقاعدہ آکر پڑھو۔ والد صاحب سے فرمایا کہ یہاں داخل کئے جاتے ہیں ان شاء اللہ یہاں سے حافظ بھی ہوں گے اور قاری بھی۔ میں حیرت میں ڈوب گیا کہ حفظ کے لئے تو گھر کے حالات اجازت ہی نہیں دے رہے ہیں قاری ہونے کے لئے کہاں وقت مل سکتا ہے مگر واہ رے ایک ولی کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ، پورے ہو کر رہے۔

محرم ۱۳۷۲ھ میں دار العلوم اشرفیہ میں داخل ہوا اور جمادی الاولیٰ ۱۳۷۵ھ میں حفظ قرآن پاک ختم ہوا اور اسی سال قرآن عظیم پورا محراب پر سنا لیا۔ پھر شعبان میں دستار بندی کے بعد معاشی مجبوریوں کی وجہ سے پڑھائی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اسی سال ذی الحجہ میں بمبئی چلا گیا ۸ ماہ کے بعد والد صاحب نے بلا کر الہ آباد موضع نئی کوٹ میں پڑھانے کے لئے لگا دیا ڈھائی سال وہاں رہا حافظ ملت علیہ الرحمہ نے والد صاحب قبلہ کو میرے پاس بھیجا کہ انہیں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

وہاں سے لے آؤ یہاں آکر تجوید بھی مکمل کر لیں۔ میں نے
جب یہ پیغام سنا تو مجھے حیرت ہوئی بہر حال میں مکان
پر آیا اور حضرت کے حکم سے قاری رحمت اللہ صاحب مدظلہ العالی شیخ
التجوید کی درسگاہ میں نام لکھا کر پڑھنا شروع کر دیا
اور شعبان ۱۳۷۰ھ میں قرأت حفص سے فراغت حاصل
کر لی اور اب تو میرے دل کے نہاں خانے میں حافظ ملت
ہر وقت رہنے لگے اور کبھی کبھار ان کی بارگاہ میں حاضری
بھی ہونے لگی، ایک روز حضرت نے یاد فرمایا اور مجھے بھیروی
امامت کے لئے جانے کو کہا میں کچھ جواب تو نہ دے سکا
آنکھوں سے آنسو بہنے لگے حضرت نے یہ کیفیت دیکھی تو
فرمایا کہ اچھا جاؤ اپنے والد کو بھیج دینا، والد صاحب آئے اور
انھوں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور وہ بہت دل کا کمزور
ہے باہر نہیں رہ سکتا۔ تھوڑے عرصے کے بعد غالباً ذوالحجہ
۱۳۸۰ھ کے آخری عشرے میں مولانا غلام محمد صاحب بھیروی
میرے مکان پر گئے اور انھوں نے فرمایا کہ حضرت نے آپ کو
یاد فرمایا ہے اس دن گھر پر کچھ ایسی بات ہو گئی تھی کہ میں
دن بھر روتا رہا اور یہ سوچ رہا تھا کہ کہاں چلا جاؤں اتنے
میں یہ حضرت کا پیغام پہنچا میں شاداں و فرحاں پرانے
مدرسے حاضر ہوا سلام و دست بوسی کی اور ادب سے کنارے
بیٹھ گیا۔ دیکھا کہ ایک مولانا صاحب حضرت کی بارگاہ میں بیٹھے
ہوئے ہیں۔ حضرت نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ حافظ نثار
احمد آپ کو خیرآباد جانا ہے یہ مولانا خیرآباد کے رہنے والے
ہیں ان کے مدرسے میں ایک حافظ کی ضرورت ہے خیرآباد

کوئی دور نہیں ہے گویا مبارک پور کا ایک محلہ ہے
آپ وہاں جائیں مولانا کہتے ہیں کہ خیرآباد میں ایک [illegible]
آتے ہیں جو دیوبندی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتے ہیں ان
کا کہنا ہے کہ خیرآباد میں بریلویوں میں حافظ ہو ہی نہیں سکتے
آپ جائیں انشاء اللہ وہاں حافظ ہوں گے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور کا حکم سر آنکھوں پر جب
ارشاد ہو حاضر ہو جاؤں حضرت نے فرمایا مولانا آپ جائیں یہ
کل خیرآباد پہنچ جائیں گے۔ دوسرے روز خیرآباد حاضر ہوا
تعلیم شروع ہوئی مولانا محمد عمر صاحب نے
فرمایا حافظ صاحب آپ جن جن لڑکوں کو تیار کر سکیں درجۂ حفظ
میں لے لیں چنانچہ معین اختر کے علاوہ ایک لڑکا اور
تیار ہوا اور حفظ کلاس میں کل تین لڑکے داخل ہوئے
اور پڑھائی شروع ہو گئی تین سال میں حافظ معین اختر فارغ
ہو گیا اور ایسا حافظ نکلا جس کی ذہانت اور یادداشت کی گواہی
آج بھی خیرآباد کے بام و در دے رہے ہیں۔ پھر یہ سلسلہ
شروع ہوا اور ہر سال حفاظ کی ایک فوج تیار ہو کر
نکلتی رہی اور الحمد للہ حافظ ملت علیہ الرحمہ کی دعاؤں سے
ہر سال دو چار حافظ فارغ ہوتے ہیں اور آج تک یہ سلسلہ
جاری ہے یہ حضرت کی دعاؤں ہی کا اثر ہے کہ خود خیرآباد
میں اتنے حفاظ ہو گئے ہیں کہ ہر سال تراویح کے لئے باہر
جاتے ہیں اور میرے کلاس میں ہمیشہ خیرآباد کے دو چار
بچے درجہ حفظ میں ضرور رہتے ہیں۔ حالات کتنے بھی بدلتے
رہے مگر ایک بچے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

زبان سے نکلے ہوئے کلمات اب بھی اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی زبانِ فیض ترجمان میں خدا نے وہ تاثیر ودیعت فرمائی تھی کہ جب بھی دل سے دعا فرماتے اللہ رب انہیں محروم نہیں کرتا۔ اس لئے کہ انہوں نے اپنی زندگی کا ہر ہر لمحہ اپنے رب کے لئے وقف کر دیا تھا میں نے اپنی مختصر زندگی میں جو کہ ان سے قربت کے لمحے مجھے میسر آئے ایسا شیخ شریعت اور عامل سنت کسی کو نہیں پایا۔ میرا تو یہ حال تھا کہ جب کوئی افتاد پڑتی حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا اور میری مصیبت ٹل جاتی میرا یقین اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ جب ان کی بارگاہ کی طرف چلتا تو پہلے گھر سے یہ سوچ لیتا کہ اگر حضرت سے شرف نیاز حاصل ہو گیا تو میرا یہ کام پورا ہو جائے گا جب حضرت مل جاتے تو کچھ بتاتا کہ کام بن گیا نہیں تو کچھ بتاتا کہ اب یہ مصیبت ختم ہونے والی نہیں ہے میں ویسے بھی ہر جمعہ کی صبح کو بارگاہ میں حاضر ہوتا اور دیر تک حضرت کی صحبت میں اکثر تنہا رہتا اور حضرت مجھے نصیحتیں فرماتے اور میں غور سے سنتا رہتا اور عمل کی کوشش کرتا۔ حضرت نے اپنے اس غلام کو اتنا نوازا ہے کہ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں اسے ادا کر سکوں۔ میں تراویح کے لئے ہر سال رمضان میں باہر جاتا تھا اتفاق سے مجھے رائے پور شہر سے میرے پاس ہر سال تراویح کے لئے ایک دعوت نامہ آیا میں رائے پور کے بارے میں سنتا تھا کہ وہاں ہندوستان کے چیدہ چیدہ حفاظ آتے ہیں جن میں اکثر فارغ التحصیل علماء ہوتے ہیں دعوت نامہ پڑھ کر میں گھبرا گیا تھا۔

جھجکتے حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کیا حضور رائے پور سے دعوت نامہ آیا ہے اور وہ بھی خاص شہر سے حضرت نے فرمایا آپ جائیں ان شاء اللہ آپ کامیاب رہیں گے میں نے عرض کیا حضور وہاں ہندوستان کے چیدہ چیدہ حفاظ آتے ہیں وہاں میرا کیا حال ہوگا اس لئے کہ میں سمجھ رہا تھا کہ میں کتنے پانی میں ہوں مگر حضرت کے ایک جملے نے مجھے مطمئن کر دیا کہ آپ گھبرائیں نہیں آپ جہاں رہیں گے ان شاء اللہ کامیاب رہیں گے میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ میں رائے پور گیا اور الحمد للہ اتنا کامیاب ہوا کہ وہاں کے بعض لوگ کہتے تھے کہ یہاں پر اس مصلے پر بڑے بڑے کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں یہ آپ کے پیر کی دعا ہے کہ آپ اس قدر کامیابیوں سے ہمکنار ہو چکے ہیں شوال میں جب حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضرت کا معمول تھا کہ جب زیادہ عرصے کے بعد ملاقات کا شرف حاصل ہوتا تو دیر تک ہاتھ پکڑے رہتے اور اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک سب کچھ دریافت نہ فرما لیتے حضرت نے فرمایا رائے پور کیسا رہا میں نے عرض کیا حضور آپ کی دعاؤں سے کامیاب رہا حضرت نے مسکرا کر فرمایا کامیاب نہیں بہت بہت کامیاب رہے میں نے عرض کیا کہ حضور یہ سچ ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنی کامیابی نہیں ہوئی تھی جتنی کہ امسال رائے پور میں ہوئی پہلے ہی سفر میں پورا شہر حافظ ملت کی غلامی کی وجہ سے مجھے جاننے پہچاننے لگا۔ حضرت نے فرمایا ہاں یہ سب کچھ حضرت کی دعاؤں کا فیض ہے میں آج بھی حضرت کے پردہ فرمانے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

غلام مصطفیٰ فرزندی مراد آبادی

ایک پیشین گوئی جو پوری ہوئی

میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے غلاموں میں سے ہوں مارچ ۱۹۷۶ء کے آخر ہفتہ میں میری ملاقات بلاری ضلع مراد آباد میں بعد نماز عشاء ایک بزرگ اللہ بخش صاحب سے ہوئی دوران گفتگو میں حضور علیہ الرحمہ کا ذکر بھی آیا۔ تو ان بزرگ صاحب نے فرمایا کہ اگر ماہ مئی ۱۹۷۶ء میں دو گرہن ہو رہے ہیں جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ کسی بزرگ کا وصال عنقریب ہے اور ہند کے اولیاء کرام میں سے کسی مایہ ناز ہستی کی رحلت ہوگی ان بزرگ نے مجھ سے کہا کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے اپنے پیر و مرشد کی قدم بوسی سے نیاز حاصل کرو کیونکہ فی زمانہ وہ بھی ایک اولوالعزم ولی کامل ہستی ہیں۔

مجھے ماہ اپریل مئی جون اور جولائی میں کہیں جانے کی مہلت بوجہ زائد کام نہیں ہوئی اس لئے میں نے خشوع و خضوع کے ساتھ بارگاہ رب جلیل میں دعا مانگی کہ میری ملاقات میرے مرشد سے جلد کرا دے اور روضہ اقدس جناب حضور اعلیٰحضرت صاحب علیہ الرحمہ پر حاضر ہو کر دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ میری تمنا پوری کر دے میری دعا کو اللہ رب العزت نے شرف قبولیت بخشا اور مورخہ ۷ مئی ۱۹۷۶ء کو بروز جمعہ میں ۱۱ بجے دن مبارکپور پہنچ گیا۔ حضور حافظ ملت میرا انتظار فرما رہے تھے کیونکہ میری آمد کی تاریخ کی اطلاع حافظ خورشید مراد آبادی طالب علم عربی یونیورسٹی کو ہو چکی تھی جو کہ اسی صبح مبارکپور پہنچے تھے۔

میں نے حضور حافظ ملت کو بخیر و عافیت پایا اور دل فرط محبت سے جھوم اٹھا اور ایسی بے خودی طاری ہوئی کہ اس دیدار کو آخری دیدار نہ سمجھا اور عربی یونیورسٹی کی سالانہ تقریب میں اپنے پیر و مرشد کی عزت جاہ جلال اور بزرگی دیکھنا نصیب ہوا اور آئندہ ملاقات کا تصور رہا کہ مراد آباد میں پھر ملاقات ہو گی جب رمضان المبارک میں حضور مراد آباد تشریف لے جائیں گے میری تمنا پوری نہ ہو سکی۔ مشیت ایزدی یہی تھی۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

متفرق مضامین

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا افتخار احمد مصباحی

حافظ ملت ایک مثالی عبد رحمٰن

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا

حافظ ملت علیہ الرحمہ والرضوان نے ایک بار فرمایا میں نے اپنے استاذ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ والرضوان سے علم بھی پڑھا ہے اور عمل بھی۔

کتنا بلیغ اعتراف نعمت ہے عمل پڑھنے کے محاورہ نے اپنے اندر معانی کا ایک عظیم ذخیرہ سمو لیا ہے۔ حافظ ملت صرف کتابوں کا گہرا مطالعہ نہیں کرتے تھے بلکہ استاذ کا بھی عمیق مطالعہ فرماتے تھے صرف کتابوں کے مطالب و مفاہیم ہی پر نظر نہ ہوتی تھی بلکہ استاذ کی شخصیت کی حرکات و سکنات سے بھی مستفیض و بہرہ ور ہوتے رہے۔ اپنے اندر معانی کتب ہی کو نہ سموتے تھے بلکہ استاذ کی شخصیت کو بھی اپنے قلب و دماغ میں اتارتے تھے۔

اوقات درس ہی تک حافظ ملت کی تعلیم محدود نہ رہتی بلکہ شب و روز کے بیشتر لمحات میں بھی استاذ محترم سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اپنے سامنے کتابیں کھول کر نہیں بلکہ استاذ کی کھلی شخصیت کو دیکھ دیکھ کر۔ اس طرز تعلیم کی بھی کوئی مثال مل سکتی ہے اس میں طالبان علم کے لئے ایک عظیم درس موجود ہے ایک استاذ جہاں معلم علوم ہوتا ہے وہیں معلم اعمال بھی ایک شفیق مربی کی ذمہ داری صرف دماغی و ذہنی تنقیح و تثقیف نہیں ہوا کرتی بلکہ ظاہری اخلاق و اعمال کو مانجھ کر مجلی و مصفی بنانا بھی اس کے ذمہ عائد ہوتا ہے۔ حافظ ملت اپنے استاذ سے ایک طرف علم و فن کے قیمتی جواہر سمیٹتے تھے تو دوسری طرف اعمال و کردار کے گوہر آبدار بھی اپنے قلب و ذہن کے نہاں خانوں میں جمع کرتے تھے اسی طرح حافظ ملت کی شخصیت علم و عمل دونوں کا پیکر بے مثال بن گئی تھی اسی لئے حافظ ملت کے علم کا جہاں چرچہ ہوا وہیں عمل کا شہرہ عظیم بھی ہوا۔ آپ سے علم کی کرشمہ سازیاں اور کارخانہ سازیاں جس طرح جلوہ نما ہوئیں اسی طرح عمل کی تاریخ سازیاں اور انقلاب انگیزیاں بھی جلوہ گر ہوئیں۔ حافظ ملت نے استاذ کی رفتار و گفتار اور کردار شرع و اد

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بلکہ ایک ایک ادا اپنے اندر جذب کر لی تھی اس حد تک کہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ استاذ کے قلب و دماغ اور اعمال و اخلاق کو حافظ ملت نے نچوڑ لیا تھا استاذ بھی ایسا کہ چلے تو اللہ و رسول جل و تعالیٰ و صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طرز رفتار سے۔ بات کرے تو خالق و محبوب کے بتائے ہوئے طرز گفتار سے غرض ہوئے جاگے اٹھے جائے آئے کھائے پیئے کچھ بھی کرے خدا و رسول جل و تعالیٰ و صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے سے ہی کرے ان کی تعلیمات سے یکسر مو بھی تجاوز و انحراف نہ کرے جو قدم بھی اٹھائے پھونک پھونک کر۔

حافظ ملت نے انھیں سے علم بھی پڑھا تھا اور قرآن و حدیث اور دیگر علوم بھی حاصل کئے تھے اور پھر علم و عمل دونوں کی تعلیم سے ایک عظیم انسان بھی بن گئے تھے اور رحمٰن کے ایک مثالی بندے بھی۔ آپ نے قرآن کی تعلیم حاصل کی تھی اور اس کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ اس بحر ناپیدا کنار کے الفاظ کے جہاں آپ حافظ تھے وہیں اس کے معانی کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بھی آپ کے سینے میں موجزن تھا۔ اس کی دیگر تعلیمات پر نظر تھی اور عمل تھا وہیں یہ بھی پڑھا تھا اور بے شمار بار پڑھا تھا کہ اس میں رحمٰن کے بندوں کی صفتیں بیان کی گئیں ہیں اور پھر اس نظر سے پڑھا تھا کہ رحمٰن کے بندوں کی یہ صفتیں اس لئے ذکر کی گئی ہیں کہ رحمٰن کے بندے ان صفات کے حامل نہیں اور پھر حافظ ملت کے ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کی تھی اور اس میں بحمد اللہ کامیاب ہوئے تھے اور ان صفات کی کسوٹی پر حافظ ملت کی شخصیت کتنی کھری ثابت ہوئی تھی اس کا اندازہ کرنے کے لئے عباد رحمٰن کی صفات و علامات کا جو اجمالی ذکر کرتے ہیں قرآن کہتا ہے۔

وعباد الرحمٰن الذین یمشون	اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو
علی الارض ھونا واذا خاطبھم	زمین پر وقار کے ساتھ چلتے ہیں
الجاھلون قالوا سلاما	اور جب جاہل ان سے خطاب کرتے ہیں
(پ ۱۹ الفرقان ع ۴)	بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں

یعنی نفس، خواہشات اور شیطان کے بندے نہیں بلکہ رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر باوقار چلتے ہیں تو تواضع و انکساری کے ساتھ نخوت و غرور اور خود نمائی کے ساتھ نہیں چلتے وہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں اس لئے ان کی روحیں ان کی جانیں اور ان کے دل جھکے ہوئے ہیں اس کے جلال و کبریائی کے سامنے۔ پھر کس کو سر اٹھانے کی مجال ہو سکتی ہے حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

المؤمنون ھینون لینون	اہل ایمان نرم و سہل ہوتے ہیں
کالجمل الانف ان قید	نکیل لگے اونٹ کی مانند اگر
انقاد وان انیخ علی صخرۃ	اسے باندھا جائے تو بندھ جائے
استناخ	اور اگر اسے کسی چٹان پر بٹھایا
(روح البیان ج ۶)	جائے تو بیٹھ جائے۔

اہل ایمان کی یہی شان ہوتی ہے کہ جلال ربانی کے سامنے ان کے دل و جسم خاشع و خاضع اور منکسر و متواضع ہیں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

رہتے ہیں۔

اب آیئے دیکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز رفتار کیا تھا اور پھر دیکھیں کہ حافظ ملت اس انداز رفتار کی پیروی اور تقلید میں کس حد تک کامیاب رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

ما رأیت احدا اسرع فی مشیۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانما الارض تطوی لہ انا لنجھد انفسنا وانہ لغیر مکترث (انوار غوثیہ شرح شمائل ص[illegible])

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہ دیکھا گویا زمین آپ کے لیے لپٹی جارہی تھی ہم اپنی پوری طاقت صرف کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے تکلف چلتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کا تعارف کراتے تو فرماتے۔

اذا مشی تقلع کانما ینحط فی صبب۔ (انوار غوثیہ شرح شمائل ص[illegible])

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو زمین سے پاؤں قوت کے ساتھ اٹھاتے گویا آپ اوپر سے نیچے کی طرف اتر رہے ہوں۔

حضرت علی کی دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مشی تکفا تکفؤا کانما ینحط من صبب (ایضاً ص[illegible])

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تو بلا رکاوٹ آگے کو جھکے ہوئے چلتے تھے جیسے نشیب کی طرف قدم اٹھا رہے ہوں۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ کا بیان ہے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا کھینچنے کا عجیب ملکہ حاصل تھا۔

اذا زال زال قلعا یخطو تکفیا ویمشی ھونا ذریع المشیۃ اذا مشی کانما ینحط من صبب واذا التفت التفت جمیعا خافض الطرف (ایضاً ص[illegible])

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قدم اٹھاتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے کو جھک کر چلتے اور باوقار چلتے اور جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا کہ بلندی سے پستی کی طرف جارہے ہیں اور جب آپ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے طور سے متوجہ ہوتے آپ کی نظر نیچی ہوتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مضبوطی سے قدم اٹھاتے آگے کو جھک کر باوقار چلتے تیز رفتاری سے چلتے جیسے کہ فراز سے نشیب کی طرف اتر رہے ہوں نظریں آپ کی جھکی ہوتیں۔

کیا ہمارا اور تمام شاہدین کا یہ مشاہدہ نہیں کہ حافظ ملت اسی سنت کریمہ پر عمل پیرا ہونے کی کوشش فرماتے آپ زمین پر وقار اور سکینت کے ساتھ چلتے۔ آپ کی رفتار تواضع وخاکساری کی آئینہ دار ہوتی نگاہیں بھی نیچی ہوتیں ایسے چلتے جیسے نشیب کی طرف اتر رہے ہوں اور اس پیرانہ سالی میں بھی اتنی تیزی سے چلتے کہ جوانوں کا ساتھ چلنا مشکل ہوجاتا۔

اوری کا ایک واقعہ ہے صدیق مکرم مولانا یٰسین

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اختر اعظمی اس کے راوی ہیں۔ آج سے کئی سال پہلے مانس پور اودری ضلع اعظم گڑھ کے ایک جلسے میں حافظ ملت تشریف لے گئے مولانا مشتاق احمد نظامی، مولانا ابوالوفا نعیمی [illegible] اور ریکل انسا ہی بھی شریک اجلاس تھے اختتام تقریر کے بعد یہ حضرات اپنی ٹرین کے لئے اندارا اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے ریکل صاحب وغیرہ کی ٹرین گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تھی اس لئے وہ بہت پہلے اسٹیشن پہنچ چکے تھے تقریباً ۴۵ منٹ یا پورے ایک گھنٹہ بعد حافظ ملت اسٹیشن کے لئے روانہ ہوئے اسٹیشن پہونچانے والے عقیدت مندوں بالخصوص جناب لال محمد، جناب احمد علی جناب محمد سلیمان وغیرہ کا بیان ہے کہ حضرت حافظ ملت اتنی تیزی سے چل رہے تھے کہ بعض اوقات ہم لوگوں کو دوڑنا پڑتا اور بڑی مشکل سے حضرت کا ساتھ دے پاتے تھے۔ اور جب پہونچے تو لوگوں نے بتایا کہ حضرت کی ٹرین کا وقت ختم ہو چکا ہے اب اسے ملنے کی کوئی توقع نہیں اس کے باوجود حافظ ملت چلتے رہے اور یہ فرمایا ان شاء اللہ ضرور ملے گی۔ اسٹیشن پہونچے تو ریکل صاحب ابھی موجود تھے اور حافظ ملت کی ٹرین ابھی آئی ہی تھی حافظ ملت کو دیکھتے ہی ریکل صاحب اور دیگر علمائے کرام نے ان کے قدم چوم لئے ایسا نہیں کہ حافظ ملت اس طرح کے مخصوص حالات ہی میں تیز رفتاری سے چلتے تھے بلکہ عام حالات میں بھی آپ کی رفتار سنت کے مطابق تیز ہوا کرتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جب مخلوق کو جمع فرمائے گا ایک منادی دینے والا ندا دے گا اہل فضل کہاں ہیں تو کچھ لوگ اٹھیں گے اور وہ بہت تھوڑے لوگ ہوں گے وہ تیزی سے جنت کی طرف جانے لگیں گے ان سے فرشتے ملیں گے اور کہیں گے ہم تم کو جنت کی طرف تیزی سے جاتا ہوا دیکھ رہے ہیں، تو وہ لوگ کہیں گے ہم اہل فضل ہیں فرشتے کہیں گے تمہارا کیا فضل رہا ہے وہ کہیں گے ہم پر جب ظلم کیا جاتا ہم صبر کرتے اور جب ہمارے ساتھ کوئی جہالت ونادانی سے پیش آتا ہم برداشت کرتے تو ان سے کہا جائے گا تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(روح البیان [illegible])

دوسری حدیث ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی امت کے کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں اور وہ لوگ اس زمانے کے بعد ہوں گے وہ مجھ سے محبت کریں گے اور میں ان سے محبت کروں گا وہ باہم خیر خواہ ہوں گے۔ اور وہ ایک دوسرے کے لئے خرچ کریں گے وہ لوگ اللہ کے نور سے آہستہ روی اور خشیت الٰہیہ کے ساتھ چلیں گے وہ اپنے صبر اور بردباری کے باعث لوگوں سے محفوظ رہیں گے اور لوگ ان سے محفوظ ہوں گے اللہ کی یاد میں ان کے دلوں کا سکون واطمینان ہوگا وہ اپنی مسجدوں کو اپنی نمازوں سے آباد کریں گے اپنے چھوٹوں پر مہربانی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کریں گے اور اپنے بڑوں کی تعظیم کریں گے وہ ایک دوسرے کے لئے ہمدرد ہوں گے ان کا مالدار اپنے تنگ دست سے رجوع کرے گا وہ اپنے مریضوں کی عیادت کریں گے اور اپنے جنازوں کے پیچھے چلیں گے قوم کے ایک شخص نے کہا اس میں ان کی مدد بھی کی جائے گی اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اور فرمایا بالکل نہیں ان کا کوئی معاون نہ ہوگا وہ اپنا کام خود کریں گے وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس سے بالاتر ہوں گے کہ اللہ ان کو فراخی رحمت کرے کیونکہ ان کے رب کے نزدیک دنیا کی کوئی قدر وقیمت نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا اخیر تک (روح البیان ج۴ ص۲۳۲)

اس حدیث میں عباد رحمٰن کی صفتیں اور علامتیں قدرے تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔

ایک عارف باللہ نے عباد الرحمٰن کا تعارف اس طرح کرایا ہے عبادت ان کی آرائش و زیبائش، فقر ان کا اعزاز اللہ کی طاعت ان کی شیرینی، اللہ کی محبت اُن کی لذت اللہ ہی سے ان کو ضرورت، تقویٰ اُن کا توشہ، ہدایت اُن کی سواری، قرآن ان کا سخن، ذکر ان کی زینت، قناعت ان کا مال، عبادت ان کی کمائی، شیطان ان کا دشمن، حق ان کا نگہبان، دن ان کے لئے سامان عبرت، رات اُن کا موقع، یہ زندگی ان کا سفر، موت ان کی منزل، قبر ان کا قلعہ، جنت الفردوس ان کا ٹھکانہ اور رب العالمین کا دیدار ان کی آخری آرزو۔ (ایضاً ج۴ ص۲۳۲)

دونوں حدیث اور عارف باللہ کا بیان پیش نظر رکھئے ان میں عباد رحمٰن کی جو صفتیں اور علامتیں ذکر کی گئی ہیں کیا حافظ ملت ان کے آئینہ دار نہ تھے؟ کیا حافظ ملت پر جب بھی کسی طرح کا ظلم کیا جاتا تو وہ صبر نہیں فرماتے تھے جب آپ کے ساتھ ناروا سلوک ہوتا تو کیا عفو و درگذر سے کام نہ لیتے تھے اور جب کوئی آپ کے ساتھ نادانی اور جہالت سے پیش آتا تو کیا آپ تحمل نہ فرماتے تھے؟ کیا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق حقیقی نہ تھے؟ کیا آپ نے عشق رسول میں پوری زندگی فنا نہیں کردی؟ کیا آپ اہل ایمان کے لئے خیرخواہ نہ تھے آپ کی خیر خواہی تو اب تاریخی ہی نہیں بلکہ تاریخ ساز بھی ہو چکی ہے کیا اپنی پوری توانائی اور اہل مال سے نہ ہو کر بھی مال خرچ نہ کرتے تھے، مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ الجامعۃ الاشرفیہ کا تعمیری چندہ ہو رہا تھا چندہ کے ماہرین کا قافلہ چندہ کرتے کرتے خود چندہ کرانے والے کے گھر بھی پہونچ گیا ذرا ان کی جرأت وہمت تو دیکھئے فرشتے بھی ہوتے تو شاید مارے غیرت کے اس کی ہمت نہ کرتے کہ جو جامعہ کے لئے اپنا سب کچھ لٹا چکا ہو اس کو اپنا خون بھی پلا چکا ہو وہ اب کچھ مزید دینے کو کہاں سے لائے گا جو الجامعۃ الاشرفیہ کو اپنی پوری متاع زیست بنا چکا ہو وہ اب اسے دینے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے لئے کوئی دوسری متاع کہاں سے لائے گا لیکن قربان جائیے حافظ ملت کی فیاضی اور دریا دلی پر بھی اندر سے نوٹوں کی جو آمد شروع ہوئی تو چند دنوں کے سوال پائی پائی ہو گئے اور پھر اس در سے ایسا بھاگے جیسے ان کا کوئی تعاقب کر رہا ہو۔ ہاں تو حافظ ملت غنی نہ ہو کر بھی کیا فیاضی نہ فرماتے تھے۔ زمین پر وقار، خاکساری اور تواضع کے ساتھ کیا آپ نہیں چلتے تھے۔

کیا آپ لوگوں سے بچ کر نہیں نکل جاتے تھے کیا آپ نے اپنی حیات کو داغدار ہونے دیا؟ کیا اللہ کی یاد میں حافظ ملت کے دل کا چین نہ تھا کیا آپ اپنی نمازوں سے مسجدیں آباد نہیں کرتے تھے آباد ہی نہیں بلکہ مسجدیں تعمیر بھی کیا کرتے تھے کیا مبارکپور کی تاریخی اور عظیم الشان جامع مسجد جس میں ہزاروں نمازی نماز جمعہ ادا کرتے ہیں اس کی تعمیر کا سہرا حافظ ملت کے سر نہیں ہے؟ کیا آپ چھوٹوں پر شفقت نہیں فرماتے تھے آپ کی شفقت تو ضرب المثل ہو گئی ہے کیا آپ بڑوں کی توقیر نہیں کرتے تھے کیا حافظ ملت دوسروں کے لئے ہمدرد نہ تھے اور ناداروں کے ساتھ فیاضانہ سلوک نہ کرتے تھے۔ کیا مریضوں کی عیادت نہ فرماتے تھے اور جنازوں میں شریک نہ ہوتے تھے حقیقت یہ ہے کہ حافظ ملت ان تمام اعمال کے ایسے عامل اور ان تمام صفات کے ایسے جامع تھے جس کی مثال خال خال ہی کہیں مل سکے گی۔

پھر دیکھئے کہ حافظ ملت عارف باللہ کی ذکر کردہ صفتوں کے جامع تھے کہ نہیں کیا عبادت آپ کی زیبائش و آرائش نہ تھی کیا فقر آپ کا اعزاز نہ تھا کیا طاعت آپ کی خبرلی نہ تھی اللہ کی محبت کیا آپ کی حقیقی لذت نہ تھی کیا تقویٰ آپ کا توشہ نہ تھا کیا ہدایت آپ کی سواری نہ تھی تعالی اللہ آپ کا حصن خاص نہ تھا۔ کیا ذکر الٰہی آپ کی زینت نہ تھی قناعت آپ کا خزانہ نہ تھا عبادت آپ کا کسب نہ تھا شیطان آپ کا دشمن نہ تھا اس کو دشمن تو مسلم سبھی کہتے ہیں لیکن کیا شیطان کی دشمنی کو سب برت پاتے ہیں۔ کیا حق آپ کا نگہبان نہ تھا کیا دن آپ کے لئے سامان عبرت نہ تھا کیا شب آپ کے لئے لمحۂ فکریہ نہ تھی کیا آپ کی زندگی مکمل سفر نہ تھی اور اس حدیث کی کھلی تصویر نہ تھی۔ کن فی الدنیا کانک غریب او عابر

(تم دنیا میں مسافر ہو یا راہگیر کی طرح)

کیا موت آپ کی منزل نہ تھی اس نے آپ کو چین و سکون بہم نہ پہنچایا ہوگا قبر آپ کا قلعہ اور جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ نہ ہوا ہوگا اور کیا رب العالمین کا دیدار آپ کی سب سے بڑی اور آخری آرزو نہ تھی حافظ ملت کی حیات جن جن کے سامنے ہے وہ سب کہیں گے ہاں اور ہاں اور یقیناً ہاں۔

آیت کریمہ کا آخری حصہ بھی ملاحظہ ہو۔

واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما — اور جب جاہل ان (عباد رحمن) سے بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

امام غزالی نے "احیاء العلوم" میں اس کی تفسیر یہ کی ہے ہم تمہارے گناہ سے محفوظ ہیں اور تم ہمارے شر سے محفوظ ہو۔ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب آپ جاہل کی سختی سے دوچار ہوتے تو آپ کے حلم میں اور اضافہ ہو جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ	اور جب وہ لغویات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے نعمان بن مقرن مزنی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ کے حضور ایک شخص نے دوسرے شخص کو گالی دے دی تھی دوسرا جس کو گالی دی گئی تھی وہ کہنے لگا تم کو سلام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سنو! تم دونوں کے بیچ ایک فرشتہ ہے تیرا (جس کو گالی دی گئی تھی) دفاع کر رہا ہے جب بھی اس نے تمہیں گالی دی فرشتے نے اس سے کہا بلکہ تم اور تم ہی اس کے زیادہ سزاوار ہو اور جب تم نے اس سے کہا تم کو سلام فرشتے نے کہا نہیں بلکہ تم کو سلام تم سلام کے زیادہ حقدار ہو۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۲۵ ج ۳)

اسی آیت کریمہ کی تعلیم پر اور مذکورہ حدیث کے مقتضا پر حافظ ملت کا عمل رہا آپ کی حیات جن کے سامنے ہے ان کی شہادت ہے کہ حافظ ملت کا سا لقب کبھی کسی ناراض غیر سنجیدہ شخص سے پڑا حافظ ملت سلام کہتے گذر گئے یا پھر خوش خوشی کے ذریعہ حلم اور صبر جمیل اختیار فرمایا۔

جب الجامعۃ الاشرفیہ کے تعمیری کام کا آغاز ہوا تو بعض وہ افراد جو حافظ ملت کے اس عظیم منصوبے اور طرز عمل سے مکمل اتفاق نہیں رکھتے تھے، سر راہ حافظ ملت کو سخت سست کہتے گالیاں تک دیتے حافظ ملت سنتے اور خوش خوشی کے ساتھ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے گذر جاتے اور اپنے معتقدین کو کبھی اس کی خبر نہ ہونے دیتے کہ کہیں ان میں انتقامی جذبہ نہ پیدا ہو جائے ایک بار تو یہاں تک فرمایا "جو مخالفت کا جواب مخالفت سے دے گا یا کسی کو اس سلسلے میں کچھ کہے گا وہ میرا نہیں میں سخت بیزار ہوں" مخالفت کا جواب مخالفت نہیں بلکہ مخالفت کا جواب کام ہے۔"

قرآن حکیم نے عباد رحمٰن کی تیسری صفت یہ بیان کی ہے کہ وہ راتوں کو جاگتے ہیں اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں قیام و سجود میں اپنی راتیں گزارتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے۔

والذین یبیتون لربھم سجدا و قیاما	اور جو اپنے رب کے لئے سجدہ و قیام میں رات گزارتے ہیں

(پ ۱۹ الفرقان ع ۴)

روح البیان میں اس کی تفسیر یہ کی گئی ہے۔
وہ اپنے رب کے لئے شب میں نمازیں پڑھتے ہیں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

رات کا کل حصہ یا کچھ حصہ قیام و سجدہ میں گزارتے ہیں (ص ۲۴۲ ج ۹)

اہل تقویٰ کے بارے میں قرآن ناطق ہے۔

كانوا قليلا ما يهجعون — وہ رات میں کم سویا کرتے ہیں
وبالاسحار هم يستغفرون — اور پچھلی رات استغفار کرتے ہیں۔
(پ ۲۶ الذاریات ع ۱۸)

ایک اور جگہ قرآن ان کی کیفیت شب کی تصویر کشی کرتا ہے۔

تتجافى جنوبهم عن المضاجع — ان کے پہلو خوابگاہوں سے جدا ہوتے ہیں۔
(پ ۲۱ السجدہ ع ۱۵)

ایک جگہ اور قرآن کہتا ہے۔

امن هو قانت آناء الليل ساجدا وقائما يحذر الآخرة ويرجوا رحمة ربه — کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گذریں سجود اور قیام میں، آخرت سے ڈرتا ہے اور رب کی رحمت کی توقع رکھتا ہے (کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو سکتا ہے۔)
(پ ۲۳ الزمر ۱۵)

حدیث شریف میں ہے

من كثرت صلوته بالليل حسن وجهه بالنهار — جو رات میں کثرت سے نماز پڑھتا ہے دن میں اس کا چہرہ بارونق ہوتا ہے۔
(روح البیان ص ۲۴۲ ج ۹)

ایک حدیث میں فرمایا گیا،

قم من الليل ولو قدر — تم رات میں عبادت کے لئے اٹھو ایک بکری کے دوہنے

حلب شاة (ایضاً) — کے بقدر ہی سہی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کریمہ تھی کہ راتوں کو بیدار ہوتے اور تہجد کی نماز ادا فرماتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے ایک شب حضور کی خدمت میں گذاری تھی وہ کہتے ہیں میں تکیہ کی چوڑائی میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کی لمبائی میں لیٹے کم و بیش آدھی رات گذر گئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے نیند پونچھی پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں پھر اٹھے پانی کا مشکیزہ جو لٹکا ہوا تھا اس سے پانی لے کر نہایت احسن وضو فرمایا میں حضور کے پہلو میں کھڑا ہو گیا حضور نے اپنا دایاں دست مبارک میرے سر پر رکھا پھر میرا دایاں کان پکڑا اور میرا کان موڑا پھر حضور نے دو دو رکعتیں چھ بار پڑھیں پھر وتر پڑھی اس کے بعد لیٹ گئے پھر موذن آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور دو ہلکی سنتیں پڑھیں پھر فجر کی نماز کے لئے باہر تشریف لے گئے (انوار غوثیہ ص ۳۵۲)

حافظ ملت عبدالعزیز کی اسی شب زندہ داری اور تہجد گزاری سے متصف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی سنت طیبہ کے متبع رہے۔ حافظ ملت دن کے مجاہد تھے تو رات کے زاہد شب زندار اور عابد تہجد گزار تھے عالم شباب میں بھی اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی،

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

آپ کی زندگی کے آخری ایام معروف سے معروف تر ہوتے چلے گئے تھے مسلسل تبلیغی سفر اور تعمیری دورے فرماتے۔ سفر و حضر دونوں میں متوسلین و معتقدین کا ہجوم ہوتا لیکن آپ کے معمولات کی پابندی میں کوئی فرق نہ آتا نوافل و تہجد گزاری کا اہتمام و التزام برابر رہا مشہور روایت ہے کہ زمانہ طالب علمی ہی سے حافظ ملت نماز تہجد کے پابند رہے۔

عباد رحمن کی صفتیں اجاگر کی گئیں اس کی روشنی میں پورے اذعان و ایقان کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حافظ ملت ان صفات کے حامل ہی نہ تھے بلکہ ان صفتوں کے پیکر بھی تھے اسی لئے حافظ ملت جہاں اور بہت کچھ تھے وہیں ایک شانی عبد رحمن بھی تھے۔

حضرت علامہ مولانا شاہ سید غلام مصطفیٰ حضرۃ القادری

قطب بنگال۔ مدظلہ العالی۔ دربار شریف، کلکتہ ۱۸

کو جب حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی رحلت کی خبر ملی تو فرمایا۔

آہ! اب ہم ایسا محدث کہاں پائیں گے آہ صد آہ اب دنیائے سنیت یتیم ہو گئی آہ اب ہم ایسا لال کہاں پائیں گے جس کی نگاہ فیض نے بے شمار بے مقدار ذروں کو آسمان علم و عرفان کا بدر منیر و مہر درخشاں بنا دیا۔

(ص ۳۹ فیضان حافظ ملت از مولانا کوثر امجدی بیلاوی)

مرکزی مجلس رضا لاہور

۱۵/۴/۱۹۷۷ء

گرامی قدر حضرت مولانا صاحب زید مجدکم

سلام و رحمت۔!

گرامی نامہ شرف صدور لایا یاد فرمائی کا شکریہ!

"اشرفیہ" کے حافظ الملت نمبر کی تکمیل کی اطلاع سے دلی خوشی ہوئی۔ مرحبا، مقدرما! زندہ قومیں اپنے عظیم اسلاف کے عظیم کارناموں اور اُن کی نیک یادوں کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی سعی کرتی ہیں آپ نے حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی علمی دینی اور ملی خدمات جلیلہ کے تذکار پر مشتمل "ماہنامہ اشرفیہ" کا ایک ضخیم و جمیم نمبر مرتب کر کے اہل سنت کی زندگی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔

اور یہ نمبر اہل سنت کے علماء اور عوام دونوں کے لئے دعوت فکر ہوگا۔ اس پیش کش پر احقر اور جملہ اراکین "مرکزی مجلس رضا لاہور، پاکستان" کی طرف سے قلبی مبارکباد قبول کیجئے۔

والسلام بالاکرام

محمد موسیٰ عفی عنہ لاہور

(صدر مرکزی مجلس رضا لاہور)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا جلال الدین احمد النوری الازہر قاہرہ

حافظ ملت
اقوال و تحریر کے آئینے میں

دنیائے اسلام کے مایۂ ناز محدث حضرت حافظ ملت قدس سرہٗ العزیز کی شہرت و ناموری کے جہاں اور علل و اسباب ہیں ان میں آپ کے قول و فعل اور تحریر میں یکسانیت کا بھی بڑا دخل ہے۔ آپ بے شمار اوصاف و خصائل کے مالک تھے۔ اور ہر وصف میں آپ کی جامعیت بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی۔ آپ کبھی بے ضرورت گفتگو نہ فرماتے۔ آپ کی بات خامیوں سے پاک ہوتی۔ ہر جملہ علم و حکمت کا سرچشمہ ہوتا۔ الفاظ بہت نپے تلے ہوتے۔ آپ کے اقوال و افعال و تحریر بلاشبہ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

آپ نے حضور سیدی و سندی مصنف بہار شریعت حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ والرضوان کی خصوصی ہدایت پر ۲۹ر شوال المکرم ۱۳۵۲ھ کو سرزمین مبارکپور میں قدوم میمنت فرمایا۔ اور اسی روز سے الجامعۃ الاشرفیہ (سابق دار العلوم اشرفیہ) کے تعمیری کاموں و تدریسی مہم میں مشغول ہو گئے۔ بعض تخریب پسند عناصر نے اپنی ریشہ دوانیاں شروع کر دیں، تو چند احباب و نیاز مند جوابی تقریروں کی فرمائش لے کر حافظ ملت کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میرے نزدیک ہر مخالفت کا جواب کام ہے۔ ہمیں اپنے کام سے فرصت نہیں کہ ہر جواب کی طرف متوجہ ہوں ؎

فرصت کہاں کہ چھیڑ کریں آسماں سے ہم
لپٹے پڑے ہیں لذت دردِ نہاں سے ہم

غالباً فروری ۱۹۶۲ء کی بات ہے میں اپنے دیگر ہم سبق ساتھیوں

کے ساتھ حافظ ملت کی خدمت میں کافیہ پڑھ رہے تھے۔ اثنائے تدریس میں پیر طریقت مولانا عبد الحق صاحب تشریف لائے اور باتوں باتوں میں انھوں نے حضرت سے کہا۔ اس درسگاہ سے کوئی فاتح کا پنجور بن گیا۔ اور کوئی فاتح جمشید پور لیکن اب کوئی فاتح بننے والا نظر نہیں آتا۔ حافظ ملت نے برجستہ جواب دیا۔ مولانا! کیا آپ نے سُنا نہیں؟

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یہ زمانہ کیسا ہے یہ کیسی ہوا چلی ہے ادنیٰ طلب میں ہے
جو یوں پینے والے نزاکت بھی رہی بادہ وآگ ہی جام ہے

● غالباً ۱۹۶۵ء ہی کی بات ہے آپ ایک شب محمد تواوہ میں تقریر فرما رہے تھے۔ آپ نے تہذیب جدید پر طنز کرتے ہوئے کہا۔

اب فیشن کا یہ عالم ہے کہ آج کل لوگ کپڑے پر دھوبی سے خوب استری کرواتے ہیں کپڑے کو چمکواتے ہیں اور جوتے پر خوب پالش کرلیتے ہیں۔ اور جب گھر سے نکلتے ہیں تو بار بار اپنی کمر کی طرف دیکھتے ہیں ؎

نزاکت کی حد کر دیکھتے ہیں!

● حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ موت سے قطعی نہیں ڈرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ مولانا محمد حنیف صاحب مبارکپوری نے حضرت کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا جس میں انھوں نے اپنے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا کہ حضور میں نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے۔ جس سے اشارہ مل رہا ہے کہ آپ اس دار فانی سے رخصت ہونے والے ہیں حضور حافظ ملت مولانا کا خط لے کر دارالاقامہ کے سامنے چارپائی پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ مولانا محمد حنیف صاحب نے بڑی محبت کا خط لکھا ہے۔ جس میں اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ میرا انتقال ہونے والا ہے! میرے نزدیک موت سے ڈرنا بڑی حماقت ہے۔ موت سے ڈرنے کا کوئی معنی نہیں ایسی صورت میں ہونا تو یہ چاہیئے کہ انسان اپنے خدا کی طرف مائل ہوجائے۔ اور اس کے ذکر و فکر سے لو لگائے سے بلا شبہ مرد مومن کی شناخت یہی ہے کہ وہ موت سے نہ ڈرے بھلا اللہ والے موت سے ڈرتے ہیں؟ وہ تو اللہ کی ذات و صفات میں گم رہتے ہیں۔

(ماہنامہ اشرفیہ ص۱۱ اگست ۷۷ء)

● مولانا عبداللہ خاں عزیزی صاحب کا بیان ہے کہ حضور حافظ ملت (نور اللہ مرقدہ) ۱۹۵۰ء میں دارالعلوم [illegible] تکشی پور گونڈہ جب امتحان لینے کے لئے تشریف لائے تھے تو اس وقت میں کافیہ پڑھ رہا تھا۔ کافیہ کے امتحان میں حضرت علیہ الرحمہ نے سوال کیا تھا کہ

فاعل کی تعریف میں تقدیم فعل کی قید کیوں لگائی گئی ہے؟ میں نے برجستہ جواب عرض کیا تھا۔ فاعل اور مبتدا میں امتیاز کے لئے یہ قید لگانا ضروری ہے! میرے اس جواب پر حضور حافظ ملت نے تحسین و آفریں اور ذرہ نوازی کے وہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ آج تک وہ الفاظ ذہن میں محفوظ ہیں اور انکی حلاوت تاحیات باقی رہے گی۔

● ایک مرتبہ رمضان المبارک میں آپ پر مرض کا شدید حملہ ہوا ایک ہفتہ تک غذا بند رہی لیکن ایک روزہ بھی فوت نہ ہونے دیا۔ ساتھ ہی اپنے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالحفیظ صاحب کو جو (آجکل سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ ہیں) شرح عقائد کا درس دیتے رہے۔ حالانکہ معالجین نے نقل و حرکت اور درس و تدریس پر سخت پابندیاں لگادی تھیں لیکن دوسرے ہی روز آپ نے درس بخاری کے لئے طلباء کو بلا بھیجا۔ حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب مدظلہ نے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت سے فرمایا۔

حضور:۔ بخاری شریف کا درس میں نے شروع کر دیا ہے تو مسرت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ طلبہ سے کہہ دیجئے گا کہ میں نہیں ہوں مگر میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں

● آپ بیماری کے حالت میں بھی مسلسل تبلیغی دورے اور الجامعۃ الاشرفیہ کی ضروریات کے لئے سفر کیا کرتے تھے۔ جب اراکین اشرفیہ اور نیازمند سفر سے روکتے تھے تو فرماتے:۔

سفر سے دین کا کام ہوتا ہے۔ پھر الجامعۃ الاشرفیہ کی تکمیل کے لئے مجھے جنون ہے۔ جسے جنون ہو اُسے اپنا خیال کب رہتا ہے؟

● ایک بزرگ عالم سے (جو کسی زمانہ میں دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں شیخ الحدیث رہ چکے ہیں) حضرت حافظ ملت کو تکلیفیں پہونچی تھیں۔ وہ اکثر حضرت کی شکایتیں کیا کرتے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ اثناء سفر میں کسی نے حافظ ملت کو اطلاع دی کہ فلاں بزرگ اس ٹرین سے سفر کر رہے ہیں ٹرین جیسے ہی اگلے اسٹیشن پر پہونچی آپ تیزی سے اُترے اور اُن سے جا کر پُرتپاک مصافحہ و معانقہ کیا اور باقی سفر انہی کے ساتھ طے کیا۔

(المصباح ص۱۲ مطبوعہ اشرفی دارالمطالعہ مبارکپور)

جب ہم آپ کی تحریر پر غور کرتے ہیں تو ایمان میں تازگی اور روح میں بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔ آپ ہی کی تحریر مبارک سے ہم مسلمانان اہلسنت متعارف ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا شاندار استقبال فرمایا۔ اور وہ بارگاہ رسالت میں نوازے گئے اور والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا کے مصداق بنے

● حضور حافظ ملت تحریر فرماتے ہیں کہ میری زندگی کا سب سے بہترین زمانہ دارالخیر اجمیر شریف کی حاضری کا وہ دور طالب علمی ہے جس میں نو سال تک سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری نصیب ہوئی۔ اور استاذ محترم حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمۃ کی کفش برداری کا شرف حاصل رہا۔ اس مبارک زمانہ میں اکثر علماء و مشائخ اور بزرگان دین کی زیارت میسر آتی تھی۔ انھیں بزرگوں میں حضرت دیوان سید آل رسول صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں صاحب قبلہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو بڑے بلند پایہ بزرگ تھے۔ دیوان صاحب کے یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ موصوف کی خدمت میں میری حاضری ہوا کرتی تھی ایک دن حضرت موصوف نے فرمایا کہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی تشریف لائے۔ ان کی آمد کی خبر پا کر میں نے ان کی ملاقات کی۔ بڑی شان و شوکت کے بزرگ تھے۔ طبیعت میں بڑا ہی استغنا تھا مسلمان ان شامی بزرگ کی خدمت کرنا چاہتے تھے نذرانہ پیش کرتے تھے مگر وہ قبول نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بفضلہ تعالیٰ فارغ البال ہوں مجھے روپے پیسے کی ضرورت نہیں۔ مجھے ان کے استغنا اور طویل سفر سے تعجب ہوا۔ عرض کیا حضرت یہاں (ہندوستان) تشریف لانے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا مقصد تو بڑا قوی تھا لیکن حاصل نہ ہوا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

س کا افسوس ہے واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی. خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا کہ حضور تشریف فرما ہیں. صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں. لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے. قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار ہے. میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا. فداک اُبی واُمی کس کا انتظار ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا احمد رضا کا انتظار ہے. میں نے دریافت کیا. احمد رضا کون ہیں؟ فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں. بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی معلوم ہوا کہ مولانا احمد رضا خاں بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں مجھے مولانا سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا. میں ہندوستان آیا بریلی پہنچا. معلوم ہوا کہ اُن کا انتقال ہو گیا ہے اور وہی تاریخ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ ہے. میں نے یہ طویل سفر صرف ان کی ملاقات کے لئے ہی کیا. لیکن افسوس ہے کہ ملاقات نہ ہو سکی. (سوانح امام احمد رضا ص۳۹۱ مؤلفہ مولانا بدرالدین احمد القادری م. لاہور)

● ۳۱ مئی ۱۹۷۶ء کی شام تھی حضور حافظ ملت نے ۴ بجے تک بخاری شریف کتاب الجنائز کا درس دیا. موت سے متعلق اسرار و رموز بیان فرمائے. اثناء درس میں فرمایا آج دوشنبہ کا دن ہے آج ہی کے دن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے، اور دوشنبہ ہی کو دُنیا سے تشریف لے گئے. اس بات کو یاد رکھئے آپ دس بجے رات کو اپنے گھر سے باہر تشریف لائے. احباب سے دریافت کرتے ہوئے فرمایا کہ مولوی عبدالحفیظ صاحب آئے نہیں؟ اُن کا بڑا انتظار ہے. حاضرین نے عرض کیا. وہ حضرت سے اجازت لے کر گھوسی تشریف لے گئے ہیں. کل وہاں سے بستی جانے والے ہیں. اتنا سُن کر حضرت نے کچھ توقف فرمایا. اور یوں کن لہجے میں گویا ہوئے. اس کا مطلب کہ میں عبدالحفیظ کا انتظار نہ کروں. یہ کہکر مکان کے اندر تشریف لے گئے. اماں جی سے فرمایا آرام کیجئے خود بھی آرام کے لئے لیٹے اور گیارہ بجے رات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آرام فرما ہوگئے

اُٹھے جاتے نہ تھے تم سے مرے دن رات کے شکوے
کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

● اے پروردگار عالم جب تک آسمان کے ستاروں میں چمک اور مرغزاروں میں کوئلوں کی کوک اور پپیہا کی ترنم خیز صدائیں گونج رہی ہوں

● اے خالق کائنات جب تک کائنات کی چہل پہل اور گردش لیل ونہار ہو.

● اے رب کریم جب تک صحن گلشن میں کلیوں کی مسکراہٹ اور پھولوں کے حسین قہقہے بلبلوں کی نوا سنجی ہو. اس وقت تک حضور سیدی حافظ ملت قدس سرہ العزیز کی قبر پر تیرے رحم و کرم کی بارش ہو آمین.

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عبدالسمیع صدیقی بحرالعلوم متعلم درجہ خامسہ

حافظ ملت

علماء و مفکرین کی نظر میں

حضور حافظ ملت کی جامع شخصیت پر مجھ کم مایہ کو بھی کچھ لکھنے کا شوق تھا استاذ گرامی حضرت مولانا بدر القادری صاحب کے ایماء پر مختلف مراجع سے علماء و مفکرین کے اقوال جمع کر کے نمبر میں شرکت کی سعادت حاصل کر رہا ہوں .... زہے نصیب

عبدالسمیع صدیقی

● حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ ایسے صاحب علم عالم تھے گویا عالم تھے۔ (حضرت برہان الملۃ صاحب قبلہ دام فیضہ خلیفۂ امام احمد رضا قدس سرہ)

● حافظ ملت علیہ الرحمہ کی ذات دنیا درس و تدریس (علم و حکمت) کے لئے نعمت عظمیٰ تھی اور یہ
قدر ہر نعمت است بعد زوال
(۔ ۔ ۔ ۔)

● (اشرفیہ کی) یہ ساری بہار اسی (حافظ ملت) وجود مسعود کے دم سے ہے اسی کے فیض قدم سے ہے یہ رونق اسی کے جلوے کی ہے۔ (حضور مفتی اعظم ہند)

● مولانا (حافظ ملت) مخلص ایثار پسند مجاہد و تھے ان کی خوبیاں تحریر سے باہر ہیں۔ (حضرت مولانا سید مختار اشرف صاحب کچھوچھوی خلیفہ)

● وہ نحیف الجثہ مگر بڑے قوی الایمان تھے۔ (سید آل حسنین برکاتی مارہروی شاہزادہ سید العلماء)

● حافظ ملت علم و عمل کا ایک پہاڑ جن کے نورانی چہرے سے علم کی جلالت اور تقویٰ و پرہیزگاری ٹپکتی تھی۔ ہم سب کو ان کی ذات بابرکات پر بڑا فخر تھا۔ (حضرت مولانا سید شاہ آل حسن مارہروی مدظلہ العالی)

● دنیائے سنیت کا اہم قافلہ سالار (مولانا محمد یامین اشرفی مرادآباد)

● ملت کا حافظ جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ملت کی حفاظت میں گذرا جس نے ملت کی حفاظت زبانی تقریر سے تحریر سے، تدریس سے، مناظروں کے ذریعہ احقاق حق اور ابطال باطل سے، اپنی زندگی کو اسوۂ نبوی میں ڈھال کر (حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب)

● حضرت حافظ ملت محنت کرنے والے ساتھی تھے، علم

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عمر بھر دینی خدمات میں اوقات گذار کر تقویٰ و طہارت بھی ایسی
تھی جس کا اندازہ لگانا احاطۂ بیان سے خارج ہے۔

(حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب اشرفی بھاگلپوری)

● حافظ ملت کی ذات گرامی دنیائے سنیت کے
لئے منارۂ رشد و ہدایت اور نمونۂ عمل تھی

(مفتی رجب علی صاحب نانپارہ)

● ان (حافظ ملت) جیسی شخصیت کا ملک میں ہونا
ہمارے لئے باعث فخر ہے۔

(سابق وزیر اعظم ہند مسز اندرا گاندھی)

(تعزیت کا تار جون ۱۹۷۶ء)

● مولانا (حافظ ملت) کی محبت، اخلاص،
خوش خلقی اور استقامت و عزیمت بے نظیر تھی عربی
یونیورسٹی مولانا کے عزم کامل اور اخلاص عمل کا زندہ
ثبوت ہے

(مولانا کوثر نیازی)

● میں ان کی سادگی زہد و احتیاط پسندی سے بے حد متاثر
ہوا تھا لوگ ان کے مزاج کی نرمی، خوش خلقی اور انکسار
سے متاثر ہوتے تھے۔

(سید صباح الدین عبد الرحمٰن ندوی ایڈیٹر معارف اعظم گڑھ)

● حافظ ملت میری نگاہ میں بہت عظیم عالم، بہت عظیم
بزرگ اور بہت عظیم ناظم و مدبر تھے اس لئے کہ ان تمام میدانوں
میں ان کے کارنامے اظہر من الشمس ہیں۔

(مفتی عبد المنان صاحب اعظمی)

● حافظ ملت نے جس مقصد کے لئے جان دے دی اگر
میں اس کے حصول کے لئے کچھ کر سکا تو اسے اپنی زندگی کی
معراج تصور کروں گا۔

(حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب)

● حافظ ملت نے تن تنہا اپنے کاندھوں پر قوم و ملت
کا جو بار عظیم اٹھا رکھا تھا اب اٹھانے کے لئے ایک پوری
جماعت درکار ہے۔

(حضرت مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب)

● الجامعۃ الاشرفیہ کے لئے زندگی وقف کرنے والے
نے موت کے بعد اپنے جسد خاکی کا آخری سرمایہ بھی اسی
کو سونپ دیا۔ (حضرت مولانا محمد شفیع صاحب)

● حافظ ملت کا زہد و تقویٰ ایسا تھا کہ کسی نے آپ کو
خلاف سنت روش پر کبھی نہ دیکھا۔

(حضرت مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری)

● علم پیہم جہد مسلسل اور خلوص و کرم کا دوسرا نام
حافظ ملت ہے۔

(حضرت مولانا ظفر ادیبی)

● حافظ ملت کی ذات گرامی دنیائے سنیت کے لئے
کردار و اعمال کا سنگ میل ہے

(مفتی رجب علی صاحب نانپارہ)

● حافظ ملت کا فیضان ابر کرم کی طرح عام تھا جس
سے ہر طالب نے حسب صلاحیت استفادہ کیا۔

(مولانا مشتاق احمد نظامی)

● ہم ایسے انسان کو کیسے مردہ کہہ سکتے ہیں جس نے ملت

www.izharunnabi.wordpress.com

حافظ ملت کو

www.ataunnabi.blogspot.com

کے ارد و خبر گو زندگی عطا کی جو آج حافظ ملت خاموش ہیں مگر ہمارا دوں زبانوں کو قوت حق گوئی عطا کر گئے ؎

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(مولانا مشتاق نظامی)

● حافظ ملت کے بعد ہم میں ان کی تین اہم نشانیاں باقی ہیں، حضرت کا مزار مبارک، الجامعۃ الاشرفیہ اور حضرت کے فرزندان گرامی ان تمام سے ہماری وابستگی ہی حضرت سے بھی محبت و عقیدت کا ثبوت ہے۔

(علامہ ارشد القادری)

● حضرت حافظ ملت کی ایک ذات نے برصغیر ہند کی تمام درسگاہوں کو اپنی علمی فرزندانیوں سے منور کر دیا (مولانا اسرار الحق)

● حافظ ملت علیہ الرحمہ نے آندھیوں میں چراغ جلانا اور طوفانوں میں کشتی چلانا سکھایا۔

(مولانا مظفر حسین کچھوچھوی)

● حافظ ملت کسی شخص کا نہیں بلکہ ایک زندہ جاوید تحریک کا نام ہے۔

(مولانا مجتبیٰ اشرف کچھوچھوی)

● امام احمد رضا قدس سرہ نے جس شریعت اسلامیہ کی تجدید فرمائی حافظ ملت نے اسے عمل کے سانچے میں ڈھال دیا (مولانا قمر الزمان اعظمی)

● اگر عشق رسول اور درد ملت دونوں یکجا متشکل ہو جائیں تو انہیں حافظ ملت کہنا غلط نہ ہوگا (مولانا قمر الزمان اعظمی)

● آپ اگر ہندوستان کے دینی ماحول کا جائزہ لیں گے تو یہ ماننا پڑے گا کہ حافظ ملت کی ذات وہ ذات تھی جس نے ہندوستان بھر کے دلوں کی سرزمین کو زندگی بخشی۔ (مولانا قمر الزمان اعظمی)

● حافظ ملت ایک عظیم عالم ایک پاک طینت شخص اور دینی تعلیم کے روح رواں اور بے غرض مصلح تھے آپ جماعت کے لئے روشنی کے مینارہ کی حیثیت رکھتے تھے۔

(مولانا سید مثنیٰ انور)

● حافظ ملت کے حضور سب سے بہتر خراج تحسین یہ ہے کہ ان کے مشن کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دی جائے (حضرت سید موصوف اشرف کچھوچھوی)

● حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اس عالم رنگ و بو میں مینارۂ نور تھے۔

(مولانا عبداللہ عزیزی)

● آپ نے اپنی زندگی میں جو کچھ کیا اور جتنا بھی کیا سب اسلام کی فلاح و بہبود کے لئے اور رضائے الہی کے لئے۔

(مولانا غلام علی بہرائچی)

● آپ اخلاق و دیانت کے پیکر مجسم مروت اور محبت کی چلتی پھرتی تصویر تھے آپ مردم شناسی اور خورد نوازی میں یکتا و تنہا تھے آپ کی ذات والاصفات خلوت اور جلوت ہر طرح سے مجموعۂ کمالات تھی۔ (مولانا توکل حسین)

● حافظ ملت وقت کے امام بخاری تھے

(مولانا کاظم علی)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

• حافظ ملت کے کارناموں کو شمار کرنا آسان نہیں
(مولانا شاہ عبدالحق)

• حافظ ملت ایک وضع دار با اصول، اور عبادات ومعاملات میں بہت پابند عالم بزرگ تھے۔
(مولانا نسیم بستوی)

• حافظ ملت کے انتقال سے صرف مولانا عبدالحفیظ صاحب نہیں بلکہ علما کا ایک طبقہ یتیم ہو گیا
(مولانا عبدالشکور گیاوی)

• حافظ ملت بڑے ہی بلند اخلاق اور عالی ظرف انسان تھے (مولانا اسلم بستوی)

• حضرت علیہ الرحمۃ علم وعمل کے وہ سرچشمہ تھے جن کے فیضان نے ہزاروں قطروں کو سمندر کا سا فروغ اور ہزاروں ذروں کو پہاڑ کی سی بلندی عطا کی ہے
(مولانا عبدالشکور اعظمی)

• استاذ العلماء جلالۃ العلم رئیس المحدثین تاجدار کشور علم وفضل پیکر ہدایت وولایت مجسمۂ ظلم وستم کو سہہ کر مسکرانے کا ہنر جانتے تھے۔
(مولانا شاہد رضا ایم اے)

• حافظ ملت وقت کی عظیم شخصیت سنیت کی عظمت کا بلند مینار تھے۔
(مولانا محمد منشا تابش قصوری پاکستان)

• میری زندگی کی تمام کامیابیاں حضور حافظ ملت کی رہین منت ہیں (جمیل آسامی)

• ہمارا جو کچھ ہے حضور ہی کا صدقہ اور انہیں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔
(مولانا احمد اشرف القادری لندن)

• وہ مرد آہن جس کا عمل وکردار قوم وملت کی پچاس سالہ خدمات پر تنہا بھاری ہے۔
(مولانا بدر القادری)

• وہ میر کارواں جو واقعی نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز کا مالک تھا۔ (مولانا بدر القادری)

• حافظ ملت کی ذات علم وعمل کا سنگم تھی خلوص ومروت زہد وورع اور شفقت وذہانت آپ کی شخصیت کے لازمی جز تھے (مولانا بدر القادری)

• شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب بانی جامعہ اشرفیہ اپنے وقت کے حضرت ابوہریرہ تھے۔ رضی اللہ عنہ
(مولانا سید قاسم برق رامپوری)

• حضور حافظ ملت صحیح یادگار سلف تھے۔
(مولانا نصیر الدین جامعی)

• حافظ ملت ہمیں ایک ایسی درسگاہ دے گئے جس کے فضلا پوری انسانیت کو حقیقی شعور زندگی اور اخروی سعادت کا پیغام پہنچا سکتے ہیں (مولانا یسین اختر الاعظمی)

• حافظ ملت نے تعلیمی انقلاب برپا کرنے کا ایک عظیم تصور دیا۔ (مولانا شاہ سراج الہدی گیاوی)

• آپ کا وصف اخلاق اتنا بلند تھا کہ ہر شخص خود کو آپ کا منسب سے قریبی محسوس کرتا۔ (مولانا افتخار احمد قادری)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

● حافظ ملت اپنی کنیت ابوالفیض کے صحیح مصداق ہیں ان کے دم سے علوم اسلامیہ زندہ ہیں۔

(مولانا عبدالمبین نعمانی)

● اگر سنیت کی تاریخ سے حافظ ملت کے کارناموں کو نکال دیا جائے تو یہ قوم نصف صدی پیچھے چلی جائے گی

(مولانا مجیب الاسلام نسیم اعظمی)

● حافظ ملت کی زندگی ہمارے لئے مشعل ہدایت اور منارۂ نور ہے۔

(مولانا محمد احمد)

● ہندوستانی مسلمانوں پر اس دور آخر میں حافظ ملت کے سب سے زیادہ احسانات ہیں۔

(مولانا رضوان احمد قادری)

● حافظ ملت اپنے دور کے امام ابوحنیفہ تھے۔

(مولانا نورالحق قادری)

● آپ (حافظ ملت) عجز و انکسار کے پیکر تھے

(مولانا عبدالمنان کلیمی)

● حافظ ملت حضرت صدر الشریعہ کے صحیح جانشین اور علمی یادگار تھے (مولانا محمد عاصم اعظمی)

● حضور حافظ ملت مستجاب الدعوات ولی تھے۔

(مولانا قمرالدین اعظمی)

● حضور حافظ ملت انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے سچے مصداق تھے (مولانا قاری محمد عثمان اعظمی)

● حضور حافظ ملت الحب للہ والبغض فی اللہ کی عملی تصویر تھے (مولانا قاری محمد عثمان اعظمی)

● حضور حافظ ملت خلق خدا کے حق میں،

شمع کی طرح جس بزم گہہ عالم میں
خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں۔ تھے (ڈاکٹر شکیل اعظمی)

● حضور حافظ ملت کا ہر عمل قرآن و سنت کا ترجمان تھا۔

(مولانا نظام الدین بستوی)

● حضور حافظ ملت کی ذات گرامی المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ کا آئینہ تھی۔ (مولانا محمد عمر بہرائچی)

● ان کی باعظمت ذات ملت اسلامیہ کے لئے مینارۂ نور تھی انھوں نے اپنے علم فضل خلوص و محبت جدو جہد اور ایثار سے دین میں زندگی کو عمدہ رجحان دیا (آل انڈیا سنی اصلاحی جماعت، کالاخور)

● سب عمدہ خصائل خلوص و استغنا و دین میں انہاک اور للہیت اُن کی ذات میں جمع تھے (مولانا منصور علی خاں بستی)

● مستقبل کا مورخ جب مبارک پور کی تاریخ لکھے گا تو یہ ناممکن ہے کہ جلالۃ العلم والعلماء حافظ ملت نور اللہ مرقدہٗ کی ہمہ گیر شخصیت کے تذکرہ کے بغیر اس کا قلم آگے بڑھ جائے

(مولانا فضل الرحمان ضیائی)

● حضرت موصوف ملت کا انمول سرمایہ تھے آپ کی رحلت سے ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے

(جناب حسن آدم صاحب سکریٹری انجمن [illegible] رضا [illegible])

● ان کی ذات ملت اسلامیہ کے [illegible] ستارہ سے جنھوں نے اپنے علم و فضل خلوص [illegible] محبت جدوجہد [illegible]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت
اوراقِ گل
کے آئینے میں

حضرت اختر بستوی ایم اے ۔ روشن علی گاندھی نگر بستی

ہندوستان میں اسلامی تعلیم کے ایک بہت بڑے مبلغ اور شریعت طریقت کی مشترکہ شاہراہ کے ایک انتہائی برگزیدہ مسافر، حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی رحلت کے غم میں بیقرار ہو کر ملک کے گوشے گوشے میں اردو کے شعراء نے جو آنسو بہائے تھے اور منظوم اشعار کی زبان میں جو نذرانہ ہائے عقیدت پیش کئے گئے انھیں جناب اسلم بستوی نے مناسب و موزوں ترتیب و تدوین کے ساتھ ایک مجموعے کی صورت میں یکجا کر کے "اوراق گل" کے نام سے شائع کروایا ہے۔ یہ قابل قدر شعری گلدستہ گل جنابزم عزیزیہ امجدیہ (دامہ بہروا) کی طرف سے اُن تمام اردو والوں کے لئے ایک بیش قیمت تحفہ ہے جو صالح مذہبی علمی اور ادبی ذوق رکھتے ہیں۔

حافظ ملت کی ذات ایک انجمن تھی، اور انجمن بھی ایسی جس میں علم و یقین کے چراغ بھی روشن تھے اور عمل کی شمعیں بھی فروزاں تھیں۔ اسی انجمن کا اجالا سر زمین ہند کے ہر گوشے میں پہنچا اور وطن عزیز کے لاتعداد افراد کے ذہنوں اور دلوں کو عرفان و آگہی کی تابانیاں [...]

موصوف کی زندگی زاہدانہ طرز بود و باش و پرہیز [...] اور مجاہدانہ عمل پسندی سے مرکب تھی جس کے سارے [...] کو تمام تر جزئیات و تفصیلات کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مشتہر کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر صحیح و درست اسلامی عقائد کی تبلیغ کے لئے ان کی مساعی جمیلہ اور دینی تعلیم کی ترویج کے سلسلے میں اُن کے کارہائے نمایاں سے عوام و خواص کو وسیع پیمانے پر واقف و روشناس کرانا اشد ضروری ہے تاکہ ملت اسلامیہ کے دوسرے باصلاحیت افراد کو بھی انھیں راہوں پر جرأت و استقلال کے ساتھ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

گامزن ہونے کی ترغیب ہو جو مرحوم کے نقوشِ قدم سے جگمگا اٹھی ہیں۔ اس کام کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ حافظ ملّت کی شخصیت، زندگی اور تحریک پر مشتمل مبسوط کتابیں شائع کی جائیں۔

"اوراقِ گل" کی اشاعت کا اصل مقصد یہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود مولانا اسلم بستوی نے اس مجموعے کی ابتدا میں "احساسات" کے عنوان سے بیس صفحات کا جو مضمون تحریر فرمایا ہے اس کی بنا پر مذکورہ بالا کام کو شروع کرنے کی سعادت بھی "اوراقِ گل" کے حصے میں آگئی ہے جس نے اس کو زبردست افادیت کا حامل بنا دیا ہے۔ اسلم صاحب نے اس مختصر مقالے میں حافظ ملّت کی زندگی کے حالات، ان کی علمیت، زندگی، ان کی روحانی تحریک اور ان کے تعلیمی مشن پر ایسے بلیغ اور جامع انداز میں روشنی ڈالی ہے کہ گویا ایک بحرِ بیکراں کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اسلم بستوی کا کمال یہ ہے کہ ان کے اس چھوٹے سے مضمون کے آئینے میں مرحوم کی باسٹھ سالہ حیاتِ ربانی کی مکمل تصویر بھی نمایاں ہو گئی ہے اور ان کے لافانی کارناموں کی مقصدیت کا بھرپور عکس بھی ابھر آیا ہے۔

"اوراقِ گل" میں جو منظومات شامل ہیں ان میں حزنیہ تاثر غالب عنصر کی حیثیت رکھتا ہے لیکن حزن و ملال کی لے نہ تو اتنی اونچی ہے کہ زندگی کی حرارت کے احساس کو پوری طرح دبا لے اور نہ اتنی بھاری ہے کہ قلب و ذہن کی توانائی کو مکمل طور پر کچل کر رکھ دے

اس لحاظ سے یہ مجموعہ اس قسم کے دوسرے مجموعوں سے مختلف بھی ہے اور ممتاز بھی۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جن عظیم شخصیتوں سے لاکھوں اور کروڑوں افراد کو قلبی اور روحانی لگاؤ ہوتا ہے ان کے انتقال پر جو نظمیں کہی جاتی ہیں وہ غم کی جگر پاش کیفیت کی حامل ہوتی ہیں اور ان نظموں کو جن مجموعوں میں یکجا کیا جاتا ہے ان کا مطالعہ قارئین کے احساسات پر رنج و الم کے شدید ترین تاثر کی ایسی ضربیں لگاتا ہے کہ دل کی سانسیں اکھڑتی ہوئی معلوم ہونے لگتی ہیں۔ حافظ ملّت کی شخصیت سے بھی انگنت لوگوں کو بے پناہ عقیدت و محبت تھی اور "اوراقِ گل" میں وہی نظمیں اکٹھا کی گئی ہیں جو موصوف کے انتقالِ پُرملال سے متاثر ہو کر کہی گئی تھیں لیکن جیسا کہ میں نے سطورِ بالا میں عرض کیا ہے ان منظومات میں غم کا جو تاثر ہے وہ بالعموم پڑھنے والوں کے احساس کو پامال نہیں کرتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حافظ ملّت کے غم میں اشکبار ہونے والے بیشتر شعراء کے سامنے مرحوم کی تحریک ایک لافانی نور کے منبع کی صورت میں موجود رہی ہے جس نے اظہارِ غم کو یہ روپ دے رکھا ہے۔

ساغرِ چشم ان کی فرقت میں چھلکتا جائے ہے
دھوپ ہی میں ہر طرف ساون برستا جائے ہے

(کمال سہسرامی)

"اوراقِ گل" میں آنسوؤں کی جو بارش ہوئی ہے اس کی مثال حقیقتاً (دھوپ میں) برستے ہوئے ساون کی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کی ہے جس میں رنتا رنگی ہے نہ گھٹن۔

بیکل اتساہی وہ شاعر ہیں جو حافظ ملت سے بیعت بھی ہیں اور جنھیں ساری زندگی مرحوم کی غیر معمولی شفقت بھی حاصل رہی ہے۔ انھیں اپنے مشفق و مہربان پیر کی رحلت پر جو صدمہ ہوا ہوگا اس کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کی ایک طویل نظم "سلسلہ ٹوٹا نہیں" کے جو حصے "اوراق گل" میں شامل ہیں وہ رنج و الم کا تاثر رکھنے کے باوجود احساس غم کی اُس ظلمت سے عاری ہیں جو حوصلوں کی آب و تاب کو بالکل ہی نگل لیتی ہے۔ کیونکہ بیکل صاحب کے ذہن میں کرب کی لہروں کے ساتھ ساتھ یہ اطمینان بخش خیال بھی ابھرتا ہے کہ ؎

پھر بھی اس رہبر رہ پر دو منزل کا ہر اک نقش قدم
ماہ و خورشید کی تابانی لئے
منزل زیست کی پیشانی مقصد کو ضرور
اک حسیں داغ محبت کی چمک بخشے گا

(بیکل اتساہی)

یہی حال اسلم بستوی کا بھی ہے۔ وہ بھی حافظ ملت کے گہرے معتقد اور شاگرد ہیں۔ اور ان پر بھی مرحوم کی مہربانیاں بہت زیادہ رہی ہیں۔ لہٰذا انکو بھی اپنے مشفق استاد کے سانحۂ ارتحال پر لازماً شدید رنج ہوا ہوگا۔ لیکن ان کے شعور میں بھی چونکہ مرحوم کی بزرگی و عظمت کے فیض مسلسل کا احساس موجود ہے اس لئے وہ بھی غم کے تیروں کی تیز چبھن محسوس کرنے کے باوجود اس قسم کے اشعار کہتے ہیں ؎

جادۂ حق کے طلبگار کی منزل کا نشان
چل کے دو گام ذرا نقش قدم سے پوچھو

نازش دہر تھے باعث فخر تھے حافظ دین و ملت خدا گواہ
وہ چلے تو گئے سوئے جنت مگر مشعل راہ ہے انکا نقش قدم

جب بھی چھپتا ہے خورشید زیر زمیں چاند تارے ...
ہم ستاروں میں مایوسیاں کیوں رہیں اہ جگا ...

(اسلم ...)

انجم عرفانی نے حافظ ملت کی وفات سے ... چار نظمیں کہی ہیں۔ ان میں سے دو نظموں "مطلع نور ہدایت" اور "وہ بے نوا تھا سب کو نوا گر بنا گیا" کے عنوانات ہی رجائی رشتوں کے حامل ہیں۔ تیسری نظم کا عنوان "آدمیت کا غم" بھی اپنے الم کا تاثر دینے کے بجائے جو محدود ہو یا گھٹن کا شکار ہو۔ نفسیاتی طور پر اس قسم کے غم کی طرف ذہن کو رجوع کرتا ہے جس میں ہمہ گیریت ... اور جو کھلی ہوئی فضا میں ... پروان چڑھتا ہو۔

انجم صاحب کی نظم "وہ بے نوا تھا سب کو نوا گر بنا گیا" کی ابتدا حزنیہ انداز میں ہوتی ہے ؎

اک سانحہ کہ سانحۂ جان و دل کہیں
اک حادثہ کہ روح و قلم سوگوار ہیں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نقصان ایک قوم کا، قیمت کا ہی نہیں

لیکن اُن کی اس نظم کا اختتام قاری کے دل کو رنج کے ماحول سے نکال کر ایسی فضا میں لے جاتا ہے جہاں اُس کے حوصلے پھر سے تر و تازہ ہونے لگتے ہیں ؎

کچھ اپنے زہد اپنی ریاضت کے زور سے
اک منتشر گروہ کو لشکر بنا گیا
اور سازِ دل کے تار کو چھیڑا کچھ اس طرح
وہ بے نوا تھا سب کو نوا گر بنا گیا

(انجم عرفانی)

"اوراقِ گل" کی منظومات کے اس قابلِ تعریف پہلو کے تذکرے میں اگر میں خود اپنا ذکر بھی کردوں تو اُن لوگوں کو ناگوار گذرے گا جو "خاکساری و انکسار" کے ضرورت سے زیادہ قائل ہیں لیکن میں ایسے حضرات سے معذرت کے ساتھ چند جملوں کی اجازت چاہتا ہوں۔ نظریاتی اور اصولی طور پر میں قنوطیت کو شاعری کا "کوڑھ" سمجھتا ہوں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں "غم" کے داخلے کو ہر صورت سے اشعار کی دنیا میں ممنوع قرار دیتا ہوں" کیونکہ "قنوطیت" اور "غم" میرے نزدیک لازم و ملزوم نہیں ہیں۔ ویسے میں فطرتاً بھی غم کے جذبے سے کبھی شدت کے ساتھ متاثر نہیں ہوتا۔ آپ چاہیں تو مجھے شقی القلب کہہ لیں، لیکن چاہے ذاتی غم ہو یا اجتماعی مجھ پر دونوں کا اثر بہت ہی خفیف سا ہوتا ہے کیونکہ میرے دل کی لگام ہمیشہ میرے دماغ کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اور دماغ کبھی بے لگام جذباتیت کو برداشت نہیں کرتا۔

شعر و سخن میں غم کی شمولیت کے بارے میں میرا نظریہ اور رویہ یہ ہے کہ میں "غم" نہیں بلکہ "تعمیرِ غم" کو شاعری میں جگہ دینے کا قائل ہوں۔ اسی لئے "اوراقِ گل" میں میری جو نظم (صفحہ ۹۰ پر) شائع ہوئی ہے اُس میں رحلت کرنے والے کے سب سے بڑے کارنامے (الجامعۃ الاشرفیہ کے قیام) کی تعریف کرتے ہوئے ایک ایسی گھڑی میں جبکہ مرحوم کے عقیدتمندوں کے بارے میں یہ شبہہ ہوسکتا ہے کہ شاید وہ غم سے چور ہوکر مایوسی کا شکار ہوجائیں میں یہ پیغام دیتا ہوں ؎

اُس کے ہاتھوں سے ہوئی تھی ابتدا جس کام کی
اب ضرورت ہے اُسے جوش و خروشِ عام کی
آؤ مل کر اُس ادھورے کام کو پورا کریں
جانے والے کی فضیلت کا علم اونچا کریں

میں نے یہ رویہ اس لئے اپنایا کہ ایسے موقعوں پر ہمیشہ میرے ذہن میں اسلام کے خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ الفاظ گونجنے لگتے ہیں جو انہوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے پر منبرِ رسول سے اُس وقت کہے تھے جب کہ زیادہ تر صحابۂ کرام شدتِ غم کی وجہ سے گویا حواس ہی گنوا بیٹھے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ عالم تھا کہ وہ سرکارِ دو عالم کے وصال ہی کو تسلیم نہیں کر رہے تھے اور قسم کھا کر کہتے تھے کہ، جو شخص یہ کہے گا کہ حضور کا وصال ہوگیا ہے میں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اُسے قتل کر دوں گا"۔ صدیق اکبرؓ کو سرورِ کونین کی جدائی کتنی
شاق گذری ہوگی اس کا اندازہ کرنا کسی مسلمان کے
لئے دشوار نہیں۔ اُن پر بھی غم کی کیفیت اس طرح طاری
ہوئی کہ جب آقائے دوجہاں کے جسدِ اطہر پر سے چادر
ہٹائی تو بے ہوش ہو گئے اور حضور کے رُخ ...
رُخسار کو چوم کے بے اختیار رو دیئے۔ لیکن جب حجرۂ رسول سے
باہر آئے اور صحابہ کرام کی بدحواسی دیکھی تو اپنی طبیعت کو
قابو میں کیا اور دل پر دماغ کو پوری طرح حاوی کر لیا۔
فاروق اعظمؓ کی زبان سے مندرجہ بالا جملہ سنکر انھیں
روکا اور منبرِ رسول کے پہلو سے یہ تقریر فرمائی۔

"لوگو! تم میں سے جو شخص ذاتِ محمد
کی پرستش کرتا رہا ہو اُسے معلوم
(کرکے مایوس) ہو جانا چاہئے کہ محمد
تو وفات پاگئے۔ ہاں جو شخص خدائے
واحد کی پرستش کرتا رہا ہے وہ
یقین (کر کے تسکین حاصل) کرلے کہ اللہ
تعالیٰ اب بھی زندہ ہے اُس
کو موت نہیں آسکتی۔ خدا فرماتا
ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک پیغمبر
ہی تو ہیں (خدا تو نہیں ہیں)
اُن سے قبل بھی بہت سے
پیغمبر گذر چکے (اور وفات پا چکے) اگر
یہ بھی وفات پاجائیں یا شہید
ہو جائیں تو کیا تم اُلٹے پھر جاؤ گے
یعنی) اُلٹے پاؤں لوٹ جاؤ گے؟ اچھا
تو پھر جو الٹے پاؤں پھرے گا وہ
اللہ تعالیٰ کا تو کچھ نہ بگاڑ سکے گا (اور
کچھ اپنا ہی نقصان کرے گا) اللہ
(جو نہ پھرے گا تو) ہم اسلام کے اپنے
قدردانوں کو عنقریب بدلہ دیں گے۔"

خلیفۂ اوّل نے غم کے احساس پر قابو حاصل کرنے کی
جو مثال پیش کی تھی اور جذبات سے اصول پرستی کو مغلوب
نہ ہونے دینے کی جو تلقین فرمائی تھی وہ میرے دل و دماغ پر
اس طرح نقش ہے کہ میری فطرت کا بھی ایک جزو بن گئی
ہے، اور اسی لئے "اوراقِ گل" کی اس خوبی نے مجھے کافی
متاثر کیا کہ اس میں زیادہ تر شعراء کی نظروں میں غم کا ایسا
تاثر نہیں ملتا جو یاس یا حوصلہ شکنی کا ذریعہ بن سکے۔ میرے
نزدیک یہ اس مجموعے کا ایک انتہائی اہم اور بنیادی پہلو ہے
کہ اس میں غم کی بدلیوں کے درمیان جذبۂ عمل کی قوسِ قزح
کے رنگ کافی نمایاں ہیں۔

"اوراقِ گل" ادبی نقطۂ نظر سے بھی ایک قابلِ قدر مجموعہ
ہے۔ اس قسم کے مجموعوں میں عموماً شعری خوبیوں کے نئے زاویے
اور صوت و آہنگ کی نئی کروٹوں کی موجودگی کا امکان نہیں
ہوتا لیکن "اوراقِ گل" اس اعتبار سے بھی اپنے قبیل
کے دوسرے مجموعوں سے مختلف و ممتاز ہے کہ اس میں
یہ خوبیاں بھی موجود ہیں۔ بیکل اُتساہی نے بعض مکمل طویل

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نظم "سلسلہ ٹوٹے نہیں" میں جگہ جگہ بحروں کو تبدیل کر کے ایسا خوشگوار غنائی تاثر پیدا کیا ہے کہ اس نے ساحر لدھیانوی کی طویل نظم "پرچھائیاں" کی یاد تازہ کر دی۔ ساحر نے اردو شاعری میں جو کامیاب تجربہ کیا تھا اسے بیکل اتساہی نے کچھ اور آگے بڑھایا ہے۔ ساحر کی "پرچھائیاں" میں صرف دو مختلف بحور استعمال ہوئی ہیں اور انھیں جگہ جگہ تبدیل کر کے بے پناہ غنائیت پیدا کر دی گئی ہے۔ لیکن بیکل اتساہی نے کئی کئی بحریں استعمال کی ہیں۔ ساحر صاحب کی نظم کا کوئی حصہ نہ تو "آزاد" ہے اور نہ اس میں کہیں بے قافیہ مصرعے نظر آتے ہیں۔ مگر بیکل صاحب کی مذکورہ بالا نظم کے بہت سے حصوں میں "آزاد شاعری" بھی ملتی ہے اور اس میں بے قافیہ مصرعوں کے ذریعہ بھی ایک مخصوص قسم کی غنائیت پیدا کرنے کی سعی مشکور کی گئی ہے۔ انجم عرفانی کی دو نظمیں "مطلع نور ہدایت" اور "وہ بے نوا تھا سب کو نوا گر بنا گیا" بھی آزاد ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اوراق میں بندھے ٹکے اوزان اور روایتی اصناف سخن کے نمونوں کی کثرت ہے لیکن ان کے دوش بدوش جدید صوت و آہنگ اور نئی شعری ہیئتوں کی جھلکیاں بھی اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں جن کو کتاب کی ترتیب میں اولیت دے کر بالواسطہ طور پر قارئین کے ذہن و احساس پر ان کی اہمیت کا تاثر قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جو میرے خیال میں ایک امر مستحسن ہے اس طرح اسلم بستوی کا مرتب کیا ہوا یہ شعری مجموعہ ادبی طور پر بھی افادیت کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ حافظ ملت کی شخصیت اور ان کی تحریک کو ارباب فکر و نظر کے سمجھنے کا بہترین ذریعہ بھی ہے۔

مجاہدانہ صفات

حضرت حافظ ملت بزرگ ہوتے ہوئے نہایت چست اور مجاہد بھی تھے اس عمر والے شخص کو میں نے اتنا چست اور تیز نہیں دیکھا ایک مرتبہ مظفرپور کے پاس گھوڑا آباد ایک موضع ہے وہاں پر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ تھا حضرت نے رات کو تقریر فرمائی اور جلسہ ختم ہونے پر فرمایا کہ میں صبح پانچ بجے والی بس سے جاؤں گا لوگوں نے کہا غفلت کی وجہ سے حضرت کہہ رہے ہیں اتنے سویرے جانے کا کیا سوال۔ حضرت صبح ہی فجر کی نماز ادا فرمائی اور فوراً بس اسٹاپ کی طرف چل پڑے۔ لاکھ لوگوں نے روکا مگر حضرت رکے نہیں اور فرمایا کہ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا کہ سویرے بس جاتی ہے تاکہ جامعہ کا زیادہ نقصان نہ ہو مجھے جاکر ابھی پڑھانا ہے۔ غرض حضرت تشریف لے گئے اور کوئی انھیں روک نہ سکا۔ قیام گاہ سے بس اسٹینڈ تقریباً تین میل تھا مگر حضرت نے پیدل ہی راستہ طے فرمایا اور رفتار اتنی تیز تھی کہ ہم تمام ساتھ چلنے والے حضرت کے ساتھ ساتھ چلنے میں دقت محسوس کرتے تھے۔ غرض حضرت جب اس ڈھائی تین میل کے راستے کو طے کر کے مین روڈ پر بس اسٹاپ کے پاس آئے تو کوئی بس نہیں، دیر تک انتظار کرنے کے بعد مئو سرائے سے ایک بس آیا جس میں بے پناہ رش تھی تمام لوگ بس پر نہ چڑھ سکے مگر حضرت اس پر سوار تھے (عبدالحکیم عزیزی مبارکپوری)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا تجمل باری قادری جامعہ مسعود العلوم
بہرائچ شریف

رضی الغفور عن عبدہ

استاذ العلماء حضور حافظ ملت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کا تمام تر حصہ، دین کی خدمت علوم نقلیہ و عقلیہ کی اشاعت، اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی، سنیت کو فروغ دینے میں گزرا۔ آپ ایک جامع الصفات شخصیت رکھتے تھے۔ بہ یک وقت وارث علوم نبویہ، بافیض مدرس، تربیت اخلاق کے ماہر، شاندار واعظ عابد وذاکر، شب زندہ دار بزرگ اخلاص وللّٰہیت کے مجسمہ، محبت و انسیت کے مخزن، لغویات ولایعنی سے دور ونفور تھے اپنے شاگردوں پر کمال مہربان و مشفق، نہایت درجہ حلیم و بردبار تھے دشمنوں سے کبھی انتقام نہیں لیا، کبھی کسی کی بدگوئی نہیں کی۔ درس و وعظ میں مصروفیتوں کے باوجود اپنے اوراد و اشغال کے حد درجہ پابند، سفر و حضر میں کبھی نماز تہجد فوت نہ ہوئی۔

اخلاص وللّٰہیت ایک ایک عمل اور ادا میں نمایاں سلیس الفاظ میں تفہیم نہایت شاندار درس ایسا دیتے کہ تفہیم مطلب کے ساتھ ساتھ تمام شکوک و شبہات کو مختصر اور جامع الفاظ میں دفع فرما دیتے۔ وعظ بناوٹ اور نمود سے پاک ہوتا تحریر نہایت شستہ وسلیس۔ صنف تردید میں زمانہ کو ایک نیا انداز بخشا جس کی شہادت "المصباح الجدید" ہے۔ بافیض اتنے کہ مس خام کو کندن اور ناکسوں کو کس بنا دیا اور ہزاروں علماء اور صوفیاء اور مشائخ کی ایک جماعت تیار کر دی۔ دین کی بھلائی مسلمانوں کی خیر خواہی، سنیت کے فروغ، اور درسگاہوں کی توسیع وتکثیر کے لئے دل میں جذبات کا دریا موجزن، یہ حافظ ملت کی کرامت ہی کہے کہ باوجود اپنی مصروفیات

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے ملک بھر میں پھیلے ہوئے اپنے تمام تعلقات کو ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ حسب مراتب کما حقہ نبھایا، جہاں کسی نے کوئی خط لکھا اور اپنی کوئی دینی ضرورت پیش کی یا کسی پریشانی کا اظہار کیا حافظ ملّت علیہ الرحمہ نے فوراً اس کا جواب لکھا اس کی دینی ضروریات پوری فرمائیں، اس کے غم کا مداوا کیا تسکین بھرا خط لکھا اُن کے خطوط کو جو انھوں نے ملک بھر میں لکھے ہیں اگر انھیں جمع کیا جائے تو ایک طویل دفتر بن جائے۔ صرف میرے پاس جو حضور کے خطوط ہیں اگر صرف انھیں کو یکجا کیا جائے تو ایک اچھا خاصا کتابچہ ہو جائے۔ نمونہ کے طور پر فی الوقت صرف تین خطوط کی نقلیں ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں قلم کی پختگی اور جامعیّت مضامین ملاحظہ فرمائیں۔

مکتوب گرامی نمبر ۱

میں نے حرمین طیبین کا عزم کیا تو حضرت نے تحریر فرمایا۔

۸۶ء

محب محترم ذوالمجد والکرم زیدت مکارمکم
ادعیہ وافرہ و سلام مسنون۔ خط ملا حاضری حرمین طیبین کا مبارک قصد تو بہت ہی مبارک قابل صد مبارکباد ہے مولائے کریم اپنے دربار اور اپنے حبیب کی سرکار میں باریابی نصیب کرے اور حرمین طیبین کے برکات و حسنات سے بھرپور حصہ دے حج و زیارت قبول فرمائے اور فیوض و برکات ظاہری و باطنی عطا فرمائے بلا شبہ حرمین طیبین کی حاضری زندگی کی معراج ہے کیسا خوش نصیب ہے عازم حرمین طیبین کہ ہر قدم پر اُس کو دربار الٰہی و دربار مُصطفوی کا قُرب نصیب ہوتا ہے بالآخر بیت اللہ اور بیت الرّسول کی حاضری سے مُشرّف ہوتا ہے۔ مولائے قدیر آپ کو اپنی حفاظت میں بعافیت لے جائے اور بہ سلامتی بامقصد واپس لائے آمین بجاہ حبیبہٖ سیّد المرسلین۔

بہزار ادب میرا سلام بارگاہ رسالت میں پیش کرنا اور حاضری کی درخواست بھی کسی طرح فوٹو کی لعنت اُٹھ جائے یا مجھ پر کسی طرح مسئلہ کا انکشاف ہو جائے بہرحال کسی طرح حاضری نصیب ہو توی امید ہے کہ آپ اپنی مخلصانہ دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ ساری ہدایتوں اور تمام آداب کی روح، میلان قلب اور مخلصانہ جذبات ہیں اللہ و رسول ہی کی طرف خیال و دھیان جو اُنھیں کی یاد ہو اُسی طرف توجہ رہے باقی ارکان وغیرہ سب ظاہر ہیں آپ جیسے عالم

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دین کے لئے کیا دشواری سب کو سلام

ودُعا فقط

عبدالعزیز عفی عنہ

۲۲ر نومبر ۱۹۶۲ء

اس مکتوب گرامی میں حضرت نے خادم سے فرمائش کی کہ فوٹو کی لعنت اُٹھ جائے بہرحال کسی طرح حاضری نصیب ہو۔ تو اس خادم عزیزی نے جو کچھ ہمارے استاذ مرشد نے تحریر فرمایا تھا ۱۹۶۳ء میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوکر نیازمندانہ عرض کر دیا کہ "میرے استاذ گرامی اور مرشد برحق ہمیشہ سرکار کی شریعت مطہرہ کا احترام رکھتے ہیں۔ ان کا پاسپورٹ اور ویزا بغیر فوٹو کے سرکار ہی کو دلوانا ہے چنانچہ بغیر فوٹو کے حج وزیارت سے شرفیاب ہوئے۔

مکتوب گرامی نمبر ۲

میں نے دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت اور طریقہ طلب کیا تو حضرت نے تحریر فرمایا۔

۷۸۶

محب محترم جناب مولوی تجمل ہُدائی صاحب سلمہٗ

دعائے خیر وسلام مسنون آپ کو خط لکھا لیکن کثرت کار دماغ پر بار ہے اس لئے تھوڑی ضروری بات رہ گئی آپ نے دلائل الخیرات شریف کی اجازت طلب کی تھی اور ایک ماہ میں ختم کرنیکا طریقہ معلوم کیا تھا دلائل الخیرات شریف کے ورد کے تین طریقے ہیں اول روزانہ پوری ساتوں حزب ختم کرنا مع اسمائے حسنیٰ واسمائے طیبہ بھی پڑھے۔ تیسرے اسمائے حسنیٰ واسمائے طیبہ صرف پہلی حزب دوشنبہ کے ساتھ پڑھے اور ہر روز ایک ہی حزب بغیر اسمائے حسنیٰ واسمائے طیبہ کے پڑھے۔ ایک ماہ میں ختم کا طریقہ نہیں آپ تیسرا طریقہ اختیار کریں اور روزانہ وقت مقررہ پر پڑھنے کا عزم کرلیں روزانہ وقت معہود پر پڑھیں پندرہ منٹ کے اندر ہوجاتی ہے دلائل الخیرات شریف کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جو بلاناغہ پڑھنے کا عزم کرتا ہے اس سے ناغہ نہیں ہوتی اچھا عطر پڑھتے وقت روزانہ استعمال کرنا چاہیئے یہ بھی اس کے خواص میں سے ہے کہ جو اس پر کاربند ہوتا ہے غیب سے اس کا انتظام ہوجاتا ہے کوئی دقت نہیں ہوتی

ھوالکریم

نقل اجازت [illegible] دلائل الخیرات

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

علی برکۃ اللہ وبرکۃ رسولہ کما اجازنی
شیخی ومن سندی صدر الشریعۃ
العلامۃ الشاہ محمد امجد علی علیہ
الرحمۃ والرضوان واجازہ شیخ
الدلائل الشاہ محمد عبد الحق افندی
قدست اسرارھم وانا ادعو لک
بان اعطاک اللہ برکات دلائل
الخیرات وحسناتھا تماما وافیا کافیا
جمیعا وافاض علیک شآبیب النعم
فی الدنیا والاخرۃ بحق حبیبہ
علیہ وعلی الہ واصحابہ افضل
الصلوۃ والتسلیم وانا الفقیر
عبد العزیز عفی عنہ

مولائے قدیر آپ کو توفیق رفیق بخشے اس کے پورے برکات وحسنات عطا فرمائے باوضو رو بقبلہ خوشبو کا استعمال پڑھنے کے وقت اس کے آداب میں سے ہے۔ اپنے والد صاحب قبلہ اور چھوٹے حضرت و منجھلے حضرت سے سلام مسنون کہہ دیجئے مولوی حافظ محمد جمیل احمد وغیرہ حضرات کو سلام ودعا۔

عبد العزیز عفی عنہ
۱۰ محرم ۱۳۸۰ھ

مکتوب گرامی نمبر ۳

حضرت والد ماجد مولانا شاہ فیض الہدیٰ صاحب علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تو حضرت نے اپنے قلبی تأثرات کو قلم بند فرما کر میرے پاس ارسال فرمایا۔ یہ وہی مکتوب ہے۔

یادگار سلف صالحین

حضرت مولانا شاہ ابو محمد فیض الہدیٰ صاحب گیاوی رحمۃ اللہ علیہ وہ باخدا عالم، نہایت متقی، پرہیزگار، پاکباز، پاک طینت نیک سیرت بزرگ تھے، زہد وتقویٰ، اخلاص ودیانت آپ کی طبیعت ثانیہ تھی دین پروری خدا ترسی گویا آپ کی فطرت تھی زمانۂ طالب علمی میں عرصہ دراز تک میرا ساتھ رہا دار الخیر اجمیر شریف حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان کی خدمت میں ہم لوگ مدت دراز تک حاضر رہے۔ مولانا فیض الہدیٰ صاحب شروع ہی سے کافی صلاحیتوں کے مالک تھے یہی وجہ تھی کہ حضرت صدر الشریعہ قبلہ قدس سرہ العزیز مولانا موصوف سے بہت محبت فرماتے تھے مولانا سے اکثر نعت سنا کرتے تھے اور تحسین فرمایا کرتے تھے۔ مولانا نعت خوب پڑھتے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تھے. علم ظاہری کی تکمیل استاذ مرحوم حضرت
صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمۃ سے کی بیعت
وخلافت میں اپنے والد ماجد حضرت
مولانا شاہ نور الہدیٰ صاحب قبلہ قدس سرہٗ
العزیز کے مجاز وخلیفہ تھے ان دونوں
بزرگوں کی نظر کرم نے مولانا کو جامع الکمالات
بنا دیا تھا مولانا فیض الہدیٰ صاحب نہایت
قابل طبیب بھی تھے بہت کامیاب
معالج تھے مولائے کریم نے ان کو دست
شفا عطا فرمایا تھا جس مریض پر ہاتھ رکھ
دیا شفایاب ہوا بڑے بڑے مایوس
العلاج مریض آپ کے علاج سے صحتیاب
ہوئے رأی العلیل علیل مشہور ہے مگر
حضرت مولانا فیض الہدیٰ صاحب کا یہ حال
تھا کہ اپنے اُس مرض میں جس میں صاحب
فراش تھے قوت گویائی جواب دے چکی تھی
ایسی حالت میں بھی جس مریض کے لئے
نسخہ تجویز کر دیا وہ اس کے لئے تریاق
ہی ثابت ہوا۔ یوں تو مولانا کمالات کے
جامع تھے بڑی خوبیوں کے مالک تھے لیکن
ساری خوبیوں میں آپ کا اخلاق بڑی ہی
خصوصیت رکھتا تھا ساری زندگی اور زندگی
کے تمام شعبے مخلصانہ دینی پابندیوں کے

ساتھ گزرے، معلوم ہوتا تھا کہ مولینا
پیکر اخلاص اور مجسمۂ خلوص ہیں جو بات
کہتے دل کی آواز ہوتی جو کام کرتے
قلبی جذبات کے تحت ہوتا اکثر لوگوں
کی عادت ہوتی ہے کہ کسی بات یا واقعہ
کے بیان میں رنگ آمیزی کرتے ہیں.
مبالغہ سے کام لیتے ہیں مولانا کی یہ
عادت نہ تھی بڑی احتیاط سے گفتگو
کرتے اور خلاف واقعات زبان پر
نہ لاتے. عبادت الٰہی والہانہ انداز میں
کرتے فرائض وواجبات کے ساتھ سنن
ومستحبات کی بھی پوری رعایت کرتے
تھے اوراد ووظائف کے ایسے پابند
تھے کہ سفر ہو یا حضر صحت ہو یا مرض
اوقات معینہ پر ادا کرتے کبھی ترک
نہ کرتے حد ہے کہ سالہا سال تک
صاحب فراش رہے اور ایسے کہ خود کروٹ
نہیں بدل سکتے تھے لیکن اس حال میں
بھی اپنے اوراد واشغال کو جاری رکھا
اور دم آخر تک اپنے معمولات کے پابند
رہے ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اسی بے پایاں اخلاص کا یہ اثر تھا کہ سالہا سال کی علالت، بے انتہا ضعف و ناتوانی کے باوجود آپ کا چہرہ مبارک اس قدر بارونق معلوم ہوتا تھا گویا ایمانی انوار جھڑ رہے ہیں۔

مولانا موصوف اپنی کامیاب زندگی گزار کر ۵ رشعبان المعظم ۱۳۸۰ھ کو اپنے رب کی آغوش رحمت میں پہنچے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عبدالعزیز عفی عنہ

حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ باوجود اس کے کہ حضرت حافظ ملت کے استاد بھائی تھے لیکن حضرت سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور شاگردوں کی طرح ان کا ادب فرماتے اکثر و بیشتر ان کے تقویٰ و طہارت اور سکونت اجمیر مقدس کی پاکبازانہ زندگی کا ذکر فرماتے اور کہتے کہ حضرت حافظ ملت قبلہ سچے نائب رسول ہیں۔

دعا ہے کہ مولائے کریم حضور حافظ ملت قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان کی تمام عبادات اور خدمات دین کو قبول فرما کر ان کے مراتب بلند سے بلند کرے اور ان کے مزار پاک کے فیوض و برکات کو عام سے عام تر فرمائے اور ان کے طفیل میں ہم سبھوں کو دین کا سچا خادم بنائے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

اعلان ملکیت

ایڈیٹر :- بدرالقادری
قومیت :- ہندوستانی
پتہ :- الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ یوپی
پرنٹر :- بدرالقادری
قومیت :- ہندوستانی
پتہ :- الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ یوپی
پبلیشر :- بدرالقادری
قومیت :- ہندوستانی
پتہ :- الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ یوپی
پروپرائٹر :- الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ یوپی
پتہ :- الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ یوپی

(نوٹ) مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم و یقین کے مطابق صحیح ہیں

بدرالقادری

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا محمد منشا تابش قصوری
جامعہ نظامیہ لاہور

اسلامی تصوف

تصوف ایک ایسا باطنی خزانہ اور ایک ایسا خاص طریقہ ہے جو قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے اسی کو صراط مستقیم کہا جاتا ہے جس پر چلنے سے انسان خدا تک پہونچ جاتا ہے اس نورانی علم کا موضوع ذات و صفات خداوندی اور غرض و غایت اپنے ربّ رحیم کی معرفت ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔

مگر بعض ناآشنا کہتے ہیں شریعت و طریقت میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور عالم و صوفی کے عقائد و معمولات متضاد ہیں لیکن درحقیقت یہ بیان غلط ہے، اہل معرفت متکلمین نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ شریعت و طریقت میں کوئی فرق و تضاد نہیں۔ احکام شریعت کی مخلصانہ تعمیل کے بعد ہی سالک طریقت کے اعلیٰ مقام تک پہنچتا ہے اور اسوۂ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشنی میں عارف کامل بن جاتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کا صحیح مصداق وہی ہو سکتا ہے جو شریعت و طریقت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقش قدم پر گامزن ہو۔

شریعت و طریقت میں فرق کرنے والے حقیقتاً علوم و معارف سے ناآشنا اور بصیرت سے محروم ہیں حضرت السید بن حارث دمشقی علیہ الرحمۃ اسرار السالکین میں فرماتے ہیں "طریقت، حقیقت اور معرفت دراصل شریعت کی پابندی کی آخری حد کا نام ہے علم بغیر معرفت کے ایسا ہے جیسے مکان بغیر مکین کے اور شہر بغیر آبادی کے

کتابی علم حاصل کرنے سے بیشک عقل و دانائی میں اضافہ ہوتا ہے متانت و سنجیدگی پیدا ہوتی ہے لیکن معرفت حق حاصل نہیں ہوتی اگر عالم کے پاس تقویٰ، پرہیزگاری امانت، دیانت، ایثار، اخلاص، طہارت قلب لطافت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

علم اور ریاضت و مجاہدہ کی دولت نہیں ہے تو جو شخص وہ ایک سپاہی ہے جس کے پاس ہتھیار موجود ہیں لیکن وہ ان کا طریق استعمال نہیں جانتا وہ اولیاء الشیطان و اصحاب اللہ کے حملو سے اپنی حفاظت نہیں کر سکتا وہ ایسا پھول ہے جو بظاہر دیکھنے میں خوشنما لیکن خوشبو سے محروم ہے۔

تصوف اخلاق فاضلہ، روحانی کمالات اور نفسانیت کبریٰ حاصل کرنے کے لئے ایک بہترین مکتب ہے اس درسگاہ سے سند فضیلت حاصل کرنے کے بعد انسان صحیح معنی میں خادم خلق اور حق شناس بن جاتا ہے عالم روحانی کی ترقی محض ذہنی و خیالی ہے کون ہے جو حضرت ابو القاسم قشیری حضرت داتا گنج بخش ہجویری، حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری، حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی حضرت فرید الدین گنج شکر حضرت محبوب الٰہی حضرت شمس العارفین سیالوی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت شاہ نیاز بریلوی اور اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی الشاہ حضرت علی حسین اشرفی اور حضرت حافظ ملت مولانا علامہ حافظ عبد العزیز محدث مبارکپوری علیہم الرحمۃ والرضوان کی صحبت میں شبہ کریگا یہ سب بزرگ زبردست عالم تھے اور انھوں نے اپنے اپنے وقت میں ائمۃ الاصفیاء کے القاب سے شہرت پائی۔

ضمنی باتوں میں اختلاف رائے کو اہمیت نہیں دی جا سکتی بنیادی طور پر دیکھئے تو پتہ چلتا ہے کہ علماء حق اصطلاحاً* صوفی کہلائے اور علماء سو محض علماء کے نام سے مشہور ہوئے ابو الفضل اور فیضی کی مہارت کے سب قائل ہیں اصطلاح عام میں یہ زبردست عالم تھے لیکن ان کی طبیعت اسلام سے متعلق نہیں تھی اس لئے وہ اکبر کے دین الٰہی کے آلۂ کار بنے رہے۔ جن لوگوں نے عالم باعرفی بن کر بادشاہوں کی دریوزہ گری کی، ان کی ہاں میں ہاں ملائی عہدے قبول کئے، انڈر گراؤنڈ حکومت وقت کی خلاف شرعی حرکات کو تاویلات کی بھینٹ چڑھاتے رہے یا بظاہر حکومت کا ایک جزو اور بادشاہ کا آلۂ کار بن کر رہے تو انہیں ہم کبھی علماء حق اور صوفی نہیں کہہ سکتے۔

صوفیوں نے کبھی حکومتوں میں کبھی عہدہ قبول نہیں کیا نہ ہی انھوں نے سیاسی تحفے لئے لیکن وہ بادشاہوں اور ان کے اعمال کی اصلاح سے کبھی غافل بھی نہیں رہے۔ جن بادشاہوں میں انھوں نے ذرا بھی حق کی قبولیت کا مادہ دیکھا ان کو جب توفیق الٰہی کی طرف سے آئے اس کوشش میں ان کا بادشاہوں کے قریب آنا ضروری تھا مریض طبیب کے پاس خود جاتے ہیں اور کبھی طبیب کو بھی مریض کے ہاں جانا پڑتا ہے۔ لیکن اس وجہ سے اسکو رشوت کا سرپرست نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح اگر بعض صوفیاء کے پاس بادشاہ آئے یا ان حضرات نے بادشاہوں کی اصلاح کی خاطر ان سے ربط و تعلق رکھا جیسا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے سلطان شمس الدین التمش سے اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے جہانگیر کو نصیحتیں کیں تو یہ بھی کوئی غیر اسلامی بات نہیں تھی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور نہ ہی یہ جادۂ تصوف سے راہ فرار تھی۔

ان تصریحات سے پتہ چلا کر وہ شخص عالم ہو ہی نہیں سکتا جو صوفی نہ ہو اور اس شخص کو صوفی کہا ہی نہیں جا سکتا جو علم سے محروم ہو کیونکہ شریعت وطریقت دو علیحدہ چیزیں نہیں بلکہ ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں یا الفاظ دگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ تصوف اس زینہ کا نام ہے جس پر چڑھ کر انسان جملہ کمالاتِ صُوری و معنوی سے سرفراز ہو سکتا ہے اور اس دنیا میں حیاتِ مستعار کے گذارنے کا مقصد کما حقہ پورا کر سکتا ہے۔

احکام الٰہی بغیر عمل ممکن نہیں اور عمل بغیر علم کے بے سود، چنانچہ معلم کتاب و حکمت شارح شریعت وطریقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں العلم بدون العمل وبال" والعمل بدون العلم ضلال، علم عمل کے بغیر ہلاکت ہے اور عمل علم کے بغیر گمراہی، دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا اللھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع: الٰہی میں اس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے

علم و عمل دونوں احسان کے بغیر ناقص ہیں جب تک صدق دل سے توجہ نہ ہوگی علم و عمل سے احسان (تصوف) کا وہی تعلق ہے جو جان کا جسم سے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں علم و عمل کی نعمت سے مزین فرمائے مضمون کا اختتام اکبر الہ آبادی کے ان اشعار پر کرتا ہوں جن سے شریعت و طریقت کا مفہوم سمجھنا اور آسان ہوگا۔ ۵

شریعت در محفل مصطفیٰ
طریقت عروج دل مصطفیٰ
شریعت میں ہے قیل و قال حبیب
طریقت میں موجِ جمالِ حبیب
شریعت میں ارشادِ عہدِ الست
طریقت میں ہے یاد عہدِ الست
سخن سنجیاں گو ہوں میری درست
مگر قول سعدی نہایت ہے چست
طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

باتیں اُن کی

مولانا: ڈاکٹر حسام الدین خان اعظمی

ایک روز کی بات ہے کہ ہم لوگ حافظ ملت کی خدمت میں درس لے رہے تھے اسی دوران ایک خط ملا جس میں لکھا ہوا تھا کہ حضرت ہمارے مدرسے میں ایک صدر مدرس کی ضرورت ہے جو عالم ہو حافظ و قاری ہو اور خوش آواز مقرر مناظر شادی شدہ اور وجیہ بھی ہو۔

فی الحال اجرت ماہوار تین سو روپے دی جائے گی ان اوصاف کے شمار کرنے کے بعد حضرت نے فرمایا۔ بندۂ خدا نے ایک عہدہ کی قیمت دس روپے بھی تو رکھی ہوتی اور مسکرا پڑے ہم لوگ بھی آداب مجلس کا خیال کرتے ہوئے بڑے ضبط کے ساتھ بیٹھے رہے اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حاجی کے لئے نہیں لکھا۔ میں نے عرض کیا حضرت وہ شاید حج کرائیں گے اس لئے نہیں لکھا۔ اس پر اور مسکرائے۔

● حضرت کی مجلس میں ایک روز ایک صاحب ایک مولوی کی بڑی شکایت کر رہے تھے کہ ایسے ہیں ویسے ہیں بعد میں کہا حضرت وہ آپ ہی کے تو شاگرد ہیں حضرت نے فرمایا جی ہاں وہ میرے شاگرد ہیں وہ خدا کے بندے بھی ہیں اور حضور کے اُمتی بھی ہیں یہ جواب سن کر شاکی صاحب نہایت شرمندہ ہوئے۔

● ایک بار ایک طالب علم حافظ صاحب کی درسگاہ کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ حضرت کی نگاہ اس کے زمین بوس پاجامے پر پڑی اسے بلایا اور فرمایا جناب آپ نے شلوار کو پکڑ رکھا ہے یا شلوار نے آپ کو پکڑ رکھا ہے۔ طالب علم ہیبت سے کانپنے لگا اور کہا حضرت درزی نے بڑا کر دیا ہے اور پاجامے کو اوپر کی طرف موڑنے لگا۔ حضرت نے فرمایا اوپر کی طرف موڑنا بھی کف ثوب ہے اور نیچے کی طرف موڑنا بھی کف ثوب ہے ان دونوں سے نماز مکروہ ہوتی ہے لہٰذا مناسب طور پر چھوٹا کرا لو گویا حضرت کا اشارہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ زمین بوسی سے تکلف بوس ہو جائے جیسے آج کے فیشنیں حضرات کا پیشہ۔

● ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ اور آپ کے بھائی حکیم عبدالغفور صاحب کسی جلسے میں شریک ہوئے نماز کا وقت ہوا اذان ہوئی اقامت بھی ہونے لگی جب مؤذن نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو دونوں حضرات کھڑے ہو گئے تو دیکھا کہ ایک صاحب گھٹنے سے کچھ نیچے تک کا ازار پہنے ہوئے امامت کیلئے مصلے پر جا کھڑے ہوئے حضرت نے فرمایا جناب پیچھے آئیے انھوں نے آنکھ کا رنگ بدلتے ہوئے کہا کیوں صاحب۔ میں کیوں پیچھے آؤں! حضرت نے فرمایا چونکہ آپ جناب ہیں۔ جناب کو سمجھانے میں دیر ہوگی۔ دیکھئے نماز یہ صاحب پڑھائیں گے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا علی احمد اجمل عزیزی سیماوی مرحوم سنگھور البستی

پیکر انکسار

حضور حافظ ملت خوبیوں کے جامع تھے عزم و عمل کے کوہ گراں تھے ہزاروں آلام و مصائب بھی آپ کے پائے استقلال کو متزلزل نہ کر سکے۔ اخلاق و اخلاص، علم و مروت تصوف و معرفت، شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ علماء ربانی کا احترام طلباء پر شفقت و عنایت آپ کا طرۂ امتیاز تھا بے پناہ علمیت کے باوجود اس درجہ خاکسار کہ اکثر حاضری دینے والے شرمندہ و شرمسار ہو جاتے آپ کا کلام رموز و اسرار حکمت و نکات سے پر ہوتا۔

الجامعۃ الاشرفیہ سنگ بنیاد کے سلسلے میں ہونے والی تعلیمی کانفرنس کی تیاریوں کا زمانہ تھا ایک دن بعد عصر حضرت ناظم اشرفیہ کے حکم پر حضرت کی قیام گاہ پر گیا حضرت اس وقت نماز عصر سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن حکیم میں معروف تھے سلام و دست بوسی کے بعد حضرت قاری صاحب کا پیغام پیش کیا جس میں نواداہ کے لوگوں کو کانفرنس کی تیاریوں کی طرف متوجہ کرنے کی درخواست کی گئی تھی حضور نے تخت سے قریب ہی بچھی ہوئی ایک چارپائی پر بیٹھنے کا حکم فرمایا غیرت ادب نے گوارا نہ کیا زمین پر بیٹھ گیا لیکن حضور حافظ ملت نے کسی طرح بھی زمین پر بیٹھنے نہ دیا اور فرماتے رہے کہ یہاں آپ ہمارے مہمان ہیں۔ ناچار بیٹھنا ہی پڑا۔ آپ خود اٹھ کھڑے ہوئے بادام شکر سل پر پیسنا شروع فرمایا میں نے ہر چند کوشش کی اس خدمت کا شرف مجھے بخشیں لیکن ہر بار مہمان فرما کر چپ کر دیا جب دیکھا کہ زیادہ اصرار باعث ملال بن جائے گا خاموش ہو گیا۔ آنگن میں ایک ڈول باسی پانی سے لبریز تھا میں نے برتنوں کا صاف کردہ پانی سمجھ کر پھینک دیا خالی ڈول پر جب حضرت کی نگاہ پڑی تو فرمایا۔ ارے بھئی! یہ کیا کیا یہ پانی چڑیوں کے لئے رکھا تھا چڑیاں اتر کر اسے پیتی ہیں فوراً ڈول تازہ پانی سے بھر کر رکھ دیا۔ اتنے میں حضرت نواداہ کے لئے تیار ہو چکے تھے کمرے سے تھوڑا سا اناج نکال کر آنگن میں بکھیرنے لگے اور فرماتے تھے یہ چڑیوں کی خوراک ہے باہری دروازے کے پاس آ کر ایک طاقچہ سے ایک روٹی اور آدھا پیالہ گوشت اتارا کتوں کے سامنے ڈال دیا ایک ذرا بیمار تھا اُسے زیادہ دیا۔

۶۳ء میں مدرسہ شمس العلوم مہنداول ضلع بستی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے زیر اہتمام جلسہ ہوا عدیم الفرصتی کے باوجود مدرسہ کی ضروریات کے مدنظر دعوت قبول فرمائی راستے کی مشقتوں کو جھیلتے ہوئے آپ مہنداول پہونچے لیکن سب سے زیادہ تکلیف دہ اور صبر آزما سفر کا آغاز اب ہوتا ہے مہنداول سے مہندوپار کا ۸ میل دیہاتی کچا راستہ طے کرنے میں جوانوں کو پسینہ آجاتا ہے لیکن حیرت ہے حضور حافظ ملت کے بڑھاپے پر کہ نہایت ہی خندہ پیشانی سے یہ پریشان کن سفر سائیکل پر بیٹھ کر طے فرمایا جب کہ منتظمین جلسہ سواری کے انتظام کے در پے تھے پچاس روپیہ کرایہ سن کر حضرت نے فرمایا ہم سائیکل پر بیٹھ کر چلنا پسند کریں گے بلاوجہ مدرسہ کا پچاس روپیہ خرچ کرنا پسند نہیں۔ چنانچہ آپ نے اس شان سے راستہ طے فرمایا کہ آپ کے جبین استقلال پہ ذرہ بھر بھی شکن نہ آنے پائی اختتام جلسہ پر واپسی کے لئے مولانا محمد ادریس صاحب جیپ لے کر دھرم سنگھوا پہونچے دارالعلوم احمدیہ معراج العلوم کا معائنہ فرماتے ہوئے جیپ روانہ ہوئی چند قدم ہی آگے بڑھنے پائی تھی کہ ڈرائیور ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوگیا حضور راستہ کے پیچ وخم نے پٹرول اندازے سے زیادہ جلا دیا اب گاڑی آگے نہ جا سکے گی حضور حافظ ملت نے پر اعتماد انداز میں فرمایا لے چلو گاڑی چلے گی۔ ان شاء اللہ۔ ڈرائیور نے پیشانی مبارک پر غضب کے آثار اور پر جلال تیور کو دیکھ کر گاڑی اسٹارٹ کی

بحمداللہ جیپ بہت ہی سکون سے مہنداول ہو پہنچ گئی اس واقعہ سے جہاں حضور حافظ ملت کی بے پناہ دینی ہمدردی کا ثبوت ملتا ہے وہیں پر آپ کی شاندار کرامت کا بھی ظہور ہوتا ہے۔

حافظ ملت کا ارشاد

● انسان کو مصیبت سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ کامیاب وہ ہے جو مصیبتیں جھیل کر کامیابی حاصل کرے مصیبتوں سے گھبرا کر مقصد کو چھوڑ دینا بزدلی ہے۔

● اپنی قدر پہلے خود پہچانو۔ دنیا میں باعزت بنو گے۔ جس نے اپنا وقار خود خراب کر لیا۔ دنیا کی نظر میں بھی ذلیل وخوار ہوا۔

● ایک بار ایک جلسہ کے منتظمین نے حضرت کو تقریر کے لئے بلایا اور حضرت گئے تو تقریر کرائی اور رات محلہ کی مسجد کے فرش پر گزارنی پڑی صبح کو واپسی کے وقت کوئی نہ ملا اس بد خلقی پر میں نے اظہار ناراضگی کیا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ انسان کو دوسروں کی ذمہ داریوں کے بجائے اپنے کام کی فکر کرنی چاہئے۔ الحمد للہ ہم لوگوں نے اپنا کام کر دیا۔

(منجانب مولانا شمس ضیائی خیرآباد)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا نظام الدین بستوی

بارگاہ عزیزی میں شعراء کی
نذر عقیدت

قناعت جس پہ کرتی ناز تقوی جس کا شیدائی
ہزاروں محفلوں پہ بھاری جس کی ایک تنہائی

بیکل اتساہی

بہ رجم فلک اسیر نگر آسماں کمند
ہمت جبل شکست عزائم فلک شکار
ٹوٹے ہوئے دلوں کے لئے مرہم شفا
تاریکی فضا میں منارہ تھا نور کا

پروفیسر انجم عرفانی صدر شعبہ اردو ایم ایل کے
پوسٹ گریجویٹ کالج بلرامپور

ملت بیضا کے حافظ کی یہ عظمت زندہ باد
کشتۂ عشق پیمبر تا قیامت زندہ باد

ڈاکٹر محی الدین اظہر علیگ

حاصل عشق نبی حافظ ملت کا پتہ
حوض کوثر سے کبھی باغ ارم سے پوچھو

نازش دہر تھے باعث فخر تھے حافظ دین ملت خدا کی قسم
ایسے مالی پہ قربان ہے جان و تن خون سے دین کا جس نے سینچا چمن

اسلم بستوی

آبروئے قوم و ملت پیکر صدق و صفا
یاد کرکے تم کو ساری قوم رو لے گی سدا
حافظ ملت حقیقت میں تمہاری ذات تھی
دین پاک مصطفے کی شرح تھی جو بات تھی

حضرت مولانا حکیم نذیر الاکرم صاحب نعیمی مرادآبادی

جس کی تنہا ذات تھی اپنی جگہ اک انجمن
جس کی سادہ شخصیت تھی مرکز ہر رنگ و بو
حافظ ملت مجاہد خرقہ پوشوں کے امام
کشور علم و ادب کے خسرو عالی مقام
جس کی سرمستی کا سرمایہ فقط عشق رسول
بارگاہ حسن سے جس کو ملا حسن قبول
جس کے دل میں سنت شاہ عرب کا درد تھا
جو علوم ظاہری و باطنی میں فرد تھا

رحمی سیتاپوری

حافظ ملت تو آں کار نمایاں کردۂ
گردن ما را بزیر بار احسان کردۂ
گر زمینے را بہ اوج آسماں بگذاشتی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

گر فلک را پائے بوس تر نشینیاں کردہ

(ڈاکٹر شمس مصباحی)

حکمت و دانش کے رنگ و نور میں ڈوبا کلام
جلوۂ علم و ہنر ہے حافظ ملت کی بات
عظمتوں کا آفتاب اور رفعتوں کا ماہتاب
فرش والو عرش پہ ہے حافظ ملت کی بات

(اختر الاعظمی المصباحی)

رخصت ہوا جہاں سے یہ کون باکمال
بوجھل ہوئی زمین تو فلک غم سے ہے نڈھال
عقبیٰ کی فکر دین کا جس کو رہا خیال
اے عافیت بخیر ہے جس کا سن وصال
۱۳۹۶ھ

(خورشید صدیقی نیلسن لنکا شائر برطانیہ)

ویسے تو نہیں کوئی بشر نطق سے محروم
پائی تھی مگر حافظ ملت نے زباں اور
ہم ہو گئے بیدار پکارا جو انھوں نے
یہ سچ ہے کہ ہوتی ہے مجاہد کی اذاں اور

(اختر بستوی)

عصر حاضر کا سیادت کا تاج دار
مرد کامل مرد حق مرد خدا تقویٰ شعار
بے نیازانہ جس کی زندگی ایسا بشر
پیکر اخلاص و الفت مرہم زخم جگر

(احمد کمال حشمت پوری)

جو مجسم فیض تھا اور پیکر جود و نوال

کشت زار علم جس سے ہو گئے صد ہا نہال

(رضوان اعظمی)

اے گذرگاہ شریعت کے مسافر مرحبا
تیری تابانی سے روشن روئے امکاں ہو گیا

(ظفر علیگ)

شمع عرفان و وفا تھے حضرت عبد العزیز
اک ولی باصفا تھے حضرت عبد العزیز
غیر بھی جن کی ولایت کے رہے ہیں معترف
پاک طینت پارسا تھے حضرت عبد العزیز

(انتخاب قدیری مرادآبادی)

امام اہل سنن ناشر علوم نبی
خلوص و خلق کی دنیا بسا کے چھوڑ گیا
وہ جس کو اہل جہاں حل نہ کر سکے اب تک
تو ایسے عقدہ کو آساں بنا کے چھوڑ گیا

(ظفر بدایونی)

اہل سنت کے قافلہ سالار
حامئی دین احمد مختار
صاحب تاج بود و عز و وقار
بنا میں قصر علم کے معمار
مجسم علم و دانش و حکمت
روح اخلاص حافظ ملت

(نسیم بستوی)

وہ ذات جسے حسن عمل کی کہیں تصویر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جس رخ سے بھی دیکھے کوئی انداز یگانہ
پابند شریعت تھا وہ بے مثل نمازی
کردار سے ہوتی تھی عیاں شان حجازی

(مرغوب اوروی)

ہند ہی کیا عالم اسلام تک پہونچی نگاہ
شخصیت کوئی نظر آئی نہ ثانی آپ کی
عہد پیری میں ہے ایسا جذبہ عزم و یقین
اللہ اللہ کیا رہی ہوگی جوانی آپ کی

(شمیم اعظمی)

جبین شوق کا ایک ایک نقش روشن ہے
حضور حافظ ملت کے آستاں کے لئے

(طیش صدیقی)

زاہد و مرشد کامل نہیں دیکھا ایسا
ہم نے اس دور میں اک مرد کو جیسا دیکھا

(نسیم اختر بھوجپوری)

ہم اتنا جانتے ہیں نیک طینت نیک سیرت تھے
خدا ہی جانے اور کیا تھے حافظ ملت

(حفیظ الرحمان بیگ اثر)

خوف خدا قدم قدم عشق رسول دم بدم
کشتی قوم کا اسے کیسے نہ ناخدا کہیں
قال میں ہو کہ حال میں گم تھا بس اک خیال میں
اس کے ہر ایک کام کو عشق کی اک ادا کہیں

(شمشاد فاضل کانوی)

ملت کا پاسبان شریعت کا اک امین
لرزاں تھی جس کے خوف سے کفار کی زمین
جو دین کی پناہ تھا حاصل تھا عزم کا
بیشک وہ نگہبان تھا ملت کی بزم کا

(زنداں کلکتوی)

قوم کو احساس کی دولت عطا فرمائی ہے
دل عطا فرمایا ہے ہمت عطا فرمائی ہے
جلوۂ صدر الافاضل سیرت احمد رضا
مظہر صدر شریعت عاشق غوث الوریٰ

(حسان جالی)

وہ چراغ بزم ملت وہ تصوف کا امام
وہ سر پر آرائے بزم عارفاں جاتا رہا

(یونس رضا فرخ آبادی)

تھا نگاہ قوم میں وہ کس قدر عزت مآب
حافظ ملت تھا جس مرد مجاہد کا خطاب

(عزیز مبارکپوری)

کون بھول سکتا ہے اس عظیم رہبر کو
جس نے قوم و ملت کی آبرو بچائی ہے

(نثار عزیزی)

جانے والا چل بسا اس مجلس ادبار سے
ہے منور اب بھی دنیا علم کے انوار سے

(مولانا محمد اسرائیل اختر
رودرپوری سرکولیشن منیجر ماہنامہ اشرفیہ)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

محمد محب الحق قادری متعلم اجمل خاں طبیہ کالج
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

قندیل نورانی

وقت کو ایسے ہی سپوت کی ضرورت تھی جو درسگاہوں کی شیرازہ بندی کر سکے تشنۂ علوم نونہالوں کو علوم اسلامیہ اور مختلف علوم و فنون سے سیراب کر سکے جو زمانہ کو ایسے قابل وفاضل افراد دے جو علوم و فنون کی علمبرداری کر سکیں۔

نسل انسانی نے دیکھا کہ علم و فضل کا وہ مجمع البحرین جب رواں دواں ہوا تو نہ جانے کتنے گلشن سرسبز و شاداب ہوئے اس آفتاب علم سے نہ جانے کتنے انجم میں علم و عمل کی جھلملاہٹ اور تابندگی آئی کہ عالم اسلام میں انکی جگمگاہٹ پہنچی لوگوں نے دیکھا کہ قوم کا مسلسل غم کھاتا ہوا الامرو مجاہد دن کے اجالوں میں تعمیر قوم و ملت میں سرشار و دیوانہ رہتا اور جب رات جوان ہوتی تو اپنے مالک حقیقی کی عبادت میں وارفتہ ہوش ہو جاتا یہی اسباب تھے کہ مخالفین و معاندین کے بادصرصر کی کوئی پرواہ نہ تھی وہ دھن کا پکا تھا اور اپنے خون جگر سے اس مدرسہ لالہ کی حنا بندی کر رہا تھا جس کو حضرت صدر الشریعہ اور حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی دی تھی۔

اسلام کی فطرت سلیمہ کے مانند اس بندۂ مومن میں جذبہ کمالات نے اتنی لچک دی تھی کہ اس کے عزم و حوصلوں کو جتنا دبایا گیا وہ اتنا ہی ابھرتا گیا اور اس قدر ابھرا کہ خاکدان گیتی پر ایک ایسا مبارک گوشہ بنا گیا جو رشک جہاں ہے۔ ایسا جہاں رنگین کہ اس کے شب و روز اور شام و سحر کا ہر لمحہ قال اللہ وقال الرسول کی صدائے دلنواز سے گونج رہا ہے۔ اور دیدۂ کور کے لئے وہاں کا ذرہ ذرہ سرمۂ بصیرت ہے کہ حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد خویش و اقرباء کے لئے کچھ نہیں کیا۔ بلکہ اس سچے شیدائی اسلام نے عمر عزیز اور عزیز اولاد کو اس قلعۂ معلی کی بھینٹ چڑھا دیا۔ اس مرکز میں نہانِ رسول شائقین نونہالوں کی انجمن صد بہار، وارثین انبیاء کا ہجوم اور اس کے طاقوں میں طاق حرم علی کی روشن شمع وہ محراب جس میں نور اور کتاب مبین کی قندیل نورانی شعاعیں بکھیر رہی ہیں۔ وہ منبر معلی جس پر رحمۃ للعالمین کا آفاقی پیغام بلند ہو رہا ہے وہ منارِ عظمت جہاں سے اذان بلالی کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں وہ درسگاہ جس سے تلقین غزالی اور درس حنفی کا درس گھٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔؟ ؎

ولایت، بادشاہی، علم اشیاء کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں فقط اک نقطۂ ایماں کی تفسیریں ▲

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا عبدالعلیم نوری بجیروی

حافظ ملت کا کف اللسان من القول بالسوء پر عمل

واقف اسرار معرفت، کاشف رموز حقیقت، سرچشمہ رشد و ہدایت، حضور حافظ ملت ایک عاشق رسول تھے ہمیشہ سنت رسول کو مقدم اور پیش نظر رکھتے۔ آپ بہت بڑے عابد و زاہد اور علم و عمل کے جامع تھے طاعت و عبادت کا ذوق، احتیاط، حفظ لسان، کم سخنی، میانہ روی، قناعت و عفاف، زہد و استغنا، ایثار و ہمدردی وغیرہ میں بے مثال و ممتاز، اپنے جانی دشمن سے بھی انتقام نہ لیتے تھے اور نہ حق کی راہ میں اپنے دوستوں سے مداہنت برتتے، بغض و حسد، طعن و تشنیع، طنز و تنقید اور برے برتاؤ سے کوسوں دور تھے۔

گویا آپ اس آیت پاک کے عامل تھے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ (کنزالایمان پ ۱۸ ع ۶) سب سے اچھی بھلائی سے برائی کو دفع کرو ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بناتے ہیں۔

حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دشمنوں کی برائی کے عوض خصائل حمیدہ ہی نہیں بلکہ احسن الخصال کے ساتھ برتاؤ فرماتے تھے اور یہ صورت اجتناب من القول بالسوء یا بدگوئی سے زبان کو روکنا ہے یونیورسٹی کی بنیاد کے سلسلے میں اور اس کے بعد بھی مخالفین کی خود رائی کے سبب حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جو [illegible] روحانی اذیت اور تکلیف پہنچی ان پر سب و شتم اور عتاب و بدگوئی تو درکنار کسی ملاقات میں رنج کا اظہار بھی نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ ان سے مہربانی و نرمی کے ساتھ ملتے رہے اور کف اللسان من القول بالسوء پر عامل رہے۔ ایک دفعہ میں خدمت میں حاضر ہوا حافظ ثناء احمد صاحب مدرس مدرسہ ضیاء العلوم خیرآباد بھی حاضر تھے ایک شخص نے عرض کیا حضور مخالفین آپ کو دشنام دے رہے ہیں آپ نے فرمایا الحمدللہ میں سنت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عامل ہوں پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا مولانا مجھے اس وقت بڑی خوشی ہوتی ہے جب کوئی میری بدگوئی کرتا ہے کیونکہ میرے رسول کی سنت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی کسی کو برا نہیں کہا۔ اس لئے حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ بھی مخالفین کی ادائے بد کے مقابلے میں خصائل حسنہ پیش فرماتے اور مخالفین کے کلمات بد سنکر اس کا جواب قول بد سے نہ دیتے بلکہ اس سے اعراض فرماتے، ساتھ ہی ساتھ اس آیت مبارکہ پر بھی عمل فرماتے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ○ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ○

اور وہ بھلائی سے برائی کو ٹالتے ہیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں اس سے تغافل کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے لئے تمہارے عمل بس تم پر سلام ہم جاہلوں کے غرضی نہیں (کنز الایمان پ ۲۰)

حاصل مقصود یہ ہے کہ حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دشمنوں کے برے برتاؤ کے بدلے ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتے تھے ان کے قول سوء کا حسن کر جواب میں کلمات حسن فرماتے تھے معلوم ہوا کہ حافظ ملت کف اللسان من القول بالسوء پر سختی سے کاربند تھے۔

بُرے کلمات خداوند قدوس کو ناپسند ہیں ارشاد ربانی ہے لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ○ إِنْ تُبْدُوا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوا عَنْ سُوءٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا ○ اللہ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان کرنا مگر مظلوم سے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔ اگر تم کوئی بھلائی اعلانیہ کرو یا چھپ کر یا کسی کی برائی سے درگزر کرو تو بیشک اللہ معاف کرنے والا قدرت والا ہے (کنز الایمان پ ۶)

کلمۂ بد بالجہر یا اس کے برعکس دونوں ناپسندیدہ ہیں اسی لئے مفسرین فرماتے ہیں۔ لا یحب اللہ الجہر میں جہر کی تخصیص اس کے بہت زیادہ ہونے کے سبب کی گئی ہے مظلوم جس پر زیادتی کی گئی ہے جس کا دل دکھایا گیا ہے جس کو بُرا بھلا کہا گیا ہے مثلاً کی اجازت کے باوجود اس کے لئے بھی بہتر اور پسندیدہ یہی ہے کہ وہ کلمۂ بد کا مرتکب نہ ہو مطلب یہ ہوا کہ تم ظالم کے جبر و زیادتی کا انتقام لینے پر قدرت و طاقت رکھتے ہو مگر اس قدرت کے باوجود اگر تم معاف کر دو اور بدلہ لینے کا خیال دل سے دور کر دو تو تخلق باخلاق اللہ کے مصداق ہو جاؤ گے۔ اس لئے کہ قدرت علی الانتقام کے باوجود خدائے تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ اسی لئے حافظ ملت نے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا بلکہ ہمیشہ اپنے دشمنوں کو معاف فرماتے رہے۔ حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اپنے قول و عمل سے یہ درس دیا ہے کہ مسلمان کلمۂ بد سے اجتناب کریں۔ اور کف اللسان من القول بالسوء پر عمل کریں اور بری بات سے ہر حال پرہیز کریں۔ ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً

دو شعر

کردار تری ذات تھی اور نقش تجربات
بزم جہاں وصل بیگانۂ خرافات
ہر عالم اسلام تو احسان خودی
تو آب حیات آدمی افسردہ ظلمات

ثمامہ اعظمی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

محمد اسلم مصباحی غازی پوری

حافظ ملت اور ہستی کردار

ایک داعی حق - ایک مصلح امت - ایک عظیم رہنما

قدرت کی لیباٹری میں تخلیق پر لاتعداد نقوش ابھرتے ہیں اور مٹ جاتے ہیں اس نظام موت و حیات کا نام دنیا ہے۔ یہ کارخانہ کب سے چل رہا ہے اور کب تک چلے گا۔ خدائے تعالیٰ کے سوا اس راز سے کوئی واقف نہیں۔

ممدوح مرحوم حضور حافظ ملت محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ بھی چمن زار قدرت کے وہ حسین پھول تھے جس میں شگفتگی اور دلکشی کا رنگ صاف نظر آتا تھا۔ یہ پھول جب سے کھلا بہاروں نے اس کا استقبال کیا نسیم سحری اس کی روح کو گدگداتی رہی نغمے اس کے ہونٹوں کی لطیف مسکراہٹوں میں اپنی جنت نگاہ کے خاکے تلاش کرتے رہے۔

صداقتوں کے چمن کا حسین پھول ہے تو یہ واقعہ ہے کہ مرد با اصول ہے تو وقت کے حافظ کا سکوت نطق اب حکمت تھا اور علم موج تسنیم و کوثر کو جلا پاتی ہے تو وہ مناقب تلوب بھی تھا اصول کی جو راہ مستقیم اسے نصیب ہو چکی تھی اس پر دوسروں کو چلنے کی جرات نہ ہو سکی جب کہ زندہ رہا مرا فان سفر سے بے نیاز تھا مزاج میں جرات وبیباکی تھی اور اخلاق میں دلکشی کا توازن تھا وہ ایک قلندر خلوت گزیں تھا جلوتوں میں بھی اسکی خلوت پسندی ساتھ تھی ایثار و قربانی کے جو جوہر اس نے دکھلائے حق یہ ہے کہ کوئی دوسری شخصیت اس کی ہمسر اور ہم پلہ نظر نہیں آتی۔ خدا نے اس بوڑھے مجاہد کو فکر و قلم کی وہ صلاحیتیں بخشی تھیں کہ اگر وہ بیٹھے ہوئے سرکنڈے کا قلم اور ایک ٹوٹی ہوئی دوات لے کر کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ جاتا تو بلاشبہ عیش و دولت کے ہجوم وہاں بھی اس کو گھیر لیتے اور علم و فضل کی دنیا اس کی راہ میں آنکھیں بچھاتی۔

اس مرد مجاہد کی ضرورت ہے جہاں کو!
ہو جس کی رگ و پے میں فقط ہستی کردار

ہوا جن کی نگاہ سے روح بزم صحرا
محبت کر بپا ان کی بیعت سے ولایت
اقبالؔ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولوی قمر رضا مصباحی

فیضِ تربیت

استاذ العلماء جلالۃ العلم حضور حافظ ملت محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ والرضوان صرف خود ایک جلیل القدر عالم و محدث ہی نہیں تھے بلکہ ایک محدث گر بھی تھے آپ نے اپنی زندگی میں صرف حدیث مصطفےٰ علیہ التحیہ والثناء کی خدمت ہی نہیں کی بلکہ اس کے لئے بیشمار خدام بھی پیدا کرتے رہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ آج سیکڑوں درس گاہیں حافظ ملت ہی کے فیضان کرم کی مرہون منت ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ حافظ ملت نے دنیائے اہلسنت کو ایسے عظیم الشان اور جلیل القدر علمائے محدثین عطا فرمائے ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں اور کیوں نہ ہو جبکہ آپ کی شخصیت ایک ذہن شناس باطن رس شخصیت تھی۔ آپ اپنے ہونہار تلامذہ کی شناخت کر لیا کرتے تھے۔ جوہری کی طرح ذہن کے کھرا کھوٹا پن کو پہچان لیا کرتے تھے اور جو جس کا مستحق ہوتا اس کے ساتھ ویسی ہی برتاؤ کرتے جو جس تربیت کے لائق ہوتا اس کی تربیت اسی کے مطابق فرماتے اور اس پر اسی مناسبت سے نظر خاص بھی رکھتے لیکن یہ خصوصیت بھی اپنی جگہ قائم رہتی کہ جو تلامذہ کو بظاہر ایک نگاہ سے دیکھتے کسی کو یہ موقع نہ مل سکا کہ وہ یہ کہہ دے کہ حافظ ملت کا التفات ہماری طرف نہیں تھا۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ اپنے صاحب جوہر تلامذہ پہ گہری نظر رکھتے لیکن اوروں کو یہ محسوس نہ ہوپاتا کہ ان کی طرف التفات زیادہ ہے اور میری طرف کم ہے یہ ایک ایسی عظیم صفت ہے جس سے بہت ہی کم لوگ حصہ پاتے ہیں حافظ ملت کو یہ صفت ان کے استاذ گرامی حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمہ والرضوان سے وراثت میں ملی تھی شیخنا الکرم محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قبلہ (جن کو دونوں بزرگوں سے اکتساب علم و حکمت کا شرف حاصل ہے) بیان فرماتے ہیں کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا طریقۂ درس حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے طریقۂ درس سے سرمو بھی مختلف نظر نہیں آیا درسی تقریریں نہایت مختصر اور جامع ہوتیں خاص کر فنی کتابوں میں ایک مختصر سی تقریر مع اسئلہ کے بعد فرماتے اس کے بعد اس تقریر کو عبارت پر منطبق فرماتے اعتراضات بغور سنتے اور ہر اعتراض کا مدلل و محقق جواب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عبد القیوم اعظمی   جامعہ انوار القرآن بلرام پور

حافظ ملت اور مشرب اعلیحضرت کی اشاعت

پس منظر: یہ اس وقت کی بات ہے جب ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کا ستارہ غروب ہو رہا تھا اور رفتہ رفتہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے توسط سے انگریزوں نے پاؤں جمانا شروع کیا تھا اور وہ ہندوستان کے سیاہ و سفید کے مالک بن جانے کی سوچ رہے تھے لیکن ان کی راہ میں قوم مسلم اتحاد و یک جہتی کی وجہ سے سد سکندری کی طرح حائل ہو رہی تھی تو وہ مسلمانوں کے اتحاد کے مستحکم و مضبوط قلعہ کو متزلزل و مسمار کرنے کی سعی بلیغ و جہد جہید کرنے لگے مگر حق پرست قوم جب کسی طرح بھی ان کے دام فریب میں نہیں آ رہی تھی تو انھوں نے مجبور ہو کر ایک آخری حربہ استعمال کیا کہ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اسی قوم سے ہی کچھ لوگوں کو خریدا جائے اس کام کے لئے انھیں مسلمانوں میں سے کچھ ایسے زر خرید لوگوں کی تلاش تھی جو ان کے مابین آسانی انتشار و تفریق کا کام کر سکیں اور انھیں اپنی اس تلاش و جستجو میں زیادہ وقت و پریشانی کا سامنا بھی نہ کرنا پڑا۔ اس لئے کہ اس وقت ان کی خوش قسمتی سے مسلمانوں میں ایک ایسا فرقہ جنم لے چکا تھا جو اسلامی معتقدات و مسلمات کے خلاف نت نئے عقائد اختراع کر کے مسلمانوں پر مسلط کرنا چاہتا تھا اور اس نئے فرقے کو اپنے عقائد باطلہ کی ترویج و اشاعت کے لئے مناسب سرمایہ اور خیرخواہی کی ضرورت تھی انگریزوں سے ان کا رابطہ قائم ہوا تو ہر ایک مراد بر آئی۔

انگریزوں نے جب ان کے نئے عقائد (جو رسول دشمنی اور شعائر اسلامی کی بیخ کنی پر مبنی تھے) کو معلوم کیا تو یہ اندازہ کر کے کافی خوش ہوئے کہ یہاں تو ایک تیر سے دو دو شکار ہوں گے ایک طرف تو مسلمانوں کے مابین افتراق و انشقاق کی بنیاد قائم ہوگی جس سے وہ آپس میں برسر پیکار ہو کر ہماری مقصد برآری کے لئے ممد و معاون ہوں گے۔ اگر اس نئے فرقہ کی خاطر خواہ اشاعت ہو گئی تو پھر مذہب اسلام پر بھی کاری ضرب پڑے گی جو ہمارے آج کے عیسائی مشن کا اصل مقصد ہے۔ اس لئے انھوں نے اسی نئے فرقے کے سرکردہ لوگوں سے فوری ساز باز کر کے انھیں طلب سے زیادہ نہ صرف سرمایہ فراہم کیا بلکہ ان کا بھرپور سیاسی تعاون

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بھی کیا اسی طرح اس فرقے کو اپنے انگریز آقاؤں کے زیر سایہ کھل کھیلنے کا کافی موقع ملا پھر تو کھلم کھلا وہ ایک خانہ ساز توحید پرستی کی آڑ لے کر اپنے عقائد باطلہ کی اشاعت و تبلیغ کرنے لگے اپنے اس خود ساختہ مذہب کے فروغ و بقا کے لئے بڑی کوششیں کیں کتاب و سنت رسول اللہ علیہ الصلاۃ والتسلیم پر عمل کرنے کے بجائے ایمان و اسلام کی اصل الاصول تعظیم و توقیر نبی عقیدت و محبت روح کائنات صلے اللہ علیہ وسلم پر حملے کرنے لگا خدا کی جانب کذب کا انتساب کیا گیا ختم نبوت کا انکار کیا گیا یا رسول اللہ کہنا شرک قرار دیا گیا علم غیب نبوی کو جانوروں اور پاگلوں سے تشبیہ دی گئی اختیارات مصطفےٰ کا انکار کیا گیا۔ میلاد النبی کو کنہیا کا جنم قرار دیا گیا۔ مختلف طریقوں سے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کئے گئے۔

مسلک اعلیحضرت ایسے پرفتن دور اور پرخطر ماحول میں اعلیحضرت امام اہل سنت قدس سرہ نے تو عظمت مصطفےٰ اور ناموس اولیاء سے کھیلنے والے باطل پرستوں کے پرخچے اڑا دیئے اور ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملاتے ہوئے تجدید و احیاء سنت کا وہ عظیم الشان کارنامہ انجام دیا کہ جس کی بدولت آج امت مسلمہ نہ صرف صراط مستقیم اور طریقۂ مصطفےٰ پر گامزن ہے بلکہ آج خوش عقیدہ مسلمانوں کے دلوں میں خدا اور محبوبان خدا کے عشق و ایمان کی جو شمعیں روشن ہیں بلاشبہ یہ مجدد اسلام کے تجدیدی کارناموں ہی کی برکت ہے۔ انھوں نے اپنے تجدیدی کارناموں کو آگے بڑھانے کے لئے اپنے جانشینوں کو تیار کر دیا تھا ان میں سے صدر الشریعہ حضرت مولانا مفتی شاہ امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمۃ ممتاز ہیں ان کے تلامذہ میں حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کے نام سے تعمیر دین و دانش وابستہ ہے۔

اور حافظ ملت حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ نے نہ صرف تحریر و تقریر کے ذریعہ سے اپنی حیات ظاہری تک اعلیٰ حضرت کے تجدیدی کارناموں کا تحفظ کیا بلکہ انھوں نے اپنی زندگی بھر کی تدریسی خدمات کے ذریعہ علما فضلا خطبا مصنفین اور دانشوروں کی ایک ایسی فوج تیار کر دی ہے جو آج نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ساری دنیا میں مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ و اشاعت کے لئے پھیل گئے ہیں انگریزی باطلہ نے اعلیٰ حضرت کے مشن کے خلاف کام کرنے کے لئے تبلیغی جماعت کو ساری دنیا میں اتار دیا ہے تو حضور حافظ ملت کی حسب منشا ان کے ایک شاگرد علامہ ارشد القادری نے پوری دنیا میں دیوبندی تبلیغی جماعت کی مدافعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ و اشاعت کے لئے مختلف ممالک کے خوش عقیدہ مسلمانوں کے نمائندوں کی موجودگی میں عالمی سطح کی الدعوۃ الاسلامیہ العالمیۃ (ورلڈ اسلامک مشن) نام کی تحریک قائم کی جس کا مرکز متعدد سہولتوں کے پیش نظر انگلستان کے مشہور شہر بریڈ فورڈ میں قائم کیا جس کے مقاصد یہ ہیں

۱۔ عالمی سطح پر ایک تبلیغی نظام کا قیام

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

۲۔ مسلم معاشرہ میں اسلامی زندگی کی ترویج۔

۳۔ غیر مسلم اقوام میں اسلام کا موثر تعارف۔

۴۔ مسلمانانِ عالم کے درمیان رابطہ اخوت اسلامی کا استحکام۔

۵۔ گمراہ کن افکار و تحریکات سے نسلِ اسلامی کا تحفظ۔

۶۔ اسلامی تبلیغ کی قائدانہ صلاحیتیں پیدا کرنے کے لئے ایک تحقیقاتی تربیتی مرکز کا قیام۔

اور آج اس تحریک کے ساتھ بہت سے علماء وابستہ ہوکر مرتبہ اصول و ضوابط کی روشنی میں دنیا بھر کے ممالک کا کار آمد دورہ کر رہے ہیں۔ اور جامعہ کا ہمہ جہتی تعلیمی پروگرام خود ایک فکر نظام اسلامی کی اساس ہے جس سے حافظ ملت کے مشن کی تبلیغ ہوگی۔

حافظ ملت نے فرمایا

● قابل قدر وہ نہیں جو عمدہ لباس میں ملبوس ہے اور علم و ادب سے بے بہرہ ہے بلکہ لائق تعظیم وہ ہے جس کا لباس خستہ اور سینہ علم سے معمور ہے۔

● جس کی نظر مقصد پر ہوگی۔ اس کے عمل میں اخلاص ہوگا اور کامیابی اس کے قدم چومے گی۔

(   )

سربلندی کا نشاں

سید قیصر وارثی لکھنوی

خوشا قسمت کہ عنوانِ بیاں ہیں حافظ ملت
مری تخیل میں اب ضو فشاں ہیں حافظ ملت

شبِ تاریک میں اک شمع ایقان و عمل بن کر
یقیں کیجئے کہ اب بھی ضو فشاں ہیں حافظ ملت

عطا فرمائی ہمکو سرخروئی بزمِ عالم میں
ہماری سربلندی کا نشاں ہیں حافظ ملت

رہے گی حشر تک خوشبو گلِ محسن گلستاں میں
بشکل اثر فیض جاوداں ہیں حافظ ملت

زمانہ آج بھی اور کل بھی ان سے فیض پائے گا
مثالِ چشمۂ آبِ رواں ہیں حافظ ملت

تسلسل موت سے بھی منقطع ہوتا نہیں جس کا
کتابِ عشق کی وہ داستاں ہیں حافظ ملت

بھی روتی ہے انکی یاد میں ہر پھول پر شبنم
یہ کہتی ہے صبا اکثر کہاں ہیں حافظ ملت

پسِ پردہ ہیں وہ لیکن یہی محسوس ہوتا ہے
ابھی گویا ہمارے درمیاں ہیں حافظ ملت

زمانہ چل رہا ہے آج انکی راہ پر قیصر
تو تنہا ہیں لیکن کارواں ہیں حافظ ملت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ارشاد القرآن

مؤلفہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

سنہ ۱۹۴۷ء کے پر آشوب ماحول میں جب مسلمانان ہند اپنے وطن سے کوچ کر رہے تھے علاوہ
گھر بار اور املاک جائداد خیر باد کہہ کے کوچ کا ارادہ کر رہا تھا اس منتشر اور جامع تحریر نے یوپی اور بہار کے ہزاروں
مسلمانوں کے لرزیدہ قدم کو استقامت پامردی، ثابت قدمی، اعتماد و توکل کی دولت سے مالا مال کر دیا اور وہ کہیں
اور جانے کے بجائے اپنے ملک و وطن کی تعمیر میں لگ گئے۔ صبر و توکل اور استقامت کے عنوان پر قرآنی فرمودات
پر مشتمل معقول مقالہ۔ قیمت:۔ ۹۰ پیسے

الوسیلۃ السنیہ

مؤلفہ مولانا محمد شفیع صاحب اعظمی

قرن اولیٰ سے آج تک مسلمانان عالم کا جس "توسل" پر اعتقاد چلا آ رہا ہے۔ اصحاب کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، علماء، مشائخ، محققین اور جمہور اہلسنت کا جس پر تعامل رہا، چند
سرپھرے لوگوں نے اس توسل کی مخالفت کی اور اسے نزاعی مسئلہ بنا دیا۔ مصنف موصوف نے "الوسیلۃ السنیہ"
میں موضوع پر عقلی و نقلی ثبوت فراہم کئے ہیں۔ قیمت:۔ ایک روپیہ ۵۰ پیسے

ملنے کا پتہ:۔ دفتر ماہنامہ اشرفیہ۔ مبارکپور۔ ضلع اعظم گڈھ (یوپی)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اہل تعلق

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

احمد القادری بھیروی

مرشد حافظ ملت

شیخ المشائخ حضرت اشرفی میاں قدس سرہٗ

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ شیخ المشائخ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ (۱۲۶۶ھ/۱۳۵۵ھ) کے دور طالب علمی ہی سے معتقد تھے، اسی عقیدت نے رفتہ رفتہ ترقی کر کے حافظ ملت کو حضرت شیخ المشائخ کے سلسلۂ بیعت و ارادت میں داخل کر دیا۔ اور دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف کے زمانۂ طالب علمی میں حافظ ملت حضرت اشرفی میاں کے دست مبارک پر سلسلۂ عالیہ قادریہ منوریہ میں بیعت ہو گئے۔ اس سلسلے میں حضرت شیخ المشائخ سے حضور غوث اعظم تک صرف چار واسطے ہیں (تفصیلی ذکر اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں) قلت وسائط اور علو سند میں دنیا کا کوئی سلسلۂ قادری اس سلسلۃ الذہب کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ نے شوال ۱۳۵۲ھ میں دار العلوم اشرفیہ کو بحیثیت صدر المدرسین زینت بخشی، مبارکپور میں حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمہ کا ورود مسعود تقریباً ہر سال ہوا کرتا۔ حافظ ملت کے قیام مبارکپور کے دوران ایک بار حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمہ کی آمد ہوئی تو انھوں نے حافظ ملت کو خلافت دینا چاہی۔ حافظ ملت کی منکسر و متواضع طبیعت اور "خود را ہیچ مدان" والی عادت عرض گزار تھی حضور مجھ میں تو کچھ صلاحیت نہیں ہیں خلافت کیسے لوں؟ جواباً حضرت شیخ المشائخ نے یہ امتیازی تمغہ عطا فرمایا "مرد حق را قابلیت شرط نیست" اور خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

(بروایت مولانا محمد احمد بھیروی)

حافظ ملت ہر سال جامع مسجد راجہ مبارک شاہ مبارکپور میں اپنے پیر و مرشد علیہ الرحمہ کا عرس منایا کرتے، قرآن خوانی، ایصال ثواب، اجلاس اور تقسیم تبرک کا اہتمام ہوتا اور آج بھی اسی روایت کے مطابق ۱۱ رجب المرجب کو دن کے نصف اول میں یہ عرس وہیں منعقد ہوتا ہے جس میں اہل مبارکپور دار اشرفیہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے علاوہ طلبہ شریک ہوتے ہیں۔

نام و نسب | نام نامی اسم گرامی، "علی حسین"، کنیت ابو احمد لقب خاندانی شاہ، پیر، شیخ المشائخ، اور اعلیٰ حضرت ہے خطاب سجادہ نشین سرکار کلاں اور تخلص اشرفی ہے اور جناب ممدوح کا خاندان بھی اشرفی کہلاتا ہے۔

شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ ۲۲ ربیع الآخر ۱۲۶۶ھ بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق پیدا ہوئے۔

آپ کا نسب۔ جو بیسویں پشت میں جا کر حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل جاتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ حضرت مولانا سید شاہ علی حسین ابن حاجی سید شاہ سعادت علی (متوفی ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ) ابن سید شاہ قلندر بخش ابن سید شاہ تراب اشرف ابن سید شاہ محمد نواز ابن سید شاہ محمد غوث ابن سید شاہ جمال الدین ابن سید شاہ عزیز الرحمن ابن سید شاہ محمد عثمان ابن سید شاہ ابو الفتح ابن سید شاہ محمد ابن سید شاہ محمد اشرف (متوفی ۱۰۹۱ھ) ابن سید شاہ حسن (م ۹۸۰ھ) ابن سید شاہ عبد الرزاق نور العین قدس سرہم (م ۸۷۲ھ "مخدوم آفاق" تاریخ وفات ہے) آپ حضرت سید مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں جن کی وفات ۸۰۸ھ میں اور اشرف المومنین مادہ وفات ہے۔ ابن سید عبد الغفور حسن ابن سید ابو العباس احمد ابن سید بدر الدین حسن ابن سید علاؤ الدین علی ابن سید شمس الدین ابن سید سیف الدین یحییٰ ابن سید ظہیر الدین احمد ابن سید ابو نصر محمد ابن سید محمد الدین ابو صالح نصر ابن قاضی القضاۃ سید تاج الدین خلف اکبر غوث الثقلین غیث الملوین حضرت شیخ سید ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم (م ۵۶۱ھ)

چونکہ شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ حضرت نور العین قدس سرہٗ کے خلف اکبر سید شاہ حسن قدس سرہ کی اولاد سے ہیں اس لئے آپ کا خاندان سرکار کلاں یا بڑی سرکار سے بھی ملقب ہے۔

حضرت شیخ المشائخ کے والد ماجد حضرت سید شاہ سعادت علی علیہ الرحمہ بھی بہت قابل اور بابرکت بزرگ تھے۔ آپ سیدنا عبد الرزاق نور العین علیہ الرحمہ کی اولاد سے ہیں۔

جائے پیدائش | ضلع فیض آباد، یوپی (ہندوستان) کا مشہور قصبہ کچھوچھہ شریف آپ کی جائے ولادت ہے۔ یہ وہ مقدس و پاک سرزمین ہے جسے آج سے صدیوں پیشتر حضرت سید مخدوم اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جائے قیام بنایا، قیامت تک کے لئے اپنا مسکن متعین فرمایا۔ اور اسے تمام اوہام و اصنام سے پاک کر کے اپنا فیضان جاری فرمایا۔ جو بعد وفات بھی پورے ملک پر ویسے ہی جاری و ساری ہے بلکہ اس سے فزوں تر توجہات میں تھا۔ اس آستانہ پاک پر انس روحانی کی طرح آفات جسمانی اور سحر و آسیب سے بھی لوگ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

شفایاب ہوتے ہیں۔ یہیں ہر سال ماہ محرم کی اٹھائیسویں[۲۸] تاریخ کو حضرت سید مخدوم اشرف سمنانی علیہ الرحمہ کا عرس مبارک بھی ہوتا ہے جس میں ملک سے لاکھوں کی تعداد میں عوام و خواص، اولیاء و صالحین، علماء طلبہ، امراء و فقراء بھی شریک ہوتے اور فیض پاتے ہیں۔ (اگرچہ اس مبارک عرس میں بھی آجکل کچھ ایسی مذموم حرکتیں ہونے لگی ہیں جو خلاف شرع اور سراسر ناجائز ہیں)

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے کہ:

جس وقت میں بارگاہ سمنانی میں حاضر ہوا[ہ]
اس وقت سے آج تک روحانی فیض
برابر پہنچ رہا ہے جس کو بیان
نہیں کر سکتا۔

بچپن حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ بچپن ہی سے نیک سیرت، عمدہ خصلت کے حامل اور اپنے تمام ہمعصر بچوں میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے جب آپ کا سن شریف چار برس چار ماہ چار دن کا ہوا تو معمول خاندان کے مطابق مولانا گل محمد صاحب خلیل آبادی نے جو بہت بڑے اہل دل عارف کامل اور خدا کے مقرب بندے تھے بسم اللہ کرائی۔ اس کے بعد مولانا امانت علی صاحب کچھوچھوی نے فارسی کی درسی کتابیں پڑھائیں۔ پھر مولوی سلامت علی صاحب گورکھپوری اور مولوی قادر بخش صاحب کچھوچھوی سے تعلیم پائی غرض کی سولہ سال کی قلیل عمر میں تمام علوم ظاہری کی تکمیل کر کے ۱۲۸۲ھ میں اپنے برادر معظم حضرت مولانا شاہ ابو محمد اشرف حسین صاحب علیہ الرحمہ سے بیعت ہو کر خلافت و اجازت حاصل کی۔ ۱۲۸۵ھ میں حضرت سید شاہ حلیت اشرف بسکھاری کی دختر نیک اختر سے آپ کی شادی ہوئی۔

ہ اس حاضری کی تقریب یوں ہے کہ غالباً ۱۳۴۲ھ میں قصبہ کچھوچھہ شریف کے کچھ لوگوں نے حافظ ملت کو ایک اجلاس کی دعوت دی حضرت نے دعوت منظور فرمالی کچھوچھہ شریف میں جلسہ کا اعلان ہو گیا۔ پھر کسی وجہ سے جلسہ منسوخ ہو گیا منتظمین نے مبارکپور منسوخی اجلاس کا ٹیلی گرام کیا۔ مگر حافظ ملت سفر پر تھے اور سفر سے واپسی میں براہ راست کچھوچھہ شریف پہنچ گئے ———— مگر منتظمین جلسہ کچھ ایسے لوگوں کے دباؤ میں تھے تیار نہ ہوئے بسکھاری میں حضرت مولانا سید ظہیر الدین اشرف صاحب سجادہ نشین متولی آستانہ مخدوم سمنانی کو معلوم ہوا تو وہ حضرت کو اپنے گھر لے گئے اور دوسرے دن کچھوچھہ شریف میں خاص آستانہ مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ پر حافظ ملت کی تقریر کرائی۔ اور تقریر ایک عالم [illegible] حضرت کے دست اقدس پر بیعت ہوئے جو آستانہ پاک کی مسجد میں معتکف تھے۔ اس کے بعد حضرت مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ کا فیض کچھ اس طرح جاری ہوا کہ حافظ ملت جہاں ہو پہنچے بکثرت حضرات داخل سلسلہ ہونے کے لئے ٹوٹ پڑے اور آستانہ کے زیر پر تو ایک وقت سیکڑوں کی تعداد میں لوگ بیعت ہوئے [illegible] طرح کی اپیل کے سخت مخالف تھے چنانچہ بہار کے [illegible] ایک مقام پر بعض منتظمین نے اجلاس میں حافظ ملت سے مرید ہونے کی طرف لوگوں کو
(بقیہ صہ [illegible])

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

صوم باطنی کی تکمیل بیعت وخلافت حاصل ہونے کے بعد ۱۹۰۳ء میں آپ نے کامل ایک سال آستانہ عالیہ اشرفیہ پر حسب ارشاد مشائخ کرام تارک الدنیا ہوکر چلہ کشی فرمائی اور منازل عرفان اس طرح طے فرمائے کہ آپ کی ذات بابرکات سے آثار جہانگیری نمودار ہونے لگے محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز کی دعا اور نظر کرم سے اس خاندان میں بڑے بڑے جلیل القدر بزرگ پیدا ہوئے لیکن ایسا آفتاب رشد وہدایت طلوع نہیں ہوا جس نے سلسلہ اشرفیہ کا نام اتنا روشن کیا ہو حضرت شیخ المشائخ کو بلاشبہ سلسلہ عالیہ اشرفیہ کا مجدد اعظم کہا جا سکتا ہے۔ پاکستان وہندوستان ہی نہیں بلکہ بلاد اسلامیہ (شام، عراق، مصر، حلب وغیرہ) کے طویل سفر فرما کر سلسلہ عالیہ اشرفیہ کی اشاعت فرمائی۔ بے شمار افراد سلسلہ ارادت میں منسلک ہوئے بتایا جاتا ہے کہ آپ جاہ وثروت بدر بڑی سخی سے گامزن تھے۔ ارباب حاجت کی حاجت رفع کرنا آپ کا جبلی شعار تھا۔ کوئی سائل آپ کے در سے محروم نہیں گیا آپ پر دسترخوان بچھتا رہتا آپ نے کبھی کسی کی دل آزاری نہیں کی۔

اہل کشف ومشاہدہ اور مشائخ کرام کا بیان ہے کہ آپ ہم شکل محبوب یزدانی تھے برکات باطنیہ کے علاوہ جمال صورت سے بھی آراستہ تھے جس کو دیکھ کر مخالفین بھی معتقد ہوجاتے تھے اور دست بوسی کرتے

جو نقش ہے وہی رنگ ہے مثال ہے یہی
یہ صورت ہے یہ زیبا صورت جمال ہے یہی

حضرت شیخ المشائخ و فاضل بریلوی کی نظر میں

اس جگہ امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء - ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) اور شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ کے مابین جو محبت وعقیدت تھی اس کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے صاحبزادہ محدث اعظم سید حسن مثنی انور صاحب اشرفی الجیلانی کچھوچھوی میں رقمطراز ہیں۔

شیخ المشائخ جب شہر بریلی میں رونق افروز ہوئے تو میں امام احمد رضا فاضل بریلوی سے ملاقات ہوئی اور پھر سلسلہ دراز ہوتا ہی گیا۔ دونوں بزرگوں نے ایک دوسرے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) متوجہ کیا اس وقت حافظ ملت اپنی تقریر ختم کرکے قیام گاہ تشریف لے جارہے تھے یہ ارشاد سن کر شیخ تو راستے سے واپس ہوئے اور مائک پر آکر بڑے غضب میں ارشاد فرمایا کہ میں کوئی پیشہ ور پیر نہیں ہوں نہ ہی اپنی پیری مریدی کے لئے اس طرح کا میں پسند کرتا ہوں یہ میرا کوئی کاروبار نہیں میرے لئے اس طرح کا اعلان ہرگز نہیں ہونا چاہئے مگر فیضان مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ کو کون روک سکتا ہے اسی کو تام اسی مقام پر تقریباً ۱۵۰۰ افراد حافظ ملت کے دست پاک پر تائب ہوکر داخل سلسلہ ہوئے۔ والحمد للہ رب العالمین (بروایت مولانا محمد احمد صاحب مجیدی)

حافظ ملت نمبر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کو بہت قریب سے دیکھا اور مراتب علیا سے واقف ہوئے شیخ المشائخ امام موصوف کے تبحر علمی اور دینی فہم و بصیرت کے بہت معترف تھے۔ اسی طرح امام احمد رضا علیہ الرحمہ حضرت شیخ المشائخ کی شخصیت اور جمال ظاہری و باطنی نیز روحانی کمالات کے دلدادہ تھے۔ (المیزان)

ایک بار شیخ المشائخ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے مزار پاک سے فاتحہ پڑھ کر نکل رہے تھے اور فاضل بریلوی بغرض فاتحہ جا رہے تھے کہ فاضل بریلوی کی نظر شیخ المشائخ پر پڑی دیکھا تو بالکل ہم شکل محبوب الٰہی تھے۔ اسی وقت برجستہ یہ شعر کہا ؎

اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں

اس شعر میں سہ محبوباں سے مراد (۱) حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء (۲) حضرت محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی (۳) حضور غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ ایک زمانے میں اس شعر کی مقبولیت علم و ادب کی دنیا میں اس قدر تھی کہ اکثر علماء و شعراء نے تضمینیں لکھی تھیں اور فکر و خیال کے مختلف النوع پہلو دکھائے تھے ان میں سے ایک تضمین جو اسی دور میں شائع ہو کر مقبول ہو چکی تھی حضور محدث اعظم ہند قدس سرہٗ (۱۳۱۱ھ / ۱۳۸۳ھ) کی ہے اور دوسری تضمین جانشین حضور محدث اعظم ہند مولانا سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کے فکر سخن کا نتیجہ ہے ان شعری تحائف کے بطور نمونہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

تضمین حضور محدث اعظم ہند قدس سرہٗ

اے زہے مظہر اخلاق حبیب رحمٰن
اے گلے منظر نورستہ غوث جیلاں
اے خوشا زیب دہ جادۂ شاہ سمناں
اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں

مورے داتا مورے مہاراج گرو موریاں
جگ کا دیکھا مدا کچھ اور ہے بتیاں تو نہاں
توری مہما کا کہات ہیں رضا شیخ جہاں
اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں

مولانا سید محمد مدنی اختر اشرفی مصباحی کی تضمین کا آخری بند اور مقطع حاضر خدمت ہے۔

تیرا سر ناز کرے جس پہ کلاہ عرفاں
تیرا در، آکے جہاں خم ہو مقیم دوراں
تیرے بازو کو زمانہ ہے رہین احساں
اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں

سجادہ نشینی ۲۸ محرم الحرام ۱۲۹۷ھ کو زینت سجادہ شیخیت ہوئے اور خرقۂ خاندان جو حضرت مخدوم اشرف قدس سرہٗ کا عطیہ ہے زیب تن فرمایا۔

زیارت حرمین شریفین آپ نے چار حج کئے پہلا حج ۱۲۹۲ھ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

میں ادا کیا، اس حج میں دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض نعمتیں خاص طور پر حاصل ہوئیں۔ پھر بیس سال بعد دوسرا حج ۱۲۹۳ھ میں ادا فرمایا، اس میں بعض اذکار و اشغال کی اجازت بھی مشائخ حرمین شریفین سے حاصل ہوئی۔ تیسرا حج مبارک چھ سال بعد ۱۲۹۹ھ میں ادا کیا بعد زیارت مدینہ منورہ طائف شریف، بیت المقدس، و دیگر مقامات عالیہ شام، مصر، حماہ شریف حمص شریف میں حاضر ہوکر وہ نعمتیں حاصل کیں جن کی تفصیل کے لئے ایک لمبی کتاب درکار ہے۔ آخری حج و زیارت سے ۱۳۲۵ھ میں شرف یاب ہوئے۔ اس مرتبہ مذکورہ بالا دیار میں صدہا علماء و مشائخ داخل سلسلہ ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔

بیعت و ارادت | شیخ المشائخ علیہ الرحمہ نے باطنی علوم اپنے برادر بزرگ نازش الحرمین سید شاہ اشرف حسین علیہ الرحمہ سے حاصل فرمائے۔ (جن کو علاوہ خاندان اشرفیہ کے تمام مشائخ ہمعصر سے فیض صوری و معنوی حاصل تھا) شغل وجودیہ اور بعض اذکار مخصوصہ کی تعلیم حضرت سید شاہ عماد الدین اشرف اشرفی عرف لکڑ شاہ کچھوچھوی قدس سرہٗ سے حاصل کی۔ حضرت لکڑ شاہ صاحب خاندان اشرفیہ میں مشاہیر مشائخ سے گذرے ہیں۔ اسی طرح دیگر اوراد و وظائف کی اجازت اکثر علماء و مشائخ ہند سے حاصل فرمائی۔ چنانچہ حضرت میاں راج شاہ صاحب (ساکن سوندھ شریف ضلع گڑگانواں پنجاب متوفی ۱۲ رمضان ۱۳۰۲ھ) نے سلسلۂ قادریہ زاہدیہ کے ساتھ سلطان الاذکار، و دیگر اشغال مخصوصہ کی اجازت دی اور ایک "دو آتی" عطا فرمائی۔ مولانا شاہ محمد امیر کابلی نے سلسلۂ قادریہ منوریہ کی اجازت سے نوازا۔ اس سلسلہ کو سلسلۃ الذہب کہتے ہیں جو عرفی طور سے چار واسطوں سے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے یعنی شیخ المشائخ کو حضرت شاہ محمد امیر کابلی سے ان کو حضرت ملا اخون رامپوری سے ان کو حضرت شاہ منور اللہ آبادی سے جن کی عمر ساڑھے پانچ سو برس کی ہوئی ان کو حضرت شاہ دولہ قدس سرہٗ سے ان کو حضور غوث الاعظم عبد القادر جیلانی سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اسی طرح سلسلۂ اویسیہ اشرفیہ کی تعلیم حضرت سید محمد حسن غازی پوری سے حاصل ہوئی ان کو شاہ باسط علی قلندر سے ان کو شاہ عبد العلیم بھیروی سے ان کو شاہ ابو الغوث گرم دیوان شاہ (متولی آستانہ بھیرہ ضلع اعظم گڑھ مدفون لبراء مبارکپور) علیہ الرحمہ سے ان کو حضرت مخدوم اشرف سمنانی علیہ الرحمہ سے ان کو خود حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علاوہ ازیں بہت سے اذکار و اشغال کی اجازت حضرت سید شاہ آل رسول علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت و اجازت بخشی، آپ ان کے خاتم الخلفاء ہیں۔

علاوہ ازیں دیگر نعمات و برکات مختلف واسطوں سے آپ کو حاصل ہوئیں ان کی تفصیل بہت طویل ہے مختصر یہ کہ آپ کی ذات جامع صفات و حسنات مشائخ کبار و اکابر دیار و امصار کی نعمتوں اور سلاسل مختلفہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

متعددہ کی برکتوں کا خزینہ ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ط

تبلیغ اسلام آپ نے تبلیغ اسلام کا بہت بڑا کام انجام دیا لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن فرمایا اور روحانی فیض پہونچایا آپ کی تقریر نہایت موثر ہوتی تھی۔ مواعظ میں جس انداز سے آپ مثنوی پڑھتے وہ بے نظیر تھا۔ ساتھ ہی بہت سی مسجدوں اور مدرسوں کا سنگ بنیاد رکھا اور آخر دم تک اس کے تحفظ و بقا کے لئے کوشاں رہے۔ مثلاً مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد اعظم گڑھ، مدرسہ فیض العلوم محمدآباد گوہنہ اسی طرح کے بہت سے مدارس کو قائم فرمایا۔ یہی نہیں بلکہ ہندوستان کی مایۂ ناز درسگاہ دارالعلوم اشرفیہ کا سنگ بنیاد انھیں کے مبارک ہاتھوں سے رکھا گیا اور پوری عمر دارالعلوم کو اپنی روحانی شفقتوں سے فیض پہونچایا۔ اس وقت سے لے کر آخر عمر تک آپ نے دارالعلوم اشرفیہ کی سرپرستی قبول فرمائی، اس ادارہ کی تمام خدمات آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہیں۔

نمونہ کلام اشرفی شیخ المشائخ کا در بار میکدۂ عرفان و آگہی بھی تھا جہاں بادہ گساران طریقت کا ہر وقت میلہ لگا رہتا تھا۔ متقدمین صوفیہ کی روش پر فارسی، اردو ہندی میں فکر سخن بھی فرماتے تھے، آپ کے محبوب مرید اور مشہور مبلغ اسلام امیر غلام بھیک نیرنگ، وکیل انبالہ نے دیوان عرفان ترجمان کا مجموعہ بنام تحائف اشرفی ۱۳۲۳ھ میں مرتب کر کے شائع کیا۔ سبحان اللہ کیا کلام عرفان نظام ہے ایک ایک لفظ اثر میں ڈوبا ہوا، زبان شیریں بیان رنگیں، مگر بایں ہمہ تصنع سے مبرا تکلف سے عرا ہے۔ عندلیبان گلشن قال کے زمزمے کچھ اور ہوتے ہیں بلبلان حال کے چہچہے کچھ اور، وہاں زیادہ تر قوائے عقلیہ سے خطاب ہوتا ہے یہاں سراسر قلب و روح کی جانب توجہ، وہاں اصول بلاغت کی پابندی میں کوہ کندن و کاہ بر آوردن ہوتا ہے یہاں باتباع سنت، وما ینطق عن الھویٰ کوئی کہلاتا ہے، تو کہتے ہیں ورنہ خاموش رہتے ہیں نتیجہ یہ کہ

شعر می گویم بہ از آب حیات
من ندانم فا علاتن فا علات

اب یہاں فارسی، اردو، اور ہندی اشعار کے ایک ایک نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

کلام فارسی

عمر ہا جلوۂ او جست نگاہم پیدا
کرد آئینۂ دل صورت ماہم پیدا

کعبہ و دیر ز آوارگیم تنگ آمد
نیست در عشق مگر جائے پناہم پیدا

مگذار از رہ الطاف کہ ایں شیوۂ تست
گرچہ صد فتنہ نمایند گناہم پیدا

حال بیتابی دل از من بیمار مپرس
کہ خرد با شود از سوزش آہم پیدا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

چشم گریاں دل سوزاں رخ زرد و تن زار
درد عشق تو گشتند گواہم پیدا
اشرفی ذلت و رسوائی کوئے خوباں
کرد در ہر دو جہاں عزت و جاہم پیدا

کلام اُردو

چشم جاناں ہے شبیہ چشم آہو ہو بہو
عنبریں ہیں کاکلیں شب رنگ کے مو ہو بہو
مست ہوگا ایک عالم شل آہوئے ختن
اے صبا مت کر پریشاں بوئے گیسو مو بمو
عشق سرو قد جاناں میں ہے عاشق کا یہ رنگ
کر رہا ہے فاختہ کی شکل کو کو کو بہ کو
قتل کا گر ہے ارادہ دیر کیوں کرتے ہیں آپ
دیکھئے موجود ہے یہ تیغ ابرو رو برو
اشرفی اللہ بچائے ان بتوں کے ظلم سے
آنکھ دکھلاتے ہی میں کرتے ہیں جادو دو بدو

کلام ہندی

یہ کلام ہندی مکہ معظمہ میں ۱۳۰۷ھ سفر اول میں کہا گیا تھا۔

درشن بن کیسے مانے داتا کے گھر جائے من کیسے مانے
نرگن جان پیا ہیں جوت جیا دا بات لائے۔ من کیسے مانے
کنتی درشن معہ داتی جس بیری چپکائے۔ من کیسے مانے
سائیں موکھ راس جن بھیرا نہ دوارہ [illegible] من کیسے مانے
داتا بار اشرفی جوت تیرہ دھیان لگائے۔

وفات | ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ کو ہزاروں عاشقوں آپ کے ساتھ ذکر جہر میں شریک تھے کہ آپ نے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے نوے سال کی عمر میں جان، جان آفریں کے حوالے کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مریدین و خلفاء | وصال کے وقت آپ کے ۲۰ لاکھ مریدین اور ۲۰۰ سو خلفاء تھے۔

مزار مبارک کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد میں حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کے روضۂ پاک کے قریب ایک حجرے میں واقع ہے۔ جہاں اہل دل حاضر ہو کر فیض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

اولاد و امجاد | اللہ تبارک و تعالیٰ جہاں اپنے اولیاء کاملین کو ہر قسم کے علم و فضل سے نوازتا ہے وہیں ان کے ساتھ ان کی ہر طرح سے آزمائش و امتحان بھی کرتا ہے۔ کبھی اموال و کر [illegible] سے، کبھی مصیبتوں اور مشقتوں میں جب سے، کبھی ازواج و اولاد کی موت سے غرض کہ ہر طرح خدائے کریم جانچتا ہے آزماتا ہے۔

اسی طرح شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ کو بھی بہت سی مصیبتوں اور مشقتوں کو برداشت کرنا پڑا ساتھ ہی ایک بیٹی [illegible] جو بہت نیک طینت اور پاکیزہ صفات کی حامل تھیں اور اپنے جوان بیٹے ________ کی موت بھی دیکھنی پڑی مگر آپ کے پائے استقلال اور صبر و تحمل میں ذرا بھی لغزش نہیں آئی۔

سید احمد اشرف علیہ الرحمۃ بڑی بیوی سے ایک فرزند تھے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہوئے جن کا نام نامی سید احمد اشرف ہے آپ کی ولادت طیبہ ۴ر شوال المکرم ۱۲۸۶ھ بروز جمعہ ہوئی۔ مولانا ابوالمحمود سید شاہ احمد اشرف، مادہ تاریخ ولادت ہے۔ آپ جہاں ظاہری شکل و صورت میں اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ کی جیتی جاگتی تصویر تھے، وہیں باطنی کمالات میں بھی انھیں کے جانشین تھے ۱۳۴۷ھ میں وصال فرمایا۔ موجودہ سجادہ نشین سرکار کلاں حضرت مولانا سید مختار اشرف صاحب قبلہ انھیں کے صاحب زادے ہیں۔ آپ کے دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ ہیں آپ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۶ ربیع الاوّل ۱۳۹۱ھ میں رحلت فرما گئے حضرت کے دو مشہور صاحبزادے حضرت مولانا سید مجتبیٰ اشرف اور حضرت مولینا سید حامد اشرف صاحبان ہیں یہ دونوں حضرات حضور حافظ ملت کے ممتاز شاگردوں میں ہیں۔ اوّل الذکر تبلیغ و ارشاد میں ممتاز اور آخرالذکر بمبئی کی سرزمین پر دارالعلوم محمدیہ کے مؤسس و محرک اور شیخ الحدیث ہیں۔

حضرت شیخ المشائخ اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی شفقتیں جو حضور حافظ ملت پر تھیں اس کا واضح ثبوت آج بھی ان کے شہزادوں میں موجود ہے۔ حافظ ملت عمر بھر اپنے مرشد کامل کے وفادار رہے اور اس خانوادہ مقدسہ کے ایک ایک بچہ سے اپنی گہری وابستگی اور دلی تعلق کا ثبوت موجودہ دور میں علمائے کچھوچھہ کی نوجوان نسل ہے۔

اقوال حافظ ملت

- تضیع اوقات سب سے بڑی محرومی ہے۔
- جسم کی قوت کے لئے ورزش اور روح کی قوت کے لئے تہجد ضروری ہے۔
- کام دنیا کا ہو یا دین کا صحت پر موقوف ہے
- میری تمنا ہے کہ آخری دم تک خدمت اسلام کرتا رہوں۔
- جس سے کام لیا جاتا ہے اُسے ناخوش نہیں کیا جاتا۔

اقوال حافظ ملت

- ہوشیار طلبہ وہ ہیں جو اساتذہ سے علم کے ساتھ ساتھ عمل سیکھتے ہیں۔
- مسلمان کبھی بوڑھا نہیں ہوتا
- بزرگوں کی مجلس سے بلا وجہ اٹھنا خلاف ادب ہے۔
- تقریر سب سے آسان ہے تدریس اس سے مشکل۔ اور سب سے مشکل تصنیف و تالیف ہے
- کام کے آدمی بنو کام ہی آدمی کو معزز بناتا ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

علاء المصطفیٰ قادری امجدی
دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی

استاذ حافظ ملت حضرت صدر الشریعہ

صدر الشریعہ مولانا شاہ محمد امجد علی اعظمی ابن حکیم جمال الدین بن مولانا خدا بخش بن مولانا خیر الدین صاحب ۱۲۹۶ھ میں قصبہ گھوسی محلہ کریم الدین پور ضلع اعظم گڑھ یوپی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد اور جد امجد مولانا خدا بخش مرحوم سے حاصل کی جو اپنے زمانہ کے متدین عالم اور خدا رسیدہ بزرگ تھے ان کے انتقال کے بعد مولوی الٰہی بخش ساکن کوپا گنج کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ بعد ازاں اپنے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق علیہ الرحمہ سے علوم و فنون کی ابتدائی کتابیں پڑھیں لیکن درحقیقت آپ کی تعلیم و تربیت کا حقیقی سلسلہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب کہ آپ استاذ الاساتذہ مولانا ہدایت اللہ خاں رامپوری ثم جونپوری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، جو ان دنوں مدرسہ حنفیہ جونپور کے صدر مدرس تھے ان سے اکتساب فیض کیا۔

علوم و فنون کی تکمیل کے بعد حضرت استاذ الاساتذہ نے آپ کو پیلی بھیت حجۃ العصر شیخ المحدثین مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ سے درس حدیث لیا اور سند فراغت حاصل کر کے وطن مراجعت کی تین ماہ مکان پر قیام فرمایا۔

اس کے بعد حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ نے مدرسہ اہل سنت پٹنہ کی صدارت کے لئے حضرت صدر الشریعہ کا انتخاب فرمایا۔ مکان سے روانہ ہو کر سب سے پہلے جونپور بغرض اجازت حضرت استاذ الاساتذہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔ پٹنہ پہنچ کر قاضی عبد الوحید کے مہمان ہوئے۔ وہاں کچھ دنوں تعلیم دی شعبان ۱۳۳۲ھ میں جونپور حضرت استاذ الاساتذہ کی عیادت کے لئے پہنچے عیادت کرنے کے بعد وطن مالوف ہو کر مدرسہ کو استعفیٰ روانہ فرما دیا رمضان المبارک میں مکان ہی پر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مقیم رہے۔ شوال ۱۳۲۶ھ میں لکھنؤ جاکر دو سال میں علم طب کی تحصیل وتکمیل کے بعد وطن واپس ہوئے اور مطب شروع کردیا مطب نہایت کامیابی کے ساتھ چل پڑا اس اثنا میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کو مدرسہ منظر اسلام بریلی کے لئے ایک مدرس کی ضرورت پیش آئی استاذ گرامی مولانا وصی احمد محدث سورتی کے ارشاد پر حضرت صدر الشریعہ مطب چھوڑ کر بریلی شریف چلے گئے۔

ابتداً تدریس کا کام شروع کیا بعدازاں مطبع اہل سنت کا انتظام اور جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کے شعبۂ علمیہ کی صدارت کے فرائض بھی آپ کے سپرد کئے گئے۔ افتاء کی مصروفیات اس کے علاوہ تھیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی فتاویٰ کے سلسلے میں آپ پر حد درجہ اعتماد فرماتے تھے ایک دفعہ فرمایا "آپ یہاں کے موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے۔ وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پائیے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ استفتاء سنایا کرتے ہیں اور میں جواب دیتا ہوں۔

لکھتے ہیں۔ طبیعت اخاذ ہے طرز سے واقفیت ہو چلی ہے (الملفوظ حصہ اول ص) سلسلہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد فاضل بریلوی قدس سرہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور جلد ہی خلافت سے بھی نوازے گئے۔

طویل عرصہ تک مدرسہ منظر اسلام بریلی میں فرائض تدریس انجام دیئے ۱۹۲۴ء میں بحیثیت صدر مدرس دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ اجمیر شریف چلے گئے سات سال بعد پھر بریلی شریف چلے آئے اور تین سال قیام کیا بعدازاں نواب حاجی غلام محمد خاں شیروانی رئیس ریاست دادوں علی گڑھ کی دعوت پر بحیثیت صدر مدرس دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ میں تشریف لے گئے اور سات سال تک حسن وخوبی فرائض تدریس انجام دیتے رہے ۱۹۴۳ء میں ایک سال کے لئے مدرسہ مظہر العلوم گڑھیا باغ بنارس تشریف لے گئے بعدازاں پھر مدرسہ منظر اسلام بریلی میں درس دیا۔

حضرت صدر الشریعہ کی فقہی بصیرت چونکہ اعلیٰ حضرت کی فقہی بصیرت کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ تفصیل کے بعد حضرت صدر الشریعہ کے اس علمی وفقہی عبقریت کو واضح کرنا ہے جس میں آپ نے شہرت حاصل کی اور جس سے اعلیٰ حضرت کی فقہی بصیرت کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے تقریباً اٹھارہ برس شیخ کامل کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوئے ایسے تو اعلیٰ حضرت کے جملہ تلامذہ اعلیٰحضرت کی صحبت وفیض اثر سے اپنے وقت کی یگانہ اور منفرد شخصیت کی حیثیت سے چمکے لیکن حضرت صدر الشریعہ کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ جہاں آپ نے اپنے شیخ سے تمام علوم وفنون میں درک حاصل کیا وہاں فقہ وافتاء کو خاص طور پر ملحوظ رکھا اور اعلیٰ حضرت کے بعد اس خصوصیت میں اعلیٰ حضرت کے صحیح جانشین ثابت ہوئے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ارباب فقہ وافتاء نے بیان فرمایا کہ فقہی بصیرت و مہارت کے لئے جہاں علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت تامہ حاصل کرنا ضروری ہے وہاں متبحر فقیہ کی صحبت میں رہ کر فتویٰ نویسی و دیگر کتب و رسائل کا مطالعہ کرنا ضروری ہے چنانچہ اس سے قبل یہ واضح کیا جاچکا ہے کہ حضرت صدر الشریعہ نے تقریباً ۱۰ برس اپنے وقت کے عظیم فقیہ اعلیٰحضرت کی خدمت میں رہ کر فقہ و افتاء کے جملہ گوشوں اور تمام پہلوؤں کو بنظر غایت مطالعہ کیا یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت آپ پر فتاویٰ کے سلسلے میں صد درجہ اعتماد فرماتے تھے۔

چنانچہ فطرۃً ذہانت و فطانت۔ اور اعلیٰ حضرت کی صحبت اور درس و تدریس کے عظیم مشغلے نے آپ کی فقہی بصیرت کو اس طرح نکھارا کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی لوگ کم جانتے ہیں صدر الشریعہ زیادہ جانتے ہیں اصول فقہ پر نہایت گہری نظر ہونے کے ساتھ ساتھ فقہی جزئیات نوک زبان ہوتے تھے۔ جب بھی کوئی ضرورت یا کوئی نیا مسئلہ سامنے آتا تو فوراً اپنی فقہی بصیرت کا مظاہرہ فرماتے اور اس طرح بیان فرماتے کہ پھر اس پر کلام کرنے کی نوبت نہ آتی۔

جس کی شاہد عدل ان کی تصنیف بہار شریعت ہے جو بالعموم مدارس میں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے۔ ان کی فقہی بصیرت کے لئے یہ عرض کر دینا کافی ہوگا کہ مولانا ضیاء الدین صاحب بیلی بھیت جو اعلیٰ حضرت کے معاصر ہونے کے ساتھ اپنے وقت کے عظیم فقیہ اور جلیل القدر عالم تھے لیکن انھوں نے بھی اپنے ایک مکتوب میں حضرت صدر الشریعہ سے ایک فتویٰ کے سلسلے میں استصواب رائے کیا اور جواب حاصل کیے اور اُن کے معاصرین کی تو اچھی خاصی جماعت ہے جو آپ سے فقہی معاملات میں رجوع کیا کرتی تھی مثلاً مولانا سید محمد اشرفی محدث اعظم ہند، مولانا سراج احمد پاکستان

حضرت صدر الشریعہ علمی و عملی کارنامے کی روشنی میں

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے بے شمار علمی و عملی کارناموں میں چند ایسے کارنامے ہیں جو اپنی قسم و موضوع کے لحاظ سے بن سکتے ہیں اور ان پر مقالہ لکھنے کی جرأت کی جاسکتی ہے یہ وہ کارنامے ہیں جن کی نظیریں سلف وسابقین کے بعد نہیں مل سکتیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ شجر اسلام کی آبیاری کے لئے ہمیشہ علماء کی ضرورت رہی ہے اور روز قیامت تک رہے گی چنانچہ جب بھی قرآن و حدیث اور فقہ و افتاء کے الجھے ہوئے مسائل کو سلجھانے کی بات آتی ہے تو یہی علماء آگے بڑھ کر وقت کی ضرورت پوری کرنے میں سعی بلیغ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صدر الشریعہ نے عصری تقاضوں اور دین کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے میدان درس و تدریس میں وہ حصہ لیا ہے کہ آج مشکل ہی سے اس کی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مثال سے لگی آپ نے مشغلہ درس و تدریس کو صرف رسمی
طور تک نہیں رکھا تھا بلکہ آپ نے اس کا مقصد دینی
ایسے مجاہدین اسلام کا پیدا کرنا تھا جو علوم و معارف
سے آراستہ و پیراستہ ہو کر ہر طریقہ سے مستقبل میں
دین حنیف کی خدمات انجام دے سکیں۔
آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور نمایاں
کامیابی کی روشن علامت یہ ہے کہ آج اکثر علماء و
فضلاء کا سلسلۂ تلمذ انہیں سے جا کر ملتا ہے اور یہ
کیوں نہ ہو جب کہ خالق ارض و سما نے آپ کو ازل ہی
میں اس منصب جلیل کے لئے منتخب فرمایا تھا۔
۲۔ آپ کا دوسرا کارنامہ سولہ سو صفحات پر مشتمل فتاویٰ
امجدیہ ہے جس میں فقہ حنفی کے دقیق سے دقیق تر
مسائل کو نہایت سلجھے ہوئے انداز میں واضح دلائل
کی روشنی میں بتانے کی کوشش کی گئی ہے جو یقیناً
کتب فتاویٰ میں ایک زبردست اہمیت کا حامل ہے
۳۔ بہار شریعت: آپ کی وہ شہرۂ آفاق تصنیف
ہے جسے بجا طور پر فقہ حنفی کا دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا)
کہا جا سکتا ہے اس کے کل سترہ حصے ہیں جو
بار بار طبع ہو کر قبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکے ہیں
اس کتاب سے صرف عوام ہی نہیں بلکہ علماء کو بھی بصیرت
پیدا ہوئی ہے اس کتاب کی ابتداء غالباً ۱۳۳۴ھ
میں ہوئی اور ۱۳۶۲ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی بہار شریعت
کے ابتدائی چھ حصے اعلیٰ حضرت نے حرف حرف سنا

اور جا بجا اصلاح فرمائی اور اپنی تقریظ سے مزین فرمایا
۴۔ اسلامی قاعدہ: جس زمانہ میں ہندو کے بالمقابل
قاعدہ [illegible] نے ایک قاعدہ مرتب فرمایا جو
صرف [illegible] پر مشتمل تھا اس کی خوبی
یہ تھی کہ بچہ بہت جلد اردو پڑھنے پر قادر ہو جاتا
۵۔ حاشیہ طحاوی شریف: آپ نے دارالعلوم [illegible]
میں قیام کے دوران [illegible] کے اصرار پر امام ابو جعفر طحاوی
حنفی قدس سرہ المتوفی ۳۲۱ھ کی حدیث کی مشہور
کتاب شرح معانی الآثار پر حاشیہ لکھنا شروع کیا اور
[illegible] کی مختصر مدت میں نصف اول پر حاشیہ
تحریر فرمایا یہ حاشیہ [illegible]
مشتمل ہے [illegible]
[illegible]
فرماتے تھے۔
۶۔ قامع الواہیات [illegible]
تھا آپ نے [illegible] کے رد میں تحریر فرمایا جس سے
آپ کی وسعت نظر [illegible] کا پتہ چلتا ہے۔
۷۔ آپ نے تحریک [illegible] میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا
[illegible] مسلمانوں میں پیدا ہونے والے مفاسد
کی اصلاح اور [illegible] کے لئے ایک
جماعت [illegible] قائم کی گئی تھی جس کے آپ صدر بھی
تھے [illegible] جماعت اہل سنت [illegible] کے نام
سے مشہور ہوئی۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

۸۔ آپ جہاں بھی رہے دینی علاقوں میں تبلیغ وارشاد کا کام کرتے رہے جس کا اچھا خاصا اثر ہوتا تھا۔ اور لوگ اسلام کے ارکان و احکام سے واقفیت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ میدان عمل میں بڑھتے تھے۔

۹۔ مطبع اہل سنت۔ بریلی کی مدت قیام میں اشاعتی سلسلہ کو بھی آپ نے کافی اہتمام سے باقی رکھا اور اس کو ترقی دی اور آپ کی قیادت میں کافی اہم ترین اور ضخیم کتابیں منظر عام پر آئیں جس میں الفتاوی الرضویہ جلد اول، فتاوی الاسلام النرجی اور جامع الفتاوی قابل ذکر ہیں۔ آپ اپنے مدت اہتمام میں صحت طباعت کا کافی خیال فرماتے تھے چنانچہ اس دور میں جتنے اہتمام سے طباعت واشاعت کا کام ہوتا رہا اس کے لحاظ سے اس وقت کچھ نہیں ہے یہ سب حضرت صدر الشریعہ کے جہد مسلسل عمل پیہم اور مساعی جمیلہ کا ثمرہ تھا۔ اعلیحضرت کے رسائل کی اشاعت میں اپنی آمدنی کا بیشتر حصہ صرف فرما دیتے تھے

۱۰۔ منجملہ کارناموں میں سے آپ کا عظیم دار المطالعہ ہے جس میں تقریباً بیس فنون پر مشتمل کتابوں کا عظیم سرمایہ ہے جس سے بڑے بڑے علمائے کرام و فضلائے عظام نے استفادہ کیا ہے اور آج بھی لوگ اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

۱۱۔ ترجمہ کنزالایمان۔

تراجم قرآن میں اہم ترجمہ کنزالایمان آپ ہی کی بلیغ کوششوں کا نتیجہ ہے۔

بہار شریعت کی خصوصیات

۱۔ یہ فقہ حنفی کا دائرۃ المعارف ہے اس کتاب میں زندگی کے خطوط و نقوش اور تمام عنوانات کا شرعی احاطہ کر لیا گیا ہے اور شب و روز پیش آنے والے تمام مسائل اس میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

۲۔ ہر باب کے ذیل میں تائید کے لیے آیات و احادیث طیبہ اس کے بعد مسائل فقہیہ کا بیان ہے۔

۳۔ یہ بہار شریعت ہی کی خصوصیت ہے کہ ماخذ کے مکمل حوالہ جات کا التزام رکھا گیا ہے۔

۴۔ دلائل و براہین سے بحث نہیں کی گئی تاکہ قاری پر زیادہ ذہنی دباؤ نہ پڑے۔

۵۔ عبارت نہایت جامع سادہ و دلنشین ہے جس کو ہر معمولی اردو خواں بھی سمجھ سکتا ہے۔ جزئیات سے پہلے کلیات کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے تاکہ نئے مسائل کے لئے بھی اخذ حکم میں قاری کو سہولت فراہم ہو جائے۔ اقوال مختلفہ و متعددہ میں نہایت اصول ترجیح و تنقیح کے بعد صرف ایک حکم بیان کیا گیا ہے جس کی وجہ سے عوام کے لئے سہل ہو گیا تو علماء کے لئے راہ افتاء ہموار ہو گئی۔ صحت ماخذ کے ساتھ ماخوذ و ماخذ کی قوت بھی ملحوظ رکھی گئی ہے۔

فتاوی امجدیہ میں بیان حکم کے ساتھ دلیل و ماخذ کی بھی پوری رعایت رکھی گئی ہے تنقیح طلب مسائل میں تنقیح یا ترجیح سے بھی کام لیا گیا ہے۔ سوال مستفتی کا جواب دینے کے ساتھ متعلقہ مسائل پر بھی نظر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

رکھی گئی ہے تاکہ مستفتی فتوی کو غلط طور پر استعمال نہ کر سکے۔

آیات واحادیث کا متن پیش کیا گیا ہے تو تخاریج کی نشاندھی بھی کر دی گئی ہے ذیلی وضمنی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اصولی حیثیتوں کو بھی نظر انداز نہیں ہونے دیا ہے۔ حاشیہ الطحاوی میں پوری جامعیت ہے جو ایک مکمل شرح حدیث میں ہو سکتی ہے۔ احادیث کتاب کی تخاریج پر مکمل روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسماء الرجال کا بیان کیا گیا ہے اور راویوں کی جرح وتعدیل کا تذکرہ ہے۔ الفاظ روایات کے تغایر اور طرق متعددہ کا فرق مفصل تحریر ہے احکام شرعیہ کا بھرپور استنباط کیا گیا ہے۔ لغت اور فنون عربیہ کی بقدر ضرورت بحث کی گئی ہے۔ ناسخ ومنسوخ راجح ومرجوح کے بیان میں بھی کمی نہیں کی گئی ہے دلیل میں تطبیق وتوجیہ اور حجت مخالف کے اصولی دنانع کو بھی پورے طور پر قلم بند فرمایا ہے

وفات حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بریلی شریف کے قیام دوران ۱۳۳۷ھ میں پہلی بار حج وزیارت کی سعادت سے مشرف ہوئے دوسری بار مدینہ طیبہ حاضری کے ارادے سے بمبئی پہنچے کر ۲ ذلیقعدہ دوشنبہ ۱۳۶۷ھ رات ۱۲ بجکر ۲۲ منٹ پر عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا

قابل ذکر تلامذہ آج برصغیر ہندو پاک میں علوم اسلامیہ کی جو روشنی نظر آرہی ہے وہ چرخ علم وفضیلت کے مہر درخشاں فقیہ اعظم ہند حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ہی کے تابناک شعاعوں کی کارفرمائی ہے۔ ہندو پاک کے بے شمار مدارس میں حضرت صدر الشریعہ کے تلامذہ یا تلامذہ کے تلامذہ مسند تعلیم وتدریس کی زینت ہیں

ذیل میں آپ کے چند مشاہیر تلامذہ کے کارنامے مختصراً عرض ہیں جنھوں نے مسند رشد وہدایت پر جلوہ افروز ہو کر عوام وخواص کو علم وعرفان اور عشق رسالت کی دولت سے نوازا ہے۔

محدث پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب قدس سرہ (متوفی ۱۳۸۲ھ) لائل پور پاکستان میں عظیم الشان جامعہ مظہر اسلام قائم فرما کر مذہبی وروحانی اثرات پیدا کئے اور ملک و بیرون ملک کے ہزاروں تشنگان علوم کو اپنے چشمہ علوم سے سیراب کیا۔

(۲) جلالۃ العلم استاذ العلماء حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۹۶ھ)

دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں ۴۴ سال تک انتہائی محنت وجانفشانی کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیں اور بے شمار طالبان علوم کو دولت علم سے نوازا نیز بے پناہ جدوجہد اور کوششوں کے بعد دارالعلوم ہذا کو مکتب سے ترقی دیکر جامعہ (عربی یونیورسٹی) میں تبدیل فرمادیا آپ کے اس کارنامے نے اسلامی تاریخ میں ایک باب کا اضافہ کر دیا۔

(۳) شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۹۷ھ)
دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور مدرسہ منظر اسلام بریلی مدرسہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فیض الرسول براؤں شریف وغیرہ کے زمانۂ تدریس میں تبحر علمی کا ثبوت دیا۔ اس کے شاہد ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے سیکڑوں علمائے دین اور تلامذہ ہیں۔

(۴) صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی صاحب میرٹھی علیہ الرحمہ

مدرسہ محمدیہ جائس، دار العلوم عظمت شان کرنال، مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور میں تدریسی خدمات انجام دیں آجکل مدرسہ اسلامی اندرکوٹ میں صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہیں۔ افسوس کہ ان سطور کے لکھنے کے بعد ہی حضرت موصوف کے انتقال پُرملال کی خبر موصول ہوئی آپ نے ۔۔۔ سنہ ۔۔ دو شنبہ کو وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۵) مناظر اعظم شیر بیشۂ سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۸۰ھ)

شیر بیشۂ سنت کی ہستی تلوار کی طرح کاٹ دار بھی اور شاخ گل کی مانند لچکدار بھی۔ جہاں بیشۂ سنت کے اس شیر نے نجد کی وہابیت کے ٹکڑے کئے وہیں دوسری طرف تدریسی خدمت انجام دے کر علم رسول کا اجالا بھی پھیلایا۔ منظر اسلام بریلی شریف، دھوراجی، وڈیرو وغیرہ کے مدارس میں آپ نے مدرسی بھی فرمائی۔

(۶) مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب قبلہ

آپ نے مدرسہ سبحانیہ الٰہ آباد میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز ہو کر تدریسی و دینی خدمات انجام دیں آپ کے مسند درس پر رونق افروز نہ ہونے سے بڑی کمی محسوس ہو رہی ہے۔

(۷) سید المفسرین مولانا عبد المصطفےٰ صاحب قبلہ ازہری

دار العلوم امجدیہ کراچی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہو کر وہاں تدریسی خدمات حسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔

(۸) امین شریعت مولانا رفاقت حسین صاحب قبلہ

جو آج کل مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور میں مسند صدارت کی زینت ہیں۔

(۹) شمس العلماء مولینا شمس الدین صاحب قبلہ

اس وقت جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس کی مسند صدارت پر جلوہ افروز ہیں۔

(۱۰) مولینا غلام یزدانی صاحب علیہ الرحمہ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں برسوں تدریسی خدمت انجام دی اور طالبات حق کے دامن کو علم کی کلیوں سے بھر دیا۔

(۱۱) مولانا اسد الحق صاحب قبلہ جو ریاست اندور میں خدمات فن تجوید انجام دے رہے ہیں۔

(۱۲) مولانا محمد محسن صاحب فقیہ شافعی بمبئی کے قریب بھیونڈی کے باشندے ہیں بھیونڈی میں پاکستان چلے گئے آج کل کراچی میں مشغلہ تجارت بنا رکھا ہے

(۱۳) مولانا سید آل مصطفےٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۹۳ھ) سابق صدر آل انڈیا جمعیۃ العلماء ہند

(۱۴) مولانا عبد المصطفےٰ صاحب قبلہ اعظمی آج کل دار العلوم فیض الرسول میں شیخ الحدیث کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہیں جہاں سے ہزاروں تشنگان علوم اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

(۱۵) مولینا مبین الدین صاحب قبلہ | امروہہ ضلع مراد آباد
سے مدرسہ محمدیہ امروہہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے
ہیں سینکڑوں طالبان علوم نے آپ سے اکتساب فیض کیا

(۱۶) مولینا وقار الدین صاحب قبلہ | دار العلوم امجدیہ کراچی

(۱۷) مولینا اعجاز ولی صاحب علیہ الرحمہ | (متوفی ۱۳۹۳ھ)
جامع داتا گنج بخش لاہور

(۱۸) مولانا افضل الدین صاحب | درگ (ایم پی)
جامع مسجد درگ کے امام ہیں اور تبلیغ و اشاعت کے
ساتھ ساتھ تدریسی خدمت بھی انجام دے رہے ہیں۔

۱۹ مولینا سید ظہیر احمد صاحب | علی گڑھ بائی اسکول
میں دینیات کے لکچرار ہیں۔

(۲۰) مولانا مفتی مجیب الاسلام صاحب | دار العلوم غوثیہ
میں مسند صدارت پر معروف ہدایت ہیں

(۲۱) مولانا حامد نقیب صاحب | دار العلوم محمدیہ بمبئی میں بحیثیت
ناظم دینی و تبلیغی خدمات پر مامور ہیں۔

(۲۲) مولانا محمد سلیمان صاحب علیہ الرحمہ | (متوفی ۱۳۹۶ھ)
سابق شیخ الحدیث جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس

(۲۳) مولانا اقدس علی صاحب قبلہ | شیخ الحدیث
جامعہ رشادیہ پیر تو تھہ سندھ

شارح دین مصطفیٰ

حضرت مولینا نذیر الاکرم صاحب قبلہ نعیمی

آبروئے قوم و ملت پیکر صدق و صفا
یاد کر کے تم کو ساری قوم روئے گی سدا

جانشینِ حقیقت میں تمہاری ذات تھی
دین پاک مصطفےٰ کی شرح تھی جو بات تھی

کون ہے جو ہر قدم پر قوم کے کام آئے گا
کون پیچیدہ مسائل اُن کے حل فرمائے گا

ہم تمہارا اب کہاں سے لائیں گے نعم البدل
یہ ہے ایسا مسئلہ جس کا نہیں ہے کوئی حل

جامعہ کا نام روشن تھا تمہاری ذات سے
مشکلیں آسان ہوتی تھیں تمہاری بات سے

ہے یہ اکرم بھی جدائی میں تمہاری اشکبار
قلب مضطر کو کسی پہلو نہیں ملتا قرار

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا محمد اسلم مصباحی عزیزی، نرمل گنج گورکھپور
دار العلوم غوثیہ نظامیہ جمشید پور بہار

حافظ ملت کے ایک مایہ ناز شاگرد
حضرت مولانا حافظ عبد الرؤف صاحب قبلہ
(حافظ جی علیہ الرحمہ)

ایسی عبقری شخصیتیں جو مرجع خواص وعوام ہوں، ہر قرن اور زمانہ کی زینت اور معاشرے کے سر کا تاج ہوا کرتی ہیں جن کے علم وفضل کا اعتراف اپنے ہی نہیں بلکہ غیر بھی کیا کرتے ہیں۔ ان کے دائرہ شہرت کا رقبہ محدود نہیں ہوتا اگر اس سلسلۃ الذہب کا جائزہ لیا جائے تو بہت ایسی شخصیتیں ملیں گی جن کا مولد ومدفن غیر معروف ہوگا۔ مگر ان کی شہرت کا ڈنکا مشرق ومغرب، شمال، جنوب میں آج بھی بج رہا ہے۔ موجودہ صدی میں ایسی شخصیتوں میں سر فہرست آپ کو مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کی ذات گرامی نظر آئے گی اور آپ کے بعد حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی گھوسوی مصنف بہار شریعت ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب بہاری حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ وغیرہ ہیں۔

اس وقت میرا روئے سخن علامہ عبد الرؤف صاحب کی ذات گرامی ہے اس لئے انہیں کے فضل وکمال اور حالات زندگی سے مشتے از خروارے کے طور پر چند گوشے حاضر خدمت کروں گا۔

حضرت علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی میں نائب شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے آپ کی ذات گرامی دار العلوم اشرفیہ کے لائق فخر اساتذہ میں شمار کی جاتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابو الفیض حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کے تلامذہ میں آپ کی ذات انفرادی صلاحیت کی حامل تھی تو بیجا نہ ہوگا۔ تلامذہ حافظ ملت میں ایک سے ایک لعل وگہر آج بھی موجود ہیں۔ مگر کسی ایک کے بارے میں یہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کہنا کہ فلاں صاحب کو ہر فن پر یکساں دسترس اور مہارت حاصل ہے شاید درست نہ ہو۔ مگر علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ کی ذات گرامی حافظ ملت کے تلامذہ میں ایسی تھی کہ اگر کہا جائے کہ آپ کو تمامی فنون پر یکساں دسترس ہی نہیں بلکہ مہارت تامہ حاصل تھی تو شاید اس سے کسی کو انکار نہ ہوگا۔ تلامذہ تو اپنی جگہ مدرسین بھی آپ کی بارگاہ سے علم کا گوہر گرانمایہ حاصل کرتے رہے میری ان معروضات کو وہ از بان بلاچون وچرا تسلیم کریں گے جنھیں شرف تلمذ حاصل ہے۔ مگر جنھیں استفادہ کا موقع فراہم نہ ہوسکا یا دور دور سے نام نامی کا شہرہ سنتے رہے ضروری ہے کہ ان حضرات کے سامنے کچھ علمی گوشے اجاگر کئے جائیں۔

جودت ذہن قوت حافظہ اور ذہن کی تیزی سے کسی شخص کے بارے میں یہ اندازہ کرنا آسان ہوتا ہے کہ اس شخص کی علمی گہرائی کس منزل تک پہونچی ہوئی ہے اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کا مجموعہ فتاوی مسمی بہ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ زبان اردو میں فقہ کا سب سے اہم سرمایہ ہے اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ فتاوی رضویہ کا مسودہ سے مبیضہ کرنا، کرم خوردہ عبارتوں کا اصل کتاب سے نکالنا۔ بوسیدہ جوابات کو سوال کے مطابق کرنا عام علماء کی دسترس سے باہر تھا سنی دار الاشاعت کا اہتمام آپ نے سنبھالا تو یکے بعد دیگرے فتاوی رضویہ جلد سوم، چہارم، پنجم منصۂ شہود پر آگئیں۔

مسودہ سے مبیضہ خود آپ نے کیا جلد پنجم کے مبیضہ کو مسودے سے تطبیق میں حضرت موصوف علیہ الرحمہ نے راقم الحروف کو اکثر وبیشتر سماعت وقرأت کا شرف بخشا ہے خداداد ذہن وحافظ کی بات تو بہت سُنی اور کتابوں میں پڑھی تھی۔ مگر اس وقت خداداد ذہن وقوت حافظ کا مشاہدہ کیا۔ جب میں مسودہ کی قرأت کرتا تو بسا اوقات فرماتے رک جاؤ ابھی اس طرح کا سوال گزرا ہے وہاں جواب یہ تھا اور اس مقام پر اس طرح جواب کیوں ہے جب کئی کئی ورق اُلٹنے کے بعد دوبارہ سوال وجواب کے پڑھنے کا حکم دیتے تو سوال بالکل اسی مفہوم کا ہوتا یا اس سے قریب تر اور جواب کی نوعیت میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ملتا کبھی اصل کتاب کی عبارت اور مبیضہ کی عبارت میں کچھ فرق کا احساس فرماتے تو وہاں بھی رکنے کا حکم کرتے اور نشان لگا کر آگے پڑھنے کا حکم فرماتے۔ بسا اوقات یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ مصروفیت کے عالم میں اگر کسی نے کوئی فقہی حوالہ دریافت کیا تو تھوڑی سی توجہ کے بعد فرماتے فلاں کتاب کی فلاں بحث کے فلاں صفحہ پر یہ مسئلہ موجود ہے اور یہ بھی تعیین فرما دیتے کہ درمیانی سطروں یا نیچے یا اوپر کی سطروں میں ہے ایک مرتبہ ہم لوگ سبق پڑھ رہے تھے درمیان سبق میں —— تشریف لائے کہ حضور شامی کی اس بحث میں وہ مسئلہ نہیں ہے تو فرماتے ہیں کہ دوسرے صفحہ کی آخری سطر میں یہ مسئلہ ہے پھر سے دیکھئے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ایک مرتبہ مسائل جزیہ کے استخراج کا طریقہ بیان فرما رہے تھے درمیان میں بطور تمثیل فرمایا کہ دارالافتاء میں کبھی استفتاء ایسے آئے کہ اب تک میرے مطالعہ سے اس طرح کا جزیہ نہیں گزرا بالآخر کافی غور وخوض کے بعد میں نے اُسے کلیہ کے تحت داخل کیا۔

ان حالات کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا کچھ مشکل نہیں کہ حضرت علامہ عبدالروف صاحب علیہ الرحمہ کی فقہی بصیرت کس معیار کی تھی بلکہ مندرجات بالا سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ آپ کو اس بات پر بھی مہارت حاصل تھی کہ کون سا جزئی مسئلہ کس کلیہ کے تحت کیوں اور کس طرح داخل ہوگا۔

دور طالب علمی میں ہم سبق ساتھیوں کی خواہش تھی کہ کچھ فتویٰ نویسی سیکھیں مگر اپنی بدنصیبی کہ یہ تمنا پوری نہ ہو سکی فراغت کے بعد ابتداءً سال میں کچھ دنوں تک اساتذہ کرام کا دامن کرم نصیب ہو گیا تھا۔ مگر افسوس کہ ۱۰/ شوال ہی کو مرجع فتاویٰ حضرت علامہ عبدالروف صاحب نے ہمیں سوگوار بنا دیا تھا۔ میں نے رفیق قلبی حضرت مولانا صوفی عبدالرحمن صاحب پورنوی کی رفاقت میں بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا ہم دونوں نے حضرت کی بارگاہ میں اپنی دیرینہ درخواست پیش کی کہ حضور ہم لوگ کچھ افتاء کا طریقہ سیکھنا چاہتے ہیں ہم نے یہ عرض کیا ہی تھا کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی آنکھیں نمناک نظر آنے لگیں اور بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا بابو ہم لوگ تو ناقل جزئیات ہیں مفتی نہیں مفتی بانوالی شخصیت تو ہم سے چھن گئی وہ جانتے تھے کہ جزئیات کو کلیات کے تحت کیسے داخل کیا جاتا ہے کاش کہ تمہاری یہ خواہش (حافظ جی) علامہ عبدالروف صاحب علیہ الرحمہ کی حیات میں ابھری ہوتی۔

علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی گھوسوی نے علامہ عبدالروف صاحب علیہ الرحمہ کی وصال کے بعد بلرامپور کے ایک تعزیتی جلسہ میں حضرت موصوف علیہ الرحمہ کی خداداد صلاحیت اور فقہی بصیرت کا تاثر ایں طور پیش فرمایا تھا جب کبھی مجھے کسی مسئلہ میں تردد ہوتا رہا تو میں حضرت علامہ عبدالروف صاحب علیہ الرحمہ سے رجوع کرتا رہا۔

یہ ایک مسلم امر ہے کہ اگر کوئی شخص علم فقہ کے رموز واسرار اور جزئیات فقہیہ میں امتیاز حاصل کرنا چاہے تو صرف عالمگیری، درمختار، ردالمحتار وغیرہ کتب فقہیہ کا مطالعہ کافی نہیں ہوگا بلکہ علم حدیث، علم تفسیر کا سہارا لینا بے حد ضروری ہوگا اور قرآن وحدیث کے رموز کا سمجھنا علم وادب واصول وبلاغت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس طرح ایک فقیہ اگر علم فقہ کا ماہر ہوتا ہے تو حدیث وتفسیر اصول وبلاغت وادب بھی اس کی گہری نگاہ ہوتی ہے اس بنیاد پر بغیر کسی اشتباہ کے بلا جھجک کہہ سکتا ہوں کہ حضرت علامہ عبدالروف صاحب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اپنے وقت کے ایک بے مثال فقیہ، احادیث نبویہ کے واقف کار، تفسیر کے رمز شناس، اصول فقہ، اصول حدیث، اصول تفسیر، علم کلام، علم بلاغت پر گہری نگاہ رکھنے والے تھے۔ بخوف طوالت الگ الگ ان فنون کی تفصیلات پیش کرنے کی بجائے ایک بنیادی بات عرض کر رہا ہوں جو سو فیصد باکمال لوگوں میں پائی جاتی ہے جس سے اندازہ ہو جائے گا کہ حضرت موصوف علیہ الرحمہ کی صلاحیت و قابلیت دوسرے فنون میں کس معیار کی تھی۔

ذوق مطالعہ | کتب بینی اور مطالعہ کا ذوق جتنا اونچا ہوتا ہے اسی اعتبار سے فنی صلاحیت بھی نکھرتی ہے حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب علیہ الرحمہ جن دنوں حافظ ملت علیہ الرحمہ کے زیر سایہ علمی تشنگی کی تکمیل کر رہے تھے انھیں دنوں اشرفیہ کی مسند تدریس کی زینت حضرت علامہ محدث شاہ اللہ صاحب اعظمی کی ذات گرامی بھی تھی جس سال میں دورۂ حدیث کی جماعت میں شریک تھا میرے ہم درس احباب مولانا نصیر الدین صاحب باموی، مولانا عبدالرحمٰن صاحب پورنوی، مولانا عبدالستار صاحب پورلیاوی حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں ایک درخواست لے کر گئے جس میں راقم الحروف بھی شریک تھا، کہ حضور ہم لوگ اس سال ہدایہ آخرین نائب شیخ الحدیث کے پاس پڑھنا چاہتے ہیں اس وقت حضرت حافظ ملت نے علامہ عبدالرؤف صاحب کے تبحر علمی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ مولانا عبدالرؤف صاحب جس وقت زیر تعلیم تھے اس وقت ایک دن مولینا شاہ اللہ صاحب میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا حضرت! عبدالرؤف طالب علم جو ابھی پڑھ رہا ہے یہ تو اسی وقت علامہ ہے بعد میں یہ طالب علم نہ جانے کس معیار پر پہونچے گا میری تمام نگاہ پر یہ اکثر بیٹھتا ہے اور درسی کتابوں کی عبارتوں پر اس طرح کے اعتراضات کرتا ہے جن کا ذکر ان کتب مطولات میں ہے جن کی اس نے صورت بھی نہیں دیکھی ہے اور کمال یہ کہ ان اعتراضات کے جوابات بھی خود ہی سناتا ہے تو اکثر جوابات صحیح ہوتے ہیں۔

بقول مولانا امام الدین صاحب اورنگ آبادی دارالعلوم حمیدیہ رضویہ بنارس میں جس وقت علامہ عبدالرؤف صاحب کے وصال کی خبر ہوئی تو شمس العلماء حضرت علامہ قاضی شمس الدین صاحب جعفری صدر المدرسین حمیدیہ رضویہ بنارس نے کلمۂ استرجاع پڑھنے کے بعد فرمایا آج ہندوستان سے کتاب کا سمجھنے والا چلا گیا۔ جس شخص کے مطالعہ کی گہرائی کا عالم یہ ہو اس کا ذہن سطحی علم کا حامل نہیں ہوگا بلکہ اس کے ذہن میں علم کی روح موجود ہوگی۔

تفہیم | یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ تفہیم کا ملکہ وہی شخص پاتا ہے جس کی رسائی علم کی روح تک ہوتی ہے اسی بنیاد پر بلفرق مراتب تفہیم کی کمی یا زیادتی ہوتی ہے حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب علیہ الرحمہ کی تفہیم کے متعلق اگر میں یہ کہوں کہ گھول کر پلاتے تھے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تو مبالغہ نہ ہوگا جس سال ہم لوگ شرح جامی بحث اسم پڑھ رہے تھے خوش قسمتی سے یہ کتاب اس سال آپ ہی سے پڑھتے تھے اس کتاب کی ایک معرکۃ الآراء بحث حاصل و محصول جس پر مستقل اردو شرح لکھی جا چکی ہے، کا سبق ہم لوگ پڑھنے گئے اس بحث کی اہمیت سن چکے تھے چہروں پر تفکر کا اثر تھا صبح تن گوش ہو کے بیٹھ گئے کہ حضرت کی اس بحث پہ جو تقریر ہوگی وہ پوری یاد کر لی جائے عبارت خوانی سے پہلے فرماتے ہیں کیا وجہ ہے کہ تم لوگوں کا چہرہ مضمحل سے پھر فرماتے ہیں اچھا شاید کسی نے کہہ دیا ہے کہ حاصل و محصول کی بحث بہت سخت ہے گھبراؤ نہیں انشاء المولی الکریم دو لفظوں میں سمجھاؤں گا عبارت پڑھو عبارت پڑھی گئی پھر اس بحث کی مختصر لفظوں میں ایسی تفہیم فرمائی کہ بفضلہ تعالیٰ اب تک حاصل و محصول کی بحث پڑھانے کے لئے کسی شرح دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ مولانا سلیم اختر مصباحی پورنوی صدر المدرسین مدرسہ اصلاح المسلمین پورنیہ نے چند ماہ پیشتر حضرت استاذ گرامی کی خصوصیات پہ روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حضرت سمجھاتے کیا مسائل کو ذہن پر ٹانپ کرتے تھے۔

تدریسی خصوصیت تدریسی خصوصیات کے سلسلے میں غور کیا جائے تو ادنی توجہ کے بعد یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ تدریس کی اہم اور بنیادی خصوصیت تفہیم ہے آج عموماً تدریس کی منزل میں عربی یا اردو شرح کا سہارا لیا جاتا ہے اور اسی کی روشنی میں کتاب کی تفہیم کرائی جاتی ہے۔ مگر علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ کا موقف اس سلسلہ میں بھی نرالا ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک مدرس کا کمال یہ نہیں ہے کہ ادبی شرح کی روشنی میں کتاب سمجھائے بلکہ تدریس کا کمال یہ ہے کہ جو کتاب سامنے ہے اس کتاب کی حیثیت سے اس کتاب کی تفہیم کرائی جائے۔ ایک مرتبہ نور الہدیٰ نامی ایک طالب علم جو جماعت کافیہ کا طالب علم تھا کافیہ کا سبق ہونے کے بعد کافیہ کی عبارت کے سلسلے میں حاضر بارگاہ ہو کر اپنی عرضی شروع کی تو فرماتے ہیں میں کچھ رہا ہوں تم کیا کہنا چاہتے ہو ابھی تمہارا منصب مالہ وماعلیہ کو حاصل کرنا نہیں ہے ابھی تمہارا منصب نفس مسئلہ کو ذہن نشین کرنا ہے جب اعتراض و جواب کی منزل آئے گی تو پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ حضرت مفتی عبد المنان صاحب قبلہ کو ایک مرتبہ یہ فرماتے سنا کہ "علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ ہر چیز کا اصول رکھتے تھے" چنانچہ تدریس میں علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ اس اصول کے پابند تھے کہ متعلقہ کتاب کی تفہیم شروح کی روشنی میں نہ کرائی جائے۔ میں نے کسی کتاب کے سبق میں یہ محسوس نہیں کیا کہ استاذ محترم نے کبھی کتاب کی عبارت سے الگ ہو کر شروح کی روشنی میں کسی کتاب کو سمجھایا ہو۔ عبارت کی نہ اتنی طولانی تشریح فرماتے کہ مسائل ذہن میں الجھ کر رہ جائیں اور نہ اتنی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اختصار کہ عبارت کا مفہوم متعلق ہو کے رہ جائے اسی کا
نام ہے تفہیم کا ملکہ اس انداز کی تفہیم کا اثر یہ تھا کہ کسی
طالب علم کو کبھی سبق کے سلسلے میں رجوع کرنے کی ضرورت
نہیں ہوئی۔ استاذ محترم نے جب یہی ہدایہ مجھے شروع تا
حاشیں پڑھانے کے لئے دی تو فرمایا کہ پہلے کتاب کا مطالعہ
اس طرح کرو کہ مسائل تو یہ مصنف کی ترتیب کے مطابق
ذہن نشین ہو جائیں پھر تنہائی میں بیٹھ کر اس بات پر
غور کرو کہ کس ترتیب سے رکھے ہیں۔ مسئلہ واضح اور
جلد ہی ذہن نشین ہو گا جب ایسی صورت سامنے آ جائے تو
چند روز کتاب سامنے رکھ کر پڑھاؤ پھر اس کتاب کو
پڑھاؤ۔ اس طرح پڑھانے کی عادت ڈالو کتاب کی عبارت
خوانی میں کوئی مسائل کا اعادہ کرنا ضروری ہے پھر کوئی
مسائل ہی کی کوشش میں ترکیب تھی۔ میرا اپنا خیال ہے
کہ تدریس کا اس سے بہتر طریقہ نا ممکن ہے۔ بلکہ بعض
وقت حضرت کو دیکھا گیا کہ مطالعہ فرما رہے ہیں
کتاب سامنے ہے اور جی ہی جی میں بول رہے ہیں گویا
کہ تدریس کی تقریر رٹ کر رہے ہیں۔

ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ جب کوئی مشکل مسئلہ
آ جاتا حضرت اس پر تقریر فرماتے تو طلبہ میں کا ایک ذہن سے
فرماتے سمجھ گئے یا ہوا اس پر اگر کوئی طالب علم عرض کرتا
کہ نہیں تو دوبارہ آسان تر تقریر فرماتے اور پھر دریافت فرماتے
حتی کہ تمام طلباء جب تک سمجھ لینے کا اقرار نہ کرتے
سبق آگے نہ بڑھاتے یہ خصوصیت بہت کم مدرسین میں
پائی جاتی ہے۔

معقولات پر گہری نظر آپ شیخ الحدیث والعلوم
عربیہ کی صرف، نحو، لغت، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث
تفسیر، اصول تفسیر، علم کلام، و علاوہ ازیں معقولات پر گہری نگاہ
ہی منطق، فلسفہ، توقیت، علم الافلاک وغیرہ علوم کے
بھی ماہر تھے۔ معقولات کا یہ عالم تھا کہ عموماً درسی کتابوں
کے مطالعہ کا موقع نہیں ملتا۔ تدریس کے لئے جو کتاب کا
مطالعہ عبارت خوانی میں ہو جاتا کبھی ہو تو صرف چند منٹ
ہاتھوں میں لے لیتے۔ اس سلسلے میں ورق کتاب کا کچھ حصہ
دیکھ جائے گا۔ اتنی ہی باتیں کتاب سے حاصل ہو جائیں گی
پھر ایسی معقولات کے بارے میں منطق و فلسفہ کی وہ
منتہی کتابیں جن پر مطالعہ کے بعد بھی تدریس مشکل ہوتی
ہے بڑی آسانی کے ساتھ ذہن نشین کرا دیتے۔ ایسا لگتا
تھا کہ مسائل ابھی محفوظ کئے گئے ہیں حالانکہ ان سے
روزگار درسی اور غیر درسی مصروفیات اتنی بہت
ہی نہیں دیتے کہ درسی کتب کا مطالعہ کریں۔

علم توقیت نماز روزہ، صحیح وقت میں ادا کرنے کے
لئے ضروری ہے کہ علم توقیت کا بھی علم رکھیں ورنہ عبادت
میں صوم و صلوٰۃ کی ادائیگی مشکل ہو گی۔ حضرت امام احمد
رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ احسان کیا ہے
کہ علم توقیت کو دوبارہ زندہ فرمایا حضرت مولانا ظفر الدین
صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ کو سکھایا۔ حضرت موصوف
نے الجواہر والیواقیت فی علم التوقیت کے نام سے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

علم توقیت کی امامت ہم تک پہونچائی مگر رونا اس بات کا ہے کہ اس کتاب کے ملنے کے بعد بھی افق سحر و افطار اور اوقات نماز کے جداول جو ہمارے سامنے آرہے ہیں اُن میں اکثر کا حال یہ ہے کہ کسی جگہ کا جدول اوقات سامنے رکھ کر طول بلد کی کمی یا بیشی سے اوقات مرتب کر دیا جاتا ہے حالانکہ اس طرح جداول کی ترتیب سو فی صد صحیح نہیں ہوتی حضرت علامہ عبد الرؤف صاحب نے اس کمی کا احساس کیا تو علم توقیت اس کتاب کے مطالعہ سے از خود حاصل کی۔ اس سلسلے میں ایک بات جو سننے میں آئی تھی کہ موصوف اس فن کو حاصل کرنے کے لئے مولانا عزالدین صاحب بہاری علیہ الرحمہ کی خدمت میں گئے تھے۔ راقم جس وقت توقیت مولانا عبد الرحمٰن صاحب کی معیت میں استاذ گرامی سے پڑھ رہا تھا اس وقت نصف النہار کا قاعدہ بیان فرماتے وقت حضرت نے بیان کیا کہ میں نے اس فن کو علم الافلاک اور علم حساب کے ذریعہ حاصل کیا ہے۔ نصف النہار کا قاعدہ تعلیم فرمانے وقت بیان فرمایا کہ اس کتاب کی بعض جگہوں پر میرا کچھ اعتراض تھا انہیں اعتراضات کے ذخیرہ کے لئے مصنف کی خدمت میں حاضر ہوا تھا انہیں اعتراضات میں سے ایک یہ ہے کہ نصف النہار کے استخراج کا جو اصول بیان کیا گیا ہے اس میں ایک قاعدہ جو ہونا چاہیے وہ کتاب میں مذکور نہیں ہے اپنے اس اعتراض کو حضرت مصنف کی بارگاہ میں رکھا تو مصنف نے فرمایا کہ آپ صحیح کہہ رہے ہیں میں نے اس قاعدہ کو اس لئے حذف کر دیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے بھی مجھے یوں ہی املا کرایا تھا اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور اعلیٰ حضرت نے جن حضرات کو یہ اصول زبانی بتا دیا تھا وہ حضرات تو سمجھ لیں گے اور جنھیں یہ اصول نہیں بتایا گیا ہے وہ کیسے نصف النہار کا استخراج کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ نے اس قاعدہ اور اس طرح کے دوسرے قواعد جو کتاب میں مذکور نہیں ہیں اپنی کتاب کے حاشیہ پر تحریر فرما دیا ہے۔

جس فن میں کوئی استاذ نہیں اس میں آپ کی مہارت کا حال یہ ہے کہ ایک روز طلوع و غروب کے وقت کی مشق بنا کے کاپی دکھانے لے گئے اتفاق کہ اسی وقت مدرسہ کے سلسلہ میں قصبہ کے کسی حصہ میں تشریف لے جانے والے تھے عجلت تھی اس لئے صرف یہ دیکھا کہ کس تاریخ کے طلوع و غروب کی مشق ہے اور مشق میں کے بجکر کے منٹ پر طلوع و غروب کا وقت ہے استخراج وقت میں پندرہ منٹ کا فرق آگیا تھا صرف مبدا اور منتہا دیکھنے کے بعد فرماتے ہیں غلط ہے اس تاریخ کا طلوع تقریباً پندرہ منٹ کم آنا چاہیے پھر حساب کا جائزہ لے کر فرمایا دیکھو یہاں حساب میں غلطی ہوئی ہے اس طرح کی مثال کہ صرف مبدا اور منتہا کو دیکھ کر غلط یا صحیح ہونے کا فیصلہ فرما دیا ہے علم میراث

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے بعض فتاؤں میں بھی ملتی ہے ان واقعات سے علم توقیت کی مہارت تامہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ علم الحساب میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے سراجی پڑھاتے وقت ایک مرتبہ تقسیم کا ایک اصول بیان فرمایا جس سے لمبی تقسیم کی بجائے مختصر عمل کر کے تقسیم کا حاصل معلوم کیا جا سکتا ہے پھر فرمایا میں نے حساب کے کئی ایک اصول خود مرتب کئے ہیں ممکن ہے اصول کتابوں میں موجود ہوں مگر میں نے دیکھا نہیں ہے۔

علم الافلاک اور قوت فیصلہ اس فن کی مشہور کتاب تصریح اور شرح چغمنی ہیں جو آسمانی حالات پر مشتمل ہیں حضرت علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ اس فن میں بھی یکتائے روزگار تھے مولانا عبد الستار صاحب ہمدانی صدر المدرسین مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے بارہا بیان فرمایا کہ حضرت علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ جب تصریح پڑھاتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ابھی آسمانی سیر کر کے آئے ہیں اور پڑھا رہے ہیں۔ اخبار میں جب یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ امریکہ کے سائنسدان چاند پر جانے کی کوشش کر رہے ہیں اس وقت آپ نے فرمایا تھا کہ جا سکتے ہیں کوئی مشکل نہیں پھر جب یہ خبر شائع ہوئی کہ امریکہ کے سائنسداں چاند پر پہونچ گئے تو فرمایا میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جا سکتے ہیں کوئی مشکل نہیں اس سے اسلامی معتقدات پر کوئی اثر نہیں پڑتا اگر اثر پڑتا ہے تو فلسفۂ قدیم پر۔ حالات کے نزاکت پر حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی گھوسوی نے اسلام اور چاند کا سفر لکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ نے سفر چاند کے سلسلے میں جو حکم فیصلہ دو منٹ میں کیا تھا وہ قرآن وحدیث کے مطابق تھا اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ نصوص اور ان کی تفاسیر و شروح فوری طور پر ذہن کے سامنے آ گئیں اور فیصلہ فرما دیا کہ چاند تک پہونچنا محال نہیں اس کا نام ہے علم۔ گویا آپ کا مطالعہ کیا تھا مسائل کے حل کی تلاش ہوتی رہی کہ علت ہی پر احکام متفرع ہوتے ہیں۔

تدبر اور دور بینی علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ کا تبحر علمی علوم و فنون پر مہارت تو مسلم، آپ کی مدبرانہ شان امور خارجی میں بھی انفرادیت کی حامل تھی ایک مرتبہ فرمایا کہ کسی کام کے شروع کرنے سے پہلے اس کے نتیجے پر غور کر لینا چاہیے اس کام کے درمیان کیا دشواریاں اور رکاوٹیں پیش آئیں گی اور ان کے مدافعت کی کیا صورت ہوگی ان ساری باتوں کو ذہن میں رکھ کر کام شروع کرنا چاہئے۔

حضور حافظ ملت (علیہ الرحمہ) نے جب دار العلوم اشرفیہ کے سلسلے میں اپنا خیال ظاہر فرمایا تھا کہ میرا خیال ہے کہ دار العلوم اشرفیہ کو جامعہ اشرفیہ کی شکل میں منتقل کروں اس وقت میں نے اس کے بہتر نتائج پر غور کیا ہی تھا راستہ کی دشواریوں اور رکاوٹوں کا بھی ایک خاکہ بنا لیا تھا حافظ ملت نے اپنے منصوبے کی تکمیل میں جتنی مسافت طے فرمائی ہے اتنی مدت میں جن رکاوٹوں کے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کے حامل ہونے کا میرے ذہن نے فیصلہ کیا تھا وہ ساری باتیں یکے بعد دیگرے سامنے آتی گئیں۔ مگر الحمد للہ کہ ان کے مدافعت کی صورت بھی میں نے سوچ رکھی تھی اس لئے ہمارے عزائم میں پستی نہ آ سکی — مگر افسوس کہ جس نے جامعہ کی ذہنی تعمیر مکمل کر لی تھی اسے حیات مستعار نے اتنا موقع ہی نہ دیا کہ جشن سنگ بنیاد کا منظر بھی دیکھ سکے۔

کثرت مشاغل | آپ کی مصروفیت کا حال یہ تھا کہ اشرفیہ کا کوئی شعبہ ایسا نہیں تھا جس میں حضرت علامہ عبد الرؤف صاحب کا ذہن کام نہ کر رہا ہو۔ تحریر تدریس ہو یا شعبہ افتا فکر و نشریات ہو یا دفتر کا نظام تمامی شعبوں کو اپنے مفید مشوروں سے نواز کر بام عروج تک پہونچایا۔

مزاج | اسقدر تبحر علمی کے باوجود آپ نہایت سادگی پسند، متواضع صفت منکسر المزاج تھے کسی بھی شخص کے لئے پہلی ملاقات میں یہ یقین کرنا مشکل ہوتا کہ آپ علامہ عبد الرؤف صاحب ہیں تواضع کس چیز کا نام ہے اسے آپ کی ذات میں دیکھا جا سکتا تھا۔

زندگی کا اہم گوشہ | آپ کی زندگی کا اہم گوشہ خدمت خلق ہے آپ نے بلا واسطہ اور بواسطہ ہر طرح مخلوق خدا کی عمر بھر خدمت کی۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ آنے والے کو یہ کہکر واپس کرا دیا ہو کہ فلاں وقت آئیں۔

ہر سال شعبان کے مہینے میں بے شمار خطوط اوقات سحر و افطار کے ساتھ بھیجے تھے ایک مرتبہ ایک صاحب کو وقت سحر و افطار کے جانچنے کا طریقہ لکھا۔ جب روزہ عام کے لئے نقل کر رہا ہو۔ ایسا میدان جہاں سے زمین و آسمان سے ملی ہوئی دکھائی دے اس جگہ جا کر دیکھئے کہ آفتاب کا آخری کنارہ کس وقت زمین کے نیچے چھپتا ہے۔ انھوں نے اس پر عمل کیا جو لکھا کہ حکم کے مطابق میں نے میدان میں جا کر دیکھا حضرت نے غروب کا جو وقت لکھا ہے ٹھیک اسی وقت آفتاب کا آخری کنارہ زمین میں چھپا۔

آخری لمحات علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ نے ۱۳۹۰ھ کا تعلیمی سال پورا فرمایا ۸ر شعبان ۱۳۹۱ھ کے بعد درد شکم کا عارضہ لاحق ہوا علاج کے بعد درد جاتا رہا حسب معمول رمضان المبارک کے مہینہ میں تکمیل دورہ جاری رہی۔ حضرت نے اسی رمضان میں کچھ سائنسی آلات بھی منگا لئے تھے کہ آپ علم الافلاک کی تعلیم سائنسی انداز میں ہوگی۔ مگر من درچہ خیالم و فلک درچہ خیال کا مصداق ہوا۔ ۵ر شوال ۱۳۹۱ھ کی رات میں ۱۰ بجے کے بعد دار العلوم سے قیام گاہ تشریف لے گئے کسے معلوم تھا کہ اشرفیہ کا نیر تاباں ہمیشہ کے لئے روپوش ہو رہا ہے۔ دار العلوم کے در و دیوار نے اشرفیہ کا آخری دیدار کر لیا۔

صبح ہوئی ۸ر شوال کو تعلیمی سال شروع ہو گیا اساتذہ کرام تشریف لا چکے ہیں۔ مگر ابھی علامہ عبد الرؤف صاحب کی تشریف آوری نہیں ہوئی ایک گھنٹہ انتظار کے بعد

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت نے راقم الحروف سے فرمایا کہ مولانا عبد الرؤف صاحب ابھی تشریف نہیں لائے کیا بات ہے؟ بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت رات کو مدرسہ سے تشریف لائے کھانا کھایا اس کے تھوڑی دیر بعد درد شکم کا دورہ شروع ہوا اسی وقت سے طبیعت ناساز ہے اس وقت آرام فرما رہے ہیں فوراً ہی جب حضرت حافظ ملت کو اس کی اطلاع ہوئی علاج شروع ہوا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بالآخر اہل اشرفیہ نے جمعرات کی شام کو یہ فیصلہ کیا کہ کل جمعہ کی صبح حضرت کو برائے علاج اعظم گڑھ لے جایا جائے صبح ہوا اساتذہ اشرفیہ کے ہمراہ علم و حکمت کا کوہ گراں اعظم گڑھ کے نام پر ہمیشہ کے لئے اشرفیہ اور مبارک پور سے جدا ہو چکا ... کے علوم عالیہ جدید لکھنے کے بعد جب میں نماز جمعہ کے لئے نکل رہا تھا ایک صاحب نے اس حادثہ جانکاہ کی خبر دی کہ حافظ ملت کو فوراً خبر کر دیجئے کہ علامہ عبد الرؤف صاحب وصال فرما گئے نعش پاک کے ساتھ گاڑی روانہ ہو چکی اس خبر کا یقین تو نہیں آ رہا تھا پھر بھی حافظ ملت کی قیام گاہ پر دوڑتا ہوا گیا اور ان ہی الفاظ میں خبر دی کہ حضور ... نے حضرت کے پاس یہ اطلاع بھیجی ہے کہ علامہ عبد الرؤف صاحب وصال فرما گئے یہ سن کر دل ہلا دینے والی خبر پر گھر کے بستر پر لیٹ گئے اور فرمایا جاؤ دیکھو جلدی تجہیز و تکفین کا انتظام ہو سکتا ہے کہ نہیں۔ ... کے بعد ... شروع ہو گیا ... گئے

رات تک تقریباً یہ سلسلہ جاری رہا جنازہ تیار ہونے کے بعد باہر لایا گیا آخری دیدار کرنے والوں کا ایک ہجوم تھا اس لئے ایک درخت کے نیچے جنازہ اتارا گیا مجمع پہ کھڑے کھڑے ہوئے آخری دیدار کرایا گیا جس زبان نے سیکڑوں مسائل کی گتھیاں سلجھائی تھیں آج وہ مہر بلب ہے جس زبان نے بے شمار بندگان خدا کو گوہر لعل عطا کی اب وہ خاموش ہے حسرت و یاس کے عالم میں آخری دیدار بمشکل تمام مکمل تک پہنچا اب علامہ عبد الرؤف صاحب کا نہیں بلکہ علم و حکمت کا جنازہ کاندھوں پر آیا۔

دیکھنے والی آنکھ نے اس وقت موت العالم موت العالم کی ایک جھلک دیکھی ہوگی۔ عبد الرحمن صاحب پردودی جو نہایت متقی اور پرہیزگار صاحب علم تھے شریعت کی پابندی شب و روز کے معاملات میں ان کا شیوہ تھا وہ برابر ہی نہیں بلکہ اس وقت اشرفیہ کے علماء کا ان کی بزرگی پر اتفاق تھا موصوف نے اب عبادت الٰہی کے لئے کسی جنگل کو اپنا نشیمن بنا لیا ہے آپ نے بعد میں بیان فرمایا کہ جس وقت درخت کے نیچے سے جنازہ کاندھوں پر اٹھایا جا رہا تھا اس وقت فضا میں بالکل سکوت کا عالم تھا مگر جنازہ کے مقابل درخت کی جو ٹہنیاں تھیں وہ حرکت میں آ گئیں نہ جانے کیوں ـــــــ؟

جنازہ آہستہ آہستہ قبرستان پہنچا کئی ہزار آدمیوں نے حافظ ملت کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی اور علم و عرفان کا گنجینہ سپرد خاک کیا گیا۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے

آپ کی مقبولیت وصال کی خبر ہندوستان کے طول عرض میں بجلی کی طرح پھیل گئی تعزیتی خطوط اور تعزیت کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا اس سلسلہ تعزیت پر حافظ ملت نے درس چہلم کے موقعہ پر فرمایا علامہ عبد الرؤف صاحب بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں اور یہ حدیث پاک بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو مقبول فرماتا ہے تو آسمان والوں میں یہ اعلان فرما دیتا ہے کہ اے فرشتو میں نے فلاں بندے کو اپنا محبوب بنا لیا تم بھی اسے محبوب رکھو اور اہل زمین کے دلوں میں اس مقبول بندے کی محبت ڈال دی جاتی ہے تعزیتی خطوط اور تعزیت کرنے والے ہی بھائی کی کثرت علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ کے مقبولیت کی دلیل ہے۔

خدا کی رحمتیں نازل ہوں میر کارواں تجھ پر

(بقیہ باتیں) ان کو قاری بھی ہیں اور عالم بھی ہیں اس لئے حق ان کو ہے انھوں نے کہا آپ لوگ بے عزت کرتے ہیں حضرت نے فرمایا یہ کام ہی ایسا کرتے ہیں۔ کس نے جناب سے کہا تھا۔ وہ جناب پیچھے آئے اور حکیم صاحب نے امامت فرمائی اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت نے فرمایا وہ جناب تھے جناب کا مطلب تم نے کیا سمجھا میں نے کہا وہ شخص گستاخ رسول رہا ہوگا۔ حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا تم سمجھ گئے مگر اجمالاً۔ اس کی تفصیل اس مقام پر یہ ہے کہ اس جناب میں ج جاہل کی ہے۔ ن نالائق کا الف احمق کا اور ب بیوقوف کا ہے۔ تو جو گستاخ رسول ہوگا وہ جاہل بھی ہے نالائق بھی

حافظ ملت نمبر

میر کارواں

اقبال اعظمی ایم اے

السلام اے کشور علم وادب کے حکمراں
السلام اے ملت بیضاء کے میر کارواں
السلام اے بزم سنت کے چراغ ضو فشاں
السلام اے حافظ ملت عزیز خوشبیاں

ہیں ترے خرقہ میں پنہاں علم ودانش کے گہر
تیری پیشانی پہ تابندہ اخوت کا قمر
احمریں ہونٹوں پہ خنداں ایک نورانی سحر
کسقدر ہوتا تھا تیری میٹھی میٹھی باتوں میں اثر

گفتگو میں کم سخن تھا غازی کردار تو
واعظ شیریں بیاں تھا علم کا شہکار تو
حامیٔ انسانیت تھا صاحب افکار تو
تو امین درد دیں تھا۔ قوم کا سردار تو

نقش تیرا ہر قدم پر نور کا سامان ہے
ہر خرد والا تری تحریک پر قربان ہے

[illegible]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مناقب

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

[illegible]

1 [illegible]

2 [illegible]

3 [illegible]

4 [illegible]

5 [illegible]

6 [illegible]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ف فیضِ رب، فیضِ مجسم، فخرِ بستانِ رضا
فاضلِ فقہ و ادب، حسنِ فضیلت آشنا ۷

ظ ظاہر و باطن ہیں اک عالمِ حسنِ اتقا
ظرف صالح، قلب پاکیزہ، طبیعت آشنا ۸

م محترم، محسن، مکرم، مہرباں، مونس، معین
مجتبیٰ، مخلص، مزاجِ ملک، وقت آشنا ۹

ل لازوالِ علم جس کا، لااُبالی جس کی ذات
لائقِ صد جاہ، کردار و دیانت آشنا ۱۰

ت تابشِ تعبیر، تاجِ شریعت، مردِ عظیم
تارکِ عیش و طرب، تفہیمِ عشرت آشنا ۱۱

ذوقِ مستی

ذوقِ مستی و طلب ہے کیسی چیز
طالبانِ گل کو کانٹے ہیں عزیز
جستجوئے شیریں نکالا سنگ سے
آپ ہی سے باشہ عبد العزیز

(منجانب:۔ قاری شفیق احمد شبا پوری)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حکیم محمد یوسف
مصطفیٰ آبادی

یادگار اُن کی

بہارِ بے خزاں ہر سو بحمد اللہ چھائی ہے
کہ سعی حافظِ ملت بروئے کار آئی ہے
یہ کوشش در حقیقت کارگر معلوم ہوتی ہے
جو علم و فن کی گلشن میں نئی تنظیم لائی ہے

نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
چمن اندر چمن اینار اُنکا ہے، بہار اُنکی

مکمل ایک منصوبہ میں ہمت کا بھی ساماں ہے
اُنہی کے سایۂ تدبیر میں نظمِ گلستاں ہے
اُنہی سے رونقیں سب ہیں اُنہی سے سبزہ و گل ہیں
اُنہی سے سُنیت کے باغ میں شانِ بہاراں ہے

نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
کہ تھی توقیرِ دینِ مصطفےٰ پر جاں نثار اُنکی

کبھو جیسے جو آئی ذاتِ اقدس اشرفی ہو کر
لگایا علم کا پودا فضیلت کے دھنی ہو کر
مگر اک باغبانِ قوم نے رُخ ہی بدل ڈالا
کبھی سرِّ جلی ہو کر کبھی سرِّ خفی ہو کر

نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
یہ جڑ اُگ کر بڑھی، بڑھ کر ہوئی ہے شاخسار اُنکی

ترقی کر رہا ہے اشرفیہ جامعہ دیکھو
جہاں اب ہے دانش و حکمت کا جاری سلسلہ دیکھو
مبارکپور کی یہ سرزمیں تقدیر والی ہے
اسی مرکز پہ قائم دین کا ہے دائرہ دیکھو

نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یہیں پر اک طرف رکھی ہے بنیادِ مزار اُن کی

یہ کیا دلکش سماں ہے اور کیا پُرکیف منظر ہے　　جہاں میدان ہی میدان تھا دیوار ہے در ہے
کسی کی یاد تازہ کرتی رہتی ہے زمانے میں　　یہی اک قبر جو اوڑھے ہوئے پھولوں کی چادر ہے

نہیں ہیں حافظِ ملّت مگر ہے یادگار اُن کی
کہ اک اک کاوشِ فکر و عمل ہے روبکار اُن کی

یہ بہرِ فاتحہ خوانی یہاں پر عرس جہلم ہے　　اُمنڈ آئے ہیں انساں جیسے دریا کا تلاطم ہے
پئے نذرِ عقیدت آج خاص و عام آئے ہیں　　غمِ دل لب پہ گویا لفظ و معنی کا تلازم ہے

نہیں ہیں حافظِ ملّت مگر ہے یادگار اُن کی
جہاں رُوحِ قیادت ہم نے دیکھی جلوہ بار اُنکی

کوئی مقصد نہیں مقصد ہے ایصالِ ثواب اُنکو　　عطا کر دے خدا آسانیاں یوم الحساب اُنکو
کوئی نغمہ سرائی ہے نہ کوئی ڈھول باجہ ہے　　کہ بخشی جائیگی پڑھ پڑھ کے پاکیزہ کتاب اُنکو

نہیں ہیں حافظِ ملّت مگر ہے یادگار اُن کی
وہ دیکھو نیکیاں پھیلی ہوئی ہیں بے شمار اُن کی

یہاں ترویج سئیات ہرگز ہو نہیں سکتی　　یہاں تاریکیٔ ظلمات ہرگز ہو نہیں سکتی
کوئی عورت نہ آنے پائے اسپر سخت بندش ہے　　خلافِ شرع کوئی بات ہرگز ہو نہیں سکتی

نہیں ہیں حافظِ ملّت مگر ہے یادگار اُن کی
عمل میں تھی ہمیشہ صاف نیّت برقرار اُن کی

حضورِ حافظِ ملّت کا غم بھی ہے گرانمایہ　　ہمیشہ جنکے اوپر رحمتِ حق کا رہا سایہ
دعاؤں میں عجب مقبولیت کی شان دیکھی ہے　　کہ جیسے حق سے مانگیں وہ پکڑ کر عرش کا پایہ

نہیں ہیں حافظِ ملّت مگر ہے یادگار اُن کی
یہ قصبہ ہی نہیں ہے ایک دُنیا سوگوار اُن کی

خدا خود جس کا طوفانِ حوادث میں نگہباں ہے　　تو اُسکے واسطے پایابیٔ ساحل بھی درماں ہے
یہی الجامعہ آگے بڑھا ہے صدقِ نیت سے　　نہ طغیانی سے واقف ہے نہ موجوں سے ہراساں ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
یہ کشتی بیچ بچا کر ہوگئی دریا سے پار اُن کی

رُکے گا کام کیوں ہے قوم میں زندہ دلی باقی — بکارِ خیر صرفِ زر یہ ہے آمادگی باقی
نمونہ پیش کر کے رکھ دیا فیاضیٔ دل کا — کسی گوشہ میں رہ سکتی نہیں کوئی کمی باقی

نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
سُنائی دیگی اہلِ ہوش کو پیہم پکار اُن کی

خدا کا فضل ہے شامل تو کوئی امتحاں کیوں ہو — ہمارے راستے کے بیچ میں کوہِ گراں کیوں ہو
پہنچ جائینگے ہم جادہ یہ جادہ اپنی منزل تک — نبی کا جب وسیلہ ہے تو دشواری یہاں کیوں ہو

نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
یہی تعمیرِ نو آخر نہیں ہے شاہکار اُن کی

یہ کس کی ہے ضیا جو ذرے ذرے مسکرا اُٹھے — ہواؤں سے چمن کے غنچے غنچے لہلہا اُٹھے
ارادہ کوئی پورا کیوں نہ ہو تعمیرِ منزل کا — فلک پر آج خوش ہو کر ستارے جگمگا اُٹھے -

نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
کہ جد و جہد اطراف میں ہے جلوہ بار اُن کی

اک عالیشان مسجد کی بنا رکھی یہاں پر ہے — مگر تکمیل اُس کی قوم کے عزمِ جواں پر ہے
اسے قرأت رکوع و سجدہ سے آباد کرنا ہے — عبادت کی کشش موقوف تکبیر و اذاں پر ہے

نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
یہ جائے بندگی بنکر رہے گی زرنگار اُن کی

بلالی شان سے دیتا یہاں آکر اذاں کوئی — عزیزی طرز کا ہوتا خطیب خوش بیاں کوئی
تمنائیں ہوئیں یہ جلوہ گر آئینۂ دل میں — سنبھالے عزمِ محکم سے نظامِ گلستاں کوئی

نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
کہ باہم بات ہوتی رہتی ہے لیل و نہار اُن کی

یہ تعلیمات کا مرکز مقامِ علم و عرفاں ہے — زمانے میں یہ دانش گاہ روشن ہے درخشاں ہے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

عزیزی کوششوں کی دیکھئے یہ کار فرمائی　　مخالف ہر ہوا ماحول کے رُخ سے گریزاں ہے
نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
خیاباں در خیاباں ہے ہوائے خوشگوار اُن کی

یہ دورہ چل رہا ہے اک طرف درسِ بخاری کا　　ہے چرچا اک طرف جامع نبی کا محمد باری کا
کہیں فقہی مسائل ہیں، کہیں تفسیر قرآنی　　کرشمہ ہے یہ سارا آپ ہی کے فیض جاری کا
نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
یہی سب درس اور تدریس ہیں آئینہ دار اُن کی

مُبارک ہو چمن والو گلوں کا رازداں ہونا　　جہاں سیکھا ہے تم نے عندلیب خوش بیاں ہونا
مقامِ سُنیت کی یہ بلندی دیکھتے جاؤ　　جہاں سمجھا ہے ہم نے بھی زمیں کا آسماں ہونا
نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
خطابت دین کے ہر موڑ پر تھی جاندار اُن کی

بڑھی رونق چمن کی آج کے دن آنے والوں سے　　اُجالا ہو گیا ہے رحمتِ حق کے اُجالوں سے
جہاں پر علم کی ہے روشنی پھیلی ہوئی ہر سو　　خیالوں میں بلندی آگئی اُنکے خیالوں سے
نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
کہ ہر تنظیم نو گلزار میں ہے پائیدار اُن کی

یہ جلسہ ہو رہا ہے آج دستارِ فضیلت کا　　جہاں پر ہر طرف سایہ ہے فیضانِ نبوت کا
نکلنے والے ہیں طلبہ یہاں سے کامراں ہو کر　　لئے ہیں ہاتھ میں جھنڈا طریقت کا شریعت کا
نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
مدد کرتا رہا ہر گام پر پروردگار اُن کی

عروجِ سُنیت کا اک پیامِ دل نشیں لے کر　　گمانِ بے یقیں کو چھوڑ کر عین الیقیں لے کر
چلے ہیں نونہالانِ چمن تبلیغ حق کرنے　　سروں پر اپنے ظلِ رحمۃ للعٰلمیں لے کر
نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
نگاہوں میں بسی ہے زندگی شاندار اُن کی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کوئی قاری یہاں پر ہے تو کوئی حافظ قرآں
کوئی واعظ یہاں پر ہے کوئی علامۂ دوراں
اُنہی کا فیض ہے جن کے فداکاروں کا ہے مجمع
جدھر دیکھو دلوں میں موجزن ہے جذبۂ ایماں
نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
یہ تنویرِ علومِ دیں ہوئی ہے آشکار اُن کی

دعا یہ ہے پھلے پھولے چمن اسلام کا ہر سو
رہے چرچا جہاں میں اشرفیہ نام کا ہر سو
کہاں تھی ابتدا اس کی کہاں ہے انتہا اسکی
یہ ڈنکا بج رہا ہے آج کس کے کام کا ہر سو
نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
نظر کے سامنے گلکاریاں ہیں بے شمار اُن کی

سرِ بزم اپنا اپنا سب غمِ دل لیکے آئے ہیں
خلوصِ قلب کو منزل بہ منزل لیکے آئے ہیں
سفینہ زندگی کا ڈوب کر کس شان سے نکلا
یہ کیا ہے جس کو ہم نزدیک ساحل لیکے آئے ہیں
نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
ہجوم اتنا کہ کام آئی کشش بے اختیار اُن کی

ملے ہیں یوسف اُنکے بعد اک شہزادۂ ملت
ہوئی تفویض جنکو ساری ذمہ داری خدمت
چُنا ہے قوم نے جب اتفاق رائے سے اُن کو
کسے اس حال میں اب معترض ہونے کی ہے جرأت
نہیں ہیں حافظِ ملت مگر ہے یادگار اُن کی
کریں گے پیروی عبد الحفیظ باوقار اُن کی

لوحِ دل پر یہ نشاں کس کے ہیں
عقل ہے محوِ آبلہ پائی

راہِ حق میں فنا جو ہو جائے
اس نے دراصل زندگی پائی

(ظفر بھوجوری ایم اے)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظ ملت

یہ کون اٹھا ہند شمالی کی زمین سے
علم اور حقائق کی سنبھالے ہوئے قندیل
مدرسہ کے مکینوں سے سنا بدر نے اک راز
ہونے کو ہے اب آرزوئے شوق کی تکمیل

ایثار کی پوشش ہے اخلاق کا جامہ
بے نفسی کردار کا ہاتھوں میں عصا ہے
تابندہ جبیں پر یہ تقدس کی لکیریں
لکھتی ہے صداقت کہ کوئی مرد خدا ہے

لپٹی ہوئی سر سے کوئی دستار نہیں ہے
ناداں سر احساس پہ اک کوہ گراں ہے
اے سر تری لمعانی فیضان کے صدقے
اس ملک کے ہر گوشے میں نور فشاں ہے

یہ کان جو سنتے ہیں ہر اک صبح ہر اک شام
اس ملت بیضا کی تباہی کا فسانہ
ہر لمحہ ہے نقارۂ احساس کی اک ضرب
ہر سانس ہے موج غم فردا کا دہانہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اخلاص کی کشتی کا سہارا ہیں یہ بازو
یہ بانہہ نہیں قصرِ تمدن کا ستون ہے
حسنِ رخِ انجم ہے اِس قوم کا پندار
یہ حوصلہ یہ عزمِ مصمم یہ جنوں ہے
معبود کی درگاہ میں یہ کٹتی ہوئی راتیں
مخلوق کی خدمت میں گزرتے ہوئے ایام
کردار کے غازی کو ہے دن رات برابر
نخچیر ہیں فتراک میں اس کے سحر و شام
پابندیٔ اخلاق میں ہے چہرہ متبسم
خونناب ہے دل اُمتِ مرحوم کے غم میں
اللہ رے پابندیٔ سنت کا توازن
جھڑتے ہیں تبسم کے گہر شدتِ غم میں
جلوت ہے تو ہے گرم کوئی مسندِ ارشاد
خلوت ہے تو انوارِ حقیقت میں نہاں ہے
پنہاں ہے خموشی میں تکلم کی حلاوت
گفتار کے ہر بول میں حکمت کا جہاں ہے
کرتی ہے مجاہد کے عزائم کی صلابت
پتھر کی چٹانوں کو بھی جوں موجۂ سیال



www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پیشانیٔ تیرہ سے ہیں زورِ حوادث
ہے ذرۂ اسرار انہی پاؤں سے پامال
قانون حکومت ہو کہ دستورِ زمانہ
مذہب کا مخالف ہو تو مومن نہیں پابند
اس دور میں کس مردِ مجاہد نے کیا فاش
اوہام سے آزاد ہے مذہب کا گلو بند
ساکت ہے جہاں آج ہر اک شورِ عمل سے
ملت کا ہر اک بازوئے فعّال ہے ہیچ
اٹھا ہے کمر باندھ کے اک مردِ سکندر
پھر ملک بدر ہونے کو ہے اُمتِ یاجوج
ہر قطرۂ خوں میں ہے اُمنگوں کا تلاطم
جذبات کا سینے میں بیٹھے ہوئے طوفاں
سیلِ غم و اندوہ سے ہنس ہنس کے گزرنا
اسلام کی توقیر پہ مر مٹنے کا ارماں
ہے عالمِ ملکوت میں اک رنگ کا عالم
کس پیکرِ خاکی کی فرشتوں میں ہے شہرت
اے اہلِ زمیں دید و خبر اہلِ فلک کو
کہتے ہیں اسی ذات کو ہم حافظِ ملت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حافظِ ملت کی ذات

از راجہ رشید محمود ایم اے، لاہور، پاکستان

رہنمائے اہلِ سنت حافظِ ملت کی ذات
تھی عزیزِ ملک و ملت حافظِ ملت کی ذات

نورِ علمِ حضرتِ صدر الشریعہ کی ضیا
جانشینِ اعلیٰحضرت حافظِ ملت کی ذات

حضرتِ صدر الشریعہ کے تدبر کی امیں
صدرِ اربابِ بصیرت حافظِ ملت کی ذات

کشورِ عرفاں کی ہے کشور کشا، فرماں روا
مرکزِ رشد و ہدایت حافظِ ملت کی ذات

مقتدائے اہلِ استغنا، مہ و مہر وفا
پیکرِ خلق و مروت حافظِ ملت کی ذات

صاحبِ کردارِ سلفِ صالحیں بے شک ہوئی
حامی و غمخوارِ ملت حافظِ ملت کی ذات

ہے حکیمِ امتِ مرحوم، نباضِ حیات
وجہِ استیصالِ بدعت حافظِ ملت کی ذات

نازشِ اسلاف، فخرِ عالمانِ دیں رہے
تاجدارِ شہرِ عظمت حافظِ ملت کی ذات

رہبرِ راہِ شریعت، سالکِ راہِ وفا
محوِ درسِ آدمیت حافظِ ملت کی ذات

ہے امینِ علم و دانش، رازدارِ معرفت
واقفِ سرِّ محبت حافظِ ملت کی ذات

حضرتِ احمد رضا خاں کے تلطف سے ہوئی
دشمنانِ دیں پہ شدت حافظِ ملت کی ذات

زاہدِ شب زندہ دار و عابدِ رنگیں نوا
آبروئے دین و ملت حافظِ ملت کی ذات

شہریارِ کشورِ ذوق و یقین و معرفت
تاجدارِ علم و حکمت حافظِ ملت کی ذات

پیشوا و مقتدائے اہلِ دیں عبد العزیز
تھی نگہبانِ شریعت حافظِ ملت کی ذات

عارفِ حق، عالمِ دیں صدرِ اربابِ کمال
مظہرِ صدرِ شریعت حافظِ ملت کی ذات

رازدارِ عصرِ حاضر، مخزنِ علم و یقیں
عاملِ قرآن و سنت حافظِ ملت کی ذات

تشنگانِ معرفت کی پیاس بجھتی تھی یہاں
تھی سراپائے طریقت حافظِ ملت کی ذات

زندگی احقاقِ حق، ابطالِ باطل کا نشاں
راہیِ راہِ صداقت حافظِ ملت کی ذات

عاملِ شرعِ متیں و نازشِ اہلِ یقیں!
پاسبانِ دین و ملت حافظِ ملت کی ذات

مدح گو محمود آخر کیوں نہ ہو ان کا کرے
مرکزِ حسنِ عقیدت حافظِ ملت کی ذات

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فراز مبارکپوری

وقارِ قوم

حافظِ ملت، فدائے صاحبِ ام الکتاب
آسمانِ زہد و تقویٰ کے درخشاں آفتاب

جاں نثارِ سید الکونین، ختم المرسلیں
نکتہ دانِ دینِ برحق، پاک طینت، پاک بیں

پیکرِ ایثار و ہمت، غازیِ جہد و عمل
خلق کے لب کا تبسم، فکر کے ماتھے کا بل

مرشدِ بزمِ طریقت، مشعلِ راہِ یقیں
سنت کے رخ کا غازہ، قوم کی روشن جبیں

علم پرور، قوم کا نباض، خوش فطرت غنی
عدل گستر، قول کا پکا، ارادوں کا دھنی

قوم کا غم جس کو رہتا تھا مسلسل، مستقل
جس کے سینے میں دھڑکتا تھا سدا ملت کا دل

جس کے دم سے آج دنیا میں ہے ملت سرخرو
جس نے نبضِ قوم میں دوڑا دیا تازہ لہو

وہ رئیسِ جامعہ، ذیشان، عالی مرتبت
فقر میں بھی درسگاہِ علم جس کی سلطنت

جس نے مستقبل کو دیکھا تھا نگاہِ حال سے
منزلیں لپٹی تھیں جس کے پائے استقلال سے

منفرد تھا جو ہمیشہ محفلِ تقدیس میں
جس نے صد ہا گل کھلائے گلشنِ تدریس میں

اہلِ دانش کی بصیرت، اہلِ دل کے سر کا تاج
آشنائے رمزِ قرآں، بزمِ ملت کا سراج

پیرہن کا ظرف جس کی چاک دامانی میں تھا
صبر و استغنا کا سورج جس کی پیشانی میں تھا

سوز و سازِ عشق کے دربار کا روشن چراغ
سادہ دل، صالح نظر، ثابت قدم، حاضر دماغ

گلشنِ ملت کو جس نے کی ہے شادابی عطا
اس کے حق میں قوم کے دل سے یہی نکلی صدا

اے وقارِ قوم اے پیرِ طریقت زندہ باد
زندہ باد اے حافظِ (تنظیمِ) ملت زندہ باد

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نذرِ خلوص

مولانا خوشتر صدیقی قادری نیلسن۔ برطانیہ

حافظِ دین و ملت کو نیند آگئی — قائدِ اہلِ سنت کو نیند آگئی
جاں نثارِ شریعت کو نیند آگئی — رازدارِ طریقت کو نیند آگئی
مخزنِ علم و حکمت کو نیند آگئی — معدنِ خیر و برکت کو نیند آگئی
فضلِ صدر الافاضل بھی رخصت ہوا — بدرِ صدرِ شریعت کو نیند آگئی
سونا سونا سا محراب و منبر ہوا — کس کی شانِ خطابت کو نیند آگئی
سونے والا کوئی باخبر ہو گیا — لوگ کہتے ہیں حضرت کو نیند آگئی
ضبط اُن کا اللہ اکبر نہ پوچھ — جھک گئے غیر جرأت کو نیند آگئی
ہندستان و مبئی سے علوم کر — کس کی علمی جلالت کو نیند آگئی
فرش مغموم ہے عرش پہ دھوم ہے — فیضیابِ نبوت کو نیند آگئی
بھیگی آنکھوں سے جو محو حقیقی رہا — آج اس کو وہ رفعت کو نیند آگئی
جامعہ تیرے دیوار و در کی قسم — پیکرِ استقامت کو نیند آگئی
داعیِ مسلکِ اعلیحضرت چلا — حامیِ اعلیحضرت کو نیند آگئی
اک مجسم عمل آہ رخصت ہوا — اک سراپا کرامت کو نیند آگئی
مژدۂ وصل نے مطمئن کر دیا — شادکامِ زیارت کو نیند آگئی
سالِ رحلت ملا جن کا مغفور سے — آہ ہے مغفور حضرت کو نیند آگئی
۱۳۹۶ — ۱۳۹۶

بجھ گیا آہ خوشتر چراغِ سحر
میرے آقائے نعمت کو نیند آگئی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پروفیسر انجم عرفانی گورکھپوری
صدر شعبۂ اردو ایم ایل کے پوسٹ گریجویٹ کالج بلرام پور

صدائے غم

اک سانحہ کہ سانحۂ جان و دل کہیں
اک سانحہ کہ لوح و قلم سوگوار ہیں
نقصان ایک قوم کا ملت کا ہی نہیں
انسانیت کا چہرۂ روشن دھواں دھواں
ملتی نہیں ہے راہ، اندھیرا ہے بے پناہ
جمتے نہیں قدم کہ رگوں میں ہے اضطراب
ہمت ہے پست، عزم شکستہ، خراب حال
مایوسیوں کا پھیلا ہوا ہر طرف ہے جال

صحرا کی تیز دھوپ میں جھلسا کے بدن
آنکھوں سے قطرہ قطرہ ٹپکتا رہا لہو
اک بے اماں اُداسی کا منظر تھا چار سو
اک بے پناہ غم کا مکمل حصار تھا
ہر گام منتظر وہاں اک نوکِ خار تھا
پرسانِ جان و مال، نہ پرسانِ دین کوئی
جیسے نیا ہو آسماں اور ہو زمیں نئی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دامن تا خفا ہے تو سایہ ہے دُور دُور
شفقت کے ابر میں نہ زلفت کی چھاؤں ہے
آنکھوں کی نرم نرم مروت کی چاندنی
وہ عطیہ برگِ گل کا تبسم حیا کا رنگ
ہے بند باب حکمت و عرفان و علم و دیں
وہ نغمہ قال اللہ و قال الرسول آہ
وہ تھا ہے یوں کہ شہد بھی کانوں میں گھولتا
اس سازِ سرمدی کی نوا بزم میں کہاں
دستِ طلب سے دستِ سخا خفا خفا
صحرا میں ایک بھی نہیں روشن ہے نقشِ پا

اے گوہرِ بزم ہے کہاں بوریہ نشیں
ٹھوکر میں تھی تختِ جم و کے کو تھا ہراس
آہن ہوا ہے تو وہ تھا خاک و نفس
تیری گودی صلابت تو وہ دو سنگ و خشت
قطرہ کہ جس کا مول گراں تر جہاں میں نہیں
لحن کہ جس میں صدیوں کا آہنگ با شمول
قطرہ، فضائے گوش میں گھل جائیں تو وہ پھول

پیچم فلک اسیر، مگر آسماں کند

www.izharunnabi.wordpress.com

[illegible]

www.ataunnabi.blogspot.com

ہمت جبل شکست، ہوا عزم کوہ شکار
ظاہر میں مشت خاک نحیف و گر ضعیف
تھا باشگفت اُس کی نظر دل فریب و کر
انصاف دوست دل کا کھری خوشخط پناہ
مشکل پسند، محو ہنر، امتحان دوست
بیباک و راست حد امکان نہ تھا قیاس
اب کتنا سونا سونا سا لگتا ہے یہ دیار

تھا نقش لوح دل پہ ہر اک حرف دلبری
دیو زباں صحیفۂ اوّل تھا روز و شب
ہمت کا پاسبان و حافظ و نگہبان
گم کردہ رہروانِ سفر کا وہ خضر راہ
بیمار قوم کے لئے اکسیر جس کی آہ
نیزہ نگاہ کے لئے بیٹھا جبیں تھا وہ
ٹوٹے ہوئے دلوں کے لئے مرہم شفا
تاریکی فضا میں ستارہ تھا نور کا
اس دورِ گمرہی میں صراط الذین حنیف
اس عہد جہل میں تھا وہ الضالین حریف
وہ بندۂ خدا تھا، غلام رسول تھا

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہر شے جو ہے جہاں میں وہ کسی ہنر کا جمال تھا

ہاتھوں کو بوسہ نور بنا گیا
کہیں کو وہ حرف شعور بنا گیا
قطرہ کو اپنے شفق سے گوہر بنا گیا
کسی ذرہ خاک کو وہ رشک مہ بنا گیا

کیا اپنے نظر جو بھی لطف کے فیض سے
کہ حیرت کدہ کو وہ نکتہ گر بنا گیا
اک ساغر لطف کے وہ جو کچھ پلا گیا
وہ بے نوا کو بھی سے وہ تاجور بنا گیا

حیات مقدس

شغلِ جہاں بانی سے کر لے
نبی کی محبت کے صدیقوں کیلئے
جہاں غلامیات مومنوں کیلئے
جہانِ خیرِ مرکب کیلئے
جہانِ شیت سے عشق کے لالوں کیلئے

وہ حیات قدس کے گل بن
وہ جس کے حسن سے عالم ہے
تھا جس سے جمال و رنگ
تمہارے دل میں جو ہے وہ جسم
نور صداقت خلیل محمد
قیامت تک کا وہ سبق
اپنے حیات سے منور دل کیلئے

ابن صادق مساوی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کہاں سے لاؤں

ترجیع بند

از منیر دوگامی

آہ اب حافظِ ملت کو کہاں سے لاؤں
بزمِ انجم سے شبستانِ جہاں سے لاؤں
کوہ سے دشت و بیاباں سے مکاں سے لاؤں
بحرِ زخّار سے دریائے رواں سے لاؤں
لامکاں دور ہے کس طرح وہاں سے لاؤں
آہ اب حافظِ ملت کو کہاں سے لاؤں

عہدِ پیری میں بھی وہ عزمِ مصمم کا امام
جسکو اللہ نے بخشی تھی زبانِ الہام
اُنکی گفتار کا کردار کا اونچا تھا مقام
ایسا کسکو میں زمیں اور زماں سے لاؤں
آہ اب حافظِ ملت کو کہاں سے لاؤں

یومیہ ہوتا تھا اک دورِ کلامِ حق کا
ذکر مذکور رہا کرتا تھا نامِ حق کا
انجمن آراستہ ہوتا تھا پیامِ حق کا
وہ بہارِ ابدی فصلِ خزاں سے لاؤں
آہ اب حافظِ ملت کو کہاں سے لاؤں

آہ اک نادر و نایاب کو کھو بیٹھے ہیں
نیشترِ موت کو سینہ میں چبھو بیٹھے ہیں
اشکِ خوں ناب سے مژگاں کو بھگو بیٹھے ہیں
اب خطیب ایسا کہاں کوئی کہاں سے لاؤں
آہ اب حافظِ ملت کو کہاں سے لاؤں

عجب انداز سے تقریر وہ فرماتے تھے
دل میں مضمون گہربار اتر آتے تھے
راہِ دشوار سے وہ صاف گذر جاتے تھے
اُنکی تمثیل میں کس ذکر و بیاں سے لاؤں
آہ اب حافظِ ملت کو کہاں سے لاؤں

لفظ و معنی کے نئے تخم وہ بو دیتے تھے
دُرِّ یکدانہ کو لالا کے پرو دیتے تھے
بات میں حسنِ تکلم کو سمو دیتے تھے
کیا تکلم تھا میں کیا ہوں کہ زباں سے لاؤں
آہ اب حافظِ ملت کو کہاں سے لاؤں

خُمِ عرفاں کے بھرے جام اُنڈھائے گا کون
تشنگی قلبِ پریشاں کی بجھائے گا کون
وہ تو آئے نہیں پھر بزم میں آئیگا کون
میں منیرؔ انکو بھلا باغِ جناں سے لاؤں
آہ اب حافظِ ملت کو کہاں سے لاؤں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تذکرہ

سید سالار

○ گیارہویں صدی عیسوی کی ابتدا میں ہندوستان کی سرزمین پر تبلیغ اسلام کا قصد فرمانے والے بطل جلیل

○ غزنی سے چل کر اجمیر، دہلی، میرٹھ، قنوج ہوتے ہوئے بہرائچ کے خطہ کو ایمان و عرفان سے جگمگانے والے صاحب باطن۔

○ معرکۂ سومنات کے گیارہ سالہ مجاہد اور ظالم حکمرانوں کی شدید مزاحمت کے باوجود خطۂ نیپال تک تبلیغ اسلام فرمانے والے مبلغ۔

○ حضرت سالار ساہو کے نور چشم اور سلطان محمود غزنوی کے پیارے بھانجے سلطان الشہداء سید سالار مسعود غازی رضی اللہ عنہ کے

سوانح — حالات — نصب العین — اور پیغام پر مشتمل پہلی باقاعدہ تصنیف۔

خوبصورت ٹائٹل۔ گلیز کاغذ۔ ڈیمائی سائز۔ صفحات ۱۰۸

قیمت صرف۔ چار روپئے

ان پتوں سے حاصل کریں۔

(۱) دفتر ماہنامہ اشرفیہ
(۲) المجمع الاسلامی
(۳) حق اکیڈمی

پوسٹ مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ یوپی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اشرفیہ کا ماضی اور حال

کاروانِ علم و شعور کا دلنشیں منظر نامہ ——— ایک تاریخ ——— ایک دستاویز

مصنف :- بدر القادری

حدود سلطنت و حکومت میں وقت [illegible] کے اندر کسی مشن یا تحریک کی تاریخ جس میں ملی، دینی، تعلیمی [illegible] مسلمانوں سے بھی بیش قیمت ہے کام کا تعین ہے جو ملت کی سربلندی کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔ الجامعۃ الاشرفیہ جو مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم [illegible] الجامعۃ الاشرفیہ ہے۔

پہلے اس کی ایک مختصر سی عمارت تھی۔ پھر مدرسہ مصباح العلوم کی مستقل عمارت باغ فردوس [illegible] ایک شہر آباد ہے جس کا [illegible] پچاس سالہ مدت میں [illegible] حالات سے گذر کر [illegible] اشرفیہ کا ماضی اور حال کے صفحات پڑھ لیجیے۔

قیمت :- پانچ روپیہ

ملنے کا پتہ :- دفتر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

از استاذ الشعراء رحمت الٰہی برق صدیقی اعظمی

قطعات تاریخ

وصال حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مراد آبادی نور اللہ مرقدہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

آہ عبد العزیز نیک صفات
سالک راہ و عارف باللہ
وارث علم احمد مرسل
پیکر خلق و مرد حق آگاہ
صابر و شاکر و حلیم و غیور
عارف کامل و عمیق نگاہ
پیکر علم و حلم و زہد و ورع
محو حق عاشق رسول اللہ
اٹھ گئے آج دار فانی سے
سونی سونی ہے بزم ملت آہ
آپ سچ مچ تھے حافظ ملت
ذی شرف ذی وقار و عالیجاہ
مرگ عالم ہے مرگ یک عالم
کیوں نہ ہو سب کو صدمہ جانکاہ

یاد حق دل میں تھی دم آخر
لب پہ تھا لا الٰہ الا اللہ
بزم عالم سے اٹھتے ہی اُن کو
مل گیا درجۂ فنا فی اللہ
خامہ برق نے لکھی تاریخ
دونوں مصرعے ہیں جس کے صاف گواہ
داخل خلد ہے محب نبی
داخل خلد ہے ولی اللہ
دونوں فقرے ہیں ہم عدد یعنی
ہے محب نبی، ولی اللہ
دونوں جملوں کا ایک ہے مفہوم
اس میں کوئی بھی شک نہیں واللہ
من اطاع الرسول کوئی کہے
یا کہے کوئی من اطاع اللہ
یہ ہے تفسیر آیۂ قرآں
خوب اس کو سمجھ کے ہو آگاہ

[illegible] ۱۹۷۶

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

رہروِ دوراں

حضرت مولانا سید ابوالکمال برق نوشاہی سجادہ نشین دربار نوشاہی گجرات پاکستان

دریغا! کہ علام عبدالعزیز
بجاں آفریں داد جانِ عزیز
کرم معظم، فقیہہ ذی جلال
مفسر، محدث فقید المثال
بعلم و فضل بود ممتاز آں
بسلکِ فقر صاحبِ راز آں
جہانے ز فیضش شدہ فیضیاب
بعالم کرمہائے او بے حساب
جہاں از فیوضات معمور بود
مبارک بود رہ بقعۂ نور بود
چوں آں مرد ذی جاہ محدث عظیم
برفت از جہاں سوئے جنت نعیم
بسالش چنیں برق دُرِ بسفت
محدث زمن از جہاں رفت، گفت

١٣٩٦ھ

دریغا! حسرتا! وا مردے علام
جناب عبدالعزیز نیک فرجام
محدث ہم فقیہہ و نیک نامش
جہاں معمور بُد از فیض عامش
عزیز ملت شمع شریعت
وجودش مظہر نور طریقت
خیالی بود محتاج خیالش
رُخِ صدرا منور از جمالش
بمنطق فلسفہ، فقہ و معانی
نبودش در جہاں ہیچ ثانی
چوں رازی بود در تفسیر قرآں
بسلکِ عارفاں رومی دوراں
محدث اہلسنت صاحب شان
بزیبد برسر او تاج عرفان
چوں آں صدر الافاضل از جہاں رفت
بعزّ و احترام اندر جناں رفت
ز وصلش برق ایں دُرِ بسفتم
کلیم دیں محدث رفت، گفتم

١٩٧٦ء

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سید ابو الکمال برق نوشاہی سجادہ نشین دربار نوشاہی۔ گجرات پاکستان

حسرتا آں حامیِ شرعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم — شیخ عالم حاویِ فرع و اصول

آں محدث اہلِ سنت باتمیز — یعنی حضرت حافظ عبد العزیز

عارفِ حق ناصرِ دینِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم — جانشین مولوی معنوی ؒ

سینہ اش از نورِ حق پُر نور بود — آں ز جامِ معرفت مخمور بود

شارحِ اقوالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفیٰ — وارثِ علمِ علیِ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

بست رختِ سفر از فانی جہاں — شد جہاں ماتم کدہ از مرگِ آں

سالِ وصلش گفت برقِ بوالکمال
ہادیِ محمد دم پاکیزہ خیال ۱۳۹۶ھ

علامہ سید محمد قائم قتیل داناپوری پٹنہ

افضل محدث اکمل مفسر — عبد العزیز آں شیخ زمانہ

گفتا قتیل از سال وفاتش — آمد بہ جنت مقصود خانہ

۱۳۹۶ھ

ولہ

حافظ ملت و پیر ہمہ — صاحبِ خوبی و مسند نشین

گفت تاریخ وفاتش قتیل — جو ہر فرد بخلد بریں

۱۳۹۶ھ

سند المحدثین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی و سید المحدثین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث مبارکپوری قدس سرہما دین کے دو آہنی بازو تھے۔ (علامہ قتیل داناپوری)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا القمرین بناری

حافظ بزم فضیلت چل بسے
دیکھے درس علم و حکمت چل بسے
رہبر دین متیں تھے بالیقیں
نائب صدر شریعت چل بسے
مسلک احمد رضا کے تھے امین
آہ وہ شاہ امانت چل بسے
زندگی جنکی ہے مصباح صراط
کرکے وہ رشد و ہدایت چل بسے
عزم محکم ان کا تھا کتنا بلند
کرکے قائم باغ حکمت چل بسے
یہ بنائے جامعہ پائندہ باد
دشمنوں کو دیکے عبرت چل بسے
اے عزیز قوم و ملت آفریں
دیکے تم کو جاہ و عزت چل بسے
وہ غریق رحمت حق کیوں نہ ہوں
سب کو دیکر حق کی دعوت چل بسے
آج وہ مغفور ہیں لقمان کہو
ہو کے وہ شیخ طریقت چل بسے

مولانا غلام حسین یوگوانی سیالکوٹ (پاکستان)

قافلہ سالار

اہل دیں کے قافلہ سالار ہیں عبد العزیز
سر گروہ حلقۂ اخیار ہیں عبد العزیز
اتباع سنت خیر البشر اُن کا شعار
جاں نثار احمد مختار ہیں عبد العزیز
ترجمان مسلک ارباب سنت بالیقیں
منکروں کے واسطے تلوار ہیں عبد العزیز
قائم و دائم ہے جن سے عظمت دار العلوم
علم کے وہ قلزم ذخار ہیں عبد العزیز
غیرت انجم ہے ہر ذرہ مبارک پور کا
صورت مہ ہر طرف ضو بار ہیں عبد العزیز
ملت اسلامیہ کو ناز ہے جن پر بجا
قوم کا وہ دیدۂ بیدار ہیں عبد العزیز
بالیقیں اپنے مقدس کارناموں کے طفیل
جنت الفردوس کے حقدار ہیں عبد العزیز
جن کے دم سے ہے فضائے بزم گیتی عطر بیز
اے قمر وہ گلشن بے خار ہیں عبد العزیز

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مولانا صفی اللہ سرور القادری

غفر اللہ لہٗ

۹ ۱ ۳ ۹ ۲

از مفتی شریف الحق صاحب امجدی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ دائما ابدا

۹ ۳ ۱ ۱۴۰۱ ھ

کمال جمشید پوری

حسن عمل تفسیر محبت
حامی سنت تھا نڈ کھلی ا
آج ہوئے روپوش نظر سے
یادی ما الاستاذ العلماء

۱۳۹۶ھ

کمال جمشید پوری

قطعہ تاریخ

وہ مرد حق و مرد خدا
خورشید فن ماہ یقیں
صد حیف کہ رخصت ہوگیا
صدر شریعت کا امیں

۱۳۹۶ھ

از قلم
احمد مصطفےٰ
بی۔ اے۔ ایل ایل بی مراد آباد

مادۂ تاریخ وصال

حضور حافظ ملت

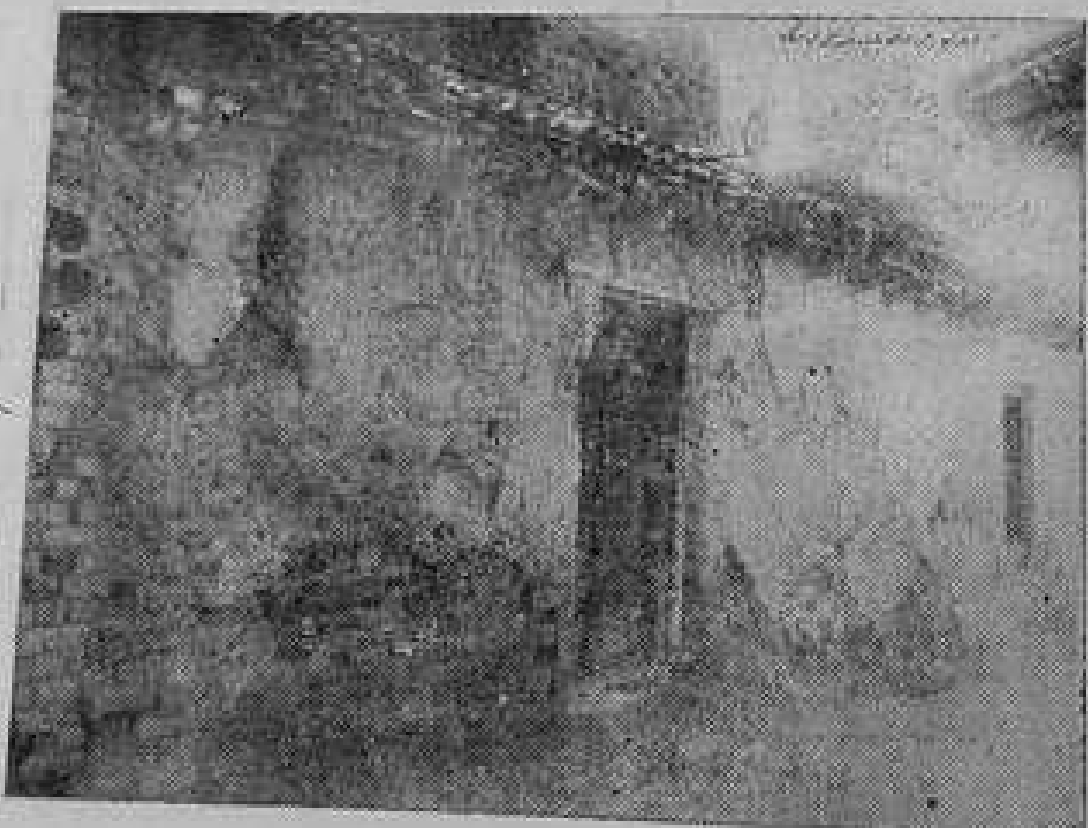
باد موئے مرگ چل گیا! افسوس
سایہ مرشد کا اٹھ گیا! افسوس
کس کو اب رہنما بنائیں گے
حافظ قوم نہ رہا! افسوس

۱۳۹۶ھ

www.izharunnabi.wordpress.com

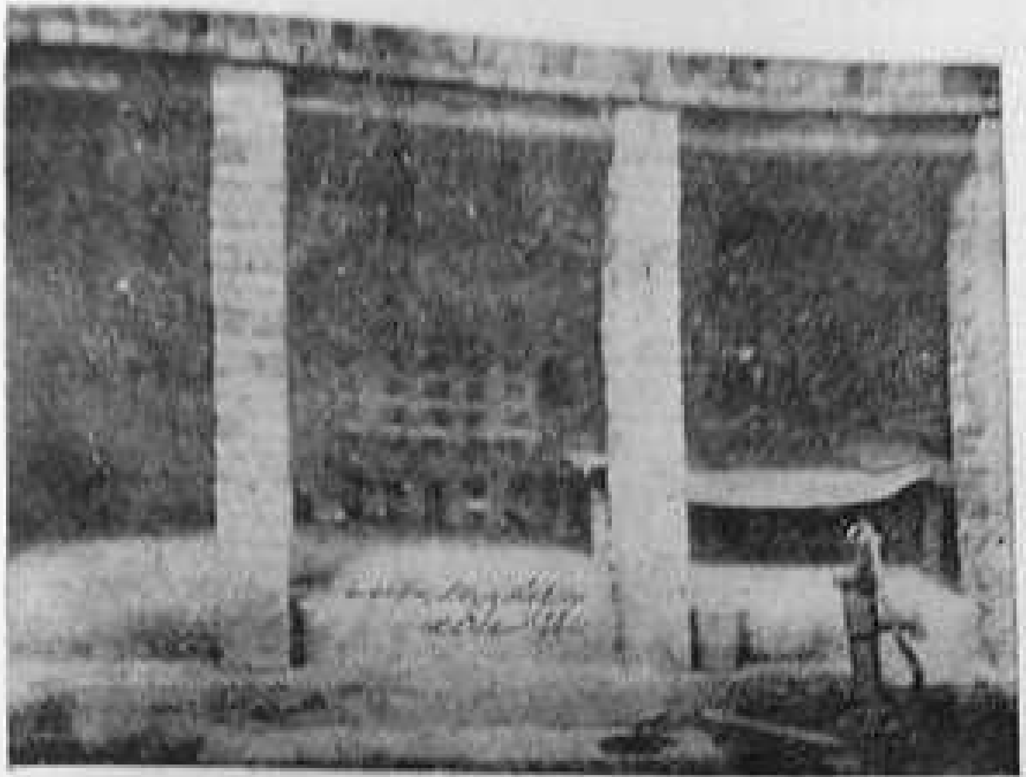
www.ataunnabi.blogspot.com





www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com





www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com



دارالاقامہ (ہاسٹل) الجامعۃ الاشرفیہ کا بیرونی منظر



اشرفیہ مارکیٹ واقع گولہ بازار مبارک پور

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com





www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com







www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com



حضور حافظِ ملت کی نشستگاہ



الجامعۃ الاشرفیہ بلڈنگ کا مغربی رُخ

www.izharunnabi.wordpress.com





www.ataunnabi.blogspot.com



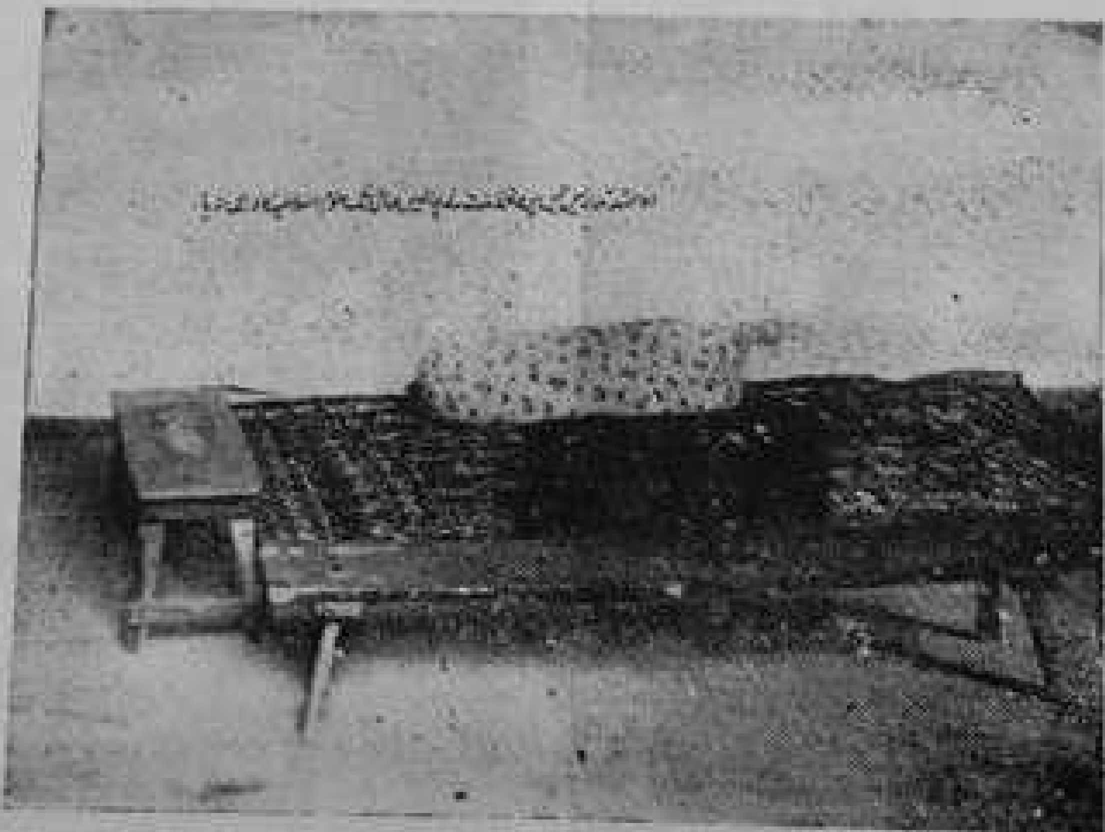


www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com



عربک یونیورسٹی گراؤنڈ میں پھیلی ہوئی عمارت کا ایک منظر



www.izharunnabi.wordpress.com